ترجمہ منتخب التواریخ

عہد اکبر بادشاہ مین مولوی عبدالقادر بدایونی نے تصنیف کیا
اور اُسکے حالات ہم عصری اور چشم دید عہد اکبر بادشاہ کے قابل
انظار اولوالابصار ہین
زمانہ کے رواج اور فہم وادراک کی سہولت کے لیے فارسی سے
حسب ایماے مالک مطبع افضل الفضلا مولوی احتشام الدین صاحب
متوطن مرادآباد نے ترجمہ کیا

بار دوم

مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ مین چھاپا گیا

سنہ ۱۸۸۹ء

اعلان - حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے -

فہرست منتخب التواریخ

بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

منتخب التواریخ اردو

مطبع منشی نولکشور میں مطبوع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزارون ہزار شکر وسپاس اُس شاہنشاہ حقیقی رب الارباب کو کہ جسنے اس جہان خراب کو بواسطہ انتظام
سلاطین عظام معمور وآباد کیا اور درود نامحدود جمیع انبیا خصوصًا نبی امین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین اور
اُنکے آل واصحاب کو جنہون نے قانون شریعت غرا فلاح عالم کے لیے ایک دستور العمل ایجاد کیا اما بعد
واضح ہو کہ علم تاریخ اشرف علوم ہے اسکی شرافت سبکو معلوم ہے ارباب نظر کا سخن ہے کہ فضیلت اسکی بھی مثل
آفتاب سے سوا روشن ہے اس علم مین کتاب لاجواب منتخب التواریخ تصنیف علامہ دہر وحید
عصر مولوی عبد القادر صاحب بدایونی خوبی مین شہرۂ آفاق ہے اسکی عمدگی پر تمام جہان کا اتفاق ہے
لیکن بسبب عبارت فارسی کے خواص اس سے حظ اُٹھاتے تھے عوام اُردو دان محروم
رہجاتے تھے درینولا کمترین محمد احتشام الدین متوطن مرادآباد [illegible] نے حسب الامر
عالی مقدار رئیس نامدار خالص آفرینش قدر شناس ارباب دانش فیض رسان عالی نسب والا مناقب
جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہم ترجمہ اسکا اُردو [illegible] [illegible] تمام [illegible]

پہلا طبقہ غزنوی بادشاہون کا

ذکر سلطان ناصر الدین سبکتگین کا

سب سے پہلے مسلمانون مین بعد محمد قاسم چچیرے بھائی اور داماد حجاج بن یوسف کے جسنے سنہ ۹۳ھ مین
ہندوستان پر حملہ کرکے سندھ اور ملتان اور گجرات کو فتح کیا تھا ناصر الدین سبکتگین اور اُسکے بیٹے محمود سے

ہندوستان پر جہاد کیا اور لاہور مین سلطنت قائم کر کے دین اسلام کو رواج دیا جو آج تک جاری ہی اُسکی اولاد مین
دو سو پندرہ برس یعنی سنہ تین سو سرسٹھ سے سنہ پانسو بیاسی ہجری تک پندرہ بادشاہون نے حکمرانی کی سلطان
ناصر الدین قوم کا ترک اور غلام سلطان الپتگین کا تھا اور وہ غلام امیر منصور بیٹے نوح سامانی کا بعد وفات ابو اسحق بیٹے
الپتگین کے باتفاق ارکین سلطنت سنہ تین سو سرسٹھ ہجری مین شہر بست مین تخت پر بیٹھا اور جہاد کا ارادہ کر کے
ہندوستان پر فوج کشی کی کوہ جود کی سرحد پر راجہ جیپال سے مقابلہ ہوا اور بعد بہت سی لڑائی کے صلح
ہوگئی بعد چند روز کے راجہ جیپال نے بدعہدی کی اور بہت راجے اپنے مددگار بنا کر ایک لاکھ سوار
اور بیشمار ہاتھی ساتھ لیکر دوبارہ لڑنے کا ارادہ کیا لمغانات کے قریب لڑائی ہوئی آخر سلطان ناصر الدین نے
فتح پائی اور راجہ جیپال ہندوستان کی طرف بھاگا سلطان نے لمغانات پر اپنا قبضہ کر کے اور خطبہ اپنے
نام کا جاری کیا بعد ازان امیر منصور سامانی کی مدد کو گیا اور خراسان اور ماوراء النہر تک بڑی بڑی لڑائیان
فتح کین پھر ماہ شعبان سنہ تین سو ستاسی ہجری مین بیس برس سلطنت کر کے انتقال کیا

ذکر سلطان محمود بیٹے سلطان ناصر الدین غزنوی کا جسکا لقب یمین الدولہ تھا

جب سبکتگین غزنین کے رستہ مین مرنے لگا تو اُسنے اسمعیل اپنے چھوٹے بیٹے کو ولیعہد کیا جب یہ خبر محمود کو پہنچی
تو اُسنے چھوٹے بھائی اسمعیل کو اس مضمون کا خط لکھا کہ غزنین مجھکو دیدے اور بلخ تم لے لو اسمعیل نے نہ مانا آخر لڑائی
ہوئی اور محمود نے فتح پائی چھ مہینے تک اسمعیل غزنین مین گھر رہا آخر لوگون نے صلح کرا دی دونون کی ملاقات
ہوگئی اور محمود بادشاہ مقرر ہوا بعد ازان درمیان سلطان محمود اور امیر منصور اور اُسکے بھائی عبد الملک کے
جھگڑا ہوا محمود غالب آیا اور تمام خراسان اور غزنین اور حدود ہندوستان پر قابض ہوگیا اور چونکہ مان اُسکی رئیس
زابل کی بیٹی تھی اسلیئے اُسکو محمود زابلی بھی کہتے تھے ابتدا مین القادر باللہ عباسی خلیفہ بغداد سے کچھ سختی کے
ساتھ خط کتابت ہوئی مگر آخر کو خلیفہ نے ایک بھاری خلعت اور بہت سے عمدہ عمدہ تحفے محمود کو بھیجے اور یمین الدولہ کا
خطاب عنایت کیا پھر محمود غزنین سے بلخ اور ہرات پر جا کر قابض ہوا اور وہان سے پھر غزنین کو واپس
آیا بعد ازان کئی مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا اور بہت سے قلعے فتح کیے چنانچہ عنصری شاعر نے بادشاہ کی
تعریف مین اسی تقریب پر ایک قصیدہ بھی لکھا ہی جسکا مطلع یہ ہی ع چو ان شاہ خسروان سفر سومنات
کرد * کردار خویش را علم معجزات کرد * ماہ شوال سنہ ۳۹۱ تین سو اکانوے ہجری مین غزنین سے پھر ہندوستان
کا قصد کیا فقط دس ہزار سوار ہمراہ تھے اب کی مرتبہ پرشاور کو فتح کیا اور اُسی ضلع مین جیپال بہت سا لشکر اور

تین سو ہاتھی لیکر مقابل ہوا بڑی لڑائی ہوئی آخر ہفتہ کے دن آٹھوین محرم سنہ ۳۹۲ تین سو بانوے ہجری مین
محمود کو فتح حاصل ہوئی اس لڑائی مین پانچ ہزار ہندو قتل ہوے اور جیپال مع اپنے عزیزون قریبون کے
جو پندرہ آدمی تھے قید ہو گیا لوٹ بھی بہت ہاتھ آئی منجملہ اُسکے جیپال کی گردن مین ایک مروارید کی حمائل
تھی جسکی قیمت ایک لاکھ اسی ہزار اشرفیان تھین اور اسی طرح سب کی گردنون مین حمائلین تھین بعد ازان قلعہ
ترہنڈہ جو جیپال کے رہنے کی جگہ تھی فتح ہوا محرم سنہ ۳۹۳ تین سو ترانوے ہجری مین غزنین سے سیستان کا
سفر کیا اور وہان سے ہندوستان کو متوجہ ہو کر بھاتیہ پر جو ملتان کے ضلع مین ہے فوج کشی کی وہان کا راجہ
بجے راے خوف کے مارے خنجر مارکے مر گیا اور بہت سے ہندو اسی طرح قتل ہو گئے اور وہان سے دو سو
اسی ہاتھی لوٹ مین ملے داؤد بن نصر ملحد حاکم ملتان نے عاجز ہو کر صلح کی اور ہر سال مین بیس
ہزار درم دینا قبول کیے جب ملتان پر فوج آتی تھی تو جیپال کے بیٹے انندپال نے رستہ مین کچھ
چھیڑ چھاڑ کی تھی آخر شکست کھا کر کشمیر کے پہاڑون مین بھاگ گیا تھا غرض یہ سب جھگڑے
سنہ تین سو چھیانوے تک تمام ہو گئے سنہ تین سو ستانوے مین ایلک خان حاکم ماوراء النہر سے
[illegible] مین لڑائی ہوئی وہان بھی محمود نے فتح پائی ایلک خان سنہ ۴۰۳ چار سو تین مین مر گیا سنہ ۳۹۸ تین سو
[illegible] مین ترکستان کو گیا اور ترکون کی لڑائی سے نبٹ کر سکھپال سندھ کے راجہ پر جو مسلمان ہو کر ابو علی
سیمجور کی قید سے چھوٹا تھا اور پھر مرتد ہو گیا تھا فوج کشی کی اور اُسکو پھر قید کیا چنانچہ وہ قید مین ہی مر گیا
[illegible] ننانوے مین پھر ہندوستان پر چڑھائی کرکے انندپال کو شکست دی وہان سے بہت سی لوٹ ملی پھر قلعہ
[illegible] شاید اب وہی تھانہ بھیم کے نام سے مشہور ہے وہان کی رعایا کو امن دیکر فتح کیا اور بہت سے خزانے
[illegible] بھیم کے زمانہ سے دفن تھے ہاتھ آئے شروع سنہ چار سو مین سونے چاندی کے کئی تخت بنا کر
اپنے [illegible] اور لوگون کو دکھانے کے لیے سارا غنیمتون کا مال اپنے تخت کے نیچے ڈال دیا
[illegible] پھر ہندوستان کا قصد کیا اور جتنا ملک باقی رہ گیا تھا اُسپر بھی قابض ہو گیا اور تمام قرامطیون
[illegible] قتل کیا جو باقی رہ گئے اُنکو قلعون مین ہمیشہ کے لیے قید کر دیا داؤد بن نصر کو غزنین مین لیجا کر
قلعہ غوری مین قید کیا چنانچہ وہ وہین مر گیا سنہ ۴۰۲ چار سو دو مین تھانیسر پر چڑھائی کی راجہ جیپال کے بیٹے
جیپال ثانی نے پچاس ہاتھی و بہت سے تحفے پیشکش کرنا منظور کیے مگر بادشاہ نے قبول نہین کیا اور تھانیسر کو
لوٹ کر تمام بتخانے ویران کر دیے اور ایک بڑا مشہور بت جکرسوم نامے جسکے لیے ہندوؤن کو بڑا خیال تھا

غزنین مین لیجاکر اپنے دروازہ پر ڈالدیا سنہ چارسوتین مین غرجستان کو فتح کیا اور اسی سال مین بادشاہ کا ایک قاصد آیا اور جب بادشاہ کو یہ علوم ہوا کہ وہ باطنی مذہب ہے تو اسکو رسوا کرکے نکلوادیا سنہ چارسو چار مین شہر نندنہ پر جو بالناتھ پہاڑ پر آباد ہے فوج کشی کی جیپال ثانی نے کچھ لوگ اس قلعہ کی محافظت کے لیے چھوڑے اور خود کشمیر کی گھاٹیون مین بھاگ گیا چنانچہ وہ قلعہ آسانی سے فتح ہوگیا اور بہاریگ کوتوال کو وہان چھوڑکر جیپال کا پیچھا کیا اس مرتبہ بھی مال غنیمت بہت ہاتھ آیا اور بہت ہندوؤن کو قتل کیا کچھ مسلمان ہوگئے اور کچھ لوگون کو قید کرکے غزنین کو لیگیا سنہ چارسو چھ مین کشمیر کا ارادہ کرکے چلا راستہ مین قلعہ لوہرکوٹ کا محاصرہ کیا کشمیر والون نے اہل قلعہ کی مدد کی اور سوا اسکے برف اور بارش کی بھی کثرت ہوئی اس سبب سے اس قلعہ کو اسی طرح چھوڑکر غزنین کو لوٹ گیا اور اسی سال مین ابوالعباس خوارزم کے بادشاہ مامون کے بیٹے کے ساتھ اپنی بہن کا نکاح کرکے خوارزم کو روانہ کیا سنہ چارسو سات مین کچھ مفسدون نے جمع ہوکر خوارزم کے بادشاہ کو قتل کرڈالا یہ خبر سنکر محمود بلخ کی راہ سے خوارزم کو گیا خمارتاش سپہسالار خوارزم سے بڑی لڑائی ہوئی آخر بادشاہ نے فتح پائی اور التونتاش کو وہان کا حاکم کرکے خوارزم شاہ کا خطاب دیا اور مفسدون کا بخوبی انتظام کرکے مراجعت کی سنہ چارسو نو مین قنوج کا ارادہ کیا اور ہندوستان کے بڑے ہولناک سات دریاؤن سے عبور کرکے قنوج پر پہونچا وہان کے حاکم کورہ نام نے بہت سی پیشکش دیکر اطاعت قبول کی بادشاہ نے اسکو امن دیکر قلعہ برنہ کا قصد کیا وہان کا حاکم بروت نامی قلعہ اپنے آدمیون کو سونپ کر الگ ہوگیا اور قلعہ والون نے بھی ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور تیس ہاتھی نذر کرکے امن پائی وہان سے قلعہ مہاون کا جو دریاے جون کے کنارے پر ہے ارادہ کیا وہان کا حاکم کلچند نامے ہاتھی پر سوار ہوکر اس ارادہ مین تھا کہ دریا اترکر بھاگ جاے یکایک کچھ بادشاہ کے لشکر والے پہونچ گئے راجہ نے ڈرکر اپنے ہاتھ سے خنجر مار لیا وہان سے پچاسی ہاتھی اور بہت مال غنیمت کا حاصل ہوا بعد ازان متھرا کا قصد کیا یہ شہر مولد سری کرشن کا ہے جسکو ہندو اپنے اعتقاد مین خدا کا اوتار سمجھتے ہین اور بڑا معبد اس قوم کا ہے وہان بتخانے بھی بہت ہین یہ شہر بے لڑائی بھڑائی کے فتح ہوگیا تمام شہر کو غارت کیا مال غنیمت بے انتہا حاصل ہوا منجملہ اسکے ایک سونے کا بت تڑوایا تو اسمین سے بوزن آٹھ ہزار تین سو اٹھانوے مثقال کے زرخالص اور ایک ٹکڑہ یاقوت کحلی کا جسکا وزن ساڑھے چارسو مثقال تھا نکلا راجہ گوبند چند کے پاس ایک ہاتھی بہت بڑا

اور نہایت عمدہ مشہور تھا اور بادشاہ بھی بدل اُسکا طالب تھا مگر راجہ نہ دیتا تھا اتفاقاً ایک روز چھوٹ کر
بے فیلبان بھاگ نکلا اور بادشاہی خیمہ کے پاس آکھڑا ہوا بادشاہ کو اِس سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور اُسکا نام داد
نام رکھا جب غزنین میں جاکر اِس سفر کے لوٹ کا حساب کیا تو دس لاکھ تریپن ہزار درم اور ساڑھے تین سو ہاتھی شمار ہوئے
کالنجر کا راجہ نندا نام بڑا نامور تھا چھتیس ہزار سوار اور ایک سو پینتالیس ہزار پیادہ اور چھ سو چالیس ہاتھی اُسکی سرکار میں تھے
اور راجہ قنوج جو بادشاہ کا مطیع ہوگیا تھا اس وجہ سے نندا نے اُسکو قتل کر ڈالا اور اُسنے کئی قرب
بادشاہ کے مقابلہ میں جیپال کی بھی مدد کی تھی اس سبب سے ۴۱۰ھ چارسو دس میں بادشاہ نے اُسپر حملہ کیا
دریاے جون کے کنارہ پر لڑائی ہوئی آخر نندا نے شکست کھاکر فرار کیا اُسکے تعاقب میں جاتے تھے اتفاقاً
پانسو چھتیس ہاتھی ایک جنگل میں ملگئے پھر غزنین کو مراجعت کی بہت شہر ہندوون کے مسلمانون کے قبضہ میں
آگئے اور وہان کے لوگ خوشی سے یا جبر سے اسلام ظاہر کرنے لگے ۴۱۲ھ چارسو بارہ میں کشمیر کا قصد کیا
اور ایک مہینے تک لوہر کوٹ کے قلعہ کو گھیرے رہا مگر وہ قلعہ بڑا مضبوط تھا فتح نہ ہوا آخر لوٹ کر بادشاہ
لاہور میں آیا اور شروع بہار میں غزنین کو چلا گیا ۴۱۳ھ چارسو تیرہ میں پھر نندا کے ملک کا قصد کیا جب
گوالیار تک پہونچا وہان کے راجہ نے بہت سے تحفے بطور پیشکش کے بھیجے منجملہ اُنکے پینتیس ہاتھی تھے
بادشاہ نے اُسکا ملک اُسی کو چھوڑا اور وہان سے قلعہ کالنجر کی طرف روانہ ہوا نندا نے تین سو ہاتھی پیشکش بھیجکر
پناہ مانگی اور بادشاہ کی تعریف میں ایک شعر ہندی زبان میں تصنیف کرکے بھیجا بادشاہ نے ہندی زبان دانون
اور اپنے ملک کے شاعرون کو وہ شعر سُنایا سب نے نہایت پسند کیا چنانچہ بادشاہ نے خوش ہوکر پندرہ
قلعون کی حکومت اُسکے صلہ میں عطا کی نندا نے بہت سے جواہرات اور اشیاے نفیس تحفہ میں بھیجین بعد ازان
بادشاہ غزنین کو روانہ ہوا ۴۱۴ھ چارسو چودہ میں بادشاہ نے لشکر کا جائزہ لیا سواے اُس لشکر کے
جو اطراف ملک میں پھیلا ہوا تھا چون ہزار سوار اور ایک ہزار تین سو ہاتھی دربار میں موجود تھے ۴۱۵ھ چارسو پندرہ میں
بلخ کو گیا جب دریاے جیحون سے اُترا تو سارے ماوراء النہر کے سردار اور یوسف قدرخان تمام ترکستان کے حاکم
استقبال کو آئے اور یوسف قدرخان نے بادشاہ کی بڑی دھوم سے دعوتین کین اور جشن کیے
اور بہت سے تحفہ باہم ایک دوسرے نے دیے ملی تگین ماوراء النہر کے حاکم کے ظلم کی بہت شکایتین
بادشاہ تک پہونچ چکی تھین اور بہت لوگ فریادی آچکے تھے وہ بادشاہ کے آنے کی خبر
سُنکر بھاگ گیا آخر بادشاہ نے تعاقب کرکے پکڑا اور ہندوستان کے کسی قلعہ میں قید کردیا

پھر بادشاہ غزنین کو روانہ ہوا اور چار دن بھر وہین مقیم رہا پھر سومنات پر فوج کشی کی یہ شہر
سمندر کے کنارے ہندوون کا بڑا معبد ہے اور وہان ایک بڑا بتخانہ تھا اُسمین بہت سے
سونے کے بُت تھے اور سب بتون کا سردار سومنات نامے ایک بہت بڑا بت تھا جسکی
وہان پرستش ہوتی تھی بعضے مورخین اسکو وہی منات کہتے ہین جسکو مشرکین عرب پوجتے تھے لیکن
اس بات کی کچھ اصل نہین کیونکہ یہ بت ہندوون کے اعتقاد مین سری کرشن کے زمانہ سے اُسی جگہ تھا
جسکو چار ہزار برس سے کچھ سوا ہوے اور اصل نام بھی اسکا ہندی مین منات نہین بلکہ سومہ ناتھ ہے
جسکا ترجمہ صاحب آرایش ہے الغرض بادشاہ جب گجرات مین پہونچا تو شہر پٹن کو جو اب نہروالہ کے
نام سے مشہور ہے فتح کیا اور وہان سے بہت مال غنیمت حاصل ہوا جب سومنات ہین پہونچا
تو قلعہ کا دروازہ ہندوون نے بند کر لیا بادشاہ نے تمام شہر کو خوب لوٹا اور پھر قلعہ بھی فتح ہو گیا
اور اُس بت کو توڑ کر غزنین مین بھیجدیا اور وہان جامع مسجد کے دروازے پر ڈالدیا جب
بادشاہ نے غزنین کو مراجعت کی تو اس خیال سے کہ پرم دیو ایک بڑا نامی راجہ راستہ مین حائل ہے
اور اُس سے لڑنا مصلحت نہ تھا سندھ کے رستہ سے ملتان کی طرف کوچ کیا اس رستہ مین دانہ
پانی کم ملا اس سبب سے لشکر نے بڑی تکلیف پائی سنہ چار سو سترہ مین غزنین مین پہونچا اس سال مین
بادشاہ کو خلیفہ القادر باللہ نے نیابت کا منصب عطا کرکے ہندوستان اور خراسان اور نیمروز
اور خوارزم کی حکومت کا فرمان بھیجدیا اور بادشاہ کو خطاب کہف الدولۃ والاسلام اور بڑے
شاہزادہ امیر مسعود کو شہاب الدولۃ وجمال الملۃ اور چھوٹے امیر محمد کو جلال الدولۃ اور امیر یوسف کو
عضد الدولۃ اسی طرح سب اہل خاندان کو خطاب عنایت کیے اور اس سال مین بادشاہ نے
ضلع ملتان کے جاٹون کی تنبیہ کا جنھون نے پہلے بادشاہ سے بے ادبیان کی تھین ارادہ کیا اور کشتیون مین
دریائی لڑائی ہوئی اور جاٹون کی چار ہزار کشتیان اور بعضون کے نزدیک آٹھ ہزار کشتیان مع اُنکے
اہل و عیال اور مال و منال کے بادشاہی کشتیون کے صدمون سے غرق ہو گئین اور جو باقی رہے
وہ قتل ہو گئے اور اُنکے اہل و عیال کو قید کر لیا پھر بادشاہ نے حسب مراد غزنین کو مراجعت کی سنہ ۴۱۸ چار سو
اٹھارہ مین باورد کے ترکمانون کا کام تمام کیا اور وہان سے ملک رَے مین جا کر بہت خزانے جو مدتون سے
دفن تھے نکالے اور باطنی اور قرامطی مذہب والون کو بالکل نیست نابود کر دیا اور رَے

اور اصفہان کا ملک اپنے بڑے بیٹے امیر مسعود کے سپرد کر کے غزنین کو مراجعت کی تھوڑے دنون کے
بعد دق کی بیماری شروع ہو گئی لیکن بادشاہ نے سختی کر کے بیماری کو چھپایا اور اُسی طرح تندرستی ظاہر کی
اور اسی حال مین بلخ کو گیا اور بہار کے موسم مین غزنین کو واپس آیا اور اُسی مرض سے پنجشنبہ کے دن
تیئسوین ربیع الاول سنہ چار سو اکیس مین انتقال کیا اور غزنین مدفون ہوا ساٹھ برس کی عمر ہوئی
تئیس برس تک سلطنت کی مرتے وقت سارا خزانہ اور عمدہ اسباب سامنے رکھکر دیر تک حسرت کی
نظر سے دیکھا کیا اور ہائے ہائے کرتا رہا مگر ایک حبہ کسی کو نہ دیا اس بادشاہ نے بارہ مرتبہ ہندوستان پہ
جہاد کیا فردوسی شاعر سے فرمایش کر کے شاہنامہ لکھوایا اور جب اُسنے محنت کر کے لکھا تو کچھ قدردانی
نہ کی قصہ مشہور ہے تذکرہ محمد عوفی مین یہ قطعہ سلطان محمود سے منسوب ہے ۔ ز بیم تیغ جہانگیر و گرز قلعہ کشای
جہان مسخر من شد چو من مسخر رای ۔ گہے بفر و بدولت ہمی نشستم شاد ۔ گہے ز حرص ہمی رفتمے ز جای بجای
بسی تفاخر کردم کہ من کسی ہستم ۔ کنون برابر ہمی بینم امیر و گدای ۔ ہزار قلعہ کشادم بیک اشارت دست
بسی مصاف شکستم بیک فشردن پای ۔ چو مرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت ۔ بقا بقای خدا است و ملک ملک خدای

ذکر سلطان محمد بیٹے سلطان محمود غزنوی کا

بعد انتقال سلطان محمود کے اُسکا بیٹا ملقب بہ جلال الدولہ باپ کی وصیت کے بموجب اہل سلاح اور امراے سلطان
محمود کے مشورہ سے غزنین مین تخت نشین ہوا اور بعد ڈیڑھ مہینے کے امیر ایاز سارے غلامون کو متفق کر کے باغی ہوا
اور خاص دشاہی طویلے کے گھوڑون پہ سوار ہوکر شہاب الدولہ امیر مسعود کے پاس جو سپاہان مین تھا بست کے رستے سے چلا گیا
امیر محمد نے سوندھی راے ہندو کو بہت سا لشکر ساتھ کر کے اُسکے پیچھے روانہ کیا راستہ مین لڑائی ہوئی ایاز غالب
آیا اور سوندھی راے مع اور بہت سے ہنود کے قتل کیا اور اُنکے سر امیر محمد کے پاس بھیج دیے اور نیشاپور مین امیر مسعود سے جا ملا
چار مہینے کے بعد امیر محمد نے بست کی طرف فوج کشی کی جب تکیناباد مین پہونچا سب امیر باغی ہوگئے اور اندھا کر کے قلعہ
بج مین اُسکو قید کر دیا اور سارا خزانہ اور لشکر لیکر ہرات مین امیر مسعود سے جا ملے امیر محمد نے چار مہینے حکومت کی مگر قاضی
بیضاوی نے مدت حکومت چودہ برس لکھے ہین اور قید کی مدت نو برس اور لب التواریخ مین لکھا ہے کہ امیر محمد نے
باپ کے سامنے چار برس غزنین مین حکومت کی اور مسعود کے حکم سے نو برس قید رہا اور جب مسعود قتل ہو گیا تو ایک برس سلطنت کر کے مارا گیا

ذکر شہاب الدولہ سلطان مسعود بن محمود کا

سلطان مسعود سب ارکین سلطنت کے مشورہ سے تخت پر بیٹھا اور ہرات و بلخ مین آکر سردی کا موسم تمام کیا

اور احمد بن حسن میمندی کو جسے محمود نے کالنجر کے قلعہ میں قید کر دیا تھا بُلا کر وزیر کیا پھر بلخ سے غزنین مین آیا
اور وہان سے سیاہان اور ری کا ارادہ کر کے ہرات مین جا کر ترکمانون سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھا کر لوٹا
اور اُسکی کمزوری کے سبب سے ترکمان روز بروز قوت پکڑتے گئے سنہ چار سو تیئیس مین حسن میمندی کا
انتقال ہوا سنہ چار سو چوبیس مین سلطان مسعود نے ہندوستان کا ارادہ کیا اور سرستی کا قلعہ جو کشمیر کے رستہ مین ہے
گھیر لیا آخر فتح ہو گئی اور بہت سا غنیمت کا مال لیکر غزنین کو روانہ ہوا اور سنہ چار سو چھبیس مین آمل
و ساری کو فتح کیا اور کالنجر اور طبرستان تک قاصد بھیجکر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور تغدی بیگ اور
حسین بن علی بن میکال کو بہت سا لشکر دیکر نیشاپور کو ترکمانون کے مقابلے کے لیے روانہ کیا بڑی لڑائی
ہوئی آخر تغدی بیگ شکست کھا کر بھاگ گیا اور حسین قید ہو گیا امیر احمد بن دنیال تگین جسکو بادشاہ نے
ہندوستان مین بھیجدیا تھا وہ بھی باغی ہو گیا بادشاہ نے ناہر نامی ہندوون کے سردار کو اُسکے مقابلہ کے
لیے روانہ کیا احمد لڑائی مین شکست کھا کر سندھ کی طرف بھاگا اور وہان کسی دریا مین ڈوب گیا ناہر نے
سر اُسکا غزنین کو بھیجدیا سنہ چار سو ستائیس مین ایک نیا محل غزنین مین طیار ہوا اور اُسمین ایک تخت جواہرات کا
جڑا ہوا بچھایا گیا اور ایک بڑا تاج اسپر لٹکایا اور بادشاہ نے اُس تخت پر جلوس کر کے اور وہ تاج سر پر رکھکے دربار
عام کیا اور اسی سال مین شاہزادہ امیر مودود کو طبل و علم دیکر بلخ کو روانہ کیا اور خود ہندوستان کی طرف متوجہ ہوکر
قلعہ ہانسی کو فتح کیا بعد ازان قلعہ سونپت بھی مفتوح ہوا دیپال نامی وہان کا حاکم قلعہ خالی چھوڑ کر بھاگ گیا اکثر اُسکا
لشکر قتل ہوا مال غنیمت بھی بہت ہاتھ آیا بعد ازان رام کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا رام نے بہت سے پیشکش
بھیجکر اپنے نہ آنے کا عذر کیا بادشاہ نے قبول کر کے غزنین کی راہ لی سنہ چار سو اٹھائیس مین بلخ
کی طرف ترکمانون پر فوج کشی کی وہ یہ سُنتے ہی بلخ کو خالی چھوڑ کر اطراف و جوانب مین بھاگ گئے بادشاہ نے
جیحون اُتر کر تمام ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا اس عرصہ مین داؤد ترکمان جسنے تغدی بیگ اور امیر حسین کو پہلے
شکست دی تھی بڑی بھاری فوج لیکر بلخ پر متوجہ ہوا بادشاہ یہ سنکر ماوراء النہر سے بلخ مین آیا تو داؤد دور کو
چلا گیا پھر یہ خبر آئی کہ تردی بیگ نے ضلع گورگان مین بڑا فساد برپا کیا ہے اور اُسکے ڈھنگ بغاوت کے
ہین امیر مسعود نے یہ دیکھکر اُسکو قتل کرا دیا پھر بیغو نام ترکمانون کے سردار سے صلح ہو گئی اور یہ عہد ہو گیا کہ
اب کبھی ترکمان فتنہ و فساد نہ کرینگے بادشاہ نے اُنکے ملک کی ایک حد معین کر کے ہرات کو کوچ کیا رستہ مین
ترکمانون کے ایک گروہ نے حملہ کر کے لشکر کے چند آدمی قتل کر ڈالے بادشاہ نے ایک فوج اُنکی

تنبیہ کے لیے مقرر کی چنانچہ کچھ لڑائی کے بعد انکے سر امیر مسعود کے پاس بھیجدیے اور مسعود نے انکے سر
بیغو کے پاس بھیجدیے بیغو نے بہت سے عذر کیے اور یہ بیغو وہی بیغو ہے جسکی تعریف مین ضیاء فارسی نے
قصیدے لکھے ہین بعد ازان امیر مسعود ہرات سے نیشاپور مین اور وہان سے طوس کو جو ترکمانون کے
قبضہ مین تھا روانہ ہوا بڑی لڑائی ہوئی آخر بادشاہ نے فتح پائی اور بہت سے ترکمانون کو قتل کرکے قلعہ پر
اپنا تصرف کر لیا پھر سردی کا موسم نیشاپور مین ہی تمام کیا سنہ چارسو تیس مین طغرل ترکمان کی طرف جسنے باورد مین
بڑی سرکشی کر رکھی تھی ارادہ کیا وہ یہ سنکر بھاگ گیا بادشاہ وہان سے لوٹکر مہنہ کے رستہ سے سرخس کو آیا
رستہ مین مہنہ کے قلعہ کو ویران کر دیا اور تمام وہان کی رعایا کو قتل کر ڈالا اور کچھ لوگون کے ہاتھ پانون کٹوا دیے
پھر وہان سے زیرقان کو گیا وہان ترکمانون سے لڑائی ہوئی اس معرکہ مین اکثر بادشاہی سردار مخالفون سے
جا ملے اور بادشاہ کے ساتھ کچھ تھوڑے لوگ رہگئے اسی حال مین بادشاہ کچھ لڑتا رہا آخر کو اپنی جان بچا لانا
غنیمت سمجھی یہ حادثہ آٹھوین رمضان سنہ چارسو اکتیس مین ہوا وہان سے مرو کو گیا وہان کچھ بھاگی ہوئی فوج
جمع ہوکر آملی پھر غور کے رستہ سے غزنین کو گیا اور بھاگے ہوے سردارون مین سے علی دایہ اور حاجب بزرگ
اور بیگ تغدی کو ہندوستان کے قلعون مین قید کیا چنانچہ سب وہین مر گئے بعد ازان بادشاہ نے
یہ ارادہ کیا کہ ہندوستان مین جاکر بخوبی قوت پیدا کرے اور پھر ترکمانون کو قرار واقعی سزا دے اسی خیال سے
امیر مودود کو بلخ کی حکومت سپرد کی اور خواجہ محمد بن عبد الصمد کو اسکا وزیر بنایا اور امیر محمد کو دو ہزار آدمیون کے
ساتھ ملتان کو بھیجدیا اور غزنین کے قریب پہاڑ پر پٹھانون نے کچھ سرکشی کی تھی انکی تنبیہ کے لیے امیر ایزدیار کو
روانہ کیا اور تمام محمود کے وقت کے خزانے اور اسباب اونٹون پر لدوا کر ہندوستان کو روانہ ہوا اور یہ
حکم بھیجا کہ امیر محمد کو جو حالت کوری مین برغند کے قلعہ مین قید تھا حاضر لاوین جب لشکر رباط ماریکلہ مین
پہونچا غلامون نے خزانے کے سب اونٹ لوٹ لیے اور بغاوت اختیار کرکے امیر محمد سے متفق
ہوگئے بعد ازان امیر مسعود پر حملہ کیا ناچار وہ رباط ماریکلہ کے قلعہ مین بند ہوگیا آخر اسکو گرفتار کرکے کیری کے
قلعہ مین قید کر دیا اور ماہ جمادی الاول سنہ چارسو بتیس ہجری مین جھوٹ موٹ امیر محمد کی طرف سے
کیری کے کوتوال کو حکم بھیجا کہ مسعود کو قتل کرکے سر اسکا ہمارے پاس بھیجدے چنانچہ اسنے یہی کیا یہ قصہ
بموجب نسخہ نظامی کے لکھا گیا مگر قاضی بیضاوی نے یہ لکھا ہے کہ سنہ چارسو بتیس مین مسعود سلجوقیون کے
مقابلہ سے بھاگ کر غزنہ کو گیا اس اثنا مین امیر محمد نے غلبہ پالیا تھا چنانچہ اسنے مسعود کو قید کرکے

قلعہ مین بھیجدیا بعد ازان محمد کے بیٹے احمد نے قلعہ مین جاکر قتل کر ڈالا بیضاوی نے مسعود کی وفات کے سنہ چار سو تینتیس لکھے ہین اور محمد کی سلطنت کی مدت چودہ برس شاید یہ کاتبون کی غلطی ہوگئی ہو سلطان مسعود کے زمانہ مین ایک منوچہری شاعر تھا جسنے ایک قصیدہ مین اُسکے وزیر کی نسبت لکھا ہے شاہی ناز دبعد لش شاہ مسعود ہمچو پیغمبر بہ نوشروان عادل

ذکر سلطان مودود ابن مسعود کا

جب باپ کے مرنے کی خبر سنی تو مودود آرا کین سلطنت کے مشورہ سے بامیان مین تخت نشین ہوا اور یہ ارادہ کیا کہ مارگلہ پر فوج کشی کرکے باپ کے خون کا عوض لے لیکن ابو نصر محمد بن عبد الصمد کا بیٹا اس قصد سے منع کرکے غزنین مین لے آیا غرض وہان اچھی طرح سامان درست کرکے اپنے چچا امیر محمد پر فوج کشی کی دیبور مین مقابلہ ہوا تمام دن لڑائی رہی دوسرے دن سید منصور کو جو محمد کا ایک بڑا معتبر سردار تھا مودود نے اپنا شریک کر لیا اور لڑائی مین امیر محمد اور اُسکے بیٹے احمد کو گرفتار کرکے قتل کیا اور اس مقام پر ایک شہر فتح آباد کے نام سے آباد کیا اور یہ فتح سنہ چار سو تیئیس مین اور بعضون نے کہا ہو کہ چار سو چونتیس مین ہوئی سنہ چار سو تینتیس مین خواجہ احمد بن عبد الصمد کو معتوب کرکے غزنین کے قلعہ مین قید کیا چنانچہ وہ وہین مرگیا بعد ازان ابو نصر کو نامی بن محمد کے مقابلہ کے لیے ہندوستان کو بھیجا اور نامی اس لڑائی مین مارا گیا سنہ چار سو چونتیس مین ارتگین کو طبرستان کی طرف داؤد ترکمان سے مقابلہ کے لیے روانہ کیا چنانچہ ارتگین نے جاکر بہت ترکمانون کو قتل کرکے بلخ مین سکہ و خطبہ سلطان مودود کے نام کا جاری کیا لیکن پھر ترکمانون نے اُسپر حملہ کیا اور ارتگین شکست کھا کر غزنین کو چلا آیا سنہ چار سو پینتیس مین مسعود نے ابو علی غزنین کے کوتوال کو قید کیا لیکن تھوڑے دنون کے بعد پھر غزنین کا کوتوال اور اپنی مملکت کا دیوان مقرر کیا اور سوری بن بیعور دیوان سابق کو قید کر دیا چنانچہ وہ وہین مرگیا اور ارتگین کو بھی سزا کو پہونچایا سنہ چار سو چھتیس مین خواجہ طاہر جو بعد خواجہ احمد کے وزیر ہوا تھا معزول کیا اور خواجہ امام ابو الفتح عبد الرزاق اُسکی جگہ مقرر ہوا اس سال مین طغرل حاجب کو بست کی طرف بھیجا اور اُسنے ابو الفضل کے بھائی زنگی منصور کو گرفتار کرکے غزنین کو بھیجدیا پھر سیستان کو گیا اور رباط اسیر مین ترکمانون سے مقابلہ کرکے فتح پائی پھر وہان سے گرم سیر کو گیا اور وہان کے ترکمانون کو جو سرخ کلاہ کہلاتے تھے قتل کیا اور کچھ کو گرفتار کرکے غزنین کو بھیجدیا سنہ چار سو اڑتیس مین طغرل کو تگین آباد کی طرف بھیجا وہان جاکر وہ باغی ہو گیا علی بن ربیع کو اُسکی تنبیہ کے لیے بھیجا طغرل کچھ آدمیون کو ساتھ لیکر بھاگ گیا علی نے تمام اُسکے لشکر کو

غارت کیا اور کچھ کو گرفتار کرکے غزنین کو بھیجدیا سنہ چارسو اُنتالیس مین قصدار کا امیر باغی ہو گیا
حاجب بزرگ بارتگین نے اُسکو شکست دی بعد چند روز کے پھر مطیع ہو گیا سنہ چارسو چالیس مین
سلطان مودود نے ابوالقاسم محمود اور منصور اپنے دونون بیٹون کو ایک ہی دن طبل اور علم عنایت کیا
اور ابوالقاسم کو لاہور کی طرف اور منصور کو پرشور کی طرف روانہ کیا اور ابو علی کوتوال غزنین کو ہندوستان کے
سرکشون کی گوشمالی کے لیے بھیجا چنانچہ سب کام اُسنے بخوبی انجام دیے اور جب وہ حسب مراد غزنین کو
واپس آیا تو میرک بن حسن کی حراست مین اُسکو قید کردیا چند روز کے بعد میرک نے بے اجازت
بادشاہ کی اُسکو قتل کر ڈالا اور بادشاہ سے اس امر کو مخفی کیا اور اسی خیال سے بادشاہ کو سفر کابل کی
تحریص دیکر روانہ کیا جب سیالکوٹ مین پہونچا تو قولنج کا مرض شروع ہو گیا ناچار پھر غزنین کو واپس
گیا اور میرک کو حکم دیا کہ ابو علی کو حاضر کرے اُسنے ایک ہفتہ کی مہلت مانگی اس عرصہ مین امیر
مودود کا انتقال ہو گیا اس بادشاہ نے نو برس سلطنت کرکے چوبیسوین رجب سنہ چارسو
اُنتالیس مین انتقال کیا اور لب التواریخ مین لکھا ہے کہ مودود نے چغر بیگ سلجوقی کی
بیٹی سے نکاح کیا تھا اور اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام مسعود تھا جب سنہ چارسو اکتالیس مین
مودود چغر بیگ کی ملاقات کے لیے خراسان کی طرف جاتا تھا راستہ مین درد قولنج شروع ہوا اور اُس مرض مین انتقال کیا

ذکر سلطان مسعود بن مودود کا

باپ کے انتقال کے وقت مسعود کی عمر تین برس کی تھی علی بن ربیع نے اسی عمر مین اُسکو تخت پر بٹھایا
لیکن چونکہ سلطنت کے انتظام مین فتور آنے لگا اس سبب سے اُسکا چچا تخت نشین ہوا یہ لڑکا پانچ مہینے تخت نشین رہا

ذکر سلطان علی بن مسعود بن محمود کا

اس بادشاہ نے میعن کے اتفاق سے تخت پر جلوس کیا اور چونکہ عبدالرزاق ابن احمد میمندی کو سلطان
مودود نے سیستان کی طرف بھیجا تھا جب وہ اس قلعہ پر پہونچا جو بست اور اسفرار کے درمیان مین
واقع ہے تو اُسکو معلوم ہوا کہ سلطان محمود کا بیٹا عبدالرشید امیر مودود کے حکم سے یہان قید ہے پس آتے ہی
فوراً اُسکو قید سے نکالکر بادشاہ بنایا یہ واقعہ سنہ چارسو تینتالیس مین ہوا اور علی بن مسعود نے تین مہینے حکومت کی

ذکر سلطان عبدالرشید بن محمود کا

سلطان عبدالرشید نے عبدالرزاق کے اتفاق سے غزنین کا قصد کیا علی بن مسعود یہ خبر سُنکر

لڑائی سے پہلے ہی بھاگ گیا اس اثنا مین طغرل حاجب نے سیستان کو تسخیر کرکے سلطنت کے ارادے پر غزنین کا قصد کیا اور سلطان عبد الرشید قلعہ مین بند ہوگیا اور طغرل نے غلبہ پاکر عبد الرشید کو اور سلطان محمود کی ساری اولاد کو قتل کر ڈالا اور سلطان مسعود کی کواری بیٹی کو نکاح مین لایا جس وقت تخت پر جلوس کیا بعضے پہلوانون نے غیرت کھاکر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا سلطان عبد الرشید نے چار برس سلطنت کی اور نظام التواریخ مین اُسکی مدت حکومت سات برس لکھے ہین اور لب التواریخ مین اُسکی وفات کے سنہ چار سو تینتالیس لکھے ہین

ذکر سلطنت فرخزاد بن مسعود بن محمود کا

بعد ازان امیرون نے فرخزاد بن مسعود کو قید سے نکال کر بادشاہ کیا اُسکے زمانے مین سلجوقیون نے غزنین پر حملہ کیا لیکن فرخزاد نے اُنپر فتح پائی اور بہت لوگون کو قتل کیا اور کچھ کو قید کر لیا دوبارہ الپ ارسلان سلجوقیون کے بادشاہ نے عراق اور خراسان سے بہت سی جمعیت فراہم کرکے غزنین پر حملہ کرکے فتح پائی اور بہت سردار غزنین کے گرفتار کرکے خراسان کو لے گیا آخر صلح ہوگئی اور دونون طرف کے قیدی چھوٹ گئے اور ملک زاولستان خراب ہوگیا تھا اس سبب سے بادشاہ نے اُسکا محصول معاف کر دیا یہ بادشاہ ہر سال تین مہینے کے روزے رکھتا تھا اور راتون کو نمازین بہت پڑھتا تھا چھ برس سلطنت کرکے سنہ چار سو پچاس مین قولنج کے درد سے وفات پائی

ذکر سلطان ابراہیم بن مسعود بن محمود کا

بعد انتقال سلطان فرخزاد کے سلطان ابراہیم بن مسعود تخت نشین ہوا یہ بادشاہ بڑا عادل اور زاہد تھا ہر سال ایک قرآن لکھکر مکہ معظمہ کو بھیجتا تھا اس بادشاہ نے کوئی مکان اپنے لیے نہین بنایا بلکہ مسجد اور مدرسے خدا کے لیے بنائے اسنے سلجوقیون سے صلح کر لی پھر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوکر بہت سے قلعے فتح کیے منجملہ اُنکے ایک شہر تھا جہان لوگ خراسانیون کی نسل سے تھے اور افراسیاب نے اُنکو فتنہ و فساد کے سبب سے ہندوستان کی طرف نکال دیا تھا اُس شہر سے ہزار آدمیون کو قید کرکے غزنین کو لے گیا یہ بادشاہ ولی بھی تھا غزنین مین ہر قسم کی دوا اور غذا بیمارون کو اُسکے خزانے سے ملتی تھی اُسنے اکتیس برس سلطنت کرکے سنہ چار سو بہتر مین انتقال کیا اور قاضی بیضاوی نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے سنہ چار سو پچاس سے سنہ چار سو بانوے تک سلطنت کی مسعود سعد سلمان شاعر اُسکے زمانے مین تھا اور اُسکے ایک قصیدے سے کہ جو بادشاہ کی تعریف مین لکھا تھا

دو شعر یہ مین سے ابو القاسم ملک محمود ابراہیم بن مسعود + کہ نازد و چار چیز از وی کند ہر یک بدو مفخر + یکی از و خفتہ چتر و دوم افراشتہ رایت سیوم دینار گون کلک و چہارم آبگون خنجر + یہ تمام قصیدہ اسی طرز پر ہے اور ایک دوسرے قصیدہ سے کے دو شعر یہ ہین سے سلطان علاء دنیا گزین دولتش + در ضبط دین و دنیا عالیست کار تیغ + مسعود کز سعادت نقش ملک + بگذشتہ زانچہ آید اندر شمار تیغ + اور ایک قصیدہ اُسکا یہ ہے

ای عزم سفر کردہ و بستہ کمر فتح
ہر خطہ بسوی تو فرستد خبر فتح
صد فتح کنی پیشتر از [illegible] سال
ہر روز بگوید بہر سو خبر فتح
چون گشت زخم زخم ... تیغ گرا

بگشاد چپ و راست فلک بر تو در فتح
مانند سنان سر بسوی رزم نہادی
در ہند بہر خطہ بہ بیند اثر فتح
رمح تو و تیر تو و شمشیر تو باشد
سوگند گر انش نبود جز بسر فتح

مسعود جہانگیر کہ از دہر سعادت
چون تیر میان تو بہ بند د کمر فتح
چندانت بود فتح کہ در عرصۂ عالم
گر نقش کند وہم مصور صور فتح
استاد ابو الفرج رونی سلطان

ابراہیم کا بھی مداح تھا اور سلطان مسعود کا بھی ان دونون کی تعریف مین قصیدے اُسکے دیوان مین بہت ہین اور رون بستی ایک گاؤن کی طرف ہے جو توابعات لاہور سے تھا مگر اب اُسکا نشان بھی باقی نہین ہے یہ شعر ابو الفرج کا سلطان ابراہیم کی تعریف مین ہے سے زہے بباز دے شمشیر کامگار ترا + شبیہ نیست ... ابراہیم + اسیر کردہ آن بے نفس چو حلق گلو + تیم کردہ این بے عقب چو در یتیم مسعود ... ابو الفرج مین باہم رنج تھا چنانچہ ابو الفرج نے مسعود کو قید کرا دیا تھا اور وہ مدت دس برس تک ... اُسنے یہ رباعی قید مین لکھی تھی سے زندان ترا املاک شہی می باید + تا بند تو پاے تاجداران شاید آنکس کہ ز پشت سعد سلمان زاید + گر مار شود ملک ترا نگزاید + ایک شعر استاد ابو الفرج کا یہ ہے چو شاہ شد ... شاخ شاخ از حسرت + کہ مویے ہم شاخ سفید و شانہ + اور اسکا دیوان عربی اور فارسی و ہندی مین ہے

ذکر علاء الدین مسعود بن ابراہیم بن سلطان مسعود کا

بعد انتقال سلطان ابراہیم کے اُسکا بیٹا علاء الدین مسعود تخت نشین ہوا اور سولہ برس سلطنت کر کے سنہ پانسو آٹھ مین انتقال کیا

ذکر سلطان شیرزاد بن مسعود بن ابراہیم کا

بعد انتقال سلطان مسعود کے اُسکا بیٹا سلطان شیرزاد موجب وصیت پدر کے تخت نشین ہوا [illegible] سال بھر حکومت کی پھر اُسکا بھائی ارسلان شاہ سنے غالب ہو کر سنہ پانسو نو مین اُسکو قتل کر ڈالا

ذکر سلطان ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا

بعد قتل سلطان شیرزاد کے ارسلان شاہ تخت نشین ہوا اور سب بھائیون کو گرفتار کر لیا مگر بہرام شاہ سلطان
سنجر کے پاس جو اسکا ماموں زاد بھائی تھا بھاگ گیا سلطان سنجر نے ارسلان شاہ سے اسکی بہت سفارش کی اور اس باب مین کئی خط
لکھے لیکن ارسلان شاہ نے نہ مانا مجبور ہو کر سلطان سنجر نے فوج کشی کی ارسلان شاہ تیس ہزار سوار لیکر مقابل ہوا آخر شکست
کھا کر ہندوستان کو بھاگ آیا سلطان سنجر چالیس دن تک غزنین مین رہا پھر سلطنت بہرام شاہ کو دیکر اپنے ملک کو لوٹ گیا
ارسلان شاہ نے ہندوستان مین پھر جمعیت فراہم کر کے غزنین کا قصد کیا بہرام شاہ یہ خبر سنکر خوف کے سبب بامیان کے قلعہ مین
بند ہو گیا لیکن سلطان سنجر کی مدد سے پھر فتح پائی اور غزنین پر قبضہ کر لیا اور ارسلان شاہ کو گرفتار کر کے سنہ پانسو دس مین قتل کیا

ذکر سلطان بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا

بعد قتل ارسلان شاہ کے بہرام شاہ مستقل ہوا حکیم سنائی اسکا مداح تھا کتاب کلیلہ دمنہ اور سوا اسکے
اسکے اور بہت کتابین اسکے زمانہ مین تصنیف ہوئین اسکے جلوس کی تہنیت مین سید حسن غزنوی نے
ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہے ؎ ندائی بر آمد ز ہفت آسمان * کہ بہرام شاہ است شاہ جہان *
اور ایک قصیدہ ملکہ ... اسکے نام پر لکھکر بھیجا تھا اسکے شعر یہ ہین ؎ ہرگز بود کہ باز بہ بینیم لقاے شاہ *
شکرانہ در دو دیدہ کشم خاک پاے شاہ * بہرام شہ کہ جان سلاطین فداش باد * باشد کہ جان ایشان باشد فداے شاہ *
سیارگان چرخ در افتند چون شہاب * پاے ار برون نہند ز حد وفاے شاہ * اور ایک اور قصیدہ کا یہ شعر ہے ؎
بہرام شہ کہ از ہوس لفظ شکرینش * طوطی برون دہد پس ازین نونہال ملک * اس بادشاہ کو تسنن مین زیادہ تعصب تھا
حکیم سنائی کو بھی رفض کی تہمت پر قید کر دیا تھا حالت قید مین اُسنے کتاب حدیقۃ الحقیقہ بہرام شاہ کے نام پر
لکھی تھی اُسپر لوگون نے بہت اعتراض کیے تھے آخر وہ کتاب بغداد کو بھیجی گئی اور وہان کے علما نے
اُسکی صحت پر مہرین کر دین تب اُسکو قید سے خلاصی ملی مشہور ہے کہ بعد تصنیف حدیقہ کے جب شیخ پر
رفض کی تہمت کی گئی تو اُسنے یہ نامہ بہرام شاہ کو لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ
رب العالمین والصلوۃ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحابہ اجمعین * اما بعد در بعضے آثار ست کہ دو چیز در عمر افزاید و
سبب باریدن باران و رستن درختان بود یکے نصرت مظلومان * و دیگر قہر ظالمان و حجت برین گفتہ اند آنست
کہ پیغمبر صلعم فرمود کہ بالعدل قامت السموات * عدل بر مثال مرغیست کہ ہر کجا سایہ افگند آنجا توسعہ
دولت شود و آنجا کہ خانہ سازد قبلۂ استدامت شود و باران از آسمان بایستد * و ظلم و جور مرغیست

که هرگاه که بر در قحط سال شود و حیات و حیا از میان خلق معدوم شود و حق سبحانه و تعالی سلطان اسلام و
پادشاه عادل بهرام شاه بن مسعود شاه بن ابراهیم شاه بن مسعود شاه بن محمود شاه را از جور و ظلم نگاه دارد
و اگر چه همه عالم جمع شوند تا بضاعت و مایه شناخت دل این بنده نویسند و بعبارت برند نتوانند و در خبر که
مالک الملک آن را نشانده بود در مشاهده اسرار غیوب جبرئیل و میکائیل که از تصرف کردن دران معزول بودند
یقین است که در کل احوال عادل سعید است و جابر شقی و بدترین ظلمها آنست که جماعتی اندک چیزی بخوانند
و فهم نکنند و دران مغرور شوند و زبان طعن در حق عالمان نهند از اینجاست که پیغمبر ما صلی الله علیه و سلم فرمود
ارحموا ثلثا غنیا افتقر و عزیز قوم ذل و عالما بین الجهال کتابی که بزبان اهل معرفت گفته بود عارف بباید
باید چنانکه بایزید و شبلی که دران کتاب تصرف کنند و بدانند که دران چه نوشته اما دانشمندانی که بوی
معرفت ندارند از سر حقد و نادانی بود که دران کتاب طعنه زنند و دلیل بر کوردلی ایشان آنست که میگویند
آل مروان آنکه پیداست و خاندان مصطفی را صلی الله علیه و سلم ستایش از حد برده و تفضیل امیر المؤمنین
علی کرم الله وجهه بر دیگر صحابه رضی الله عنهم نهاده است و آن نمی بینند که او را فرود صدیق و فاروق و
ذی النورین رض مرتبه نهاده است بر طریق سلف و خلف صالح و از سید کائنات محمد صلی الله علیه و سلم اخبار صحیح
مرویست در مثالب آل مروان و مناقب آل محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم اگر دروغ ست و کافر ناکس
ببیند عقل داند که چنین ست و کلمه حق آنست که بار خدایا آراسته گردان عالم را بعالمانی که از تو بترسند یا
از خلق شرم دارند ما را مبتلای بیگانگان کوسه شود مگردان بفضلک و جودک و کرمک یا ارحم الراحمین + ایک
شعر حدیقہ کا یہی ہے ؎ عرش گر بارگاه راز سید + شاه بهرام شاه راز سید + بہرام شاہ نے ہندوستان پر
کئی مرتبہ جہاد کیا اور ایسے مقام کہ اسکے بزرگون سے بھی فتح نہوے تھے فتح کیے ایک اپنا امیر ہندوستان مین
چھوڑ گیا تھا وہ یہان باغی ہوگیا اور ملتان کے قریب بادشاہ کے مقابلے مین بہت لڑا آخر کو قید ہوگیا
اور بادشاہ نے اسکو قتل کرڈالا اور دوبارہ ہندوستان پر اپنا قبضہ کرلیا علاء الدین غوری کے
بادشاہ نے غزنین پر حملہ کیا بہرام شاہ وہان سے مفرور ہوا علاء الدین اپنے بھائی کو وہان کا انتظام
سپرد کر کے رخصت ہوا بہرام شاہ نے پھر غلبہ پاکر غزنین پر قبضہ کرلیا اور سیف الدین کو ایک بیل پر سوار کر کے
تمام شہر مین تشہیر کیا اور پھر بری طرح مارا علاء الدین کو یہ سنکر بہت غصہ آیا اور بڑا بھاری لشکر لیکر غزنین کا قصد کیا
لیکن بہرام شاہ کا اسکے آنے سے پہلے انتقال ہوگیا اور اسکا بیٹا تخت پر بیٹھ گیا بہرام شاہ نے

بتیس ۳۲ برس حکومت کرکے ۵۴۷ھ پانسو سینتالیس مین انتقال کیا مسعود سعد سلمان نے یہ مسدس بہرام شاہ کی تعریف مین لکھا تھا

بہرام شاہ خسرو گیتی کشا ئے گشت
او را خدائے عزوجل رہنمائے گشت
تا در زمانہ شاہ جہان تخم عدل کاشت
چون نقش سنگ صورتش آب روان نگاشت

خورشید دہر سایۂ فر خدائے گشت
آن خنجر زدودہ ش دولت فزائے گشت
ہر مجرمی کہ یافت ازو جرم در گذاشت
تا اوج چرخ دین حق او داد سر فراشت

چترش کہ شد ہمایون فر ہمائے گشت
روسے عدوے او شدہ چون چتر او سیاہ
گر موج او سپہر آب روان گذاشت
آن شاہ دادگستر حق ورز دین پناہ

ذکر خسرو شاہ بن بہرام شاہ کا

بعد انتقال بہرام شاہ کے خسرو شاہ اسکا بیٹا تخت پر بیٹھا اس اثنا مین علاء الدین فوج لیکر آ پہونچا خسرو شاہ لاہور مین بھاگ آیا علاء الدین نے اپنے بھائی کے عوض غزنین مین بڑا کشت وخون کیا اور تمام شہر کو غارت کرکے وہان کی خاک بھی بھروا کر غور کو لے گیا جب علاء الدین غزنین سے چلا گیا تو خسرو نے پھر جاکر قبضہ کر لیا اسی اثنا مین ترکون نے غلبہ پاکر سلطان سنجر کو گرفتار کر لیا بعد ازان غزنین کی طرف متوجہ ہوئے خسرو شاہ پھر لاہور کو چلا آیا اور آٹھ برس سلطنت کرکے ۵۵۵ھ پانسو پچپن مین انتقال کیا اسکے زمانہ مین شاعر بہت تھے اور بہت قصیدے اسکے نام پر لکھے تھے ایک ترجیع بند جو اسکے نام پر لکھا تھا اسکا ایک شعر یہ ہے

شاہنشہ معظم خسرو شہ آنکہ آسان ٭ با تیغ و گرز گیر دار ہند تا خراسان ٭ تاریخ قاضی بیضاوی مین لکھا ہے کہ علاء الدین غزنین مین بڑے کشت وخون کے بعد غیاث الدین و شہاب الدین اپنے دو بھتیجون کو چھوڑ گیا اور انھون نے خسرو شاہ کو مطمئن کر دیا تھا اور خسرو شاہ نے مقید ہو کر ۵۵۵ھ پانسو پچپن مین انتقال کیا اور سلطنت خاندان غزنویہ کی ختم ہوگئی چند روز کے بعد غیاث الدین کا بھی انتقال ہو گیا اور سارے ملک پر شہاب الدین قابض رہا مگر خواجہ نظام الدین احمد نے تاریخ نظامی مین روضۃ الصفا سے نقل کیا ہے کہ خسرو شاہ کے بعد خسرو ملک اسکا بیٹا بھی تخت نشین ہوا

ذکر خسرو ملک بن خسرو شاہ کا

بعد انتقال خسرو شاہ کے خسرو ملک نے لاہور مین تخت سلطنت پر جلوس کیا مگر چونکہ عیش و عشرت مین بہت مصروف تھا ملک مین بالکل بے انتظامی ہوگئی تھی اور غوریون کو روز بروز غلبہ ہوتا جاتا تھا چنانچہ سلطان معز الدین سام مشہور بہ شہاب الدین غوری نے غلبہ پاکر غزنین مین اپنی تختگاہ قائم کی بعد ازان ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا خسرو ملک ایک قلعہ مین بند ہو گیا بعد ازان اس جاہ کر معز الدین سام

اُسکو غزنین مین لے گیا اور وہان سے غیاث الدین کے پاس بھیجدیا غیاث الدین نے اُسکو فیروزکوہ مین
دس برس تک قید رکھا بعد ازان ۵۸۳ھ پانسو تراسی مین قتل کرڈالا اس بادشاہ نے اٹھائیس برس سلطنت کی
اور بس اس بادشاہ پر خاندان غزنوی کی سلطنت کا اختتام ہوگیا دو سو بندرہ برس تک اس خاندان مین سلطنت رہی
یہ قول صاحب تاریخ نظامی کا ہی لیکن قاضی بیضاوی نے سلطان محمد سے خسروشاہ تک ایکسو اٹھہ برس لکھے ہین
اور قاضی یحیی قزوینی نے اس خاندان سے چودہ بادشاہ لکھے ہین اور اُنکی مدت حکومت ایکسو پچپن برس لکھے ہین

ذکر سلطان معزالدین بن سام غوری کا

جب سلطان غیاث الدین نے تگین آباد کو فتح کیا وہان کی حکومت سلطان شہاب الدین کے حوالہ کی وہ
ہمیشہ غزنین پر حملہ کرتا رہا آخر ۵۶۹ھ پانسو انہتر مین غیاث الدین نے غزنین کو فتح کیا اور ترکون کو جو بعد قتل
سلطان سنجر کے غزنین پر متصرف ہوگئے تھے نکال کر اپنے بھائی معزالدین محمد سام کو وہان سلطنت دیکر
شہاب الدین خطاب دیا اُسنے ایک سال تک بطریق نیابت کے غزنین مین سلطنت کی بعد ازان ۵۷۰ھ پانسو ستر مین
کردیز کو فتح کیا اور ۵۷۱ھ پانسو اکہتر مین اچھ اور ملتان کو فتح کرکے قرامطیون کو وہان سے نکالا اور قوم بھتیہ جو اچھ کے
قلعہ مین بند ہوگئی تھی نیست نابود کرکے اور وہان کی حکومت علی کرماخ کو سونپکے غزنین کو لوٹا اور
۵۷۴ھ پانسو چوہتر مین ریگستان کی راہ سے گجرات پر فوج کشی کی اور راجہ بھیم دیو کے مقابلہ مین شکست کھائی
اور بڑی محنت اُٹھاکر پھر غزنین مین پہونچا اور ۵۷۵ھ پانسو پچہتر مین پرشور کو فتح کیا اور ۵۷۶ھ پانسو چھہتر مین لاہور پر
حملہ کیا اور سلطان خسرو ملک قلعہ مین بند ہوگیا بعد ازان صلح کی گفتگو ہوتی رہی آخر خسرو نے اپنے چھوٹے
بیٹے کو مع ایک ہاتھی پیشکش کے دیکر بھیجا سلطان شہاب الدین نے صلح کو منظور کیا اور اُسی سال مین
قصبہ سیالکوٹ کی بنیاد ڈالی اور وہان ایک اپنا نائب چھوڑکر غزنین کو لوٹ گیا ۵۸۱ھ پانسو اکاسی مین
دیول کی طرف متوجہ ہوا اور تمام سمندر کے کنارہ کے ملکون کو درہم برہم کرکے بہت سا غنیمت کا مال حاصل کرکے
لوٹا ۵۸۲ھ پانسو بیاسی مین پھر لاہور کو آکر گرد اُسکے اور حسین کو وہان کا قلعہ دار کرکے لوٹ گیا تاریخ نظامی سے
معلوم ہوتا ہی کہ اسی سال مین قلعہ سیالکوٹ کی بنیاد ڈالی لیکن مبارک شاہی سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ سب
پہلے یہ قلعہ تیار ہوچکا تھا اِسی سال مین خسرو ملک نے کھوکرون وغیرہ کی فوج ساتھ لیکر سیالکوٹ پر
حملہ کیا اور مدت تک اُس قلعہ کو گھیرے رہا مگر وہ قلعہ فتح نہوا یہ سُنکر معزالدین پھر خسرو کی طرف متوجہ ہوا
مجبور ہوکر خسرو بہت عاجزی کے ساتھ حاضر ہوگیا باقی قصہ پہلے مذکور ہوچکا اور اس سال مین

سلطان معزالدین علی کرمارچ حاکم ملتان کو لاہور مین اپنا نائب چھوڑ گیا ۵۸۶ھ پانسو چھیاسی مین قلعہ تبرہندہ کو جو دارالسلطنت ہندوستان کے بڑے راجون کا تھا تسخیر کیا اور ملک ضیاء الدین تکلی کو کہ بارہ سو سوار بہت عمدہ دیکر اُس قلعہ مین چھوڑا اور خود غزنین کا قصد کیا راستہ مین رائے پتھورا اجمیر کا حاکم اور کھنڈے رائے اسکا بھائی جو اسکی طرف سے دہلی کا حاکم تھا موضع تراین پر جو تھانیسر سے سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس سرستی ندی کے کنارہ ہے اور اب اسکو تراوری کہتے ہین بہت سا لشکر لیکر مقابل ہوا بڑی لڑائی ہوئی لیکن آخر مین ہندو غالب آئے بادشاہ نے اس معرکہ مین بڑی بہادریان کین کھنڈے رائے ہاتھی پر سوار ہوکر بادشاہ کے مقابلہ مین آیا بادشاہ نے ایک نیزہ اسکے منھ پر مارا اُسنے بھی ایک نیزہ بادشاہ کے سر پر مارا اور بازو کو بھی زخمی کیا مگر دونون زندہ رہے بادشاہ گھوڑے سے بھی گر پڑا ایک خلجی کے لڑکے نے اپنے گھوڑے پر سوار کرایا اور خود بھی اُسی گھوڑے پر سوار ہوکر بادشاہ کو اُس معرکہ سے باہر نکال لا بعد ازان بادشاہ غزنین کو چلا گیا پھر رائے پتھورا نے قلعہ تبرہندہ پر حملہ کیا اور گیارہ مہینے تک اسکا محاصرہ رکھا آخر ضیاء الدین تکلی نے صلح کر کے قلعہ کو خالی کر دیا ۵۸۸ھ پانسو اٹھاسی مین پھر بادشاہ نے ... ہزار سوار ساتھ لیکر ہندوستان کا ارادہ کیا اور اپنی فوج کے چار ٹکڑے کر کے اُسی موضع کے گرد مین مقابلہ کیا آخر فتح پائی رائے پتھورا اس لڑائی مین گرفتار ہو گیا اور کھنڈے رائے مارا گیا اور سرستی اور ہانسی کے قلعے کو فتح کر کے اجمیر کو جو دارالسلطنت رائے پتھورا کا تھا غارت کیا اور اور مقامون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر مین حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جنکا مزار اب اجمیر مین ہے لشکر کے ساتھ تھے اور انھین کی دعا سے یہ فتح حاصل ہوئی بعد ازان بادشاہ ملک قطب الدین ایبک کو جو ایک غلام تھا اور بادشاہ نے اُسکو اپنا بیٹا اور ولیعہد کیا تھا قصبہ کہرام مین جو دہلی سے ستر کوس ہے چھوڑ کر خود کوہ سوالک کی طرف جو ہندوستان کے شمال مین ہے متوجہ ہوا اور وہان تاخت تاراج کر کے غزنین کو چلا گیا اور اسی سال مین قطب الدین نے رائے پتھورا کے متعلقون سے دہلی کو چھین لیا ۵۸۹ھ پانسو نواسی مین سلطان شہاب الدین پھر ہندوستان مین آیا اور چندوار اور اٹاوہ کے حدود مین رائے جیچند حاکم قنوج سے مقابلہ کیا اور اسکو قتل کر کے پھر غزنین کو چلا گیا قطب الدین ایبک نے قلعہ کول پر اپنا تصرف کر لیا بعد ازان دہلی کو تختگاہ بنایا اور اُسکے سب گرد و نواح پر متسلط ہو گیا اس تاریخ سے دہلی بادشاہان اسلام کی دارالسلطنت ہوئی سنہ ۵۹۱ھ پانسو اکانوے مین قلعہ بھنگر اور بدایون کو فتح کیا اور ۵۹۳ھ پانسو ترانوے مین نہروالہ جو پٹن کے نام سے مشہور ہے

فوج کشی کی اور راے بھیم دیو سے بادشاہ کا بدلا لیکر اور بہت سا مال غنیمت حاصل کرکے مراجعت کی اسی سال مین سلطان غیاث الدین نے انتقال کیا شہاب الدین نے یہ خبر طوس و سرخس کی حدود مین سُنی اور بادغیس کو روانہ ہوا اور وہان اُسکی ماتم داری کرکے بھائی کے ملک کو سب عزیزون پر تقسیم کیا اور غزنین کو واپس آیا پھر خوارزم پر لشکر کشی کی پہلی لڑائی مین تو سلطان محمد خوارزم کے بادشاہ کی شکست ہوئی بادشاہ نے اُسکا تعاقب کیا اور اُس خلیج پر جو جیحون کے شرقی کنارہ پر کُھدا ہی خوارزم والون سے پھر لڑائی ہوئی اور بہت سے سردار غور کے قتل ہوگئے ترکستان کے بادشاہون نے بھی سلطان محمد کی مدد کے لیے فوج بھیجی تھی اُس سے بھی جیحون کے کنارہ لڑائی ہوئی آخر شہاب الدین شکست کھاکر مع سو ہزار سوار کے قلعہ اندخود مین قید ہوگیا اور امن مانگ کر غزنین کو آیا اسی اثنا مین کھوکرون نے نواحی لاہور مین سرکشی کی بادشاہ یہ خبر سُنکر اُنکی طرف متوجہ ہوا اور قطب الدین ایبک کو بھی دہلی سے بُلایا اور کھوکرون کو قرار واقعی سزا دی بعد ازان غزنین کی طرف مراجعت کی جب دمیک نام گانون مین جو نواحات غزنین سے ہی پہونچا تو فدائی کھوکرون نے موقع پاکر بادشاہ کو شہید کیا کسی نے یہ قطعہ اُسکی تاریخ شہادت مین لکھا ہی ؎

شہادت ملک بحر و بر شہاب الدین
کز ابتداے جہان ہمچو او نیامد یک
سوم ز غرۂ شعبان بسال ششصد و دو
فتاده در رہ غزنین بمنزل دمیک

اس بادشاہ نے بتیس برس سلطنت کی اور فقط ایک بیٹی اُسکی وارث رہی خزانہ سونے اور چاندی اور جواہرات کا بیشمار چھوڑا منجملہ اُسکے پانسو من الماس تھا نو مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا دو مرتبہ شکست پائی اور سات مرتبہ کامیاب ہوا اُسکے زمانہ مین عالم اور فاضل بہت تھے اُنمین سے ایک امام فخر الدین رازی تھے جو بادشاہ کے لشکر ہی مین مقیم تھے اور اُنھون نے لطایف غیاثی وغیرہ کتابین شہاب الدین کے بھائی غیاث الدین کے نام پر تصنیف کی ہین ہر ہفتہ وعظ فرماتے تھے اور بادشاہ بھی اُنکے وعظ مین حاضر ہوکر بہت رویا کرتا تھا جب امام کو ہمیشہ کے لیے اس پابندی سے دشواری ہوئی تو اُنھون نے ایک مرتبہ بر سر منبر بادشاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای بادشاہ چند روز مین نہ تیری یہ دولت و عظمت باقی رہیگی نہ میری یہ خوشامد اور نفاق یہ قطعہ امام کی تصنیف ہی ؎

اگر دشمن نسازد با تو ای دوست
ترا باید کہ با دشمن بسازی
وگرنہ چند روزے صبر فرما
نہ او ماند نہ تو نے فخر رازی

بعضے آدمیون نے بسبب حسد کے امام پر فدائیون سے شرکت کی تہمت لگائی کہ امام کو اس مشورہ کی پہلے سے خبر تھی چنانچہ اس جرم مین امام کو ماخوذ کرنا چاہا تھا

مگر وہ مؤید الملک سنجری کی مدد سے جو ایک بادشاہی امیرون مین تھا صحیح سلامت اپنے گھر پہونچے ایک شاعر نے ایک قصیدہ اس بادشاہ کی تعریف مین لکھا تھا جسکے دو شعر یہ ہین ۵

سلطان معزدین شہ غازی کہ در جہان
مہرش چو مہر و دوستی مرتضی شدست
کز وی فزود زینت تاج و کلاہ را
اور نازکی مراغہ نے بھی اسکی مدح مین لکھا ہے
رفت بر تخت چو گل در وقتی
جان شیرین بدہد شکرسان
یارب این گل شکر دولت و دین
لکھا ہے ۵
بوالمظفر شہریار شرق کاندر معرکہ

تیغش چو ذوالفقار علی مرتضی شدست
اور کسی دوسرے کا یہ کلام ہے ۵
اصل ظفر محمد بن سام بن حسین
شہ معزالدین کہ از دولت او
کز فلک برد قمر اندر میزان
شکر دین و گل دولت را
سبب صحت عالم گردان
خسرو غازی معین الدین والدنیا کہ ہست

سلطان حق محمد سام آنکہ خلق را
شاہ زمانہ خسرو غازی معزدین
آن حضرتش نشانہ شدہ فرشاہ را
ہمچو گلدستہ فلک بستہ میان
آنکہ در آتش قہرش بدخواہ
باہم آمیخت سپہر گردان
اور قاضی حمید بلخی نے
روز ہیجا با ہمایون آتش مہر ظفر
گوئیا دارد ہمای چترش اندر ظفر

ذکر سلطان قطب الدین ایبک

یہ بادشاہ معزالدین کے غلامون مین تھا چھوٹی انگلی اُسکے ایک ہاتھ کی ٹوٹی ہوئی تھی اسلیے اسکو ایبک کہتے تھے اور لک بخش بھی اُسکا خطاب تھا بعد سلطان معزالدین کے اُسکے بھتیجے سلطان غیاث الدین محمود بن سلطان غیاث الدین محمد نے قطب الدین کے لیے ایک چتر بھیجا اور بادشاہت کی اجازت دی چنانچہ دہلی سے لاہور مین آکر سہ شنبہ کے دن اٹھاروین ماہ ذی قعدہ سنہ چھ سو دو ہجری مین تخت پر بیٹھا یہ بادشاہ سخاوت مین بے نظیر تھا بہاء الدین اوشی نے اُسکی تعریف مین لکھا ہے ۵
ای بخشش لک تو در جہان آوردہ + کان را کف تو کار بجان آوردہ + از رشک کف تو خون گرفتہ دل کان وز لعل بہانہ درمیان آوردہ + تاج الدین یلدوز بھی ایک شہاب الدین کا غلام تھا اور بعد اُسکے غزنین کا بادشاہ ہوا تھا اُسنے لاہور پر فوج کشی کی اور بڑی لڑائی کے بعد شکست کھا کر کرمان کو بھاگ گیا بعد ازان قطب الدین نے جاکر غزنین پر بھی قبضہ کرلیا اور چالیس دن تک وہان رہا مگر چونکہ لہو و لعب مین مصروف ہوگیا اس سبب سے وہان کے آدمیون نے دل تنگ ہوکر پوشیدہ طور پر پھر تاج الدین یلدوز کو بلایا اور وہ ایسا یکایک آپہونچا کہ قطب الدین مین مقابلہ کی تاب نہ رہی لاہور کو بھاگ آیا اور بعد چند روز کے لاہور مین گھوڑے سے گرکے مرگیا اس بادشاہ نے راے پتھورا کی فتح کے بعد بیس برس تک حکومت کی

جسمین سے چار برس خود مستقل حاکم رہا اور سولہ برس شہاب الدین کا تابع اور سنہ چھ سو سات مین انتقال کیا
اور سوا ے قطب الدین کے اور سات آدمی شہاب الدین کے غلامون مین سے بادشاہ ہوے ہین
اور انھون نے ہندوستان اور غزنین اور بنگالہ مین حکومت کی ہے انمین سے ایک تاج الدین یلدوز تھا
جو تراوری کے [illegible] وہ بر شمس الدین التمش کے مقابلہ مین گرفتار ہوا دوسرا سلطان ناصر الدین قباچہ
جسکی بی بی تاج الدین یلدوز کی بیٹی تھی اور سلطان معز الدین نے خود اچہ اور ملتان کا اسکو حاکم کردیا تھا
بعد انتقال سلطان قطب الدین کے اسنے اچہ سے سرستی اور کہرام تک اپنا قبضہ کرلیا اور لاہور پر بھی
متصرف ہوگیا تاج الدین نے مؤید الملک سنجری کو اسکے مقابلہ کے بھیجا ناصر الدین شکست کھا کر سندھ
بھاگ گیا اور وہان قوت پیدا کرلی کہ جب سنہ چھ سو گیارہ مین مغلون نے فوج کشی کی اور چالیس دن تک
ملتان کو گھیرے رہے تو ناصر الدین نے خزانہ کا دروازہ کھول دیا اور بڑی بڑی جراتون کو کام فرمایا
آخر اس آفت سے نجات پائی تیسرا ملک بہاء الدین طغرل جب سلطان محمد معز الدین سام نے قلعہ بھنگر کو
فتح کیا وہان کی حکومت بہاء الدین کو سپرد کی اور اسنے بھیانہ مین ایک قلعہ بنایا اور جب گوالیار کا
قلعہ فتح نہوا اور سلطان معز الدین نے وہان سے بے نیل مرام مراجعت کا ارادہ کیا تو بہاء الدین سے
یہ وعدہ کیا کہ اگر تو اس قلعہ کو فتح کرے تو تو ہی یہان کا حاکم ہے اسی لالچ مین مدت تک بہاء الدین اس
قلعہ پر حملہ کرتا رہا جب یون کام نہ چلا تو گوالیار کے قلعہ سے دو کوس پر ایک اپنا قلعہ بنایا اور
گوالیار والون کو بہت تنگ کیا جب وہ بہت عاجز ہوے تو انھون نے قطب الدین ایبک کو بلا کر
قلعہ حوالہ کردیا یہ بات بھی بہاء الدین کو بہت ناگوار ہوئی اور لڑائی کے سامان مین تھا کہ یکایک قضا
آگئی چوتھا ملک محمد بختیار یہ ملک غور اور گرم سیر کے اکابر مین سے ایک بڑا لائق فائق آدمی تھا سلطان
معز الدین کے زمانہ مین غزنین مین آیا اور وہان سے ہندوستان کو آیا مگر قطب الدین سے موافقت
نہوئی تو ملک حسام الدین اوغلبک سے جو ملتان کا حاکم تھا جاملا اسنے کنبیا اور پٹیالی اسکو
جاگیر مین دیا بعد ازان محمد بختیار نے اودھ کو فتح کرکے بہار اور منیر پر بھی قبضہ کرلیا اور وہان کی لوٹ کھسوٹ
مین بہت مال اسکے ہاتھ آیا پھر سلطان قطب الدین نے خلعت اور بادشاہی کا نشان اسکے لیے
بھیجا وہ بھی بہت تحفے قطب الدین کے لیے پیشکش لایا لیکن وہان کے امیرون نے حسد سے
بادشاہ کو بھگایا چنانچہ اسنے ایک مست ہاتھی اسپر چھوڑدیا بختیار نے سنبھل کر ایک ایسا گرز اسکی

سونڈ پیر مارا کہ ہاتھی اُٹھ بھاگا یہ حال دیکھکر قطب الدین کو بڑا تعجب ہوا لکھنوتی اور بنگالی کی حکایت کا
فرمان دیکر اسکو رخصت کیا دوسرے سال مین محمد بختیار نے بہار سے لکھنوتی پر فوج کشی کی اور تھوڑی سی
فوج سے شہر نودیا پر جو اُس زمانہ کا پایۂ تخت تھا جا پڑا اور متصرف ہوگیا وہان کا حاکم رائے لکھمنیہ محمد بختیار کی علامتین
اور اسکے غلبہ کا حال نجومیون سے معلوم کرچکا تھا اسلیے فتح سے مایوس ہوکر کامرود کو چلا گیا
اور بہت غنیمتین مسلمانون کے ہاتھ آئین اور تمام وہان کے بتخانہ توڑ پھوڑ کے مسجدین اور مدرسے
اور خانقاہین بنائین پھر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کرکے بہت سی جمعیت فراہم کی اور
امیر علی میچ کو پیشوا بناکر ملک تبت کی تسخیر کا ارادہ کیا اور بارہ ہزار سوار ہمراہ لیے اتفاقاً ایک
شہر مین پہونچے جسکا نام برمن تھا اور برہمپتر ایک بڑا دریا اُس شہر کے متصل جاری تھا اور جب شاہ
گرشاسپ ہندوستان مین آیا تھا تو اُسنے اس دریا کا پل باندھکر عبور کیا تھا محمد بختیار نے بھی اُسی
پل پر سے عبور کیا اور کئی سردار اُس پل کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیے جب سرحد تبت مین
پہونچا کئی روز تک پہاڑون مین حیران اور پریشان ٹکرین کھاتا پھرا پھر ایک جنگل مین پہونچا وہان
گشتاسپ بادشاہ کے وقت کا بنا ہوا ایک بڑا پرانا قلعہ تھا اور وہان کے باشندے بھی گشتاسپ کی
نسل سے تھے اُنسے مقابلہ ہوا شام تک لڑائی رہی محمد بختیار کی طرف کے بہت سے لوگ مارے گئے
رات کو یہ خبر سنی کہ یہان سے پانچ کوس پر ایک اور شہر ہے اور وہان پانچ ہزار آدمی بڑے لڑنیا سپاہی ہیں جتنے مین
اور وہ بھی اہل قلعہ کی مدد کو آنے والے ہین یہ سُنکر محمد بختیار نے وہان ٹھہرنا مصلحت نہ سمجھا
اور اُلٹا ہی پھرا وہ امیر جو پل کی حفاظت کے لیے چھوڑ گیا تھا آپسمین لڑ بھڑ کر چلدیے اور
مخالفون دو دن بھی اُس پل کے توڑ ڈالے تھے مجبور ہوکر محمد بختیار ایک بتخانہ مین جو اُس پل کے
قریب تھا رات کو جاکر ٹھہرا اور دشمن بھی پیچھے سے لڑتے ہوے چلے آتے تھے صبح کو ایک جگہ
پانی کم دیکھکر پایاب اُترنے تھے اتفاقاً پانی بہت آگیا بہت سے لوگ ڈوب گئے جو باقی رہے
اُنکا مخالفون نے کام تمام کیا محمد بختیار بھی فقط تین یا چار سو آدمیون کے ساتھ لوٹ پیٹ کر دیوکوٹ
مین پہونچا اور اسی رنج مین بیمار ہوگیا بار بار یہی کہتا تھا کہ شاید سلطان معز الدین محمد سام پر
کوئی حادثہ آیا ہی جو ہمسے یون دولت نے منھ پھیرا ہی پھر ضعف بہت غالب ہوا اور مرنے کی
نوبت پہونچی اسی حالت مین علی مردان نامے ایک امیر محمد بختیار کا جو نارنول سے کسی جگہ

دیوکوٹ مین آیا تھا اُسنے بادشاہ کو جو بہت ہی ضعیف اور ناتوان پایا تو چادر کھول کر ایک خنجر ایسا مارا کہ
اُسکا کام تمام ہوگیا یہ حادثہ سنہ چھ سو دو مین ہوا تھا اور اسی زمانے مین سلطان معزالدین محمد سام نے
انتقال کیا تھا بعد انتقال محمد قطب الدین کے یہی علی مردان لکھنوتی کا بادشاہ بن بیٹھا اور علاؤ الدین
لقب مقرر کر کے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا یہ شخص نہایت متکبر اور بیوقوف تھا لکھنوتی مین
بیٹھا ہوا ایران اور توران کے ملک لوگون کو تقسیم کیا کرتا تھا اور ڈر کے مارے کوئی یہ نہین کہ سکتا تھا
کہ وہ ملک آپ کے اختیار سے باہر ہین ایک روز ایک سوداگر شکستہ حال دربار مین آیا اور کچھ مدد
چاہی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ سوداگر کہان کا رہنے والا ہے لوگون نے کہا صفہان کا بادشاہ نے
حکم دیا کہ اصفہان کو یہ حکم لکھ بھیجو کہ وہ ملک اس سوداگر کی جاگیر مین مقرر کیا گیا وزیر اور تو کچھ نہ کرسکے
مگر یون تقریر کی کہ اس کام کے لیے بہت سے لشکر اور فوج کی ضرورت ہے اور یہ بغیر زر کثیر کے ممکن نہین
تب بموجب حکم بادشاہ کے زر کثیر جو اُسکی توقع سے بھی زیادہ تھا اُسکے حوالہ کیا گیا جب اسکا ظلم
حد سے گذرا تو خلجی امیرون نے متفق ہو کر اسکو قتل کر ڈالا تین برس اسنے سلطنت کی
بعد قتل علی مردان کے امیرون نے حسام الدین کو تخت پر بٹھایا یہ بھی ایک معزالدین کے غلامون مین
تھا اور اسنے تمام ولایت ترہٹ اور بنگالہ اور جاج نگر اور کامرود پر اپنا قبضہ کر لیا اور اسکا
خطاب غیاث الدین تھا سنہ چھ سو بائیس مین آٹھ ہاتھی اور سات ہزار تنکہ نقد سلطان شمس الدین
التمش کو بھیجکر خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا سنہ چھ سو چوبیس مین سلطان ناصر الدین
محمد شمس الدین التمش نے امیرون کے اغوا سے غیاث الدین پر فوج کشی کی وہ اس زمانے مین
لکھنوتی سے کامرود کو لشکر لیے جاتا تھا یہ خبر سنکر تُرت لوٹ آیا بڑی لڑائی ہوئی آخر مع کئی امیرون کے
گرفتار ہو کر قتل ہوگیا بارہ برس سلطنت کی باقی اور غلام معزالدین کے جنھون نے اور
ملکون مین سلطنت کی ہے اُنکا ذکر اپنے مقام پر آویگا

ذکر سلطان آرام شاہ بن قطب الدین ایبک کا

بعد انتقال قطب الدین کے اُسکا بیٹا آرام شاہ تخت نشین ہوا سپہ سالار علی اسمٰعیل نے شمس الدین التمش کو
جو قطب الدین کا غلام اور داماد تھا اور اُسکو قطب الدین نے بیٹا بھی کیا تھا اُس وقت بداون مین
حاکم تھا سلطنت کے واسطے بُلایا چنانچہ اُسنے دہلی پر اپنا قبضہ کر لیا آرام شاہ نے آکر

مقابلہ کیا لیکن شکست پائی اور آرام شاہ نے ایک سال بھی سلطنت نہ کی

ذکر سلطان شمس الدین التمش کا

شمس الدین التمش کا باپ ترکستان مین کسی قوم کا حاکم تھا اور چونکہ وہ چاندگہن کی رات مین پیدا ہوا تھا اور ایسے لڑکے کو ترکی زبان مین التمش کہتے ہین اسی سبب سے شمس الدین کو التمش کہتے ہین اسکے بھائی شمس الدین کو باغ کی سیر کا بہانہ کرکے باہر لیگئے اور یوسف کی طرح ایک سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالا وہ سوداگر اسکو بخارا مین اور وہان سے سلطان معزالدین کے زمانے مین غزنین کو لے گیا اتفاقاً اُس زمانے مین بعد فتح نہروالہ اور گجرات کے قطب الدین ایبک بھی غزنین کو گیا تھا اور شاید معزالدین نے یہ حکم دیا تھا کہ اس غلام کو غزنین مین کوئی نہ خریدے قطب الدین نے اسکے خریدنے کی اجازت مانگی معزالدین نے اپنے پہلے حکم کا لحاظ کرکے یہ کہا کہ اُسکو دہلی مین لیجا کر بیچو چنانچہ قطب الدین نے دہلی مین آکر ایک ایبک نامے اپنا ہمنام غلام اور التمش کو ایک لاکھ تنگہ قیمت دیکر پہلے اُسکا نام امیر طمغاج رکھکر ترہندہ کی حکومت دی تھی اور جسوقت مین قطب الدین تاج الدین یلدوز سے لڑبھڑ رہا تھا ایبک نامے غلام قتل ہوگیا پھر قطب الدین نے التمش کو اپنا مقرب کیا اور گوالیار کو فتح کرکے وہان کا امیر کیا پھر چند روز کے بعد علاقہ برن کی حکومت اُسکو دی اور چونکہ اُسکے آثار اچھے معلوم ہوے تو ولایت بداون بھی اُسی کو سپرد کی جب سلطان معزالدین نے کھوکرون سے مقابلہ کیا تھا تو شمس الدین التمش بھی بداون سے بہت سی فوج ساتھ لیکر قطب الدین کی ہمراہی مین معزالدین کا شریک ہوا اور بڑی بڑی دلیری کے کام کیے تھے اور سلطان معزالدین نے اُسکو بہت خلعت اور انعام عطا کیے تھے اور قطب الدین سے بھی اُسکی سفارش بہت کی تھی اور اُسی روز سے قطب الدین نے اُسکو آزاد کرکے رفتہ رفتہ امیر الامرائی تک پہونچایا سنہ چھ سو سات مین شمس الدین نے تخت سلطنت پر دہلی مین جلوس کیا بعضے امیرون نے کچھ بغاوت کی تھی مگر اُنکو واقعی سزا دی بعد ازان ملک تاج الدین یلدوز جب خوارزم والون سے شکست کھا کر بھاگا تو لاہور پر آکر قابض ہوگیا شمس الدین التمش نے اُسکا مقابلہ کیا سنہ چھ سو بارہ مین ترائوری پر لڑائی ہوئی آخر تاج الدین یلدوز گرفتار ہوگیا اور شمس الدین نے اُسکو بداون مین قید کر دیا چنانچہ وہ وہین مرگیا سنہ چھ سو چودہ مین ناصر الدین قباچہ سے جو قطب الدین کا داماد اور

اچھ اور ملتان کا حاکم تھا لڑائی ہوئی اور سلطان التمش نے فتح پائی بعد ازان سلطان نے ناصر الدین کے ملک پر فوج کشی کی ناصر الدین قلعہ اچھ کا اچھی طرح بندوبست کر کے قلعہ بھنگر مین چلا گیا اور نظام الملک وزیر نے اُسکا تعاقب کیا اور سلطان نے اچھ کو فتح کر لیا تب ناصر الدین نے یہ سُنا تو سلطان شمس الدین التمش کے پاس بہرام شاہ اپنے پسر کو صلح کی گفتگو کے لیے بھیجا اسی اثنا مین قلعہ بھنگر بھی فتح ہو گیا جب ۶۱۵ھ چھ سو پندرہ مین ناصر الدین پنجاب کے کسی دریا مین ڈوب ڈاب کر مر گیا تو سلطان حسب مراد دہلی کو آیا اسی اثنا مین سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کا بیٹا چنگیز خان کے خوف سے بھاگ کر غزنین کو گیا اور وہان سے لاہور مین آکر متصرف ہو گیا ۶۱۸ھ چھ سو اٹھارہ مین التمش نے اُسپر فوج کشی کی وہ مقابلہ نہ کر سکا سندھ اور سیستان کی طرف چلا گیا اور وہان سے کچ اور مکران کے راستے کرمان اور عراق مین پہونچا ۶۲۲ھ چھ سو بائیس مین بہار اور لکھنوتی پر سلطان شمس الدین التمش نے فوج کشی کی اور سلطان غیاث الدین کو اپنا مطیع کر کے بہت سی پیشکش حاصل کی اور وہان خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور اپنے بڑے بیٹے کو سلطان ناصر الدین محمد خطاب دیکر اور اپنا ولیعہد کر کے وہ ملک اُسکے حوالہ کیا اور خود دہلی کی طرف مراجعت کی آخر ناصر الدین نے غیاث الدین کو قید کر کے قتل کیا اور مال غنیمت وہان سے بہت سا پایا چنانچہ دہلی کے سب سردارون کے لیے جدا جدا تحفہ بھیجا ناصری نام ایک شاعر ولایت سے دہلی مین آیا اور حضرت خواجہ قطب الدین اوشی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا حضرت دعا کیجیے کہ مین نے ایک قصیدہ جو شمس الدین التمش کی تعریف مین لکھا ہے اُسکا مجکو بہت صلہ ملے چنانچہ آپ نے دعا فرمائی جب وہ بادشاہ کی مجلس مین گیا اور یہ مطلع اول پڑھا **ع** ای فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ + تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ

بادشاہ نے فی الفور اس مطلع کو یاد کر لیا اور ایسا بھایا کہ باربار زبان پر لایا اور جب قصیدہ تمام ہو گیا اُس سے پوچھا کہ اسمین کتنے شعر ہین اُسنے کہا ترپن چنانچہ بادشاہ نے ترپن ہزار تنگہ سفید اُسکو انعام مین دلوا دیے پھر سلطان شمس الدین نے ۶۲۳ھ چھ سو تئیس مین رنتنبھور کے قلعے پر حملہ کر کے فتح پائی ۶۲۴ھ چھ سو چوبیس مین قلعہ مندر پر فوج بھیجی اور اُس قلعہ کو مع کوہ سوالک کے اپنے قبضے مین کر لیا اسی سال مین امیر روحانی جو بڑا فاضل تھا چنگیز خان کے حادثے مین بخارا سے بھاگ کر دہلی مین آیا اور فتح کی تہنیتون مین بہت سے قصیدے لکھے یہ شعر بھی اُنھین مین سے ہین

خبر بہ اہل سما بہ جبرئیل امین
بدین بشارت بند مد کلہ آمین
خوشا مجاہد غازی کہ دست تیغ ویش را
قصیدے کے یہ ہین ؎
رقم رنج گوئیا بہ دست
او زمن گشت چون جان قلم
کہ بہ آواز نرم من ماند ند
دارم نفع بیکران قلم
خواجہ منصور بن سعید کز دست
بار انصاف کاروان قلم
در کفایت کند رکاب گران
آشکارا کند نہان قلم

از فتح نامہ سلطان محمد شمس الدین
کہ از بلاد ملاحدہ شہنشہ اسلام
رُوان حیدر کرار میکند تحسین
قصہ خویش از زبان قلم
بہ خط عمر من نشان قلم
ناگہان بانگار رفتہ من
نالہ زار ناگہان قلم
آخر احوال من نگوید کس
تیز بازار امتحان قلم
چون بنان را سوار کردہ بود
پس بگیرد سبک عنان قلم

کرامی ملائکہ قدس آسمانہا را
کشاد بار دگر قلعہ سپہر آئین
اور چند شعر اسکے ایک اور
کردہ ام یاد در بیان قلم
با قلم تا قرین شدم بجہان
زان درستی کند سنان قلم
گرچہ پیوستہ در میان صفر ہ
پیش صاحب مگر زبان قلم
آن بزرگی کہ دارد از لفظش
مرکب او خجستہ ران قلم
بر بہشت عقل راچہ بگمارد

اور سنہ ۶۲۶ چھ سو چھبیس مین عرب کے قاصد مصر سے سلطان کے لیے خلعت اور القاب لائے اور اس خوشی مین بادشاہ نے تمام شہر مین آرایش کی اور بہت جشن کیے اسی سال مین شاہزادہ سلطان ناصر الدین حاکم لکھنوتی کا انتقال ہوا بادشاہ نے جب اسکے ماتم سے فراغت پائی تو اپنے چھوٹے بیٹے کو بھی خطاب عنایت کیا اور اسی کے نام طبقات ناصری تصنیف ہوئی ہے کچھ لکھنوتی مین فساد ہوگیا تھا سنہ ۶۲۷ چھ سو ستائیس مین بادشاہ نے وہان کا قصد کیا اور اسکا انتظام کرکے وہ ملک اعز الملک ملک علاؤ الدین خانی کے سپرد کیا اور سنہ ۶۲۹ چھ سو انتیس مین گوالیار کے قلعے کو فتح کیا اور ملک تاج الدین دبیر نے اس تہنیت مین یہ رباعی لکھی تھی اور بادشاہ نے اسکو پتھر پر کندہ کرایا تھا ؎ ہر قلعہ کہ سلطان سلاطین بگرفت
از عون خدا و نصرت دین بگرفت * آن قلعہ گوالیار آن حصن حصین * در ستمائہ سہ تسعین بگرفت
سنہ ۶۳۱ چھ سو اکتیس مین مالوہ پر یورش کی اور بھیلسی کو فتح کیا اور اُجین پر بھی قبضہ کر لیا اور یہان بتخانہ مہاکال نامے جو چھ سو برس کا بنا ہوا تھا بالکل توڑ پھوڑ ڈالا اور راے بکرماجیت وغیرہ کی مورتین صورتین وہان سے اُٹھا لایا اور دہلی کی پرانی جامع مسجد کے دروازے پر ڈالدین [illegible]

چلدیا اور اس سفر مین بیمار ہوکر دہلی کو لوٹ آیا اور ۶۳۳ھ مین چھبیس برس سلطنت کرکے
انتقال کیا مشہور ہے کہ سلطان شمس الدین نے ایک مرتبہ ایک کنیز سے مجامعت کا ارادہ کیا
مگر اُسپر قادر نہوا ایک مرتبہ وہی کنیز بادشاہ کے سر مین تیل ڈالتی تھی یکایک رونے لگی اور اُسکے
آنسو بادشاہ کے سر پر گرے بادشاہ نے اُس سے رونے کا سبب بہت اصرار سے پوچھا تو اُسنے جواب دیا
کہ میرا ایک بھائی بعینہٖ آپکی شکل تھا سو تجت وہ مجکو یاد آیا اور بھائی کا سارا قصہ بیان کیا تو معلوم ہوا
کہ وہ بادشاہ ہی کی حقیقی بہن تھی اور اللہ تعالی نے اس حرام سے اُسکو محفوظ رکھا اور جناب مصنف
یہ لکھتے ہین کہ مین نے دوبار اکبر بادشاہ کی زبانی ایک دفعہ فتح پور مین اور ایک مرتبہ لاہور مین اسی نقل کے
قریب ایک نقل سلطان غیاث الدین بلبن کی نسبت سُنی ہے کہ وہ ایک کنیز سے جب مباشرت کا قصد
کرتا تھا اُسکو حیض آجاتا تھا آخر معلوم ہوا کہ وہ اُسکی بہن تھی

ذکر سلطان رکن الدین فیروز سلطان التمش کے بیٹے کا

بعد انتقال سلطان شمس الدین التمش کے اُسکا بیٹا ولیعہد سلطان رکن الدین جو لاہور مین حاکم تھا
بادشاہ ہوا اور ملک تاج الدین دبیر نے اُسکے جلوس کی تہنیت مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکے دو شعر یہ ہین
مبارک باد ملک جاودانی ٭ ملک را خاصہ در عہد جوانی ٭ یمین الدولہ رکن الدین کہ آمد
درش از مین چون رکن یمانی ٭ جب تخت پر بیٹھا خزانے کا دروازہ کھول دیا اور لہو ولعب و عیش
و عشرت مین مشغول ہوا اور رنڈیون اور کمینون کی صحبت اختیار کی اور اسکی مان ترکان خاتون کہ ایک
ترکی کنیز تھی التمش کی اور بیبیون سے جو پہلے رنج رکھتی تھی اب اُسکے عوض نکالنے لگی اور ایک بیٹا شمس الدین التمش کا
قطب الدین نامے جو ایک اور بی بی کے بطن سے تھا اُسکو قتل کیا اور بالکل خزانہ خالی ہوگیا چھوٹا بھائی
رکن الدین کا ملک غیاث الدین نامے جو اودھ مین حاکم تھا باغی ہوا اور اُدھر ملک اعز الدین اور کبیر خان سلطانی
والی ملتان اور ملک سیف الدین ناظم ہانسی وغیرہ باہم خط وکتابت کرکے خودسر ہوگئے ناچار بادشاہ
اُس فتنے کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوا پہلی منزل کیلوکھری مین کی وہان سے نظام الملک جنیدی وزیر
اور وکیل ممالک ہند کا جدا ہوکر کول کو بھاگ گیا اور ملک اعز الدین محمد سالاری سے جا ملا جب بادشاہ
منصور پور مین پہونچا سارے امیر وہان سے رفاقت چھوڑ کر دہلی کو چلے آئے اور رضیہ خاتون شمس الدین کی
بڑی بیٹی کو جو بڑی بہادر اور سخی اور عقلمند تھی بادشاہ بنایا اور ترکان خاتون رکن الدین کی مان کو قید کرلیا

نظام الملک کا انتقال ہوگیا اور خواجہ مہذب اُسکا قائم مقام ہوا اس سلطنت کو ایک طرح کی قوت حاصل ہوئی بعد ازان منتھور کو لشکر بھیجا اور شمس الدین کے وقت سے جو ہندؤون نے مسلمانونکو گھیر رکھا تھا اُنکو اُس قید سے خلاص کیا اور جمال الدین یاقوت حبشی جو پہلے میر آخور تھا اب ایسا معتمد علیہ اور مقرب ہوگیا کہ سلطان رضیہ اُسکی بغل اور بازو پر تکیہ لگاکر سوار ہوا کرتی تھی سب امیرون کو اُس سے حسد تھا بعد ازان سلطان رضیہ بے حجاب مردون کی طرح قبا اور ٹوپی پہنکر تخت پر بیٹھتی تھی اور حکم دست کرتی تھی سنہ چھ سو تینتیس مین ملک اعز الدین ایاز حاکم لاہور نے مخالفت کی اور سلطان رضیہ نے اُسپر لشکر کشی کی اور اُسکو مطیع کرکے ملتان بھی اُسکی جاگیر مین اضافہ کیا اسی سال مین قلعہ تبرہندہ پر فوج کشی کی راستے مین سارے امیر بعض امور سلطان رضیہ کی پارسائی کے خلاف دیکھکر باغی ہوگئے اور سلطان رضیہ مع جمال الدین یاقوت حبشی کے جو امیر الامرا ہوگیا تھا قلعہ تبرہندہ مین قید کر دیا

ذکر سلطنت بہرام شاہ شمس الدین کے بیٹے کا

بعد محبوسی سلطان رضیہ کے بہرام شاہ شمس الدین التمش کا بیٹا تخت نشین ہوکر دہلی کو آیا اور ملک اختیار الدین التونیہ حاکم تبرہندہ نے رضیہ کے ساتھ نکاح کر لیا اور جاٹون اور کھوکرون کی ایک جماعت فراہم کرکے دہلی پر حملہ کیا معز الدین بہرام شاہ نے ملک بلبن خرد جو آخر مین غیاث الدین ہوگیا ہی مقابلے کے لیے بھیجا اور رضیہ شکست کھاکر پھر تبرہندہ کو لوٹ گئی اور چند روز مین کچھ سامان درست کرکے پھر دہلی کا قصد کیا ادھر سے وہی ملک بلبن خرد مقابلے مین آیا آخر دوبارہ رضیہ کی فوج کو شکست ہوئی اور رضیہ اور التونیہ دونون گرفتار ہوکر بادشاہ کے اشارے سے قتل ہوگئے یہ واقعہ سنہ چھ سو سینتیس مین ہوا اور رضیہ نے تین برس اور چھ مہینے اور چھ دن سلطنت کی بعد ازان معز الدین بہرام شاہ مستقل بادشاہ ہوگیا ملک اختیار الدین ایتگین جو پہلے حاجب تھا اور بادشاہ کی ایک بہن بھی اُسکے نکاح مین تھی اور نظام الملک مہذب الدین سے متفق ہوکر سارے اُمور سلطنت مین دخیل ہوگیا تھا اور بادشاہون کی طرح ایک ہاتھی اپنے دروازے پر باندھا تھا سنہ چھ سو اڑتیس مین مع مہذب الدین وزیر کے بادشاہ کے اشارے سے قتل ہوگیا بعضے سرداِ خفیہ تغیر سلطنت کے باہم مشورے کیا کرتے تھے بادشاہ نے مطلع ہوکر سب کو سزا دے کا ل دی بعضون کو قتل کیا اور بعضون کو مثل بدر الدین سنقر امیر حاجب کے بدایون مین قید کردیا آخرد

وہین مر گئے اور قاضی جلال الدین کاشانی کو حکومت لشکر سے موقوف کرکے بدایون کا قاضی مقرر کیا
اور قاضی شمس الدین اور مارہرہ کے قاضی کو ہاتھی کے پاؤن سے کچلوا دیا یہی حال اور کئی سرداروں کا
کیا سنہ چھ سو انتالیس (۶۳۹) مین چنگیزی منغلون نے لاہور کا محاصرہ کر لیا ملک قراقش حاکم لاہور آدھی رات کو
بھاگ کر دہلی مین آیا بادشاہ نے امرا سے از سر نو عہد و پیمان لیا اور نظام الملک وزیر کو جو بدل بادشاہ کی
طرف سے صاف نہ تھا اس مہم کے لیے پنجاب کو روانہ کیا اُس مکار نے بادشاہ کو ایک عرضی اس مضمون کی
بھیجی کہ جتنے امیر ہین سب بیدل ہین یہان آپ کا تشریف لانا بہت ضرور ہی بادشاہ نے وہان
خود جانا مصلحت نہ سمجھا اور سادہ لوحی سے یہ لکھ بھیجا کہ یہ منافق امیر وقت پر بخوبی اپنی سزا کو پہونچینگے
اِس وقت اِنکی مدارات سے کام نکالو یہ فرمان نظام الملک نے سب امیرون کو بعینہ دکھلا دیا اُسکو دیکھتے ہی
سب نظام الملک سے متفق ہوکر باغی ہوگئے بادشاہ نے شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین اوشی کو اُنکے
سمجھانے کے لیے بھیجا لیکن وہ کسی طرح نہ مانے ناچار شیخ الاسلام دہلی کو واپس آیا اور جھٹ پٹ نظام الملک
مع اور امیرون کے دہلی کو آکر گھیر لیا اور بادشاہ کو گرفتار کرکے چند روز قید رکھا پھر قتل کر ڈالا اِس
بادشاہ نے دو برس اور ایک مہینے اور پندرہ دن سلطنت کی

ذکر علاؤ الدین مسعود رکن الدین کے بیٹے کا

بعد معزولی معز الدین بہرام شاہ کے بلبن بزرگ نے ایک روز تخت پر جلوس کیا اور شہر مین منادی کی
لیکن جب اُمرا اُسکی سلطنت پر راضی نہ ہوے تو علاؤ الدین مسعود بیٹا رکن الدین فیروز شاہ کا اُسکے
دونون چچا یعنی سلطان ناصر الدین محمود اور سلطان جلال الدین سلطان شمس الدین التمش کے
بیٹون کی مدد سے قید سے نکل کر تخت پر بیٹھا اور ملک قطب الدین حسن کو اپنا نائب اور مہذب الدین
نظام الملک کو وزیر الممالک مقرر کیا سنہ چھ سو چالیس مین اور امیرون نے حسد سے نظام الملک کو
قتل کر دیا پھر صدر الملک نجم الدین ابو بکر وزیر ہوا اور غیاث الدین بلبن خورد کو امیر حاجب مقرر کیا اور ناگور
اور سندھ اور اجمیر کی حکومت ملک اعز الدین بلبن بزرگ کو دی اور بدایون ملک تاج الدین کے حوالے کیا
اسی سال مین اعز الدین طغا خان نے جو آگرے سے لکھنوتی کو چلا گیا تھا ایک عرضی شرف الملک اشعری کے
ہاتھ بادشاہ کے پاس بھیجی اور بادشاہ نے ایک لعل کا چتر اور خلعت خاص حاکم اودھ کے ہاتھ
اُسکے لیے روانہ کیا اور اپنے دونون چچاؤن کو قید سے نکال کر حکومت قنوج ملک جلال الدین کو اور

بہرائچ ملک ناصرالدین کو دی اور انہون نے وہان بڑی عمدگی سے کام کیا ۶۴۲ چھ سو بیالیس مین مغلون کی
فوج لکھنوتی پہ جا پہونچی شاید تبت اور خطا کے راستے سے آئے ہونگے بادشاہ نے تیمور خان قمربیا کو
طغاخان کی مدد کے لیے لکھنوتی کو روانہ کیا چنانچہ مغل شکست کھا کر چلے گئے پھر تیمور خان اور طغاخان مین
مخالفت ہوگئی چنانچہ طغاخان دہلی کو چلا آیا اور لکھنوتی مین تیمور خان مقرر ہوا اسی سال مین مغلون نے
اچھ کے علاقے پر یورش کی بادشاہ بھی یہ سُنکر بہت جلد بیاس ندی کے کنارے جا پہونچا تب مغلون کی فوج
وہان سے بھاگ گئی پھر بادشاہ دہلی مین آیا اور ظلم اور قتل شروع کیا امیرون نے اُس سے رنجیدہ ہوکر
اُسکے چچا ناصرالدین محمود کو بہرائچ سے بُلایا اور جب وہ آگیا تو علاؤالدین مسعود کو ۶۴۴ چھ سو چوالیس مین
قید کردیا اور وہ وہین مرگیا اس بادشاہ نے چار برس اور ایک مہینہ سلطنت کی

ذکر ناصرالدین محمود التمش کے بیٹے کا

بعد علاؤالدین کے ناصرالدین محمد تخت سلطنت پر بیٹھا اور غیاث الدین بلبن خرد کو جو اُسکے باپ کا
غلام اور داماد تھا وزیر کیا اُسکے جلوس کے وقت بہت سے بکھیڑے ہوے اور شاعرون نے تہنیت نامے
لکھے اُنمین سے کئی شعر یہ ہین ؎ آن خداوندے کہ حاتم بذل و رستم کوشش ست ✣ ناصر دنیا و دین محمود بن التمش ست
آن جہاندارے کہ سقف چرخ از ایوان او ✣ در علو مرتبت گوئی فرود این کوشش ست ✣ سکہ را از القاب میمونش چہ اندر فخر ✣ خطبہ را از اسم ہمایونش چہ مایہ نازش ست ✣ کتاب طبقات ناصری اسی بادشاہ کے نام پر تصنیف ہوئی تھی
اِسکے اخلاق و انصاف اُس سے ظاہر ہوتے ہین اِس بادشاہ نے غیاث الدین بلبن کو الغ خان کا خطاب
اور سب امورات سلطنت اُسکو سپرد کرکے فرمایا کہ ہرگز کوئی ایسا کام نہ کیجیو کہ قیامت کے دن تو خود
بھی شرمندہ ہو اور مجکو بھی شرمندہ کرے اور خود اکثر حجرے مین بیٹھا ہوا عبادت کیا کرتا تھا مشہور ہے
کہ یہ بادشاہ دربار عام مین تو بادشاہانہ کپڑے پہن لیتا تھا مگر خلوت مین ایک پُرانی گدڑی پہنے رہتا تھا
اور یہ بھی کہتے ہین کہ قرآن لکھ لکھکر ہدیہ کیا کرتا تھا اور اُسی سے کھانا پینا کرتا تھا اور اس خیال سے کہ کوئی
خط پہچان کر براہ خوشامد زیادہ قیمت کو نہ لیلے خفیہ لکھکر بازار مین بھیجدیا کرتا تھا اور اُسکی بہت سی حکایتین
ایسی مشہور ہین کہ صحابہ کے احوال سے ملتی جلتی ہین مصنف لکھتے ہین کہ مین نے کسی کتاب مین دیکھا ہے
کہ ایک روز اُس بادشاہ کی بی بی نے شکایت کی کہ میرے پاس ایک کنیز بھی نہین اپنے ہاتھ سے تمہارے لیے
روٹی پکاتی ہون اور یہ ہاتھ میرے جل گئے ہین اور آبلے پڑ گئے ہین بادشاہ یہ سنکر رویا اور کہنے لگا کہ دنیا

چند روز ہی یہان اس تھوڑی سی محنت پر صبر کرو اسکے اجر مین قیامت کے دن اللہ ایک حور تمکو خدمت کے
لیے دیگا مین بیت المال کے روپیہ سے کنیزک نہین خرید سکتا یہ سنکر اُسکی بی بی کی بھی تسلی ہوگئی سنہ
جلوس کے رجب مہینے مین بادشاہ نے ملتان کا ارادہ کیا اور ذی قعدہ مین لاہور کی ندی سے
عبور کرکے الغ خان کو کوہ جود اور نندنہ کی طرف روانہ کیا اور خود سندہ ندی کے کنارے پر ٹھہرا رہا
الغ خان نے اُس تمام ملک کو ضبط کرکے کھوکرون اور دوسرے مفسدون کو بخوبی تنبیہ کی بعد ازان
بادشاہ سے آن ملا اور تنہا دہلی کو واپس آیا سنہ ۶۴۵ھ چھ سو پینتالیس مین میوات پر قبضہ کرکے میان دوآب کی
طرف متوجہ ہوا اور اسی سال مین الغ خان کو کڑے کی طرف بھیجا اور وہ وہان سب سرکشون کو قرار واقعی
گوشمالی دیکر اور بہت سا مال غنیمت کا لیکر دہلی کو آیا سنہ ۶۴۶ھ چھ سو چھیالیس مین رنتھنبور گیا اور وہان کے
مفسدون کا انتظام کرکے واپس آیا سنہ ۶۴۷ھ چھ سو سینتالیس مین الغ خان کی بیٹی سے نکاح کیا اور سنہ ۶۴۸ھ چھ سو
اڑتالیس مین پھر ملتان کی طرف لشکر بھیجا چند روز کے بعد ملک عز الدین ناگور کا حاکم باغی ہوگیا بادشاہ نے
اُسپر فوج کشی کی آخر اُسنے امان مانگ لی سنہ ۶۴۹ھ چھ سو انچاس مین گوالیار اور چندیری اور مالوے کی
طرف کوچ کیا جاہر دیو وہان کا راجہ چار ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے کی فوج لیکر مقابل ہوا لیکن بڑی لڑائی کے
بعد راجہ نے شکست کھائی اور قلعہ فتح ہوگیا اسی سال مین شیر خان ملتان کا حاکم اور ملک عز الدین بلبن نے
جو ناگور سے اُسکی مدد کو گیا تھا اچھ کے قلعے کو فتح کیا اور شیر خان اُسی قلعہ مین رہا اور عز الدین بلبن بادشاہ کے
پاس آیا اور بدایون اُسکو جاگیر مین ملا سنہ ۶۵۰ھ چھ سو پچاس مین دہلی سے لاہور کا قصد کیا اور وہان سے ملتان
پھر اچھ کو گیا کشلو خان بھی اس سفر مین بیاس ندی تک ہمراہ تھا سنہ ۶۵۱ھ چھ سو اکاون مین تبرہندہ کو گیا
اور اچھ اور ملتان کو جو شیر خان سے چھین جھپٹ کر سندھیون نے اپنا قبضہ کر لیا تھا اُسکو فتح کرکے ارسلان خان
کو حوالہ کیا سنہ ۶۵۲ھ چھ سو باون مین پہاڑ کی طرف متوجہ ہوکر توجہ کی اور جوالاپور کے گھاٹ گنگا کو اُتر کر سب
پہاڑ کے ملکون کو تاراج کرتا ہوا رہٹ ندی کے کنارے تک پہونچا اور تمام اُن ملکون کو لوٹ کھسوٹ کے
بہت لوگون کو قید کر لیا پھر کٹیہر پر یورش کی بعد ازان بدایون کو گیا اور وہان سے اودھ کو کوچ کیا
پھر دہلی مین واپس آیا اتنے مین یہ سنا کہ ضلع تبرہندہ مین الغ خان و ارسلان خان وغیرہ امیر ملک جلال الدین
بادشاہ کے بھائی سے متفق ہوکر مخالف ہوگئے ہین یہ سنتے ہی بادشاہ نے اُدھر کا قصد کیا جب علاقہ تبرہندہ
اور کرام اور کیتھل مین پہونچا بعضے سردارون نے بیچ مین پڑ کے صلح کرا دی اور باغی طاغی امیر عہد و پیمان کرکے

امن مانگ کر حاضر ہو گئے بادشاہ لاہور کی حکومت جلال الدین کو دیکر دار السلطنت کو واپس آیا ۶۵۲ھ چھ سو
ترپن مین بادشاہ کو اپنی والدہ ملکۂ جہان سے جو قتلغ خان کے نکاح مین تھی کچھ رنج ہوا اور قتلغ خان کو
اودھ کا ملک جاگیر مین دیکر رخصت کیا اور چند روز کے بعد بہرائچ کو بدل دیا قتلغ خان نے بددل ہو کر
وہان سے سرمور پہاڑ کی طرف رستہ لیا اور ملک عز الدین نے کشلو خان اور بعضے امیرون کو موافق کرکے
بغاوت کی بنیاد ڈالی بادشاہ نے الغ خان کو بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ انکے مقابلے کے لیے بھیجا جب
دونون فریق قریب ہوے تو شیخ الاسلام سید قطب الدین اور قاضی شمس الدین بہرائچی وغیرہ نے
قتلغ خان اور کشلو خان کو دہلی پر توجہ کرنے کی صلاح دی اور دہلی والون نے بہت سی خواہش
ظاہر کی چنانچہ قتلغ خان اور کشلو خان شکست کھانے کے بعد سو کوس کا رستہ دو روز مین
قطع کرکے سامانہ سے دہلی مین آئے الغ خان نے اس مشورے کی پہلے ہی بادشاہ کو اطلاع
دی تھی اور بادشاہ ان امیرون کو جنھون نے قتلغ خان کو پیغام بھیجا تھا اپنی اپنی جگہ کو بھیج چکا تھا
جب ان دونون نے ان امیرون کو جنکی حسب الطلب آئے تھے دہلی مین نہ پایا یہ دونون بھی متفرق
ہو گئے اور الغ خان بھی انکا پیچھا کرتا ہوا دہلی مین بادشاہ کے پاس آ گیا ۶۵۵ھ چھ سو پچپن مین
بادشاہ نے سب امیرون اور رئیسون کو دہلی سے نکال دیا اسی سال کے آخر مین مغلون نے
اچھ اور ملتان پر حملہ کیا کشلو خان ملعون انکے مقابل ہوا اور جھٹ پٹ بادشاہ بھی جا پہونچا
مغل مقابلے کی طاقت نہ دیکھکر خراسان کی طرف بھاگ گئے اور بادشاہ بھی دہلی کو چلا آیا اور
ملک جلال الدین جانی کو خلعت دیکر دہلی کو روانہ کیا تھا ۶۵۶ھ چھ سو چھپن مین ترکستان کے ایلچی
آئے اور انکو بہت سا انعام اکرام دیکر رخصت کیا اور اسی سال مین حضرت شیخ فرید گنج شکر
رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا ۶۵۸ھ چھ سو اٹھاون مین بہت سے ہاتھی اور اسباب اور جواہرات اور ثمینہ
لکھنوتی سے بطور پیشکش کے آیا اور اسی سال مین ملک عز الدین کشلو خان نے وفات پائی
اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی بھی ملک آخرت کو تشریف لیگئے کسی نے دونون کی
وفات کی تاریخ مین یہ مصرع لکھا ہے ع ز تیر عشق زبانی یکی زخمی و دگر خون شد ۶۵۸ھ چھ سو
اٹھاون مین سوات وغیرہ پر یورش کی اور وہان کے مفسدون کو تنبیہ کی جب سب ملک مین
اچھی طرح انتظام ہو گیا تو ۶۶۴ھ چھ سو چونسٹھ مین بادشاہ نے اس عالم فانی سے رحلت کی اور

کوئی وارث نہ چھوڑا اس بادشاہ نے اُنیس برس اور تین مہینے اور کئی روز سلطنت کی قبر اُسکی دہلی مین مشہور ہی اِسکے زمانے کے بڑے شاعرون مین سے ایک شمس الدین دبیر ہی جو بہت بڑا فاضل تھا اور امیر خسرو نے بھی کتاب غرۃ الکمال کے دیباجہ اور ہشت بہشت کے آخر مین اُسکی تعریف لکھی ہی اور اُسکو غیاث الدین بلبن نے آخر مین بنگالے کی سلطنت کا منشی کر کے اپنے بیٹے نصیر الدین بغرا خان کے پاس بھیجدیا تھا یہ شعر اُسکے قصیدے کے ہین ؎

انہمہ کار دلم از تو بہ نادانی خام
طمع بود از ان گونہ کہ میدانی خام
شست میدارم و ہر چند قوی مسکینم
گر تو اے ست قوی بہ اذن قربانی خام
خام میخواہم از سینہ خود بشگافم
کار نا پختۂ من ماندہ ز حیرانی خام
تا خبر دنیا و دین آنکہ بہ پیش ملکش
دیگ در آرزویش نیست ز سلطانی خام
چہ کند چرخ اگر با ردقارت نکشد
بہ کہ دکالبد خام چہ پیشانی خام
ہمہ کار تو ز ریختہ و بدخواہ ترا
پوستے دارد و آن نیز چو بستانی خام
خصم گر گرد د برباد چہ باک ست ازچہ
اژدہا گوئے علمے از دم تنبانی خام
مہست آے ورختہ شعرش چو ز ریختہ و نیست
ریختۂ او بکرم باز نہ گردانی خام
دادۂ دوشش مرا وعدۂ مہمانی خام
پختہ دارم دل ز اندیشۂ رویت کہ چرا ست
ریسمانی ست ز من تا بہ پریشانی خام
گفتیم ہیچ مسلمان نخورد خام بہ بین
پختہ بنمایم اندک کہ تو میخوانی خام
چون ملک خسرو ثانی ست نماند ہرگز
شد ز شاہان ہوس ملک سلیمانی خام
آفتاب کرمش گر سوے بستان تابد
چہ کشد بار گران مرکب پالانی خام
عسل خصم ست نخون جاے ز رہ بر آن
کار ریزرہ مصداق پشیمانی خام
خلق را گر نہ کشتی ماندہ ہر روز دو وقت
گرد چون شیر علم حملہ ز گشتخانی خام
خسروا شمس دبیر ست قوی پختہ سخن
سخنش چون سخن پختۂ خاقانی خام
پختہ کردم ہمہ شب چشم ندانستم کان
رنگ تو پختہ ہمین نقرۂ پیشانی خام
مکن از عیش خودم پختہ چو مہمان توام
غم تو میخوردم امنیست مسلمانی خام
بسکہ در حسن تو و فر ملک حیرانم
کارم از دولت خسرو ملک ثانی خام
شاہ محمود شہ آن سلطان کز فر مدد
تا بد از شاخ برون میوۂ بستانی خام
دشمنت لائق آن نیست کہ در خام کشی
در گلو میکشدش ہر دم زندانی خام
خصمت آن غول برہنہ ست کہ از کل جہان
دانہ خاید چو دست آرش بے نانی خام
سحر فرعون چہ آرد چہ فرو خواہد برد
نیست چون دفتریان سوختہ دیوانی خام
پختہ کر دست فلک بہر تو ملکت یا رب

امیر فخر الدین عمید لونکی نے ایک قصیدہ اس بادشاہ کی تعریف مین ناخن کی ردیف مین لکھا ہی جسکا مطلع یہ ہی ؎

چو بر دارد نگارم چنگ بندد زخمہ بی ناخن
زند ناہید را صد زخم غیرش بر جگر ناخن

مصنف صاحب نے کئی قصیدے عمید کے نقل کیے ہین مگر فقیر مترجم اس اردو ترجمے مین ہر ایک سے

مطلع پر اکتفا کرتا ہی مطلع برخیز عیدارنہ فسر دست دل توا | بگند زر غزل حمد خداوند جہان گو

سخنے طرازم اکنون کہ طرازِ آفرینش	مطلع	ز طراز جان سجود بہ چو طرہ از آفرینش
ای ز نہیب حکمِ تو خم زدہ قامت فلک	مطلع	خطبۂ کبریائے تو وحدک لا شریک لک
ای از بنفشہ بر سمنت صد ہزار بند	مطلع	وز لعل قیمتت بر گہر آبدار بند
مراست دیدہ محیط و خیال جان کشتی	مطلع	بر آب دیدہ ز غم میکند روان کشتی
ز شہے ز نرگس مستِ تو شرمسار آہو	مطلع	ز بند نافۂ مشکِ تو شرمسار آہو
قد چو نارونش کرد خیزران روزہ	مطلع	ز ارغوان نفش بر دن داد زعفران روزہ
منکہ چون سیمرغ در یک گوشہ مسکن کردہ ام	مطلع	ماوراے مرکز خاکے نشیمن کردہ ام

ذکر سلطان غیاث الدین بلبن کا

سنہ چھ سو چونسٹھ مین غیاث الدین بلبن جو سلطان شمس الدین کے غلامون مین سے تھا اور پہلے اسکا خطاب الغ خان تھا امیرون کے اتفاق سے قصر سفید مین تخت سلطنت پر بیٹھا یہ بادشاہ رذیلون کو امور سلطنت مین دخل نہ دیتا تھا مشہور ہی کہ فخر نامے ایک بازاری رئیس نے مدتون تک خدمت کی اور ایک مقرب بادشاہی کی خوشامد کی اور یہ آرزو کی کہ بادشاہ اگر ایک مرتبہ مجھسے ہمکلام ہو تو مین بہت سا نقد و جنس پیشکش کرون جب بادشاہ سے یہ ذکر آیا اُسنے ہرگز نہ مانا اور کہا کہ رذیلون سے گفتگو کرنا اپنی ہیبت گھٹانا ہی اور ظلم سے ہرگز راضی نہ تھا کئی امیرون کو جنھون نے رعایا پر ظلم کیا تھا سزا دی اور ایک دو کو مدعیون کے حوالہ کردیا تاکہ اپنا بدلا لیلین آخر اُن امیرون نے بقدر روپیہ عوض مین دیکر اپنی جان بچائی اور اس قدر نادم ہوے کہ جبتک زندہ رہے کبھی اپنے گھر سے باہر نہ نکلے اور اُسکی ساری خوبیان ان عادات سے معلوم ہوتی ہین کہ بے وضو کبھی نہ رہتا تھا اور وعظ کی مجلسون مین جاکر بہت رویا کرتا تھا اور باغیون اور سرکشون پر بہت غصہ اور سختی کرتا تھا سال اول جلوس مین ارسلان خان کے بیٹے تاتار خان نے لکھنوتی سے تریسٹھ ہاتھی بطور پیشکش کے بھیجے اور اسی سال مین بادشاہ نے پٹیالی و کنپلہ و بھوجپور وغیرہ مین جاکر قلعے بنائے اور پانچ ہزار سوارون کی فوج کوہ جود کے بہانے سے طیار کی اور دھوکا دیکر دو روز مین ملک کٹیہر مین آپہونچا اور مردون مین سے آٹھ برس کے بچے کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور عورتون کو

قید کر لیا اور ایسی گوشمالی کی کہ جلال الدین اکبر کے زمانے تک جو مصنف کا زمانہ ہی امروہہ اور بدایون کا ملک کٹھیریون کے ہاتھ سے امان مین تھا اور بہار آدر جونپور اور تمام پورب کے راستے جو بند تھے اس بادشاہ نے آباد کر دیے اور میوات میان دوآب کا ملک زبردست سردارون کے حوالہ کیا کہ اُنھون نے تمام وہان کے مفسدون کو قتل اور قید کیا اور کوہ سنتور کی طرف یورش کی اور وہان ایک قلعہ بنا کیا بعد ازان کوہ جود کو گیا پھر لاہور کی طرف متوجہ ہوا اور وہان کا قلعہ جو معز الدین بہرام شاہ کے زمانے مین مغلون نے بالکل خراب کر دیا تھا از سر نو طیار کیا یہان بادشاہ بیمار ہو گیا اور علاقہ لکھنوتی مین کسی نے جھوٹی خبر مشہور کر دی طغرل امین خان کے نائب نے جو بعد شیر خان کے وہان مقرر ہوا تھا امین خان سے سرکشی کی اور غالب آیا اور اُسکو قید کر لیا اور سلطان معز الدین اپنا خطاب مقرر کر کے بادشاہی کے سامان مین مصروف ہوا بادشاہی فوج کئی بار اُسکے مقابلے کے لیے گئی اور وہ ہمیشہ غالب آیا آخر خود بادشاہ نے قصد کیا طغرل یہ سنکر سرونڈی کے راستے سے جاج نگر اور تارکیلہ کی طرف چلا گیا بادشاہ نے ملک اختیار الدین بیگ برلاس کو اُسکے پیچھے روانہ کیا اور سنارگام کے راجہ دھنوج نام نے بھی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر طغرل کے گرفتار کر لانے کی ذمہ داری کی طغرل کسی جنگل مین بھاگا پھرتا تھا ملک اختیار الدین یکایک اُسکے سر پر جا پہونچا اُسکی ساری فوج غافل تھی طغرل کو قتل کر کے سر اُسکا بادشاہ کے پاس بھیجدیا بادشاہ نے وہ ملک اپنے چھوٹے بیٹے بغرا خان کو چتر اور دورباش دیکر عطا کیا اور خود دار السلطنت کو واپس آیا اتنے مین شیر خان بادشاہ کے چچا زاد بھائی حاکم لاہور و دیبال پور کا جو سلطان شمس الدین کے ایک غلامون مین سے تھا اور اُسنے سلطان ناصر الدین کے نام کا خطبہ غزنین مین پڑھا تھا انتقال ہو گیا جب تک یہ زندہ رہا مغلون کو ہندوستان مین نہ آنے دیا اب بعد اُسکے مرنے کے وہ ہندوستان پر تاخت و تاراج کرنے لگے اس فتنے کو فرو کرنے کے لیے بادشاہ نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو جو خان شہید اور قاآن ملک کے نام سے مشہور خاص و عام ہی چتر اور دورباش اور ساری بادشاہی کی علامتین دیکر اور اپنا ولیعہد بنا کر اور سندھ کو مع توابعات کے اسکی جاگیر مین عطا کر کے بڑی جمعیت بھیڑ بھاڑ کے ساتھ ملتان کو روانہ کیا رہت سے ٹھٹھا اور سمندر کے کنارے تک سب اُسی کا تصرف تھا امیر خسرو اور امیر حسن دہلوی پانچ برس تک ملتان مین اُسکے پاس رہے

اور اُسکے ہمنشینون مین داخل تھے دو مرتبہ اُسنے بہت سا روپیہ شیراز کو بھیجکر شیخ سعدی کو طلب کیا
مگر اُنھون نے ضعف پیری کا عذر کیا اور امیر خسرو کی بہت سی سفارش لکھی اور اپنے اشعار کی
ایک بیاض بھی بھیجی سلطان محمد ہر سال بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا اور بہت سے
انعامات اور خلعت حاصل کرکے واپس جاتا تھا مرتبۂ اخیر مین جسکے بعد پھر ملاقات میسر نہوئی بادشاہ نے
تنہائی مین بہت سی نصیحتین کین جو کتب تواریخ مین لکھی ہوئی ہین بعد ازان ملتان کو روانہ کیا اسی سال
مین تیمر نامے مغل نے راوی ندی سے لاہور کے قریب اُترکے بڑا فساد برپا کیا حاکم لاہور نے سلطان محمد کو
اس مضمون کی اطلاع بذریعۂ عرضی کے دی اُسنے اپنی مجلس مین تیس ہزار کا تین ہزار بڑھا اور بڑے
سامان سے برابر کوچ کرتا ہوا لاہور کے قریب راوی ندی کے کنارے باغ سربہ کی حدود مین آپہونچا
یہان مغلون سے مقابلہ ہوا اور سلطان محمد اُسی ہنگامے مین شہید ہوگیا یہ حادثہ ماہ ذی الحجہ
۶۸۳ھ چھ سو تراسی مین واقع ہوا امیر حسن دہلوی نے ایک اُسکا مرثیہ نثر مین لکھکر دہلی کو بھیجا تھا جسکی بعینہ نقل یہ ہے

مرثیہ امیر حسن

دریا باز رست تا سپہر ستمگر اگرچہ بدرستی عقد موافقت می بندد و عہد مصادقت می پیوندد بر دیگر د
و روزگار ناسازگار اگرچہ رسم رضامی نہد و وعدۂ وفا مید ہد در سکندر د آسمان شوخ چشم کہ مردمک
مردمی او نجس خساست معیوب ست اگرچہ اول چون بستان بے ہیچ کرمی باعث باشد بیرے بخشد و لیکن
آخر چون طفلان بے آنکہ ہیچ خیانتے مانع آید باز می ستاند عادات و معہودات زمانہ حالی ہمین ست اما
چہ بتجارب و چہ بتسامع دیدہ و شنیدہ آمدہ ست کہ ہر کرا چون ماہ برآمدہ می بیند میخواہد کہ روے کمال او را
بداغ نقصان سیاہ کند و ہر کرا چون ابر بر سر آمدہ می یابد دران میکوشد کہ جگر او را پارہ پارہ در اطراف
آفاق پراگندہ کند درین باغ حیرت و بستان حسرت چنانکہ ہیچ گلے بیخارے نرست ہیچ دلی از خار غم نہ رست
ای بسا سبزۂ نورستہ کہ از خزان آفت در مقام لطافت زرد روے ماندہ و اے بسا نہال نوخاستہ
کہ از تندباد اجل در خاک زمین پہلو نہادہ ۔ دریا دخزان بین کہ چہ جدسردی کرد ۔ بہ سرو جوان چنا جان دری
کرد ۔ یکی از امثال این تمثیل واقعۂ خسرو ماضی قاآن ملک غازی ست انار اللہ برہانہ و ثقل بالحسنات میزانہ
روز آدینہ سلخ ماہ ذی حجہ سنہ ثلث و ثمانین و ستمایہ کہ ماہ چون مہر و دل کافر ہیچ جا پدید نبود آفتاب
بمصاحبت لشکر اسلام تیغ زنان برآمد و شاہزادۂ اعظم کہ آفتاب آسمان ملک بود بنور نہضت غزا

در غرهٔ غزاے اولی وجه افراط جهاد در ضمیر منیر او ثابت پاے مبارک در رکاب آورده شبانه براے مشکل کشا
عرض داشتند که ایمر با تمامی لشکر بسه فرسنگی فرود آمده است چون بامداد شد بعزیمت کوچ ازان مقام نهضت
فرمود و بیک فرسنگی آن ملاعین پیش باز آمده بموضع مصاف در حدود باغ سریکرانه آب لاهور اختیار کرد
چنانچه متصل آب دیهی بزرگ بود آنرا حصن حصین ساخت و صورت بست که چون لشکر کفار مقابل شوند هر دو آب
در عقب لشکر باشد تا نه ازین جانب کسی راه بفرار تواند نهاد و نه ازان مخاذیل شائبهٔ لشکر را آفتی تواند رسید و
الحق چون آن اختیار از غایت حزم و نهایت کاردانی آن جان جهان ستان بود اما چون قضاء سر سلسله
سر رشتهٔ همه مصالح در تاب پیرود و سلک همه تدبیرها از انتظام شود ◦ هر کرا از بخت بد راه افتد +
کار او در کام بدخواه افتد ◦ بخت چون بیگانه از ره گم شود + عقل چون شبکور در چاه افتد ◦ قضا را آن دو
ماه و آفتاب که نسبت بملوک ازند نشانهٔ ماهی آویخته بودند و مریخ که سرخروئی او همه از خون اعیان
مملکت است همه از ترکش آن برج خدنگ خذلان و طغیان طغیان می گشاد و خان جهان اکثر را که اسد
بود از برج آبی خانهٔ خوف و خرابی و دلائل فتن و مخایل فتور برین نوع ظاهر و باهر و اشارت جاء القضاء
وضاق الفضاء در سیاق اوراق تحریر افتاد القصه نیم روز است که سوار چرخ در ولایت نیم روز رسید و در آن
شاگهیتی فروند او وقت زوال نزدیک شد ناگاه گروهی از سمت آن کفره پدید آمد خان غازی همان زمان
سوار شد و شان داد که تمامی خیل و خدم و حاشیه و حشم او بقضیهٔ اُقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَافَّةً صفی صدبار
قوی تر از سد سکندر کشیدند بعد از ترتیب میمنه و ترکیب میسره بذات عالی صفات در قلبگاه چون
در جمیع کواکب ماه بجهاد ایستاد و کفار تتار علیهم الخذلان والخسران از آب نهاد عبره کردند و مقابل
صف اسلامیان در آمدند ازین حبشیان خرابی دوست بیابان زاده پرهاے بوم بر سر شوم خود نهاده
و غزات اسلام از ملوک ترک و خلج و معارف هندوستان و سائر سپاهی در نمازگاه معرکه ازان جهت
محمد مصطفی علیه الصلوٰة والسلام جهاد را با صلوٰة نسبت فرمود که رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَر
تکبیر گریبان دست برآوردند و در اول حمله چندین زبردستان از خیل مغل زیر تیغ گذرانیدند و نیزهٔ ملوک درگاه
در اعضاے اعدا چنان می نشست که نیزه دار از بالاے هر یک خون بر می خاست و شست ترکان
خاص تیر دریافت چنان می بود که جامه بود بر اهل تتار تار تار می شد ◦ در اول تگ خدنگ شمشیر
جست + گشتند تتاریان بهیبت + فدائیگان شیردل شمشیر زن با شمشیرے چون عقیدهٔ خود

صفات از میان مصاف هر بار که حمله می آورد شمشیر گوئی دران حرب گاه بشمائل آن شاه می لرزید همه تن
زبان شده با وی می گفت که امروز دفع این ملاعین به بندگان دولت حواله کن تو نفس نفیس خود
حرکت مفرمای که شمشیر دو رویه است و تیغ اجل را زخمی بی محابا نتوان دانست که از تقدیر قادر
بر کمال بکه رسد من از عین الکمال چشم بر نهم ∴ مرو تا خاک تو بر چشم نهم ∴ مکن کز چشم بد اندیشه سندم ∴
خاک روی چنان روشن ندیدست ∴ من از دیده بر آتش سپندم ∴ تا زمانی که در میدان سیر غزا و
رسوم هیجا با تمامست سپر سان هر یک از اسلحه بزبان حال در مقال آمده نیزه می گفت که شاها امروز دست
از من کوتاه کن زبان سنان من از بسیاری جدال و قتال کند شده و مرا در روی خصم مجال طعن نمانده
مبادا که بر جسم و حرکت پریشان از من بظهور آید و تیر می گفت که ای عقده شست تو عقده بهر کشاده
مقصد این خمیده پیش مرو من خود در رفتن مهلکه خاک بر سر بیکنم مبادا اگر ترک تنگ چشم فلک که بر بام پنجم نشسته
و ترا در خانه هشتم در گوشه کمین از کمان کید و کین بر سبیل جسارت و جفا بر تو خدنگ خطا روان کند و کمند
می گفت که امروز سر رشته تدبیر از دست تفکر نمی باید داد که من از این جنگ بیدرنگ و رزم بی حزم بر خود
می پیچم ساعتی توقف کن که اسلام و اسلامیان چون طناب سر بسته خیمه نعیم تواند الله الله با این طائفه رطم طناب
اندازی را چندین اطناب مده ∴ من برغبت پیش تو سر در طناب آورده ام ∴ تو مکن از زلف اندازی کمند انداز
فی الجمله آن شاه دین پناه کفر کاه بهمه قلب سپاه باین گروه گمراه از نیم روز تا شامگاه غزوهای بی اجبار و
اکراه بیکرد غوغای حالبان و غا و غلیان طالبان غزا گوش گیتی و صماخ سما کر کرده زبانهای آتشین
که از سرنیزه غزا مغز میناست و زبانهای تیغ که در گزاردن پیغام اجل یک حرف خطا نمی کرد در آن
قیامت همه بدین آیه روان بود که یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ مشت زمین چون چشم پیران سپر باد داده
به خون وز روی آسمان چون فرق پیران بدر رشته پر گرد ∴ آهن شمشیر چون آتش چه تابی ای پدر ∴
یا مرا داغ یتیمی بر جگر خواهی نهاد ∴ هم در عین این غنا و اثنای این آشوب و بلا ناگاه تیری از شست
قضا بربال آن شهباز فضای غزا رسید و مرغ روح از قفس قالب آنحضرت جانب گلشن روضه رضوان
نقل کرد اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ∴ همان زمان پشت دین محمدی صلی الله علیه وسلم چون ابروی یتیمان از بشکست
و سد ملت احمدی صلی الله علیه وسلم چون گور غریبان پست بیفتاد و اعتضادی که بازوی ملک را
بود از دست بشد و اعتمادی که بیضه اسلام داشت از جای برفت ∴ وقت غروب آفتاب بود عمر آن شاه

که آفتابش زرد شد و بود بمغرب فنا فرو رفت و گردون بر شعار سوگواران جامه در نیل زده و اشک سیاه بر اطراف
رخساره روان گردیدن گرفت و زحل بر وفق قضاے وفا و شرط عزا کسوت سیاه گردانید و از مرگ او بر اہل
ہندوستان نوحه میکرد و مشتری بر دریغ آن اندام گرد اندوده و قباے خون آلوده ذراعه چاک و دستار بر
خاک میزد و مریخ که دست قوت او چون چشم ترکان در روے معیشت او چون جعد زنگیان تنگ و تاریک باد
از تاسف آن خار خار که در دل خون انگیخت چون حوت در پیش آفتاب و چون حمل در قبضه قصاب
می طپید و آفتاب از شرم آنکه چرا در دفع این حادثه و قمع این واقعه نکوشید سر بنیاد و در زمین فرو شد و
زہره چون دید که اجرام از خنگ ایام چه زحمت یافتند ترا دفی الطنبور نغمه دف را ورق بگردانید و سماع دیگر در پرده
آغاز کرد و بر وفات آن شاه بند و تو از خود بجاے ساز نالیدن گرفت و عطارد که در غزوات و فتوحات
بر سبیل الفت کاتب فتحنامها در قلم می آورد در ان تظلم از سواد دوات خود روے سیاه میکرد و از اوراق دفتر
خود لشیں پیراہن کاغذی می پرداخت و ماه حالی در صورت ہلالی با قامت منحنی در ان قیامت زمین سر بر دیوار
دور آفاق میزد و مراتب مراثی نگاه میداشت شعر روے بخاک می نہم که چنین سخت اہست + ماه زمانه مرا زیر
زمین سخت اہست + گر شکا میر وی جان من ست خاک تو + خدمت خاک خویش بود جان من این سخت اہست +
حق تبارک و تعالی روح مطہر مطیب آن شاہزاده غازی را مدارج اعلی و مراتب والا رسانا دو و بمدام جام مالا مال
تجلی جمال و جلال خویش بخشا دو بہر شفقت و رحمت و عاطفت و تربیت که در حق این شکسته بیکس داشت سبب مزید جاه
و محو خطیات او گردانا د آمین رب العالمین + امیر خسرو کو ایک مغل کے نوکر نے قید کر لیا اور جھول و توبڑه اسکے
سر پر رکھوایا تھا چنانچہ اس مضمون کو انھون نے نظم بھی کیا ہی شعر منکه بر سر نمی نہادم گل + بار بر سر نہاد و گفتا چل +
اور دو مرثیے بھی انھون نے نظم کیے ہین مہینے بھر تک اکثر لوگ انکو رات دن پڑھتے رہے اور اپنے
عزیزون پر جو اس لڑائی مین مارے گئے تھے روتے رہے اور کتاب غرة الکمال کے دیباچہ مین
بھی خسرو نے اس معرکے کا کچھ مختصر ذکر کیا ہی الغرض بادشاه کو اس حادثے سے نہایت
رنج ہوا اور جب ماتم سے فراغت پائی تو دوسرے بیٹے بغرا خان کو جسے ناصر الدین کا خطاب دیکر لکھنوتی
کو بھیجدیا تھا اس مضمون کا نامہ لکھا کہ تیرا بھائی اس طرح مارا گیا اب تو اسکا قائم مقام ہی اور تیری ہی صورت
کو دیکھکر مین اسکا غم بھولونگا چاہیے کہ فوراً میرے پاس کو چلا آؤ لیکن چونکہ بغرا خان کو حکومت
وہان کی مستقل حاصل ہوگئی تھی اور وہان جی لگ گیا تھا آنے مین بہت دیر کی اور جب تک کہ دن سے آیا بھی

تو دہلی مین گھبراتا رہا چنانچہ ایک روز شکار کی اجازت لیکر مع چند سردارون کے شہر سے باہر آیا تھا وہین سے
لکھنوتی کو چلدیا بلبن کو بیٹے کے حادثے نے بہت ضعیف کر دیا تھا اور عمر بھی اُسکی اَسّی برس سے
زیادہ تھی اس سبب سے بہت مضمحل ہوگیا تھا خان شہید کے بیٹے کیخسرو کو خسرو خان کا خطاب
اور سارا اسباب سلطنت کا عطا کر کے ولیعہد کیا اور ملتان اُسکی جاگیر مین مقرر ہوا اور وصیت کی
کہ کیقباد بغرا خان کے بیٹے کو لکھنوتی مین اسکے باپ کے پاس بھیجدین غرض ان سب امور سے
فراغت حاصل کر کے تین روز کے بعد بائیس برس اور کئی ماہ سلطنت کر کے سنہ چھ سو چھیاسی
مین رحلت فرماے عالم جاودانی ہوا

ذکر معز الدین کیقباد ناصر الدین کے بیٹے اور غیاث الدین بلبن کے پوتے کا

بعد انتقال سلطان غیاث الدین بلبن کے ملک کچھن نے جسکا ایتمر نام تھا اور سواے اُسکے
اور امیرون نے جو خان شہید سے رنج رکھتے تھے معز الدین کیقباد بغرا خان کے بیٹے کو تخت سلطنت پر
بٹھایا اُسنے خسرو خان کو مع اُسکے متعلقین کے ملتان کا ملک دیکر روانہ کیا اور اُسکے سارے
خیر خواہون کو جلاوطن کر دیا اور جب اُسکی سلطنت اچھی طرح قائم ہوگئی تو سارے امیرون کو
اپنے عہدون پر قائم رکھا اور ملک نظام الدین کو دادبیگی اور ملک قیام الملک کو
وکیل در مقرر کیا اور چھ مہینے کے بعد دہلی سے کیلوکھری مین آکر اور وہان کا قصر
آراستہ کر کے دربار عام کیا اور خواجہ خطیر الدین کو خواجہ جہانی اور ملک شاہک امیر حاجب کو
وزیر خانی کا خطاب عنایت کیا اور نومسلم مغلون کو حیلے سے پکڑ کے اکثر کو قتل کیا اور کچھ کو
جلاوطن کر دیا اور زیادہ تر باعث اس امر کا ملک نظام الدین وزیر تھا یہ وہی ملک نظام الدین ہے
جسکے نام پر کتاب جامع الحکایات اور تذکرۃ الشعراے محمد عوفی تصنیف ہوا ہے بعد ازان
بادشاہ نے ملک چھجو کو سامانہ کا ملک جاگیر مین عطا کر کے اُسکی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا یہ
وہی ملک چھجو ہے جسکی تعریف امیر خسرو نے قران السعدین مین کی ہے ؎ خانکرہ چھجو کشورکشاے
کز لب خانان گرہ بستہ بپاے + آخر ماہ ذی الحجہ مین خبر آئی کہ ایتمر تاریون کے سردار نے حدود ملتان
مین بڑا فساد مچایا ہے بادشاہ نے شاہک باربک کو خان جہانی کا خطاب دیکر تیس ہزار سوارون کی
فوج سے اُس طرف روانہ کیا اُسنے اُنکو بھگا کر کوہ جود تک پیچھا کیا بہت کچھ لوگ قتل کیے اور

کچھ گرفتار کر لیا او حسب مراد مراجعت کی معزالدین کیقباد اپنے دادا کے زمانے مین خود مختار نہ تھا
بلکہ معلمون اور اتالیقون کے اختیار مین تھا اب جو بادشاہ سلطنت مین بیباک ہو کر عیش و عشرت مین
مشغول ہوا اُس زمانے مین سارے ملک مین ایسی ہوا بندھی کہ اکثر لوگ خوشی اور مستی مین بسر
کرتے تھے اور پچھلے زمانے کے خلاف پیمانہ داران اور قوالون اور بازیگرون نے بادشاہ کے مزاج مین
دخل پایا اور نماز اور زہد کا رواج کم ہو گیا ملک نظام الدین نے جب بادشاہ کا یہ حال دیکھا اور
ملک سے بالکل غافل پایا تو خود سلطنت کا ارادہ اور شاہی خاندان کی تباہی کے خیال مین پڑا اور
بادشاہ کو بہکا کر طرح طرح کے فساد پیدا کرنے شروع کیے اول خان شہید کے بیٹے کیخسرو کے قتل پر
آمادہ کیا چنانچہ بادشاہ نے ملتان سے اُسکو بلا کر قصبہ رہتک مین شہید کر دیا بعد ازان خان جہان
بیگناہ پر کسی جرم کی تہمت لگا کر تشہیر کیا اور جتنے امیرون کی نو مسلم مغلون سے قرابت تھی سب کو دور دور
قلعون مین قید کر کے بھیجدیا ان باتون سے دربار کی تمام رونق جاتی رہی جب بغراخان ناصرالدین نے
اپنے بیٹے کا یہ حال لکھنوتی مین سنا تو ایک خط نصیحت آمیز لکھا اور اُسمین اشارتاً نظام الملک کی
شرارت سے آگاہ کیا مگر غرور جوانی مین ایسا مست تھا کہ باپ کی ایک بھی نہ سُنی آخر بہت سے خط
کتابتون کے بعد یہ بات قرار پائی کہ ادھر معزالدین کیقباد دہلی سے اور اُدھر بغراخان ناصرالدین
لکھنوتی سے روانہ ہون اور اودھ مین دونون کی ملاقات ہو مگر امیر خسرو کی قران السعدین اور
تاریخ مبارک شاہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب بغراخان کو بنگالہ کی حکومت ملگئی اور ناصرالدین
خطاب مقرر ہوا تو بہت سی فوج لیکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور معزالدین بھی بہت سے لشکر
جمع کر کے اُسکے مقابلے کے لیے اودھ کی طرف روانہ ہوا الغرض جب دونون لشکر قریب ہوئے
سرو ندی درمیان مین رہی ایک طرف باپ کا لشکر تھا اور دوسری طرف بیٹے کی فوج تھی فریقین مین
دریا اُترنے کی کسی کو جرأت نہوتی تھی آخر بلبن کے وقت کے جو قدیمی سردار تھے اُنھون نے بیچ مین
پڑکر صلح ٹھہرا دی اور یہ قرار پایا کہ سلطان ناصرالدین دریا اُتر کر بیٹے کی ملاقات کو آوے اور بیٹا
تخت پر بیٹھے اور باپ تخت کے نیچے کھڑے ہو کر ایک دوسرے کی تعظیم دین لیکن جب ناصرالدین
ملاقات کو آیا تو معزالدین پر باپ کی ملاقات کا شوق ایسا غالب آیا کہ ننگے پاؤن اُسکی طرف دوڑا اور
چاہتا تھا کہ پاؤن پر گر پڑے مگر ناصرالدین اس امر پر راضی نہوا اور دونون بغلگیر ہو کر دیر تک روتے رہے

اور ہر چند باپ نے چاہا کہ خود تخت کے تلے کھڑا ہو لیکن بیٹے نے بزور اسکا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور خود بھی بیٹھ گیا دیر تک ملاقات رہی بعد ازان ناصرالدین اپنے ڈیرے مین چلا آیا اور بہت سے ہاتھی اور لکھنوتی کے نفیس تحفے بیٹے کے لیے بطور پیشکش کے روانہ کیے اور بیٹے نے بھی عراقی گھوڑے اور طرح طرح کا عمدہ اسباب باپ کے لیے بطور نذر کے روانہ کیا فریقین کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اور دونون کی طرف سردار بھی باہم آتے جاتے تھے اور ملاقاتین کرتے تھے امیر خسرو نے ان صحبتون کو قران السعدین مین نقل کیا ہے اور ایک اور قصیدے مین بھی لکھا ہے

زہے ملک خوش چون دو سلطان یکی شد
کہ زان ملک بین چون دو سلطان یکی شد
یکے ناصر عہد و محمود سلطان
کہ در حضرتش ایران توران یکی شد
یک ... دو مرد ملک ... بادشاہ

زہے عہد خوش چون دو پیمان یکی شد
زہر جانداری و بادشاہی
کہ فرمانش در چار ارکان یکی شد
اور ایک شعر اسی مضمون کا یہ ہے

پسر بادشاہے پدر نیز سلطان
جہان را دو شاہ جہانبان یکی شد
دگر شہ معز جہان کیقبادی
سلطان معز دنیی و دین کیقباد شاہ

تو دوسرے دن جب سلطان ناصرالدین رخصت کے لیے ملنے کو آیا تو نظام الملک اور قوام الملک دونون سردارون کے سامنے بادشاہ کو طرح طرح کی نصیحتین کین اور کثرت شراب اور جماع اور ناکسون سے بے پروائی اور کیخسرو اور قدیمی نمک خوار سردارون کے قتل کرنے پر بہت ملامت کی اور ہمیشہ کے لیے نماز اور روزہ اور زہد اور تقوی کی رغبت دلائی اور کچھ ضابطے اور قانون بادشاہی کے سکھائے اور بغلگیر ہوتے وقت چپکے سے کان مین کہا کہ نظام الملک کی جلد خبر لینی چاہیے ورنہ اگر اسنے قابو پایا تو تمکو نہ چھوڑیگا بعد ازان بڑے رنج سے ایک دوسرے کو رخصت کیا دو چار دن بادشاہ باپ کی نصیحتون کا پابند رہا آخر خوبصورت معشوقون اور پری وش مطربون اور بازیگرون نے اپنے داؤن اور کرشمون سے بادشاہ کی توبہ کے ہزارون ٹکڑے کر ڈالے اور پھر اسی لہو و لعب مین مصروف ہوا اور راستے مین جشن کرتا ہوا راگ رنگ کے مزے اڑاتا ہوا سنہ چھ سو نواسی مین دہلی تک پہونچا بعضے سردار بد دل ہو کر بہار دن کی طرف چلدیے انمین سے شیر خان اپنے انحراف سے پشیمان ہو کر لوٹا مگر بادشاہ نے اسکو قید کردیا اور وہ وہین مرگیا اور فیروز خان یغرش خلجی کے بیٹے کو جسنے آخر مین سلطان جلال الدین خطاب پایا ہے شایستہ خان لقب عنایت کر کے علاقہ بہنی حوالہ کیا اور ملک ایتمر کچھن کو

جسنے اِس غدر مین بادشاہ کے قتل کا ارادہ کیا تھا بڑی حکمت عملی سے پکڑ کے اُس ارادے کے
بدلے مین قتل کرڈالا اور باپ کی وصیت کے بموجب نظام الملک کی بھی فکر مین تھا اسی خیال سے
اُسکو ملتان جانے کا حکم دیا مگر نظام الملک سمجھ گیا اور وہان کے جانے مین سستی کی آخر
بادشاہ نے کسی بہانے سے اُسکو زہر دلوا کر ملک عدم کو روانہ کیا مگر اس حرکت سے ملک مین اور
زیادہ خرابی پیدا ہوئی بادشاہ نے شراب اور جماع کی جو حد سے زیادہ افراط کی تو لقوے کے
مرض مین مبتلا ہو گیا اور سوا اسکے اُسکے اور بھی امراض نے اسقدر ہجوم کیا کہ طبیعت اُنکی دفع سے
عاجز ہو گئی اور قوی مین بالکل فتور آگیا تو اکثر دو لتخواہ امیرون نے متفق ہو کر اُسکے کیکاوس
نامے بیٹے کو جو ایک کم عمر کا لڑکا تھا شمس الدین خطاب دیکر تخت پر بٹھایا مگر سنہ چھ سو
اٹھاسی مین اکثر امرا شائستہ خان خلجی سے متفق ہو گئے اور اُسنے تمام اپنی فوج کو برن سے
بلا کر دہلی پر فوج کشی کی اور جمنا اُتر کر مقابلہ کیا ادہر کے امیرون نے بھی اپنا سامان درست کیا اور
معز الدین کو جو ضعیفی سے فقط ایک تصویر کے مانند رہگیا تھا چتر سر پر رکھکر قصر کیلوکھری کی چھت پر
بٹھا دیا اور غنیم کی طرف توجہ کی اور ملک چھجو غیاث الدین کے بھتیجے نے آواز بلند سے کہا کہ
ہم چاہتے ہین کہ معز الدین کو کشتی مین بٹھا کر لکھنوتی کو اُسکے باپ کے پاس روانہ کر دین اور ہم سب
سلطان شمس الدین کیکاوس کی خدمت مین حاضر رہین اور تمام خاص و عام دہلی شمس الدین کیکاوس کے
مددگار ہو کر بداؤن کے دروازے کے سامنے شائستہ خان کے مقابلے مین جمع ہو گئے تھے
اِس لڑائی مین ملک الامرا فخر الدین کوتوال کے بیٹے قید ہو گئے اور ملک اتمر سرخہ جسنے شائستہ خان کے
مار ڈالنے کا وعدہ کیا تھا شائستہ خان کے بیٹے اختیار الدین کے ہاتھ سے مارا گیا آخر ملک الامرا نے
اُس ازدحام کو ہٹا دیا یہان تک کہ شائستہ خان کے آدمی شمس الدین کیکاوس کو بزور تخت سے
اُٹھا کر بہار پور مین شائستہ خان کے پاس لے گئے اور شائستہ خان نے ایک ایسے شخص کو
جسکے باپ کو معز الدین نے قتل کیا تھا قصر کیلوکھری مین بھیجا اور اُسنے ایسے حال مین کہ بادشاہ کی
فقط سانس ہی سانس باقی تھی دو تین لاتین سر پر مارین اور جمنا مین ڈال دیا اور سلطنت غلامان
خاندان غوری یعنی دودمان غیاثی کی ختم ہو گئی یہ حادثہ نصف ماہ محرم سنہ چھ سو نواسی مین واقع ہوا
سلطان معز الدین نے تین برس اور کئی مہینے سلطنت کی تاریخ مبارک شاہی سے ایسا معلوم

ہوتا ہی کہ جب شاہزادہ شمس الدین کیکاؤس کو پکڑ لیا معز الدین کے ہاتھ پانون باندھ دیے اور بھوک پیاس کے صدمے سے اُسکا حال تباہ ہوا اور اُسی حال مین یہ رباعی اُسنے کہی تھی ع

اسپ ہنرم بسر میدان ماندہ است ۔ دست کرمم در تہ سندان ماندہ است
چشمم کہ زر و کان و گہرم دیدست ۔ امروز برائے نان چہ حیران ماندہ است

اور جب اتیمر سر خاور دہلی والون کا فتنہ تمام ہوا شایستہ خان نے شاہزادے کو تخت پر بٹھا کر انتظام مملکت شروع کیا دوسرے دن معز الدین اسی بھوک پیاس کے صدمے سے مر گیا

ذکر سلطان شمس الدین کیکاؤس کا

معز الدین کا بیٹا شمس الدین کیکاؤس کم سنی مین شایستہ خان اور ملک چھجو کے اتفاق سے سنہ مذکورہ مین برائے نام تخت پر بیٹھا اور شایستہ خان کا چچا ملک حسین جو ایام غدر مین تعینہ کیلوکھری مین معز الدین کا مدد گار تھا بڑا ذی اعتبار ہو گیا شایستہ خان نے ملک چھجو کشلی خان سے کہا کہ تم ملک کے نائب رہو اور تبر سندہ اور دیبال پور کو مین اپنی جاگیر مین مقرر کرکے رخصت ہوتا ہون مگر اُسنے نہ مانا اور نیابت شایستہ خان کے لیے ہی تجویز کی اور خود علاقہ کڑہ کی درخواست کی شایستہ خان نے فوراً اس بات کو منظور کیا اور ملک چھجو کو خلعت دیکر کڑے کی سمت روانہ کیا اور زیادہ تر ہشتائیر چھجو کے مال دینے کا ملک الامرا فخر الدین کوتوال ہوا اُسنے شایستہ خان کو سمجھا دیا کہ اگر یہ نکل گیا تو یہ ساری دولت تمھارے ہی لیے ہی شایستہ خان شاہزادے کو تخت پر بٹھا کر خود ملک کا انتظام کیا کرتا تھا ایک یا دو مہینے کے بعد شاہزادے کو سوار کرا کے کیلوکھری مین لایا اور وہان قید کر دیا اور چند روز کے بعد قتل کرا دیا اس لڑکے نے تین مہینے اور کئی دن سلطنت کی

ذکر سلطان جلال الدین بن یغرش خلجی کا

سلطان جلال الدین کا اصلی نام ملک فیروز اور شایستہ خان خطاب تھا سنہ چھ سو نواسی مین ملک چھجو خان کے اتفاق سے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا تخت پر بیٹھا شہاب الدین حکیم کرمانی جونپوری صاحب تاریخ طبقات محمود شاہی نے سلطان جلال الدین اور سلطان محمود مالوی کو قالج خان چنگیز خان داماد کی نسل سے لکھا ہی اور اس باب مین ایک طویل قصہ نقل کیا ہی لیکن یہ بات بالکل غلط معلوم ہوتی ہی اور قالج اور خلج مین کچھ مناسبت بھی نہین اور لفظ قالج ترکی زبان مین بھی نہین ملتا اگر ہو تو قالج بمعنی تلوار کے ہو اور بعضی تاریخون مین لکھا ہی کہ خلج نام یافث بن نوح علیہ السلام کے

کسی بیٹے کا ہو اور خلجی کی حکومت ہو سب مین سلطان جلال الدین نے بڑے بڑے عہدے سب
اپنے بھائیون اور بیٹون کو تقسیم کیے اور اپنے بڑے بیٹے کو خانخانان اور منجھلے بیٹے کو ارکلی خان اور
چھوٹے بیٹے کو قدر خان اور ملک چھجو اپنے چچا کا تاج الملک خطاب مقرر کیا اور اسی طرح اوروں کو
بھی خطاب عنایت کرکے جاگیرین عنایت کین اور جمنا کے کنارے معزالدین کے محل کے مقابلے مین ایک
نئے باغ اور شہر کی بنیاد ڈالی اور ایک مضبوط قلعہ اسمین بنایا جب تیار ہوگیا تو شہر نو اسکا نام رکھا
ماہ شعبان سنہ ۶۸۹ ہجری مین ملک چھجو کشلی خان کے ساتھ کڑہ مین جاکر خود مختار ہوگیا اور اکثر امراے غیاثی
جنکی اُس طرف جاگیرین تھین اُس سے متفق ہوگئے اور اپنے مقامون سے کوچ کرکے بدایون مین
آئے اور بجالانہ کے گھاٹ گنگا اوترکر ملک چھجو کے منتظر تھے کہ وہ بھی کڑہ سے آجاوے
تو سب ملکر دہلی پر یورش کرین سلطان جلال الدین یہ سنتے ہی خانخانان کو دہلی مین چھوڑکر انکی
طرف متوجہ ہوا اور اپنی فوج کے مقابلے کے لیے خود کول ہوتا ہوا بدایون مین آیا اور ارکلی خان کو ملک
چھجو کے مقابلے کے لیے اودھ کی طرف روانہ کیا ارکلی خان رہب کے کنارے ملک چھجو سے
چند روز لڑتا رہا اس اثنا مین رائے بھیم دیو کوڑہ کے آدمیون نے رات کے وقت جاکے ملک چھجو خان
کو خبر دی کہ سلطان جلال الدین کا لشکر بھی آنے والا ہے سنتے ہی اسکے ہاتھ پانو پھول گئے اور گھبراکر
راتون رات بھاگا آخر گنوارون نے پکڑ لیا ارکلی خان نے رہب کو اتر کر بھیم دیو کو قتل کیا اور ملک چھجو
مع اور امیرون کے قید کرکے بہاری اور کسم کو یعنی شمس آباد کی طرف کوچ کیا جب چھجو اور اسکے ساتھ
بہت سے بلبن کے وقت کے امیر طوق و زنجیر پہنے ہوے جلال الدین کے سامنے آئے اسکو
اپنا اور انکا پچھلا زمانہ یاد آیا فوراً انکو قید سے چھوڑکر حمام مین بھیجا اور خلعت پہنائے اور اپنے ساتھ
ہم پیالہ اور ہم نوالہ کیا اور ملک چھجو کو بڑی عزت کے ساتھ ملتان کو بھیجدیا اور علاء الدین اپنے
بھتیجے اور داماد کو جو بدایون مین تھا علاقہ کڑہ کو روانہ کیا اور اسکے بھائی الماس بیگ نے
آخور بیگی کا منصب پایا اس عرصے مین بڑے شاہزادے خانخانان کا انتقال ہوگیا اور بادشاہ کو
اس حادثے سے بڑا قلق ہوا امیر خسرو نے اسکا مرثیہ لکھا ہے ع چہ زیست آنکہ من خورشید تابان را نمی بینم

اگر آن چشمہا جز ابر باران را نمی بینم	دو در روزے ہست کاندر بارہ دو تابانا	وگر شب شد چرا ماہ درخشان را نمی بینم
نگین خاتم شاہی نگین سلیمان را نمی بینم	ہمی بینم ہزاران چین خاقان را نمی بینم	ہندستان خطائے گشتہ پیدا در ہر گوشہ

دلم چون لعل خون شد زان سبب کان بی ہمی نیم
چو دولت کو ر دیدم گفتمش خواہی بطرز و فا
شدانیک بر سخت بزرگان صف زده سبز
چه خواهم کرد چون محمود سلطان ازمنی نیم
ہمہ ہستند لیکن خانخانان را نمی بینم
دوسرے سال مین ارکلی خان

دہلی سے ملتان مین آیا اور بادشاہ نے اُسکو دہلی مین چھوڑ کر سنداور کا قصد کیا اور جب وہان پہونچا
اور اس طرف غدر کا حال سُنا تو امراے غیاثی کی طرف سے جو لشکر کے ساتھ تھے بادشاہ کے دل مین
وہم پیدا ہوا اسی خیال سے ملک تغلقی کو بدایون کی طرف اور ملک مبارک کو تبرسندہ کی طرف بھیجدیا
اور جب سنداور کا قلعہ فتح ہو گیا تو رات دن کوچ کرتا ہوا دہلی مین داخل ہوا اتفاقاً ایک سید جو بڑا بزرگ
اور آزاد اور صاحب کرامات اور عابد زاہد سید مولہ نام تھا ابتدا مین وہ عجم سے آکر چند روز
اجودھن مین حضرت قطب الاولیا مخدوم شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین رہا لغرض ان
آپ سے ہندوستان کی سیر کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا کہ آدمیون کی کثرت سے اور
بادشاہون کی صحبت سے بچتے رہیو غرض وہان سے رخصت ہو کر دہلی مین آیا اور بڑا شاہزادہ
خانخانان مرحوم اُسکا بڑا معتقد ہوا تھا اور اور امیرون کو بھی ارادت حاصل ہوئی بہت سے
امیر دونون وقت اُسکے دستارخوان پہ حاضر ہوتے تھے اور ہزار من میدہ اور پانچ سو من گوشت اور
تین سو من شکر روزمرہ اُس بزرگ کے باورچی خانے کا صرف تھا اور محتاجون کو لنگر ملتا تھا لوگ
کیمیاگری کا گمان کرتے تھے اگرچہ وہ سید نماز پانچون وقت پڑھتے تھے مگر جمعہ مین حاضر نہوتے تھے اور
جماعت کے اچھی طرح پابند نہ تھے قاضی جلال الدین کاشانی اور قاضی اردوا ور سوا اُنکے اور بہت سے
اکابر ہمیشہ اُنکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے بادشاہ نے جب یہ حال سُنا تو ایک روز وضع
بدل کر اور ایسی صورت بنا کر کہ کوئی نہ پہچان سکے اُنکی خانقاہ مین آیا اور جیسا سُنا تھا اُس سے
زیادہ لوگون کو اُنکا معتقد پایا صبح کو ایک بڑی مجلس ترتیب دیکر اُن بیچارے بیگناہ سید اور اُنکے
معتقد امیرون اور قاضی کو طوق و زنجیر پہنا کر بڑی اہانت سے دربار مین طلب کیا اور دعوی
سلطنت کی اُنپر تہمت لگائی اور سب سے اس امر کو تحقیق کیا سید مولہ نے اس سے محض انکار
کیا اور قسم کھائی مگر کچھ فائدہ نہوا قاضی جلال الدین پہ بہت سا عتاب کیا وہ بھی اس امر سے بالکل
منکر ہوا آخر اُسکو دہلی کی قضا سے موقوف کر کے بدایون کو بدل دیا اور اُس سید بزرگ کی سیادت کے
امتحان کے لیے نمرود کے مانند بہت سی آگ جلوائی اور اُنکے جدامجد حضرت خلیل اللہ علیہ السلام

سید کو اس آگ مین ڈالنا چاہا مگر سب علمانے فتوی دیا کہ یہ فعل شریعت مین جائز نہین اور آگ ہر چیز کو
جلا دیتی ہے ایسے امتحان کا کیا اعتبار ہے تب بادشاہ اس حرکت سے باز رہا اور اُسی مجلس مین
اس سید کے معتقد امیرون کو سزا دی بعضون کو جلاوطن کیا اور جب اُن سید نے جواب سب
معقول دیے اور کوئی الزام شرعی اُنپر نہ آیا تو ابوبکر طوسی سے جو آزاد فقیرون کا سردار تھا
بادشاہ نے مخاطب ہوکر فرمایا کہ فقیر اس ظالم کی خبر کیون نہین لیتے یہ سُنتے ہی ایک قلندر اُنمین سے
کودا اور اُس سید بیچارے کے استرون سے زخم لگائے اور داڑھی مونڈ ڈالی اور سوئیان چبھوئین
اتنے مین ارکلی خان کے اشارے سے ایک فیلبان نے مست ہاتھی اُنپر چھوڑ دیا غرض بڑے
عذابون سے وہ شہید ہوئے مشہور ہے کہ وہ سید اس حادثے سے دو برس پہلے سے یہ دو شعر اکثر پڑھ
پڑھکر ہنسا کرتے تھے ؎ در منبع عشق جز نکو را نکشند ✣ لاغر صفتان زشت خو را نکشند ✣
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز ✣ مردار بود ہر آنکہ اورا نکشند ✣ اُنکی شہادت کے روز بڑی
کالی پیلی آندھی آئی اور مینہ اُس سال بہت کم برسا اور ایسا قحط ہوا کہ ہندون کے گروہ گروہ بھوک
کے صدمے سے عاجز ہوکر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر جمنا مین کود کر ڈوب ڈوب مرے اور مسلمان بھی
اس مصیبت کے متحمل نہوکر ہزار در ہزار مر گئے ان حادثون سے لوگون کو یقین ہوگیا تھا کہ یہ اُسی ظلم کا اثر ہے
لیکن یہ امر قابل اعتبار کے نہین کبھی اتفاقی ایسا بھی ہوتا ہے باقی اور لوگ جو اس جرم مین ناکردہ گناہ
ماخوذ تھے ارکلی خان کی سفارش سے چھوٹ گئے اسی سال دوبارہ رنتھنبور کا قصد کیا اور اُسکے
گرد و نواح کو بالکل ویران اور بتخانون کو خراب کر دیا مگر قلعہ بے فتح کیے ہی لوٹ آیا ارکلی خان بے اجازت
ملتان کو چلدیا بادشاہ کو اسکا بڑا رنج ہوا سنہ چھسو اکانوے مین چنگیزی مغلون نے ہندوستان پر
حملہ کیا سنام کے علاقے مین ہندوستانی فوج سے لڑائی ہوئی آخر اُنھون نے اس فوج کی قوت دیکھکر
صلح کی گفتگو کی اور اُنکے سردار نے بادشاہ کو باپ اور بادشاہ نے اُسکو بیٹا کیا اور بہت سے
تحفے دونون نے پیشکش کیے اور اپنے اپنے ملک کو چلے گئے اور الغو چنگیز خان کا نواسا مع کئی ہزار
مغلون کے مسلمان ہوگیا اور بادشاہ نے اپنی بیٹی کا اُسکے ساتھ نکاح کرکے غیاث پور مین رہنے کو جگہ دی
جہان اب حضرت نظام الدین اولیا کا مزار ہے اور اُسکو مغلپورہ بھی کہتے تھے اُن مغلون کو لوگ نو مسلم
کہنے لگے اسی سال کے اخیر مین بادشاہ نے منداور پر حملہ کیا اور اُسکے گرد اگرد کو لوٹ کر رجعت کی

علاء الدین بادشاہ کے بھتیجے اور داماد حاکم کڑہ نے بھیلسہ پر یورش کی اور اُسکو فتح کرکے بہت سا مال غنیمت کا
بادشاہ کے سامنے لایا اور ایک بت جسکی ہندو بہت پوجا کرتے تھے بداؤن دروازے کے آگے
راستے مین ڈال دیا بادشاہ نے اس خدمت سے خوش ہوکر اودھ بھی اُسکی جاگیر مین بڑھا دیا علاء الدین کو
بادشاہ کی بی بی اور بیٹی یعنی اپنی ساس اور بی بی سے بہت رنج تھا اور وہ دونون ہمیشہ اسکی بُرائی بادشاہ سے
کیا کرتی تھین اسی وجہ سے علاء الدین کا ارادہ یہ تھا کہ بادشاہ کے ملک سے باہر کہین چلا جاوے چنانچہ
اُسنے ملازم جدید مقرر کیے اور بادشاہ سے چندیری کی اجازت لیکر کڑے کو گیا اور وہان ایک اپنے
خیرخواہ علاء الملک کو نائب چھوڑا اور بادشاہ سے صلح رکھنے کی نصیحت کی بعد ازان چندیری کے بہانے سے
چلا اور ایلچپور سے نکل کر دیوگڈھ کا راستہ لیا بادشاہ کو چند روز تک علاء الدین کی خبر کچھ نہ ملی اس سبب سے
بہت رنج تھا ایک مدت کے بعد یہ خبر آئی کہ اُسنے دیوگیر کو مع تمام ملک دکن کے فتح کرلیا اور وہان سے
بہت غنیمت کا مال اور ہاتھی اور کئی ہزار گھوڑے اور طرح طرح کا اسباب لیکر کڑے کو آتا ہے یہ سنکر بادشاہ کو
بہت خوشی ہوئی مگر لوگون کو یہ خیال تھا کہ علاء الدین اپنی بی بی اور ساس سے بہت رنج اُٹھائے
ہوے ہے اور بے اجازت بادشاہ کے دیوگڈھ کو چلدیا اور اب اُسکے پاس سامان بھی جمع ہوگیا ہے عجب نہین
جو کچھ فساد کرے تعجب ہے کہ بادشاہ کو کچھ اسکی فکر نہین مگر کسی کی یہ جرأت نہ تھی کہ بادشاہ کے سامنے
اس مضمون کو بیان کرے اور نہ اسکو یہ اطلاع تھی کہ اُسکو اپنی ساس یا بی بی سے کچھ رنج ہے اگر
وہ کبھی کچھ کہتی تھین تو انکی باتون کو غرض آمیز سمجھکر کچھ خیال نہ کرتا تھا جب بادشاہ گوالیار کے قلعہ مین
تھا تو اُسنے سب امیرون سے مشورہ کیا کہ علاء الدین اس شان و شوکت سے آتا ہے اب ہمکو اسکا
استقبال کرنا چندیری کے راستے مین مناسب ہے یا یہین ٹھیرنے کی صلاح ہے یا دہلی کو چلا جانا بہتر ہے
ملک احمد حبیب نے جو بڑا عقلمند اور تجربہ کار اور خیرخواہ وزیر تھا بادشاہ کو بہت اچھی طرح سمجھایا کہ علاء الدین کا
استقبال کرنا اور سارا سامان اُس سے لے لینا اور اُسمین بغاوت کی قوت نہ چھوڑنا بہت ضرور ہے اور اُسنے
اپنی شہادت مین ملک چھجو کی سرگشتی کا قصہ بھی یاد دلایا مگر بادشاہ کچھ نہ سمجھا اور یہی کہتا رہا کہ علاء الدین
میرے ہی نمک کا پلا ہوا ہے اور مین نے ہی اُسکو اس مرتبے پر پہونچایا ہے میرے ساتھ کبھی بُرائی نہین کرنے کا
اور بعضے امیر بھی بادشاہ کی راے مین راے ملاکر واہیات باتین جواب مین کہنے لگے آخر ملک احمد غصہ ہوکر
یہ کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا کہ اگر خدانخواستہ علاء الدین نے کڑے مین آکر اور سرو ندی کو اُترکر لکھنوتی کا

ارادہ کیا مین کسی مین یہ جرأت نہین دیکھتا جو اُس سے عہدہ برا ہوسکے غرض بادشاہ کسی طرح کچھ نہ سمجھا
اور وہان سے دہلی کو چلا آیا علاء الدین جب کڑے مین پہونچا تو حیلہ بازی سے بادشاہ کو عرضیان
لکھنا شروع کین اور بہت سے ہاتھی اور اسباب پیشکش بھیجنے کا وعدہ کیا اور لکھا کہ اگر فرمان میری
طلبی کا صادر ہو تو حاضر ہوکر شرف پابوس حاصل کرون غرض اسی ایام گذاری مین سامان لکھنوتی جانیکا
درست کیا اور ظفر خان اپنے چھوٹے بھائی کو اودھ مین بھیجدیا کہ کشتیان سرو ندی مین تیار رکھے بادشاہ
سادہ لوح نے علاء الدین کی استدعا کے موافق فرمان اُسکی طلبی مین عماد الملک اور ضیاء الدین دو مقرب
سردارون کے ہاتھ بھیجا اُنھون نے آکر علاء الدین کا کچھ اور ہی رنگ دیکھا علاء الدین نے فوراً اُنکو
ایسی حراست مین قید کردیا کہ وہان پرندہ بھی پر نہ مار سکے اور ایک خط اپنے دوسرے بھائی الماس بیگ کو
جو دہلی مین بادشاہ کے پاس تھا اس مضمون سے لکھا کہ مین نے اس سفر مین بے اجازت بادشاہ کے
دیوگیر وغیرہ کی طرف جرأت کی اس سبب سے اکثر لوگون نے بادشاہ کو میری طرف سے بدظن کردیا ہے
اگر مین اُنکا ویسا ہی بچہ بلکہ غلام ہون اگر وہ تنہا طور پر مجکو آکر لیجاوین تو مین موجود ہون اور اگر جو کچھ
لوگون نے مشہور کیا ہے یہی صحیح ہے اور مجھپر اُنکو اعتماد نہین تو مین مایوس ہوکر جسطرف کو سینگ
سمائیگے چلا جاؤنگا پھر میرا پتا بھی نہ ملیگا الماس بیگ نے یہ خط بادشاہ کو سنایا اُسنے فوراً اُسی
وقت علاء الدین کی تسلی کے لیے الماس بیگ کو روانہ کیا اور یہ کہدیا کہ مین بھی پیچھے سے آتا ہون چنانچہ
الماس بیگ کشتی مین سوار ہوکر ساتوین دن علاء الدین کے پاس پہونچا اور اُسکو لکھنوتی کی طرف
قصد کرنے کی رائے دی مگر بعضے خیرخواہون کا یہ مشورہ ہوا کہ لکھنوتی جانے کی کیا ضرورت ہے بادشاہ
دیوگڈہ کے ہاتھی گھوڑون اور اسباب کے لالچ مین اسی برسات مین یہان بے آئے نرہیگا اس وقت
وہ تمھارے قابو مین ہوگا جو چاہیو وہ کیجیو چنانچہ یہی ہوا اور بادشاہ کی جو قضا برابر آگئی تھی تو اُس مال کی طمع مین
کچھ پس و پیش کا خیال نہ کیا اور کئی سردار اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر کڑے کی طرف کوچ کیا
کسی کی ایک نہ مانی ملک احمد چپ وزیر کو خشکی کے راستے سے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور اُسنے
سر پر بہت خاک ڈالی اور ہرچند سمجھایا مگر کچھ حاصل نہوا بادشاہ بڑی شتابی سے سترہوین رمضان کو کڑہ
مین پہونچا علاء الدین کڑے اور مانکپور کے درمیان مین گنگا اُتر کر اپنی فوج لیے ہوئے مستعد تھا جب
بادشاہ کے قریب آنے کی خبر سُنی تو الماس بیگ کو کئی جہاز ہر واسطے پیشکش کے دیکر اس غرض سے

۶۹۵ھ

بادشاہ کے پاس بھیجا کہ کسی تدبیر سے اُسکو تنہا یہان لے آئے غرض الماس بیگ مکار اور عیار نے
بادشاہ کے پاس جاکر بڑی چاپلوسی کی باتین بنائین اور عرض کیا کہ اگر کمترین نہ آتا تو علاء الدین ہاتھ سے نکل
جاتا تھا اور دشمنون نے آپکی طرف سے اُسکے دل مین بہت شک ڈالدیا تھا مین نے اگرچہ
اطمینان بخوبی کردیا مگر ابھی کچھ شبہ باقی ہے اور آپکی ہیبت جی پر چھا رہی ہے اگر حضور اپنی عنایات مربیانہ کو
کام فرماوین اور تنہا تشریف لیجا کر اُسکا ہاتھ پکڑ لاوین تو نہایت مصلحت ہے بادشاہ کی سمت پر ایسے
پتھر پڑ گئے کہ اب بھی کچھ نہ سمجھا اور اُسکی باتون کو سچ جانکر وہ ایک ہزار سوار جو ہمراہ تھے وہین چھوڑے اور
اور خود تھوڑے سے آدمی مسلح ساتھ لیکر الماس بیگ کے ساتھ ہو لیا الماس بیگ نے تھوڑی دور چلکر عرض
کیا کہ میرے بھائی پر ایسا خوف طاری ہے کہ حضور کے ساتھ کے ان آدمیون کو بھی جب ہتھیار بندھے ہوے
دیکھیگا تو دہشت کے سبب سے بھاگ جاویگا بادشاہ نے حکم دیا کہ سب اپنے ہتھیار دور کر دین وہ
لوگ ان باتون سے اپنے دل مین بہت گھٹے مگر ظاہر مین کچھ نہ کہہ سکے آگے جاکر دیکھا کہ ایک بڑا
لشکر صف باندھے ہوے کھڑا ہے اُن سردارون نے الماس بیگ سے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے
ہمسے ہتھیار تک جدا کرادیے یہان یہ فوج لڑائی کی مستعد معلوم ہوتی ہے اُسنے جواب دیا کہ بھائی کو یہ
منظور ہے کہ مع لشکر کے سلامی دے اور یہ سب فوج بھی حضور کے ملاحظے سے گذرے مگر بادشاہ کو ایسا
اعتماد تھا کہ کچھ وہم بھی جی مین نہ آیا جب بادشاہ نے بہت سا رستہ قطع کیا تو الماس بیگ سے کہا کہ مین بوڑھا
آدمی تو اتنی دور آیا تیرے بھائی سنگدل سے ابتک یہ بھی نہوا کہ کشتی مین بیٹھکر یہان تو میرے پاس آوے
اُسنے عرض کیا کہ اُسکو یہ منظور نہین کہ خالی ہاتھ حضور کی ملازمت مین آوے وہ اسوقت اسباب
پیشکش کی تیاری مین اور ہاتھی اور گھوڑون کے چھانٹنے مین مصروف ہوگا بادشاہ نے اُسوقت
قرآن پڑھنا شروع کیا عصر کے وقت کشتی کنارے پر پہونچی اور ایک مقام جو بادشاہ کے لیے
تجویز ہوا تھا بادشاہ وہان پہونچا علاء الدین مع اپنی جمعیت کے حاضر ہوکر پاؤن پر گر پڑا بادشاہ نے
مسکرا کر محبت سے ایک طمانچہ آہستہ اُسکے رخسارے پر لگایا اور پیار کرنے لگا اور کچھ نصیحت کی باتین
کین اور اپنے شوق کا حال بیان کیا غرض اُسکی ہر طرح تسلی کی اور ہاتھ پکڑکر نہایت مہربانی کی راہ سے
اپنی طرف کو کھینچتا تھا اور اُسکا منھ چومتا تھا ایسے حال مین اُس بدبخت نے بادشاہ کا پنجہ
زور سے کھینچ لیا اور اپنے آدمیون سے جو اس کام پر پہلے سے ہی آمادہ تھے اشارہ کیا

فوراً محمود سالم نے جو سامانہ کا ایک کمینہ آدمی تھا ایک ہاتھ تلوار کا بادشاہ کے بدن پر لگایا بادشاہ زخمی ہوکر
کشتی کی طرف بھاگا اور کہا کہ علاء الدین کمبخت یہ تو نے کیا کیا اتنے مین اختیار الدین نے جو
بادشاہ کے ٹکڑون کا پلا ہوا تھا پیچھے سے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ کام تمام ہوگیا اور سر کاٹ کر
علاء الدین کے پاس لایا اور اُسکے حکم سے وہ سر ایک نیزے پر رکھکر کڑے اور مانکپور مین پھرایا گیا
بعد ازان اودھ کو بھیجدیا جتنے ساتھی بادشاہ کے تھے سب کو قتل کیا کچھ دریا مین کود کر ڈوب گئے
ملک فخر الدین کوچی زندہ پکڑا گیا جب احمد چپ نے یہ سنا فوراً دہلی کو لوٹا ارکلی خان جو بادشاہ کا
بڑا بیٹا اور قابل سلطنت تھا اُن دنون ملتان مین تھا احمد نے اُسکا انتظار خلاف مصلحت جانا
اور چھوٹے شاہزادے قدر خان کو سلطان رکن الدین ابراہیم خطاب دیکر ملکہ جہان کی سعی سے
تخت پر بٹھایا سب جلالی امیرون نے بیعت کی مگر ایک مہینا بھر بادشاہت کا نام ہی نام علاء الدین نے
ہرگز فرصت ندی جسدن جلال الدین کو قتل کیا اُسی دن چتر اپنے سر پر رکھکر تخت سلطنت پر جلوس کیا
اور عین موسم برسات مین رات دن کوچ کرتا ہوا دہلی کو روانہ ہوا اور روپیہ اشرفیون کا منجنیق سے برسانا
شروع کیا جب بداؤن مین پہونچا تو ساٹھ ہزار سوارون کی گنتی ہوگئی تھی ملکہ رکن الدین نے یہ
حال سنا اور اپنے پاس سامان اُسکے مقابلے کا نہ پایا ناچار ملتان کو ارکلی خان کے پاس چلا گیا
علاء الدین خاطر جمع سے دہلی مین آکر جمنا کے کنارے اپنے باغ مین اُترا اور سب قدیمی سردار
روپے کی طمع مین اُس سے آملے اور اپنی مٹھی گرم کرکے جلال الدین کے کینہ کو خاطر سے محو کیا
علاء الدین بے کھٹکے بادشاہی کرنے لگا سلطان جلال الدین کا حادثہ سترہوین رمضان سنہ چھ سو
چورانوے مین ہوا اور سات برس اُسنے بادشاہی کی اس بادشاہ کو شعر کا بھی شوق تھا امیر خسرو
بعد انتقال سلطان معز الدین کے اُسکے ہمنشین ہوے تھے قرآن بادشاہی اُنکی تحویل مین رہتا تھا
اور ہر سال ایک بڑا بھاری خلعت پاتے تھے اسی طرح امیر حسن اسکے ندیمون مین تھے اور مؤید حاجی
اور امیر ارسلان کاہی اور سعد منطقی اور قاضی خطیب وغیرہ بھی اُسکے مصاحبون مین تھے قاضی
مغیث ہانسوی نے جو اُسکے زمانے کا ایک بڑا عالم تھا ایک غزل لکھی تھی جو اُنیس بحرون مین
پڑھی جاتی تھی اُسکا مطلع یہ ہے ع دو زلف کش وقد فرش دو خد خوب و خط تر + فر تو فری
پری و پری وبا کر فسر + ہمیشہ عالم و فاضل اُسکے دربار مین علم و حکمت کے نکتے

بیان

بیان کیا کرتے تھے یہ چند شعر بادشاہ کی تصنیف مین سے آن زلف پریشانت ژولیدہ نمیخواہم ✤ دان روے چو گلنارت تفسیدہ نمیخواہم ✤ بے پیرہنت خواہم یکشب بکنار آئی ✤ ہان بانگ بلندست این پوشیدہ نمیخواہم ✤ جس زمانے مین گوالیار کا محاصرہ کیا تھا تو وہان ایک بڑا گنبد بنایا تھا اور یہ رباعی کہ سر گنبد پر کندہ کرانے کے لیے تصنیف کی تھی سے مارا کہ قدم برسر گردون سایہ ✤ از تودۂ سنگ و گل چہ قدر افزاید ✤ این سنگ شکستہ ران نہادیم درست ✤ باشد کہ دل شکستہ آسایہ ✤ سعد منطقی وغیرہ شاعرون اور فاضلین کو سنا کر فرمایا کہ اسکے عیب صواب بیان کرو سب نے حد سے زیادہ تعریف کی مگر بادشاہ نے کہا تم میری خاطر سے سکتے ہو مین خود ہی اسکا عیب اس دوسری رباعی مین ظاہر کیے دیتا ہون سے باشد کہ درینجا گذر کس باشد ✤ کش خرقہ ردائے چرخ اطلس باشد ✤ شاید کہ زمین قدم میمونش ✤ یک ذرہ بمار سد ہمان بس باشد ✤

ذکر سلطان علاء الدین خلجی کا

سلطان علاء الدین خلجی بائیسوین ذی الحجہ سنہ چھ سو چیانوے ہجری مین اپنے بھائی الماس بیگ کے اتفاق سے دہلی مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور الماس بیگ کو الغ خان اور سنجر اپنے سالے کو جو میر مجلس تھا الپ خان اور ملک نصرت جلیسری کو نصرت خان اور ملک بدر الدین کو ظفر خان خطاب دیا اور ایک میدان مین اپنی فوج کی چھاونی ڈالی اور دربار عام کر کے خاص و عام کو انعام و اکرام سے مالامال کیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھکر امیرون کو منصب اور جاگیرین تقسیم کین اور سب کامون پر سلطان جلال الدین کے بیٹون کا جو ملتان مین تھے بند و بست مقدم سمجھا سنہ چھ سو چھیانوے مین الغ خان اور الپ خان کو بہت سا لشکر دیکر ارکلی خان اور سلطان رکن الدین کے مقابلے کے لیے ملتان کو روانہ کیا وہ دونون بھائی ملتان کے قلعے مین بند ہو گئے اور شہر کے کوتوال اور وہان کے باشندون نے امن مانگ کر صلح کر لی آخر اُن دونون نے بھی شیخ رکن الدین قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے صلح کر کے الغ خان سے ملاقات کی وہ اُنکے ساتھ بہت تعظیم سے پیش آیا اور فتح نامہ دہلی کو بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور خود بھی سارے جلال الدین کے متعلقین کو قید کر کے دہلی کو متوجہ ہوا جب ہانسی کے ضلع مین بھوہر گانون تک پہونچا تو نصرت خان ایک فرمان بادشاہی لایا اور اُسکے موجب دونون شاہزادون اور الغو بیگ مغل داماد سلطان جلال الدین اور ملک احمد حبیب کو اندھا کر دیا اور شاہزادون کو ہانسی کے کوتوال کے

سپرد کیا اور ارکلی خان کے دو بیٹون کو شہید کر دیا باقی اُن سب کو مع عورتون اور بچون کے دہلی کو روانہ کیا
بادشاہ نے الغو مغل اور احمد چپ کو گوالیار کے قلعے مین بھیجدیا اور باقی کو دہلی مین ہی قید
رکھا اسی طرح اور بھی بہت سے امیرون کو اندھا کر دیا کچھ کو اُنکے وطنون سے نکال دیا غرض سید
مولہ کے خون کا بہت جلد عوض ہو گیا ۔ اے یار جو کوئی کسی کو کلپا دیگا ۔ یہ یاد رہے وہ بھی کل
پاویگا ۔ اس دار مکافات مین سن اے غافل ۔ بیداد کریگا آج کل پاویگا ۔ سنہ چھ سو ستانوے
مین نصرت خان کو وزارت کا منصب ملا اور ابتداے سلطنت مین جو علاء الدین نے
تالیف قلوب کے لیے لوگون کو انعامات دیے تھے بڑی تاکیدون سے سب واپس کیے گئے
اور اس طرح بے انتہا روپیہ خزانے مین داخل ہوا علاء الملک جو ضیاء برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی کا
چچا ہے اور پہلے دہلی کا کوتوال تھا علاء الدین نے اُسکو حکومت کڑے کی عنایت کی تھی اور
نصرت خان کو اُسکی جگہ دہلی مین کوتوال کیا تھا اب پھر اُسکو کڑے سے بلا کر اُسی قدیمی منصب پر
قائم کیا اور ملتان الپخان کو جاگیر مین دیا سنہ چھ سو اٹھانوے مین قتلدی نام مغلون کے سردار نے
سندھ کو اُتر کر ہندوستان پر حملہ کیا بادشاہ نے الغ خان و تغلق خان غازی الملک حاکم دیبالپور
کو اُسکے مقابلے کے لیے بھیجا جارت منجھور کے علاقے مین بڑی لڑائی ہوئی آخر مغلون نے شکست پائی
کچھ مارے گئے کچھ پکڑے گئے اور بادشاہ کے لشکر نے فتح پا کر اور بہت سا مال غنیمت کا حاصل کر کے
مراجعت کی دوسری مرتبہ سلطان داؤد کے بیٹے قتلغ خواجہ نے ماوراء النہر سے ہندوستان کا
قصد کیا اور دہلی کے کنارے تک آ پہونچا ان لوگون نے علاقے مین اور دیہات مین کچھ کسی سے
غرض نہ کی دہلی مین غلہ بہت گران ہو گیا اور شہر کے لوگون پر بڑی تنگی ہوئی سلطان علاء الدین نے
الغ خان اور ظفر خان کو بہت سا لشکر دیکر مغلون کے مقابلے مین بھیجا کیلی کی حد پر لڑائی ہوئی
ظفر خان اس لڑائی مین مارا گیا اور شاید بادشاہ کو بھی یہی منظور تھا اور قتلغ خان شکست کھا کر
خراسان کو بھاگا اور وہان جا کر مر گیا تیسری مرتبہ ترغی مغل جو ایک بہت بڑا تیرانداز تھا ایک لاکھ بارہ
اور بیس ہزار سوار جو بڑے بہادر اور دلیر تھے ساتھ لیکر پہاڑون کے ملکون کو فتح کرتا ہوا قصبہ برن تک
پہونچا اور وہان کا حاکم ملک فخر الدین امیر داد قلعے مین بند ہو گیا بادشاہ نے ملک تغلق غازی الملک
کو بہت سی فوج کے ساتھ اُس طرف روانہ کیا اور ملک فخر الدین بھی قلعے مین سے

نکل کر اس سے آملا اور دونون نے متفق ہوکر رات کو اُنکی فوج پر چھاپا مارا مغلون کی شکست ہوئی
اور ترغی زندہ گرفتار ہوا تغلق نے اسکو بادشاہ کے پاس روانہ کیا چوتھی مرتبہ محمد ترتاق اور علی بیگ
مغل نے جو خراسان کے دونون شاہزادے تھے بہت سی فوج جمع کرکے ہندوستان پر توجہ کی اور وہ دونون
دو فریق ہوگئے ایک فوج نے ناگور کی طرف حملہ کیا اور دوسرا فریق سرمور کے پہاڑون کو فتح کرتا ہوا گنگا کے
کنارے تک جسکو کالی ندی کہتے ہین پہونچا بادشاہ نے ملک مانک غلام اور ملک تغلق حاکم دیبالپور کو
امروہے کی جانب اُنکے مقابلے کے لیے روانہ کیا اور ایسے وقت مین کہ مغلون کی فوج بہت سا
اسباب اور جانور غنیمت کے لیے ہوے رہب ندی پر سے اُترتی تھی ملک مانک پیچھے سے جا پہونچا
بڑی لڑائی ہوئی اُن دونون شاہزادون نے بڑی مردانگی کی مگر آخر مین گرفتار ہوکر قتل ہوگئے اِس
لڑائی مین بہت سے مغل مارے گئے اور جو باقی رہے وہ اپنے ملک کو بھاگے اُن دونون
سردارون کے سر قلعہ بدایون کے کنگرے مین لٹکا دیے اور کسی فاضل نے اُسکے جنوبی
دروازے پر یہ رباعی لکھدی تھی ؎ ای حصن کہ تا ابد خدا یار تو باد ۔ فتح و ظفر شاہ علمدار تو باد
از تو ملک زمانہ معمار تو شد ۔ ترغی چو علی بیگ گرفتار تو باد ۔ امیر خسرو نے ملک مانک کی
لڑائی کے قصے کو خزائن الفتوح مین ایسی فصاحت و بلاغت سے لکھا ہے کہ آدمی کا کام نہین اور
اگر غور کیجیے تو خسرو کا تمام کلام ایسا ہی ہے پانچوین مرتبہ ایک مغل بہت سا لشکر جمع کرکے
اور دونون شہزادون کے خون کا بدلا لینے کے لیے ملتان کی طرف متوجہ ہوا پھر بادشاہ نے
ملک مانک اور ملک تغلق کو اُنکے مقابلے کے لیے بھیجا اور وہ ایسے حال مین کہ ملتان کو لوٹ کر
مغل لوٹتے ہی سے تھے پہونچے اور اُنکا پیچھا کیا اس لڑائی مین کپک گرفتار ہوا اور اور بھی بہت سے
لوگ پکڑے گئے اور بہت سا مال غنیمت کا مع اُس مال کے جو ملتان سے لوٹ کر لیچلے تھے حاصل کیا
اس حادثے کے بعد مغلون کے دہشت کھائے ہوئے گئے اور پھر کبھی ہندوستان کی طرف رخ نکیا
جب یہ فتحین حاصل ہوئین تو ایک رات بادشاہ نے جشن کیا اور رات بھر شراب کا دور اُڑایا
جب تھوڑی رات رہی سب اہل مجلس نے ہاتھون سے اور آنکھون سے ایک دوسرے کو مجلس سے
چلنے کا اشارہ کیا بادشاہ نے جو یہ اشارے دیکھے حالت نشے مین ہوش درست نتھے سمجھا کہ میرے
قتل کے اشارے ہین غدر کا عذر نکالا اور اسی حال مین قاضی بہاء الدین کے قتل کا حکم دیا ایک ا

ظریف مصاحب تھا باقی سب لوگ متفرق ہوگئے جب صبح ہوئی اور بادشاہ کے حواس بجا ہوئے سمجھا کہ یہ
میرا گمان بالکل غلط تھا تو اُسی بہار کو بلایا لوگون نے عرض کیا کہ وہ اُسی وقت قتل ہوگیا تب تو بہت پشیمان
ہوا اُسی وقت شراب سے توبہ کی اور منادی کردی کہ تمام ملک مین کہین شراب نہ بکنے پاوے اور جتنی شراب
موجود تھی مٹکے کے مٹکے لنڈھا دیے ہر طرف شراب کی نہرین بہنے لگین پھر جس کسی کو مست پاتے تھے تعزیر
کرتے تھے زہد و تقویٰ کا ہر جگہہ رواج ہوا جابجا محتسب گشت کرنے لگے سنہ چھ سو ستانوے مین نو مسلم
مغلون سے بادشاہ کو بدگمانی پیدا ہوئی اور اُنکے قتل کا ارادہ کیا اور سبب اُسکا یہ تھا کہ جب اُسنے زر سرکاری
بہت سختی سے لیا گیا اور دیے ہوے انعام بڑی شدتون سے واپس کیے تو اُن لوگون نے یہ ارادہ کیا کہ جس
دن بادشاہ شکاری جانورون کے شکار مین مصروف ہو اُس روز غدر برپا کرین یہ خبر بادشاہ تک
پہونچی اور خفیہ ہر طرف یہ حکم لکھ بھیجا کہ فلانے مہینے کی فلانی تاریخ جہان مغلون کو پاؤ برابر قتل کر ڈالو چنانچہ
حسب الحکم اُس روز مقررہ پر تمام ہندوستان مین بیچارے مسافر مغل اسقدر قتل ہوے کہ حد شمار سے
باہر تھے ابتدا مین جو بادشاہ کو کئی فتحین متواتر حاصل ہوئین تو طرح طرح کے خیالات فاسد سوجھنے لگے
ایک یہ سوجھی کہ مثل دین محمدی کے ایک اور نیا دین نکالیے اور مثل خلفاے اربعہ نبی علیہ السلام کے
الغ خان اور الپ خان اور ظفر خان اور نصرت خان اپنے اصحاب تجویز کیے دوسرے یہ خیالی پلاؤ
پکایا کہ سکندر کی طرح تمام روے زمین پر تصرف کیجیے اور خطبے مین بھی اپنا نام سکندر ثانی پڑھوایا علاء الملک
کوتوال کو بلا کر ان دونون امرون مین مشورہ کیا اُسنے اِن دونون باتون سے منع کیا اور کہا کہ نیا دین اپنی
طرف سے ایجاد نہین ہوسکتا یہ امر بغیر اسکے کہ اللہ کی طرف سے ہو اور معجزات بھی صادر ہون کیونکر
ممکن ہے ملک اور دولت اور زور و قوت سے کچھ کام نہین چلتا اور اسمین طرح طرح کے فساد پیدا
ہونگے اور بجز پشیمانی کے کچھ حاصل نہوگا البتہ ارادہ ملک گیری کا مناسب ہے مگر سکندر کا سامان
اور ارسطو سا وزیر کہان آپ اگر تمام ہندوستان کو کافرون سے اور نواحی دہلی کو مفسدون سے پاک
کردین تو یہ کیا سکندر کی جہانگیری سے کچھ کم ہے بادشاہ نے جو سوچا تو یہ راے علاء الملک کی بہت ٹھیک
پائی ان دونون ارادون سے باز رہا اور اُسکو خلعت اور انعامات عطا کیے اور سردار جو بادشاہ کی
ہیبت اور بدمزاجی کے سبب سے کوئی بات خلاف مرضی سامنے نہ کہہ سکتے تھے علاء الملک کی اس
تقریر سے بہت خوش ہو ہے اور اُسکو تحفے بھیجے اور بڑی تحسین و آفرین کی اس سال مین بادشاہ نے

دیوگیر کو دوبارہ فتح کیا اور وہان سے بہت مال غنیمت ہاتھ آیا سنہ چھ سو اٹھانوے مین الغ خان کو
بہت سا لشکر دیکر راے کرن والی گجرات سے لڑنے کے لیے بھیجا اس راجہ کے پاس تیس ہزار
سوار اور اسی ہزار پیادے اور تیس ہاتھی موجود تھے جب راے کرن شکست کھا کر بھاگا تو الغ خان نے
نہروالہ کو لوٹ کر اُسکا پیچھا کیا وہ دیوگیر دکن کے راجہ رام دیو کے پاس پناہ لے گیا اور اُسکے سب اہل و
عیال اور خزانہ مسلمانون کے ہاتھ آیا اُسکی بیبیون مین سے ایک دیول رانی تھی جسپر خضر خان بادشاہ کا
بیٹا عاشق ہو گیا تھا اور امیر خسرو سے اپنے عشق کے قصے کو نظم کرنے کی فرمایش کی تھی اور اُنھون نے
خضر خان اور دیول رانی کے قصے کی کتاب لکھی تھی جو مشہور ہے غرض الغ خان نے نہروالہ کا ایک بڑا بت
جسکی ہندو بہت پرستش کرتے تھے دہلی کی کسی سڑک پر راہگیرون کی ٹھوکرون مین ڈال دیا اور راے
کرن کا سومنات تک پیچھا کیا اور دوبارہ سومنات کے بتخانے کو خراب کر کے وہان ایک مسجد بنائی
نصرت خان نے کھمبایت پر جو سمندر کے کنارے ایک مشہور بندر ہے یورش کی اور ہر قسم کا مال اور لعل
و جواہر بے انتہا غنیمت مین حاصل کیے اور غلام کافور ہزار دیناری بھی وہین سے ملا تھا جسپر آخر مین
بادشاہ مائل ہو گیا تھا اور اُسکو ملک کا نائب مقرر کیا تھا جب الغ خان الور مین آیا جو مال غنیمت
لشکر والون کے ہاتھ لگا تھا بڑی سختی سے واپس کیا مغلون کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا اور بگڑ کر مقابلے مین آئے
آخر سزا پا کر متفرق اور پریشان ہو گئے کچھ راجہ ہمیر دیو کے پاس جھاین مین جو رنتنبھور کے پاس ہے پہونچے
کچھ اور طرف کو چلے گئے اور الغ خان متواتر کوچ کر کے دہلی مین داخل ہوا یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ مغلون کا
قتل جب الغ خان گجرات سے لوٹا ہے تب ہوا ہے تاریخ والون نے کچھ تقدیم و تاخیر کا خیال
نہین کیا سنہ چھ سو ننانوے مین الغ خان نے رنتنبھور اور جھاین پر جو دو شہر اسکے نام سے
مشہور ہے حملہ کیا وہان کا راجہ راے ہمیر دیو راے پتھورا کا پوتا جسکے پاس دس ہزار سوار اور
بے انتہا پیادے اور جنگی ہاتھی تھے شکست کھا کر بھاگا اور ہر قسم کا سامان مہیا کر کے رنتنبھور کے
قلعے مین پناہ لی الغ خان نے یہ سب ماجرا دہلی کو لکھ بھیجا اور بادشاہ کو رنتنبھور پر حملہ کرنے کی
راے دی چنانچہ بادشاہ نے بڑی بھاری فوج سے رنتنبھور پر یورش کی اور تھوڑے دنون مین اُس
قلعے کو بڑی دھوم سے فتح کیا اور ہمیر دیو کو قتل کر ڈالا بہت سے خزانے اور دفینے یہان سے
ہاتھ آئے وہان کی حفاظت کے لیے کوئی کوتوال چھوڑا اور جھاین الغ خان کو سپرد کیا اور خود

چتیور کی طرف متوجہ ہوا اُسکو بھی تھوڑے دنون مین فتح کرکے خضرآباد نام رکھا اور ایک چتر لعل کا خضرخان
کو دیکر وہ ملک اُسکے قبضے مین چھوڑا اس یورش مین جو واقعے پیش آئے اُنمین سے ایک یہ ہی
کہ بادشاہ کے جانے سے پہلے نصرت خان شاہزادے نے الغ خان کی کمک کو رنتنبھور پر جاکر قلعے کو
گھیر لیا تھا ایک روز ایک پتھر سر پر گرا اور اُسکے صدمے سے مرگیا ایک بازو بادشاہ کا ظفر خان کے
مرنے سے ٹوٹا تھا دوسرا بازو یہ بھی ٹوٹ گیا دوسرا واقعہ یہ ہی کہ جب بادشاہ قصبہ تلپت مین پہونچا
تو ایک مرتبہ وہان تمام دن شکار مین رات بھر مصروف رہا صبح کے وقت ہر طرف کو فوج روانہ کی
اور خود ایک ٹیلے پر بیٹھکر تماشا دیکھتا تھا اتنے مین اکتخان اُن نو مسلم مغلون کو جو پہرے پر
متعین تھے اپنا متفق کرکے مقابل ہوا اور یکبار تیرون کا مینھ برسا دیا بادشاہ کا بازو زخمی ہوا مگر
چونکہ سردی کا موسم تھا اس سبب سے روئی کا دگلہ پہنے ہوے تھا زخمون کا اثر کم ہوا لیکن وہ دم
زمین پر گر پڑا اکتخان نے چاہا کہ اُترکر سر کاٹ لے اور کوئی کھٹکا باقی نہ چھوڑے مگر کئی سردار
اکتخان سے دوستی کی باتین بناکر عرض کرنے لگے کہ بادشاہ کا کام تمام ہوگیا سر کاٹنے کی کیا
حاجت ہی اُس گھبراہٹ مین اکتخان نے انجام نہ سوچا اور سیدھا بادشاہی ڈیرے مین آکر تخت پر
جا بیٹھا کوئی امیر مزاحم نہوسکا سب نے نذرین پیش کین مگر یہ ایسا کم حوصلہ تھا کہ اُسی وقت بادشاہی
حرم سرا مین گھسنے لگا ملک دینار مع اپنے گروہ کے پہرے پر تھا اُسنے روکا اور کہا کہ جب تک بادشاہ کا
سر نہ لاوے اندر نہ جانے پاویگا ادھر علاءالدین کو جب کچھ ہوش ہوا زخمون کو پٹیان باندھین دل مین
سوچا کہ بغیر امیرون کی صلاح کے فقط اکتخان کی یہ جرات نتھی اب اپنی فوج مین جانا مصلحت نہین اسی لیے
یہ ارادہ کیا کہ یہ پچاس ساٹھ آدمی جو ساتھ رہ گئے ہین اُنکے ساتھ جھاین مین الغ خان کے پاس
چلا جاوے بعضے سردارون نے یہ سنا اور کہا کہ حضور فوج کو ہی تشریف لیچلین دیکھیے تو خدا کیا سامان
کرتا ہی مجبور ہوکر بادشاہ لشکر کی طرف ہی چلا راستے مین پچاس سوار اور آملے اکتخان یہ سنتے ہی افغان پور کو
بھاگا کچھ لوگون نے اُسکا پیچھا کیا اور پکڑ کر بادشاہ کے حضور مین لائے بادشاہ نے اُسکے سارے
کنبے کو تباہ کردیا اس حادثے مین قتلغ خان اُسکا بھائی بھی مارا گیا انھین دنون مین عمر خان اور منکو خان
بادشاہ کے دونون بھتیجون نے بداون مین بغاوت کی دو تین بادشاہی سردار جاکر انکو بھی پکڑ لائے
اور انکی آنکھین پھوڑدین ایام محاصرہ رنتنبھور مین ایک واقعہ یہ ہوا کہ ایک شخص حاجی مولا نامے جو ملک الامرا

کوتوال کا غلام تھا چند مفسد اپنے ساتھی کر کے بداون دروازہ کے رستہ سے دہلی مین داخل ہوا اور
ایک جعلی فرمان بادشاہ کی طرف سے بنا کر ترمذی نام کوتوال شہر کو قتل اور شہر کے دروازے
بند کرا دیے علاء الملک سے قلعے کے کوتوال سے کہلا بھیجا کہ بادشاہ کے پاس سے فرمان
آیا ہی اسکو آکر پڑھو مگر وہ سمجھ گیا اسلیے نہ گیا حاجی مولا نے کوشک لعل مین جا کر بندیون کو
قید خانے سے نکالا اور ہر ایک کو گھوڑا اور ہتھیار اور بہت سا زر نقد خزانے مین سے دیکر
اپنا شریک کر لیا اور ایک علوی سید نبسہ نامے کو جسکی مان شمس الدین التمش کی اولاد مین تھی
زبردستی بلا کر وہین کوشک لعل مین تخت سلطنت پر بٹھایا اور جبراً سب امیرون سے نذرین
دلوائین بادشاہ نے یہ سب خبرین سُنین مگر یہ بھید کسی پر نہ کھولا اور کچھ خیال نہ کیا اور اپنے کام مین
مصروف رہا یہانتک کہ قلعہ بھی فتح کر لیا حاجی مولا کے فساد کو ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ ملک حمید الدین نے
جسکو میر کوہی کا کام تھا اپنے بیٹون کو جو بڑے من چلے تھے اور کچھ ظفر خان کے سوارون کو جو امروہہ سے
آئے تھے ساتھ لیکر اسکو اور سید کو قتل کر کے سر انکے رنتنبھور کو بادشاہ کے پاس بھیجدیے
بادشاہ نے الغ خان کو دہلی کی طرف بھیجا اور اسنے ان سب امیرون کو جو اس غدر مین شریک تھے
گردن مار دیا اور ملک الامرا کے تمام خاندان کو اس خیال سے کہ یہ امر انکے اشارے سے ہوا ہو گا
نیست نابود کر دیا بادشاہ نے رنتنبھور کے قلعے کو الغ خان کی جاگیر مین دیکر دار السلطنت کا قصد کیا مگر
تقدیری امر دیکھیے کہ انھین دنون مین اسنے وفات پائی گویا وہ قلعہ اسکے لیے شداد کی بہشت
ہو گیا ایک عجیب قصہ یہ ہوا کہ جالور کے بھاگے ہوے باغی جو رنتنبھور مین بند تھے بعد فتح ہونے
قلعے کے وہ بھی پکڑے گئے انکا سردار محمد شاہ نامے زخمی تھا بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ اگر مین
تجھکو چھوڑ دون اور تیرے زخمون کا علاج کرون بعد صحت کے تو مجھسے کسطرح پیش آوے
اسنے جواب دیا کہ اگر قابو پاؤن تو تجھکو زندہ نہ چھوڑون اور ہمیر دیو کے بیٹے کو بادشاہ بناؤن بادشاہ کو
یہ سنکر بڑا اچنبھا ہوا بعد ازان سب عقلمند وزیرون کو جمع کر کے پوچھا کہ بغاوت اور فتنہ و فساد کے
کیا اسباب ہین اور انکے دفع کی کیا تدبیرین ہین انھون نے چند طریقے انسداد فتنے کے بیان کیے
جنکا خلاصہ چار باتین ہین اول یہ کہ بادشاہ تمام ملک کے نیک و بد کی خود خبر رکھے دوسری یہ کہ
شراب پینے کا رواج جو ساری برائیون کی جڑ ہی بالکل اٹھا دے تیسری یہ کہ امیرون کو باہم ملنے جلنے

نہ دوستون اور رشتہ دارون کے ایک دوسرے کے گھر نہ جایا کرین اور باہم مشورہ نہ کرنے پاوین چوتھی یہ کہ بڑھتی دولت
کسی کے پاس نہ رہنے پاوے خواہ سپاہی ہو یا رعیت خصوصاً وہ سلطنے جو نئے رئیس بن جاتے ہین کیونکہ
سارے فتنہ و فساد اسی سے ہوتے ہین بادشاہ نے ان سب باتون کو پسند کیا اور شراب کی
ممانعت کا تو پہلے ہی ذکر ہو چکا باقی تینون باتون کا بھی تجویز رواج دیا اور سلطنت کے لیے ایک قانون اپنی طبیعت سے
نئے نکالے جیسے کسی بادشاہ کے زمانے مین تھے اور نہ ہونگے خواہ شریعت کے موافق ہون
یا خلاف انمین سے ایک یہ ہے کہ غلہ اور کپڑے اور گھوڑے اور سب ضروری چیزون کا نرخ
سستا بہاو مقرر کر دیا اُسکے منافع سب خاص و عام کو برابر پہونچے جسکی تفصیل تاریخ ضیاء برنی
مین مذکور ہے اس ارزانی سے مخلوق کو بڑی آسائش ہوئی اور مغلون کی چڑھائی کا گویا راستہ بند ہوگیا
یہان تک جو وقعات لکھے گئے انکی سال وار ترتیب تاریخ کی کتابون مین مذکور نہین سنہ سات سو تین
عین الملک شہاب ملتانی کو بڑی بہاری فوج دیکر مالوے پر بھیجا اور وہان کی رانی کوکا جسکے پاس
چالیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے اپنے آپ کو کمزور سمجھکر بھاگ گئی عین الملک اُس ملک کو
خوب لوٹ کھسوٹ بہت سامان غنیمت کا لیکر واپس آیا اس قصے کو امیر خسرو نے بھی لکھا ہے

بعین الملک اشارت کرد تا برود
بدیدہ در پذیرفت آنچہ فرمود

کہ تا آرد بدست مالوہ رو
روان شد با سپاہے صف کشیدہ

زبینائی کہ عین الملک را بود
بگردش ہمچو مژگان گرد دیدہ

اسی سال مین بادشاہ شکار کے طور پر سورت کی طرف گیا اور سیتلدیو نامے مفسد کو جو مع اپنی بہت سی
جماعت کے اُس قلعے کی پناہ مین محفوظ تھا اور بادشاہی لشکر کے قابو مین نہ آتا تھا پکڑ کر جہنم رسید کیا
سنہ سات سو ایک مین کنہردیو مفسد کو مارا اور جالندیو کا قلعہ فتح کیا وہان سے بڑا خزانہ اور ہاتھی گھوڑے
اور جواہرات اور طرح طرح کا اسباب ہاتھ آیا سنہ سات سو نو مین ملک نائب کافور نے دوبارہ ارنگل پر
یورش کی اور وہان کے راجہ لدر دیو سے بہت سا خزانہ اور عمدہ عمدہ ہاتھی اور سات ہزار گھوڑے
پیشکش لیے اور ہمیشہ کے لیے کچھ خراج مقرر کیا اور سارا دکن سمندر کے کنارے تک مسلمانون کے
قبضے مین آگیا سنہ سات سو گیارہ مین کافور نے دہلی مین آکر تین سو بارہ ہاتھی اور بیس ہزار گھوڑے
اور جواہر و مروارید کے بہت صندوق اور ڈھیرون اسباب ہر طرح کا پیشکش کیا امیر خسرو نے اس
سفر کے سارے قصون کو خزائن الفتوح مین لکھا ہے یہ جو علاء الدین کو اتنی فتحین حاصل ہوئین

تو بعضے لوگون کو اسکی کرامت کا گمان ہوا بعضے کچھ جادو کی قسم خیال کرنے لگے اور معتقدین کو یقین تھا
کہ یہ سب برکت حضرت نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ کی ہے جب بادشاہ ان سب ملکی جھگڑون سے
نبٹ گیا تو اپنے بیٹون کی شادیان کرکے جدا جدا جاگیرین مقرر کردین خضر خان کا نکاح دیول رانی کے
ساتھ ہو دیا جسکا پہلے بھی مجملاً اشارہ ہو چکا ہے اور انکے عشق کے قصے کی مثنوی جو امیر خسرو نے
لکھی وہ آیندہ مذکور ہوگی بعد ازان خضر خان کو چتر اور دورباش دیکر ولیعہد کیا اور ہاتھی پالکی اور
ہستناپور کی طرف بھیجا جب یہ سارے معاملے طے ہوگئے تو بادشاہ کا زمانہ بھی قریب زوال کے آگیا
اور بڑھاپے کی کمزوری غالب ہوئی بیماریون کا ہجوم ہوا یہان تک کہ تپ دق پیدا ہوگئی اور کچھ
حواس مین جو خلل ہوا تو سختی اور بدگمانی بھی مزاج مین بڑھ گئی تھوڑے دنون مین بظاہر کچھ افاقہ معلوم ہوا
تو خضر خان شاہزادے نے جو باپ کی صحت کے لیے منت مانی تھی اُسکو پورا کرنے کے لیے دہلی کے
بزرگون کی زیارت کو ہستناپور سے ننگے پاؤن آیا ایک عجیب بات اتفاقاً یہ ہوئی کہ حضرت نظام الدین رح
اولیا کی خدمت مین حاضر ہوا حالانکہ اُنکا بڑا معتقد تھا کافور نے اُسکے آنے کی نسبت بادشاہ کو
بہت لگایا بجھایا اور یہ سمجھایا کہ الپ خان اسکا ماموں جو گجرات سے آیا ہے اُسنے اس خیال سے
کہ اُسکو بادشاہ بنا کر خود نائب یا وکیل بن جاوے بلایا ہے بادشاہ کے تو ہوش ٹھکانے نہ تھے
یہ خیال اُسکے جی مین بیچ پیچ جم گیا اور اُسی وقت الپ خان کے پکڑنے و ہلاک کرنے کا
حکم دیا اور اُس بے گناہ کو ملک نائب کافور اور ملک کمال الدین گرگ نے بادشاہی قلعے
مین لاکر بکری کی طرح ذبح کر ڈالا پھر کافور نے یہ سمجھا دیا کہ خضر خان کے جی پر ماموں کے مارے
جانے کا بڑا ہراس ہوگا ایسے وقت مین اُسکو اپنی جگہ بھیجنا مصلحت نہین اسی وجہ سے
بادشاہ نے حکم دیا کہ خضر خان فی الحال امروہہ کی طرف چلا جاوے اور جب تک ہم نہ بلاوین
وہین شکار مین مصروف رہے خضر خان نے مجبور ہوکر موافق حکم کے عمل کیا چند روز کے بعد
ایک عرضی اس مضمون کی لکھ بھیجی کہ مجھسے کون سی خیانت صادر ہوئی ہے جسکے سبب سے ایسے
عتاب کا سزاوار ہون اور دل تو صاف تھا خود بھی قدمبوسی مین حاضر ہوا ایکی مرتبہ باپ کی محبت نے
جوش کیا اور بے اختیار بیٹے کو چھاتی سے لگا لیا اور مُنھ چومتا رہا پھر ماں کے سلام کو بھیجا کافور نے
پھر شیطنت سے لگایا کہ خضر خان بے بلائے آیا بادشاہ سٹھ تو گیا ہی تھا اب کی مرتبہ پورا اثر پڑ گیا

اور خضر خان اور شادی خان دونون بھائیون کو گوالیار کے قلعہ مین بھیجدیا جب کافور نے ان دونون کو
ٹال دیا تو موقع پاکر بادشاہ کے چھوٹے بیٹے شہاب الدین کو جو ان دونون کا سوتیلا بھائی تھا ولیعہد
بنایا اور اپنے لیے خوب پکا قول قرار اُس سے لے لیا دو تین دن کے بعد بادشاہ نے عالم فانی سے

ملک جاودانی کو رحلت فرمائی ؏ ایک جاتا ہی ایک آتا ہی یہی دستور ہی زمانے کا
جو سمجھتے ہین وہ نہین کرتے اعتبار اُسکے کارخانے کا اس بادشاہ نے اکیس برس

سلطنت کرکے ۷۱۶ھ سات سو سولہ مین انتقال کیا اسکے زمانے کے شاعرون مین ایک امیر خسرو تھے
جنکی نظم و نثر تمام جہان مین پھیلی ہوئی ہی اُنھون نے اپنا خمسہ یعنی مجموعہ پانچ کتابون کا علاء الدین کے
نام پر دو برس کی مدت مین لکھکر ۶۹۸ھ چھ سو اٹھانوے مین تمام کیا اُسمین مطلع الانوار دو ہفتے مین
لکھی تھی چنانچہ خود اشارہ کیا ہی کہ ؏ سال کز ین چرخ کہن گشتہ بود ✤ از پس ششصد نود و ہشت بود ✤
از اثر اختر گردون خرام ✤ شد بدو ہفتہ مہِ کامل تمام ✤ کتاب نفحات مین حضرت نظام الدین اولیا
سے نقل کیا ہی کہ قیامت کے دن ہر کوئی کسی چیز پر ناز کریگا اور مین اس ترک کے سینے کی آگ پر
اغلب ہی کہ امیر خسرو نے اسی مضمون کی طرف اس شعر مین اشارہ کیا ہی ؏ خسرو من گوش بر آواز
تا شود ترک خدائی خطاب ✤ دوسرے شاعر امیر حسن تھے انکا دیوان بھی بہت مشہور ہی اگرچہ
اور بھی شاعر اسوقت مین صاحب دیوان تھے مگر یہ دونون ایسے نامی گرامی تھے کہ انکا حال لکھکر
اورونکا ذکر کرنے کو جی نہین چاہتا امیر خسرو کا انتقال ۷۲۵ھ سات سو پچیس مین ہوا قبر انکی حضرت نظام الدین اولیا
انکے پیر کی مزار مبارک کے قریب ہی مولانا شہاب معمائی نے ایک قطعہ تاریخ وصال پتھر پر کندہ کرا

انکے مزار پر نصب کردیا ہی ؏ میر خسرو خسرو ملک سخن آن محیط فضل و دریاے کمال
نثر او دلکش تر از ماء معین نظم او صافی تر از آب زلال بلبل دستان سراے بیقرین
طوطی شکر مقال بے مثال از پئے تاریخ سال فوت او چون نہادم سر بزانوے خیال
شد عدیم المثل یک تاریخ او دیگرے شد طوطی شکر مقال آور حسب سال سلطان محمد نے

دہلی کو ویران کرکے دکن مین دولت آباد کو آباد کیا امیر حسن کا وہین انتقال ہوا اور قبر اُنکی دولت آباد
مین مشہور ہے لوگ اسکی بطور تبرک کے زیارت کیا کرتے ہین مولوی جامی فرماتے ہین کہ ؏ آن دو طوطی کہ ہنوز خبری شان

[illegible] عاقبت سبزہ او فتاد کہ ہشدند ما شمالن قفس خاک شدند

ذکر علاء الدین کے بیٹے سلطان شہاب الدین کا

کافور نے شوال سنہ سات سو پندرہ میں شہاب الدین کو بچپن ہی مین تخت پر بٹھا دیا اور ملک اختیار الدین سنبل کو گوالیار کے قلعے مین بھیجکر خضر خان اور شادی خان کی آنکھین نکلوا ڈالین اور انکی مان ملکہ جہان کو لوٹ کھسوٹ کر قید کر لیا شاہزادہ مبارک خان کو بھی قید کر دیا تھا اور آنکھین نکلوانے کی فکر مین تھا مگر تقدیر بہت سے موافق نہ تھی جب وہ علاء الدین کی خاندان کی تباہی پر ہی آمادہ ہو گیا تو بشیر اور مبشر نامے دو سرداروں نے جو ہزار ستون قصر کے محافظون مین سے تھے اسکا کام تمام کر دیا اور کافور نمک حرامی کی طرح کافور ہو گیا اور مبارک خان کو قید سے نکال کر بجائے کافور کے شہاب الدین کا نائب مقرر کیا مبارک شاہ پہلے ایک دو مہینے میں سب امیرون کو گانٹھ لیا پھر شہاب الدین کو گوالیار کے قلعہ مین بھیجا اور دوسرے سنہ سات سو سترہ مین وہین مارا گیا تین مہینے اسکی حکومت رہی بعد ازان مبارک شاہ نے ان سرداروں کو بھی جنہوں نے اسے قید سے نکالا تھا قتل کر ڈالا باقی انکے ساتھیون کو متفرق کر دیا نیکی کا بدلا بدی مشہور ہی

ذکر سلطان قطب الدین مبارک شاہ علاء الدین کے بیٹے کا

مبارک شاہ شروع سنہ سات سو سترہ مین سب امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا اور اپنے مقربون کو جاگیرین اور منصب تقسیم کیا اور ایک براو کی قوم کے بہت خوبصورت حسن نامے غلام پر جو بالوں سے پکڑ آیا تھا اور ملک شاہی نائب خاص اور حاجب سلطان علاء الدین نے اسکو شفقت سے پالا تھا دل و جان سے فدا ہو گیا اور اگرچہ اسمین کچھ لیاقت نہ تھی مگر بادشاہ نے اپنی محبت کے جوش مین اسکو خسرو خان کا خطاب دیکر وزارت کا منصب عطا کیا اور چونکہ یہ بادشاہ خود بھی قید کی مصیبت بھگت چکا تھا اسلیے اس نے تخت نشینی کے پہلے ہی دن سب قیدیون کو چھوڑ دیا اور غازی الملک کے بیٹے ملک فخر الدین کو جسکا آخر مین محمد عادل لقب ہو گیا ہی میر آخور مقرر کیا اور پہلے ہی سال مین دیوگیر عرف دولت آباد کی تسخیر کا ارادہ کیا تھا مگر امیرون نے باز رکھا سنہ سات سو اٹھارہ مین قطب الدین کو توال کو گوالیار مین بھیجکر خضر خان اور شادی خان کو شہید کرا دیا اور دیول رانی کو اپنی حرم سرا مین داخل کیا امیر خسرو نے

اس باب مین یہ مثنوی لکھی ہی

کہ چون سلطان مبارک شاہ بسپهر
سزاواری بہ تیغ تیز شان دید

مع القصہ نهانی وان این از
ز تلخی گشت بر خویشان ترش چہر
بران شد تا کند از کین سگالی

ز گنج راز زین سان در کند باز
صلاح ملک در خونریزشان دید
ز انبازان ملک اقلیم خالی

نهان سوی خضرخان کس فرستاد
تنت بیتاب و رخ بی نور ماند
گرت بند است از گیتی خداوند
بهنجار از وصل بیرون [illegible] سهیل
چو درخوردی که باشی مسند آرای
نه درخورد علو همت تست
شنیدم کانچنان گشت ارجمندش
پرستار پرستاری شود شاه
خسی کو بر کف دریا نهد پای
گرازان زانو نشین بر بادت خاک
چو سودای دولت گم گشت چیزی
خضرخان را نماند اندر دل آرام
که شه را ملک رانی چون وفا کرد
مرا بی دولتی بی نور خواهی
پیام آور چو زان جان غمزده بود
جگر می خیره خندی کرد چون برق
به تندی سر سلاحی را طلب کرد
سر شیران ملک افکن شمشیر
بفرمان شد روان مرد ستمگار
رسید و بر زبر کرد از ته آهنگ
درین رفتند سرهنگان میباک
کز آن هولزده بام و در افتاد
زگنج حجره با صد ننگ ندی

نمودار بی عذر از دل برون داد
تو میدانی که از من نیست این کار
چو وقت آید همون بگشاید این بند
کنون ما هم درین هنجار کاریم
برا قلیمی کنیمت کار فرمای
دولرانی که در پیت کنیز است
که شد پابوس او سرو بلندت
که در صحن بستان گیت باری
بر دیا دوشش ز نم سیلی از جای
چو زینجا رفت باز اینجا فرستش
دهیت باز تا باشد کنیزی
سخنها ز دیده لب اندوه درون داد
دولرانی بمن باید رها کرد
چو با من سرست این یار جانی
برج شاه برد آن آتشین دود
برآمد شعله کین را زبانه
که باید همگروه امروز شبگرد
که من ایمن شوم زان بازی ملک
کبوتر پای هند و حجره ناپاک
رسانید آنچه فرمان بود از سخت
به بیباکی دران عصمتگه پاک
دران برج از شغبها تیز شد تیغ
برون جستند شیران بشتی

گرای شمع زمجلس دور مانده
ستمکش ماند و گیسو شد ستمگار
نمی شاید درین اندیشه تعجیل
که با هنجار زان بندت برآریم
مگر مهر کسی کاندر دلت رست
کنیز از مه نبود هم سهل چیزیست
نه بس زیبا بود کز چشم کوتاه
که جوید سر بلندی با چناری
تمنائی دل ما می کند خواست
بیایین گاه تخت ما فرستش
چو شد پیغام گوی و برد پیغام
پس آلوده بخون پاسخ برون داد
دراین دولت هم از من رنج دادی
سر من دور کن زان پس تو دانی
شهنشه گم گشت از پای تا فرق
بهانه جوی را نوشد بهانه
روان در گالیر این دم نه بس دیر
که هست این فتنه کمتر بازی ملک
شبا روزی بمیدان چند روزه
شد اهل قلعه درکاری چنان سخت
بر آن پوشیدگان هولی در افتاد
قیامت میهمان آمد بفردوس
زبازو زور و زتن تاب رفته

سیاست را فلک زاری همی کرد
شهادت را ملک یاری همی کرد
در فردوس رضوان باز کرده
همه حوران درود آغاز کرده
ازان بانگ شهادت کاواز شاه
شهادت گوی شد هم مهر و هم ماه
چو بر شد غنچهٔ شه جعد برداشت
دران منزل فغان رعد برداشت
سپر میکرد خورشید از تن خویش
ولی تقدیر یکسو کرده از پیش
کشد تیغ قضا چون قطع امید
نه مه داند سپر گشتن نه خورشید
بیک ضربت که آن نامهربان کرد
سر شه در کنارش میهمان کرد
بخون شستن بران شه چرخ دولاب
که سازد چشمهٔ خورشید را آب
ولی چون در تن از جان نم نبود
برون جانب ز خون شستن چه سود
دول رانی که با فرخندگی بود
خضرخان را زلال زندگی بود
چو خضر چرخ با او در کمین گشت
همه آب حیاتش تیغ کین گشت
چو دیدم اندرین شیشه به تمیز
نشیبست آب حیوان خضرکش نیز
برآمد جان عاشق خون فشانان
ولی می گشت گرد اگرد جانان
گلی کز دست چکیدست قطرهٔ خونی
فشاندے خون صد روی برونی
بجای آب ازان گل خون کشیدند
نگه کن تا گلابش چون کشیدند

جب علاء الدین کے خاندان کی یہ سب تباہی ہوئی تو ایک مجذوب سے کسی نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا
اُسنے جواب دیا کہ جو آگ علاء الدین نے اپنے ولی نعمت چچا کے خاندان مین لگائی تھی وہ اُسکے خاندان کے
آگے آئی قطب الدین کے وقت مین سارے وہ قاعدے اور ضابطے جو علاء الدین نے بڑی حکمت اور
مصلحت سے مقرر کیے تھے برہم ہوگئے اور فسق و فجور نئے سر سے زندہ ہوا بعد قتل ہوجانے
الپ خان کے کمال الدین گرگ گجرات کو گیا تھا وہ بھی وہان شہید ہوا تو بادشاہ نے
عین الملک ملتانی کو وہان بھیجا اور اُسنے نہروالہ اور تمام گجرات پر تصرف کر لیا پھر بادشاہ نے
ملک دینار کی بیٹی سے نکاح کیا اور اسکو ظفر خان کا خطاب دیکر گجرات کو روانہ کیا اور اُسنے عین الملک سے
بھی زیادہ اُس ملک مین کارروائی کی ۷۱۸ھ سات سو اٹھارہ مین قطب الدین نے بڑی بھاری فوج لیکر دیوگیر کی
طرف توجہ کی وہان کے راجہ مقابلہ نکر سکے بادشاہ نے ہرپال دیو کی کہ بعد راجہ رام دیو کے دہلی کی
سلطنت مین ضعف دیکھکر اطاعت سے باہر ہوگیا تھا جیتے جی کھال نکلوائی پھر مرہٹون کے
ملک پر بھی تصرف کیا اور خسرو خان کو چتر اور دورباش دیکر ملیبار کی طرف روانہ کیا اور ایک لکھی غلام کو دیوگیر
مین اپنا نائب چھوڑکر دہلی کو مراجعت کی ساگون کی گھاٹی کے قریب بغرض خان کے بیٹے ملک اسد الدین نے
جو سلطان علاء الدین کا چچا زاد بھائی تھا اور اُسکو ملک خموش بھی کہتے تھے بادشاہی کا خیال جی مین ٹھان کر

غدر کا ارادہ کیا کسی مخبر نے بادشاہ کو اطلاع کر دی یہ سنتے ہی اُسنے اسد الدین کو فوراً قتل کر دیا اور اُسکے
کُنبے کے بیس آدمیون کو جنکو اس واقعے کی خبر بھی نہ تھی اور بعضے اُنمین بچے تھے حکم بھیجکر مروا ڈالا جب
جھاین مین پہونچا تو شادی خان سلاح دار کو گوالیار کی طرف بھیجا اور وہ بموجب حکم شہاب الدین کو قتل
کر کے خضر خان اور شادی خان کے سارے گھر بار کے لوگون کو جو وہان باقی تھے دلی مین لے آیا یہ بادشاہ
حضرت نظام الدین اولیا کی جناب مین بھی اس خیال سے کہ خضر خان اُنکا مرید تھا بد اعتقاد ہوا اور اُنکی
ضد پر شیخ رکن الدین کو ملتان سے طلب کیا اور شیخ زادہ جام کو کہ حضرت ممدوح کے منکرون مین سے تھا
اپنا مقرب بنایا رفتہ رفتہ اس بادشاہ کا مزاج بہت خراب ہوگیا اور باپ کی طرح خونریزیون پر کمر باندھی
ظفر خان حاکم گجرات کو بے سبب قتل کر دیا اِک لکھی نے دیوگیر مین سرکشی کے ڈھنگ ڈالے اور بادشاہی کا
سامان درست کیا جب خسرو خان دیوگیر مین پہونچا تو بعضے فوج کے سردار جنکی دیوگیر مین تعیناتی تھی اک لکھی کو
پکڑ کر خسرو خان کے پاس لے گئے اور اُسے قید کر کے دلی کو بھیجا بادشاہ نے فوراً قتل کرا دیا اور
ملک شاہین کو بھی جسکا وفا ملک خطاب تھا لوگون کے کہنے سے مار ڈالا اس زمانے مین بادشاہ کی
بیہودگیون کی یہ نوبت پہونچی کہ عورتون کا لباس اور زیور پہنکر مجلسون مین آتا تھا اور شرابین پیکر طرح
طرح کے فسق و فجور علانیہ کرتا تھا اور اس مقام پر مصنف کی کتابون سے یہ بھی ٹپکتا ہے کہ شاید اُبنہ کے مرض مین
بھی مبتلا تھا اور ہزار ستون محل کی چھت پر بیٹھکر بھنڈیلیان اور مسخرون کو اشارہ کرتا تھا وہ عین الملک ملتانی
اور قرابیگ وغیرہ بڑے بڑے امیرون کو ہنسی مذاق کر کے چھیڑتے اور اُنکی نقلین بناکر طرح طرح ذلیل کرتے تھے
اور برملا مادر زاد ننگے ہوکر بیحیائی کی حرکتون مین مصروف ہوتے تھے اور امیرون کے کپڑون پہ اکثر
پیشاب تک چھڑکتے تھے غرض سارے سلطنت کی تباہی کے سامان موجود ہوگئے ظفر خان کے
قتل کے بعد حسام الدین کو جو خسرو خان کا رشتہ مین بھائی تھا ظفر خان کی جگہ گجرات کو روانہ کیا اور اُسنے
اپنی قوم کو جمع کر کے بغاوت کے سامان کی طیاری کی اور ظفر خان کے زمانے کے جتنے امیر تھے
سب کو قید کر کے دلی کو بھیجدیا مگر بادشاہ نے اُنکو فوراً چھوڑ دیا اور یہ سارے ڈھنگ حسام الدین کے
خوب سمجھ گیا مگر خسرو خان کی خاطر سے کچھ نہ کہا بلکہ اور زیادہ قدر کی لیکن گجرات مین اُسکی جگہ ملک
وحید الدین قریشی کو جو اِک لکھی کی گرفتاری کا باعث ہوا تھا بھیجدیا پھر خسرو خان نے تلنگانہ پر
فوج کشی کر کے وہان کے قلعے کو گھیر لیا آخر اُسکے راجہ سے بہت سا خزانہ اور مال و اسباب اور

ایک سو لئی ہاتھی پیشکش لیکر متھلی کی طرف توجہ کی اور نو سو بیس ہاتھی اور ایک ٹکڑا الماس کا جسکا وزن
بقدر چھ درم کے تھا وہان سے حاصل کرکے ملیبار مین آیا سامان تو بہت سا جمع ہو ہی گیا تھا اِس
عرصہ مین ہوا کہ اُسی ملک کو گھیر بیٹھے کئی امیرون کو جو ہمراہی مین تھے یہان سے مار دیا جب ملک تلبغہ یغدہ اور
ملک تلبغہ ناگوری اور ملک حاجی نائب وغیرہ بادشاہی امیرون نے اُسکا ذلیل نشانہ پایا تو فوراً زبردستی اُسکو
دولی مین بٹھاکر جھٹ پٹ سات دن کے عرصہ مین دیوگیر سے دہلی مین لے آئے اور اُسکا فاسد ارادہ
بادشاہ سے عرض کیا مگر خسرو خان نے اپنے معشوق یعنی فریفتہ بادشاہ کو تنہائی مین باتین بناکر راضی کر لیا
اور اُن امیرون کی خوب بُرائیان ذہن مین بٹھا دین بادشاہ تو اُسپر مٹا ہوا تھا سارے اُسکے کہنے پر یقین کرکے
اُن امیرون سے بہت ہی ناراض ہوا اور اُنکو خوب ذلیل کیا ہر چند اُنھون نے سچے گواہ اپنے
دعوے کے پیش کیے مگر کچھ فائدہ نہوا اور اُن گواہون کو سزا ملی اور فرزدق عرب کے شاعر کا قول
یہان پورا پورا صادق آگیا کہ جب اُسنے اپنی بی بی کا کوئی جھگڑا ہارون رشید خلیفہ کے سامنے
پیش کیا اور جعفر برمکی کی سفارش اُٹھائی اور اُسکی بی بی کی طرف سے زبیدہ خاتون نے سعی کی
خلیفہ نے زبیدہ کا زیادہ خیال کرکے عورت کو جتا دیا تب فرزدق نے یہ شعر کہا فلیس الشفیع الذی یاتیک
متزرا + مثل الشفیع الذی یاتیک عریانا + یعنی نہین ہے وہ شفیع جو تیرے پاس ازار پہنکر آتا ہے مانند اُس شفیع کے
جو تیرے پاس ننگا ہوکر آتا ہے القصہ پھر خسرو خان نے اپنی قوم کو بلانے کی بادشاہ سے اجازت لی اور یہ
قصد کیا کہ وہی لوگ بادشاہی مصاحب ہون چنانچہ بادشاہ نے اُسپر اور اُسکی قوم پر اعتماد کرکے ساری
سلطنت کا مختار کر دیا اور خود فسق و فجور مین مبتلا ہوا اور یہی کیفیت ہوگئی کہ صبح اُٹھ جام سے گذرتی ہے +
شب دلارام سے گذرتی ہے + عاقبت کی خبر خدا جانے + اب تو آرام سے گذرتی ہے + ارکین سلطنت نے
بجز خسرو خان کی خوشامد کے کوئی چارہ نہ دیکھا تمام دربار مین براؤ قوم کے لوگ بھر گئے اور یہ لوگ
خسرو خان کے مکان پر اکھٹے ہوکر بادشاہ پر غدر کرنے کے مشورے کیا کرتے تھے ایک روز
قاضی ضیاء الدین نے جنکا قاضی خان خطاب تھا یہ مضمون بادشاہ کے کان تک پہونچایا مگر بادشاہ
اپنی عیش و عشرت کے نشے مین ایسا چور تھا کہ کچھ نیک و بد کی تمیز نہ تھی اُسی وقت خسرو کو بلاکر یہ قصہ
بیان کر دیا اُسنے جواب دیا کہ بادشاہ کی جو عنایتین میرے حال پر حد سے زیادہ ہین لوگ اِس حسد سے
یہ تہمتین کرتے ہین بادشاہ نے دل و جان سے اُسکے قول کی تصدیق کرکے تو شنگی نے وغیرہ کی

کنجیان بھی حوالہ کردین اسکو اُسنے ایک دولتوری کی نشانی سمجھکر اپنے لیے ایک نیک فال تصور کی
اتفاقاً ایک رات بادشاہ خسرو کے ساتھ بیٹھا ہوا شراب کے دور اُڑا رہا تھا اور گویا اُس شعر کا مضمون
زبانِ حال سے ادا ہوتا تھا ؎ گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے ؎ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ
ولی نہین ؎ سب ہجوگی کے امیر اپنی اپنی نوبت سے اُٹھکر چلدیے قاضی خان ہزار ستون کی چھت سے اُتر کر
دروازون کی حفاظت اور چوکیدارون کی خبرگیری مین مصروف تھا اتنے مین رندھول نامے خسرو کا چچا
اپنی قوم کو لیے ہوے آپہونچا اور قاضی خان کو باتون چیتون مین مصروف کرکے غافل کیا اور ذرا آن
پاکر ایک ایسا ہاتھ لگایا کہ اسکی روح سیدھی جنت کو چلی گئی اس واردات سے کچھ شور و غل جو ہوا تھا
بادشاہ کے پاس تو سواے خسرو خان کے اور کوئی تھا ہی نہین اسی سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے
وہ اُٹھکر گیا اور اپنی قوم کو اور زیادہ بادشاہ کے قتل پر آمادہ کر آیا اور بادشاہ سے آکر بیان کیا کہ
طویلے کے گھوڑے کھل کر لڑنے لگے تھے کچھ اُسکا غوغا تھا اتنے مین جاہر نامے خسرو کا ماموں اپنی جماعت
سمیت ہزار ستون کی چھت پر چڑھا اور ابراہیم اور اسحاق وہان کے محافظون کو قتل کرکے بادشاہ کے
سیدھا ہوا بادشاہ اُسی نیم مستی کے عالم مین زنانے مکان کی طرف بھاگنے لگا خسرو خان نے
پیچھے سے سر کے بال پکڑ لیے بادشاہ اُس سے اپنی جان چھڑا رہا تھا کہ جاہر نے آکر ایک پہلو پر
زخم لگایا پھر سر کاٹ کر چھت سے نیچے پھینک دیا جب لوگون نے یہ حال دیکھا تو ہر کوئی اپنے
ٹھکانے کو چلدیا کئی امیر اُس قصر کے دروازے پر قتل ہوے پھر خسرو اپنے ساتھیون کے ساتھ بادشاہی
محل سرا مین گھس گیا اور فرید خان اور منگو خان بادشاہ کے چھوٹے بچون کو اُنکی ماؤن کی گودیون مین سے
چھین کر ذبح کر ڈالا اور ظلم پر کمر باندھ کر جو چاہا سو کیا اور علاءالدین اور قطب الدین کے ننگ و
ناموس کو دم بھر مین خاک مین ملا دیا ع دگرگون حال ہو جاتا ہے دم بھر مین زمانے کا ؎ جب ان سب
کامون سے نچنت ہوا تو عین الملک ملتانی اور ملک فخر الدین جونا جو آخر مین سلطان محمد تغلق ہو گیا ہے اور
قرابیگ کے بیٹون اور ملک وحید الدین قریشی وغیرہ کو رات مین ہی بلوایا اور صبح تک ہزار ستون کے کوٹھے پر
نظر بند رکھا جب دن نکلا تو شہر کے سارے ظالمون اور رئیسون کو بلاکر خسرو کے نام پر بیعت لی گئی اور
جسکو مخالف سمجھا حکمت عملی سے پکڑ کر مار ڈالا قاضی ضیاء الدین کی بی بی تو کہین کو بھاگ گئی باقی سارا
خاندان اُسکا رندھول کے سپرد ہوا حسام الدین نے جو خسرو خان کا ماں کی طرف سے بھائی تھا

خانخانان خطاب پایا اور مدہول راے رایان ہوا سب بادشاہی خاندان کی عورتین اس قوم مین تقسیم
ہوگئین اور خاص بادشاہ کی بی بی سے خسرو خان نے نکاح کیا یہ حادثہ ۷۲۰ھ سات سو بیس مین ہوا
اور قطب الدین مبارک شاہ نے چار برس اور کئی مہینے سلطنت کی

ذکر ناصر الدین خسرو خان کا

خسرو خان نے تخت سلطنت پر جلوس کرکے ناصر الدین اپنا خطاب مقرر کیا امیرون کو ناچار
اطاعت کرنا پڑی اسلام کے طریقون کا تنزل شروع ہوا ہندؤن کے رسم و رواج نے ترقی پائی بت پرستی
خوب ہونے لگی مسجدین خراب کرنا شروع کین خسرو خان نے تالیف قلوب کی غرض سے انعام اکرام
دینے بہت شروع کیے اور سارے خزانے جو علاء الدین اور قطب الدین کے وقت سے جمع ہو رہے تھے
لٹا دیے مگر لوگون کے دلون سے اسکی نمکحرامی و بدینی کا رنج نہ نکلا ۷۲۱ھ سات سو اکیس مین ابوبکر خان علی خان
اور بہار خان وغیرہ کو جو علاء الدین کی اولاد مین باقی تھے اندھا کر دیا اور عین الملک وغیرہ امیرون کو بھی متفرق دور دور
بھیجدیا ہندؤن کا بڑا غلبہ ہوا مسلمانون پر خرابی آئی خسرو خان نے ہر طرف کو فرمان بھیجکر لوگون کو اپنی طرف
رجوع کرنا چاہا یوسف صوفی براو بچہ کو صوفی خان اور اختیار الدین سنبل کو حاتم خان خطاب عنایت کیا اور قرہ قمار
بیٹے کو عارض الممالک اور کمال الدین صوفی کو وکیل دربار مقرر کیا اور ملک فخر الدین جونا غازی الملک کے بیٹے کو آخور بیگی کا
منصب دیا اور اسکی بہت خاطر کرتا تھا اس خیال سے کہ شاید اسکا باپ غازی الملک بھی جو علاء الدین کے
وقت کا بڑا نامی امیر تھا اور مغلون کے مقابلے مین بہت لڑا بھڑا تھا دیپالپور سے آکر اسکے
قابو مین پھنس جاوے پھر کوئی کھٹکا باقی نہ رہے اور عین الملک ملتانی کو عالم خان خطاب دیا تھا
مگر اسنے غازی الملک کو لکھ بھیجا کہ اگر تم مقابلہ کرو گے تو مین معرکے سے ایک روز پہلے اپنے ملک مالوے کو
اوڑ جاؤنگا اور جب سب امیر تمسے متفق ہو جاوینگے تو مین بھی آملونگا بعضے امیرون نے منصب
و جاگیر کے لالچ سے خسرو خان کی اطاعت اختیار کی اور بعضون نے سرکشی کی جب غازی الملک نے
یہ پریشان خبرین سنین تو اسکے دل مین اسلام کی غیرت نے جوش مارا اور اپنے آقا کے خون اور
اسکے ننگ و ناموس کی بے عزتی کا بدلا لینے کے لیے کمر مضبوط باندھی اور ادھر ادھر کے امیرون سے
بھی مدد مانگی فخر الدین جونا نے بھی خفیہ باپ کو لکھا کہ گھوڑون کی ڈاک بٹھا دو تو مین بھاگ آؤن چنانچہ
یہی ہوا اور وہ ایک رات بہرام الله حاکم اچھ اور ملتان کے بیٹے کو ساتھ لیکر دہلی سے دیپالپور مین

باپ کے پاس جا پہونچا باپ نے اپنے پیارے بیٹے کے آنے کی بڑی خوشی کی اس سے پہلے سرستی کے
قلعہ مین دو سو سوار بھیج دیکا تھا جب خسرو خان غفلت سے چونکا تو اسنے فخر الدین کے بھاگ جانے کو اپنی بدبختی
کی نشانی سمجھی اور قرہ قمار کے بیٹے کو اسکے پیچھے روانہ کیا وہ قصبہ سرستی تک جا کر لوٹ آیا اور خسرو خان کو ان
سب حالون کی مفصل اطلاع دی پھر غازی الملک نے سامان مہیا کر کے بڑی دلیری اور مردانگی کے ساتھ
دہلی کا ارادہ کیا ادھر سے خسرو نے اپنے بھائی خانخانان کو چتر اور دورباش دیکر اور صوفی خان وغیرہ نالائق اور
کمینے امیرون کو ساتھ کر کے غازی الملک کے مقابلے کے لیے بھیجا غازی الملک برابر بڑا پرانا گھبکتا بھگتا یا تھا اور
مغلون کے مقابلے مین بڑے بڑے کارنمایان کر کے فتحین پا چکا تھا اور بہرام ایبہ حاکم اُچہ اور ملتان
بھی اسکی مدد کے لیے آملا تھا خسرو کی طرف کے سب امیر سفلے اور ناواقف تھے تھانیسر مین دونون کا
مقابلہ ہوا پہلے ہی حملے مین غازی الملک نے فتح پائی اور ادھر کے لوگ ہاتھی اور گھوڑے اور سارا سلطنت کا
سامان چھوڑ کر دہلی کی طرف بھاگے اور غازی الملک بھی پیچھے سے ڈانٹا ڈپٹا دہلی پر آپہونچا خسرو خان نے
اپنے ٹوٹے پھوٹے لشکر کو جمع کر کے خزانے کا دروازہ کھول دیا اور تین تین چار چار مہینے کی تنخواہین پیشگی دین
بڑے بڑے انعامون اور منصبون اور جاگیرون کا امیدوار کیا علاء الدین کے خاندان کے
جن شاہزادون کو اندھا کر کے ادھموا چھوڑ دیا تھا اب انکو جان سے بھی مار ڈالا۔ اور بہت سا سامان
لیکر ایک منحوس گھڑی مین شہر سے باہر نکلا اور حوض خاص سے اندرپت تک اسکا لشکر پڑا اور غازی الملک بھی
سلطان رضیہ کے حظیرہ مین اترا تھا اسوقت مین عین الملک اپنے اقرار کے موجب دھار اور اجین کی
طرف چلدیا اس سے اور بھی خسرو خان کا دل ٹوٹ گیا دوسرے دن لڑائی ٹھنی اول مرتبہ خسرو خان کے
لشکر کو غلبہ ہوا مگر غازی الملک شیر کی طرح میدان مین ثابت قدمی کے ساتھ جما رہا اور تین سو آدمی اسکی فوج کے
جو گھات مین بیٹھے ہوئے تھے یکبارگی خسرو کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور اسکی فوج کو تتر بتر کر دیا اور
ملک تلبغا اور قرہ قمار کے بیٹے اور کئی امیر اور خسرو کے طرفدار مارے گئے مگر خسرو بھی بڑی بہادری سے
شام تک لڑتا رہا آخر شکست کھا کر تلپتہ کی طرف کو بھاگا اور چتر اور علم اور سارا سلطنت کا سامان
جو چند روز کے لیے برائے نام خسرو کو ملگیا تھا غازی الملک کے ہاتھ لگا پھر خسرو تلپتہ سے لوٹ کر
ملک شادی کے حظیرے مین جو اسکا پرانا رفیق تھا تن تنہا بدحواس ہوکر چھپ رہا دوسرے دن لوگ اسکو
بڑے حالون سے پکڑ کر غازی الملک کے سامنے لائے اور اسکے برے کامون کی سزا دی گئی۔

دل دکھانا نہین جانتا ہر کسی کا غالی ٭ ظلم کا پاتے ہین آخر کو ستمگر بدلا ٭ دوسرے دن غازی الملک تلپتے سے سوار ہوکر سیری شاد مین اترا اور دہلی کے سب چھوٹے بڑے اسکے استقبال کو آکر مبارکباد دینے لگے اسکے دوسرے دن غازی الملک دہلی مین داخل ہوا اتنے مین یہ خبر آئی کہ خاتخانان حرام خور بھی کسی باغ کے کونے مین چھپا بیٹھا ہے فوراً ملک فخر الدین غازی الملک کے حکم سے اسکو پکڑ لایا اور ناک کان ہاتھ پانون کاٹ کر سارے شہر مین پھرایا یہ واقعہ ۷۲۰ھ سات سو بیس مین ہوا اور خسرو نے چار مہینے اور کئی دن بادشاہت کی

ذکر غیاث الدین تغلق شاہ کا

غازی الملک نے سب امیرون کے اتفاق سے سنہ مذکور مین غیاث الدین تغلق اپنا خطاب مقرر کرکے تخت نشین ہوا اور سلطنت کے بگڑے ہوے کامون کو ایک ہفتے مین ایسا درست کیا کہ اور دن برسون مین بھی نہوتا اور اپنے عزیزون قریبون کے لیئے منصب متعین کیئے اور سارے علاء الدین کے زمانے کے امیرون اور بعضے قطب الدین کے زمانے کے امیرون کو بڑی مہربانیون کے ساتھ جاگیرین عنایت کین بعد ازان قلعۂ تغلق آباد بنایا اور وہان جشن کیئے اور بدر شاعر شاشی نے اسکے بن چکنے کی تاریخ فادخلوہا لکھی تھی پھر جن جن کے مشورے سے خسرو نے قطب الدین کی بی بی کے ساتھ عقد کیا تھا اور جو جو لوگ اسکی قوم کے ممد و معاون تھے سب کو سزائین دین اور ملک فخر الدین بیٹے کو جسکے ڈھنگون سے بادشاہی کی لیاقت ٹپکتی تھی الغ خان خطاب اور چتر وغیرہ سب سلطنت کے لوازمے دیکر ولیعہد بنایا اور بہرام ایبہ کو جسے سلطان تغلق نے اپنا بھائی بنایا تھا کشلو خان کا خطاب دیکر تمام سندھ اور ملتان کا ملک سپرد کیا اور اپنے اور چار بیٹون کو بہرام خان اور ظفر خان اور محمود خان اور نصرت خان کا خطاب دیا ۷۲۱ھ سات سو اکیس مین الغ خان کو چندیری اور بدایون اور باقی اور پورب کے شہرون کی فوج کے ساتھ دیوگیر اور تلنگانہ کی طرف بھیجا اور اسنے دیوگیر کی فوج بھی ساتھ لیکر قلعۂ ارنگل کا جو سات سو برس سے راے سدر دیو اور اسکے باپ دادون کے تصرف مین تھا محاصرہ کیا اور اسکے باہر کا کچا احاطہ فتح ہوگیا تھا اور قریب تھا کہ اندر کا قلعہ بھی جو پتھر کا بنا ہوا تھا فتح ہو جاوے اسی عرصے مین کسی سبب سے دہلی کی ڈاک آنے مین دیر ہوئی مفسدون کو خوب موقع مل گیا شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر نے جو امیر خسرو کا مقابل تھا اور یہ شعر اسکا انکی نسبت مشہور ہے ٭ غلط افتاد خسرو راز خامی

که سکبا بخت در دیگ نظامی ؛ اور امیر خسرو نے بھی اپنی کتابون مین اُسکی ارسطو فلسفی کی بہت ستایشین
کی ہین یہ خبر اُڑائی کہ بادشاہ کا انتقال ہوگیا اس خبر سے لشکر مین بڑا فتور پڑ گیا اور عبید نے لشکر کے
امیرون کو بھی بہکایا کہ الغ خان تمھاری فکر مین ہے اس لشکر کی پریشانی مین کافرون کی خوب
بن پڑی اور قلعے سے نکل کر بہت مسلمانون کو قتل کیا اور ملک تگین وغیرہ امیرون نے الغ خان پر غدر
کرنے کی تدبیر کی وہ پچاس سوار ساتھ لیکر جھٹ پٹ دہلی کو بھاگا اور سب امیر اپنے اپنے ملکون کو چلدیے
اُنمین سے ملک تگین ملتان و جیسلمیر کے بیچ مین سے پکڑا گیا اور تاج الدین طالقانی اُسکا داماد
جو قیدخانے سے بھاگ گیا تھا سر ندی کے کنارے پر گرفتار ہوا اور عبید شاعر کو بڑی خرابیون سے قید کر
لائے اور ان سب کو مع اُنکے ساتھیون کے ہاتھی کے پاؤن سے کچلوا دیا جو باقی رہے تھے وہ جہان تھے
وہین مارے گئے سنہ ۷۲۳ھ سات سو تئیس مین الغ خان نے دوبارہ تلنگانہ کی طرف توجہ کی لدر دیو
پھر قلعے مین بند ہوگیا الغ خان نے باہر کے قلعے کو فتح کر کے راجہ کو بھی مع اُسکے گروہ کے پکڑ لیا اور
وہان عامل مقرر کر کے بہت سے ہاتھی اور مال اسباب اور جواہرات جو غنیمت مین ملے تھے راجہ سمیت
دہلی کو روانہ کیے اور ارنگل کا سلطان پور نام رکھکر خود بھی دہلی کو مراجعت کی اس عرصے مین بنگالے کے
حاکم کا کچھ حال چلن بگڑا سنہ ۷۲۴ھ سات سو چوبیس مین خود بادشاہ نے اُس طرف توجہ کی اور الغ خان کو
تغلق آباد مین جو تین سال سے کچھ زیادہ مین تیار ہوا تھا مہمات ملکی اور مالی کے انتظام کے واسطے
اپنا نائب چھوڑا جب لکھنوتی مین پہونچا سلطان ناصر الدین وہان کا حاکم اور باقی اُس طرف کے سب
راجہ اطاعت قبول کر کے استقبال کے لیے آئے بادشاہ نے سلطان ناصر الدین کو چتر اور دورباش
اور سب سلطنت کا سامان دیکر لکھنوتی کی حکومت از سر نو عطا کی اور فتح نامہ دہلی کو بھیجا اور تاتار خان
حاکم ظفر آباد کو جسے بادشاہ نے اپنا بیٹا کیا تھا آگے روانہ کیا چنانچہ وہ بہادر شاہ عرف بورہ حاکم
سنارگانون کو جو چند روز سے مستقل بن بیٹھا تھا طوق و زنجیر پہنا کر مع سارے اُسکے ہاتھیون کے بادشاہ کی
خدمت مین لے آیا بادشاہ نے یہ سب فتحین پاکر بہادر شاہ مذکور کو ساتھ لیکر دہلی کا قصد کیا اور دو منزلیان
کرتا ہوا بہت جلد آپہونچا الغ خان نے یہ سنکر تغلق آباد سے تین کوس افغان پور مین ایک بڑا بلند اور
نہایت عمدہ قلعہ تین روز مین تیار کرایا تاکہ بادشاہ اُتر کر رات بھر وہین رہے صبح کو ایک اچھی
گھڑی مقرر کر کے تغلق آباد مین جاوے چنانچہ بادشاہ وہین جاکر ٹھہرا الغ خان مع تمام سردارون کے

استقبال کے لیے آیا اور بڑا سامان ضیافت کا مہیا کیا اور وہان بادشاہ کے حکم سے وہ ہاتھی جو
بنگالے سے آئے تھے دوڑائے گئے وہ مکان نیا بنا ہوا تھا اُنکی دھلّ سے ہل گیا بادشاہ نے اُسکے اندر
کھانا کھایا اور یہ خبر تھی کہ بادشاہ کھانا کھاتے ہی فوراً سوار ہو جاینگے اس سبب سے جب لوگ دسترخوان
کھانے مین مشغول تھے بعد کھانے کے جھٹ پٹ سب ہاتھ دھوئے شاید سواری کے اہتمام کے لیے
باہر چلے گئے بادشاہ ہاتھ دھونے کے انتظار مین بیٹھا رہا یکایک چھت گر پڑی اور جان سے ہی
ہاتھ دھو بیٹھا یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ اتنی جلدی نئے مکان بنانے کی کوئی ضرورت نہ تھی اس
مقام پر بنانا اس شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہ جو عوام مین مشہور ہے کہ الغ خان نے قصداً اُسکی دیوارین اندر سے
خالی رکھی تھین سچ ہو مگر تاریخ فیروزشاہی والے نے اسکا کچھ ذکر نہین لکھا باوجودیکہ اُسپر
فیروزشاہ کی غداری کا بھی احتمال ہے یہ واقعہ ۷۲۵ھ سات سو پچیس مین ہوا اور غیاث الدین نے
چار برس کئی مہینے سلطنت کی ہندوستانیون مین یہ بھی مشہور ہے کہ غیاث الدین کو حضرت شیخ
نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ سے رنج تھا اور لکھنوتی سے حضرت ممدوح کے پاس پیغام بھیجا تھا
کہ جب مین اب کے مرتبہ دہلی آؤنگا تو وہان آپ ہی رہینگے یا مین ہی آپنے جواب دیا کہ ہنوز دہلی
دور است اُسی روز سے یہ قول ایک ضرب المثل مشہور ہوا امیر خسرو کی سب سے پچھلی تصنیف تغلق نامہ
جو اسی بادشاہ کے نام پر لکھا تھا اور اسی سال مین جب کہ اول مذکور ہو چکا امیر خسرو کا بھی انتقال ہوا

ذکر تغلق شاہ کے بیٹے سلطان محمد عادل کا

بعد وفات سلطان غیاث الدین کے الغ خان سلطان محمد عادل اپنا خطاب مقرر کرکے ۷۲۵ھ سات سو پچیس مین
سب امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا چالیس دن تک باپ کا ماتم رکھا بعد ازان
دہلی بادشاہی مکان مین جلوس کرکے بہت سا روپیہ لٹایا ملک فیروز اپنے چچازاد بھائی کو جو آخر مین
سلطان فیروز ہو گیا ہے نائب مقرر کیا اسی طرح اور امیرون کے مرتبے بڑھائے خلیہ یون کی مشرف
اور ملک ۔۔۔ کو عماد الملک اور ملک خرم کو ظہیر الجیوش اور ملک پندار خلجی کو قدر خان اور ملک اعز الدین یحییٰ کو
اعظم الملک کا خطاب دیا اور ستگانون کا علاقہ اُسکو جاگیر مین ملا ۷۲۷ھ سات سو ستائیس مین دیوگیر کی طرف
کوچ کیا اور براہ دہلی سے دیوگیر تک کوس کوس بھر پر ایک ہرکارہ بٹھایا اور ہر منزل پر ایک مکان اور خانقاہ بنا کر
ایک ایک آدمی رکھا اور کھانا پانی اور پان وغیرہ سب مہمانی کے سامان وہان مہیا رہتے تھے اور چلنے

حکم تھا کہ مسافر کسی طرح تکلیف نہ پاوین برسون تک اُسکے آثار باقی رہے اور دیوگیر کا دولت آباد نام رکھا اور اُسکو اپنے ملک کا وسط تصور کرکے دار السلطنت قرار دیا اور مخدومۂ جہان اپنی مان کو مع اہل وعیال اور امیرون اور سردارون اور لشکر اور غلامون اور خزانون وغیرہ کے دولت آباد کو بُلا لیا اور مخدومۂ جہان کے سبب سے بہت سے سیدون اور شیخون اور عالمون کو وہان جانا پڑا بادشاہ نے سب کے انعام اور روزینے دُگنے تگنے کردیے خانہ ویرانی کی مصیبت بڑی ہوتی ہے دہلی کے بنے بنائے گھرون کو اُجاڑ کر دولت آباد جانے مین مخلوق پر بڑی تباہی آئی اور اکثر بیوہ عورتین اور بڑھیین اور بیمار وضعیف آدمی سفر کی سختی سے راستے ہی مین مر گئے اور جو پہونچے بھی تو وہان ٹھہرنا مشکل پڑا جو کوئی اُن مصیبت زدون سے وطن کا نام پوچھتا تھا تو میر تقی کے اس قطعے کا مضمون ادا کرتے تھے ؎

دہلی جو ایک شہر تھا رشک چمن کبھی ✿ رہتے تھے انتخاب جہان روزگار کے ✿
اُسکو فلک نے مار کے ویران کر دیا ✿ ہم رہنے والے ہین اُسی اُجڑے دیار کے ✿

اسی سنہ کے آخر مین ملک بہادر گرشاسپ نے دہلی مین فتنہ برپا کیا ملک احمد ایاز نے جسکا خواجۂ جہان خطاب تھا اُسکو شکست دی اور قید کرکے بادشاہ کے پاس بھیجدیا اور وہان وہ اپنی سزا کو پہونچا پھر ملک بہرام اللہ نے جسکا سلطان تغلق سے بھائی چارہ تھا ملتان مین بغاوت کی اور علی خطاطی کو جسے بادشاہ نے اُسکے بلانے کے لیے بھیجا تھا قتل کر ڈالا بادشاہ اُسکا شر رفع کرنے کے لیے دولت آباد سے کوچ کرکے دہلی مین آیا اور وہان سے رات دن کوچ کرتا ہوا ملتان پہونچا بہرام نے اول مقابلہ کیا آخر شکست کھا کر قتل ہو گیا اور سر اُسکا کٹ کر بادشاہ کے سامنے آیا بادشاہ نے چاہا تھا کہ بہرام کے گناہ مین سارے ملتان کے باشندون کو قتل کرکے خون کی ندیان بہا دے مگر حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہ نے اپنی ٹوپی اُتار کر بادشاہ سے سفارش کی تب اُن بیچارون کی جان بچی بادشاہ ملتان کو قوام الملک مقبول کے سپرد کرکے واپس آیا پھر چند روز کے بعد اُسکو بدل کر ملتان مین بہزاد کو بھیجدیا مگر اُسکو شاہو لودی پٹھان نے قتل کرکے سرکشی کی بنیاد ڈالی بادشاہ جب اُسکی تنبیہ کا قصد کرکے دیبالپور تک پہونچا شاہو پہاڑون کی طرف بھاگ گیا سنہ سات سو انتیس مین ترمشیرین مغل نے جو قتلغ خواجہ کا جسنے پہلے ہندوستان پر حملے کیے تھے بھائی تھا دہلی پر یورش کی اور بہت سے قلعے فتح کرلیے غرض لاہور اور سامانہ اور اندری سے بداؤن کی حد تک لوٹ مار کرکے قبضہ کرلیا مگر جب بادشاہ کی فوج مقابلے کے لیے آئی تو ویسے ہی اُلٹے پاؤن چلدیے بادشاہ نے

کلانور تک پیچھا کیا اور مجیر الدین ابورجا کو وہان کا قلعہ ڈھانے کے لیے چھوڑ کر دہلی کو واپس آیا اور چونکہ
میان دوآب کی رعایا بھی سرکشیان کرتی تھی اسلیے بادشاہ کی یہ راے قرار پائی کہ انپر خراج بہت سخت
مقرر کیا جاوے اور انپر اور بھی طرح طرح کے ظلم کیے جسکے سبب سے وہ ملک بالکل اُجڑ گیا ضعیف
آدمی تو بالکل ہی نیست نابود ہو گئے جو کچھ قوت رکھتے تھے اُنھون نے لوٹ کھسوٹ شروع کی
پھر بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ دہلی مین جو لوگ باقی رہگئے ہین اور اُسکے گرد نواح کے قصبون کے
باشندے قافلے کے قافلے دولت آباد کو چلے جاوین اور اُنکے مکانات کو خرید کر خزانے سے
قیمت دلائی غرض اس طرح سے دولت آباد دوبڑا آباد ہو گیا اور دہلی ایسی ویران ہو گئی کہ سوائے کتّے
اور بلّی کے کوئی اُسمین باقی نہ رہا اور اسی طرح کی تدبیرون سے خزانہ بالکل خالی ہو گیا پھر بادشاہ نے
تانبے کے سکّے کو رواج دیا اور اُسکی قیمت چاندی کے سکے کے برابر مقرر ہوئی اور جو اُسکے لینے مین
تامل کرتا تھا اُسکو سزا ملتی تھی اس امر سے بھی طرح طرح کی قباحتین پیدا ہوئین اور جو لوگ محتاج
و مفلس تھے اُنھون نے اپنے اپنے گھرون پر ٹکسالین بنالین اور تانبے پر سکّہ لگا کر بازار سے سونا
چاندی گھوڑے ہتھیار وغیرہ ہر طرح کا عمدہ اسباب خرید لاتے تھوڑے دنون مین اس تدبیر سے
مفت مین بڑی دولت جمع کر کے ایک قوت پیدا کر لی مگر غیر ملکون کے لوگ تانبے کے سکّے کو ہرگز قبول
نہ کرتے تھے اس سبب سے جب مخلوق کے کاروبار بند ہونے لگے تو بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ جسکے
پاس تانبے کا سکّہ ہو خزانے مین داخل کر دے اور اُسکے عوض مین چاندی کے سکّے لیجاوے [illegible]
ہی ڈھیرون تانبا لوگون نے خزانے مین داخل کر دیا اور اُسکے بدلے چاندی کے ٹکے [illegible]
اسی بہانے سے لوگون کو بڑی دولت مل گئی اور خزانہ بادشاہی تانبے سے [illegible]
بقول صاحب تاریخ مبارک شاہی کے مبارک شاہ کے وقت تک تغلق آباد [illegible] تانبے کے ڈھیر
بیکار پڑے تھے اور اینٹ پتھر کے حکم مین داخل تھے سنہ سات سو اٹھ تیس [illegible]
کوہ ہماچل کی تسخیر کے لیے جو چین اور ہندوستان کے بیچ مین حائل ہے اور اُسکو قراچل بھی
کہتے ہین روانہ کیے اور حکم دیا کہ تھوڑی تھوڑی دور پر کچھ لوگ رسد کے بند و بست کے لیے
چھوڑتے جاوین مگر اس پہاڑ کا یہ خاصہ ہے کہ آدمیون اور گھوڑون کے غل شور سے بادل اور
مینھ کی بڑی کثرت ہو جاتی ہے چنانچہ جب یہ فوج پہاڑ پر چڑھی برف و بارش کی بڑی کثرت ہوئی

کھانے کو نہ ملا تو راہ دار جو بٹھائے گئے تھے وہ بھی جلد سے رسد کا سلسلہ بالکل موقوف ہوگیا اُدھر
پہاڑیوں نے شکست دیکر بھگایا اور یہ بھاگے تب بھی پیچھا نہ چھوڑا تیر انکے گویا زہر کے بجھے ہوئے تھے
اور پتھروں کی مار خدا کی پناہ ہزاروں آدمی بادشاہی لشکر کے جان سے مارے گئے اور ہزاروں کو
پہاڑیوں نے جیتا پکڑ لیا جو باقی رہے مدتوں پہاڑوں میں بھٹکتے پھرے جو کچھ لوگ باقیماندہ بُری
مصیبتیں اور تباہیاں اُٹھا کر اپنے ملک کو آئے تو بادشاہ نے بھاگ آنے کے جرم میں قتل کر دیا
پھر کبھی ایسی فوج بادشاہ کو نصیب نہوئی اور وہ سارا روپیہ جو اُس مہم کے سامان میں صرف ہوا تھا
خاک میں ملگیا ۷۳۹ھ سات سو انتالیس میں بہرام خان حاکم سنارگانوں نے وفات پائی اور ملک
فخر الدین سلاح دار نے سرکشی کی اور اپنے آپ کو بادشاہ کہلایا قدرخان حاکم لکھنوتی نے ملک
حسام الدین ابو رجا اور عز الدین یحیی اعظم الملک کو اپنا متفق کرکے فخر الدین کا مقابلہ کیا اور فتح پائی اور
سارا خزانہ اور اسباب جو فخر الدین نے جمع کیا تھا قدرخان کے ہاتھ لگا بعد ازان قدرخان نے بہت سا
خزانہ اور ہر طرح کے نفیس اسباب کے ڈھیر بادشاہ کو پیشکش بھیجنے کے لیے اپنے گھر جمع کیے حسام الدین نے
یوں روپیہ اور مال علانیہ جمع کرنے سے منع کیا اور سمجھایا کہ مال کے لالچ میں لوگ دشمن ہوجاتے ہیں اور
طرح طرح کے فتنے پیدا ہوتے ہیں مگر قدرخان نے نہ مانا آخر حسام الدین کا کہنا ہی آگے آیا ملک فخر الدین نے
کچھ سامان درست کرکے پھر مقابلہ کیا اور قدرخان کے سپاہیوں کو توڑ لیا چنانچہ اُنھوں نے
قدرخان کو جان سے مار ڈالا اور وہ سارا روپیہ اور اسباب فخر الدین کو ملگیا اور سنارگانوں کی
حکومت بھی ہاتھ آئی اُسنے مخلص اپنے غلام کو لکھنوتی پر بھیجا علی مبارک قدرخان کی فوج کے
سردار نے اُسکو مار لیا اور خود مستقل حاکم بن بیٹھا بادشاہ کو بھی مصلحت آمیز عرضیاں لکھیں چنانچہ
اُسنے ملک یوسف کو فخر الدین پر بھیجا مگر وہ راستے ہی میں مرگیا پھر بادشاہ کو کچھ اور معاملے درپیش ہوے
اُس طرف کی کسی نے خبر نہ لی علی مبارک فخر الدین کی ضد پر کھلم کھلا بادشاہ بن بیٹھا اور سلطان علاء الدین
اپنا خطاب مقرر کیا تھوڑے دنوں کے بعد ملک الیاس حاجی نے جو بڑے جتھے کا آدمی تھا
لکھنوتی کے امیروں سے اتفاق کرکے علاء الدین کو قتل کر ڈالا اور سلطان شمس الدین اپنا
خطاب مقرر کرکے تخت پر بیٹھا ۷۴۱ھ سات سو اکتالیس میں بادشاہ نے سنارگانوں کی تسخیر کا
ارادہ کیا اور فخر الدین کو پکڑ لیا اور وہاں سے لکھنوتی میں لاکر قتل کیا اور شمس الدین اُسی طرح

حاکم مستقل رہا اور اُسکی اولاد مین مدتون تک سلطنت قائم رہی بادشاہ کے ظلم اور خون ریزیون کے
سبب سے سید حسن کیتھلی ملک ابراہیم خریطہ دار بادشاہی کا باپ جو حسن کانکو کے نام سے مشہور تھا
علاء الدین بہمن شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے دکن مین باغی ہوا اکثر بادشاہی لشکر جو اُس طرف تھا اُس سے
مل گیا جس امیر نے جھگڑا کیا وہ مارا گیا بادشاہ اس فتنے کے انتظام کا قصد کرکے لکھنوتی سے دیوگیر کو
گیا اور وہان سے تلنگانہ تک پہونچا تھا کہ بیمار ہو گیا ناچار لوٹنا پڑا اور رات دن کوچ کرتا ہوا دہلی مین
آیا اور قتلغ خان کو دولت آباد کے انتظام کے لیے چھوڑا دکن کا فساد اُسی طرح باقی رہا سنہ ۷۴۳ھ سات سو
تینتالیس مین ملک ہلاجون اور گل چندر کھوکر اور ملک تتارخُرد نے غدر کرکے حاکم لاہور کو مار ڈالا
بادشاہ نے خواجہ جہان کو اُنکی تنبیہ کے لیے بھیجا مفسدون نے مقابلہ کیا اور خوب
گوشمالی پا کر بھاگ گئے سنہ ۷۴۴ھ سات سو چوالیس مین بادشاہ نے سنام اور سامانہ سے نکل کر
کیتھل کے سیدون کے خون پر کمر باندھی اور سید حسن کیتھلی کی جلو مین سارے سیدون کا قتل
عام کیا اور اُنکی جگہ اُس علاقہ کے پٹھانون کو بسا کر جاگیرین اور خلعت اور زری کے پٹکے
عنایت کیے اور چونکہ اس سال مین بڑا بھاری قحط پڑا تھا اسلیے بادشاہ نے حکم دیا کہ جسکا جی چاہے
پورب کے ملکون مین قحط کاٹ آوے کوئی مزاحم نہوگا اور جسکا جی چاہے دولت آباد کی سکونت
چھوڑ کر پھر دہلی مین چلا آوے اُس سے کچھ غرض نہین اس سال مین خراسان اور عراق اور سمرقند کے آدمی
اس بادشاہ کی بخششون کی تمنا مین بڑی کثرت سے آئے تھے جدھر دیکھو اُنھین کے قافلے
پھرتے نظر آتے تھے اسی سال مین حاجی سعید مصری خلیفہ عباسی کی طرف سے جو برائے نام
مصر مین خلیفہ تھا بادشاہ کے لیے خلافت کا فرمان اور نشان اور خلعت اور خطاب امیر المومنین کا
لایا بادشاہ نے اُس روز تمام شہر مین آئینہ بندی کرائی اور تمام شہر کے مشائخون اور سیدون
اور اکابر کو ساتھ لیکر حاجی سعید کے استقبال کو گیا اور پیادہ پا ہو کر حاجی سعید کے پانون کو
چوما اور پیچھے پیچھے اُنکی جلو مین چلا اور آج تک جماعت جمعہ اور عیدین کی خلیفہ کی اجازت پر موقوف
رکھی تھی سو اب بڑی خوشی سے قائم کی اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور پچھلے بادشاہون کے نام
اسلیے خطبہ سے نکال ڈالے کہ اُنکو کسی خلیفہ کی اجازت نہ تھی سلطان محمود غزنوی کا نام قائم رکھا اور حاجی
موصوف کو اسقدر زر نقد اور تحفے دیے کہ خزانہ خالی ہو گیا اور ایک نہایت عمدہ موتی جسکے مانند

دوسرا خزانے مین نہ تھا مع اور بہت سے تحفے نفیس مصر کے خلیفہ کے لیے بھیجے اور اپنے ذہن مین خود خلیفہ برحق ہو گیا اور خلیفہ کا فرمان سامنے رکھکر اُسکے احکام سب کو سنایا کرتا تھا اور خلیفہ کے نام پر لوگون سے بیعت لیتا تھا بعد ازان سرکدواری کی طرف جو شمشاد کے ضلع مین واقع ہی توجہ کی اور بھی دو تین مرتبے خلیفہ کے فرمان آئے دوسری مرتبہ مخدوم زادہ بغدادی خلیفہ کی طرف سے آیا تھا بادشاہ نے اُسکا پالم تک پیادہ پا استقبال کیا اور جب وہ دور سے نظر آیا تو بادشاہ نے آگے بڑھکر اپنے تخت پر برابر بٹھا لیا اور شہر کیلی اور سب وہان کے باغ اور مکانات اُسکے قبضے مین دیدیے سنہ سات سو سینتالیس مین ملک نظام حاکم کڑے نے فتنہ برپا کیا شہر اللہ عین الملک کے بھائی نے اودھ سے اُسپر لشکر کشی کر کے گرفتار کیا تب وہ شر دبا شہاب الدین نے بیدر مین سرکشی کی بادشاہ نے قتلغ خان کو اُدھر بھیجا شہاب الدین کچھ مقابلہ کر کے اپنے بیٹے سمیت قلعے مین بند ہو گیا قتلغ خان نے اُسکو امن دیکر قلعے سے نکالا اور بادشاہ کے پاس بھیجدیا سنہ سات سو چھیالیس مین علی شیر ظفر خان کے بھانجے نے بڑی جمعیت اکٹھی کر کے گلبرگہ پر قبضہ کر لیا پھر بیدر کے ناظم کو مار کے بہت سا مال و اسباب حاصل کیا قتلغ خان نے اُسکو بھی شکست دی چنانچہ وہ بھی بھاگ کر بیدر کے قلعے مین بند ہو گیا قتلغ خان نے گرفتار کر کے سرکدواری مین جہان بادشاہ کا لشکر تھا بھیجدیا بادشاہ نے اول تو قیدیون کو غزنین کی طرف جلاوطن کر دینے کا حکم دیا لیکن پھر بلا کر قتل کر ڈالا سنہ سات سو سینتالیس مین عین الملک اودھ اور ظفر آباد سے بہت سا مال اور نفیس نفیس تحفے سرکدواری مین بادشاہ کی نذر کے لیے لایا بادشاہ نے خوش ہو کر یہ تجویز کی کہ قتلغ خان کو دکن سے بلا لے اور عین الملک کو بجائے اُسکے بھیجدے مگر عین الملک کے دل مین بادشاہ کی اس تجویز سے بڑے وہم پیدا ہوے اور موقع پا کر راتون رات کدواری سے بھاگا اور گنگا اُتر کر اودھ کی طرف متوجہ ہوا اور اُسکا بھائی شہر اللہ بادشاہ کے ہاتھی گھوڑے جو جنگل مین چرائی کے لیے چھوڑ دیے گئے تھے ہانک لے گیا بادشاہ عین الملک کی تنبیہ کا ارادہ کر کے قنوج تک گیا عین الملک کو بھی اُسکے بھائیون نے اور ملک فیروز نائب باربک کے آدمیون نے جو ہاتھی گھوڑون پر تعین تھے بہکایا چنانچہ اُسنے بھی گنگا اُتر کر مقابلے مین لشکر جمایا مگر ڈانگو دن اور گنوارون کی طرح پیادہ پا ہو کر مقابلہ کیا آخر بادشاہ کے ہاتھیون اور تیر اندازون سے وارنہ لگ گیا

اور شکست کھا کر بھاگا اُسکے دو بھائی جنمین سے ایک شہر اللہ تھا اور بہت سے سردار گنگا مین ڈوب کر
مر گئے جو ڈوبتے اُچھلتے پرلے پار جا پہونچے اُنکو گنواروں نے مار لیا کچھ عین الملک بھی پکڑا گیا
اور اُسکو ننگے سر ایک چارپائی پر ڈالکر بادشاہ کے سامنے لائے مگر بادشاہ نے تھوڑے دنون کے
بعد اُسکی پچھلی خدمتون کا خیال کرکے چھوڑ دیا اور اُسکے حال پر پہلی سی عنایت کرکے اُسکا ملک
پھر اُسکو سونپ دیا اور خود دہلی کو مراجعت کی پھر بادشاہ نے قتلغ خان کو دکن سے بلالیا حالانکہ وہی
اُس ملک کو تھام رہا تھا اُسکے چلے آنے سے طرح طرح کے فتور پیدا ہوئے پھر بادشاہ نے عزیز خمار کو
جو ایک کمینہ تھا مالوے مین بھیجا اور اُسنے بادشاہ کے اشارے کے بموجب بہت سے صدہ یعنے
یوزباشی کے امیرون کو قتل کرڈالا جسکے سبب سے بڑے بڑے فتنے پیدا ہوے چنانچہ
یہ سُنکر سنہ سات سو اڑتالیس مین گجرات مین صدہ کے امیرون نے بڑا فساد برپا کیا اور
خواجہ جہان کے غلام مقبل نامے پر جو گجرات کے وزیر کا نائب مقرر ہوا تھا اور خزانہ لیے ہوئے
حضور کو آتا تھا شبخون کرکے سارا خزانہ اور اسباب اور گھوڑے اور بادشاہی سامان لوٹ لیا
بادشاہ اس فتنے کو دفع کرنے کے لیے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور ملک علی سرجاندار اور احمد لاچین
وغیرہ امیرون کو دولت آباد مین بھیجا تا کہ وہان کے میر صدہ امیرون کو باندھ لاوے ملک احمد لاچین
جب مانک گنج کی گھاٹی مین پہونچا سب امیران صدہ نے متفق ہوکر اُسکو قتل کرڈالا عزیز خمار امیران صدہ
کی تنبیہ کے لیے گجرات سے دیوہری اور بڑودے کی طرف گیا تھا مگر مقابلے کے وقت بدحواس
ہوکر پکڑا گیا بادشاہ یہ سُنتے ہی جل بھن کر آگ بگولا ہو گیا عزیز خمار اور مقبل کے واقعات جو مشہور ہوے
تو سب جگہ کے امیران صدہ کو بغاوت کی جرأت ہو گئی اور سب نے اپنے اپنے گروہ کو اکٹھا کرکے
کھلم کھلا بادشاہ سے مخالفت کی اور ملک عالم کے آدمیون سے دولت آباد کا قلعہ بھی چھین لیا اور
اسمعیل فتح نامے ایک امیر کو سلطان ناصر الدین خطاب دیکر بادشاہ مقرر کیا دیوہری اور بڑودے کے امیران صدہ
بادشاہ نے خود قصد کیا تھا وہ بھی شکست کھاکر دولت آباد ہی مین آ گئے جب بادشاہ نے دولت آباد
پر یورش کی تو اسمعیل نے کچھ مقابلہ کیا آخر شکست کھاکر دھارا نگر یعنی دولت آباد کے قلعے مین پناہ لی اس
فتنے مین بھی ہزارون مسلمان دولت آباد مین قتل اور قید ہوے کچھ امیر صدہ بیدر کی طرف بھاگ کر
گئے تھے عماد الملک سر تیز نے اُنکا پیچھا کیا اتنے مین خبر پہونچی کہ گجرات مین غدر ہو گیا اور ملک طغی نے

ملک مظفر وہان کے حاکم کو مار کر سارے گھوڑون اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا بادشاہ نے
ملک جوہر اور خداوندزادہ قوام الدین اور شیخ برہان بلگرامی کو دہار انگریہ چھوڑ کر خود اُس طرف
توجہ کی اسوقت سب امیران صدہ جو دولت آباد سے بھاگ گئے تھے اور حسن کانگو اُن سب کا سردار تھا
پھر اکھٹے ہو کر عماد الملک سرتیز کے مقابلے مین آئے اور اُسکو قتل کر کے دولت آباد پر حملہ کیا ملک جوہر
اور قوام الدین وغیرہ مقابلہ نہ کر سکے اور شہر کو خالی چھوڑ کر بھاگ گئے چنانچہ حسن کانگو نے شہر مین داخل
ہو کر اسمعیل فتح کو علیحدہ کر کے خود سلطان علاء الدین کے خطاب سے بادشاہ بن بیٹھا اُس وقت سے
دولت آباد کی سلطنت اُسکے خاندان مین مقرر ہو گئی اور تاریخ فتوح السلاطین بھی اُسی کے نام پر نظم مین
لکھی گئی ہے ملک طغی نے گجرات مین دو بار بادشاہ کا مقابلہ کیا آخر شکست کھا کر قزاقون کی طرح جا بجا
مارا پھرتا تھا مگر بادشاہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے تھا اس مہم مین بادشاہ نے ملک فیروز کو بھی دہلی سے بلا لیا تھا
اسی سال مین ملک کبیر نے انتقال کیا یہ ملک قبول کا بیٹا تھا اور سارے بادشاہی مہمات اس سے متعلق تھے
اور بادشاہ نے اُسکی طرف سے ایک خط بھی مصر کو خلیفہ عباسی کے پاس حاجی برقعی کے ہاتھ بھیجا تھا
اُس زمانے مین کہ آخر عہد سلطان محمد عادل تھا احمد ایاز خواجہ جہان اور ملک قبول قوام الملک
دہلی مین انتظام کرتے تھے اسوقت مین بغاوت اور فتنہ و فساد کی یہ کثرت تھی کہ بادشاہ ایک طرف ملک کا
بندوبست کرتا تھا دوسری طرف غدر ہوتا جاتا تھا تاریخ فیروز شاہی اور مبارک شاہی مین اس بادشاہ کے
زمانے مین ملک کی تباہی کے بہت سے سبب لکھے ہین مگر اُن سب کا خلاصہ یہ سات باتین ہین
اول یہ کہ ترمہ شیرین مغل نے لوٹ مار کر کے ملک کو ایسا تباہ کر دیا تھا کہ پھر نہ بسا دوسرے یہ کہ میان دوآب
مین جو ہندوستان کے ایک بڑے ملکون مین سے ہے محصول دہ گنا اور بیس گنا مقرر ہوا اور
گاو شماری اور خانہ شماری کے اخراجات علیحدہ لگائے تھے غریب آدمی مجبور ہو کر مالدارون کے
جتھے مین شامل ہو گئے اور اُنھون نے بغاوت اور لوٹ مار کا پیشہ اختیار کیا زیادتی کے بدلے
محصول اور کم ہو گیا اور تمام میان دوآب کے ملک پر یہ خرابی اور تباہی آگئی تیسری یہ کہ قحط بہت بڑا ہوا
اور سات برس تک ایسی خشکی ہوئی کہ ایک بوند نہ برسی مصنف نے یہ مضمون مبارک شاہی سے لکھا ہے
خدا جانے کہ اُسنے مبالغہ کیا ہے یا واقع مین یہی ہوا چوتھی یہ کہ دہلی کو اُجاڑ کر دولت آباد بسایا اور
جب دہلی بالکل اُجڑ گئی تو گرد نواح کے گنوار وہان بسائے اور پھر اُنکو بھی جبراً دولت آباد کو بھیج دیا

اور ساری ملک میراث اور اسباب دہلی والون کا اس جلا وطنی مین تلف ہوگیا اور پھر وہ بلا نازل ہوا
پانچوین یہ کہ اسّی ہزار آدمی کوہ ہمالہ پر تباہ ہوے اور اُنکے گھر بار یکبارگی ہٹ پر ہو گئے چھٹی یہ کہ
جان کے خوف سے ہر طرف لوگون نے بغاوتین شروع کین بہت سے آدمی لڑائیون مین مارے گئے
اور بہتون پر تہمتین لگاکر کنبے سمیت مار ڈالا اِسطرح مخلوق کی تباہی اور شہرون کی ویرانی ہوئی ساتوین
یہ کہ بادشاہ نے جلّادی پر ایسی کمر باندھی تھی کہ سید اور عالم اور مشائخ اور شریف اور کمین اور پیشہ ور
اور کسان اور سپاہی بے انتہا قتل کر ڈالے کسی کا مطلق خیال نہ کیا اور ہمیشہ اُسکے دروازے کے
آگے کُشتون کے پُشتے اور مردون کے تودے لگے رہتے تھے اور بھنگی لاشین اُٹھاتے
اُٹھاتے اور جلّاد مارتے مارتے تھک گئے تھے مگر نہ مخلوق فساد سے باز رہتی تھی نہ بادشاہ خونریزی سے
آخر اس فتنہ و فساد کی کثرت سے بادشاہ عاجز ہوگیا اور اسقدر سفر در پیش آئے کہ کہین دم بھر چین نہ ملا
مگر پھر بھی تلوار اپنے میان مین نہ ڈالی حالانکہ اس خونریزی سے مطلق فائدہ نہوا اور دن بدن تباہی
بڑھتی گئی اس بادشاہ کا مخلوق کو سزا دینے مین یہان تک اہتمام تھا کہ اُسنے اپنی عدالت مین چار مفتی
جدا جدا مقرر کر رکھے تھے جب کوئی کسی تہمت مین پکڑا آتا تھا اُسکی سزا پر آمادہ ہوکر مفتیون سے گفتگو
کرتا تھا اور یہ بھی اُنسے کہدیا تھا کہ تم سچ بات کے کہنے مین ہرگز قصور نہ کیجیو اگر کوئی ناحق مارا گیا تو
اُسکا مواخذہ تمھاری گردنون پر ہے اگر بہت سی گفتگو کے بعد وہ مفتی قائل ہوجاتے تو اگر آدھی رات کا
وقت بھی ہوتا تو صبح تک صبر نہوسکتا تھا اُسی وقت گردن مار کر دم لیتا تھا اور جو خود قائل ہوجاتا تو دوسرے
وقت پر موقوف رکھتا تھا اور اِن مفتیون کی باتون کے جواب خوب فرصت مین سوچ کر پھر بحث کرتا تھا
اگر قاضی لاجواب ہوجاتے تو اُسی وقت فوراً قتل کر ڈالتا تھا اور جو کبھی کبھی خود ہی الزام کھا لیتا تب
چھوڑ دیتا تھا ایک مرتبہ قاضی کمال الدین صدر جہان کے محکمے مین پیادہ پا چلا گیا اور کہا کہ شیخزادہ جامی نے
مجکو ظالم کہا ہے اُسکو بُلاؤ کہ یا تو وہ میرا ظلم ثابت کرے ورنہ تم اُسپر حد شرعی جاری کر دینا پیچھے
شیخزادہ مذکور نے حاضر ہوکر اقرار کیا کہ مین بے شک آپ کو ظالم کہتا ہون بادشاہ نے سبب
پوچھا تو اُسنے بیان کیا کہ جب کسی کو تم حق یا ناحق سزا دیتے ہو اُسکی بی بی اور بال بچون کا کیا قصور
ہوتا ہے کہ اُنکو بھی جلاد کے حوالے کر دیتے ہو یہ کون سے مذہب و ملت مین روا ہے تب تو بادشاہ
ایسا چُپ ہوا کہ کچھ جواب نہ بن پڑا اور کِھسیا کر اُس شیخزادہ بیگناہ کو لوہے کے پنجرے مین قید کر دیا

اور اپنا سامنہ لیکر قاضی کی مجلس سے اُٹھ گیا جب دولت آباد کو گیا تو اُس مظلوم کا پنجرہ بھی ہاتھی پر رکھا ہوا ہمراہ تھا جب وہان سے لوٹکر پھر دہلی مین آیا تو اُسے دار القضاۃ کے آگے پنجرے سے نکال کر اپنے سامنے دو ٹکڑے کرا دیے اس بادشاہ مین دو ضدین جمع تھین نام عادل تھا اور سیرت ظالم اسی وجہ سے بعضون نے اسکا لقب خونی بھی لکھا ہی القصہ جب اس بادشاہ کا ظلم و جور حد سے گذرا اور سلطنت مین ایسا خلل پڑ گیا جسکی کوئی تدبیر ممکن نہ ہوئی اسی غم و غصے مین بادشاہ کو مرض دق شروع ہو گیا اور اسی حال مین ٹھٹھہ پر اس سبب سے کہ وہان ملک طغی نے پناہ پکڑی تھی یورش کی اسی زمانے مین قزغن بادشاہ خراسان کے نائب نے التون بہادر کو مع پانچ ہزار سوارون کے بادشاہ کی مدد کے لیے بھیجا اسی خوشی مین بادشاہ کو کچھ تخفیف ہوئی جب ٹھٹھہ مین پہونچا عاشورے کے دن روزہ رکھا گرمی کی بھی بڑی شدت تھی افطار کے وقت مچھلی کھائی اُس سے پھر وہی حال ہو گیا اکیسوین محرم ۷۵۲ھ سات سو باون مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کو انتقال کیا اور مخلوق کو اُسکے ہاتون سے نجات ملی اسکے زمانے کے مشہور شاعرون مین سے بدر شاشی تھا جسنے اسکے نام پر شاہنامہ لکھا ہی اور اُسمین تیس ہزار شعر ہین

ذکر سلطان فیروز شاہ کا

فیروز شاہ سلطان محمد عادل کا چچا زاد بھائی تھا اور چونکہ اُسی کو سلطان محمد نے مرتے وقت ولیعہد کیا تھا اس سبب سے بعد انتقال سلطان محمد عادل کے سنہ مذکور مین نواحی ٹھٹھہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا یہ بھی مشہور ہی کہ باعث اُسکی سلطنت کے حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی اور مخدوم زادہ عباسی بغدادی ہوے اور عوام مین یہ بھی افواہ ہی کہ بادشاہ کی زندگی مین ہی حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی نے فیروز شاہ کو بادشاہ بنانے کے ڈھنگ ڈال دیے تھے کسی نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچا دی اُسنے حکم دیا کہ ان دونون پیر و مرید کو دہلی سے قید کر کے ہمارے لشکر مین لے آؤ چنانچہ جب ان دونون کو قید کر کے لیچلے اور نواحی ہانسی مین پہونچے تو ملک فیروز کسی طرح محافظون کو راضی کر کے حضرت شیخ بدر الدین نبیرۂ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین پہونچکر حاضر ہوا اُنکی زبان مبارک پر یہ کلمہ گذرا کہ ایک کو قید کر کے بادشاہت کے لیے لیے جاتے ہین اور اُسکو خبر نہین القصہ جب بادشاہ کے لشکر مین پہونچے تو اُسی وقت بادشاہ نے ان دونون کو

قتل کا حکم دیا لیکن یہ حکم دیتے ہی معاً حالت نزع مین گرفتار ہوگیا محافظون نے بادشاہ کا یہ حال
دیکھکر ان دونون کو چھوڑدیا حسب اتفاق اُس روز بادشاہ کا بیٹا کھیِن شکار کو گیا تھا جب بادشاہ کا
انتقال ہوگیا تو فیروزشاہ ارکین سلطنت کے اتفاق سے تخت پر بیٹھ گیا اور بادشاہ کے بیٹے کو
علٰحدہ کردیا اور جب دہلی مین آیا تو توابعات ہانسی سے ضلع حپوراسی کو واسطے مصارف خانقاہ و لنگر
حضرت شیخ بدرالدین موصوف کے وقف کردیا یہ بھی مشہور ہے کہ حضرت شیخ ممدوح کو سلطان محمد نے
اپنی جامہ داری پر مقرر کیا تھا ایک روز آپ نے اُسکے کپڑے مین گرہ لگاکر فرمایا کہ نصیرالدین بندۂ خدا
کشادہ اُسی روز سلطان محمد کا انتقال ہوگیا بعد وفات سلطان محمد کے مغلون نے بادشاہی
لشکر کو لوٹنا شروع کیا تھا اسلیے فیروزشاہ نے سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ مغلون کا گروہ لشکر سے
علٰحدہ اُترا کرے پھر بھی اُنھون نے یہ حرکت نہ چھوڑی تو بادشاہ نے بذات خود لشکر کی نگاہبانی کی
اور مغلون کی گوشمالی کرکے فوج کو اس مصیبت سے چھڑایا اور سیوستان کے راستے سے
متواتر کوچ کرتا ہوا دہلی مین پہونچا احمد ایاز خواجہ جہان ایک مجہول النسب لڑکے کو غیاث الدین محمود شاہ کے
خطاب سے بادشاہ بناکر خود اُسکا وکیل بن بیٹھا تھا جب سلطنت فیروزشاہ کی قرار پاگئی تو بعد
بہت سی بحث اور ردوکد کے اشرف الملک وغیرہ امیرون کے ذریعے سے تنگے سر گردن مین
ڈال کر نواح ہانسی مین حاضر ہوا بادشاہ نے بھی اُس سے درگذر کرکے کوتوال ہانسی کے سپرد کردیا
اور جو جو اس کام مین اُسکے ساتھ شریک تھے سب کو کسی طرف نکال دیا جب دن سرستی مین منزل
تھی اُسی دن شاہزادہ فتح خان کے پیدا ہونے کی خبر آئی اور وہین گجرات سے ملک طغی کے
فساد کی خبر ملی رجب کی دوسری تاریخ دہلی کے تخت پر جلوس کیا اور ازسرنو امیرون کو منصب تقسیم
کیے سنہ سات سو ترپن مین کوہ سرمور کی طرف بطور سیر و شکار کے جاکر واپس آیا اسی سال کے
ماہ رجب مین شاہزادہ محمد خان جسکا آخر مین ناصرالدین محمد خطاب ہوگیا ہے پیدا ہوا سنہ سات سو
چون مین کلانور کی طرف شکار کے لیے گیا اور سرستی کے کنارے پر ایک بڑی عمارت بناکر
شیخ صدرالدین ملتانی کو حوالہ کی ملک قبول نائب وزیر کو خان جہان کا خطاب دیا اسی سال کے
آخر مین لکھنوتی کی طرف حاجی الیاس کی تنبیہ کے لیے جو شمس الدین اپنا خطاب مقرر کرکے
بادشاہی کے خیال مین تھا متوجہ ہوا اُسنے قلعہ اکدالہ مین جو بنگالے مین سب سے زیادہ

مضبوط قلعہ مین پناہ پکڑی اور کچھ تھوڑا سا مقابلہ کر کے شکست کھائی اور سب سامان سلطنت کا اسکا
فیروز شاہ کے ہاتھ آیا چونکہ برسات کا موسم آگیا تھا اسلیے بادشاہ اُس سے صلح کر کے اپنے ملک کو
واپس آیا ۷۵۵ھ سات سو پچپن مین مانک پور کے راستے سے دہلی مین پہونچا اور جمنا کے کنارے پر
فیروزآباد کا قلعہ بنایا ۷۵۶ھ سات سو چھپن مین دیبالپور کو گیا اور ستلج سے ایک نہر نکال کر جھجر مین وہان سے
اڑتالیس کوس ہر لایا ۷۵۷ھ سات سو ستاون مین مندوی اور سرمور کے پاس سے جمنا کی ایک نہر نکالی
اور سات نہرین اور اسمین ملا کر ہانسی کو اور وہان سے راس کو لے گیا اور وہان ایک قلعہ حصار فیروزہ کے
نام سے بنایا۔ اور اسکے نیچے ایک بڑا حوض بنوایا جسمین نہر سے پانی آتا تھا اور ایک نہر گھگر سے
نکال کر سرستی کے قلعے کے نیچے تک اور پھر وہان سے ہرنی کھیڑہ تک پہونچائی اور ان دونون کے درمیان
مین ایک قلعہ فیروزآباد کے نام سے بنوایا اسی سال مین عید الضحیٰ کے روز مصر سے خلعت اور ہندستان کی
بادشاہی کا فرمان خلیفہ الحاکم بامراللہ ابوالفتح ابوبکر بن ابوالربیع سلیمان کے پاس سے پہونچا اور اسی
سال مین لکھنوتی سے حاجی الیاس کے قاصد آئے اور بہت عمدہ عمدہ تحفے لائے بادشاہ نے
انپر بہت مہربانی کر کے حکم دیا کہ حاجی الیاس ان تحفون کے عوض ہمیشہ عمدہ ہاتھی بھیجا کرے اس
بادشاہ کا تمام ہندوستان پر تصرف تھا مگر لکھنوتی بعد صلح کے حاجی الیاس کو قرار پا گئی تھی اور دکن مین
سلطان محمد کے وقت سے حسن کانگوی متصرف ہوگیا تھا ۷۵۸ھ سات سو اٹھاون مین
ظفر خان فارسی ستارگون سے دو ہاتھی بطور پیشکش کے لا کر شرف قدمبوسی سے ممتاز ہوا اور منصب
نیابت وزارت پایا ۷۵۹ھ سات سو انسٹھ مین بادشاہ نے سامانہ کی طرف توجہ کی مغلون نے دیپالپور پر
حملہ کیا تھا ملک قبول کو انکی گوشمال کے لیے روانہ کیا چنانچہ وہ بادشاہی لشکر کی ہیبت سے ولایت کو
بھاگ گئے پھر بادشاہ دہلی کو واپس آیا اس سال مین بادشاہ نے بہت سے تازی گھوڑے اور
ولایتی اور ہر طرح کا نفیس اسباب ہمراہ کر کے حاجی الیاس کے قاصدون کو رخصت کیا مگر اثنائے راہ
مین یہ خبر آئی کہ حاجی الیاس کا انتقال ہوگیا اور اسکا بیٹا سلطان سکندر بجاے اسکے تخت نشین ہوا
بادشاہ نے وہ گھوڑے وغیرہ جو تحفے مین بھیجے تھے بہار مین واپس منگا لیے اور قاصدون کو بھی
کڑے مین بلوا لیا ۷۶۰ھ سات سو ساٹھ مین بادشاہ نے بہت سا لشکر ساتھ لیکر لکھنوتی کا ارادہ کیا
اور خان جہان کو دہلی کے انتظام کے لیے چھوڑا اور تاتار خان یعنی ملک تتار کو غزنین کی حد سے

ملتان تک کا ملک سپرد کر کے رخصت کیا اور بادشاہ نے ظفرآباد مین آکر بسبب موسم بارش کے
مقام کیا اسی مقام پر اعظم ملک شیخ زادہ بسطامی مع ملک احمد ایاز کے جسکو بادشاہ نے اپنے
پاس سے مصر کو بھیجا تھا خلیفہ مصر کی طرف سے ایک خلعت بادشاہ کے واسطے لیکر آیا اسکو اعظم خان خطاب
مناسب ہوا اسی جگہ سے بادشاہ نے سید رسول دار کو لکھنوتی کے آئے ہوئے قاصد ہمراہ کر کے
سلطان سکندر کے پاس بھیجا اور سکندر نے بھی پانچ ہاتھی اور کچھ اور تحفے درگاہ مین روانہ کیے مگر کچھ
[illegible] نہوا بادشاہ نے بعد گذرنے موسم بارش کے ظفرآباد سے لکھنوتی کی طرف
توجہ کی راستے مین سلطنت کا سامان اور ہاتھی اور فراش خانہ لعل جو بڑی عزت کی نشانی تھا
شاہزادہ فتح خان کو عنایت کیا اور سکہ بھی اسی کے نام کا جاری کرایا جب بادشاہ کا لشکر پنڈوہ مین
پہنچا سکندر اسی اکدالہ کے قلعے مین جہان اسکے باپ نے پناہ لی تھی محصور ہوگیا بادشاہ کچھ دنون
قلعہ کو گھیرے رہا آخر سکندر نے سینتیس ہاتھی اور بہت عمدہ عمدہ تحفے بھیجکر امان چاہی سنہ سات سو
اکسٹھ مین بادشاہ پنڈوہ کے راستے سے جونپور مین آیا اور برسات کی فصل وہین بسر کی آخر سال
مین بہار کے راستے سے جاجنگر کا قصد کیا اور ہاتھیون اور خیمون وغیرہ کو کڑے مین بھیجا جب [illegible] مین
پہونچا وہان کا راجہ کسی طرف کو نکل گیا پھر بادشاہ نے بارانسی کی طرف کوچ کیا وہان کا راجہ جو بڑا نامی تھا
تلنگانہ کی طرف بھاگ گیا بادشاہ نے کچھ اسکا تعاقب کیا آخر لوٹ آیا اور شکار کھیلتا ہوا راے پرہان دیو
کے ملک مین پہنچا اسنے تینتیس ہاتھی اور کچھ اور عمدہ تحفے بطور پیشکش کے بھیجے پھر بادشاہ پدماوتی اور درم تلا کے
جنگل مین جہان ہاتھی بہت تھے شکار کھیلنے گیا اور دو ہاتھیون کو جان سے مارا اور تینتیس زندہ پکڑ لیے
ضیاء الدین برنی نے اس باب مین یہ رباعی لکھی ہے رباعی شاہی کہ ز حق دولت پاینده گرفت +
ادبار ز قصد جہانش [illegible] شد و گرفت + از بہر شکار فیل در جاج نگر آمد دو بکشت سی و سہ زندہ گرفت +
پھر وہان سے بہت جلد کوچ کر کے مراجعت کی سنہ سات سو بہتر مین دہلی کو آیا تھوڑے دنون کے بعد
نہر سلیمہ کی طرف گیا یہ ندی ایک پہاڑی کے ٹیلے مین سے نکل کر ستلج مین گرتی تھی اسکو سرستی بھی کہتے ہین
اور اسکے برابر ایک اور ندی بہتی تھی اور وہ ٹیلہ دونون نہرون کے بیچ مین حائل تھا اگر وہ
کھودا جاتا تو سرستی کا پانی دوسری نہر مین ہوکر سہرند اور منصورپور اور سامانہ کی طرف جاری ہوجاتا بادشاہ نے
حکم دیا کہ پچاس ہزار بیلدار جمع ہوکر اس ٹیلے کو کھود ڈالین چنانچہ جب اسکو کھودنا شروع کیا تو اس مین سے

ہڈیان ہاتھیون اور آدمیون کی نکلمین آدمیون کے ہاتھون کی ہڈیان تین تین گز کی تھین کچھ گل گئی تھین
کچھ اُسی طرح باقی تھین آخر وہ نہر نہ کھد سکی اسی عرصے مین اُس ضلع سے دس کوس زمین سرہند کی جمع سے
علاحدہ کرکے ضیاء الملک شمس الدین ابو رجا کے حوالے کی چنانچہ اسنے وہان ایک قلعہ
فیروزپور کے نام سے بنایا پھر بادشاہ وہان سے نگرکوٹ کو گیا اور لڑائی کے بعد اسکا محاصرہ
کرلیا آخر وہان کا راجہ حاضر ہوکر نوازش خسروانہ سے معزز ہوا اور بادشاہ نے نگرکوٹ کا سلطان محمد
مرحوم کے نام پر محمد آباد نام رکھا اتفاقاً اُدھر بہار کے دن مین بادشاہ کے واسطے لوگ برف لائے
بادشاہ نے فرمایا کہ اسی مقام پر سلطان محمد کے واسطے برف لائے تھے اور چونکہ مین حاضر
نہ تھا اس سبب سے بادشاہ مرحوم نے بھی اُسکا شربت نہ پیا تھا فیروزشاہ نے یہ قصہ یاد کرکے
مصری کا جو کئی ہاتھیون اور اونٹون پر لدی ہوئی ہمراہ تھی اُس برف مین شربت کرایا اور سلطان محمد
کی روح کے لیے ایک قرآن کا ختم کرا کے وہ شربت سارے لشکر کو تقسیم کیا اسی حال مین
لوگون نے عرض کیا کہ سکندر ذوالقرنین جب اس ملک مین آیا تھا اُسی زمانے سے یہان کے
لوگ نوشابہ کی تصویر اپنے گھرون مین رکھتے ہین اور اُسکی پرستش کرتے ہین اور یہان کے
بتخانے مین کہ جسکو جوالامکھی کہتے ہین ایک ہزار تین سو کتابین اگلے زمانے کے برہمنون کی
موجود ہین اور یہان سے آگ کے شعلے بہت بلند نکلتے ہین کہ جسپر ہزارون مشکین پانی کی ڈالین
تب بھی نہ بجھینگے بادشاہ نے وہان کے برہمنون کو بُلا کر وہ کتابین منگوائین اور فارسی مین ترجمہ
کرایا اُنمین ایک کتاب عزالدین خالد قانی نے جو اُس زمانے کے بڑے شاعرون مین سے تھے علم
نجوم کے بیان مین نظم کی ہے اور دلائل فیروزی اُسکا نام رکھا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے
بھی اس کتاب کو لاہور مین سنہ ایک ہزار ہجری مین اول سے آخر تک دیکھا تھا لیکن
چندان تعریف کے قابل نہین ہے اور یہ ہم لکھتے ہین کہ مین نے اور کتابین بھی جو سلطان فیروز کے
نام پر ترجمہ ہوئی ہین قبل اُس کتاب کے دیکھنے سے دیکھی تھین بعضی اُنمین سے موسیقی کے
فن مین تھین اور بعضی کتاب مین کُشتی کے داو پیچ لکھے تھے اور بعضی کتاب مین کچھ اور بیان تھا
مگر اکثر بیفائدہ تھین شاید ترجمہ کی اُنکی اس سبب سے تھی کہ مطالب اچھے نہ سمجھے یا بیان اچھا
نہ تھا پھر بادشاہ وہان سے ٹھٹھے کو گیا اور جام وہان کا حاکم قلعہ بند ہو گیا چونکہ اُس ضلع مین

دریا بہت تھے اور بارش کی کثرت تھی اور غلہ بھی بہت مہنگا تھا اس سبب سے بادشاہ اُسکے محاصرے کو
ترک کرکے گجرات کو گیا اور نظام الملک وہان کے حاکم کو نائب وزیر کرکے دہلی کو بھیجدیا اور اُسکی جگہ
ظفر خان کو گجرات مین مقرر کیا وہان سے پھر ٹھٹھہ کو آیا اس مرتبہ جام امن مانگ کر حاضر ہو گیا اور سب
امیر اور رئیس [illegible] دہلی تک ساتھ آئے اور وہان بادشاہ کی نوازشون سے مالامال ہو کر بدستور سابق
ٹھٹھہ کی حکومت پر مقرر ہوا سنہ [illegible] خان جہان وزیر نے وفات پائی اور اُسکے بیٹے
جونا شاہ کو خان جہان خطاب ملا [illegible] مولانا داؤد نے مثنوی چندائن ہندی زبان مین لورک اور چاندا کے
عشق کے بیان مین اُسکے نام پر لکھی [illegible] ذوق و شوق کی کتاب ہے اور مخدوم
شیخ تقی الدین واعظ [illegible] پڑھا کرتے تھے اور لوگون پر اُسکے سننے سے
بہت وجد و حال طاری ہوتا [illegible] شیخ [illegible] سے پوچھا گیا کہ اس ہندی مثنوی کے
منبر پر پڑھنے کی کیا وجہ ہے [illegible] اُسکے مطابق اقوال اہل تصوف اور
مطابق آیات قرآنی [illegible] اس مثنوی کو بڑے ذوق سے گایا کرتے ہین سنہ
سات سو نہتر مین ظفر خان کا انتقال ہوا اور گجرات مین اسکا بیٹا مقرر ہوا سنہ سات سو چہتر مین
شاہزادہ فتح خان کے انتقال نے بادشاہ کا بہت جی دکھایا اسی سال مین شمس الدین دامغانی کو کہ غند
اور خیرہ دل آدمی تھا [illegible] اور اُسنے گجرات کی حکومت بہت ترقی سے اس شرط پر قبول کی کہ ہر سال
سو ہاتھی اور دو سو عربی گھوڑے اور چالیس بردے اور سوا اسکے اور بہت سا مال اور اسباب
نقد دیگا دہلی مین بھیجا کرے [illegible] وہان سے وصول نہوا مجبور ہو کر باغی ہو گیا سنہ سات سو اٹھاسی
مین گجرات کے امیران صدہ نے اسکو قتل کر کے سر اُسکا بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا اُسکے
بعد گجرات کا [illegible] فرحت الملک مفرح سلطانی کو سپرد ہوا سنہ سات سو اناسی مین
بادشاہ نے اٹاوہ اور اکیہت کی طرف قصد کیا اور وہان کے راجون کو مع اُنکے خاندان کے
گرفتار کر کے دہلی مین بھیجدیا اور بہت سے قلعے اس ضلع مین بنائے اور فیروزپور اور تغلق پور ملک تاج الدین
ترک کے بیٹے اور ملک [illegible] افغان کو حوالہ کر کے دہلی مین واپس آیا اس سال مین ملک نظام الدین
حاکم اودھ کا جو بادشاہ کے [illegible] تھا انتقال ہوا اور ملک اودھ اُسکے بڑے بیٹے سیف الدین کے
سپرد ہوا سنہ سات سو اکاسی مین بادشاہ نے سامانے کی طرف کوچ کیا اور شاہ آباد اور انبالے سے گذر کر ستور کے

پہاڑون مین گیا اور وہان کے راجون سے بہت سی پیشکشین حاصل کرکے تخت گاہ کو واپس آیا
اور نصیر خان کو کڑے اور مہوبے کے ضلع سے بلا کر مغلون کی تنبیہ کے لیے ملتان کی طرف بھیجا اور
مہوبے کا ضلع اسکے بیٹے سلیمان کو سپرد کیا سید خضر خان سلطان علی الدین بدایونی کے دادا کو
اس نصیر خان نے اپنا بیٹا کیا تھا ۷۸۲ھ سات سو بیاسی مین کیتھل کی طرف توجہ کی راے لکھو کر دھان کے
مقدم نے سید محمد و سید علی الدین دونون بھائیون کو جو بداؤن کے حاکم تھے دھوکے سے قتل
کیا تھا اسلیے بادشاہ نے اسکے انتقام کا قصد کیا لکھو کر مذکور کمایون کی طرف بھاگ گیا بادشاہ نے
کیتھل کو بالکل تاخت و تاراج کر دیا اور ملک افغان کو راے لکھو کر کا مفسدہ رفع کرنے کے لیے سنبھل
مین چھوڑا اور ملک قبول کو بداؤن مین تعینات کیا چنانچہ قبول پورہ محلہ بداؤن مین اسی کے نام سے
مشہور ہے ہر سال بطریق شکار کے آکر کیتھل کو لوٹ کھسوٹ جاتا تھا بعد ازان بادشاہ دہلی کو واپس آیا
۷۸۷ھ سات سو ستاسی مین بادشاہ نے موضع بیولی مین جو بداؤن سے سات کوس ہے اور اسکو
مواسا بھی کہتے ہین ایک قلعہ فیروزپور کے نام سے بنوایا اور چونکہ اس بادشاہ کی یہ سب سے پچھلی
عمارت ہے اس سبب سے اسکو آخرین پور بھی کہتے ہین اب اگرچہ اس قلعے کی عمارت باقی نہ رہی
لیکن ایک ٹیلہ اسکی نشانی موجود ہے اس زمانے مین بادشاہ کی عمر نوے برس کی ہوچکی تھی اس سبب سے
اچھی طرح عقل سلیم نہ رہی تھی خان جہان وزیر کسی امیر کی وقعت نہ دیکھ سکتا تھا اسلیے اسنے بادشاہ کو
بہکا کر کچھ امیرون کو نکال دیا بعضون کو قتل کر ڈالا اور بعضے امیرون پر یہ تہمت لگائی کہ شاہزادہ
محمد خان سے مل گئے ہین اور اس ارادے مین ہین کہ اسکو تخت پر بٹھا دین بادشاہ ان باتون کو
سچ جان کر ان لوگون کے قتل و قمع پر آمادہ ہوا شاہزادہ کچھ دنون ڈر کے مارے بادشاہ سے
بچا بچا رہا آخر ایک روز خلوت مین حاضر ہو کر اپنی نیک نیتی اور خان جہان کی فریب دہی بادشاہ کے
خوب ذہن نشین کر دی اور اسوقت خان جہان کا فساد بادشاہ پر فی الواقعی کھل گیا چنانچہ شاہزادہ محمد خان کو
اسکی گوشمالی کے لیے گوشہ کی طرف رخصت کیا چنانچہ شاہزادہ مذکور بہت سے امراے نامی اور
عوام الناس کو ساتھ لیکر رجب ۷۸۹ھ سات سو نواسی مین خان جہان کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا
خان جہان بعد لڑائی کے زخمی ہو کر میوات کی طرف بھاگا اور کوکا نامے وہان کے زمیندار کے یہان پناہ
لے گیا شاہزادے نے سارا مال و اسباب اسکا لوٹ لیا اور جو جو امیر خان جہان کے شریک تھے سب کو

گوشمالی واجبی دی اس واقعہ کے بعد شاہزادہ ہر طرف سے نچنت ہوکر مطلق العنان ہوگیا اور بادشاہ نے
شعبان سنہ مذکور مین سارا بادشاہی کا سامان اور ہاتھی اور گھوڑے اور کل سلطنت کی علامتین اور
ناصر الدنیا والدین محمد شاہ خطاب عنایت کرکے تخت پہ بٹھادیا اور خود عبادت الٰہی مین مشغول ہوگیا اس روز سے
جمعہ کے خطبے مین دونون بادشاہون کا نام پڑھا جاتا تھا محمد شاہ نے از سر نو امیرون کو مناصب اور
جاگیرین تقسیم کین اور ملک یعقوب کو سکندر خان کا خطاب دیکر خان جہان کے مقابلے مین میوات کو
بھیجا کوکا چوہان وہان کے زمیندار نے خان جہان کو باندھکر سکندر کے پاس بھیجدیا سکندر خان نے
اسکو قتل کرکے سر اسکا محمد شاہ کے پاس بھیجدیا اور خود گجرات کو روانہ ہوا سنہ سات سو نوے مین مع
محمد شاہ بتقریب شکار کے کوہ سرمور کی طرف گیا گجرات مین ملک مفرح نے امیران صدہ کے اتفاق سے
سکندر خان کو مار ڈالا اور لشکر اسکا لوٹ کھسوٹ کر سپاہ سالار کے ساتھ دہلی مین آیا جب محمد شاہ سرمور کی
طرف سے لوٹا تو غفلت اور بے پروائی کو جو جوانی کی عمر کا لازمہ ہے ایسا کام فرمایا کہ سکندر خان کے انتقام کا
کچھ خیال نہوا اور عیش و عشرت مین مشغول ہوگیا اس سبب سے ملک مین طرح طرح کے فساد برپا ہوئے اور
چونکہ محمد شاہ نے سماء الدین اور کمال الدین دو سردارون کو بہت عزت بخشی تھی اسکے حسد مین فیروز شاہ
بادشاہ کے لشکر والے باغی ہوکر ایک میدان مین جمع ہوئے شاہزادے نے ملک ظہیر الدین لاہوری کو
انکی نصیحت کے لیے بھیجا ان خود سرون نے اسکو مارے پتھرون کے زخمی کردیا ظہیر الدین کسی طرح
لہولوہان محمد شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا شاہزادے نے کچھ اپنی جمعیت کو اکٹھا کرکے مقابلہ کیا اور
پہلے حملہ مین شکست دیکر اس گروہ کو متفرق کردیا پھر وہ لوگ سلطان فیروز کے پاس چلے گئے اور
اسکو شریک کرکے پھر مقابلہ کیا دو روز تک لڑائی رہی جب وہ لوگ عاجز ہوگئے تو فیروز شاہ کو جو بہت
ضعیف اور لاغر ہوگیا تھا پھڑکا کر محمد شاہ کے مقابلے کے لیے اپنے ساتھ میدان مین لے آئے جب محمد شاہ کی
لشکر والون اور فیلبانون نے فیروز شاہ کو دیکھا فوراً لڑائی کو موقوف کرکے فیروز شاہ سے جاملے محمد شاہ کے
ساتھ کچھ تھوڑے سے آدمی رہگئے ناچار انکو ساتھ لیکر سرمور کے پہاڑون کی طرف بھاگ گیا اور بادشاہ کا
لشکر جو قریب ایک لاکھ سوار و پیادے کے تھا محمد شاہ کے مکانون مین داخل ہوا اور سارے محمد شاہ کے
مقربون کو لوٹ کھسوٹ کے تباہ کردیا اور بادشاہ نے بھی لوگون کے بہکانے مین آکر محمد شاہ کو ولیعہدی سے
موقوف کیا اور فتح خان کے بیٹے تغلق خان کو تغلق شاہ کا خطاب دیکر ولیعہد بنایا تغلق شاہ نے

میر خسرو بادشاہ کے دادا دکو جو محمد شاہ کے دوستون مین تھا قتل کر ڈالا اور غالب خان حاکم سامانہ کو
جلاوطن کرکے سامانہ کو بھیجدیا اٹھارھوین رمضان سنہ نوسو ستر مین فیروز شاہ کا انتقال ہوا اور اسکو حوض خاص کے
کنارے پر دفن کرکے ایک بڑا گنبد اسکے مزار پر بنا دیا ہے اور وفات فیروز اور نقل فیروز شاہ اسکے
مرنے کی تاریخین ہین مگر دوسری تاریخ مین ایک عدد کم ہے اس بادشاہ نے اڑتیس برس اور کئی مہینے
سلطنت کی فیروز شاہ کے زمانے کے بڑے شاعرون مین ملک احمد امیر خسرو کا بیٹا تھا اور یہ بادشاہ
ندیمون سے بھی تھا اگرچہ اسکا کوئی دیوان مشہور نہین مگر اُسنے جو متقدمین کے کلامون مین دخل کیا اُسے
وہ اکثر لوگون نے اپنی کتابون مین نقل کیا ہے چنانچہ ظہیر کی اس بیت مین تصرف کیا ہے ع
کلاہ گوشہ حکم تو از طریق نفاذ ٭ ربودہ از سر گردون کلاہ جباری ٭ ملک احمد نے کہا کہ پہلا مصرع
اس طرح چاہیے تھا ٭ زہے طپانچہ قہر تو از طریق نفاذ ٭ اور مصرع ثانی مین لفظ ربودہ کے عوض فگندہ
مناسب تھا اور ایک اس شعر مین اصلاح دی ہے ع این سہل سہل بود کہ گوگرد سرخ خواست ٭ گر زان خاک اجر
خواست آزاد کر دی ٭ ملک احمد نے یون بنایا ع این سہل سہل بود کہ آب حیات خواست ٭ اور ایک اس شعر کے
بدلا ہ گر مشک خزانہ خاک در شہر افلاک مرنج ٭ شرح گوہر طبعم خریدار شکند ٭ اس شعر مین بجاے مصرعہ
اول کے یہ تجویز کیا ع گر لعل خزانہ سنگ در شہر شتری مرنج ٭ جناب مصنف لکھتے ہین کہ بعضے اور شعر بھی کئی
نظر سے گذرے تھے مگر یاد نہین رہے اور چونکہ ملک احمد جناب امیر خسرو علیہ الرحمہ کے یادگار تھے
اس سبب سے اُنکے اس تصرفات کو بادشاہ اور امیر اور فاضل اُس زمانے کے بہت پسند کرتے تھے
اور غنیمت جانتے تھے دوسرے شاعر اُس زمانے کے مولانا مظہر کڑہ تھے کہ اُنکی اولاد مصنف کے
زمانے تک لکھنوتی مین موجود تھی اور اپنے باپ دادون کے وقت سے عزت باقی چلی آتی تھی اُنکا
ایک دیوان بھی پندرہ سولہ ہزار شعرون کا ہے اور چونکہ مداومت اُنکی شاعریت پر بڑھی ہوئی تھی
اس سبب سے اُنکی فضیلت کے سامنے اُنکے شعر کا رواج بہت کم ہوا لیکن اگر غور کیجیے تو عجب
چیز ہے تیسرے شاعر اس زمانے کے قاضی عابد ہین جنکا یہ قطعہ ہے قطعہ دوستان
گویند عابدا بچنین طبع لطیف ٭ حیف است کاشعار و غزل از تو فراوان برنخاست ٭ بکر اشعر
غزل گوئیم چون در عہد بادشاہی ہمو دون ممدوح زر افشان برنخاست ٭ اور یہ قطعہ حقیقت مین ان
عربی شعرون کا ترجمہ ہے ع قالوا ترکت الشعر قلت ضرورۃ ٭ باب الدواعی والبواعث مغلق ٭

خلت الدیار فلا کریم یرتجی * منه النوال ولا ملیح یعشق * ومن العجائب انه لا یشتری * ومع الکساد یخان وهو یسرق

ذکر سلطان تغلق شاہ بیٹے فتح خان کا

تغلق شاہ سنہ سات سو نوے مین دادا کی وصیت کے بموجب امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا اور غیاث الدین تغلق اپنا خطاب مقرر کیا اور محمد شاہ کے مقابلے کے لیے فوج بھیجی محمد شاہ تھوڑی سی لڑائی بھڑائی کے بعد نگر کوٹ کو بھاگ گیا اور چونکہ وہان کا رستہ سخت تھا اسواسطے بادشاہی فوج اسکا پیچھا نہ کر سکی اس عرصے مین ابوبکر خان بادشاہ کے بھتیجے نے کچھ بغاوت کی ملک رکن الدین عنبہ وغیرہ کئی امیر اسکے شریک ہو گئے ابوبکر نے فیروزآباد مین جو تغلق شاہ کے رہنے کی جگہہ تھی داخل ہو کر خاص تغلق شاہ کے رہنے کے مکان کے دروازے پر ملک مبارک کبیر کو قتل کیا تغلق شاہ اور خان جہان وزیر دوسرے دروازے کو بھاگے ابوبکر نے اُنکا تعاقب کر کے قتل کیا اور اُنکے سر شہر کے دروازے پر لٹکا دیے یہ حادثہ سنہ سات سو اکانوے مین واقع ہوا اور تغلق شاہ نے پانچ مہینے اور اٹھارہ دن حکومت کی

ذکر سلطنت ابوبکر شاہ بن ظفر خان کا

بعد شہادت سلطان تغلق شاہ کے ابوبکر شاہ بے وقوف امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا ابتدائے جلوس مین سب امیرون کو مناصب تقسیم کیے اور رکن الدین جندہ کو وزارت کے منصب پر سرفراز کیا آخر کو یہ معلوم ہوا کہ رکن الدین بعضے امیرون سے متفق ہو کر غدر کا ارادہ رکھتا ہے اور خود بادشاہی کے خیال مین ہے یہ سنتے ہی فوراً ابوبکر شاہ نے رکن الدین کو مع اُسکے مشیرون کے قتل کیا اور سارا مال و خزانہ انکا ادت لیا روز بروز اسکی سلطنت کی قوت ہوئی اسی اثنا مین سامانہ کے امیران صدہ نے ملک سلطان شہ خوشحال امیر سامانہ کو جو محمد شاہ کے مقابلے کے لیے مامور تھا سامانہ کے حوض کے کنارے پر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سارا گھر بار اسکا لوٹ لیا اور سر اُسکا شاہزادہ محمد شاہ کے پاس نگرکوٹ مین بھیجکر اُسکے بلانے کا پیغام بھیجا چنانچہ محمد شاہ نگرکوٹ سے متواتر کوچ کرتا ہوا جالندھر کے راستے سے سامانہ مین پہنچا اور شان و شوکت کا سامان درست کر کے ماہ ربیع الاول سنہ سات سو اکانوے مین دوبارہ بادشاہی کا نیزہ بلند کیا اور ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور مین پچاس ہزار آدمیون کی فوج ساتھ لیکر دہلی کی طرف کوچ کر کے قصر جہان نما مین منزل کی اور امیرون کو مناسب مناسب منصب عطا کیے اور ملک سرور کو خواجہ جہان اور

ملک الشرق نصیر الدین حاکم ملتان کو خضر خان کا خطاب عنایت کیا ابوبکر شاہ نے بھی بہادر ناہر میواتی کی مدد سے صف آرائی کی ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین فیروزآباد کے میدان مین لڑائی ہوئی محمد شاہ شکست کھاکر دو ہزار سوارون کے ساتھ جمنا اُتر کر میان دوآب کے ملک کو چلا گیا اور ہمایون خان اپنے منجھلے بیٹے کو سامانہ کی طرف بھیجا چنانچہ وہ وہان سے بہت سامان اور پچاس ہزار سوار ساتھ لیکر آیا تو محمد شاہ نے دوبارہ دہلی پر یورش کی اور ابوبکر شاہ کے مقابلے مین پھر شکست کھاکر بھاگا ابوبکر شاہ تھوڑی دور تعاقب کر کے لوٹ آیا محمد شاہ جیتور مین جو گنگا کے کنارے ایک قصبہ ہے پہونچا اور سارا سامان اور لشکر اُسکا برباد ہو گیا محرم سنہ سات سو بانوے مین شہزادہ ہمایون خان سامانہ سے بہت سے امیر مدد کے لیے لایا اور تمام دہلی کے گرد و نواح کو لوٹ مار کے غارت کر دیا ابوبکر شاہ نے عماد الملک کو چار ہزار سوار دیکر مقابلے کے لیے بھیجا پانی پت مین لڑائی ہوئی ہمایون خان شکست کھاکے پھر سامانہ کو بھاگ گیا ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین ابوبکر شاہ بھی بہت جمعیت ساتھ لیکر محمد شاہ کے دفع کے لیے جیتر کی طرف روانہ ہوا اور دہلی سے بیس کوس پر منزل کی محمد شاہ یہ سُنتے ہی دھوکا دیکے دوسری راہ سے دہلی مین داخل ہوا اور قصر ہمایون مین اُترا سب خاص و عام شہر کے اُس سے مل گئے ابوبکر شاہ یہ سُنکر فوراً دہلی کی طرف لوٹا اور ملک بہار الدین جنگی کو جو محمد شاہ کی طرف سے دروازے کا محافظ تھا قتل کر کے بے تحاشا قصر ہمایون کی طرف متوجہ ہوا محمد شاہ پہلے سے غافل تھا یہ دیکھتے ہی گھبرا گیا اور حوض خاص کے دروازے سے نکل کر پھر جیتر کو جو اُسکی اصلی جگہ تھی بھاگ گیا اور بہت سے اُمرا جو اُسکے مقرب ہوگئے تھے مارے گئے اگرچہ اب محمد شاہ مین ابوبکر شاہ کے مقابلے کی طاقت نہ رہی لیکن ابوبکر شاہ کی حرکتین ایسی تھین کہ سب لوگ اُس سے بیدل تھے ماہ رمضان سنہ مذکور مین مبشر حب اور بعضے فیروز شاہی غلامون نے جو امارت کے مرتبے پر پہونچے تھے پوشیدہ محمد شاہ کو خط لکھے اور اپنی استدعا ظاہر کی ابوبکر شاہ اس حال سے واقف ہوکر بہت گھبرایا اور بہادر ناہر سے مدد لینے کے لیے کوٹلہ میوات کی طرف گیا اور ملک شاہین عماد الملک اور ملک بجری اور صفدر خان کو دہلی مین چھوڑا محمد شاہ حسب الطلب اُمرا کے بڑی شان و شوکت سے پھر تیسری بار دہلی مین داخل ہوا اور قصر فیروزآباد مین تخت سلطنت پر جلوس کیا مبشر حب کو اسلام خان کا خطاب دیکر وزارت کا منصب عطا کیا کچھ دنون کے بعد

فیروز آباد سے قصر جہان نما مین چلا گیا اور اُن سب فیروز شاہی غلامون کو جو اول باعث فتنہ و فساد کے
ہوئے تھے قتل کر دینے کا حکم دیا چنانچہ اس قتل عام مین اکثر پورب کی طرف کے آزاد لوگ جنکی زبان مین
کچھ تھین غلامون کے دھوکے مین قتل ہوگئے ابوبکر شاہ کی اس حادثے کے بعد کمر ٹوٹ گئی اسی اثنا مین
محمد شاہ نے کوٹلہ میوات کی طرف ابوبکر شاہ کے مقابلے کے لیے یورش کی مجبور ہو کر ابوبکر شاہ اور بہادر ناہر
امان مانگ کر حاضر ہوگئے بہادر ناہر نے خلعت اور انعام پایا اور ابوبکر شاہ کو میرٹھ کے قلعے مین قید کر دیا
چنانچہ وہ زندگی بھر وہین رہا یہ حادثہ سنہ سات سو ترانوے مین واقع ہوا ابوبکر شاہ نے ڈیڑھ برس سلطنت کی

ذکر سلطان محمد بن فیروز شاہ کا

بعد اس فتح کے محمد شاہ مستقل بادشاہ ہو گیا اور کوئی مدعی سلطنت باقی نہ رہا اسی اثنا مین ملک مفرح سلطانی
حاکم گجرات نے کچھ تمرد کیا ظفر خان اُسکے مقابلے کے لیے نامزد ہوا سنہ سات سو چورانوے مین دو آبہ کے
زمیندارون نے میان دوآب مین فتنہ اُٹھایا اور قصبہ بلارام کو لوٹ لیا اسلام خان نے ہرسنگھ راے اُنکے
سرغنہ کو جا کر شکست دی پھر بادشاہ نے قنوج اور اٹاوے کی طرف کوچ کیا اور وہان کے سرکشون کو گوشمالی دیکر اور
اٹاوے کو تاخت تاراج کرکے پھر قصبہ جتیسری مین جو اُسکی قدیمی مانوس جگہ تھی آیا اور شہر محمد آباد بنا کیا اس
سال مین اسلام خان کو ارادۂ بغاوت کی تہمت مین قتل کیا سنہ سات سو چھیانوے مین ملک مقرب الملک کو
اٹاوے کے سرکشون پر بھیجا اُسنے قول قرار کرکے سب باغیون کو بلا لیا اور قنوج مین لیجا کر قتل کر ڈالا اور پھر محمد آباد کو
واپس آیا اور ماہ شوال سنہ مذکور مین بادشاہ بیمار ہوا اس عرصے مین بہادر ناہر نے کئی موضع لوٹ لیے بادشاہ نے اُسی بیماری مین
کوٹلہ کی طرف یورش کی بہادر ناہر کچھ لڑائی کے بعد بھاگ گیا اور بادشاہ فتح پا کر محمد آباد کو واپس آیا اور وہان
کچھ عمارت بنوانی شروع کی اس حال مین بیماری کی پھر شدت ہوئی سرشیخا کھوکر باغی ہو کر لاہور پر متصرف ہو گیا تھا
بادشاہ نے سنہ سات سو چھیانوے مین شہزادہ ہمایون خان کو اُس طرف نامزد کیا ابھی وہ شہر مین تھا کہ بادشاہ نے
ملک آخرت کو رحلت کی اور باپ کے حظیرے مین حوض خاص کے کنارے دفن ہوا اس بادشاہ نے چھ برس اور سات مہینے حکومت کی

ذکر سلطان علاء الدین سکندر شاہ بن محمد شاہ کا

بعد انتقال محمد شاہ کے اُسکا بیٹا علاء الدین سکندر شاہ جسکا ہمایون خان نام تھا اُنیسوین ربیع الاول سنہ
سات سو چھیانوے مین بموجب ولیعہدی پدر کے تخت سلطنت پر بیٹھا اور فقط ایک مہینہ اور سولہ روز
سلطنت کا مزا چکھ کر دنیاے فانی کو ترک کیا مصرع روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اِسکے ایام شاہزادگی مین ایک فاضل نے مقامات حریری کے مقابلے مین ایک کتاب اُسکے نام پر لکھی ہے مصنف نے بھی ایک مقالہ اُسکا دیکھا ہے

ذکر سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ کا

بعد انتقال علاء الدین کے محمد شاہ کا چھوٹا بیٹا محمود شاہ سب امیرون کے مشورے سے تاریخ
سبیوین جمادی الاولی سنہ مذکور کو تخت سلطنت پر بیٹھا اور سلطان ناصر الدین محمود شاہ اپنا خطاب مقرر کیا
وزیر السلطنت الملک کو مقرب خان کا خطاب دیکر ولیعہد کیا اور منصب اور خطاب اور جاگیرین سب امیرون کو دے
مفسدین اور سرکشون کی تنبیہ کے لیے جنھون نے بڑا فساد برپا کر رکھا تھا خواجہ جہان کو سلطان الشرق
خطاب دیکر قنوج سے بہار تک سب ملک سپرد کرکے اُس طرف روانہ کیا چنانچہ اُسنے جاج نگر تک اپنا
قبضہ کر لیا اور بہت سے ہاتھی اور اسباب وہان سے حاصل کیا اور بادشاہ لکھنوتی نے بھی ہر سال
ہاتھی دہلی مین بطور پیشکش کے بھیجنا شروع کیے اور حدود کڑہ اور اودھ اور سندیلہ اور ملوتا و بہرایچ
اور ترہٹ کے قلعے جو کافرون نے خراب کر دیے تھے از سر نو تعمیر کیے گئے بادشاہ نے سارنگ خان کو
علاقہ دیبالپور مین شیخا کھوکر کا فتنہ دفع کرنے کے لیے بھیجا اسی سال کے ماہ ذیقعدہ مین شیخا موضع
ساموتھلہ مین جو لاہور سے بیس کوس ہے بڑی لڑائی کے بعد سارنگ خان کے مقابلے سے بھاگ کر
کوہ جمون کی طرف گیا اور سارنگ خان لاہور اپنے بھائی عادل خان کو سپرد کرکے دیبالپور کی طرف
لوٹ گیا اسی سال کے ماہ شعبان مین سلطان محمود نے مقرب خان کو بطور نیابت کے شہر مین چھوڑ کر
اور سعادت خان کو جو عبد الرشید سلطان کے نام سے مشہور تھا اپنے ہمراہ لیکر بیانہ اور گوالیار کی طرف
کوچ کیا اور قصبہ بسباور مین ایک جامع مسجد بہت بڑی سنگین عمارت کی بنوائی جو آج تک موجود ہے جب
بادشاہ گوالیار کے قریب پہونچا تو ملک علاء الدین دھاروال اور ملو خان برادر سارنگ خان و ملک راجو نے
سعادت خان پر غدر کا ارادہ کیا اور اُسنے اِس ارادے سے واقف ہوکر ملک علاء الدین اور مبارک خان کو
پکڑ کر قتل کیا اور ملو خان بھاگ کر مقرب خان کے پاس دہلی مین آ گیا بادشاہ بھی فی الفور تختگاہ کو واپس آیا
اور سواد شہر مین منزل کی اور مقرب خان اس خوف سے کہ ملو خان کو پناہ دی تھی قلعے مین بند ہو گیا
تین مہینے تک سعادت خان اور مقرب خان مین لڑائی قائم ہوئی ماہ محرم سنہ سات سو ستانوے ہجری مین
سلطان محمود مقرب خان کے طرفدارون کے بہکانے سے سعادت خان سے جدا ہو کر قلعے مین جا کر

مقرب خان سے جا ملا اس سبب سے مقرب خان کو بڑی تقویت ہو گئی دوسرے دن سعادت خان نے
میدان مین نکل کر مقابلہ کیا اور شکست کھا کر پھر قلعے مین داخل ہوا اور سعادت خان فیروزآباد مین چلا گیا
اور بعضے امیرون کے ساتھ اتفاق کر کے فتح خان کے بیٹے نصرت خان کو میوات سے بلایا اور ماہ ربیع الاول
سنہ مذکور مین اُسکو تخت پر بٹھا کر ناصر الدین نصرت شاہ خطاب مقرر کیا نصرت شاہ فقط کہنے کو
بادشاہ تھا سارے کاروبار سلطنت کے سعادت خان نے اپنے اختیار مین رکھے تھے بعضے غلام
فیروز شاہ کے اور فیلبان نصرت شاہ سے متفق ہو کر اور یکدست ہو کے اُسکو ہاتھی پر بٹھا کر ایک
بڑی جمعیت ساتھ لیکر یکایک سعادت خان پر جا پڑے سعادت خان اِس ہنگامے سے بالکل
غافل تھا یکایک بیدست و پا ہو کر بھاگ نکلا اور دہلی مین مقرب خان کے پاس التجا لے گیا اُس نے
دغا سے بلا کر قتل کر ڈالا اور محمد مظفر وزیر اور شہاب نامدار اور ملک فضل اللہ بلخی اور بندگان فیروز شاہی
وغیرہم امرائے نصرت شاہی نے از سر نو سلطان نصرت شاہ سے بیعت کی اور اُسنے سب کو
منصب تقسیم کیے اور دہلی مین سلطان محمود اور فیروزآباد مین نصرت شاہ بادشاہی کرنے لگے
مقرب خان نے دہلی کا پُرانا قلعہ بہادر ناہر میواتی کو حوالہ کیا اور ملو خان کو اقبال خان کا خطاب دیا
ہر روز اِن دونون بادشاہون مین شطرنج کی طرح بادشاہون کی لڑائی قائم تھی سارے ملک میان دوآب کا
اور سنبھل اور پانی پت اور رہتک اور جھجر نصرت شاہ کے تصرف مین تھا اور دہلی پر انکے قلعے جیسے
دہلی اور سیری وغیرہ سلطان محمود کے قبضے مین رہے اور یہ مثل اُسی دن سے مشہور ہے کہ خداوند عالم
از دہلی تا پالم اور تمام ہندوستان مین بہت سے لوگ تھوڑے تھوڑے ملک دبا کر خود مختار
حاکم بن بیٹھے تین برس تک ملک کی یہ کیفیت رہی کہ کبھی فیروزآباد والے دہلی والون پر غالب آگئے
اور کبھی یہ اُنپر سنہ سات سو اٹھانوے مین خضر خان امیر ملتان اور سارنگ خان حاکم دیبالپور مین
بڑی لڑائی ہوئی آخر کو ملک مردان کے بعضے غلام جو ملک سلیمان پدر خضر خان کا مربی تھا بیوفائی کرکے
سارنگ خان سے ملگئے اور ملتان خضر خان کے قبضے سے نکل کر سارنگ خان کے قبضے مین آگیا
اور روز بروز اُسکی جمعیت بڑھتی گئی سنہ ۷۹۹ سات سو ننانوے مین سارنگ خان نے غالب خان
حاکم سامانہ اور تاتار خان والی پانی پت کو نکال کر دہلی تک اپنا قبضہ کر لیا نصرت خان نے ملک الماس
غلام فیروز شاہی کو بہت سے ہاتھی اور لشکر دیکر تاتار خان کی مدد کے لیے روانہ کیا تاکہ سامانہ کو

سارنگ خان سے چھین کر غالب خان کے سپرد کر دی محرم سنہ آٹھ سو مین موضع کوٹلہ کے نواحی
مین بڑی لڑائی ہوئی آخر سارنگ خان شکست کھا کر ملتان کو بھاگ گیا اور تاتار خان تلونڈی تک خود
جا کر لوٹ آیا اور آگے کو کمال الدین مبین کو سارنگ خان کے تعاقب مین روانہ کیا ماہ ربیع الاول سنہ مذکور
مین میرزا پیر محمد نے جو صاحبقران امیر تیمور گورکان بادشاہ خراسان اور ماوراء النہر کا پوتا تھا سندھ ندی سے
اُتر کر اچھ کے قلعے کا محاصرہ کر لیا ایک مہینے تک علی ملک سارنگ خانی قلعے مین سے لڑتا رہا پھر ملک
تاج الدین بختیار ہزار سوار سارنگ خان سے لیکر اچھ کے قلعے پر پہونچا تب میرزا پیر محمد نے اُس
قلعے کو چھوڑ دیا اور دھوکا دیکر بیاس ندی کے کنارے پر جس جگہ ملک تاج الدین کی فوج پڑی تھی
ایسے حال مین کہ وہ غافل تھے حملہ کیا اور بہت سے آدمی تاج الدین کی طرف کے قتل کر ڈالے
کچھ ندی مین ڈوب کر مر گئے اس فتح کے بعد مرزا پیر محمد نے فوراً جا کر ملتان کے قلعے کو گھیر لیا
سارنگ خان چھ مہینے تک لڑتا رہا آخر امن طلب کر کے حاضر ہو گیا پیر محمد تیمور کے آنے تک
ملتان مین ٹھہرا رہا ماہ شوال سنہ مذکور مین اقبال جو ملو یا سلطان کے نام سے مشہور تھا
دبستا سے عہد و پیمان کر کے نصرت شاہ کا شریک ہوا اور نصرت شاہ کو مع لشکر اور ہاتھیون کے
قصر جہان نما مین لے گیا مقرب خان اور بہادر ناہر پرانی دہلی کے قلعے مین بند ہو گئے تیسرے دن
اقبال خان نے دھوکا دیکر نصرت شاہ کے لشکر پر یورش کی وہ اس دغا سے غافل تھا بدحواس ہو کر
فیروزآباد مین بھاگ آیا اور وہان سے جمنا اُتر کر تاتار خان اپنے وزیر کے پاس پانی پت مین چلا گیا
اور سارا سامان اور ہاتھی نصرت خان کے اقبال خان مکار کے ہاتھ لگے دو مہینے تک مقرب خان
اور اقبال خان مین ہر روز لڑائی ہوتی رہی بعد ازان بعض امیرون نے درمیان مین پڑکر دونون کو
ملا دیا اور صلح کرا دی بعد چندروز کے اقبال خان نے مقرب خان سے دغا کر کے یکایک اُسکے
مکان کا محاصرہ کر لیا اور جب وہ امن مانگ کر آیا تو اُسکو قتل کر ڈالا اور سلطان محمود کو پکڑ کے
برائے نام بادشاہ بنا لیا اور کاروبار ملکی سب اپنے قبضے مین کیے ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور مین
اقبال خان نے پانی پت کو بھی تاتار خان کے آدمیون سے چھین لیا اور سارے اُنکے
ہاتھی اور سامان اپنے قبضے مین کر لیے اس سے پہلے تاتار خان نے دہلی کی طرف توجہ کی تھی
یہان اُس سے خاک بھی نہو سکا بلکہ اور اپنا ملک بھی ہاتھ سے گیا مجبور ہو کر دہلی سے گجرات کو اپنے

پاس کے پاس چلا گیا اقبال خان نے دہلی مین آکر تاتار خان کے داماد نصیر الملک کو جو اُس سے بل گیا تھا
بادل خان خطاب دیکر میان دوآب کا ملک حوالہ کیا ماہ صفر ۸۰۱ھ آٹھ سو ایک مین امیر تیمور
تلبنہ کو لوٹ کھسوٹ کے ملتان مین آیا اور بہت سے سارنگ خان کے لشکر والے جو مرزا پیر محمد نے
پکڑ کر قید کر لیے تھے تہ تیغ کیے گئے پھر تیمور نے وہان سے متواتر کوچ کر کے قلعہ بھست کو بھی
فتح کیا اور رائے جلجین بھٹی کو پکڑ کے سارے قلعہ والون کے ساتھ قتل کر ڈالا وہان سے چلکر
سامانہ کو فتح کیا دیبالپور اور اجودھن اور سرستی کے سارے باشندے جان کے خوف سے
ادھر ادھر بھاگتے پھرتے تھے سلطان تیمور نے اکثر کو قتل کر ڈالا اور بعضون کو قید کر کے
اپنے ہمراہ لے لیا وہان سے کوچ کر کے جمنا کو اُتر کر میان دوآب کے ملک مین آیا اور سارے
ملک کو لوٹ کھسوٹ کر کے تباہ کر دیا پھر قصبہ لونی مین جو جمنا کے کنارے پر دہلی کے قریب
واقع ہے نزول کیا اس منزل مین تخمیناً پچاس ہزار قیدی جو گنگا کے کنارے تک سے پکڑے تھے
قتل کیے اور بعضے لوگ بڑے بڑے عمامے باندھے ہوسے مولویون کی صورت بنائے ہوسے
اُس لشکر کے ساتھ تھے اُنھون نے مسلمان قیدیون کو بھی ہندوون کے حکم مین داخل کر کے
بہ نیت جہاد اپنے ہاتھ سے قتل کیا ماہ جمادی الاول ۸۰۱ھ آٹھ سو ایک مین امیر تیمور نے جمنا کو
اُتر فیروزآباد مین منزل کی اُسکے دوسرے دن حوض خاص پر ڈیرے ڈالے اقبال خان
بہت سے ہاتھی اور فوج لیکر مقابلے مین آیا مگر پہلے ہی حملے مین شکست کھائی اس لڑائی مین
بڑی مخلوق قتل ہوئی اور سارے ہاتھی تیموریون نے چھین لیے جب رات ہوئی تو اقبال خان
اور سلطان محمود شہر مع عیال و اطفال مین رکھکر سارے اپنے اہل و عیال کو اُسی بلا مین چھوڑ گئے
اور سلطان محمود گجرات کی طرف بھاگ گیا اور اقبال خان جمنا اُتر کر قصبہ برن کو چلا گیا امیر تیمور نے
دوسرے دن دہلی مین داخل ہو کر شہر والون سے بہت سا مال و اسباب ٹھہرا کر امن دی
اور اُن سے وہ ٹھہرا ہوا مال اور سوا اُسکے اور بہت سی پیشکشین حاصل کین اسی اثنا مین
تیمور کے لشکر کے کچھ سپاہیون کو شہر والون نے مار ڈالا تیمور نے یہ سُنکر سارے شہر والون کو
قید کر لینے کا حکم کیا اور سب کو پکڑ کر ماوراء النہر کو لے گیا منجملہ اُن قیدیون کے شیخ
احمد کھٹو بھی تھے جنکا مزار گجرات مین احمدآباد کے قریب موجود ہے وہ بھی تیمور کے لشکر کے ساتھ گئے

چنانچہ انھون نے امیر تیمور سے ملاقات کی اور اپنا فضل و کمال ظاہر کرکے اُسکو اپنا معتقد کر لیا اور
وہان کے سارے عالمون فاضلون کو مباحثہ مین الزام دیا اور تیمور سے قیدیون کی سفارش کی
تیمور نے انکی خاطر سے سب کو چھوڑ دیا یہ حق شیخ ممدوح کا سارے اہل ہند کی گردنون پر باقی رہا شیخ کے
حالات مین یہ سارا قصہ تفصیل سے مذکور ہے اس فتح سے تھوڑے دنون کے بعد خضر خان اور
بہادر ناہر میواتی جو خوف کے مارے میوات کے پہاڑون مین چھپ رہے تھے امیر تیمور کی خدمت مین
حاضر ہوے سوا ے خضر خان کے جو شاید کچھ پہلے شناسائی امیر تیمور سے رکھتا تھا سب کو تیمور نے
قید کر لیا اور دربار ا ہندوستان کو لوٹا اور کوہ سوالک کے ملکون کو فتح کرکے ایک زلزلہ ڈال دیا پھر
لاہور مین آیا اس فتح کی تاریخ لفظ رخا اور خار سے نکلتی ہے اور شیخا کھوکر کو جو پہلے تیمور کی خدمت مین
حاضر ہوا تھا اور پھر کسی حیلے سے لاہور کو سارنگ خان سے چھین کر خود متصرف ہو گیا تھا امیر تیمور نے مع
اہل و عیال کے قید کر لیا اور سارے اہل لاہور کے لوٹ لینے اور پکڑ لینے کا حکم دیا اور خضر خان کو دیبالپور اور
ملتان کا ملک حوالہ کرکے فرمایا کہ دہلی بھی ہمنے تجکو ہی عطا کی پھر امیر تیمور لاہور سے کابل ہوتا ہوا سمرقند کو چلا گیا
اس سال مین دہلی مین ایسی وبا اور قحط کی کثرت ہوئی کہ بالکل ویران ہو گئی اور دو مہینے تک ایسی اُجڑی پڑی رہی
کہ کسی چرندے پرندے کا بھی نشان باقی نہ رہا نصرت شاہ جو اقبال خان کے مقابلے سے بھاگ کر
میان دوآب مین چلا گیا تھا ایسے وقت مین فرصت کو غنیمت سمجھکر میرٹھ مین آیا اور وہان سے
دہلی مین داخل ہوا عادل خان وغیرہ بہت سی مخلوق جو مغلون کے ہاتھ سے خلاصی پاکر ادھر اُدھر گوشون
مین چھپ بیٹھی تھی سب اُسکے پاس آکر جمع ہو گئی جب بہت سی جمعیت اکٹھی ہو گئی تو نصرت شاہ نے
شہاب خان کو اقبال خان سے مقابلے کے لیے برن کی طرف بھیجا راستے مین تھوڑے سے
ہندوؤن نے اکٹھے ہو کر شہاب خان پر شبخون کرکے اُسکو قتل کر ڈالا اور اقبال خان نے شبیخون کرکے
سارے اُسکے اسباب اور ہاتھیون پر قبضہ کر لیا اور روز بروز اُسکو تقویت ہوتی گئی اور نصرت خان کا
کام درہم برہم ہو گیا بعد ازان اقبال خان نے برن سے دہلی کی طرف کوچ کیا یہ سنکر نصرت شاہ
فیروزآباد سے میوات کی طرف بھاگ گیا اور اُسی جگہ ملک آخرت کو کوچ کیا اُس زمانے مین ہر طرف
ہندوستان مین لوگ بادشاہ بن بیٹھے ۸۰۲ھ آٹھ سو دو مین اقبال خان نے شمس خان اوحدی
حاکم بیانہ پر یورش کی نوہ اور پٹیل کے جنگل مین لڑائی ہوئی آخر اقبال خان نے فتح پائی اور شمس خان

لوٹ کر بیانہ کو چلا گیا پھر اقبال خان نے کٹیھر پر لشکر کشی کر کے سرا سے ہرسنگھ وہان کے راجہ سے
بہت سامال بطور پیشکش کے لیا اسی سال مین خواجہ جہان نے جو جونپور مین انتقال کیا اور اُسکی جگہ
ملک مبارک قرنفل مبارک شاہ اپنا خطاب مقرر کر کے قائم مقام ہوا ماہ جمادی الاول سنہ آٹھ سو تین مین بیانہ
شمس خان بیانے والے اور مبارک خان بن بہادر ناہر خان نے اقبال خان سے صلح کر لی اقبال خان نے
انکو ساتھ لیکر حدود پٹیالی مین آب سیاہ کے کنارے پر جو کالے پانی کے نام سے مشہور ہے راجہ سے
وہان کے مقدم سے لڑ کر فتح پائی اور اٹاوہ تک کفار کا پیچھا کیا جب قنوج مین پہنچا تو مبارک شاہ
جونپور سے نکل کر گنگا کے اُس کنارے اپنی فوج لیکر مستعد کھڑا ہو گیا اِس کنارے پر اقبال خان کی
فوج تھی کسی کی جرأت گنگا اُترنے کی نہ ہوئی تھی آخر کار دونون اپنے ملک کو لوٹ گئے لوٹتے وقت
اقبال خان نے شمس خان اور مبارک خان کو دغا کر کے مار ڈالا اسی سال مین ایک بادشاہی
غلام نے جو غالب خان والی سامانہ کا داماد تھا ایک بڑا انبوہ جمع کر کے تاریخ [illegible] رجب سنہ مذکور مین
نواحی اجودھن مین خضر خان سے مقابلہ کیا اور شکست کھا کر شہر بھٹیر مین چلا آیا غالب خان اور
سب امیرون نے متفق ہو کر اُسکو قتل کر ڈالا سنہ آٹھ سو چار مین محمد شاہ کا بیٹا سلطان محمود
دھار سے دہلی مین آیا تھا اقبال خان اُسکے استقبال کو گیا اور اُسکی بڑی تعظیم کر کے
کوشک جہان نما مین اُتارا لیکن چونکہ سارا سامان سلطنت کا اقبال خان کے اختیار مین تھا اسسبب سے سلطان
محمود اس سے دل رنجیدہ ہو کر قنوج کو اپنے ساتھ لے گیا اسی سال مین مبارک شاہ کا انتقال ہو گیا
اور سلطان ابراہیم اُسکا چھوٹا بھائی اُسکا جانشین ہوا تھا چنانچہ اپنا لشکر لیکر سلطان محمود
اور اقبال خان سے مقابلے کے لیے آیا لڑائی سے پہلے سلطان محمود شکار کے بہانے
اقبال خان کے لشکر سے جدا ہو کر سلطان ابراہیم سے جا ملا مگر سلطان ابراہیم اُس سے
بڑی بے پروائی سے پیش آیا سلطان محمود نے شاہزادہ فتح خان ہروی کو جو مبارک شاہ کی
طرف سے قنوج پر متصرف تھا نکال کر وہان کے قلعے پر اپنا قبضہ کر لیا اور سب وہان کی رعایا سلطان محمود
سے یک ہو گئی پھر سلطان ابراہیم جونپور کو اور اقبال خان دہلی کو لوٹ گئے اور سلطان محمود نے
فقط قنوج پر قناعت کی سنہ آٹھ سو چار مین اقبال خان نے گوالیار پر جو مغلون کے جھگڑے مین
ہرسنگھ نے غدر کر کے مسلمانون سے چھین کر اپنے قبضے مین کر لیا تھا یورش کی اور

بیرم دیو ہرسنگھ کے قبضے سے نکال کر اپنے تصرف مین کر لیا ۸۰۶ آٹھ سو چھ مین تاتار خان ناخلف نے
اپنے باپ ظفر خان کو دغا سے قید کر کے اساول مین بھیجدیا اور سلطان ناصر الدین محمد شاہ اپنا
خطاب مقرر کیا اور بہت سا لشکر جمع کر کے دہلی کی طرف روانہ ہوا راستے مین اُسکے چچا شمس خان نے
اُسکو زہر دیکر مار ڈالا اور ظفر خان کو قید سے نکالا سارا لشکر اُس سے مل گیا ۸۰۷ آٹھ سو سات مین
اقبال خان نے گوالیار اور اٹاوہ کی طرف کوچ کیا سارے اُس طرف کے راجے اٹاوہ کے
قلعے مین اکٹھے ہوگئے چار مہینے تک لڑائی رہی آخر اُن راجون نے چار ہاتھی اور کچھ اور پیشکش لائق
دیکر صلح کر لی اقبال خان پھر وہان سے قنوج کو جا کر سلطان محمود سے مقابلہ کیا اور چونکہ وہ قلعہ بہت
مضبوط تھا کچھ نہ کر سکا مجبور ہو کر پھر دہلی کو واپس آیا اور محرم ۸۰۸ آٹھ سو آٹھ مین سامانہ کو گیا اور
وہان سے دیپالپور کو گیا اور بہرام خان ترک بچہ کو جو سارنگ خان سے مخالف ہوگیا تھا کسی حیلے سے گرفتار
کر لیا اور اُسکی کھال کھنچوا ڈالی اور وہان سے ملتان کی طرف خضر خان کے مقابلے کے لیے گیا
تلونڈی سے رائے کمال الدین مئین و رائے جنیدار دونون کو ہمراہ لیا اُسی دن جمادی الاول کو اجودھن کے
ضلع مین خضر خان سے مقابلہ ہوا چونکہ اقبال خان پر ادبار آگیا تھا پہلے ہی حملے مین شکست ہوئی
اور گھوڑا اُسکا زخمی ہوگیا اس سبب سے اُس معرکے سے باہر نہ نکل سکا خضر خان کے لشکر والون نے
اُسکا پیچھا کر کے پکڑ لیا اور سر اُسکا کاٹ کر فتح پور ضلع ملتان مین بھیجدیا ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور مین
محمود امرائے دہلی کے حسب الطلب پھر دہلی پر آ کر متصرف ہوگیا اور سب امیرون کو منصب
تقسیم کر کے مبارک خان کے کنبے والون کو کول کی طرف روانہ کر دیا ۸۰۹ آٹھ سو نو مین
سلطان محمود نے قنوج کی طرف قصد کیا اُس طرف سے سلطان ابراہیم نے گنگا اُتر کر صف آرائی کی
مگر بے لڑے بھڑے دونون اپنے اپنے ملکون کو لوٹ گئے جب سلطان محمود کے سب امیر اپنے
اپنے ملکون کو چلے گئے ابراہیم نے پھر آ کر قنوج کا محاصرہ کر لیا اور ملک محمود ترمتی جو سلطان محمود کی
طرف سے قنوج کا ناظم تھا چار مہینے تک لڑتا رہا جب کہین سے اُسکو مدد نہ پہونچی مجبور ہو کر امن مانگ کر
سلطان ابراہیم سے مل گیا اور قنوج اُسکے حوالہ کی سلطان ابراہیم نے برسات کی فصل قنوج مین گذاری
اُسکے بعد قنوج اختیار خان کو حوالہ کر کے دہلی کی تسخیر کا قصد کیا ۸۱۰ آٹھ سو دس مین نصرت خان
گرگ انداز اور تاتار خان پسر سارنگ خان اور ملک مرحبا اقبال خان کا غلام محمود سے باغی ہو کر

کوچ نہین کیا محرم ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ مین دولت خان کٹیہر کی طرف بطریق شکار کے گیا اور وہان کے
سارے راجون کو پکڑ کر تبالی کی طرف توجہ کی اس مقام پر مہابت خان حاکم بدایون اُس سے آملا
اسی سال مین سلطان ابراہیم نے قادر خان ابن محمود خان کا کالپی مین محاصرہ کیا اور چونکہ دولت خان کے
پاس جمعیت تھوڑی تھی اس سبب سے اُسنے تغافل کیا اور ان دونون مین سے کسی کو مدد نہ دی
اسی سال کے ماہ ذی قعدہ مین خضر خان فیروزآباد مین آیا اور ادھر کے سب امیر
اُس سے آملے ملک ادریس رہتک کے قلعے مین بند ہو گیا پھر خضر خان میوات کی طرف
گیا اور جلال خان میواتی بہادر ناہر کے بھتیجے کو ساتھ لیکر سنبھل مین آیا اور اُسکو خوب لوٹا کھسوٹا
ذی الحجہ سنہ مذکور مین دہلی کے قصد پر شہر سے باہر منزل کی دولت خان جو چار مہینے تک قلعے
مین بند رہا تھا ملک لونا وغیرہ خضر خان کے طرفدارون کی بے اتفاقی کے سبب سے مجبور ہوا
اور بڑی عاجزی سے امن طلب کر کے خضر خان کی خدمت مین حاضر ہوا خضر خان نے اُسکو
قید کر کے قوام خان کے سپرد کیا اور قوام خان نے حصار فیروزہ مین لیجا کر اُسکو قتل کر ڈالا
یہ واقعہ سترھوین ربیع الاول ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ مین واقع ہوا

ذکر سلطنت خضر خان بن ملک اشرف کا

خضر خان بعد فتح دہلی کے سامان سلطنت کا درست کر کے تخت سلطنت پر بیٹھا خضر خان کے
دادا ملک سلیمان کو ملک نصیر الملک مردان نے فیروزشاہ کے زمانے مین بیٹا کر کے پالا تھا
ایک روز حضرت مخدوم جہانیان شیخ جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کسی ضرورت سے ملک مردان کے گھر
تشریف لائے وقت کھانا کھانے کے ملک سلیمان آفتابہ اور طشت لیکر حضرت ممدوح کے
سامنے ہاتھ دھلانے کے واسطے آیا آپ نے ملک مردان سے فرمایا کہ اس سیدزادے سے
ایسی خدمتین لینا مناسب نہین اُس روز سے معلوم ہوا کہ ملک سلیمان اصیل نجیب سید ہے
اور واقع مین اُسکی عادات اور اخلاق بھی سیدون کے سے تھے ملک مردان کا مجمل حال یہ ہے کہ وہ
فیروزشاہ کے زمانے مین ملتان کا حاکم تھا اور اُسکے انتقال کے بعد وہ ملک اُسکے
بیٹے ملک شیخ کے پاس رہا جب وہ بھی مر گیا تو وہ حکومت ملک سلیمان کو نصیب ہوئی اُسنے
بھی تھوڑے دنون کے بعد وفات پائی تب ولایت ملتان مع کل توابعات کے فیروزشاہ کی

طرف سے خضر خان کو ملی اور رفتہ رفتہ اب اُسکی نوبت بادشاہی پر پہونچی لیکن اُسنے بادشاہی کا
خطاب اپنے واسطے تجویز نہ کیا اور رایات اعلیٰ لقب مقرر کیا القصہ سنہ مذکور مین دہلی مین جاکر
سلطان محمود کے محل مین فروکش ہوا اور سب خاص و عام کو بڑے بڑے انعام و اکرام دیکر
خوش کیا اور سب اپنے مقربون کو منصب اور خطاب عنایت کیے سال اول جلوس مین ملک تحفہ کو
تاج الملک کا خطاب دیکر پورب کے ملکون کی طرف بھیجا چنانچہ جب وہ گنگا اُترکر کٹیھر مین آیا راے
ہرسنگھ وغیرہ اُدھر کے مفسدون نے آنولہ کے جنگل مین پناہ پکڑی تاج الملک نے کٹیھر کو
لوٹ کھسوٹ کے تباہ کر دیا مہابت خان حاکم بدایون نے بھی آکر اُس سے ملاقات کی
راے ہرسنگھ بھی مجبور ہوکر حاضر ہوا اور بہت کچھ خراج ہر سال دینا قبول کیا پھر تاج الملک اور
مہابت خان وہان سے کوچ کرکے رہب ندی کے کنارے کنارے سرگدواری تک گئے
اور وہان گنگا کو اُترکر کھورکہ جو اب شمس آباد کے نام سے مشہور ہے اور کنپلہ اور پٹیالی کے
مفسدون کی خوب گوشمالی کی پھر قصبہ سکینہ اور بادھم مین ہوتے ہوے راپری مین گئے وہان
حسن خان اور اُسکا بھائی ملک حمزہ جنکے پاس راپری کی حکومت تھی اور راے سرجا کی چندوار
مع گوالیار کے سردارون کے حاضر ہوئے اور مطیع ہوکر محصول اپنے ذمے قبول کیا تاج الملک
وہان سے قصبہ جلیسر مین آیا اور اُسکو چندوار کے ہندوون کے قبضے سے نکالکر ایک
مسلمان گماشتہ اپنا مقرر کیا پھر آب سیاہ کے کنارے کے ملکون کو فتح کرکے اور اٹاوہ کے
زمیندارون کی گوشمالی کرکے دہلی کو گیا سنہ ۸۱۸ آٹھ سو اٹھارہ مین خضر خان نے اپنے چھوٹے بیٹے
مبارک کو جسکے چہرے پر بادشاہی کے آثار ابتدا سے ظاہر تھے فیروزپور اور سرہند اور اُس طرف کا
تمام ملک جو بیرم خان ترک بچہ کے قبضے مین تھا سپرد کرکے کل اُن ضلاع کا بندوبست
اُسکی راے پر چھوڑا اور ملک سدھو نادرہ اُس شاہزادے کا نائب مقرر ہوا اور اُسی سال مین
شاہزادہ مذکور سدھو نادرہ اور زیرک خان امیر سامانہ اور اور امیرون کی مدد سے اُس ضلع کا
بخوبی انتظام کرکے پھر دہلی کو واپس آیا سنہ ۸۱۹ آٹھ سو اُنیس مین خضر خان نے ملک تاج الملک کو
بہت سا لشکر دیکر گوالیار اور بیانہ کی طرف بھیجا اور ملک کریم الملک شمس خان اوحدی کا بھائی
بھی اُس سے آملا تاج الملک نے تمام اُن اضلاع کو کفر سے پاک کرکے مراجعت کی اسی سال مین

بعضے بیرم خانی ترک بچون نے ملک سادھو نادرہ کو جو شاہزادے کی طرف سے سہرند مین ناظم تھا
دغا سے پکڑ کر قتل کر ڈالا اور خود سہرند پر قابض ہو گئے خضر خان نے زیرک خان کو اُس فتنے کے
انتظام کے لیے بھیجا چنانچہ وہ وہان کا بخوبی انتظام کر کے لوٹا اسی سال مین سلطان احمد حاکم گجرات نے
ناگور کا محاصرہ کیا مگر جب خضر خان کے آنے کی خبر سُنی تو چھوڑ کر چلدیا خضر خان جھاین کو
آیا اور الیاس خان وہان کے حاکم کو مطیع کیا پھر گوالیار کا قصد کیا اور وہان کا
قلعہ اگرچہ فتح نہوا لیکن بہت سا محصول اور پیشکش حاصل کیا پھر وہان سے بیانہ کو گیا
اور شمس خان اوحدی نے بھی اطاعت قبول کی سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس مین طوغان رومی ترک بچون کے
سردار نے جنھون نے ملک سدھو کو قتل کیا تھا پھر خروج کیا زیرک خان نے پھر جا کر
اُنکو متفرق کر دیا سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس مین خضر خان کٹھیر مین آیا ہر سنگھ دیو آنولہ کے جنگل مین
جو چھپن کوس کے احاطہ مین تھا چلا گیا اور وہان سے کچھ دنون لڑتا رہا آخر
شکست کھا کر کماؤن کی طرف بھاگا تاج الملک نے رہب ندی کو اُتر کر پہاڑون تک اُسکا پیچھا کر کے
بداؤن کو آیا اور مہابت خان حاکم بداؤن کو ساتھ لیکر بجلانہ کے گھاٹ گنگا اُترا وہان سے
مہابت خان کو رخصت کیا اور خود اٹاوے تک گیا اور بہت سا مال و اسباب غنیمت کا لیکر دہلی کو
واپس آیا اسی سال مین خضر خان نے پھر کٹھیر کی طرف لشکر کشی کی اور کول کے راستے سے
پٹیالی کو گیا اور وہان گنگا اُتر کر بداؤن کا قصد کیا اب کی مرتبہ مہابت خان ڈر کر قلعہ مین بند ہو گیا
اور چھ مہینے تک لڑتا رہا اور قریب تھا کہ خضر خان اُس قلعہ کو فتح کر لے اتنے مین قوام خان
اور اختیار خان وغیرہ امراے محمود شاہی نے جو دولت خان سے بگڑ کر خضر خان سے مل گئے تھے
خضر خان پر غدر کرنے کا ارادہ کیا مگر خضر خان اس مشورہ سے واقف ہو گیا اور فوراً بداؤن کو
چھوڑ کر دہلی کو واپس آیا سنہ ۸۲۲ آٹھ سو بائیس مین گنگا کے کنارے اُن سب کو قتل کر ڈالا
اسی سال مین بجوارہ کے علاقے مین ایک مجہول شخص نے اپنے آپ کو سارنگ خان ظاہر کیا
حالانکہ سارنگ خان بہت مدت ہوئی کہ مارا گیا تھا ادھر اُدھر سے بہت سے لوگ اُسکے
شریک ہو گئے خضر خان نے سلطان شاہ لودی کو اُسکے مقابلے کے لیے بھیجا سہرند کے
علاقے مین بڑی لڑائی ہوئی آخر وہ جھوٹا سارنگ خان شکست کھا کر پہاڑون کی طرف بھاگ گیا

اس سال مین خضر خان نے تاج الملک کو پھر اٹاوہ کی طرف بھیجا راے سیر وہان کا زمیندار قلعہ مین محصور
ہوگیا اور پھر اُسنے امان مانگ کر وجہ روپیہ اپنے ذمے کا ادا کرنا قبول کیا تاج الملک وہان سے
چندوار کو گیا اور اُسکو خوب لوٹ کھسوٹ کر کتیھر مین آیا پھر وہان سے دہلی کو واپس گیا اسی سال مین
تاج الملک کا انتقال ہوا اور اُسکا بڑا بیٹا ملک سکندر وزیر مقرر ہوا طوغان نے پھر سہرند مین فتنہ برپا کیا
اب کی مرتبہ ملک خیر الدین نے جاکر اُسکا شر مٹایا ۸۲۴ آٹھسو چوبیس مین خضر خان نے میوات مین
جاکر کوٹلہ کے قلعہ کو فتح کیا پھر وہان سے گوالیار مین آیا اور وہان کے راجہ سے بہت سا مال
اسباب پیشکش لیکر اٹاوہ کو گیا اور وہان جاکر راے سیر کو قتل کیا اُسکے بیٹے نے اطاعت
قبول کی وہین سے خضر خان بیمار ہوکر دہلی کو آیا اور سترھوین جمادی الثانی سنہ مذکور مین دہلی مین
انتقال کیا اس بادشاہ نے سات برس اور کئی مہینے حکومت کی [illegible]

ذکر سلطان مبارک شاہ بن خضر خان کا

بعد انتقال سلطان خضر خان کے مبارک شاہ اُسکا بیٹا ولیعہد ۸۲۴ آٹھسو چوبیس ہجری مین امیرون کے
اتفاق سے تخت پر بیٹھا اور انتظام ملک مین مشغول ہوا اسی سال مین [illegible]
جسرت کھوکر نے بغاوت کی اور اسکی ابتدا یہ ہوئی کہ کشمیر کے بادشاہ سلطان علی نے ٹھٹھ کی فتح کے
ارادے پر فوج کشی کی تھی جسرت نے پہاڑون کی گھاٹی مین [illegible] مال اسباب دیگر سارا
سامان لوٹ لیا اور اس فتح کے گھمنڈ پر دہلی لینے کا قصد کیا اور بہت سی فوج [illegible] اور
ستلج ندیون کو اُتر کر لودھیانہ پر آیا وہان راے فیروز اُسکے سامنے سے [illegible] گیا پھر سہرند [illegible]
آیا اور ستلج کے کنارے کے شہرون کو روپڑ تک لوٹ مار کے تباہ کر دیا [illegible] پہونچا
زیرک خان وہان کے قلعہ مین بند ہوگیا جسرت سرستی کے کنارے پر اُترا اور [illegible] صلح کی اور پھر
دغابازی سے زیرک خان کو قید کرلیا یہ واقعات سُنکر خود مبارک شاہ نے جسرت کے مقابلے کے لیے
سہرند کی طرف کوچ کیا جسرت کو جب یہ خبر ملی تو اُسنے زیرک خان کو چھوڑ دیا [illegible] مبارک شاہ کی
خدمت مین حاضر ہوا پھر مبارک شاہ لدھیانہ کو گیا جسرت لدھیانہ کی ندی اُتر کر مقابلے مین آیا
ساری کشتیان جسرت کے اختیار مین تھین اس سبب سے مبارک شاہ کا لشکر دریا اُتر نہ سکا
جب تھوڑے دنون کے بعد پانی پایاب ہوا تو مبارک شاہ کے لشکر نے دریا سے عبور کیا جسرت مقابلے

بھاگا اور جناب کو اُتر کر پہاڑ پر تلہیر مین چلا گیا مبارک شاہ نے اُسکا تعاقب کیا جسرت کے بہت سے
سوار اور پیادے مارے گئے اور مال و اسباب بھی بہت لٹا راے بھیلم جمون کا زمیندار مبارک شاہ کی
ملازمت مین حاضر ہوکر لشکر کے ہمراہ ہوا پھر مبارک شاہ لاہور مین آیا اور ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس مین
ایک مہینے تک راوی کے کنارے پر پڑا رہا اور شہر لاہور کو جو پہلے غدرون مین تباہ اور ویران
ہو گیا تھا از سر نو آباد کیا قلعہ کی بھی مرمت کرائی اور ملک محمود کو جسکا ملک الشرق خطاب تھا وہان چھوڑ کر
دہلی کو مراجعت کی پانچ مہینے کے بعد جسرت بہت سا لشکر لیکر پھر لاہور مین آیا اور حضرت شیخ حسن زنجانی
رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب لشکر ڈالا ہر روز لاہور پر حملہ کرتا تھا اور شکست پاتا تھا مجبور ہوکر
کلانور کو چلا گیا وہان راے بھیلم سے لڑائی ٹھنی آخر کو صلح ہو گئی مبارک شاہ نے ملک سکندر تحفہ کو
دہلی سے ملک محمود حسن کی مدد کے لیے بھیجا اور وہ بوہی کے گھاٹ بیاس کو اُتر کر لاہور مین داخل ہوا
جسرت یہ سنتے ہی جناب کو اُتر کر تلہارہ پہاڑ کی طرف چلا گیا اور مبارک شاہ کا لشکر اُس فتنے کو دفع کرکے
پھر دہلی کو لوٹا ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس مین مبارک شاہ کٹھیر کو گیا اور مہابت خان بدایونی جو خضر خان سے
باغی ہو گیا تھا آکر حاضر ہوا مبارک شاہ نے اُسکو اپنی بڑی بڑی عنایتون سے مخصوص کیا پھر گنگا اُتر کر
نواحی قنوج عرف شمس آباد مین گنوارون کے ملک کو لوٹ مار کرکے تباہ کر دیا اور ملک مبارز خان اور
زیرک خان اور کمال خان کو وہان کے سرکشون کے انتظام کے لیے بہت سا لشکر دیکر کنبلہ کے
قلعہ مین چھوڑا اور خود دہلی کو واپس آیا اسی سال مین الپ خان حاکم دھار نے گوالیار پر یورش کی
مبارک شاہ بھی یہ سنکر گوالیار کو آیا جب بیانہ کے قریب پہونچا تو اوحد خان اوحدی کا بیٹا حاکم بیانہ
جسنے اپنے چچا مبارک خان کو غدر کرکے مار ڈالا تھا اس خوف کے سبب سے باغی ہو گیا اور
بیانہ کو خراب کرکے قلعہ مین بند ہوا مگر آخر کو اطاعت قبول کر لی مبارک شاہ وہان سے گوالیار کی
طرف روانہ ہوا الپ خان نے بادشاہ کے لشکر کو روکنے کے لیے چنبل کا کنارہ گھیر لیا مگر مبارک شاہ نے
ایک اور گھاٹ کو اُتر کر الپ خان کے لشکر کو غارت کیا آخر صلح قرار پا گئی اور الپ خان بہت سی
پیشکش مین بھیجکر اپنے ملک کو گیا اور مبارک شاہ بھی دہلی کو چلا آیا ۸۲۷ھ آٹھ سو ستائیس مین پھر
کٹھیر اور کمایون کی طرف قصد کیا اور وہان سے لوٹ کر میوات کو تاخت و تاراج کیا اس سال مین
ہندوستان مین بڑا قحط پڑا ۸۲۹ھ آٹھ سو انتیس مین پھر میوات کو گیا اور اندرور اور الور کے قلعہ کو

فتح کیا سنہ ۸۲۴ آٹھ سو چوبیس میں بیانہ کو محمد خان اوحدی سے نکال لیا اور سارے اُسکے خاندان کو
بیانہ سے اُٹھاکر کوٹک جہان نما میں بسایا اور بیانہ ایک اپنے غلام ملک مقبل خان اور اسکی
ملک خیر الدین تحفہ کو حوالہ کی اور خود گوالیار کا قصد کیا وہان کے سارے راجون نے اطاعت
قبول کی سنہ ۸۲۵ آٹھ سو پچیس میں قادر خان حاکم کالپی کے قاصد دہلی میں یہ خبر لائے کہ ملک شرقی نے
کالپی کا محاصرہ کر لیا ہی مبارک شاہ یہ سُنتے ہی اُس طرف روانہ ہوا اتنے میں خبر ملی کہ ملک شرقی
بھونگانو میں آگیا ہی اور وہان سے اب بدایون کا ارادہ رکھتا ہی مبارک شاہ لودہ پل کے
گھاٹ جمنا اُتر کر موضع ہرتولی میں اور پھر وہان سے اُترولی میں گیا وہان یہ خبر ملی کہ مختص خان
ملک شرقی کا بھائی بہت سا لشکر اور ہاتھی لیکر اٹاوہ کی حد پر پہنچا مبارک شاہ نے ملک الشرق محمود حسن کو
دس ہزار سوار دیکر مختص خان کے پیچھے بھیجا مختص خان یہ سُنکر اپنے بھائی ملک شرقی سے جا ملا
ملک شرقی آب سیاہ عرف کالے پانی کے کنارے کو گھیر کے قصبہ برہان آباد کے قریب جو اٹاوہ کے
متعلقات میں سے ہی فروکش ہوا مبارک شاہ اُترولی سے کوچ کرکے کوٹھ میں آیا ملک شرقی نے
مقابلہ نہ کیا اور وہان سے قصبہ راپری کو گیا اور وہان جمنا اُتر کر بیانہ میں آیا اور وہان کٹھیر کے کنارے پر
مقام کیا مبارک شاہ اسکا پیچھا کرکے چندوار میں آیا اور دونون لشکرون میں چار کوس کا فاصلہ رہا
ہر روز دونون طرف صف آرائی ہوتی تھی بیس دن تک یہی کیفیت رہی آخر ملک شرقی نے ایک روز
حملہ کیا دوپہر سے شام تک خوب لڑائی ہوئی دوسرے دن ملک شرقی اپنے ملک کو لوٹ گیا اور مبارک شاہ نے
اس سبب سے کہ دونون طرف مسلمان ہین اُسکا تعاقب نہ کیا اور ستگالی کی طرف توجہ کی اور اُس
ملک کو تسخیر کرکے چنبل کے کنارے کو لیتا ہوا بیانہ میں آیا محمد خان اوحدی اس خیال سے کہ ملک شرقی
مل گیا تھا خائف ہوکر قلعہ بند ہو گیا اور پھر امن مانگ کر مبارک شاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا بعد ازان
مبارک شاہ دہلی کو آیا سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس میں ملک الشرق حسن محمود جو بیانہ میں رہ گیا تھا اُس ضلع کا
بخوبی بندوبست کرکے اور اُن لوگون کو جو محمد خان کے پاس جمع ہو گئے تھے قرار واقعی گوشمالی
کرکے دہلی میں آیا مبارک شاہ نے اُسکو اپنی عنایتون سے ممتاز کرکے حصار فیروزہ جاگیر میں
عطا کیا اسی سال میں ملک رجب نادرہ حاکم ملتان کا انتقال ہوا اور ملک محمود حسن عماد الملک خطاب
پاکر ملتان کو گیا سنہ ۸۲۷ آٹھ سو ستائیس میں مبارک شاہ بیانہ کے رستے سے گوالیار میں آیا اور

راپری کو حسن خان کے بیٹے سے نکال کر ملک حمزہ کے سپرد کیا پھر دہلی کی طرف توجہ کی رستے مین
سید سالم نے جو تیس برس سے خضر خان کا خدمتگار تھا اور تبرہندہ اُسکی جاگیر مین مقرر تھا وفات پائی
مبارک شاہ نے اُسکے ایک بیٹے کو سید خان اور دوسرے کو شجاع الملک خطاب دیا سید سالم کا
ایک غلام ترک بچہ فولاد نامے باغی ہوکر سید سالم کے سارے مال و اسباب پر تبرہندہ مین قابض ہوگیا
مبارک شاہ نے سید سالم کے بیٹون کو قید کرکے ملک یوسف سرور اور راے ہنو بھٹی کو فولاد کے
مقابلے مین بھیجا فولاد نے شبخون کرکے اُنکے لشکر کو تباہ کیا اور بہت سا مال و اسباب لوٹ کا
اُسکے ہاتھ آیا پھر مبارک شاہ نے تبرہندہ پر لشکرکشی کی فولاد قلعہ مین بند ہوگیا مبارک شاہ نے عماد الملک کو
ملتان سے بلاکر فولاد کے پاس بھیجا چنانچہ وہ امان طلب کرکے قلعہ سے نکل کر عماد الملک کے پاس آیا
لیکن چونکہ اُسکو اعتماد نہ ہوا اس سبب سے پھر قلعہ مین بھاگ گیا اور وہان سے لڑتا رہا مبارک شاہ نے
عماد الملک کو ملتان کی طرف رخصت کیا اور فولاد کے مقابلہ مین فوج چھوڑ کر خود دہلی کو واپس آیا
فولاد چھہ مہینے تک مبارک شاہ کی فوج سے لڑتا رہا آخر شیخ علی مغل حاکم کابل کو بہت سا زر نقد
پیشکش بھیجکر بلایا چنانچہ وہ بہت سا لشکر لیکر فولاد کی مدد کے لیے آیا ہزارون پنجاب کے لوگ بھی
اُسکے ساتھ ہو لیے شیخ علی فولاد کو مع اُسکی قوم کے ساتھ لیکر تبرہندہ سے لاہور مین آیا ملک اشرف
ملک اسکندر حاکم لاہور ہر سال کچھ پیشکش شیخ علی کو بھیجا کرتا تھا اب بھی اُسنے وہی معمول ادا کرکے
اپنا پیچھا چھڑایا شیخ علی نے وہان سے قصور مین آکر دیبالپور کا قصد کیا عماد الملک ملتان سے
اُسکے مقابلہ کے لیے آیا شیخ علی راوی کے کنارے طلبنہ تک گیا اور وہان سے خطیپور کو
لوٹا اور عماد الملک کو مقابلہ کرکے شکست دی ملک سلیمان شہ لودی عماد الملک کی طرف سے
اس لڑائی مین مارا گیا پھر شیخ علی خسروآباد مین آیا اور مدتون تک عماد الملک سے ہر روز لڑائی ہوتی رہی
سنہ ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس مین مبارک شاہ نے ایک بڑا بھاری لشکر فتح خان بن سلطان مظفر خان گجراتی کے
ساتھ عماد الملک کی مدد کے لیے بھیجا شیخ علی اُس فوج کا مقابلہ نہ کرسکا اور لوٹ کر اُس حصار مین
جو اُسنے اپنے لشکر کے گرد بنا لیا تھا داخل ہوا عماد الملک نے اُس حصار کو بھی گھیر لیا تب
شیخ علی مجبور ہوکر بھاگا جب جہلم پر پہونچا تو بہت سے آدمی اُسکے لشکر کے دریا مین ڈوب گئے
اور پیچھے سے عماد الملک کا لشکر بھی دباتے چلا آتا تھا چنانچہ اُس مقام پر ایک جماعت کثیر شیخ علی کی

طرف کی قتل ہوئی اور کچھ لوگ قید ہوگئے شیخ علی اور امیر مظفر تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ تعصبہ شہور مین
پہونچے اور وہین تک عماد الملک کے لشکر نے تعاقب کیا اور امیر مظفر ایک قلعہ مین بند ہوگیا پھر شیخ علی
اپنی جان بچاکر کابل کو بھاگا اور بادشاہی لشکر بھی اُس علاقہ سے اُٹھکر دہلی کو آگیا پھر مبارک شاہ نے
ملتان عماد الملک سے نکال کر خیرالدین خانی کے حوالہ کی اس سبب سے بہت سے فتنے ملتان مین
پیدا ہوگئے جسرت نے پھر پہاڑون مین فساد برپا کیا تھا ۸۳۵ھ آٹھ سو پینتیس مین ملک سکندر حاکم
لاہور اُسکے بندوبست کے لیے گیا جسرت نے سکندر کو غافل کرکے اُسکی فوج پر حملہ کیا چنانچہ
نواحی جالندھر مین سکندر گرفتار ہوگیا پھر جسرت نے سکندر کو ساتھ لیکر لاہور کا محاصرہ کیا نجم الدین
نائب سکندر اور ملک خوشخبر غلام سکندر اُس سے لڑائیان لڑتے رہے اتنے مین شیخ علی نے
سامان درست کرکے حدود ملتان تک آپہونچا اور خطیپور پر یورش کی اور اکثر جہلم کے علاقے کے
رہنے والون کو قید کر لیا پھر طلبنہ کو خوب لوٹا کھسوٹا اور سارے باشندے وہان کے قید کرکے
بہت کو قتل کر ڈالا باقی سب چھوٹے بڑون کو پکڑ کے اپنے ملک کو لے گیا اتنے مین فولاد ترک بچہ
تبرہندہ سے رائے فیروز کے ملک پر حملہ کیا رائے فیروز اُسکے مقابلے مین مارا گیا فولاد نے سر اُسکا
کاٹ کر تبرہندہ کو بھیجدیا اس سال مین مبارک شاہ نے پھر لاہور اور ملتان کی طرف کوچ کیا جب
نواحی سامانہ مین پہونچا جسرت لاہور سے پہاڑون کی طرف اور شیخ علی اپنے ملک کو چلا گیا مبارک شاہ
لاہور و جالندھر کو شمس الملک سے نکال کر نصرت خان گرگ انداز کے حوالہ کیا اور شمس الملک کے
ساری اہل و عیال کو لاہور سے دہلی مین بھیجدیا پھر خود بھی دہلی کو واپس آیا ۸۳۶ھ آٹھ سو چھتیس مین
مبارک شاہ نے پھر جسرت کے بندوبست کے لیے سامانہ کی طرف کوچ کیا تھا جب پانی پت مین پہونچا
تو اپنی والدہ مخدومۂ جہان کے انتقال کی خبر سُنی لشکر کو وہین چھوڑا اور خود تنہا دہلی کو واپس آیا دو تین روز
ماتم کی رسمین ادا کین بعد ازان لشکر مین جا ملا اور ملک یوسف سرور الملک کو تبرہندہ کی طرف فولاد کی
گوشمالی کے لیے روانہ کیا اور لاہور اور جالندھر کو نصرت خان سے نکال کر ملک الہداد لودی کے
حوالہ کیا جب الہداد جالندھر کے قریب پہونچا جسرت نے بیاس ندی کو اُتر کر بجوارہ مین اُس سے
مقابلہ کیا اور ملک الہداد شکست کھاکر پہاڑون کی طرف بھاگا اسی سال مین مبارک شاہ نے
میوات مین جلال خان پر یورش کی اور وہان سے فوج گوالیار اور اٹاوے کی طرف بھیجکر خود دہلی کو چلا آیا

اس سال مین شیخ علی نے پھر پنجاب مین آکر فساد برپا کیا مبارک شاہ نے اُدھر کے امیرون کی مدد کے لیے عماد الملک کو روانہ کیا شیخ علی شیور سے بیاس کے کنارے تک خوب لوٹ کھسوٹ کے اور سیکڑون آدمیون کو قیدی کرکے لاہور مین آیا اور زیرک خان وغیرہ اُمرا جو لاہور مین تھے قلعہ بند ہوگئے اور وہین سے مدت تک لڑتے رہے آخر ایک رات مخالفون کو غافل پاکے ملک یوسف سرور الملک اور ملک اسمٰعیل زیرک خان کے اتفاق سے قلعہ سے باہر نکلے مگر لڑائی شکست کھا کر بھاگے شیخ علی نے اُنکا تعاقب کرکے اکثر کو قتل اور اکثر کو قید کیا دوسرے دن شیخ علی لاہور مین آیا اور وہان کے اکثر لوگون کو قتل اور اکثر کو اسیر کیا کچھ دنون وہان رہکر دیبال پور مین آیا ملک یوسف سرور الملک نے دیبال پور سے بھی چلے جانے کا ارادہ کیا تھا عماد الملک نے یہ سنکر تبرہندہ سے ملک احمد اپنے بھائی کو دیبال پور کے قلعہ کی محافظت کے لیے بھیجا شیخ علی یہ خبر سنکر اُدھر سے لوٹ آیا سلطان مبارک شاہ اس فتنے کے انتظام کے لیے سامانہ تک گیا اور وہان سے تلونڈی مین آیا اور تلونڈی سے کوچ کرکے پوہی کے گھاٹ بیاس کو اُترکے دیبال پور مین پہونچا اور وہان راوی کے کنارے منزل کی شیخ علی یہ سنکر جہلم اُتر گیا مبارک شاہ اُسکا پیچھا کرتا ہوا شیور کے قلعہ تک پہونچا اور طلبنہ کے نزدیک سے راوی سے عبور کیا شیخ علی کا بھتیجا مظفر کسی قلعہ مین محصور ہوگیا تھا ایک مہینے تک مبارک شاہ سے لڑتا رہا آخر اُس نے امن مانگ لی اور اپنی بیٹی بہت سے جہیز کے ساتھ شاہزادہ کے حوالہ کی اور کچھ شیخ علی کے آدمی جو لاہور کے قلعہ مین رہگئے تھے شمس الملک سے امان مانگ کر قلعہ سے باہر نکل آئے مبارک شاہ جب مہم شیور اور فتح لاہور سے فارغ ہوا تو جریدہ طور پر ملتان مین اولیا اللہ کے مزارون کی زیارت کے لیے گیا اور بہت جلد وہان سے لوٹکر دیبال پور مین آیا کچھ دنون وہان مقام کیا اور شیخ علی کے خیال سے لاہور اور دیبال پور وغیرہ عماد الملک کے سپرد کیا اور بیانہ کو عماد الملک سے نکال کر شمس الملک کے حوالہ کیا پھر وہان سے تنہا کوچ کرکے بہت جلد عید قربان کے دن دہلی مین داخل ہوا اور وزارت کا منصب سرور الملک کو تفویض کیا اور ملک کمال الملک کو بھی جو نائب لشکر تھا مہمات ملکی مین اُسکا شریک کیا مگر ان دونون مین باہم موافقت نہوئی اور سرور الملک کو دیبال پور نہ ملنے کا بہت رنج ہوا تھا اور اب اس سے بالکل مایوس ہوگیا اسلیے مبارک شاہ سے بہت آزردہ ہوکر غدر کرنے کی فکر مین ہوا اور کانگو اور کنجو کھتریون کے بیٹون اور میران صدر نائب عرض جو باپ دادون کے زمانے سے مبارک شاہ کے خاندان سے پرورش پاتا چلا آتا تھا

اور بڑے بڑے عمدہ منصب حاصل کیے تھے اور کچھ اور حرام خور مسلمانون کو اپنا شریک کرکے بادشاہ کے
قتل کا ارادہ کیا سنہ ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس مین مبارک شاہ نے ایک شہر جمنا کے کنارے مبارک آباد کے
نام سے آباد کیا مگر حقیقت مین وہ نحوست آباد تھا اُسکی عمارتون کے اہتمام مین مصروف تھا کہ قلعہ سرہند کے
فتح ہو جانے کی نوید اور فولاد ترک بچہ کا سر حضور مین پہونچا بادشاہ اس خوشی مین پھولے نہ سمایا اور
جھٹ پٹ سرہند کو جا کر پھر مبارک آباد مین واپس آیا اسی سال مین خبر پہونچی کہ سلطان ابراہیم شرقی اور
رلپ خان حاکم کالپی مین جسکا سلطان ہوشنگ خطاب تھا لڑائی ہو رہی ہے بادشاہ نے لشکر مرتب کر کو
فرمان بھیجے کہ کالپی کے ارادے پر ہر جگہ سے لشکر جمع ہو کر دہلی مین حاضر ہو ایک روز بادشاہ
اپنی عادت کے موافق دو چار آدمی ساتھ لیکر نئی عمارتون کے دیکھنے کو گیا اور نماز جمعہ کی تیاری مین تھا
راستے مین میران صدر وغیرہ نمک حرام جو سرور الملک کے بھکانے سے ہمیشہ گھات مین رہتے تھے
کسی بہانے سے مبارک شاہ کے محل مین گھس آئے اور سدھپال کھتری کے پوتے نے بادشاہ کو
شہید کیا یہ واقعہ سنہ ۸۳۸ آٹھ سو اڑتیس مین واقع ہوا مبارک شاہ نے تیرہ برس اور تین مہینے اور سولہ روز حکومت کی

ذکر سلطان محمد شاہ بن فرید خان کا

بعد شہادت مبارک شاہ کے اُسکا بھتیجا محمد شاہ جسکو مبارک شاہ نے اپنا بیٹا کیا تھا سنہ مذکور مین
تخت سلطنت پر بیٹھا سرور الملک نے بھی بظاہر اُسی سے بیعت کی مبارک شاہ نے اُسکی ساری
حرکتوں سے چشم پوشی کرکے خان جہانی کا خطاب اور خلعت اُسکو عنایت کیا اور میران صدر کو
معین الملک کا خطاب دیا کمال الملک نے بھی جو سرور الملک کے ساتھ وزارت مین شریک تھا
محمد شاہ سے بیعت کی اور شہر سے باہر رہنا اختیار کیا مگر سرور الملک نمک حرام اپنے ارادون سے
باز نہ آیا اور جلوس کے دوسرے دن اُسنے بعضے مبارک شاہی غلامون کو کسی بہانے سے
پکڑ کر قتل کر ڈالا اور جاگیرین لوگون کو اپنی طرف سے تقسیم کرنا شروع کین چنانچہ بیانہ اور
امروہہ اور نارنول اور کہرام اور کئی پرگنے میان دوآب کے سدھپال اور سدھارن
مبارک شاہ کے قاتلون کو دیے رانون سیہ غلام سدھپال کا بیانہ مین پہونچا اور اس فکر مین
تھا کہ قلعہ مین داخل ہو راستے مین یوسف خان اوحدی ہندون سے آ پہونچا اور
رانون سیہ سے مقابلہ کرکے فتح پائی اور بہت سے اُسکے ساتھیون کو قتل کیا اور

سب زر و جواہر اسکے مسلمانون کے ہاتھ لگے راؤون کا سر کاٹ کر قلعہ کے دروازے پر لٹکا دیا جب سرور الملک
وغیرہ نے اپنا قبضہ شروع کیا خضر خانی اور مبارک شاہی جتنے امیر ہر طرف کے ملکون مین پھیلے ہوے تھے
باغی ہوگئے اور ہر طرف فتنہ و فساد برپا ہوا اور ملک الہداد کالا لودی حاکم سنبھل اور ملک چمن حاکم بداؤن
اور امیر علی گجراتی وغیرہم مبارک شاہ کے خون کا بدلا لینے کے لیے دہلی پر چڑھے اور سید سالم کا
بیٹا سید خان جسکا اعظم خان خطاب تھا اور کمال الملک بادشاہ کی طرف سے انکے مقابلہ کے
لیے نامزد ہوے اور سرور الملک کا بیٹا ملک یوسف اور سدھارن اور کانکو بھی کمال الملک کے ساتھ
جب دہلی کا لشکر کیچہ کے گھاٹ سے اتر کر برن مین آیا تو ملک الہداد وغیرہ سب امیرون نے
جو قصبہ اہار تک آئے تھے یہ ارادہ کیا کہ محمد شاہ کے لشکر سے نہ لڑین اور اپنے ملکون کو چلے جائین
مگر جب انکو یہ معلوم ہوا کہ کمال الملک کا بھی دلی ارادہ یہی ہے کہ سرور الملک سے مبارک شاہ کے
قتل کا عوض لے اس سبب سے جانے مین توقف کیا سرور الملک کو بھی کمال الملک کے اس
ارادے سے خبر ہوگئی اور اسنے ملک ہشیار اپنے نائب کو کمال الملک کی مدد کے بہانے سے
یوسف خان اپنے بیٹے کی حفاظت کے لیے بھیجا یوسف خان وغیرہ کو بھی کمال الملک کی طرف سے
وہم پیدا ہوگیا تھا اس سبب سے ایک دن موقع پاکر یوسف خان اور ملک ہشیار اور سدھارن کمال الملک کے
لشکر سے جدا ہوکر دہلی کو بھاگ آئے اور سنبھل اور بداؤن وغیرہ کے امیر کمال الملک سے متفق ہوگئے
اور بڑی جمعیت کے ساتھ کیچہ مین آئے سرور الملک نے بھی قلعہ بند ہوکر لڑنے کا سامان درست کیا
دوسرے دن یہ سب امیر جمنا اتر کر ایک باغ مین اترے سرور الملک کے لوگ شہر سے باہر آکر لڑنے لگے
لیکن پہلے حملہ مین شکست کھاکر پیچھے کو لوٹے اور لوٹتے وقت بہت آدمی مارے گئے اور بہت قید
ہوگئے دوسرے دن ان مبارک شاہی امیرون نے قلعہ سیری کے پاس منزل کی اور حصار
شہر مین سے بھی اکثر امیر ان سے آکے مل گئے تین مہینے تک لڑائی ہوتی رہی اس سال کے آخر مین
زیرک خان حاکم سامانہ نے وفات پائی اور وہ ملک اسکے بیٹے محمد خان پر مقرر ہوا محمد شاہ بادشاہ
اگرچہ بظاہر سرور الملک کا شریک تھا مگر دل اسکا مبارک شاہی امیرون سے ملا ہوا تھا سرور الملک
بھی اس امر سے مطلع ہوکر اسکی فکر مین تھا چنانچہ آٹھوین محرم سنہ آٹھ سو اڑتیس مین سرور الملک
اور میران صدر کے بیٹے محمد شاہ کے قتل کے ارادے پر بادشاہی سراپردے کے اندر گھس گئے

محمد شاہ نے فوراً کمال الملک کے پاس آدمی بھیجا مگر اسکے خدمتگارون نے بھی سرور الملک
اور میران صدر کے بیٹون کو مار لیا اور باقی اور اُنکے ساتھی اپنے اپنے گھرون مین بند ہو گئے
کمال الملک مع سب امیرون کے بغدادی دروازے سے شہر کے اندر داخل ہوا سدھپال کمبخت چھپا
کر بیٹھ رہا اسکا وہ تہور ہر سارن نے اپنے گھر کی عورتون کو آگ مین جلا کر لڑائی مین مصروف ہوا آخر مارا گیا
اور سدھارن کانگو کو مع اور کھتریون کے پکڑ کر مبارک شاہ کے حظیرے کے قریب قتل کیا اور ملک ہشیار
اور مبارک کوتوال کو بھی انھین کے ساتھ گردن مارا اور دوسرے دن کمال الملک وغیرہ سب امیرون نے
مبارک شاہ کے ... سے از سر نو بیعت کی اور کمال الملک نے بدستور وزارت اور ملک چمن بدایونی نے غازی الملک کا
خطاب پایا اور بدایون کی قدیمی جاگیر کے سوا امروہہ بھی اسکی جاگیر مین اضافہ کیا گیا ملک الہداد نے
خود کوئی خطاب قبول نہین کیا مگر اپنے بھائی کو دریا خان کا خطاب دلوایا اسکے بعد محمد شاہ کی سلطنت
مستقل ہو گئی اور کوئی خدشہ باقی نہ رہا سنہ آٹھسو چالیس مین محمد شاہ ملتان کا ارادہ کر کے چند روز
مبارکپور مین ٹھہرا رہا جب سب طرف کے امیر اسکے پاس آ کر جمع ہو گئے تو ملتان کو گیا اور وہان کے
بزرگون کی زیارت کر کے دہلی کو واپس آیا اسی سال مین سامانہ کی طرف کوچ کیا اور جسرتھ کھکھر کے مقابلہ پر فوج
متعین کی اور اس ملک کو خراب کر کے دہلی کو لوٹا سنہ آٹھسو اکتالیس مین یہ خبر ملی کہ لنگاہ پٹھانون نے
ملتان مین سرکشی کی ہے اسی اثنا مین سلطان ابراہیم شرقی نے دہلی کے بعض پرگنات پر اپنا قبضہ کر لیا
گوالیار والے نے بھی زر مالگذاری ادا کرنا موقوف کیا محمد شاہ کی طرف سے سستی ہوئی ہر طرف فتنہ
فساد قائم ہو گیا میوات کے خانزادون نے جو حسن خان میواتی کے باپ دادے تھے محمود خلجی کو
دہلی کی سلطنت کے لیے مالوے سے بلایا سنہ آٹھسو چوالیس مین محمود دہلی پر پہونچا محمد شاہ نے
فوج آراستہ کر کے اسکے مقابلہ کے لیے اپنے بیٹے سید علاء الدین کو شہر سے باہر بھیجا
اور ملک بہلول لودی کو اس لشکر کے آگے آگے روانہ کیا محمود نے بھی اپنے بیٹون غیاث الدین
اور قدر خان کو مقابلہ کے لیے بھیجا بڑی لڑائی ہوئی آخر کو صلح ہو گئی محمود نے اسکو غنیمت سمجھا
اور اسنے ظاہر کیا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ مالوے کے ملک پر تباہی آگئی ہے اسی بہانے سے
راتون رات مالوے کی طرف کوچ کیا بہلول لودی نے اسکا پیچھا کر کے بہت سا مال و اسباب اسکا
لوٹ لیا محمد شاہ نے اس فتح کے انعام مین بہلول لودی کو لاہور اور دیبالپور کا ملک جاگیر مین دیا

سنہ آٹھ سو ینتالیس مین محمد شاہ سامانہ کو گیا اور بہلول کو جسرت کے مقابلہ پر بھیجکر دہلی کو لوٹا جسرت نے بہلول سے سازش کر کے اسکو یون بھڑکایا کہ تو دہلی کی سلطنت پر قبضہ کر لے چنانچہ بہلول نے اسی خیال پر آمادہ ہوکر اپنی برادری کے پٹھانون کو سب طرف سے بلا لیا اور کئی پرگنون پر زبردستی تصرف کیا اور بے کسی سبب ظاہر کے محمد شاہ سے باغی ہوکر دہلی پر لشکر کشی کی اور مدت تک محاصرہ رکھا مگر نتیجہ کچھ نہوا مجبور ہوکر لوٹ گیا اس عرصہ مین محمد شاہ سخت بیمار ہوا اور دہلی سے بیس بیس کوس کے امیر بھی اطاعت سے نکل گئے محمد شاہ نے اپنے بیٹے علاء الدین کو جسکی جاگیر بداؤن مین تھی اور ان دنون مین پہاڑ کی طرف شکار مین مشغول تھا بلا کر ولیعہد کیا بعد ازان سنہ آٹھ سو ینتالیس مین اس جہان فانی سے رحلت کی اس بادشاہ نے چودہ برس اور چار مہینے سلطنت کی

ذکر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ کا

بعد انتقال محمد شاہ کے اسکی وصیت کے بموجب علاء الدین اسکا بیٹا تخت پر بیٹھا اور ملک بہلول نے مع اور امیرون کے اس سے بیعت کر لی لیکن چونکہ اسکو باپ سے بھی زیادہ غافل پایا اسلیے سلطنت کے خیال نے اسکے جی مین پہلے سے بھی زیادہ جوش مارا سنہ آٹھ سو پچاس مین سلطان علاء الدین نے بیانہ کا قصد کیا راستے مین کسی نے یہ خبر اڑا دی کہ بادشاہ جون پور دہلی کے ارادے پر آتا ہی علاء الدین نے اس جھوٹی خبر کو تحقیق نہ کیا اور فوراً دہلی کو واپس آیا سنہ آٹھ سو اکاون مین بداؤن کو گیا اور اسی کو سکونت کے لیے پسند کر کے ایک عمارت کی بنا ڈالی اور پھر دہلی کو آیا سنہ آٹھ سو باون مین ایک نسبتی سالے کو کوتوال اور دوسرے کو میر کہ سے مقرر کر کے پھر بداؤن کو گیا ان دونون بھائیون نے بڑے بڑے فتنے برپا کیے چنانچہ شہر والون نے ان دونون کو قتل کر ڈالا حسام خان عمدۃ الملک جو بادشاہ کے سامنے حق بات بے تکلف کہدیا کرتا تھا اور اسی سبب سے بادشاہ کی نظرون سے گرا ہوا تھا بلکہ اپنے عہدہ سے بھی معزول تھا اور حمید خان وزیر مملکت جو بادشاہ کی سیاست کے خوف سے بھاگ کر دہلی مین آیا تھا ان دونون نے متفق ہوکر بہلول لودی کو بادشاہ بنایا اور اسنے سرہند مین جاکر بادشاہی کا خطاب اپنے لیے تجویز کر کے خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور جمعیت کثیر اپنے ساتھ لیکر دہلی پر آکر قابض ہوا اور وہان ایک اپنا نائب چھوڑ کر دیبالپور کو گیا اور لشکر جمع کرنے کی فکر مین مصروف ہوا اور نفاق کے طور پر ایک عرضی علاء الدین کو لکھی کہ مین آپ کا فرمان بردار ایک غلام ہون اور آپ کی ہی خیر خواہی کے لیے مین نے یہ سب کچھ کیا ہی

اُسنے جواب مین لکھا کہ محمد شاہ مرحوم نے مجکو بھی بیٹا کیا تھا میرے پاس سامان بادشاہی کا نہین اسلیے مین نے بدایون پر ہی صبر کیا اور باقی سلطنت سب تجھپر چھوڑی سلطان بہلول یہان تک بے لڑائی جھگڑے کے دہلی کے تخت پر بیٹھ گیا اور سلطان علاء الدین بہلول کی اجازت سے بدایون مین گنگا کے کنارے تک اور دامن کوہ سے خیر آباد تک کے پرگنات پر قابض ہوا اور اُن ملکون مین اپنے نام کا خطبہ پڑھتا رہا یہان تک کہ سات برس اور کئی مہینے سلطنت کرکے سنہ آٹھسو چھپن مین عالم فانی کو وداع کیا

ذکر سلطان بہلول بن کالا لودی کا

سلطان بہلول کا محمد شاہ کے زمانے مین خان خانان خطاب تھا سنہ آٹھسو چھپن مین حمید خان کے اتفاق سے جسنے بعد مارے جانے حسام الدین کے علاء الدین کے ہاتھ سے علاء الدین کے اہل عیال پر دہلی مین قبضہ کر لیا تھا اور قلعہ کی کنجی لا کر سلطان بہلول کے حوالے کر دی تھی تخت سلطنت پر بیٹھا تھوڑے دنون کے بعد اُسنے حمید خان کو بھی قید کر دیا اور اُسی سال مین ملتان کے انتظام کرنے کے لیے کوچ کیا سنہ آٹھسو چھپن مین سلطان محمود شرقی نے علاء الدین کے امیرون کے اغوا سے دہلی کا محاصرہ کیا بڑی لڑائی ہوئی اور فتح خان ہروی جو محمود کے بڑے معتبر امیرون مین سے تھا مارا گیا آخر سلطان محمود مقابلہ کی طاقت نہ دیکھکر جونپور کو لوٹ گیا دوسرے سال مین پھر جونپور سے اٹاوے تک آیا آخر اس بات پر صلح قرار پا گئی کہ دہلی کے پرگنون مین سے جو مبارک شاہ کے قبضہ مین تھا سلطان بہلول کے پاس رہے اور جسپر سلطان ابراہیم شرقی قابض تھا اُسپر محمود متصرف ہو شمس آباد مین محمود کی طرف سے جونا خان نائب رہتا تھا اُسکی نسبت یہ قرار پایا کہ بعد موسم برسات کے بہلول کو حوالہ کر دیا جاے اسی قرار داد پر راضی ہو کر فریقین اپنے اپنے ملک کو لوٹے اور اسی گفتگو کے موافق برسات کے بعد بہلول نے شمس آباد مین جاکر اپنا قبضہ کر لیا اور وہان کی حکومت رائے کرن حاکم بھونگانون کے حوالہ کی مگر محمود کو یہ امر ناگوار ہوا اور شمس آباد کی حدود پر آکر بہلول سے لڑنے لگا مگر اسی عرصے مین اُسکا انتقال ہو گیا اور اُسکا بیٹا محمد شاہ جونپور کا بادشاہ ہوا اور اُسی صلح پر جو پہلے ٹھہری تھی راضی ہو کر اپنے ملک کو واپس گیا مگر بہلول کا چچا قطب خان محمد شاہ کی قید مین پھنس گیا اس سبب سے بہلول نے اپنے عہد سے منحرف ہو کر دوبارہ محمد شاہ پر لشکر کشی کی یہ سنکر محمد شاہ بھی چلا اور شمس آباد کو جونا خان سے چھین کر اپنے قبضہ مین کر لیا راپری کی حد پر بہلول سے مقابلہ ہوا آخر

محمد شاہ شکست کھا کر قنوج کی طرف بھاگا بہلول اسکے پیچھے پیچھے ہوا اسی سال مین محمد شاہ کا بھائی
حسین شاہ جونپور مین امیرون کو متفق کر کے تخت پر بیٹھ گیا اور اُسنے ایک بڑا بھاری لشکر بھیجکر راگڈھ
علاقے مین گنگا کے کنارے محمد شاہ کو قتل کرا دیا بعد ازان سلطان حسین نے بہلول کے چچا قطب خان کو
جونپور سے بلا کر گھوڑا اور خلعت دیکر سلطان بہلول کے پاس بھیجدیا اور اُس سے صلح کر لی اور
جونپور سے قنوج کی طرف کوچ کیا بہلول نے بھی اُسکے بھائی جلال خان کو جو قطب خان کی عوض پکڑ رکھا تھا
بڑی تعظیم و تکریم سے سلطان حسین کے پاس بھیجدیا کئی سال کے بعد پھر سلطان حسین نے چند دفعہ
بہلول سے مقابلہ کیا آخر کو یہ ٹھہر گیا کہ تین برس تک صلح رکھین اور اُسکے بعد پھر لڑینگے اس مرتبہ
احمد خان جلوانی حاکم بیانہ نے سلطان حسین کے نام کا خطبہ پڑھا جب مدت صلح کی گذر چکی تو سلطان حسین
ایک لاکھ سوار اور ہزار ہاتھی ساتھ لیکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا بھتوارہ کی جا پر مقابلہ ہوا مگر پھر فریقین مین صلح
ہو گئی اور سلطان بہلول دہلی کو اور سلطان حسین اٹاوے کو چلے گئے سات منزل کے فاصلے پر
ان دونون بادشاہون کی حکومت تھی یہ بات بھی مضحکہ سے خالی نہ تھی اسی سال مین سلطان علاء الدین کا
جسکی بیٹی ملکہ جہان سلطان حسین کے نکاح مین تھی بدایون مین انتقال ہوا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا اور
سلطان بہلول اور سلطان حسین ملک پر قابض رہے بعد انتقال سلطان علاء الدین کے سلطان حسین بدایون
مین آیا اور اُس ملک کو بھی علاء الدین کے بیٹون کے قبضہ سے نکال کر اپنے تصرف مین کر لیا پھر
سنبھل مین آیا اور تاتار خان وہان کے حاکم کو قید کر کے سارن مین بھیجدیا اور بڑا بھاری لشکر اور
بہت سے ہاتھی ساتھ لیکر ماہ ذی الحجہ سنہ آٹھ سو اسی مین دہلی کا قصد کیا اور جمنا کے کنارے
کیچھ کے گھاٹ کے قریب منزل کی سلطان بہلول یہ سنتے ہی سہرند سے دہلی کو روانہ ہوا اور خانجہان کے
بیٹے حسین خان کو میرٹھ سے بلا کر سلطان حسین کے مقابلہ پر بھیجا اس مرتبہ بھی قطب خان نے بیچ مین
پڑ کر صلح اس طور پر ٹھہرا دی کہ گنگ کے اس کنارے تک سلطان حسین اور اُس کنارے تک
سلطان بہلول کا قبضہ رہے جب اس صلح پر رضامند ہو کر سلطان حسین اپنے ملک کو لوٹا تو صلح
پر اعتماد کر کے بہت سا مال و اسباب منزل پر چھوڑ دیا مگر سلطان بہلول نے دغا دی اور وہ سارا مال اسباب
لوٹ لیا اور کچھ خزانہ بھی جو ہاتھیون اور گھوڑون پر لدا ہوا تھا سلطان بہلول کے ہاتھ لگا اور قاضی سماء الدین
مخاطب بہ قتلغ خان جو اپنے وقت کا بڑا عالم تھا اور اسی طرح کل چالیس امیر سلطان حسین کی طرف کے

بہلول کی فوجین پیچھے ہٹ گئے بہلول نے تتار خان لودی و دریا خان کو بھیجا کر قطب خان کے حوالہ کیا اور خود
سلطان حسین کا تعاقب کرتا ہوا میان دو آب مین شمس آباد تک گیا شمس آباد پہلے سلطان حسین کے قبضہ مین تھا
اب اسپر بھی بہلول نے قبضہ کر کے اپنا عامل مقرر کیا یہ واقعہ سنہ آٹھ سو چوراسی مین ہوا اور نوید خرابی اس
سال کی تاریخ ہے جب سلطان حسین نے دیکھا کہ بہلول پیچھا نہین چھوڑتا تو راپری کی حد مقابلہ پر کمر باندھی
پھر وہان صلح ٹھہر گئی اور یہ ٹھہرا کہ فریقین اپنے اپنے قدیمی ملکون پر قابض ہو جاوین اس صلح کے بعد
سلطان حسین نے شمس آباد کے علاقہ مین پھر جمعیت اکٹھی کر کے سلطان بہلول پر حملہ کیا موضع سونہار کے
قریب بڑی لڑائی ہوئی لیکن سلطان حسین نے شکست کھائی اور بہت سا مال غنیمت لودیون کے
ہاتھ آیا اور اس فتح سے انکی قوت بہت بڑھ گئی اسی عرصہ مین خان جہان کا دہلی مین انتقال ہو گیا اس
تقریب سے سلطان بھی دھوپا مو سے دہلی مین آیا اور اسکے بیٹے کو خان جہان کا خطاب دیکر راپری مین آکر
سلطان حسین سے لڑا اور پھر فتح پائی بھاگتے وقت سلطان حسین کے کچھ عیال و اطفال جمنا مین ڈوب گئے سلطان حسین
بھاگ کر گوالیار کی طرف گیا ادھر قوم بھدوریہ سنکرابی نے بھی اسکی فوج کو خوب لوٹا راجہ کیرت سنگھ حاکم گوالیار نے
اوس کی امداد کی اور بہت سا نقد و جنس و ہاتھی اونٹ اور گھوڑے اور ڈیرے پیشکش کے دیے اور
بہت سی فوج ساتھ کر کے کالپی تک اوسکو پہنچا گیا سلطان بہلول بھی پیچھا کرتا ہوا وہین پہونچا کالپی کے حدود مین مقدمین
لڑائی ہوئی تا کہ مقابلہ ہو رہا اثنا مین راے تلوکچند حاکم بکسر سلطان بہلول کی خدمت مین آیا اور اسکے لشکر کو
ایک مقام سے گنگا پایاب اتروادی پھر سلطان حسین مقابلہ کی قوت نہ پا کر پٹنہ کو چلا گیا وہان کا راجہ
استقبال کو آیا اور بہت سا نقد و جنس اور ہاتھی پیشکش کیا اور بیہو تک پہونچا دیا پھر بہلول نے جونپور کی
تسخیر کا ارادہ کیا سلطان حسین جونپور کو چھوڑ کر بہرائچ کی سمت سے قنوج مین آیا اور وہان رہب سے
کام سے سلطان بہلول سے مقابلہ کیا مگر پہلی مرتبہ کی طرح جب شکست پائی اس مرتبہ سارا اسکا
سلطنت کا سامان لودیون نے لوٹ لیا اور اسکی حرم ملکہ جہان بی بی خونزاد علاء الدین کی بیٹی تھی گرفتار
ہو گئی بہلول نے اسکو بڑی تعظیم و عزت کے ساتھ نظر بند رکھا اور جب بہلول پھر جونپور کی طرف متوجہ ہوا
تو بی بی اور جونپور کے قیدی پہلے سے جمعیت کراکے شہر کے پاس ہوئی سلطان بہلول نے جونپور مین آکر اپنا قبضہ
کیا اور مبارک خان نوحانی کو سپرد کر کے بدایون مین آیا اس وقت سلطان حسین موقع پا کر پھر جونپور مین
داخل ہوا بہلول نے پھر جونپور کو چھوڑ کر معمولی ہمراہ ترکستان کے پاس چلے گئے اور سلطان حسین سے

صلح و مدارا کی باتین بناتے رہے اتنے مین سلطان بہلول نے اپنے بیٹے باربک شاہ کو انکی مدد کے لیے
بھیجا اور خود بھی پیچھے سے جونپور کو روانہ ہوا سلطان حسین گھبرا کر بہار کو چلا گیا جب بہلول قصبہ ہلدی مین
پہونچا تو قطب خان کی وفات کی خبر آئی چنانچہ بہلول اسکی تعزیت کے لوازم ادا کرنے کے جونپور مین داخل ہوا
اور باربک اپنے بیٹے کو جونپور کے تخت پر بٹھا کر کالپی کو آیا اور اس ملک کو اپنے بھتیجے اعظم ہمایون کے
جسکا نام اصلی خواجہ بایزید تھا حوالہ کیا اور خود دہلپور مین آیا اور وہان کے راجہ سے کئی من سونا پیشکش لیا
پھر باری مین ہو کر پالھن پور علاقہ رنتھنبور مین گیا اور اس ملک کو غارت کر کے دہلی مین آیا تھوڑے
دنون کے بعد حصار فیروزہ کو گیا کچھ روز وہان مقام کر کے پھر دہلی مین آیا بعد اسکے گوالیار کی طرف
کوچ کیا اور وہان کے حاکم راجہ مان سے اسی لاکھ ٹنکے جو اس وقت مین رائج تھے پیشکش لیے اور گوالیار کی
حکومت اسی کو دیکر اٹاوے مین آیا اور وہان سے دہلی کا قصد کیا جب قصبہ سکیٹ مین پہونچا تو بیمار ہو گیا
اور سنہ آٹھسو چورانوے مین وفات پائی اس بادشاہ نے اڑتیس برس اور آٹھ مہینے اور آٹھ دن سلطنت کی

قطعہ تاریخ — بہشتصد و نود و چار رفت از عالم * خدیو ملک ستان و جہان کشا بہلول
بہ تیغ ملک ستان بود ولیک ذوق اجل * بود مثال فتیلہ و خنجر مقتول

ذکر سلطان سکندر بن سلطان بہلول کا

جب سلطان بہلول کے بیٹے نظام خان کو باپ کے مرنے کی خبر پہونچی تو فورا دہلی سے کوچ کر کے
قصبہ جلالی مین لشکر سے آملا اور باپ کی نعش دہلی کو روانہ کی اور جمعہ کے دن سلطان فیروز کے کوشک
مین جو کالی ندی کے کنارے پر بنا ہوا ہے سلطان سکندر اپنا خطاب مقرر کر کے تخت سلطنت پر بیٹھا
مشہور ہے کہ دہلی سے چلتے وقت حضرت شیخ سماء الدین کنبو کی خدمت مین حاضر ہوا یہ حضرت شیخ جمالی کے
پیر تھے اور اس زمانہ مین بڑے عالمون اور بزرگون مین سے تھے شاہزادہ نے صرف ہوائی کے
سبق کے بہانے سے اَسعَدَکَ اللہ کے معنی پوچھے جب انھون نے فرمایا کہ نیکبخت کرے تجکو اللہ
تعالی تو شاہزادے نے عرض کیا کہ تین مرتبہ بھی لفظ زبان مبارک سے فرمائیے جب شیخ ممدوح نے تین مرتبہ
اس لفظ کی تکرار کی تو شاہزادے نے اٹھکر عرض کیا کہ میرا مطلب حاصل ہو گیا اور شیخ سے اپنے
حق مین دعا لیکر لشکر کی طرف متوجہ ہوا جب سلطان سکندر کی سلطنت مستقل ہو گئی تو دہلی سے
راپری اور اٹاوہ کی طرف کوچ کیا اور سات مہینے اسی ملک مین رہکر اسمعیل خان نوحانی کو صلح کے

اپنے بھائی باربک شاہ بادشاہ جونپور کے پاس بھیجا اور خود عیسی خان حاکم تبیالی پر یورش کی عیسی خان نے مقابلہ مین زخمی ہو کر اطاعت قبول کر لی مگر اسی زخم کے صدمہ سے انتقال کیا تبیالی کا راجہ رائے گنیش بھی جو باربک شاہ سے موافق تھا سکندر سے آملا چنانچہ سکندر نے تبیالی کی حکومت اُسی پر بحال رکھی باربک شاہ جونپور سے قنوج مین آیا وہین فریقین مین لڑائی ہوئی اس لڑائی مین مبارک خان نوحانی باربک کا طرفدار اسیر گرفتار ہو گیا باربک بھاگ کر بداون کو گیا سکندر نے اُسکا بھی محاصرہ کر لیا باربک مجبور ہو کر حاضر ہو گیا سکندر اُسکے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا اور اُسکی تسلی کر کے اپنے ساتھ جونپور کو لیگیا اور بدستور سابق حکومت شرقی اُسکے حوالہ کی لیکن اُدھر کے سب پرگنے اپنے امیرون کو تقسیم کر دیے اور ہر جگہ فوج اپنی متعین کر دی کالپی کو بھی اعظم خان ہمایون سے نکال لیا پھر جھترہ مین آیا اور وہان سے گوالیار مین پہونچا اور خواجہ محمد فرملی کو مع خلعت خاص کے اپنا وکیل بنا کر راجہ مان کے پاس بھیجا راجہ نے بھی اپنے بھتیجے کو بادشاہ کے پاس بھیجا اور اطاعت اختیار کی اور اُسکا بھتیجا بیانہ تک بادشاہ کے ہمراہ گیا سلطان شرف حاکم بیانہ جو سلطان احمد جلوانی کا بیٹا تھا حاضر ہوا اور اُسکا یہ ارادہ ہوا کہ قلعے کی کنجی بھی سکندر کے وکیلون کے سپرد کر دے مگر پھر اُسکی رائے بدل گئی اور بیانہ مین جا کر قلعہ کو بند کر لیا پھر سلطان سکندر آگرے کو گیا ہیبت خان جلوانی جو سلطان الشرف کے متعلقون مین سے تھا آگرہ کے قلعہ مین بند ہو گیا سکندر نے چند امیر آگرہ مین چھوڑے اور خود بیانہ کو چلا گیا سنہ آٹھ سو ستانوے مین سلطان الشرف نے مجبور ہو کر پناہ مانگ لی اور بیانہ کا قلعہ سکندر کو حوالہ کیا سکندر نے وہ ملک خان جہان فرملی کو عطا کیا اسی سال مین جونپور مین بچگوتیون کی قوم نے قریب ایک لاکھ سوار و پیادے کے جمع ہو کر فساد برپا کیا بادشاہ یہ سنکر اس طرف گیا باربک نے بھی اُس طرف سے آ کر ملاقات کی وہان سے اودھ مین جا کر کچھ دنون سیر و شکار مین مشغول رہا پھر جونپور کو گیا جب جنہار کے قلعہ پر پہونچا سلطان حسین شرقی کے امیر اُس قلعہ مین تھے اُن سے مقابلہ ہوا آخر سکندر نے اُنکو شکست دی اور اُسکے محاصرے کا خیال ترک کر کے بار میل مین جو الہ آباد کے قریب ہے آیا اور اُس نواح کو بالکل خراب کر کے کڑہ اور مانک پور کے رستے سے دالمؤ کو گیا اور وہان سے شمس آباد مین آیا اور چھ مہینے تک وہان رہا پھر سنبھل کو گیا اور وہان سے پھر شمس آباد کو لوٹ گیا اور بہ بیاست کے بعد سنہ نو سو مین پٹنہ کو روانہ ہوا اور وہان کے مفسدون کی خوب گوشمالی کر کے جونپور مین آیا اسی سفر مین گھوڑے اسقدر تلف ہوے کہ دس مین ایک زندہ رہا پٹنے وغیرہ کے زمینداروں نے

یہ خبر سلطان حسین شرقی کو لکھ کر بُلایا سلطان حسین نے بہت جمعیت فراہم کر کے اُدھر کا قصد کیا سکندر بھی
یہ سنکر گنگا اُتر کر جنپار مین پہونچا اور وہان سے بنارس مین آیا سلطان حسین ابھی بنارس سے
اٹھارہ کوس پر تھا کہ سکندر جھپٹ جھپٹ اُسکے سر پر جا پہونچا راستہ مین سالباہن پٹنہ کا راجہ
سلطان حسین سے قطع تعلق کر کے سکندر سے آملا سلطان حسین نے لڑائی مین شکست پاکر پٹنہ کا
راستہ لیا سکندر نے بھی ایک لاکھ سوار ساتھ لیکر تعاقب کیا راستہ مین معلوم ہوا کہ سلطان حسین بہار کو
چلا گیا نوین روز سکندر پھر اپنے لشکر مین آملا اور بہار کی طرف متوجہ ہوا یہ سُنکر سلطان حسین بہار مین
اپنا نائب چھوڑ کر کہلگانون ضلع لکھنوتی مین چلا گیا اور بہار پر بھی جا کر سکندر نے اپنا قبضہ کر لیا پھر
وہان سے جا کر ترہت کو تسخیر کیا سنہ نوسو ایک مین خان جہان نے وفات پائی اور اُسکے بڑے
بیٹے احمد خان نے اعظم خان ہمایون کا خطاب پایا پھر سلطان سکندر ترہت مین حضرت شیخ
شرف الدین یحیی منیری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو گیا پھر درویش پور مین آیا اور وہان سے
علاء الدین بادشاہ بنگالہ پر فوج کشی کی نواحی بہار مین علاء الدین کا بیٹا دانیال نام اُسکے مقابلہ کے
لیے آیا آخر صلح ہوگئی اور دونون اپنے اپنے ملک کو لوٹ گئے اس سال مین بادشاہ کے لشکر پر قحط اور
عُسرت کی شدت ہوئی ہر طرف بادشاہ نے فرمان بھیجے کہ غلہ کی زکوۃ موقوف ہو پھر وہان سے
سکندر سارن مین آیا اور اُسکو اپنے امیرون پر تقسیم کر دیا پھر مچھلی گڈھ کے راستے سے جونپور مین
آیا اور چھ مہینے وہان رہکر پٹنہ کی طرف قصد کیا سنہ نوسو چار مین پٹنہ سے باندھو گڈھ تک تمام ملک کو
تاخت تاراج کیا مگر چونکہ اُدھر کے قلعے بہت مستحکم تھے اسلیے کسی قلعہ کے کھولنے کا پابند نہوا الغرض
جونپور مین آیا وہان کے امیر کسی کھیل کھیلنے مین باہم لڑنے لگے یہان تک کہ مقاتلہ پر نوبت پہونچی
سکندر اُن سب سے بدظن ہوگیا اور اپنی نگاہبانی کے لیے بڑے معتمد لوگون کو مقرر کیا چنانچہ وہ ہتھیار
باندھے ہوے رات بھر حفاظت کرتے تھے جو جو امیر کہ مردود اور معزول ہوے اُنھون نے سلطان بہلول کے
بیٹے فتح خان کو تخت پر بیٹھنے کی تحریک کی مگر فتح خان نے سادہ لوحی سے اپنی مان پر اور شیخ طاہر وغیرہ
اُن امیرون پر جو بادشاہ کے بڑے معتمد تھے اس بھید کو ظاہر کیا اور جن جن امیرون نے اس امر پر
ترغیب دی تھی آج سب کے نام بھی بتلا دیے اُنھون نے فتح خان کو اس خیال فاسد سے
منع کیا اور بہت نصیحتین کین اور اپنے ذمہ بری کرنے کے لیے سلطان سکندر کو بھی اس مضمون سے

مطلع کر دیا چنانچہ سکندر نے اُن سب امیرون کو حکمت عملی سے متفرق کر دیا سنہ ۹۰۵ پانسو نو مین سکندر
سنبھل کو آیا چار برس تک وہان مقام کیا اور اوقات اپنی عیش و عشرت اور سیر و شکار مین بسر کی
سنہ ۹۰۹ نوسو نو مین اصغر حاکم دہلی نے بغاوت کی سکندر نے سنبھل سے خواص خان حاکم ماچھیواڑہ کے
نام فرمان بھیجا کہ اُسکو گرفتار کر کے حضور مین بھیجدے مگر اصغر اس سے پہلے خود ہی
سنبھل مین آکر قید ہو گیا اور خواص خان دہلی کا حاکم مقرر ہوا اسی سال مین خانخانان فرملی
حاکم بیانہ کی وفات ہوئی کچھ دنون وہان کی حکومت عماد اور سلطان اُسکے بیٹون [illegible] پھر وہ دونون
حضور مین بلالے گئے اور وہ قلعہ خواص خان کے حوالہ ہوا احمد خان [illegible] آگرہ مین متعین ہوا
خواص خان نے عالم خان حاکم میوات اور خانخانان نوحانی کی مدد سے دھولپور پر یورش کی
وہان کے راجہ نے مقابلہ کیا اس لڑائی مین مسلمان بہت شہید ہوئے سکندر نے بہت جلد دھولپور
مین پہونچا تب مانک دیو راجہ دھولپور قلعہ چھوڑ کر گوالیار کو بھاگ گیا [illegible] غارتگری شروع کی
سکندر ایک مہینے تک وہان رہا پھر گوالیار کی طرف متوجہ ہوا [illegible] چنبل ندی کو
اُتر گیا اور مندکی کے کنارے منزل کی وہان کی آب و ہوا [illegible] وبا پھیل گئی
گوالیار کے راجہ نے بھی صلح کر لی اور سعید خان اور بابو خان [illegible] بادشاہ کے لشکر سے
بھاگ کر گوالیار مین پناہ لے گئے تھے اپنے پاس سے نکال دیا اور [illegible] بادشاہ کی خدمت مین
بھیجا چنانچہ بادشاہ نے گھوڑا اور خلعت دیکر اسکو رخصت کیا اور خود آگرہ [illegible] دھولپور کی
حکومت پھر اسے مانک دیو کو عطا کی برسات بھر آگرہ مین رہا سنہ نوسو [illegible] مندرایل کی طرف
متوجہ ہوا راے مندرایل نے امن مانگ کر قلعہ خالی کر دیا [illegible] داخل ہو کر وہان کے
سارے بتخانے توڑے جب وہان سے لوٹا تو دھولپور کے قلعہ کو از سر نو تعمیر کیا پھر آگرہ مین
آیا اور سب امیرون کو اپنی جاگیرون پر رخصت کیا اسی سال مین سید محمد جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے
وفات پائی یہ بڑے ولی کامل تھے اور انھون نے امام مہدی ہونے کا بھی دعویٰ کیا تھا
سفر حج سے لوٹتے وقت شہر فرہ مین جان بحق تسلیم کی قاضی حسین زرگر قندھاری نے انکی تاریخ لکھی ہے
مصرع گفتا کہ بروز شیخ کن استغفار + اور شیخ مبارک نے لفظ مضا مہدی مادہ تاریخ نکالا تاریخ تیسری
ماہ صفر سنہ نوسو گیارہ مین تمام ہندوستان مین ایسا زلزلہ آیا کہ جسکے صدمے سے

تمام پہاڑ بھی لرز گئے اور بڑی بڑی عمارتین گر گئین جابجا زمین دہل گئی درخت اپنی اپنی جگہ سے اکھڑ کر دور دور
جا پڑے لوگ اُس زلزلہ کو دیکھکر یہ سمجھتے تھے کہ گویا قیامت قائم ہو گئی اور تاریخ بابری وغیرہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یہ زلزلہ ہندوستان سے ہی خاص نہ تھا بلکہ اُس روز اور ملکون مین بھی ایسا ہی زلزلہ آیا تھا لفظ قاضی کی
حادثہ کی تاریخ ہے **قطعہ** در نہصد و احدی عشر از زلزلہا + گردید سواد آگرہ چون مرحلہا +
با آنکہ بناہاش ہمہ عالی بود + از زلزلہ شد عالیہا سافلہا + سنہ نوسو بارہ ۹۱۲ مین سلطان سکندر نے
قلعہ اونٹ گڈھ کا محاصرہ کیا ہر چند اُسکی طرف کے آدمی بہت مارے گئے مگر اُس قلعہ کو فتح کر کے
چھوڑا اور وہان کے بہت ہندوون کو قتل کیا جو باقی رہے وہ مع اہل و عیال کے خود
جل مرے تمام وہان کے بتخانے توڑ کر مسجدین بنا دین سنہ ۹۱۳ نوسو تیرہ مین نرور کے قلعہ کی طرف
توجہ کی راستے مین جلال خان لودی نے جو بہت سی جمعیت سوار و پیادے کی اپنے پاس جمع کی تھی
ملاحظہ کی سکندر کو یہ فوج جمع کرنا اُسکا ناگوار ہوا اور ساری اُسکی جمعیت کو پریشان کر کے جلال خان کو
قید کر کے قلعہ اوسکر مین بھیجدیا نرور والون نے امن مانگ کر صلح کر لی سنہ نوسو چودہ مین ایک اور
احاطہ قلعہ نرور کے گرد مضبوطی کے لیے بنوایا اسی عرصہ مین نعمت خاتون قطب خان کی بی بی سکندر سے
ملنے کے لیے آئی تھی سلطان سکندر نے دو سو گھوڑے اور پندرہ ہاتھی شہزادہ جلال خان کو
دیکر نعمت خاتون کے ساتھ کالپی کو روانہ کیا اور وہ ملک شہزادہ مذکور کو جاگیر مین عطا ہوا سنہ ۹۱۵ نوسو پندرہ
مین سکندر دھابہ سے کوچ کر کے ہنکات مین آیا اور جابجا تھانے مقرر کرتا ہوا آگرہ مین پہونچا و لہ الحکم و
والیہ ترجعون اُس سال کی تاریخ ہوئی اسی عرصہ مین سلطان ناصر الدین مالوی کا نواسہ اپنے
نانا سے خائف ہو کر سکندر کے پاس پناہ لایا چندیری اُسکی جاگیر مین مقرر ہوئی اور شہزادہ
جلال خان کو حکم ہوا کہ ہر طرح اُسکا مدد و معاون رہے اسی سال مین آگرہ سے دھولپور تک
جابجا عمارتین اور باغ تیار کرائے تاکہ شکار کھیل کر وہان آرام لیا کرے اس سال مین محمد خان ناگوری نے
بھی اس سبب سے کہ اُسکی ساری قوم سلطان سکندر سے مل گئی تھی اطاعت قبول کی اور خطبہ
سلطان سکندر کے نام کا اپنے ملک مین جاری کیا یہ ملک سب لڑے بھڑے سکندر کے قبضہ
مین آگیا خانخانان فرملی کے بیٹے سلیمان کو اونٹ گڈھ کی مہم مین سلطان سکندر نے تو پر کی طرف
متعین کیا تھا اور اُسنے قبول نہ کیا تھا اس جرم مین سکندر نے اس سال مین اُسکو خدمت سے

معزول کیا اور پرگنہ اندری کرنال کا اُسکی وجہ معاش مین مقرر کیا چنانچہ اُسنے وہین جاکر سکونت
قبول کی اور چونکہ سلطان محمود مالوی کی سلطنت میں ضعف آگیا اس سبب سے محبت خان مالوی نے
چندیری کا ملک بھی سلطان سکندر کے حوالہ کیا اور اُس ملک مین خطبہ سلطان سکندر کے نام کا پڑھا
ہرطرف اس خبر کے فرمان اور فتح نامے بھیجے گئے اور سلطان سکندر نے سلطان ناصرالدین
مالوی کے پوتے محمد خان کو اول چندیری مین شہر بند کردیا تھا مگر پھر وہ ملک اُسی کے حوالہ کیا
اور اپنے اسپر گماشتے مقرر کیے تاکہ اُس سے خبردار رہین اور خود مختار ہنونے دین اور خود بطریق سیر
وشکار کے بیانہ کی طرف آیا اور وہان کے عالمون اور بزرگون کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا خصوصاً سید
نعمت اللہ حسینی سے جو بڑے ولی اور صاحب کشف وکرامت تھے بہت صحبت رکھتا تھا شاہزادہ دولت خان
حاکم قلعہ رنتنبھور نے بھی جو سلطان محمود مالوی کا محکوم تھا علی خان ناگوری کے وسیلہ سے ملاقات
حاصل کی اور قلعہ کی کنجی حوالہ کردینے کا وعدہ کیا استنے مین علی خان ناگوری کی نیت مین فساد آیا اور وہ
اس امر سے مانع ہوا مگر بادشاہ اس حرکت کو ٹال گیا اور دولت خان سے بیٹون کی طرح محبت کی اور بہت خلعت
اور کئی گھوڑے اور ہاتھی اُسکو عنایت کیے پھر سلطان سکندر قلعہ تھنگر کو گیا اور وہان سے سیر کرتا ہوا قصبہ
باری مین آیا اور وہان سے آگرہ مین آکر بیمار ہوا اور اتوار کے دن سترہوین ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ سنہ نوسوتئیس مین
جہان فانی سے رحلت کی وَجَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلاً اُسکی تاریخ ہوئی اس بادشاہ نے
اٹھائیس برس اور پانچ مہینے سلطنت کی یہ بادشاہ شاعرون سے بہت صحبت رکھتا تھا اور خود
گلرخ تخلص مقرر کرکے کبھی کبھی کچھ شعر ہندوستانیون کے قدیم طریقے پر لکھتا تھا اسی سبب سے
شیخ جمالی سے اُسکو بڑی موافقت تھی یہ کئی شعر اس بادشاہ کی تصنیف ہین سورکیہ سین ہین گل برنقش
روحی ست مجسم کہ دران پیرہنستش ؛ مشک ختنی چیست کہ صد مملکت چین ؛ در حلقہ آن زلف شکن در شکنستش ؛
گلرخ چہ کند جوہر دندان تراوصف ؛ ہمچون دُر سیراب سخن در دہنستش ؛ دسوزن مژگان بکشم رشتہ جان را
تا چاک بدوزم کہ دران پیرہنستش ؛ اُسکے زمانے کے شاعرون مین سے ایک برہمن تھا اگرچہ ہندو تھا
مگر ساری درسی کتابین پڑھاتا تھا یہ ایک مطلع اُسنے مسعود بیگ کی زمین پر لکھا ہے
دل خون نشدے چشم تو خنجر نشدے گر ؛ رہ گم نشدے زلف تو ابتر نشدے گر ؛ اور اُس زمانے کے بڑے
عالمون مین سے شیخ عبداللہ طلبنی دہلی مین اور شیخ عزیز اللہ طلبنی سنبھل مین سکتے جب

عالمان

ملتان خراب ہو گئی تو یہ دونون ہندوستان مین تشریف لاے اور اُس ملک مین علم معقول کو
ان دونون نے رواج دیا اس سے پہلے فقط شرح شمسیہ اور شرح صحائف کا منطق اور کلام مین
بیان رواج تھا استادون سے سُنا ہی کہ شیخ عبد اللہ کے شاگردون مین سے چالیس آدمیون سے
زیادہ عالم متبحر ہو گئے میان لادن اور جمال خان دہلوی اور میان شیخ گوالیاری اور میران سید جلال
بدایونی بھی انھین مین سے تھے مشہور ہی کہ سلطان سکندر شیخ عبد اللہ کے درس کے وقت آتا تھا
اور چپکا ایک کونہ مین بیٹھ جاتا تھا کہ طالب علمون کے سبق کا حرج نہو جب وہ درس سے
فارغ ہوتے تھے اسوقت سلام علیک کیا کرتا تھا اور پہرون انکی خدمت مین بیٹھا کرتا تھا
شیخ عزیز اللہ تلنبی بھی بڑے صاحب ارشاد و ہدایت تھے مشکل مشکل کتابین بے دیکھے اچھی طرح پڑھاتے
اکثر لوگون نے امتحان کے طور پر مشکل سوال اُن سے پوچھے ہین اور انھون نے فی
البدیہہ حل کر دیے ہین انکے شاگردون مین سے ایک میان حاتم سنبھلی تھے جنھون نے
اپنی عمر مین تیس بار سے زیادہ شرح مفتاح اور چالیس بار مطول اول سے آخر تک پڑھائی تھی
دوسرے شیخ الہدیہ جونپوری تھے انکی تصنیفات بہت مشہور ہین اُنمین سے ایک ایک فقہ مین ایکا
حاشیہ کئی جلدون مین لکھا ہی اور کافیہ کی شرح کی بھی تعریف نہین ہوسکتی ہی تفسیر مدارک وغیرہ پر
جو حواشی لکھے ہین جو اب تک درس مین ہین سلطان سکندر نے سب عالمون کو جمع کرکے ایک طرف
شیخ عبد اللہ اور شیخ عزیز اللہ اور دوسری طرف شیخ الہدیہ اور اُنکے بیٹے بھکاری کو مناظرے
مین مقابل کیا آخر معلوم ہوا کہ شیخ عبد اللہ اور شیخ عزیز اللہ تقریر مین اور شیخ الہدیہ اور اُنکے
بیٹے تحریر مین لاجواب تھے شیخ عبد اللہ نے ۹۲۲ھ نوسو بائیس مین وفات پائی اور لکیا مقسم درجات
العُلے اُنکے انتقال کی تاریخ ہی اور اُس زمانے کے شاعرون مین سے ایک شیخ جمالی کنبوہ
دہلوی تھے اکثر سلطان سکندر انکو اپنے شعر سنایا کرتا تھا اور شیخ جمالی ہمہ صفت موصوف تھے
سیر بھی جہان کی اُنھون نے بہت کی تھی اور مولوی جامی صاحب کی خدمت مین بھی مدتون رہے تھے
اور اُن سے اپنے شعرون مین اصلاح لی تھی یہ کلام اُنکا ہی ؎ ما را ز خاک کویت پیراہنی ست بر تن
وان ہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن ؛ ایضاً عشق را طی لسانی ست کہ صد سالہ سخن را
دوست با دوست بیک چشم زدن مے گوید ؛ یہ غزل بھی اُنکی ہندی طرز پر بڑے مزے کی ہی ؎

روز و شب مونسم خیال شماست + ایّہا الغافلون عن نظری + طال شوقی الی منازلکم
فاسئلوا عن خیالکم خبری + شیخ جمالی نے ایک تذکرہ سیر العارفین نام ہند کے بزرگون کے حال مین لکھا ہی مگر سقم اور تناقض سے خالی نہین شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر سے شروع کیا ہی اور شیخ سماء الدین کنبوہ دہلوی کے ذکر پر ختم کیا ہی اور سوا اسکے اور بھی نظم و نثر مین انکی کتابین ہین دیوان انکا آٹھ نو ہزار شعر کا مشہور ہی +

ذکر سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی کا

بعد انتقال سلطان سکندر کے سلطان ابراہیم اسکا بیٹا امیرون کے اتفاق سے سنہ نوسو تیئیس مین آگرہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا شاہزادہ جلال خان بھی جسکو سلطان سکندر نے جونپور کا حاکم مقرر کیا تھا سلطنت کے نام سے موسوم ہوا اسی عرصے مین خان جہان نوحانی حاکم راپری کا آگرہ مین آیا اور اسنے سب امیرون کو جلال خان کے سلطنت مین شریک کر دینے پر بڑی ملامت کی اور سب پورب کے امیرون کے نام فرمان جاری ہوے کہ جلال خان کو پکڑ کر درگاہ مین حاضر کرین جلال خان جونپور سے کالپی مین آیا اور وہان بڑی جمعیت اکٹھی کر کے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور سلطان جلال الدین اپنا خطاب مقرر کیا اعظم ہمایون سروانی چند روز جلال خان کا شریک رہا بعد ازان سلطان ابراہیم کی ملازمت مین حاضر ہوا سلطان ابراہیم نے اسمعیل خان اور حسین خان وغیرہ شاہزادون کو جو قید تھے قلعہ ہانسی مین بھیجدیا اور سب کے لیے کھانا اور کپڑا اور دو دو خدمتگار مقرر کیے بعد ازان سلطان ابراہیم پورب کی طرف کوچ کر کے بھوگانون تک پہونچا اور اس ملک کو بالکل پاک صاف کر کے قنوج مین آیا اور بہت سے امیرون کو جلال خان کے مقابلے کے لیے بھیجا جلال خان نے تیس ہزار سوار اور کئی حلقے ہاتھیون کے ساتھ لیکے آگرہ کی طرف کوچ کیا ملک آدم کاکر سلطان ابراہیم کی طرف سے آگرہ کی حفاظت کے لیے آیا اور کئی اور امیر بھی اسکی مدد کے لیے پہونچے سب نے باتین بنا کر جلال خان سے گفتگو کی کہ تو سب سامان بادشاہی سلطان ابراہیم کے حوالہ کر دے تو ہم تیری تقصیرین معاف کرا کے کالپی کو جاگیر مین دلا دین جلال خان نے یہ بات قبول کی اور فوراً چتر آفتاب گیر اور نقارہ وغیرہ ملک آدم کے سپرد کیا چنانچہ اسنے حدود اٹاوہ مین بادشاہ کے سامنے پیش کیا سلطان اس صلح پر راضی نہوا اور فوج

جلال خان کے نکال لینے کے لیے بھیجے جلال خان مضطر ہوکر گوالیار کو بھاگا اس عرصے مین سب سکندری
امیرون نے جو باعث تزلزل سلطنت کے ہوئے تھے سلطان ابراہیم کی اطاعت قبول کی مگر
ابراہیم کو میان بھوہ سے جو سکندر کے زمانہ کا بڑا نامی امیر اور اُسکا وزیر تھا دلی رنج پیدا ہو گیا
چنانچہ اُسکو طوق و زنجیر پہنا کر ملک آدم کے حوالہ کیا اور اُسکے بیٹے کو باپ کا منصب عطا کیا میان
بھوہ کا قید مین ہی انتقال ہوا پھر سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون سروانی حاکم کڑہ کو تین ہزار سوار
اور سو ہاتھی دیگر گوالیار کی تسخیر کے لیے بھیجا جلال خان وہان سے بھاگ کر مالوہ مین سلطان محمود مالوی کے
پاس گیا جب بادشاہی فوج گوالیار پر پہونچی تو راے مان سنگھ کا بیٹا راے بکرماجیت جو باپ کو قتل کرکے
گوالیار کا حاکم بن بیٹھا تھا مقابلہ کی قوت نہ لا سکا اور قلعہ کی حفاظت اچھی طرح نہو سکی قلعہ بادل گڈھ
جو گوالیار کے قلعہ کے نیچے ایک بڑی عمارت تھی مسلمانون کے قبضہ مین آگیا وہان سے ایک کانسے کی
مورت ملی جسکی ہندو پرستش کیا کرتے تھے اعظم ہمایون نے اُسکو آگرہ مین سلطان ابراہیم کے پاس بھیجدیا
اور سلطان ابراہیم نے اسکو دہلی مین بھیجکر شہر کے دروازے پر ڈالدیا اور اُسی مورت کو اس کتاب
منتخب التواریخ کے جمع ہونے سے دس برس پہلے فتح پور مین اُٹھا لائے تھے مصنف صاحب نے
بھی اُسکو دیکھا تھا اور ناقوس اور گھنٹا وغیرہ اُسپر بجایا جاتا تھا اس زمانہ مین سلطان ابراہیم
امیرون سے بدظن ہو کر اکثر کو قید کرکے اِدھر اُدھر بھیجدیا جلال خان اور محمود مالوی مین بھی موافقت
نہ آئی تب جلال خان وہان سے بھاگ کر گڑہ کنگ کو چلا گیا اور وہان اُسکو گوندون کی جماعت نے
پکڑ کر سلطان ابراہیم کے پاس بھیجدیا سلطان ابراہیم نے حکم دیا کہ اُسکو قلعہ ہانسی مین اور شاہزادون کے
ساتھ مقید رکھین مگر کسی نے راستے مین ہی اُسکو شہید کر دیا اعظم ہمایون گوالیار کے قلعہ کا
محاصرہ کیے ہوئے تھا اور قریب تھا کہ فتح ہوجاوے اتنے مین بادشاہ کا فرمان پہونچا اور وہ
حکم کے موجب اُس قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر آگرہ مین آیا سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون اور اُسکے
بیٹے فتح خان کو قید کر لیا اعظم ہمایون کے دوسرے بیٹے اسلام خان کو سارا باپ کا مال ہاتھ آیا
اور اُسنے اُسکی قوت پر کڑہ مین بہت سی جمعیت اکٹھی کرکے اکثر اُدھر کے امیرون کو اپنا شریک کر لیا
اور احمد خان حاکم کڑہ سے مقابلہ کرکے اُسکو شکست دی سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون لودی کے
بھائی احمد خان کو ایک بڑے گروہ اور جتھے کا آدمی سمجھکر اور بہت سے نامی سردار مثل خانخانان فرملی وغیرہ کے

اُسکے ساتھ کرکے اُن امیرون کے مقابلہ کے لیے بھیجا جو بادشاہ کی طرف سے باغی ہوکر اسلام خان سے
جا ملے تھے قنوج کے قریب قصبہ بانگرمئو مین اقبال خان خاصخیل اعظم خان ہمایون نے گھات سے
نکل کر بادشاہی لشکر پر ایسا حملہ کیا کہ بادشاہی لشکر درہم برہم ہوگیا سلطان ابراہیم نے اور لشکر احمد خان کی
مدد کے لیے بھیجا مخالف بھی قریب چالیس ہزار کے سوار اور پانسو ہاتھی لیکر مقابل ہوے
بڑی لڑائی ہوئی اُدھر نصیر خان لودی نے بہار کی طرف سے آکر باغیون پر حملہ کیا دونون طرف سے اُنہن
یورش ہوئی بڑی جانفشانیون کے بعد باغیون نے شکست کھائی اور اسلام خان مارا گیا اور سعید خان
قید ہوگیا تب وہ فتنہ دبا ہرچند ایسی فتح عظیم نصیب ہوئی مگر سلطان ابراہیم کا دل امیرون کی طرف سے
صاف نہوا اس سبب سے امیرون نے بھی ہر طرف مخالفت شروع کی بہت سے نامی گرامی امیر مثل
اعظم ہمایون سروانی اور میان بھوہ وزیر سلطان سکندر کے قید سے بھی مرگئے میان حسن فرملی چندیری
مین سلطان ابراہیم کے اشارہ کے بموجب وہان کے اوباش شیخ زادون کے ہاتھ سے مارا گیا دریا خان
لوحانی حاکم بہار اور خان جہان لودی بھی خائف ہوکر باغی ہوگئے دریا خان بعد چندے روز کے مرگیا بہادر خان
اُسکا بیٹا اُسکی جگہ قائم مقام ہوا سارے پرگنہ کے امیر اُس سے متفق ہوگئے بہادر خان نے نواحی
بہار مین ایک لاکھ سوار جمع کرکے سارے اُس طرف کے ملکون پر قبضہ کرلیا اور سلطان محمد اپنا خطاب
مقرر کرکے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور اُسکے لشکر نے سنبھل تک آکر اپنا قبضہ کیا مدت تک بہار وغیرہ
مین خطبہ اُسکے نام کا جاری رہا اسی عرصہ مین دولت خان لودی کا بیٹا خان خانان لاہور سے آگرہ مین
سلطان ابراہیم کے پاس آیا مگر اُسکے دل مین بادشاہ کی طرف سے وہم پیدا ہوا وہان سے بھاگ کر
اپنے باپ کے پاس پہونچا دولت خان نے سلطان ابراہیم کے چنگل سے رہائی کی صورت
کوئی نہ دیکھی تو اُسی اپنے بیٹے کو کابل مین بھیجا چنانچہ وہ ظہیر الدین بابر کو اپنے ساتھ ہندوستان پر لایا
خان خانان نے آخر کو اپنے باپ کی شکایت ظہیر الدین بابر سے کی تھی اور اُسکے مزاج کو دولت خان کی
طرف سے منحرف کردیا تھا چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالی آگے مذکور ہوگا یہ خانخانان شیر شاہ کے وقت تک
زندہ رہا اور اُسی کی قید مین مرا محمد خان نے بہار مین انتقال کیا اور سارے امیرون نے سلطان ابراہیم سے
بگڑ کر ہر طرف فتنہ و فساد برپا کیا ایسے وقت مین بابر کے اقبال نے یاوری کی مجملاً اُسکا بیان یہ ہے کہ دولت خان اور
اُسکے بیٹے غازی خان اور انکے سوا اور سلطان ابراہیم کے امیرون نے عالم خان لودی کے ہاتھ کابل مین

ظہیر الدین بابر کے پاس عرضیان بھیجین اور اُسکو ہندوستان کی تسخیر پر ترغیب دی بابر شاہ نے کئی امیرون کو
عالم خان کے ساتھ روانہ کیا تاکہ ہندوستان مین جاکر اپنا تصرف شروع کرین اُن لوگون نے لاہور اور
سیالکوٹ وغیرہ کو فتح کرکے اپنے تصرف مین کیا اور یہ ساری کیفیت سلطان بابر کے حضور مین گذارش کی

اس فتح کی تاریخ یہ ہے ع | ظہیر الدین محمد شاہ بابر | سکندر دولت و بہرام صولت
بدولت کرد فتح کشور ہند | کہ تاریخ آمدش فتح بدولت | بابر شاہ بھی یہ سنکر متواتر کوچ کرتا ہوا

سندھ کے کنارے پر پہونچا اس منزل مین اسکی ساری جمعیت دس ہزار تھی ادھر دولت خان اور غازی خان
منحرف ہوکر تیس ہزار سوار پٹھان وغیرہ ساتھ لیکر قصبہ کلانور پر متصرف ہوگئے اور امراے بابری کے مقابلہ کے
لیے لاہور کی طرف کوچ کیا غازی خان سیالکوٹ مین پہونچا امیر خسرو بابری امیر اُس قلعہ کو خالی کرکے
بابر کے لشکر مین جا ملا چند روز کے بعد سلطان بابر سیالکوٹ مین آیا اور اُس بستی کو ویران کرکے
دھولپور آباد کیا تاتار خان بابر شاہ کی طرف سے دہلی پر سلطان ابراہیم کے مقابلہ مین آیا اور بادشاہی لشکر پر
شبخون کیا جلال خان وغیرہ بعضے سلطان ابراہیم کی طرف کے امیر اُس شب مین عالم خان سے مل گئے
سلطان ابراہیم نے صبح تک اپنی جگہ سے حرکت نہ کی عالم خان کا لشکر فتح کے گمان پر صبح کو ہر طرف
متفرق ہوگیا تھوڑے سے آدمی عالم خان کے ساتھ رہ گئے سلطان ابراہیم نے ایسے وقت مین
ایک ہاتھی آگے کرکے انہون کی فوج پر حملہ کیا اس حملہ مین دشمنون کے پاؤن اُکھڑ گئے عالم خان
بھاگ کر میان دوآبہ سے گذر کر سرہند مین پہونچا اور وہان سے کنگوتہ کے قلعہ مین جو ملوت کے توابعات سے
پہاڑ پر واقع ہے پناہ لی دلاور خان لودھی عالم خان سے جدا ہوکر بابر شاہ سے جا ملا اور اُسکے پہونچنے سے
بین اُخلل ہوا عالم خان بھی چند روز مین بابر شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا سلطان بابر نے پہلے سے بھی
زیادہ اُسکی عزت کی اور اُسکی تعظیم کے لیے کھڑا ہوگیا اور خلعت دیکر معزز کیا جب سلطان بابر کا لشکر
کلانور کے ضلع مین پہونچا محمد سلطان مرزا وغیرہ اُمرا بھی لاہور سے آکر مل گئے قلعہ ملوت کے حوالی مین جہان سے
غازی خان بھاگ گیا تھا دولت خان بھی ملازمت مین حاضر ہوا پچھلے گناہ اُسکے عفو ہوئے دربار عام مین
لوگ اُسکو باندھکر اور دو تلوارین اُسکی گردن مین ڈالکر حضور مین لائے تھے بابر نے اس ہیئت سے
منع کیا اور اسکو بڑی تعظیم سے بلایا اور بیٹھنے کی اجازت دیکر اپنے قریب جگہ دی مگر سارا مال اسباب
اُسکا سپاہیون کو تقسیم کر دیا ملوت پر بابر کا قبضہ ہوگیا دولت خان چند روز کے بعد قید مین راہی ہو گیا

کچھ بابر بادشاہ غازی خان کا تعاقب کر کے کوہ سوالک کی طرف گیا اور نادون مین منزل کی وہان غازی خان
ہاتھ نہ آیا تب وہان سے لوٹا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا سہرند کے ضلع مین گھگر کے کنارے منزل کی ہان سے
سامانہ اور سنام کی طرف گیا سلطان ابراہیم عالم خان کو شکست دیکر دلی مین ہی پڑا رہا بابر نے امیر کتہ بیگ کو
بھیجا تاکہ اُسکے لشکر کی کیفیت دیکھ آوے اسی منزل مین مین افغان باغی ہوکر پھر آملا حمید خان
خاص خیل سلطان ابراہیم حصار فیروزہ سے جمعیت فراہم کرکے لڑائی کے ارادے پر آتا تھا بابر نے
شاہزادہ محمد ہمایون میرزا خواجہ کلان وغیرہ امیر ساتھ کرکے اُسکے مقابلے کے لیے بھیجا بڑی لڑائی کے
بعد حمید خان کو شکست ہوئی اور بہت سے اُسکے ساتھی مارے گئے کچھ پکڑے گئے حصار فیروزہ
شاہزادہ ہمایون کی جاگیر مین مقرر ہوا بادشاہ نے کوچ کرکے شاہ آباد سے دو منزل پر جمنا کے کنارے
منزل کی داؤد خان وغیرہ سلطان ابراہیم کے کئی امیر پانچ چھ ہزار سوار ساتھ لیکر جمنا کو اُتر گئے تھے
بابر نے سید محمد مہدی اور خواجہ محمد سلطان میرزا اور سلطان جنید برلاس کو اُسکے مقابلے کے لیے
بھیجا چنانچہ اُنھون نے پٹھانون کی خوب گوشمالی کی اور بہت لوگون کو قتل اور قید کیا جو بچے وہ سلطان
ابراہیم کے لشکر سے جا ملے بابر نے وہان سے کوچ کرکے سامان لڑائی کا درست کیا اور سپاہ میمنہ
اور میسرہ تیار ہوکر ملاحظہ سے گذری اُسی دن آٹھ سو گاڑیان ایک دن مین بنائی گئین اور استاد علی قلی
آتشباز نے موافق حکم کے توپخانہ روم کی طرح سب گاڑیون کو زنجیرون اور تسمون سے باہم جکڑ دیا اور ہر جگہ
دو دو گاڑیون کے بیچ مین چھ سات تو بڑے خاک سے بھر کر قائم کیے تاکہ اُسکی پناہ مین سپاہی بندوقین
چلاوین اور یہ ٹھہرا کہ یہان سے کوچ کرکے پانی پت کو لشکر کے پیچھے کرکے منزل کرین اور سب سوار و پیادے
اُن گاڑیون کی صف کے پیچھے رہین اور ادھر اُدھر سے نکل کر مقابلہ کرین اور ضرورت کے وقت
پھر اُسی پناہ مین آجاوین پنجشنبہ کے دن جمادی الآخر کی تیسوین تاریخ سنہ نو سو بتیس مین پانی پت کے قریب
منزل ہوئی اور وہان سے سلطان ابراہیم کا لشکر چھ کوس پر تھا بابر شاہ کی طرف فقط پندرہ ہزار سوار و
پیادے اور ابراہیم کے ایک لاکھ سوار اور ہزار ہاتھی تھے ہر روز بابر کے سپاہی سلطان ابراہیم کے
لشکر پر ادھر اُدھر سے حملہ کرکے بہت لوگون کے سر کاٹ کر لیجاتے تھے مگر سلطان ابراہیم نے اپنی جگہ سے
حرکت نہ کی آخر ایک رات مین مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا وغیرہ امیرون نے پانچ ہزار آدمیون کی
جمعیت سے ابراہیم کے لشکر پر شبخون کیا اور بہت آدمیون کو قتل کرکے سلامت نکل گئے جمعہ کو

آٹھوین رجب سنہ مذکور مین سلطان ابراہیم نے فوج کو درست کر کے میدان مین صف باندھی بابر شاہ نے بھی بڑی شان و شوکت سے اپنی فوج کو ترتیب کیا اور یہ تجویز کی کہ داہنی طرف سے امیر قراقوزچی و امیر شیخ علی بیگ اور بائین جانب سے ولی قزل اور بابا قشقہ تمام مغلون کی جماعت کو ساتھ لیکر دونکڑے ہو کر مخالفون کے پیچھے سے حملہ کرین اور باقی فوج میمنہ میسرہ کی اور لشکر امیر محمدی کوکو کلتاش و امیر یونس علی و امیر شاہ منصور برلاس وغیرہ کا سامنے سے لڑین اور چونکہ پٹھانون کا داہنی طرف زیادہ ہجوم تھا امیر عبدالعزیز بھی بحکم اُسی طرف گیا اور یکبارگی مخالفون کے لشکر پر تیرون کا مینہ برسایا بڑی سخت لڑائی ہوئی کشتون کے پشتے لگ گئے خون کی ندیان بہنے لگین مصنف لکھتے ہین کہ اس زمانے تک کہ اُس لڑائی کو مدت دو قرن کی گذری لیکن آج تک راتون کو اُس میدان سے مار مار کی آواز آتی ہے اور ایک مرتبہ سنہ نوسوستانوے مین صبح کے وقت لاہور سے فتح پور کی طرف جاتا تھا اُسی میدان سے گذرا چار ون طرف سے یہی آوازین آنے لگین جو لوگ ہمراہ تھے اُنکو شبہہ ہوا کہ شاید کوئی غنیم آپہونچا القصہ اس لڑائی مین سلطان ابراہیم کا بھی سر کاٹ کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا جس مقام پر ابراہیم قتل ہوا پانچ چھ ہزار آدمیون کا اُسی جگہ ڈھیر ہوا بادشاہ بعد اس فتح کے اُسی دن دہلی مین داخل ہوا اور خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور شاہزادہ محمد میرزا کو بہت سے امیرون کے ساتھ آگرہ کی طرف بھیجا اور سارا خزانہ سلطان ابراہیم کا جو حد سے زیادہ تھا اپنے قبضے مین کر کے سپاہیون پر تقسیم کر دیا یہ واقعہ سنہ نوسو بتیس مین ہوا اور تاریخ اُسکی شہید شد ابراہیم ہندیون نے لکھی ہے اب پٹھانون کی سلطنت تمام اور تیموریون کی بادشاہت شروع ہوئی سلطان ابراہیم نے نوبرس سلطنت کی

ذکر سلطان ظہیر الدین محمد بابر کا

بعد ازان بابر بادشاہ نے تخت سلطنت کو اپنے جلوس سے زینت بخشی اور بڑی سخاوت و کرم کو کام فرمایا اور اس فتح کے شکر مین سمرقند اور کاشغر اور عراق اور خراسان کے لوگون کو انعام بھیجے اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور بزرگون کے مزارون پر نذرین روانہ کین اور سارے بدخشان اور کابل کے باشندون کے لیے جدا جدا زر نقد ہندوستان کے خزانون کا روانہ کیا سارا ہندوستان اُسکے لطف و کرم سے گلزار ہو گیا ہرچند بابر نے ہندوستانی امیرون کی بڑی تسلی کی مگر وہ اچھی طرح اطاعت قبول کرتے تھے اور قلعون مین پناہ لیتے پھرتے تھے چنانچہ قاسم سنبھلی سنبھل مین اور نظام خان بیانہ مین

اور حسن خان میواتی الور مین اور تاتار خان سارنگ خانی گوالیار مین قلعہ بند ہو گئے اٹاوہ قطب خان کے پاس
اور الہی عالم خان کے پاس تھی قنوج اور سارے پورب کے ملک پٹھانون کے قبضہ مین تھے اور انھون نے
بہار خان کے بیٹے کو سلطان محمد لقب دیکر بادشاہ بنایا تھا بہار تک اُسی کا قبضہ تھا اور نصیر خان لوحانی
اور معروف فرملی وغیرہ امیرون نے اُسکی اطاعت اختیار کی تھی اور مرغوب نامے ایک غلام سلطان ابراہیم کا
قصبہ مہابن پر متصرف تھا بادشاہ نے ان سب ملکون پر لشکر روانہ کیے فیروز خان اور سارنگ خان اور
شیخ بایزید مصطفی فرملی کا بھائی اور کچھ پٹھان دائرۂ اطاعت مین آئے اور انھون نے ملازمت مین حاضر ہو کر
جاگیرین پائین اور شیخ گورن بھی میان دوآب کی جمعیت کے ساتھ خدمت مین حاضر ہوا یہ شخص ہندوستان کا
نامی امیر اور بڑا فرزانہ تھا [illegible] سنبھل شاہزادہ ہمایون کی جاگیر مین مقرر ہوا چنانچہ
اُسنے قاسم سنبھلی کو گرفتار کرکے بابر کے حضور مین بھیجا اسی طرح ایک لشکر نے جا کر بیانہ مین نظام خان کا
محاصرہ کیا اسی [illegible] رانا سانگا نے نواحی رنتھنبور مین قلعہ کندھار کو حسن ولد مکھن سے چھین کر اپنے
تصرف مین کر لیا [illegible] قنوج سے آگے بڑھ آئے تھے بابر نے
شاہزادہ ہمایون کو مع جماعت امرا کے [illegible] پورب کی [illegible] تعین تھے اُنکے مقابلہ کے لیے بھیجا
اور سید مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا [illegible] جو اٹاوہ کے لینے کے لیے گئے تھے ہمایون کے ہمراہ ہو گئے
شاہزادے نے تمام پورب کے ملک کو جونپور تک فتح کیا اسی اثنا مین رانا سانگا اور حسن خان میواتی نے
سلطان سکندر لودی کے بیٹے [illegible] سلطان محمود کو بادشاہ بنایا اور بہت سا لشکر جمع کرکے بادشاہ کی
راہ سے فتح پور سیکری تک آ [illegible] حاکم بیانہ نے بہت سی عرضیان بابر شاہ کے حضور
مین بھیجین [illegible] سید رفیع الدین صفوی [illegible] خود بھی ملازمت مین حاضر ہوا سید صفوی [illegible] کے
سادات عظام مین سے تھے علم حدیث [illegible] سکندر لودی کے عہد مین ہندوستان مین
آئے تھے اور آگرہ [illegible] رانا سانگا نے قلعہ کندھار پر قبضہ کیا تھا اور اُس
طرف [illegible] تاتار خان سارنگ خانی نے کئی عرضیان بابر شاہ کے حضور مین بھیجین
کہ قلعہ گوالیار [illegible] حوالہ کرتا ہون سب خواجہ رحیم داد اور شیخ گورن وغیرہ امیر قلعہ لینے کے لیے
پہونچے تو اُسکی راے بدل گئی اور اپنے لکھنے سے پشیمان ہوا یہ امیر شیخ محمد غوث گوالیاری عامل کے
وسیلہ سے قلعہ مین داخل ہوے اور طوعاً کرہاً تاتار خان سے قلعہ لے لیا اور حکمت عملی سے

اُسکو بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا اسی طرح محمد زیتون افغان نے بھی دھولپور کا قلعہ بابری امیرون کے
حوالے کیا اور خود حاضر ہو گیا رانا سانکا نے بیانہ مین دست اندازی شروع کی اور چند روز وہان توقف کر
فتح پور مین آیا بادشاہ جسقدر فوج آگرہ مین موجود تھی ساتھ لیکر لڑائی پر مستعد ہوا اور ہمایون کے نام فرمان
بھیجا کہ جونپور کو کسی امیر کے سپرد کرکے جھٹ پٹ یہان پہونچے اور اس لڑائی مین شریک ہو شاہزادہ بزرگوار نے
ولایت خرید اور سرا اس کو بھی نصیر خان لوحانی سے فتح کر لیا تھا امیر شاہ حسن اور امیر جنید برلاس کو جونپور کی
حکومت دیکر کالپی مین آیا اور عالم خان وہان کے حاکم کو صلح سے یا لڑائی سے غرض اپنی اطاعت مین
داخل کیا اور جھٹ پٹ بادشاہ کی ملازمت مین پہونچکر نوازشہاے خسروانہ سے سرفراز ہوا انھین دنون مین
خواجہ خاوند نقشبندی جو بڑے بزرگ صاحب کمال تھے کابل سے ہندوستان مین آئے چونکہ لشکر
رانا سانکا کا حد سے زیادہ تھا اسلیے بابری امیرون کی یہ راے ہوئی کہ آگرہ کے قلعہ مین مناسب
فوج چھوڑ کر بادشاہ خود پنجاب کی طرف چلا جاوے مگر بابر نے یہ قبول نہ کیا اور مرنے پر کمر باندھی سب
امیرون نے قرآن شریف پر ہاتھ رکھکر اس جنگ مین لڑ مرنے یا فتح کرنے کی قسم کھائی یہ لڑائی بھی بڑی
سخت ہوئی بابر کے امیرون نے بڑے بڑے جراتون کے جوہر دکھلائے آخر فتح پائی حسن خان
میواتی کی پیشانی پر ایک تیر لگا جسکے صدمے سے اُسکی جان نکل گئی لوگون نے اُسکی نعش ایک کنوئین
مین ڈالدی باقی سب فوج بھاگ گئی مصنف لکھتے ہین کہ بعد فوت سلیم شاہ کے سنہ ۹۶۰ نو سو ساٹھ مین
ایک بڑے لٹیرے میواتی نے دعوی کیا تھا کہ مین حسن خان ہون اور کچھ پوشیدہ علامتین
میواتیون کو بتلائی تھین بہتون کو یقین بھی آگیا تھا مصنف نے بھی سنہ ۹۶۵ نو سو پینسٹھ مین آگرہ مین
اُسکو دیکھا تھا مگر کچھ سرداری کے آثار اُسکے چہرے پر نہین پائے جاتے تھے اور خان خانان بیرم خان
مرحوم بھی کہتے تھے کہ وہ حسن خان بڑے رعب داب کا آدمی تھا اور شاعر بھی تھا شعر اُسکے لوگون مین
مشہور ہین یہ تو کوئی گنوار بدشکل معلوم ہوتا ہی ہرگز حسن خان نہین چندروز کے بعد میواتی خانزادون نے
غیرت کھاکر اُسکو قتل کردیا القصہ اس فتح سے چندروز کے بعد بابر شاہ کو بیماری عارض ہوئی اور
سنہ ۹۳۷ نو سو سینتیس مین اس عالم فانی سے کوچ کیا عمر اُسکی پچاس کی ہوئی بارہ برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا تھا
اور کل مدت سلطنت ماوراء النہر اور بدخشان اور کابل اور کاشغر اور ہندوستان کی اڑتیس برس
ہوئی اُسکے مرنے کی تاریخ یہ ہوئی تاریخ وفات شاہ بابر * درنہ صد وسی وہفت بودہ * اور

لفظ شش شوال بھی مادۂ تاریخ ہی اور اُسکی ولادت کی تاریخ یہ ہی ع چون در شش محرم زاد آن شہ مکرم * تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم * خواجہ کلان بیگ نے بابر کے مرثیہ مین یہ شعر لکھا تھا ع بے تو زمانہ و فلک بیداد رحیف * باشد زمانہ و تو نباشی ہزار حیف * بابر کے زمانے کے عمدہ فاضلون مین سے ایک شیخ زین خان تھے جنھون نے تاریخ واقعات بابری کا جو بابر بادشاہ نے لکھی تھی بڑی اچھی عبارت مین ترجمہ کیا ہی یہ شعر اُنھین کی تصنیف ہین ع آرمیدی بر رقیبان و رمیدی از ما * ما چہ کردیم و چہ دیدی چہ شنیدی از ما * بہر دل بردن ما حاجت بیداد نبود * می سپردیم اگر می طلبیدی از ما * ایضاً بسکہ گشتم تنگ دل در آرزوے آن دہن * تنگ شد بر جان من راہ برون رفتن ز تن * ہست شعر من ز عقل و نقل خواہم شنود * جامع المعقول و المنقول مولانا حسن * ایک فاضل اُس عہد کے مولانا بقائی تھے اُنھون نے ایک مثنوی مخزن کی بحر مین لکھی ہی ایک عالم اُس زمانہ کے مولانا شہاب الدین معمائی تھے فن معما مین اُنکی فضیلت ایسی مشہور ہوئی تھی کہ اور سب کمالات چھپ گئے تھے جس زمانہ مین درمیش خان شاہ اسمعیل صفوی کی طرف سے خراسان کا حاکم ہوا تھا تو ایک روز میر جمال الدین محدث نے اپنی وعظ مین آیہ کریمہ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ اور اُس حدیث صحیح کا جسکا مضمون یہ ہی کہ پیدایش عالم کی سات دن مین ہوئی تناقض دو تقریرون سے دفع کیا تھا مولانا شہاب الدین نے ان دونون تقریرون کو رد کرکے اور کئی عمدہ وجہین اُنکی تطبیق مین لکھی تھین اور اُس رسالہ پر اکثر علما نے تقریظین لکھی تھین اُنمین سے مصنف نے بھی کچھ نظم و نثر لکھی تھی جسمین سے ایک رباعی یہ ہی ع این نسخہ کہ آمدہ ست چون سحر حلال * نظم و نثرش پاک تر از آب زلال * نوریست ز انوار شہاب ثاقب * کز منقبتش زبان فکرت شدہ لال * یہ معما اسم کاشف کا مولانا شہاب الدین مذکور کی تصنیف ہی ع از بہر فریب دل باختہ دلان * ہر لحظہ ز ناز آن صنم غنچہ دہان * بر صفحہ گل کرد رقم آن سر زلف * وانگہ رخ مہ کرد ز یک گوشہ عیان * جب ہمایون بادشاہ نے سنہ نو سو بیالیس مین سفر گجرات سے مراجعت کی تھی اُسی عرصہ مین مولانا بقائی کا انتقال ہوا اور میر الفوند مورخ نے شہاب الثاقب مادۂ تاریخ نکالا بابر بادشاہ کی ایجادون مین سے ایک خط بابری تھا چنانچہ قرآن اُس خط مین لکھکر مکۂ معظمہ کو بھیجا تھا اور ایک دیوان بھی اُسکا ترکی اور

فارسی کے شعرون مین شہور ہی اور اس بادشاہ نے فقہ حنفی مین بھی ایک کتاب مُبَیَّن نام بفتح یاے مثناۃ تحتانی بصیغہ مفعول لکھی تھی اور شیخ زین سے اُسپر ایک شرح مبین نام بکسر یاے تحتانی بصیغۂ فاعل لکھی ہی فن عروض مین بھی اس بادشاہ کے رسالے مشہور ہین

ذکر نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا

ہمایون باپ کے مرنے کی خبر سُنکر جھٹ پٹ سنبھل سے کوچ کرکے دار الخلافت مین داخل ہوا اور امیر خلیفہ کے مشورے سے جو وکیل اور وزیر مطلق تھا ۹۳۷ نوسوسینتیس مین تخت سلطنت پر جلوس کیا شاعرون نے اُسکے جلوس کی تاریخ یہ لکھی تھی ؎ محمد ہمایون شہ نیکبخت ✣ کہ خیر الملوک ست اندر سلوک ✣ چو بر مسند بادشاہی نشست ✣ شدش سال تاریخ خیر الملوک ✣ اور چونکہ اُسنے وقت جلوس پُر زر کشتیان انعام مین باٹین اس مناسبت سے کشتی زر بھی تاریخ جلوس لکھی گئی جب ہمایون نے مہمات سلطنت سے فراغت پائی تو کالنجر کی طرف فوج کشی کی اور اُسکو فتح کیا سکندر لودی کے بیٹے سلطان عالم نے جونپور مین سرکشی کی تھی اُس فساد کو بھی مٹایا بعد ازان آگرہ کو مراجعت کی وہان پہونچکر بڑا بھاری جشن کیا چنانچہ اُسمین بارہ ہزار آدمیون کو خلعت ملے اُسی زمانہ مین محمد زمان میرزا چند روز سے باغی ہو گیا تھا گرفتار ہوا ہمایون نے اُسکو بیانہ کے قلعہ مین بھیجکر اندھا کر دینے کا حکم دیا لیکن تیلیان اُسکی سلامت رہین چند روز مین اُسنے قید سے بھاگ کر سلطان بہادر گجراتی کے پاس پناہ لی مشہور ہی کہ جب محمد زمان میرزا سلطان بہادر کے پاس گیا وہ اُس زمانہ مین چتور کا محاصرہ کر رہا تھا اور ہوا بڑی گرم تھی اتفاقاً محمد زمان میرزا کے قلب مین درد پیدا ہوا طبیبون نے اُسکی علاج کے لیے فقط گلقند تجویز کیا محمد زمان میرزا نے سلطان بہادر کے پاس سے ذرا سا گلقند منگایا سلطان بہادر نے شربت دار کو بُلا کر پوچھا کہ کسقدر گلقند لشکر کے ساتھ ہی اُسنے عرض کیا کہ بیس سے زیادہ چھکڑے گلقند کے بھرے ہوے موجود ہین سلطان بہادر نے فوراً وہ سب کے سب چھکڑے محمد زمان میرزا کے پاس بھیجدیے اور عذر کیا کہ یہان سفر مین لشکر کے ساتھ فقط اسی قدر گلقند موجود تھا معاف کیجیے آخر کو یہ معلوم ہوا کہ سلطان بہادر کے سینے گلقند کا عرق کھینچتا تھا اسی سبب سے اسقدر گلقند ہمیشہ اُسکے ساتھ رہتا تھا اُسی عرصہ مین محمد سلطان میرزا اپنے دونون بیٹون الغ میرزا اور شاہ میرزا کے ساتھ قنوج مین جا کر فساد برپا کیا ہمایون نے کئی مرتبہ محمد زمان میرزا کی طلب مین سلطان بہادر کو خط لکھے مگر اُسنے ہمیشہ نامناسب جواب بھیجے

تب ہمایون نے گجرات کی تسخیر کا ارادہ کیا سلطان بہادر نے اُس زمانہ مین رانا سانگا پر لشکرکشی کرکے
قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کیا تھا تاتارخان لودی نے اُسکی طرف سے آکر بیانہ کے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور آگرہ تک
دست اندازی شروع کی پھر تاتارخان نے تین ہزار آدمیون کی جمعیت سے میرزا ہندال پر حملہ کیا اور اُس
لڑائی مین تاتارخان مارا گیا اور جس زمانہ مین کہ سلطان بہادر نے دوبارہ چتوڑ کا محاصرہ کیا تھا
اُسی زمانہ مین ہمایون نے آگرہ سے گجرات کا قصد کیا اُسی عرصہ مین میرزا کامران نے لاہور سے
قندھار کی طرف یورش کی اور شاہ طہماسپ کے بھائی سام مرزا کو جسنے اُن دنون مین خواجہ کلان بیگ کا
محاصرہ کیا تھا شکست دی یہ مصرع اُس فتح کی تاریخ مین ہے ع زدہ باشد کامران سام را + اور
مولانا بکیسی نے یہ تاریخ لکھی ہے ع آن دم کہ تاج و کاسہ زر در نظر نمود + در بزم و رزم شکل سراجی نقش جام +
پرسیدم از خرد کہ چرا تاج زرفشان + افگندہ ہمچو لالہ حمرا درین مقام + گفتا سپہر از پی تاریخ این معا +
افگندہ تاج زر شکست سپاہ سام + ہمایون نے یہ خیال کیا سلطان بہادر آج کل چتوڑ کا محاصرہ کیے ہوئے ہے
ایسے وقت مین اُسپر فوج کشی کرنا اور اُسکا وہ محاصرہ موقوف کرا کے اپنی طرف متوجہ کرلینا طریق نامردی کی
بات ہے اسی لحاظ سے چند روز سارنگپور مین توقف کیا سلطان بہادر نے جھٹ پٹ چتوڑ کے قلعہ کو
فتح کرکے ہمایون کے مقابلہ کا سامان کیا چنانچہ نواحی مندسور مین دو مہینے تک لڑائی رہی اس
عرصہ مین سلطان بہادر کی طرف غلہ کی رسد بند ہوگئی اور آدمی اور جانور بھوک کے مرنے لگے مجبور ہوکر
سلطان بہادر پانچ امیر معتبر ہمراہ لیکر سراپردہ کے پچھواڑے سے نکل کر مندسور کی طرف بھاگا اس
فتح کی تاریخ مین یہ قطعہ لکھا گیا ہے ع ہمایون شاہ غازی آنکہ او رہست + ہزاران بندہ چون جمشید در خور +
بفیروزی چو آمد سوے گجرات + مظفر گشت فخر آل تیمور + بہادر چون ذلیل و خوار گردید +
شدہ تاریخ آن ذل بہادر + ہمایون نے اُسکا تعاقب کیا چنانچہ ایک روز مغلون نے اُسکو
جا پایا قریب تھا کہ گرفتار کرلین مگر سلطان بہادر پھرتی کرکے پانچ چھ سوارون کے ساتھ گجرات کی طرف
بھاگا سلطان عالم لودی پکڑا گیا اور اُسکے پاؤن کی کونچین کاٹ ڈالین ہمایون نے سلطان بہادر کے
تعاقب مین احمدآباد کو خوب تاخت تاراج کیا سلطان بہادر احمدآباد سے بھاگ کر کھنبایت کو گیا اور
وہان سے بندر دیپ مین پہونچا اُسی عرصہ مین قلعہ چانپانیر پر بھی ہمایون کا قبضہ ہوگیا اور وہان سے
بہت سا خزانہ ہاتھ آیا اس سال کی تاریخ یہ ہے ع تاریخ ظفر یافتن شاہ ہمایون + می جست خرد یافت نہ شہر صفر بود +

پھر بہادر نے سورت کے زمیندارون کے اتفاق سے جمعیت اکٹھی کر کے احمد آباد کا قصد کیا ہمایون بادشاہ
اُن دنون مین احمد آباد میرزا عسکری کو حوالہ کر کے برہان پور کو چلا گیا تھا اور میرزا عسکری نے امیر ہندو بیگ
توچین کے اتفاق سے یہ ارادہ کیا تھا کہ خطبہ اپنے نام کا پڑھے مگر یہ میسر نہوا اور بہادر خان کی فوج سے
کچھ جنگ کر کے چاپانیر کی طرف چلا گیا تردی بیگ وہان کا حاکم قلعہ مین بند ہو گیا اور عسکری میرزا کے ارادے
ہمایون کو بذریعہ عرضی کے اطلاع دی اور جب کہ ہمایون مندو سے آگرہ کی طرف جاتا تھا عسکری رستے مین
ملازمت مین پہونچا سلطان بہادر نے تردی بیگ سے صلح کر کے چاپانیر پر اپنا قبضہ کر لیا اسی سال مین
جمالی کنبوہ دہلوی کا انتقال ہوا اور خسرو ہند بود اسکے مرنے کی تاریخ ہوئی اسی سال مین شاہ طہماسپ
عراق سے سام میرزا کا بدلا لینے کے لیے قندھار پر آیا خواجہ کلان بیگ نے شہر کو خالی کر دیا اور جو
جو عمدہ عمدہ فرش اور آلات اور جمیع سامان مجلس سے آراستہ تھا اُسی طرح مقفل کر کے باہر ہوا شاہ طہماسپ
اُسی دولتخانہ مین اُترا اور جب اُس مکان کو بالکل تیار دیکھا تو خواجہ بیگ کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ
کامران میرزا نے نوکر تو بہت اچھا رکھا ہے شاہ طہماسپ نے بداغ خان نامے ایک امیر کو قندھار حوالہ کی اور خود
عراق کو واپس گیا پھر میرزا کامران نے لاہور سے جا کر قندھار کو فتح کیا سلطان بہادر نے محمد زمان میرزا کو فتنہ و فساد
برپا کرنے کے لیے ہندوستان مین بھیج دیا تھا چنانچہ جب میرزا کامران نے لاہور سے کوچ کیا
محمد زمان میرزا نے لاہور کا محاصرہ کر لیا مگر جب بادشاہ کے لوٹنے کی خبر سُنی تو پھر گجرات کو چلا گیا
اور چونکہ ہمایون نے ایک مدت تک آگرے سے حرکت نہ کی اس سبب سے شیر خان افغان کو مدد کو
بڑی تقویت ہو گئی اور ملک گور اور بہار اور جونپور اور قلعہ چنار پر اپنا قبضہ کر لیا تب ہمایون بادشاہ اُسکے
دفع کے لیے متوجہ ہوا اور تاریخ چودھوین ماہ صفر ۹۴۳ نوسو تینتالیس مین قلعہ چنار سے باہر منزل کی
شیر شاہ کے بیٹے جلال خان نے جسکا آخر مین اسلام شاہ خطاب ہو گیا ہے مقابلہ کیا مگر تھوڑی مدت مین رومی خان
آتشباز کی مدد سے وہ قلعہ فتح ہو گیا یہ وہی رومی خان ہے جسکے نام کا سلطان بہادر نے یہ مصرع لکھ کر
بھیجا تھا ع حیف باشد نام آن سگ بر زبان + میخ در جانش و نامش بجان +
جلال خان شکست کھا کر کشتی کی راہ سے چلا گیا اور شیر خان سے جو اُن دنون مین نصیب شاہ
حاکم بنگالہ سے لڑ رہا تھا ملا حاکم بنگالہ شیر خان کے مقابلہ مین زخمی ہو کر ہمایون کی ملازمت مین
آ گیا اور اُسکے لشکر کے ساتھ ہو لیا اسی اثنا مین ہمایون نے امیر الامرائی کا منصب و [illegible] کی حکومت

اور ایک کرسی زرین ہندو بیگ توچین کو عطا کی اور خود گڈھی کی راہ سے بنگالے مین داخل ہوا یہ گڈھی بہار
اور بنگالے کے بیچ مین ایک گھاٹی بہت تنگ ہے جسکی شیر خان کے بیٹے قطب خان اور شیر خان کے غلام
خواص خان نے بہت مضبوطی کی تھی القصہ جب بادشاہ بنگالے مین پہونچا تو شیر خان جھارکھنڈ کے
راستے سے قلعہ رہتاس پر آیا اور وہان کے راجہ کو یہ پیغام دیا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی تمام اہل حرم کو
اس محفوظ اور مضبوط قلعہ مین چھوڑدون راجہ رہتاس کو یہ طمع دامنگیر ہوئی کہ اسکی عورتین اور بہت سا
مال و اسباب مفت ہاتھ آویگا اس خیال سے اس بات پر راضی ہوگیا اور دروازہ قلعہ کا کھول دیا شیرشاہ نے
دو ہزار سپاہیون کو ڈولون مین بٹھاکر قلعہ کے اندر بھیجدیا جب وہ قلعہ مین داخل ہوگئے تو انھون نے
ڈولون مین سے نکل کر سارے اہل قلعہ کی تلوار سے خبر لی اور اس دھوکے سے شیرشاہ رہتاس کے
قلعہ پر قابض ہوگیا ہمایون کو بنگالے کی آب و ہوا بہت پسند آئی چنانچہ اسنے شہر گور کا جنت آباد نام رکھا
اور دو تین مہینے تک وہین توقف کرکے مراجعت کی شیرشاہ نے اس فرصت مین بہت سی جمعیت اکٹھی
کرکے بادشاہ ہمایون کو عرضی لکھی کہ یہ سارے پٹھان حضور کے فرمان بردار او غلام ہین اور جاگیرون کی
آرزو رکھتے ہین اگر حضور سے انکو جاگیرین عطا ہوگئین تو بہت مناسب ہے ورنہ کیا عجب ہے کہ مجبور ہوکر
سرکشی کرنے لگین اب تک مین انکو اپنی تدبیرون سے روک رہا ہون آئندہ حضور کی مرضی بادشاہ اس
مضمون کو دیکھکر اسکا اصلی مطلب سمجھ گیا ان سفرون مین ہمایون کے لشکر کا سامان خراب ہوگیا تھا
اکثر گھوڑے اور اونٹ مرگئے تھے اور جو باقی تھے وہ بھی سب بہت لاغر و ضعیف تھے ہمایون اسکی درستی کی
فکر مین تھا اسی عرصہ مین محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اور شاہ میرزا جو بھاگ کر دہلی پہونچے تھے وہان انھون نے
فتنہ و فساد برپا کیا ہمایون نے میرزا ہندال کو جو منگیر تک ہمایون کے ہمرکاب تھا انکی گوشمالی کے لیے
متعین کیا چنانچہ وہ اس مہم کے بہانے سے رخصت ہوکر آگرہ کو چلا گیا سلطان بہادر کو فرنگیون نے
دھوکے سے سمندر مین غرق کردیا اور اسکے بعد محمد زمان میرزا سے جب کچھ نہو سکا تو ہمایون کے پاس
پناہ لایا ۹۴۵ھ نوسو پینتالیس ہین میرزا ہندال نے شیخ بہلول شیخ محمد غوث گوالیاری کے بڑے بھائی کو
قتل کیا یہ شیخ بڑا عامل تھا اور بادشاہ بھی اسکا بڑا معتقد تھا فقد مات شہیدا اسکی شہادت کی
تاریخ ہوئی بعد ازان اسی سال مین مرزا ہندال نے آگرہ مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا ہمایون نے پانچ ہزار سپاہی
اتفاقاً جہانگیر بیگ مغل کی مدد کے لیے چھوڑے اور بنگالہ کی حکومت اسی کو سپرد کی اور ضرورت کے وقت

اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی بھی اجازت دی بعد ازان خود ہمایون نے آگرہ کا قصد کیا اور اُسی بے سامانی مین
جوسہ تک جو گنگا کے کنارے ایک قصبہ ہے پہونچا وہان سب جونپور اور بہار کے امیر ملازمت مین حاضر ہوے
شیرخان کو ہمایون کے لشکر کی بے سامانی کا حال معلوم ہوگیا تھا اسلیے اُسنے بادشاہی فوج کا راستہ روکا
اور ساہی ندی جو گنگا سے ملی ہوئی ہے اور برسات کے پانی سے اُن دنون مین خوب لبریز تھی اُن دونون
لشکرون کے درمیان مین رہی تین مہینے تک مقابلہ رہا مشہور ہے کہ ایک دن ہمایون نے
ملا محمد عزیز کو جسکی شیرخان سے پہلے ملاقات تھی اُسکے پاس قاصد بناکر بھیجا جب یہ پہونچا اُسوقت ہوا
بہت گرم تھی اور شیرخان آستینیں چڑھائے ہوے پھاوڑہ ہاتھ مین لیکر خندق کھود رہا تھا
ملا محمد کو دیکھکر اُسنے ہاتھ دھوے اور اُنکے لیے شامیانہ کھڑا کیا اور خود بے تکلف زمین پر بیٹھ گیا
اور جب بادشاہ کا پیغام سن چکا تو اُسنے کہا کہ میری طرف سے بادشاہ کو فقط یہ جواب پہونچے کہ تمہارا عزم تو لڑائی منظور ہے
تمہارے لشکر کو منظور نہین اور مجکو لڑنا نہین منظور ہے مگر میرے لشکر کو منظور ہے بعد ازان شیرخان نے شیخ خلیل کو جو
شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے اور شیرخان کے پیر و مرشد تھے بادشاہ کے پاس بھیجکر
صلح کا التماس کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ بنگالہ کے سوا کسی ملک سے مجکو غرض نہین اور بنگالہ مین بھی
خطبہ اور سکہ بادشاہ کے نام کا جاری رکھونگا اور اس امر پر کلام ربانی کی قسم بھی درمیان مین تھی
بادشاہ اُسکے قول کا یقین کرکے اس صلح پر راضی ہوگیا اور اُسکی طرف سے خاطر جمع ہوگئی اور
ندی پر پُل باندھنے کا حکم دیا مگر شیرخان بالکل فریب پر تھا چنانچہ اُسنے صبح کو ہمایون کے لشکر پر
یکایک حملہ کیا یہ لوگ بالکل غافل تھے اُس اضطراب مین فوج کی صفین بھی نہ بندھ سکین اور تھوڑی سی
لڑائی مین ہمایون کے لشکر کو شکست ہوئی پٹھانون نے پل بھی توڑ دیا اور اُنکے توپچیون اور تیراندازون نے
کشتیون مین بیٹھکر ہمایون کے لشکر پر گولی اور تیر کا مینھ برسا دیا محمد زمان میرزا بھی اسی معرکہ مین مارا گیا
ہمایون نے گھبراکر دریا مین گھوڑا ڈالدیا اور کوئی شخص پاس نہ تھا جب ڈوبنے کا خوف ہوا تو ایک
سقے نے دوڑکر مدد کی اور اُس دریا سے پار اُتار دیا شیرخان نے اُس وقت مین یہ شعر کہا ع
فریدون را تو شاہی دہی ÷ سپاہ ہمایون بماہی دہی ÷ اگرچہ یہ دوسرا مصرع اُستاد کا ہے
ع کسی را ابر اوری و شاہی دہی ÷ سپاہ ہمایون بماہی دہی ÷ یہ واقعہ ۹۴۶ نوسو چھیالیس مین
ہوا اور اسکی تاریخ یہ ہے ع سلامت بود بادشاہ کسے ÷ شیرخان اس فتح کے بعد

پہنچتے ہی ہمایون لاہور کی ندی کے پار اُتر گیا میرزا کامران اپنے عہد و پیمان سے منحرف ہو کے تھوڑی
دور تک کسی مصلحت سے ساتھ رہا خواجہ کلان بیگ بھی سیالکوٹ سے مراجعت کر کے اس لشکر مین
آ ملا تھا اسی بہیرہ مین میرزا کامران اور میرزا عسکری لشکر سے جدا ہو کر خواجہ کلان بیگ کے ساتھ
کابل کو چلدیے اور ہمایون سندھ کی طرف متوجہ ہوا میرزا ہندال اور میرزا یادگار ناصر بھی کئی منزل کے بعد
ہمایون سے جدا ہو گئے مگر امیر ابوالبقا نے سمجھا کر پھر لوٹایا دریاے سندھ کے کنارے ہمایون کے
لشکر مین ایسا قحط پڑا کہ ایک سیر غلہ ایک اشرفی کو بھی میسر نہ آتا تھا اور پانی بھی دور تک نہ ملا ان
صدمون مین اکثر فوج والے ہلاک ہو گئے تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ ہمایون ولایت جیسلمیر اور
مارواڑ مین پہنچا اور وہان بھی طرح طرح کے حادثہ واقع ہوئے آخر عراق کو گیا اور شاہ طہماسپ کی
مدد سے قندھار اور کابل کو فتح کیا اور وہان سے جمعیت فراہم کر کے دوبارہ ہندوستان کو فتح کیا
چنانچہ اسکی تفصیل انشاءاللہ تعالی آیندہ ذکر ہوگا

ذکر شیرشاہ بن حسن سور کا

بعد ان واقعات کے سنہ مذکور مین شیرشاہ ہندوستان کے تخت سلطنت پر بیٹھا
خرابی ملک دہلی اسکے عہد مین کی بھی تاریخ ہے اصلی نام شیرشاہ کا فرید خان اور خطاب شیرخان تھا
اور اسکی جوانمردی اور تدبیر اور شجاعت کے وسیلے سے سلطنت پر نوبت پہونچی اسکا دادا ابراہیم
سور روہ یعنی افغانستان سے ہندوستان مین آکر سلطان بہلول کا نوکر ہوا تھا اور مدت تک حصار فیروزہ
اور نارنول مین رہا جب ابراہیم مرگیا تو اُسکے بیٹے حسن شیرخان کے باپ نے سلطان سکندر کے
امیرون مین سے جمال خان نامے ایک امیر کی ملازمت کی اور پرگنہ سہسرام اور خواص پور قلعہ
رہتاس کے توابعات سے جاگیر مین پایا پانسو سوار اُسکے ساتھ رہتے تھے فرید خان یعنی شیرخان
پسر حسن خان مذکور کے سات بھائی حقیقی اور تھے مگر فرید خان کے باپ اور بھائیون سے موافقت
نہ ہوئی جمال خان کی نوکری چھوڑ کر مدت تک جونپور مین رہا وہان کچھ دنون طالب علمی کی اور کتاب کافیہ
مع اسکے حواشی کے اور چند مختصر رسالے اور پڑھے اور فارسی کی کتابون مین گلستان اور بوستان اور
سکندرنامہ یاد کیا اکثر وہان کے مدرسون اور خانقاہون مین جاکر عالمون اور بزرگون کی صحبت کے
فیض سے تہذیب اخلاق مین مشغول رہتا تھا تھوڑے دنون مین پھر باپ سے صلح ہوگئی چنانچہ

حسن خان نے اپنی جاگیر کے انتظام کے لیے اُسکو روانہ کیا شیر خان نے وہان بڑے انصاف و
عدالت سے کام کیا اور عمدہ عمدہ تدبیرون کے وسیلہ سے سارے مفسدون کی تنبیہ کی پھر کچھ ایسے
معاملات پیش آئے کہ فرید خان باپ سے ناراض ہو کر ایک اپنے بھائی کے ساتھ آگرہ کو چلا گیا
اور وہان سلطان ابراہیم کے ایک سردار دولت خان نامے کی نوکری کی اور اپنے باپ بھائیون کی
شکایت سلطان ابراہیم کے سامنے پیش کی مگر سلطان نے اس بات کو پسند نہ کیا اور کہا کہ بہت برا آدمی
ہے کہ باپ اسکا اس سے ناراض ہے اور یہ بھی باپ کی شکایت کرتا ہے جب حسن خان مرگیا تو دولت خان نے
اُسکے پرگنہ شیر خان کو جاگیر مین دلوا دیے ایک مدت تک وہان رہا مگر بھائیون کی مخالفت اُسی طرح
باقی رہی جس زمانہ مین کہ سلطان ابراہیم پانی پت مین مارا گیا اور بابر نے فتح پائی اور دریا خان کے
بہار خان نے بہار مین خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کرکے سلطان محمد اپنا خطاب مقرر کیا اُن دنون شیر
فرید خان نے بھی سلطان محمد کی ملازمت اختیار کی ایک روز سلطان محمد کے حضور مین ایک شیر
شکار کیا اُس وقت سلطان محمد نے اُسکو شیر خان خطاب عنایت کرکے اپنے بیٹے جلال خان کا
اتالیق مقرر کیا محمد خان سور حاکم چوند نے شیر خان کے بھائیون کی طرفداری کی اور سلطان محمد کو
شیر خان کی طرف سے منحرف کرکے اُسکے بھائیون کو بھی جاگیر مین شریک کرا دیا اور سلیمان اُسکے بھائی کو
ایک غلام شادی نامے کے ساتھ کرکے خواص پور کی طرف بھیجا وہان شیر خان ایک غلام بھکنا نامے جو خواص خان
کا باپ تھا سلیمان سے مقابلہ کرکے مارا گیا باقی اسکے آدمی بھاگ کر سہسرام مین شیر خان کے پاس آئے
شیر خان نے جو اپنے آپ مین محمد خان کے مقابلہ کی طاقت نہ پائی تو اس جاگیر کو چھوڑ کر سلطان جنید برلاس کے پاس
جو بابر شاہ کی طرف سے کڑہ اور مانک پور کا حاکم تھا چلا گیا اور اُسکے سامنے بہت سے تحفے پیش کیے اور
جنید برلاس سے مدد لیکر محمد خان سے مقابلہ کیا اور پرگنہ چوند وغیرہ بھی اُس سے چھین کر اپنے قبضہ مین کرلیے
محمد خان نے بھاگ کر قلعہ رہتاس مین پناہ لی شیر خان نے بھائیون سے اپنا بدلا لے کے محمد خان سے
اس گستاخی کا عذر کیا اور اُسکو اپنا چچا کہکر اُسکی جاگیر کے پرگنے پھر اُسکو حوالہ کیے بعد ازان شیر خان
اپنے بھائی نظام کو جاگیر کے انتظام کے لیے چھوڑ کر سلطان جنید کے پاس چلا گیا سلطان جنید
اُن دنون مین بابر شاہ کے حضور مین جاتا تھا شیر خان کو بھی ساتھ لیے گیا تھا اور بابر شاہ سے
اُسکی تقریب کرکے بادشاہی دولت خواہون مین داخل کیا چنانچہ شیر خان چندیری کے سفر مین

بادشاہ کے ہمرکاب تھا مگر اُسنے جو غور کیا تو بادشاہ کو مہمات ملکی سے بڑا بے پروا پایا اور اہل عملہ کی یہ کیفیت دیکھی
کہ رشوتین لیکر معاملات خلائق کے درہم برہم کر دیتے تھے ان باتون کو دیکھکر یہ امر شیر خان کے
ذہن نشین ہو گیا کہ ان لوگون سے ملک چھین لینا سہل ہے چنانچہ شیر خان اسی قسم کی تدبیرون مین مصروف
ہوا ایک روز بادشاہ نے کھانا کھاتے وقت کوئی حرکت گستاخی کی شیر خان سے ملاحظہ کی اُس
وقت سب اہل مجلس نے موقع پاکر شیر خان کی خود سری کے خیالات اور اسکے بغاوت کے آثار
بادشاہ کے سامنے عرض کیے شیر خان اس امر سے خائف ہو کر بادشاہی لشکر سے بھاگ کر اپنی
جاگیر کے پرگنون مین چلا گیا اور جنید برلاس کو یہ لکھ بھیجا کہ محمد خان کو جو مجھسے دلی عداوت تھی اُسنے میری
سعدون کی ملازمت کی تقریب پر سلطان محمد کو بہکا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ میری جاگیر پر وہ لشکر کشی کرے اس
اضطراب مین مجکو بادشاہ سے اجازت لینے کی نوبت نہ آئی اور بے پوچھے مین اپنے پرگنہ مین چلا آیا مگر میری خیر خواہی مین
کسی قسم کا قصور نہین بعد ازان شیر خان سلطان محمد کا مقرب ہو کر انعامات لائقہ سے معزز ہوا اور پھر اُسکے
بیٹے جلال خان کا وکیل مقرر ہو کر سارے اُسکے کاروبار کا منتظم ہوا اور جب سلطان محمد کا انتقال ہو گیا
تو کل بندوبست سرکار بہار کا اُسی سے متعلق ہوا پھر شیر خان کی مخدوم عالم حاکم حاجی پور سے جو
والی بنگالہ کے امیرون مین سے تھا بڑی دوستی ہو گئی پھر کچھ ایسے واقعات ہوے کہ والی بنگالہ نے
مخدوم عالم کے مقابلے کے لیے قطب خان نامے ایک امیر کو روانہ کیا شیر خان نے مخدوم عالم کی
مدد کر کے قطب خان سے مقابلہ کیا اور قطب خان کو قتل کر کے سارا خزانہ اور ہاتھی اور مال و اسباب
اُسکا لوٹ لیا جلال خان وغیرہ لوحانیون نے بہار کو حاکم بنگالہ کے سپرد کر کے اُسکی اطاعت
قبول کر کے اور شیر خان کو بلا مین پھنسا کر خود سلامت بچ گئے پھر بنگالیون نے ابراہیم خان ولد
قطب خان کو اُسکے باپ کا انتقام لینے کے لیے شیر خان پر بھیجا شیر خان قلعہ کے اندر سے ایک
مدت تک اُنسے لڑتا رہا بنگالیون کی اور مدد آگئی اور شیر خان کو بھاگنے کا موقع بھی نہ رہا مجبور ہو کر
باہر آ کر مقابلہ کیا اور بڑی کوشش کر کے فتح پائی ابراہیم بھی اس لڑائی مین مارا گیا اور سارا اُسکا اسباب
اور فیل خانہ اور توپخانہ شیر خان کے ہاتھ آیا اس فتح مین اُسکو بڑی قوت اور شوکت حاصل ہو گئی
اور ساری بہار کی مستقل حکومت حاصل کر کے سلطنت کی استعداد پیدا کی قلعہ چنار پر جمال خان
سارنگ خانی کے بیٹون کی طرف سے تاج خان نامے ایک امیر مدت سے قابض تھا اُسیر کی

شیرخان نے قبضہ کر لیا اور وہان سے بہت خزانے اور دفینے ہاتھ آئے اور اُسکی بی بی سے جو خوبصورت
اور بہت ہی مالدار تھی نکاح کر لیا ان اسباب سے بھی شیرخان کی شوکت بہت بڑھ گئی اور سلطنت کے ارادہ
روز بروز اُسکے ترقیون پر تھے اسی اثنا مین سلطان محمود لودی جسکو حسن خان میواتی اور رانا سانکا
بادشاہ بنا کر بابر شاہ کے مقابلہ مین لائے تھے وہ بابر شاہ کے مقابلہ سے شکست کھا کر ایک مدت تک
قلعہ چتور مین رہا لودی امیرون نے اسکو وہان سے بلا کر پٹنہ کی حکومت پر بٹھایا بعد ازان محمود نے بہار کو بھی
شیرخان سے چھین کر اپنے قبضہ مین کر لیا مجبور ہو کر شیرخان نے اُسکی اطاعت اختیار کی بعد ازان شیرخان
اُس سے رخصت ہو کر سہسرام مین آیا پھر چند روز کے بعد محمود سہسرام مین ہو کر گذرا اُسوقت اُسنے ولایت
بہار کا تھوڑا سا حصہ لکھکر شیرخان کے حوالہ کیا اور اپنی اور عنایتون کا امیدوار کر کے جونپور کی تسخیر کا قصد کیا
اور ہمایون کے سردارون سے اُس ملک کو فتح کر کے لکھنؤ تک اپنے قبضہ مین کر لیا اور ہمایونی
امیر اپنے آپ مین مقابلہ کی قوت نہ دیکھکر نواحی کالنجر مین ہمایون بادشاہ سے جا ملے پھر ہمایون
سلطان محمود اور بایزید اُسکے ساتھی کے دفع کے لیے بذات خود متوجہ ہوا شیرخان محمود کے
لشکر سے چند روز علیحدہ رہا بعد تھوڑے دنون کے پھر شامل ہو گیا جب دونون لشکرون کا مقابلہ
ہوا تو شیرخان نے ہندو بیگ قوچین مغلون کے لشکر کے امیر الامرا کو پیغام دیا کہ مین لڑائی کے وقت
طرح دیکر جدا ہو جاؤنگا سلطان محمود اور میان بایزید کا سردار ہونا مجکو بہت ناگوار ہے چنانچہ اُسنے
یہی کیا اور سلطان محمود شکست کھا کر پھر پٹنہ کو چلا گیا اور سنہ نو سو انچاس مین اُڑیسہ کی سرحد مین
مر گیا ہمایون نے اس فتح کے بعد ہندو بیگ کو وکیل بنا کر شیرخان کے پاس بھیجا اور قلعہ چنار اس سے
طلب کیا شیرخان نے اسکے جواب مین حیلے بہانے کر دیے تب ہمایون نے کئی امیرون کو اُس
قلعہ کے محاصرہ کے لیے روانہ کیا اور پیچھے سے اُنکے خود بھی اُس طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا
اتنے مین شیرخان کی ایک عرضی بڑی اطاعت اور خلوص کے مضمون کی پہونچی اور اسمین بابر شاہی
خدمتون کا حال اور اپنے پچھلے حقوق خصوصاً سلطان محمود سے طرح دے جانے کا ذکر لکھا اور یہ
عرضی شیرخان نے اپنے بیٹے قطب خان کے ہاتھ بہت سی فوج اُسکے ساتھ کر کے بھیجی تھی اور عیسی خان
حجاب کو بھی جو وکیل اور وزیر تھا اُسکے ہمراہ کر دیا تھا قطب خان گجرات سے بھاگ کر پھر شیرخان کے پاس
پہونچا اور جب تک ہمایون گجرات سے لوٹا اس عرصہ مین شیرخان نے بڑی قوت حاصل کر لی تھی چنانچہ ہمایون کو شکست دی

جسکی تفصیل پہلے مذکور ہو چکی اب شیر شاہ نے تخت نشینی کے بعد قنوج قدیم کو اپنی جگہ سے ویران کرکے گنگا کے کنارے آباد کیا اور اب وہ شیر گڈھ کے نام سے مشہور ہے اسی طرح شمس آباد کا قلعہ خراب کرکے دوسری جگہ بنایا اور رسول پور اسکا نام رکھا مگر اب وہ قدیم جگہ پر آباد ہو گیا ہے اور پرانی دلی علاء الدین کی بسائی ہوئی کو اجاڑ کر تین کوس ہٹنا ایک شہر فیروز آباد بسایا اور قلعہ کا دروازہ پتھر اور گچ کا بڑا بلند تعمیر کرایا پھر متواتر کوچ کرتا ہوا سلطان پور مین پہونچا وہان ہمایون کے بھائی باہم مخالفت کرتے تھے جیساکہ پہلے مذکور ہوا شیر شاہ نے ملتان پہونچکر اُنکو اُس ملک مین جمنے نہ دیا اسی سال مین شیر شاہ نے حکم عام دیا کہ بنگالہ سے رہتک تک جو چار مہینے کا راستہ ہے اور آگرہ سے ماندو تک ہر کوس پر ایک سرا اور مسجد اور پختہ کنوان بنوا دیا جاوے اور سب مسجدون مین ایک موذن اور ایک امام مسلمان اور سقاؤن مین پانی بھرنے کے لیے ایک ہندو مقرر کیا اور سڑک پر دو رویہ درخت بوا دیے تاکہ مسافر اُنکے سایہ مین آمد و رفت کرین چنانچہ آثار اُنکا مصنف کے زمانہ تک جو شیر شاہ کے زمانہ سے باون برس بعد تھا باقی تھا اور انصاف اُسکا ایسا تھا کہ بڑھیا عورت سونے کا طباق جہان چاہے لیے پھرے اور جنگل مین اُسکو رکھکر سو رہے کسی کی مجال نہ تھی جو اُس سے تعرض کرتا مصنف صاحب اس مقام پر بڑا شکر ادا کرتے ہین کہ ایسے منصف بادشاہ کے زمانہ مین تاریخ ستر وین ماہ ربیع الثانی سنہ نو سو سینتالیس مین پیدا ہوے تھے بعد ازان شیر شاہ نے کوہ بالناتھ پر جاکر رہتاس کا قلعہ بنایا اور اپنے نزدیک گکھڑون کے لشکر روکنے کے لیے ایک بڑی پناہ سمجھا بعد ازان خواص خان کو ہمایون کے تعاقب مین روانہ کرکے مراجعت کی راستہ مین سُنا کہ خضر خان سرک نامے ایک سردار نے بنگالہ مین سرکشی کرکے سلطنت کے ڈھنگ ڈال دیے ہین یہ سُنتے ہی شیر خان نے اُس طرف توجہ کی خضر خان مقابلہ مین پکڑا گیا شیر شاہ نے اُس ملک کو ضبط کرکے اپنے امیرون کی جاگیرون مین تقسیم کردیا اور اپنے لشکر کے قاضی کو جسکا نام قاضی فضیلت تھا مگر عوام نے اُسکا نام اسم باسمی قاضی فضیحت رکھا تھا رہتاس شرقی کے قلعہ کا ناظم مقرر کیا بعد ازان شیر شاہ ۹۴۸ سنہ نو سو اڑتالیس مین آگرہ مین آیا اور ۹۴۹ سنہ نو سو انچاس مین مالوہ کی تسخیر کے ارادہ پر گوالیار کی طرف گیا ابو القاسم بیگ جو ہمایون کا ایک امیر اُس قلعہ مین تھا حاضر ہو گیا اور اُسنے کُنجی قلعہ کی شیر شاہ کے حوالہ کی اور ملو خان حاکم مالوہ جو خلجی بادشاہون کا غلام اور اُس طرف بڑا ذی اقتدار تھا شیر خان کی ملازمت مین آیا

اور شیر خان نے اُسکو اپنی عنایتوں سے سرفراز کیکے بہت انعام دیکر اُسے رخصت کیا اپنے خیمہ کے
نزدیک اُسکا خیمہ برپا کرایا اور ایک ہاتھی ایک گھوڑا اور باقی اسباب تجمل اُسکو دینے کے لیے
چاہتے مگر ملو خان اپنے دل میں شیر خان کی طرف سے ہراس کرکے غلاموں کی طرح
رات کو خیمہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور اُسکے بارے میں شیر خان نے یہ مصرع کہا تھا ملو با ما کرد دیدی غلام گیدی
بیت مصطفیٰ فرمود لا خیر فی العبید + پھر شیر خان نے حاجی خان کو ملک مالوہ کی حکومت اور شجاعت خان کو
سرکار ستواس کی طرف متعین کیا ملو خان ان دونوں کے مقابلہ میں شکست کھا کر گجرات کو بھاگا اسی عرصہ میں
خانخانان شہزادہ نے رنتھنبور کا قلعہ شیر خان کے حوالہ کر دیا اور خود مع اپنے اہل و عیال کے قصبہ
بیانہ میں چلا آیا مشہور ہے کہ وہاں اُسکو کسی نے زہر دیدیا قبر اُسکی بیانہ میں ہے باہر بڑی فضا کی
جگہ پر ہے اسی سال میں پورنمل مقدم رائسین نے چندیری کو غارت کرکے اکثر لوگوں کو قتل کیا
اور دو ہزار عورتیں ہندو اور مسلمان اپنے حرم میں داخل کیں شیر شاہ نے یہ سنکر رائسین کے
قلعہ پر لشکر کشی کی اور اُسکا محاصرہ کر لیا تاریخ اُسکے محاصرہ کی ہے مصرع قیام بارگہ باشد مبارک +
چند روز کے بعد شیر شاہ نے مجبور ہو کر صلح کر لی اور شاہزادہ عادل خان اور قطب خان کے
وسیلہ سے پورنمل کو عہد و پیمان کرکے بلوایا اور بڑی عزت سے اپنے لشکر میں ٹھہرایا اور سو گھوڑے
اور خلعت اور بہت ساز و سامان اُسکو انعام عطا کیا مگر پھر اپنے عہد سے منحرف ہو کر میر سید رفیع الدین
صفوی کے فتویٰ کے بموجب پورنمل کو مع اُسکے اہل و عیال اور اطفال کے ہاتھیوں کے
پاؤں کے نیچے کچلوا دیا اور اُسکے ساتھی ہندو جو اُس میں سے قریب دس ہزار کے تھے ایک شخص کی بھی
جان نہ بچی سب زن و مرد کشتہ ہوئے کچھ قتل ہوئے کچھ آگ میں جل کر مر گئے یہ واقعہ سنہ نو سو پچاس میں ہوا
بعد چند روز کے شیر شاہ نے آگرہ سے راجہ مالدیو کے ملک کی طرف توجہ کی جو بڑا نامی گرامی راجہ
ناگور اور جودھپور کا حاکم تھا اور اُدھر کے سلطانوں پر غالب ہو رہا تھا شیر شاہ کا معمول تھا کہ خواہ
منزل بہت ہوں خواہ تھوڑی مگر اپنے لشکر کے گرد قلعہ اور خندق ضرور بنا لیتا تھا جب نواحی اجمیر میں
راجہ مالدیو پچاس ہزار سوار عمدہ ساتھ لیکر شیر شاہ کے مقابلہ میں آیا اُس میدان میں بالکل ریتا تھا
قلعہ اور خندق بنانا ہرگز ممکن نہ تھا شیر خان نے سارے اپنے کارآزمودہ امیروں سے اس باب
میں مشورہ کیا سب حیران ہوئے مگر شیر شاہ کا پوتا شاہ عالم جو ایک خرد سال بچہ تھا بول اُٹھا

ابنجاروں کو حکم دیجئے کہ اپنی گونوں کو ریتے سے بھر کر لشکر کے گرد رکھدین شیر شاہ نے اُس بچے کی یہ تدبیر
نہایت پسند کی اور اسی وقت اپنی پگڑی اُسکے سر پر رکھکر اپنا ولیعہد کیا مگر سلطنت اُسکی قسمت مین
نہ تھی اور سلیم شاہ نے اپنے ایام حکومت مین سب سے پہلے اسی لڑکے کو قتل کیا القصہ
شیر شاہ کو اپنے لشکر کے پٹھان بہت عزیز تھے اسی سبب سے اکثر لڑائیون کو ٹال کر حکمت عملی سے
کام نکالتا تھا چنانچہ اُسنے راجہ مالدیو کے سردارون کی طرف سے بہت سے جعلی خط اپنے نام سے لکھے اور
اُنکا مضمون یہ تھا کہ لڑائی کے دن آپ کو مقابلہ کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہے ہم خود راجہ مالدیو کو زندہ
گرفتار کرکے آپ کے پاس حاضر کر دینگے بشرطیکہ فلانے فلانے ملک آپ ہمکو جاگیرون مین
عنایت فرماوین اور شیر خان نے ایسی تدبیر کی کہ وہ خط راجہ مالدیو کے ہاتھ مین پہونچ گئے اُسی وقت
مالدیو اپنے تمام سردارون سے بدگمان ہوگیا اور رات کے وقت تنہا اُس طرف کو ایسا بھاگا کہ پیچھا پھر کر
بھی نہ دیکھا ہرچند سب امیرون نے سمجھایا کہ ہم ہرگز دغا نہین کر سکتے یہ سارے شیر شاہ کے شعبدے ہین مگر اُسنے
ایک نہ مانی مجبور ہوکر گویا نامی ایک سردار مالدیو کا وزیر غیرت کے جوش مین آکر جان پر کھیل گیا چنانچہ اُسنے
اس حرکت پر مالدیو کو سخت گالیان دیکر اپنے چار ہزار آدمیون کے ساتھ شیر شاہ کے لشکر پر شبخون کا ارادہ کیا چنانچہ
رات کو شیر شاہ کے لشکر کی طرف حملہ کیا مگر رستہ بھولکے رات بھر بھٹکتے پھرے شیر شاہ کا لشکر نہ ملا
جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ کسی اور طرف کو بہت دور نکل گئے تھے مگر چونکہ اُن سب نے مرجانے کا ارادہ
مصمم کر لیا تھا جب شیر شاہ کا لشکر سامنے نظر آنے لگا تو گھوڑون سے اُتر کر سب نے ازروئے قول و قسم کے
اور ہر ایک نے دوسرے کے کمربند سے اپنا کمربند باندھ دیا اور ہاتھون مین ہاتھ پکڑ کر برچھی اور تلوارین لیے ہوئے
شیر شاہ کے لشکر پر ٹوٹ پڑے شیر شاہ نے ہاتھیون کو اُنپر چھوڑ دیا چنانچہ اکثر وہ لوگ پامال ہوئے جو باقی رہے
اُنپر تیرون اور چھرون کی بوچھاڑ کی غرض اُنمین سے ایک جیتا نہ بچا اور مسلمانون مین سے ایک شخص بھی
اُس لڑائی مین نہ مارا گیا پشاوری شاعر نے جو فیضی تخلص کرتا تھا یہ بیت اُس باب مین لکھی تھی ؎
تا کہ ماں گشت شہی بر سر مالدیو رسید ٭ مات بود ار نشدی مہرہ گویا نظری ٭ بعد اس فتح کے شیر شاہ اکثر
کہا کرتا تھا کہ بڑی خیر ہوگئی ورنہ تمام ہندوستان کی سلطنت ایک مٹھی جوار کے دانون کے بدلے مین
مین نے بیچی تھی بعد ازان رنتھنبور کا قلعہ اپنے بیٹے عادل خان کو حوالہ کر کے چند روز کے واسطے رخصت کیا
تاکہ اُسکا انتظام کر کے واپس آوے جناب مصنف لکھتے ہین مین نے ثقہ آدمیون سے سنا ہے

کہ سید رفیع الدین محدث نے جنکا ذکر پہلے ہوچکا ہی اسی سفر مین ایک دن شیر شاہ سے کہا کہ میرے
باپ دادے سب صاحب تصانیف تھے اور حرمین شریفین مین وعظ کہا کرتے تھے اپنے سارے کنبے مین
ایک مین ہی نالایق ہون جو روپیہ کے لالچ سے ہندوستان مین آوارہ پھرتا ہون ورنہ کچھ حاصل ہوگیا ہی
اب حضور مجکو رخصت فرماوین تاکہ اپنے ملک مین جاکر اپنے باپ دادون کا چراغ روشن کرون شیر شاہ نے
کہا کہ مجکو اسمین کچھ عذر نہ تھا مگر مین نے تمکو ایک مصلحت کے واسطے ٹھہرایا ہی اور وہ یہ ہی کہ میرے دل مین
آرزو ہی کہ ہندوستان کے جو قلعہ جو ہندوؤن کے قبضے مین باقی رہ گئے ہین انکو بھی تھوڑی سی
توجہ مین صاف کرلون پھر قزلباشون کی خبر لون جو سفر حج کے مسافرون کو لوٹتے کھسوٹتے اور
تنگ کرتے ہین بعد ازان تمکو وکیل بناکر شاہ روم کے پاس بھیجون اور اس سے موافقت پیدا کرکے
حرمین شریفین مین سے ایک کی خدمت مین حاصل کرون اب قزلباشون کی یہ کیفیت ہی کہ جب
انکو شاہ روم دباتا ہی تو اس طرف چلے آتے ہین اور جب وہ اپنے ملک کو لوٹ جاتا ہی تو پھر اپنے
اپنے مقامون پر پہونچتے ہین اگر جو تدبیر مین نے سوچی ہی بن پڑی تو ادھر سے شاہ روم اور ادھر
مین دونون قزلباشون کی گوشمالی پر کمر باندھینگے پھر انکو کہین امن نہ ملیگی اور مین جو غور کرتا ہون
تو سواے تمہارے اور کوئی اس وکالت کے قابل نہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ کیا عجب ہی
کہ یہی حسن نیت ہی اسکی مغفرت کا سبب ہوگیا ہو سنہ ۹۵۲ نوسو باون مین شیر شاہ نے کالنجر کے
قلعہ کا محاصرہ کیا جو ہندوستان کے بڑے مضبوط قلعون مین سے ہی شیر شاہ نے اسکے
گرد سرنگین کھدوائین جب وہ اندر تک پہونچ گئین تو مسلمانون نے انکے راستے سے داخل ہوکر
قلعہ والون پر آفت ڈھائی شیر شاہ نے ایک مقام پر کھڑے ہوکر باروت کے بھرے ہوے گولے
قلعہ کے اندر پھینکنا شروع کیے اتفاقا ایک گولہ قلعہ کی دیوار مین ٹکر کھاکر لوٹا اور شیر شاہ کے لشکر مین آکر
گر کر پھٹ گیا اسکے ٹکڑون سے جتنے گولے وہان موجود تھے سب مین آگ لگ گئی شیر شاہ کا سارا
بدن جل کر کوئلہ ہوگیا شیخ خلیل پیرزادہ اور مولانا نظام الدین دانشمند پر بھی آگ کا صدمہ پہونچا مورچہ کے
قریب ایک چھوٹا ڈیرہ شیر شاہ کے لیے برپا کیا تھا شیر شاہ اسی حال مین جلتا ہوا دوڑ کر اسمین
ڈیرہ مین داخل ہوا جب کچھ ہوش ہوتا تھا چلا چلا کر لوگون کو قلعہ فتح کرنے کی ترغیب دیتا تھا اور جو کوئی اسکے
دیکھنے کو ڈیرہ کے اندر آتا تھا اس سے شیر شاہ لڑائی کا ہی اشارہ کرتا تھا چنانچہ امرا اسکے پیچھے سامنے

بھی زیادہ جانفشانیان کرکے قلعہ والون پر ٹوٹ پڑے اور خنجر اور تلوار سے اُن لوگون کا کام تمام کیا
مصنف لکھتے ہین کہ مین نے ایک بڑے معتبر آدمی سے سُنا ہے کہ اُس روز ایک شخص سیاہ کپڑے اور
سیاہ عمامہ سر پر باندھے ہوے لوگون کو لڑائی پر بڑھاوے دے رہا تھا سب نے اُسکو دیکھا مگر کوئی
اُسکو پہچانتا نہ تھا اور وہ بھی سب کے ساتھ قلعہ کے اندر داخل ہوا بعد فتح کے جو ڈھونڈھا تو اسکا پتا نہ ملا
اسی طرح اور طرف کے مورچہ والون نے بھی بیان کیا کہ اسی لباس کے سوار لشکر کے آگے آگے جاتے تھے
جب سب لوگ قلعہ کے اندر داخل ہوگئے تو وہ غائب ہوگئے یہ بات بہت مشہور ہے کہ اُس روز
مسلمانون کی مدد کے لیے غیب کے لوگ آئے تھے شیر شاہ اُسی بیقراری مین بار بار فتح کی خبر پوچھتا تھا
ہوا بھی اُس روز بڑی گرم تھی لوگون نے صندل اور گلاب اُسکے بدن پر لگایا مگر اُسکا دم بدم دم گھٹتا جاتا تھا
اور فتح کی خبر سُنتے ہی دم نکل گیا یہ قطعہ اُسکی تاریخ وفات مین لکھا ہے شعر شیر شاہ آنکہ از مہابت او
شیر و بز آب را بہم می خورد * از جہان رفت و گفت پیر خرد * سال تاریخ او ز آتش مرد شیر شاہ کے
باپ دادون کا قبرستان سہسرام مین تھا اسلیے اُسکی نعش کو بھی وہین لیجا کر دفن کیا اُس
بادشاہ نے پندرہ برس حکومت اور پانچ برس سلطنت کی مشہور ہے کہ جب آئینہ دیکھتا تھا کہا کرتا تھا
کہ افسوس شام کے وقت مجکو بادشاہی ملی

ذکر سلیم شاہ بن شیر شاہ کا

جب شیر شاہ کا انتقال ہوگیا تو امیرون نے اُسکے بیٹے سلیم خان کو نواحی پٹنہ سے بلایا چنانچہ وہ
جلد جلد کوچ کرکے لشکر مین داخل ہوا اور پندرھوین ربیع الاول سنہ نوسو باون کو عیسی خان حاجب
وغیرہ امیرون کے اتفاق سے سلیم شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے تخت سلطنت پر بیٹھا ملا احمد نے
سنہ جلوس اس آیہ کریمہ سے نکالا و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا
عبادی الصالحون * بعد تخت نشینی کے سلیم شاہ نے اپنے بڑے بھائی عادل خان کو
جو رنتنبھور مین تھا اس مضمون کی عرضی لکھی کہ ہر چند ولیعہد تم تھے مگر چونکہ تم لشکر سے بہت دور تھے اور
یہان فتنے اُٹھنے شروع ہوے تھے اسلیے مین چند روز تمھارا نائب بنکر لشکر کی محافظت کرتا ہون اور
جب آپ تشریف لے آوینگے تو مین ہر طرح مطیع اور فرمان بردار ہون بعد ازان سلیم شاہ نے کالنجر سے آگرہ کی طرف
توجہ کی جب قصبہ کورہ گھاٹم پور مین پہونچا تو خواص خان نے اپنی جاگیر کے ملک سرہند سے آکر بظاہر سلیم شاہ سے

بیعت کی مگر باطن مین وہ عادل خان کا طرفدار تھا غرض عادل خان آیا جشن ترتیب دیکر بادشاہ نو سلیم شاہ نے
اجلاس کیا پھر ایک مدت تک عادل خان اور سلیم شاہ مین خط کتابت رہی آخر کار عادل خان نے
اپنا آنا قطب خان نائب اور عیسیٰ خان نیازی اور خواص خان اور جلال خان بن جلو ان چارون امیرون کی
راے پر جو اس سلطنت کے بڑے رکن تھے موقوف رکھا سلیم شاہ نے ان چارون سے عہد و
قول کرکے عادل خان کو لے آنے کے لیے بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ پہلی ہی ملاقات مین عادل خان کو
جاگیر پر رخصت کر دیا جاویگا اور اسکو اختیار ہے کہ تمام ہندوستان مین جہان چاہے اپنے لیے
جاگیر تجویز کرے غرض عادل خان ان چارون امیرون کے ساتھ آگرہ سے سیکری مین آیا سلیم شاہ نے
بھی شکار پور تک استقبال کیا وہان دونون کی ملاقات ہوئی اول فریقین نے تعزیت کی رسمین ادا کین
بعد ازان دونون آگرہ کو روانہ ہوے سلیم شاہ کے دل مین فریب تھا اس سبب سے اُسنے یہ تجویز کی تھی
کہ عادل خان کے ساتھ دو تین آدمیون سے زیادہ قلعہ مین داخل ہونے نہ پاوین مگر یہ تدبیر پیش
نہ گئی اور اسکے ساتھ ایک بڑی جماعت قلعہ مین داخل ہوئی تب مجبور ہوکر سلیم شاہ نے اپنی طرف سے
بدگمانی مٹانے کے لیے حد سے زیادہ عادل خان کی خوشامد اور چاپلوسی کی اور کہا کہ افغانون کو
مین نے بڑی مشکل سے آج تک روکا ہے اب یہ آپ کے حوالہ ہین اور عادل خان کو تخت پر بٹھا کر خود فرمانبردارون
کی طرح نیچے کھڑا ہوا اور دنیا داری کے طور پر بڑی خصوصیت اور عنایت کی باتین بنائین عادل خان اگرچہ
ایک نوجوان آدمی بڑا بہادر تھا اور اُسکے زور کی حکایتین بہت مشہور ہین مگر چست و چالاک نہ تھا اور سوا
اسکے سلیم شاہ کے فریبون سے بخوبی واقف تھا اسلیے آہستہ تخت سے اُتر کر سلیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور خود
نیچے کھڑا ہوکر بادشاہی کی مبارکبادی دی اُس روز بہت سا چاندی سونا لٹایا گیا سلیم شاہ نے بموجب
وعدہ کے بیانہ جاگیر مین دیکر اور عیسیٰ خان اور خواص خان کو ہمراہ کرکے عادل خان کو رخصت کیا اور دو تین روز
بعد غازی محلی کو جو محرم خاص تھا عادل خان کے قید کرلینے کے لیے بھیجا عادل خان یہ خبر سنکر بیانہ سے
بھاگا اور میوات مین خواص خان کے پاس چلا گیا خواص خان نے غازی محلی کو بلا کر اُسی سونے کی
زنجیر مین جو عادل خان کے لیے لایا تھا اُسکو قید کر دیا اور سب امیرون کو اپنا شریک کرکے ایک بڑا بھاری
لشکر لیکر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا قطب خان اور عیسیٰ خان بھی جو بڑے نامی گرامی امیر تھے اور عادل خان کا
قول و قرار انھی کے اعتماد پر ہوا تھا سلیم شاہ کی بدعہدی سے ناراض ہوگئے اور خفیہ عادل خان سے

کہلا بھیجا کہ شب برات کی صبح کو اول وقت ہم آگرہ مین داخل ہوتا کہ ہم سب تم سے بیعت کر لین عادل خان
اور خواص خان شب برات کی رات مین سیکری مین آئے اور وہان حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی
خدمت مین رات بھر نوافل وغیرہ پڑھتے رہے اس سبب سے آگرہ جانے مین توقف ہوگیا اور مقرری
وقت پر وہان نہ پہونچ سکے بلکہ قریب دوپہر کے نواحی آگرہ مین پہونچے سلیم شاہ نے گھبرا کر قطب خان وغیرہ
امیرون سے مداہنت کی بنیاد ڈالی اور ان سب کو عادل خان کے پاس بھیجنے کی تجویز کی اور اس سے
اسکی غرض یہ تھی کہ سب مخالف لوگ وہان سے چلے جاوین تو خود تنہا قلعہ چنار کی طرف چل دے اور
وہان کے خزانون اور دفینون کو اپنے قبضہ مین کر کے سامان لشکر کا درست کرے اور پھر عادل خان سے
آکر مقابل ہو مگر عیسی خان اس تدبیر کی بہت سی قباحتین سمجھا کر وہان کے جانے سے مانع ہوا تب سلیم شاہ
اپنے مقرب امیرون کو اور ان دو تین ہزار آدمیون کو جو اسکے اعتمادی قدیمی نوکر تھے ساتھ لیکر عادل خان کے
مقابلہ کے لیے شہر سے باہر نکلا اور جن امیرون کو اول عادل خان کے پاس قاصد بنا کر
بھیج چکا تھا ان سے بھی یہ کہلا بھیجا کہ مجکو ہرگز عادل خان کا اعتبار نہین خدا اپنے تمہارے ساتھ
کیا معاملہ کرے اسلیے مصلحت یہ ہے کہ تم سب دو اسپہ آکر اب میرے اور اسکے درمیان مین زبان تیغ سے
پیغام ادا ہوگا یہ سنکر وہ سب امیر اسیوقت آگئے اور سلیم شاہ کے لشکر مین داخل ہوئے غرض آگرہ کے
قریب جب لڑائی ہوئی آخر عادل خان نے شکست پائی اور تنہا بھٹہ کی طرف بھاگ گیا خواص خان اور
عیسی خان نیازی نے میوات کا راستہ لیا ان دونون مین باہم موافقت بہت تھی سلیم شاہ کا کچھ لشکر بھی انکے
تعاقب مین روانہ ہوا چنانچہ قصبہ فیروزپور مین انسے مقابلہ ہوا اس لڑائی مین خواص خان اور
عیسی خان غالب آئے مگر پھر سلیم شاہ کے خوف سے کوہ کماؤن کے راجون کے پاس پناہ لی سلیم شاہ نے
قطب خان کو انکے مقابلہ کے لیے بھیجا چنانچہ وہ مدت تک پہاڑون مین لوٹ مار کرتا رہا پھر سلیم شاہ
چنار کو گیا اور وہان کے سارے خزانے گوالیار کو روانہ کیے جب وہان سے لوٹ کر قصبہ کوڑہ گھاٹم پور
مین آیا تو وہان جلال خان جلوانی کو چوگان بازی کے بہانہ سے اپنے خیمہ مین لے آیا یہ جلال خان پٹھانون مین بڑے
جتھے اور گروہ کا آدمی تھا اور باطن مین عادل خان کا طرفدار تھا اسلیے سلیم شاہ ہمیشہ اسکی فکر مین تھا اب
قابو پاکر اسکو اور اسکے بھائی خداداد نامی کو طوق و زنجیر پہنا کر ایک ایسے پٹھان کے حوالہ کیا جو کسی خون کا
دعوی دار تھا آخر سلیم شاہ نے قصاص کے بہانہ سے جلال خان کو قتل کر دیا اور خود آگرہ مین آیا

بعد ازان سلیم شاہ نے گوالیار کو تختگاہ مقرر کیا اور عادل خان کے طرفدارون کے نیست نابود کر دینے پر
کمر مضبوط باندھی ایک ایک کو شطرنج کے مہرون کی طرح چن لینا شروع کیا قطب خان بھی مخالف ہو کر
کوہ کمایون سے لاہور مین ہیبت خان نیازی کے پاس چلا گیا جسکو شیر شاہ نے اعظم ہمایون کا خطاب دیا تھا
ہیبت خان نے حسب الطلب سلیم شاہ کے قطب خان کو باندھکر بھیجدیا سلیم شاہ نے قطب خان کو مع شہباز خان
اور تیرہ چیدہ اور نامی امیرون اور امیرزادون کے گوالیار کے قلعہ مین قید کرکے بھیجدیا اکثر انھین کے باروت سے
اڑا دیے گئے انھین مین سے عادل خان کا بیٹا محمود خان تھا جسنے سات برس کی عمر مین شیر شاہ کو لشکر کے
گرد رستے کا قلعہ بنانے کی تدبیر بتلائی تھی اور شیر شاہ نے اسکو اپنا ولیعہد کیا تھا چنانچہ پہلے اس قصہ کا ذکر
ہوچکا اسی سال مین سلیم شاہ نے اعظم ہمایون کو لاہور سے طلب کیا مگر اسنے خود اپنے آنے مین عذر کیا
اور سعید خان اپنے بھائی کو جو بڑا بہادر اور عقلمند تھا سلیم شاہ کے پاس بھیجدیا سلیم شاہ نے ظاہر مین
اُسپر بڑی عنایت کی اور اپنا مقرب بنایا مگر باطن مین اُسکے دفع کرنے کی فکر مین تھا ایک روز اسکو
تنہا محل کے اندر لے گیا اور بعضے امیرون کے سر دکھلائے جنکو جیتا دیوار مین چنوا دیا تھا اور اس سے
پوچھا کہ تو انکو پہچانتا ہے یہ کون ہین سعید خان نے جن جن کو پہچانتا تھا انکا نام لیا اور اُس سے پہلے
اُن امیرون کو گوالیار کے قلعہ مین بھیجکر باروت سے اڑوا دیا تھا مگر کمال ککھر کی موت آئی تھی اس سبب سے
جیتا بچ رہا اور سبب اسکے بچ جانے کا یہ مشہور ہے کہ کمال خان کی بہن کے ساتھ سلیم شاہ نے نکاح
کرلیا تھا جب اُسنے یہ سنا کہ رات کو قیدی باروت سے اڑائے جاوینگے تو اُسنے اس مضمون سے
اپنے بھائی کمال خان کو مطلع کردیا اور چار لحاف بھاری روئی سے بھرے ہوئے اور کئی مشک پانی اسکے
پاس بھیجدیا کمال خان نے غسل کے بہانے سے ان لحافون کو بخوبی پانی مین بھگویا اور انکو اوڑھکر سب سے
علیحدہ ایک کونے مین پڑ رہا جب وہان آگ لگائی گئی اور سارے قیدی جل کر خاک ہوگئے مگر کمال خان
لحافون کے اندر سلامت بچ رہا صبح کو سلیم شاہ قیدخانہ کا تماشا دیکھنے جو آیا اُسکو سلامت دیکھکر کہنے لگا
کہ تیرا اخلاص میرے ساتھ درست تھا اس سبب سے تجھ مین آگ نے اثر نہ کیا پھر سلیم شاہ نے قسم کھائی
کہ اب تیرے ساتھ کبھی مخالفت نہ کرونگا اور اُسکو قید سے رہا کرکے حاکم پنجاب کے ساتھ ککھڑون کی ولایت
متعین کیا اور وہان اُسکو پھر بڑا رتبہ حاصل ہوا غرض ان کیفیتون کے دیکھنے سے سعید خان کے دل پر
ہراس غالب ہوا اور گھوڑون کی ڈاک آگرہ سے لاہور تک بٹھا کر تین شبون مین لاہور پہنچا

پھر اعظم ہمایون نے بڑی قوت پیدا کر کے لاہور مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا سلیم شاہ نے ہر طرف سے بُلا کر آگرہ مین اپنا لشکر جمع کیا اور ایک جمعیت کثیر ہمراہ لیکر لاہور کی طرف متوجہ ہوا اثناے راہ مین نزاول خان نے مالوہ سے آکر ملازمت حاصل کی اور سلیم شاہ نے اُسپر بڑی مہربانی کی بعد ازان نزاول خان بعضی اپنی مہمات کی ضرورت سے اجازت لیکر رخصت ہوا پھر سلیم شاہ نے دہلی مین پہونچکر چند روز توقف کیا اور وہان لشکر کو اچھی طرح ترتیب دیکر لاہور کی طرف کوچ کیا خواص خان اور عیسی خان نیازی بھی کوہ کمایون سے اعظم ہمایون کے پاس آگئے تھے چنانچہ وہ سب اپنے اپنے لشکر لیکر سلیم شاہ کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوے اُن دنون مین جاڑون کا موسم شروع تھا قصبہ انبالہ مین دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا حسن صبح کو لڑائی ہوگی اُس روز شب مین اعظم ہمایون نے خواص خان سے پوچھا کہ بعد فتح کے تخت پر کون بیٹھیگا اُسنے جواب دیا کہ عادل خان شیر شاہ کا بڑا بیٹا سلطنت کے قابل ہے نیازیون نے اس بات کو نہ مانا اور کہا کہ جانفشانی تو ہم کرین پھر ملک غیر کو کیون دین سلطنت کچھ میراث نہین ہے بلکہ قوت بازو سے حاصل ہوتی ہے خواص خان کو جو بجان ودل شیر شاہ اور اُسکی اولاد کا ہواخواہ تھا یہ بات پسند نہ آئی اور صبح کو بہت سی لڑائی بھڑائی کے بعد طرح دیکر عیسی خان کے ساتھ کسی طرف کو چلدیا نیازیون نے اپنی دلاوری مین کمی نہین کی مگر فتح قسمت مین نہ تھی آخر کو شکست کھائی اعظم ہمایون کے بھائی سعید خان نے اُس حال مین ایسی صورت بنائی کہ کوئی اُسکو نہ پہچانے اور چند سوارون کے ساتھ سلیم شاہ کے لشکر مین آیا ہر کسی سے پوچھتا تھا بادشاہ کدھر ہے مین اُسکو فتح کی مبارکباد دونگا اور دلی ارادہ یہ تھا کہ اس بہانہ سے سلیم شاہ تک پہونچکر اُسکا کام تمام کردے سلیم شاہ نے ہاتھیون کے حلقہ کے بیچ مین اپنا مقام کیا تھا اتفاقاً اُسی حلقہ کے کسی فیلبان نے سعید خان کی آواز پہچان لی اور ایک نیزہ اُسکے مارا مگر سعید خان اُس دام سے جان بچا کر سلامت نکل آیا ساری نیازیون کی فوج قصبہ دھنکوٹ مین جو روہ کے قریب ہے بھاگ گئی جو باقی رہی اُنکو گنوارون نے لوٹ مار کر کے تباہ کردیا کچھ انبالہ کی ندی نالون مین ڈوب کر مر گئے سلیم شاہ نے رہتاس تک خود تعاقب کیا اور وہان سے خواجہ ویس شروانی کو بڑے بھاری لشکر کے ساتھ اُنکے پیچھے تعین کر کے خود آگرہ کی طرف لوٹا اور وہان سے گوالیار کو چلا گیا عیسیٰ خان اور خواص خان جو معرکہ مین طرح دیکر علیحدہ ہوگئے تھے اُنمین سے عیسیٰ خان تو پہاڑ کی طرف چلا گیا اور خواص خان پانسو چھ سو سوارون کے ساتھ بھاگ کر لاہور مین آیا شمس خان لوحانی جو سلیم شاہ کی طرف سے لاہور کا حاکم تھا اتفاقاً کسی ضرورت سے

لاہور سے تیس کوس پر پہنچ گیا تھا خواص خان مع اپنے سوارون کے لاہور کی تسخیر کے ارادہ پر مرزا کامران کے باغ مین اترا شہر کے آدمی قلعہ بند ہو گئے اور شمس خان کے آنے تک اس بلا کی حفاظت کرتے رہے خواص خان نے اس باغ مین سے بلند بلند پیڑ کاٹ کر زینہ بنانے کا ارادہ کیا استنے مین خبر آئی کہ راے حسین جلوانی وغیرہ سلیم شاہی امیر تیس ہزار سوار ساتھ لیے ہوے بہت قریب آ پہنچے خواص خان نے عیسی خان کے مشورہ کرکے لاہور سے قطع نظر کی اور پانچ چھ کوس وہان سے لوٹ کر سلیم شاہی امیرون سے مقابلہ کیا اور اسکے سوار بلاے ناگہانی کی طرح سلیم شاہی لشکر پر جا پڑے آخر راے حسین نے اپنے آدمیون سے کہا کہ رستہ چھوڑ دو اور اس آفت کو ٹالو خواص خان اس فوج کو چیر کر نکل گیا اور پھر پیچھے سے حملہ کرکے پریشانی ڈالی اس مرتبہ ایک زخم اسکے زانو پر لگا اور اسکے صدمہ سے گھوڑے سے نیچے گر پڑا مگر کسی کی یہ جرأت نہوئی کہ اسوقت بھی اسکو گرفتار کرے اسکے آدمی انکو علانیہ چارپائی پر ڈالکر لے گئے راے حسین نے اپنے آدمیون کو انکا تعاقب کرنے سے منع کیا خواص خان اس جگہ سے صحیح سلامت نگرکوٹ کی طرف گیا اور وہان سے کوہ کمایون کو چلا گیا اعظم ہمایون کے ساتھیون نے کشمیر کا ارادہ کیا اور کشمیریون کے دھوکے مین آکر وہان کے پہاڑون کی گھاٹیون مین نیست نابود ہو گئے سزاول خان نے عثمان نامی ایک پٹھان کا کسی سبب سے ہاتھ کاٹ ڈالا تھا اسنے ایک روز موقع پاکر سنہ نو سو چورانوے مین سزاول خان کے ایک تلوار کا ہاتھ مارا وہ زخمی ہو کر اپنے گھر پہونچا مگر اسکے ذہن مین یہ آیا کہ سلیم شاہ کے بہکانے سے اسنے یہ حرکت کی ہے اس خیال سے اسنے مالوہ کا رستہ لیا سلیم شاہ نے بانس واڑہ تک اسکا تعاقب کیا سرور کے زمیندارون مین سزاول خان ایسا غائب ہو گیا کہ پتا نہ ملا تب سلیم شاہ نے عیسی خان سور کو بیس ہزار سوارون کے ساتھ اُجین مین چھوڑا اور خود گوالیار کو واپس آیا سلیم شاہ نے ابتداے سلطنت مین ہی یہ انتظام کیا تھا کہ پانچ پانچ ہزار سوار ساری ہندوستان کی بڑی سرکارون مین متعین رہین انہین سے نظام سوار کے بیٹے مبارز خان کو جو سلیم شاہ کا چچازاد بھائی اور سالا بھی تھا اور اسی کا آخر مین سلطان محمد عدلی خطاب ہو گیا ہے نواحی احاون سرکار سنبھل مین بست ہزاری کرکے بھیجا تا کہ خواص خان وغیرہ کوئی اس طرف سرکشی نہ کرسکے اور پانبدہ خبرک کو اسکا نائب مقرر کیا اسی طرح شروع سلطنت مین یہ حکم جاری کیا کہ شیر شاہ نے جو سراے مین بنوائی تھین انمین ہر جگہ دو دو سراؤن کے بیچ مین ایک ایک اور سراے

اور مسجد اور خانقاہ اور پانی کا سقایہ اسی طرح بنالیا جاوے اور عام لنگر جاری رہے مسلمانون کو پختہ اور ہندوون کو
کچا کھانا ملا کرے اور جن جن لوگون کے روزینہ شیرشاہ کے وقت سے مقرر ہین وہ اسی طرح رہین کم ہون
نہ زیادہ اور شیرشاہ نے جو باغ اور سرائین وغیرہ بنائین ہین وہ بھی اسی طرح قائم رہین اور جن جن امیرون کے
گھر بار ترون کے اکھاڑے تھے جیسا کہ ہندوستان مین مشہور ہے وہ سب اُن سے لیگئین اسی طرح
سب امیرون سے ہاتھی بھی لے لیے کمزور دُبلی ہتھنیان جو فقط بار کشی کے لائق تھین چھوڑ دین اور یہی حکم کیا
کہ سُرخ سراپردہ سوا بادشاہ کے اور کسی کا نہو اور تمام ولایت کو اپنا خالصہ مقرر کیا سپاہیون کی تنخواہ اسی طرح نقد
جو شیرشاہ نے نکالا تھا تقسیم ہوتی تھی اور حکمنامے ہر سرکار مین بھیجے جسمین سب قوانین معاملات دینی و
دنیوی و جزئی و کلی و مالی و ملکی درج تھے اور جو جو معاملہ کہ سپاہی اور رعیت اور سوداگر اور ہر قسم کے لوگون کو
برتنے چاہیین اور جن جن طریقون کی حکام کو تعمیل چاہیے وہ سب اُسمین لکھے تھے خواہ شریعت کے
موافق ہون یا خلاف اور انکو دیکھکر کچھ قاضی اور مفتی سے پوچھنے کی حاجت نہ رہتی تھی اور سلیم شاہ نے
ایک کفش اور ترکش اپنے ہر سردار کو حوالہ کی تھی چنانچہ ہر جمعہ کے دن سب امیر بست ہزاری اور دہ ہزاری اور
پنج ہزاری خیمہ بلند ہشت سر غہ برپا کرتے تھے اور سلیم شاہ کی کفش اور ترکش کو ایک کرسی پر رکھتے تھے
سب سے پہلے لشکر کے سردار پھر منصف یعنی امین پھر اور سردار موافق ترتیب کے جھک جھک کر
اُسکو سلام کرتے تھے اور بڑے ادب کے ساتھ درجے اپنے موقع پر ترتیب سے بیٹھتے تھے پھر منشی آکر
اُس حکمنامہ کو جو کم و بیش اسی جز کاغذ ہوتا تھا اول سے آخر تک پڑھتا تھا ہر مسئلہ مشکل مع جمیع
متعلق کے اُسمین بہ تفصیل مذکور ہوتا تھا اُسی کے موافق سب عملدرآمد کرتے تھے اور اگر اتفاقاً کوئی امیر
ایک امر بھی اُسکے خلاف کرتا تھا تو فوراً منشی سلیم شاہ کو اُسکی اطلاع دیتا تھا اور وہ امیر مع اپنے
فیل و تبار کے سزا پاتا تھا سلیم شاہ کے آخر زمانہ تک یہی دستور رہا جناب مصنف مرحوم لکھتے ہین کہ مین
سنہ ۹۵۵ نو سو پچپن مین صغیر سن لڑکا تھا جو اپنے نانا کے ہمراہ فرید تارن پنج ہزاری کے لشکر کے ساتھ
بجوارہ مین جو توابعات بیانہ سے ہے گیا تھا تو مین نے یہ کیفیت اپنی آنکھ سے دیکھی تھی اور اس سے پہلے
سنہ ۹۵۴ نو سو چون مین بھی مین نے یہ معاملہ دیکھا واللہ اعلم خواجہ ویس شروانی نے جو اعظم ہمایون کی گوشمالی کے
لیے متعین تھا دھنکوٹ کی حد پر نیازیون کے مقابلہ مین شکست پائی اور اعظم ہمایون نے قوت پاکر
سہرند تک اُسکا تعاقب کیا سلیم شاہ نے دوبارہ ایک بڑا بھاری لشکر اُسکے مقابلہ کے لیے بھیجا

اُسی موقع پر لڑائی ہوئی اس مرتبہ نیازیون نے شکست فاش پائی اور آگئی بعض عورتین بھی شہید ہوئین
سلیم شاہ نے انکو بےعزت کرکے گوالیار کے قلعہ مین بھیجدیا اور علم اور نقارہ پردہ اور تمام اسباب
سلطنت نیازیون کا جو لوٹ مین آیا تھا وہ سلیم شاہ نے ہندیون کو عنایت کیا اور اُن ہندیون مین سے
کسی کو اعظم ہمایون اور کسی کو سعید خان اور کسی کو شہباز خان خطاب دیا اُنکے دروازون پر نوبت کے
نقارے بجتے تھے اور دماغ اُنکے آسمان پر تھے اور یہ سب شب جمعہ کو موافق دستور کے سلیم شاہ کے
سلام کے لیے جایا کرتے تھے تو نقیب بآواز بلند سے کہتے تھے کہ بادشاہ سلامت اعظم ہمایون نیازی
نیازی اور سعید خان نیازی اور شہباز خان نیازی دعا کہتا ہے مگر یہ بات پٹھانون کو بہت ناگوار ہوتی تھی
کیونکہ وہ سب ایک ہی برادری اور قبیلہ کے تھے بعض کہتے ہین کہ خطاب اور علم اور نقارے زنڈیون کو
اول مرتبہ کی ہی فتح مین دیے گئے تھے اعظم ہمایون کی اس شکست کے بعد کمر ٹوٹ گئی اور پھر مقابلہ کی
جرأت نہوئی اور تمام جمعیت نیازیان کی پراگندہ ہو گئی اول انھون نے نواحی رہتاس مین گکھڑون کے پاس
پناہ لیکر کشمیر کے پہاڑون کو جاے امن ٹھہرایا سلیم شاہ نے بہت سا لشکر ساتھ لیکر انکی قلع قمع کے
ارادہ پر کوچ کیا جب پنجاب مین پہنچا تو کوہستان شمالی مین مناسب مقامات تجویز کرکے مانکوٹ اور
رشید کوٹ وغیرہ پانچ قلعہ تعمیر کرنے کے لیے بنائے دو برس تک لشکر کے پٹھان چونا اور پتھر
ڈھوتے رہے اور چونکہ بادشاہ اس قوم سے بدگمان ہوگیا تھا اسلیے انکو ہمیشہ ذلت اور خواری
مین رکھا اور اس مدت مین ایک حبہ تنخواہ کا بھی نہ دیا جنھون نے اس مصیبت سے خلاصی پائی تھی
اُنکو گکھڑون کے مقابلہ پر نامزد کیا گکھڑ موافق اپنی عادت کے دن کو پٹھانون سے لڑتے تھے اور رات کو
چورون کی طرح اُنکے لشکر مین آکر جو سامنے پڑتا تھا عورت ہو یا مرد باندی ہو یا غلام اُٹھا لیجاتے تھے
اور چند روز بڑی مصیبت کے قید مین رکھکر کہین بیچ ڈالتے تھے سارے پٹھان ان رسوائیون اور
ذلتون سے عاجز آگئے تھے مگر سلیم شاہ کے سامنے کچھ عرض کرنے کی کسی کو مجال نہ تھی آخر ایک دن
شاہ محمد فرملی نے جو ایک نامی امیرون مین سے تھا اور اسکے مزاج مین خوش طبعی اور ہزل اور گستاخی
بہت تھی سلیم شاہ سے کہا کہ مین نے رات کو خواب مین دیکھا ہے کہ آسمان سے تین تھیلیان گرین ایک
مین سونا اور ایک مین کاغذ اور ایک مین خاک بھری ہوئی تھی زر دفتری ہندون کے گھر گیا کاغذ بادشاہی
خزانہ مین رہا اور خاک سپاہیون کے سرون پر پڑی سلیم شاہ کو یہ لطیفہ پسند آیا اور حکم کیا کہ اب جو گوالیار کو

لوٹ ہونگے تو محاسب حساب کرکے سپاہیون کی دو برس کی تنخواہ ادا کر دینگے مگر اس حکم کی تعمیل نہونے
پائی تھی کہ سلیم شاہ کا انتقال ہوگیا نیازیون کا انجام یہ ہوا کہ اول انکو کشمیریون نے جو بڑے مکار اور
غدار ہوتے ہین دھوکا دیکر بلایا اور رستہ بھلا کر پہاڑون کی گھاٹیون مین ڈالدیا اور سلیم شاہ کے
اشارہ سے انکا رستہ روک کر لڑنا شروع کیا یہان تک نیازیون کی عورتین بھی اپنے ننگ و ناموس کے
خوف سے لڑکر مر گئین چنانچہ اعظم ہمایون کی مان اور بی بی بھی مقابلہ کرکے پتھرون کے نیچے دب مری
ایک بھی ان مین کا سلامت نرہا مشہور ہے کہ شیر شاہ کے زمانہ مین ان نیازیون نے عہد و پیمان کرکے قوم
سنبل کے پٹھانون کو بلایا تھا اور پھر اپنے عہد سے منحرف ہوکر شیر شاہ کے اشارہ سے اُس
قوم کے دو ہزار آدمیون کو مع زن و بچہ کے قتل کر ڈالا تھا سو وہی معاملہ اب انکے آگے آیا غرض کشمیریون نے
اُن تینون بھائیون کو قتل کرکے سر انکے سلیم شاہ کے پاس بھیجدیے جس زمانہ مین سلیم شاہ نے
گکھڑون وغیرہ کے مقابلہ پر فوج روانہ کی تھی اور خود دمال گڈھ کا قلعہ سنوار رہا تھا اُسی زمانہ مین کامران مرزا
ہمایون سے شکست کھاکر کابل سے ہندوستان مین اس توقع سے آیا کہ سلیم شاہ سے مدد لیکر پھر
مقابلہ کرے سلیم شاہ نے اپنے سارے لشکر مین سے ہیمو بقال کو چھانٹ کر پٹھانون کی ایک جماعت
ساتھ کرکے کامران کے استقبال کے لیے بھیجا یہ ہیمو بقال ابتدا مین بازار کا شحنہ تھا مگر لوگون کی چغلیان
اور مخبریان کرکے اب اعتبار کے مرتبہ پر پہونچ گیا تھا اگرچہ سلیم شاہ نے پٹھانون پر بے اعتمادی اور ہیمو پر
اعتماد ہونے کے سبب سے اس امر کو میرزا کے اعتبار کا سبب تصور کیا تھا مگر میرزا اسمین اپنی خفّت
سمجھکر اپنے آنے سے بہت پشیمان ہوا باوجود اسکے بھی میرزا کا گمان یہ تھا کہ سلیم شاہ ملاقات کے وقت
کچھ تعظیم و تکریم سے پیش آویگا مگر سلیم شاہ دربار عام کے روز بڑے تکبر اور فرعونیت سے تخت پر بیٹھا اور
سرمست خان افغان داؤد زئی نے جو باربکی کا منصب رکھتا تھا سب تعظیمات معمولی کہ ادنی لوگون کی
طرح مرزا کو تکلیف دی اور نا انسانیت کو کام فرما کر مرزا کی گردن کو بڑے زور سے دبایا اور کئی مرتبہ چلا کر کہا
کہ بادشاہ ظل دولت کہ کامران مقدم مرزادہ کابل دعا کرتا ہے سلیم شاہ نے بڑی بے پروائی سے
مرزا کی طرف دیکھکر جھوٹ موٹ کہا کہ خوش آمدی اور اپنے سراپردہ کے نزدیک ایک ڈیرا اور شامیانہ
اُسکے واسطے کھڑا کرایا اور ایک خلعت اور ایک کنیز اور ایک خواجہ سرا مرزا کے احوال سے خبردار
رہنے کے لیے بھیجدیا کبھی کبھی مرزا کو بلاکر کچھ شعر و سخن سنا کرتا تھا مگر صحبت بڑی ناخوشی مین گذرتی تھی

اور مرزا اُن تکلفات اور تواضعات سے نہایت تنگ بلکہ اپنی زندگی سے بیزار تھا اور بھاگ جانے کا
موقع ڈھونڈھتا تھا پٹھان ہندی زبان مین اُسکو چھیڑا کرتے تھے اور جب وہ دربار مین آیا کرتا تھا تو
کہتے تھے کہ مور آتا ہی مرزا نے سلیم شاہ کے حضور مین ایک امیر سے پوچھا کہ مور کسیکو کہتے ہین اُس نے
جواب دیا کہ مور مرد عظیم الشان کو کہتے ہین مرزا نے کہا تو سلیم شاہ بہت اچھا مور ہی اور شیر شاہ اس سے
بھی اچھا زیادہ مور تھا اُسوقت سلیم شاہ نے حکم دیا کہ اب آیندہ کوئی مرزا سے یہ لفظ نہ کہے اور نہ اس سے
ہنسی کرے ایک روز سلیم شاہ نے مرزا سے کسی شعر پڑھنے کی فرمایش کی مرزا نے فی البدیہہ
یہ مطلع پڑھا ؎ گردش گردون گردان گردنان را گرد کرد * بر سر اہل تمیزان ناقصان را مرد کرد *
سلیم شاہ اُسکے کنایہ کو سمجھکر ٹال گیا اور خفیہ مؤکلون کو حکم دیا کہ مرزا کہین جانے نپاوے مرزا نے
زمیندارون کے وسیلے سے پہاڑ کے کسی راجہ کو بہت سے وعدہ کر کے اس بات پر راضی کیا کہ اُسنے
چناب کے کنارہ تک گھوڑون کی ڈاک بٹھادی مرزا رات کے وقت چادر اوڑھکر ڈیرہ سے نکل گیا
نگاہبانون نے یہ سمجھا کہ کوئی عورت مرزا کے محل سرا سے جاتی ہی بعد ازان مرزا گھوڑے پر سوار ہوا
اور دریا اُترکر اُس راجہ کے پاس پہنچا اور وہان سے برقع اوڑھکر اور ایک جلودار ساتھ لیکر راجہ کے
آدمیون کے ساتھ چلدیا جب موضع گرہی مین بہت کے کنارہ پر پہنچا رات کو وہان مقام کیا وہ موضع سلطان پور کے
قریب رہتاس کے قلعہ سے تین کوس پہ واقع ہی کسی نے سلطان آدم حاکم سلطان پور کو خبر کی کہ ایک
مغل کی عورت فلانی جگہ تنہا ایک جلودار کے ساتھ ٹھہری ہوئی ہی صبح کو وہان سے چلدیگی سلطان آدم نے
کیفیت دریافت کرنے کے لیے آدمی بھیجے جب تحقیق حال معلوم ہوگیا تو خود مرزا کی ملاقات کے لیے آیا
مرزا نے سلطان آدم سے بڑی خوشامد کر کے عہد و قول اس بات پر لیا کہ مجکو میرے مقام پر پہونچا دے
سلطان آدم نے اس امر کو قبول کرلیا ہمایون بھی یہان سے قریب آگیا تھا سلطان آدم نے ہمایون کو
اس مضمون کی عرضی لکھ بھیجی اور مرزا کی جان بخشی چاہی ہمایون نے فرمان اُسکے التماس کے موافق لکھ بھیجا اور
دو برس کے بعد مرزا کو بلاکر نشتر اُسکی آنکھون مین لگاکر مکہ معظمہ کو رخصت کیا اور لفظ نشتر ہی اس
واقعہ کی تاریخ ہوا یہ سارے قصے تاریخ اکبرنامہ اور تاریخ نظامی مین تفصیل سے مذکور ہین سلیم شاہ کے
زمانہ کے واقعات مین سے ایک شاہ محمد وہوی کا واقعہ ہی جسکا مجملاً بیان یہ ہی کہ شاہ محمد شیر شاہ کے
زمانہ مین ولایت سے ہندوستان مین آیا اپنے آپ کو سید کہتا تھا مگر لوگون کو اُسکی سیادت مین

کچھ کلام مہتا اُسنے اپنی وضع اور ڈھنگ مشائخ کے سے بنائے تھے اور حقیقت مین بالکل مکر تھا مگر شیر شاہ اُسکی
ولایت کا قائل تھا سلیم شاہ بھی ایام شاہزادگی سے اُسکا بڑا معتقد تھا اور اُسکی خدمت مین حاضر ہو کر اپنے لیے
سلطنت کی فال لیا کرتا تھا اور یہان تک ارادت رکھتا تھا کہ اُسکی جوتیان اُٹھاتا تھا مشہور ہے کہ ایک روز
ایک نوکر اخیر پہر دن کا بھرا ہوا ایک ٹوکرا شاہ محمد کے واسطے لایا تھا اتفاقاً اُسی وقت سلیم شاہ بھی پہونچ گیا
شاہ محمد نے اُس سے کہا کہ اس ٹوکرے کو چتر بادشاہی اعتبار کر کے ہمنے تجکو دیا اُٹھ سر پر رکھ اور چل
سلیم شاہ نے اُسکو بے تکلف اُٹھا لیا اور اپنے لیے نیک فال سمجھی مگر آخر مین اس قسم کی باتین اُسکے
ناگوار خاطر ہوتی تھین اور ہمیشہ اُس سے ناراض رہتا تھا اُسکے زمانہ مین اور دو سید عالی نسب بلند و شان
مین آئے یہ دونون بڑے عابد و زاہد اور خوش خلق اور وجیہ تھے اُنمین سے ایک جو خادم تھا اُسکا نام
میر ابوطالب تھا اور دوسرا اُسکا بھتیجا میر شمس الدین ملقب مخدوم تھا یہ دونون ولایت عراق سے پنجاب مین
سلیم شاہ کے لشکر مین پہونچے اور وہان سے دہلی مین آکر کسی محلہ مین ٹھہرے سب خاص و عام اُنکی طرف
رجوع ہوئے میر ابوطالب فن طب مین ایسا کامل تھا کہ اکثر مریضون کو اُسکے علاج سے شفا ہوتی تھی اور
تسخیر نظر او قسم کی تہنیت سے اس طور پر بہت سی نذر و نیاز اُنکو حاصل ہوتی تھی اور یہ مشہور تھا کہ انمین حضرت
مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نشان بھی ہے اور اُسکا یہ خاصہ تھا کہ جسکے دل مین شک ہوتا تھا اُسکو اُس
نگینہ کے سامنے شاہی طرح نظر نہین آتا تھا واللہ اعلم محمد شاہ کی اُس سے پہلے ہی جان پہچان تھی اس سبب سے
اُسنے یہ چاہا کہ اپنی بیٹی شاہ میر ابوطالب کے ساتھ نکاح کر دے مگر میر ابوطالب نے یہ امر قبول نہ کیا
اس سبب سے لوگ شاہ محمد کے سید ہونے مین اور زیادہ بدگمان ہو گئے آخر شاہ محمد نے
اُن دونون کو اپنی ہی حویلی مین بلا کر ایک محفوظ جگہ مین ٹھہرایا اور اُنکی خدمت شروع کی ایک مدت
یہی کیفیت رہی بعد چند روز کے پچھلی رات کو چند آدمی مسلح شاہ محمد کے بالاخانہ سے اُترے اور اُن
دونون کو جو اُسوقت تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے شہید کیا صبح کو حاکم شہر نے آکر شاہ محمد سے صورت حال
دریافت کی اُسنے بالکل انکار کیا اور کہا کہ مین اس معاملہ سے محض ناواقف ہون خدا جانے اُنکے
قاتل کون ہین اور اسی مضمون کا ایک محضر اکابر کی مہرون سے مرتب کر کے سلیم شاہ کے پاس بھیجدیا
سلیم شاہ نے مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطان پوری کو جو شیخ الاسلام اور صدر الصدور تھے
اس معاملہ کی تحقیقات کے لیے دہلی مین بھیجا اور ہر طرف فرمان بھیجکر اُس زمانہ کے علما کو مثل میان حاتم سنبھلی

اور میان جمال خان مفتی وغیرہ کے ہر طرف سے بلوایا و ہمیشہ تک اس معرکہ کی تحقیقات درپیش رہی
آخر بعد بہت سی قیل و قال کے قیاس و قرینہ سے یہی معلوم ہوا کہ شاہ محمد نے ہی لوگون کو انکے قتل کے لیے
مقرر کیا چنانچہ انھون نے اس کیفیت سے سلیم شاہ کو مطلع کیا شاہ محمد کو جو اس عزت سے اس فراغی
پہونچا تھا اس کشاکش کا تحمل نہوا اور جواب آنے سے پہلے ہی اسنے فصد کھلوائی اور اسی درد ہی بیکار مرگیا
بعضے کہتے اور بعضے کہتے ہین سبب یہ ہے بات کھل گئی کہ ساری قوم اسکی عبادتیون اور ریاضتین مکر کی تھین یہ حادثہ
سنہ ۹۵۶ نو سو چھپن مین واقع ہوا دوسرا واقعہ اس زمانہ کا شیخ علائی مہدوی بیانہ کا حال ہے اور وہ بالکل
سید مولہ کے قصہ کے مطابق ہے جسکا ذکر سلطان جلال الدین فیروز شاہ کے احوال مین ہو چکا مجملا
بیان اس قصہ کا یہ ہے کہ شیخ علائی کا باپ حسن نامے بنگالہ کے مشائخون مین تھا اتفاقاً وہ اور
اسکا چھوٹا بھائی شیخ نصر اللہ جو بڑا عالم تھا کعبۃ اللہ کی زیارت کو گئے اور وہان سے لوٹکر جب
ہندوستان مین آئے تو بیانہ مین اقامت کی بیجا نصر اللہ تو را شیخ اس سال کی تاریخ ہوئی بڑا بھائی
مریدون کی ارشاد و ہدایت مین اور چھوٹا بھائی درس و تدریس مین مشغول ہوا شیخ علائی شیخ حسن کی
ساری اولاد مین نیکبخت زیادہ تھا اور تقوی اور صلاحیت کے آثار بچپن مین ہی اسکے چہرہ سے جھلکتے تھے
چند روز مین اسنے تمام علوم ظاہری اور باطنی باپ کی خدمت مین حاصل کیے اور قوت طبع اور صفائی ذہن سے
سرمایہ کامل پیدا کر کے تدریس و افادہ مین مشغول ہوا بعد انتقال باپ کے علوم ظاہری کی بحث کو ترک کر کے
سجادہ نشین اور زہد اور عبادت اور ارشاد اور تلقین مین اپنی اوقات صرف کرنے لگا مگر ابھی تک کسی قدر
تقاضاے نفس امارہ اسکی طبیعت مین باقی تھا اور یہ بات چاہتا تھا کہ کسی اور شیخ کا رتبہ اسکے مرتبہ سے
بڑھ نہ جاوے چنانچہ اسنے ایک مرتبہ عید کے روز ایک ظاہری صوفی کو محفہ سے اتار کر بڑا ذلیل کیا اس وقت
تک مقصد دلی شیخ علائی کا یہ تھا کہ سب مین ایک مین ہی مرجع خاص و عام رہون شیخ علائی کے اور بھائی
اگرچہ عمر مین اس سے بڑے تھے مگر شیخ مذکور کی بزرگی کے سبب سے سب نے اسکی اطاعت
اختیار کی تھی اور اسکے سبب سے فخر کیا کرتے تھے اسی اثنا مین میان عبد اللہ نیازی پٹھان جو حضرت
شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفون مین سے تھے اور آخر کو اُنسے اجازت لیکے سفر حج کو گئے تھے
وہان انھون نے ہر قسم کے ذکر اور شغل اور طریقون کا برتاو کیا اور میر سید محمد جونپوری کے جنھون نے
امام مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا معتقد ہوے اور مہدوی مذہب اختیار کر کے ہندوستان مین

تشریف لائے اور بیانہ مین آبادی سے دور ایک باغ کے گوشہ مین حوض کے کنارہ سکونت اختیار کی اور
پانی کے گھڑے بھر کر اپنے سر پر کھکر لیجایا کرتے تھے جب نماز کا وقت ہوجاتا تھا تو دھکڑ ہیرے اور
کسان وغیرہ لوگ اُدھر کو رستہ چلتے تھے سب کو اکٹھا کرکے جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے اور
جس کسی کو کچھ تامل ہوتا تھا اُسکو کچھ اپنے پاس سے دیکر جماعت کی ترغیب دیتے تھے غرض یہ ثواب ہاتھ سے
نہ کھوتے تھے شیخ علائی نے اُنکا طریقہ بہت پسند کیا اور اپنے خادمون سے کہا کہ دین و ایمان اسی کا
نام ہے جو میان عبد اللہ نیازی کا برتاو ہے اور جس روش مین ہم گرفتار رہین وہ محض بت پرستی اور
زنار داری ہے اُسی وقت باپ دادون کا طریقہ چھوڑ دیا اور دکان شیخت اور مقتدائی کی درہم برہم کردی اور
وہ سارا اپنا غرور و تکبر بالائے طاق کیا اور جو جو لوگ اُنکی پچھلی عادتون سے ناراض ہوگئے تھے اُن سب کو
خوشامد اور عاجزی کرکے راضی کیا اور سب لنگر اور خانقاہ وغیرہ چھوڑ کر آزادی اختیار کی اور جسقدر اسباب دنیوی
مہیا تھا یہانتک کہ کتابین بھی غرض سب کچھ محتاجون کو دیدیا اور بی بی سے کہا کہ اگر فقر و فاقہ تجھکو منظور ہے
تو بسم اللہ میرے ساتھ رہ ورنہ اپنا حصہ اس مال مین سے لے اور تو مختار ہے جہان چاہے وہان رہ مگر
وہ اُسی فقر و فاقہ پر نہایت خوشی سے رضامند ہوگئی غرض شیخ مذکور نے میان عبد اللہ کی خدمت مین جاکر
طریقہ پاس انفاس کا سیکھا اور جس ذکر کا اُنکے خاندان مین برتاو تھا شغل کیا اور قرآن شریف کے معانی
اور اُسکے نکتے اور دقیقے بہت جلد اُنپر کھل گئے سارے اُنکے خادم جو بعضے گھرباری آدمی اور بعضے
مجرد تھے محض توکل پر ثابت قدم ہوکر اُنکی خدمت مین مصروف ہوے اور طریقہ ذکر و شغل تعلیم پانے لگے
اُنمین تین سو آدمی خانہ دار تھے اکثر یہ لوگ کوئی پیشہ یا تجارت نہ کرتے تھے اور جب کچھ کہین سے کسی کو
ملجاتا تھا سب برابر بانٹ کھاتے تھے اور اگر شاذ و نادر کوئی شخص کچھ کسب بھی کرتا تھا تو دسوان حصہ اسکا
ضرور خدا کی راہ مین صرف کردیتا تھا بعد نماز فجر کے اور ایک اور وقت کسی نماز کے بعد ہر روز دو وقت سب
چھوٹے بڑے ایک دائرہ مین جمع ہوکر قرآن کے معانی سنا کرتے تھے شیخ علائی کی وعظ مین ایسا اثر تھا کہ جو کوئی ایک
مرتبہ بھی سن لیتا تھا سارے گھربار اور بال بچون کو چھوڑ کر اُنکی خدمت مین آجاتا تھا اور پھر کسی کسب و کار کے گرد
نہ بھٹکتا تھا یہ سب لوگ ایسے متوکل تھے کہ اگر بھوک کے مارے دم بھی نکل جاتا تو دم نہ مارتے تھے
جو شخص غیر بھی اُنکی صحبت مین جا بیٹھتا تھا تو اگر زیادہ توفیق نہوتی تھی تو اپنے گناہون سے توبہ ضرور توبہ
کر لیتا تھا اکثر کو یہ دیکھا گیا کہ رات کو اپنے کھانے پکانے اور استعمال کے برتن اُلٹے کرکے رکھ دیتے تھے

یہان تک کہ نمک اور آٹا بلکہ پانی بھی اُنکے پاس نہوتا تھا اور محض اللہ کی رزاقی پر بھروسا کر لیتے تھے صبح کو خدا کریم
پھر کہین سے پہونچا دیتا تھا مگر بااینہمہ ہتھیار اور لڑائی کا سامان مخالفون کے دفع کرنے کے لیے ہر شخص کے
پاس موجود رہتا تھا اسی سبب سے جو غیر شخص اُنکو دیکھتا تھا تو سمجھتا تھا کہ مالدار ہین محتاج نہین یہ لوگ جس جگہ
شہر و بازار مین کوئی بات خلاف شرع دیکھتے تھے جبراً و قہراً روکتے تھے اور کچھ حکام کا خیال نہ کرتے تھے
اور اکثر غالب ہی رہتے تھے شہر کے حاکم جو اُنکے معتقد تھے وہ تو ہر طرح اُنکی مدد و معاونت ہی کرتے تھے
اور جو منکر تھے وہ ڈر کے مارے کچھ نہ کہتے تھے یہان تک نوبت پہونچی کہ باپ بیٹے کو اور بھائی بھائی کو
اور خاوند بی بی کو چھوڑ کر اُس مہدوی دائرہ مین داخل ہوئے شیخ علائی کے ان معاملات اور ہجوم سے
میان عبد اللہ کی اوقات مین خلل ہونے لگا اور وہ اُس غوغا کے متحمل نہو سکے تو ایک مرتبہ اُنھون نے
شیخ مذکور سے ملامت اور نصیحت کے طور پر کہا کہ یہ باتین ہمیشہ نہین رہتین اور اس زمانہ کے لوگون کو حق بات
کڑوی معلوم ہوتی ہے تمکو اور لوگون کے روک ٹوک سے کیا غرض ہے یا تو خاموش ہو کر ایک گوشے مین
بیٹھ رہو یا سفر حج پر کمر باندھو تب شیخ علائی اپنی اُسی وضع اور حالت کے ساتھ چھ سو سات سو آدمی
اپنے ساتھ لیکر اس غرض سے گجرات کی طرف روانہ ہوے کہ شاید وہان طریقہ مہدویہ کے کسی مقتدا کی صحبت
حاصل ہو جب وہ بیانہ سے کوچ کر کے قصبہ بساور مین پہونچے تو مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میرے
والد مرحوم مجکو بھی اُنکی خدمت مین لے گئے تھے اور چونکہ مین اُس زمانہ مین بہت بچہ تھا اس سبب سے
اب مجکو اُنکی صورت کچھ وہم و خیال سی یاد ہے جب شیخ علائی جودھپور کے قریب خواص پور مین پہونچے
تو خواص خان جو اُس سرحد پر متعین تھا استقبال کے لیے آیا اور اُنکے معتقدون مین داخل ہوا مگر چونکہ خواص خان
صوفیون کے جلسہ مین راگ سُنا کرتا تھا اور کچھ سپاہیون کا حق غصب کر لیا کرتا تھا شیخ علائی کل
منہیات کے مانع تھے اسواسطے اُس سے موافقت نہوئی اور کچھ ایسے سبب واقع ہوے کہ شیخ علائی
پھر بیانہ کو واپس آئے جب سلیم شاہ آگرہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور شیخ کا قصہ اُسکے کانون تک بھی
پہونچا تو اُسنے مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطان پوری کے بہکانے سے میر سید رفیع الدین محدث
اور ابو الفتح تھانیسری وغیرہ علما کو جمع کر کے شیخ علائی کو بیانہ سے بُلوایا چنانچہ وہ اپنے چند خاص سیدون کے
ساتھ جو ہر وقت زرہ پہنے اور ہتھیار باندھے رہتے تھے درگاہ مین آئے اور جو بادشاہون کے دربار مین آداب کے
طریقے ہین کسی کے پابند نہوے اور موافق طریقہ مسنون کے اَلسَّلَامُ عَلَیکُم کہا سلیم شاہ نے

بڑی کراہیت سے جواب دیا اور یہ حرکت شیخ کی سلیم شاہ کو اور سارے امیرون کو ناگوار ہوئی مخدوم الملک نے
اس سبب سے بادشاہ کو یون بہکایا تھا کہ شیخ علائی مہدویت کا دعوی کرتا ہی اور امام مہدی تمام جہان کے
بادشاہ ہونگے تو ضرور ہی کہ اسکا ارادہ بھی خروج و بغاوت کا ہوگا اسلیے یہ شخص واجب القتل ہی
عیسی خان حجاب نے جو بڑا ایک مقرب امیر تھا شیخ علائی کو شکستہ حال پھٹے ہوے کپڑے ٹوٹی ہوئی جوتیان پہنے
دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ شخص اس حال اور ہیئت سے ہمسے بادشاہی لینا چاہتا ہی کیا ہم پٹھان مر گئے ہین
غرض شیخ علائی سے گفتگو شروع ہونے سے پہلے اپنی عادت کے موافق قرآن کی چند آیتون کا ایسی اپنی
تقریر سے وعظ کہا اور اسمین دنیا کی مذمت اور احوال قیامت اور اپنے زمانہ کے علماے دنیا دار
بے عمل کی اہانت بیان کی کہ سلیم شاہ اور اسکے مقربون کے دلون پر باوجود سنگدلی و قساوت قلبی کے
ایسا اثر ہوا کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے پھر سلیم شاہ اٹھکر اندر محلسرا کے چلا گیا اور وہان سے
شیخ علائی اور انکے ساتھیون کے لیے کھانا بھیجا مگر شیخ علائی نے نہ وہ کھانا کھایا نہ جب سلیم شاہ آیا تو اسکی
تعظیم کی اور اپنے یارون سے کہدیا کہ جس کسی کا جی چاہے یہ کھانا کھاے جب سلیم شاہ نے اُنسے پوچھا
کہ تمنے کھانا کیون نہ کھایا تو اُنھون نے جواب دیا کہ تمنے جو اپنے حق سے زیادہ خزانہ کا روپیہ خلاف شرع
اپنے تصرف مین کیا ہی وہ حقیقت مین سب مسلمانون کا حق ہی تمھاری ملکیت نہین اور کھانا بھی تمھارا
اسی قسم کا ہی سلیم شاہ یہ سُنکر بھی غصہ کو ٹال گیا بعد ازان علمانے شیخ علائی سے مہدویت کے مسئلہ مین
گفتگو شروع کی مگر شیخ علائی اپنی قوت تقریر سے سب پر غالب رہے میر سید رفیع الدین صفوی نے جنکا انتقال
سنہ ۹۵۴ نو سو چون مین ہوا ہی وہ حدیثین بیان کین جنمین حضرت امام مہدی موعود کی علامتین مذکور ہین شیخ نے
جواب مین کہا کہ تم شافعی مذہب ہو اور ہم حنفی مذہب ہین ہمارے تمھارے اصول مین بڑا فرق ہی اور
تمھاری توجیہین اور تاویلین ہمکو تسلیم نہین پھر کیونکر تمھارے استدلال کو ہم قبول کرین اور ملا عبد اللہ تو
بات بھی نہین کہہ سکتا تھا اور شیخ نے اُس سے کہا کہ تو دنیا دار فاسق ہی اور عدالت کے دائرہ سے خارج ہی
علانیہ تیرے گھر سے باجون کی آوازین لوگ سُنتے ہین اور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ جو مکھی نجاستون پر بیٹھتی ہی
وہ بدرجہا اُس عالم سے بہتر ہی جو بادشاہون اور امیرون کی خوشامدون مین مصروف ہوا اور اسی قسم کی
بہت سی اہانتین بے عمل عالمون کی بیان کین اور آیتون اور حدیثون سے اُسکو ثابت کیا یہان تک کہ ملا عبد اللہ کو
دم مارنے کی مجال نہ رہی اتفاقاً ایک روز اسی بحث مین ملا جلال بہیم دانشمند ساکن آگرہ نے وہ حدیث جسمین

امام مہدی علیہ السلام کا حلیہ مذکور ہے پڑھی اور اسمین لفظ اجلی الجبہۃ جیم کے فتحہ اور لام کی تشدید سے
جو جلال سے مشتق جلیل کی تفصیل ہے پڑھا یہ سنکر شیخ علائی نے تبسم کیا اور کہا کہ عوام الناس مین تو آپنے
آپ کو بڑا عالم مشہور کرتا ہے حال آنکہ عربی کی عبارت بھی صحیح نہین پڑھ سکتا پھر حدیث کے نکتون اور دقیقون
اور اشارون کو کیا خاک سمجھیگا یہ لفظ صحیح اجلی الجبہۃ ہے جو جلی کی تفصیل ہے نہ تیرے نام جلال کی چنانچہ وہ
ایسا شرمندہ ہوا کہ پھر دم نہ مارا اور مشہور ہے کہ شیخ مبارک بھی اس مجلس مین موجود تھا اسی سبب سے اسکو بھی مہدوی
مذہب کہنے لگے تھے سلیم شاہ شیخ علائی کی تقریر پر فریفتہ ہوگیا اور اُنسے کہا کہ تم ہمیشہ قرآن کا وعظ مجکو سنایا کرو
مگر مہدوی مذہب کو چھوڑ دو اور آہستہ میرے کان مین اس سے انکار بیان کر دو تو مین تمکو تمام اپنے ملک کا
محتسب مقرر کرون اور آج تک تم امر معروف اور نہی منکر بے میری اجازت کے کیا کیے تھے آیندہ کو تم میری
اجازت سے کیا کرو ورنہ علما نے تمھارے قتل کا فتوی دیا ہے مگر مین لحاظ کرتا ہون اور تمھارا خون بہانا
نہین چاہتا شیخ اس فضول دعوی مین جو ضروریات دین سے بھی نہ تھا ایسا متعصب تھا کہ ہرگز سلیم شاہ کا کہنا قبول کیا
اور جواب دیا کہ تمھاری باتون مین آکر مین اپنا اعتقاد کیونکر بدل دون اسی اثنا مین ہر روز سلیم شاہ کو یہ خبرین
پہونچتی تھین کہ آج فلانا سردار شیخ کا مرید ہوا اور آج فلانا سردار انکے معتقدون مین داخل ہوا اور دنیا کے تعلقات
ترک کر دیے اور ملا عبد اللہ دمبدم سلیم شاہ کو شیخ علائی کے قتل پر ترغیب دیتا تھا آخر سلیم شاہ نے شیخ کو حکم دیا
کہ تم اس ملک سے چلے جاؤ اور دکن مین سکونت اختیار کرو چونکہ ملک دکن مین مہدوی مذہب کا بہت رواج تھا
اور شیخ مدت سے وہان جانے کا شائق تھا یہ مژدہ سُنکر بہت خوش ہوا اور بے تکلف اُس ملک کی طرف
روانہ ہوا اور سرحد دکن پر ہندیہ مین پہونچا وہان کا حاکم بہار خان جسکا لقب اعظم ہمایون شروانی تھا آنکا
معتقد ہوکر اسی طریقہ مین داخل ہوا اور ہر روز انکا وعظ سنا کرتا تھا اور اُسکا آدھا لشکر بلکہ زیادہ شیخ کا معتقد
ہوگیا مخبرون نے سلیم شاہ کو یہ خبرین پہونچائین اُسکو یہ بات بہت ناگوار ہوئی مخدوم الملک کو تو شیخ علائی
دلی عداوت ہمیشہ سے تھی اُسنے اور بہت سی جھوٹی باتین ملاکر سلیم شاہ کو بہت بھڑکایا چنانچہ سلیم شاہ نے
شیخ علائی کے بلانے کا فرمان صادر کیا اسی اثنا مین سلیم شاہ آگرہ سے پنجاب کو نیازیون کا فتنہ دفع کرنے
لیے گیا جب بیانہ کے سوادی ہر رو مین پہونچا تو مخدوم الملک نے سلیم شاہ سے کہا کہ شیخ علائی کا تو ایک دنی فتنہ تھا
اُس سے تو نجات ملی ہے مگر بڑا فتنہ شیخ عبد اللہ نیازی کا جو شیخ کا مرشد اور سارے نیازیون کا پیر ہے اور وہ
ہمیشہ تین سو چار سو آدمیون کے ساتھ مسلح بیانہ کے پہاڑون مین تماشا کرتا پھرتا ہے ابھی اسی طرح قائم ہے

یہ سُنکر سلیم شاہ کے دل مین جو نیازیون کے خون کا پیاسا تھا آگ لگ گئی اور اُسی وقت میان بھوہ حاکم بیانہ کو
حکم بھیجا کہ شیخ عبداللہ کو فوراً حضوری مین روانہ کرو میان بھوہ شیخ عبداللہ کے بڑے معتقدون مین سے تھا
اُسنے جاکر شیخ سے کہا کہ مصلحت یہ ہی کہ آپ اس ملک سے کسی طرف کو ٹل جاوین تو شاید بادشاہ پھر تمھارا
خیال بھول جاویگا اور مین بھی یہان سے کوئی عذر معقول لکھ بھیجونگا مگر شیخ عبداللہ نے یہ بات قبول نکی
اور کہا کہ یہ بادشاہ میرے خیال کو کبھی نہین بھولیگا اور مخدوم الملک ہمیشہ موقع کا منتظر رہتا ہی پھر اگر کسی دور
جگہہ سے بادشاہ مجکو بُلاوے اور مجکو سفر عظیم کی مصیبت اُٹھانی پڑے اس سے بہتر یہی ہی کہ اب جو بادشاہ
یہان سے دس کوس پر ہی ہمین حاضر ہو جاؤن اور جو خدا کا حکم ہوگا وہ ضرور ہو کر رہیگا غرض راتون رات شیخ
عبداللہ روانہ ہو کر لشکر مین پہونچے اور صبح کو جس وقت کہ سلیم شاہ کوچ کے ارادہ پر سوار ہوتا تھا شیخ عبداللہ نے
سلام علیک کی میان ہ نے ذبردستی اُنکی گردن ٹیڑھی کردی اور کہا ای شیخ بادشاہون کو اس طرح
سلام کیا کرتے ہین شیخ نے بھوہ کی طرف تندی کی نظر سے دیکھا اور کہا کہ جو سلام کہ سنت ہی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو کیا کرتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ کو کیا کرتے تھے وہی طریقہ ہی جو
مین نے کیا سوا اسکے مین اور کوئی سلام نہین جانتا سلیم شاہ نے غصہ ہو کر پوچھا کہ علائی کا پیر یہی ہی ملا عبداللہ
جو موقع کی گھات مین تھا کہنے لگا کہ یہی ہی تب سلیم شاہ کے اشارہ سے لوگون نے اُس بیچارے کے بہت سی لاتین
اور گھونسے اور لکڑیان اور کوڑے مارے شیخ کو جب تک ہوش رہا یہ آیت پڑھتے رہے رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا
وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ سلیم شاہ نے پوچھا کہ کیا کہتا ہی
ملا عبداللہ نے کہا کہ مجکو اور تمکو کافر کہہ رہا ہی سلیم شاہ کو اور زیادہ غصہ آیا اور اُنکو اور زیادہ ایذا دی غرض
سلیم شاہ ایک گھنٹہ سے زیادہ سوار کھڑا رہا اور اُس مظلوم کو بیگناہی کی سزا دیتا رہا جب جان لیا کہ اُنکا
دم نکل گیا تب چھوڑ کر چلدیا شیخ مین کچھ جان باقی تھی اُسی وقت لوگون نے اُنکو چمڑے مین لپیٹ کر ایک رات
دن تک آگ کی گرمی مین رکھا تب اُنکے ہوش ٹھکانے ہوئے یہ حادثہ ۹۵۵ نوسو پچپن مین ہوا بعد ازان
شیخ مذکور نے بیانہ کو چھوڑ کر سیاحت قبول کی اور ایک مدت تک افغانستان رہ مین اور ایک مدت تک
پٹن مین بجوارہ کی سرحد پر انبیر اور انبر کے درمیان مین رہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اہل قیل و قال کی صحبت کا یہ
ثمرہ ہوا آخر سرہند مین آکر طریقہ مہدویہ سے توبہ کی اور سارے مہدوی مذہب والون کو اُس عقیدے سے باز رکھا
جس زمانہ مین اکبر اٹک کی طرف جاتا تھا تو اُسنے شیخ مذکور کو سرہند مین بلاکر اُنکا اور اُنکے بیٹون کے نام کچھ زمین

انعام

بطور معاش کے مقرر کردی تھی شیخ مذکور نے نوّے برس کی عمر پاکر ۱۰۰۰ھ ہزار ہین انتقال کیا اور جب سلیم شاہ نیازیون پر فتح پاکر آگرہ مین واپس آیا تو پھر ملا عبداللہ نے شیخ علائی کی طرف سے بادشاہ کو بھڑکایا اور کہا شیخ علائی کی نسبت اس ملک سے نکل جانے کا حکم ہوا تھا مگر وہ ہنڈیہ مین موجود ہی اور بہار خان اُسکا مرید معتقد ہی اور سارا لشکر اُسکا شیخ علائی کا فرمان بردار ہو گیا عجب جو کوئی فساد پیدا کرے تب سلیم شاہ نے پھر شیخ علائی کو بلوایا اور ایکی مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ اس قضیہ کے فیصل کرنے کی طرف توجہ کی مگر سلیم شاہ ملا عبداللہ کو تو اہل غرض سمجھ گیا تھا اور اور کوئی عالم دہلی سے اور آگرہ مین اس بحث کے قابل نہ تھا اسلیے یہ حکم دیا کہ شیخ علائی کو بہار مین شیخ بدہ طبیب دانشمند کے پاس لیجاو اور جو وہ حکم کرین اُسپر عمل کرو شیخ بدہ بڑے نامی عالم تھے اور ارشاد قاضی پر ایک شرح اُنھون نے بڑی معتبر لکھی ہی جو مشہور ہی اور شیر شاہ اُنکا ایسا معتقد تھا کہ جوتیان سیدھی کرکے اُنکے سامنے رکھا کرتا تھا غرض شیخ علائی جب وہان پہونچے تو شیخ بدہ طبیب کے گھر مین سے گانے بجانے کی آواز آرہی تھی اور بعضی اور خلاف شرع باتین بھی جنکا ذکر نامناسب ہی اُنکی مجلس مین دیکھین بے اختیار شیخ بدہ کو اِن حرکتون پر ملامت کی شیخ بدہ اُس زمانہ مین بڑے بوڑھے ہو گئے تھے کلام کرنے کی بھی اچھی طرح قوت نہ تھی اُنکے بیٹون نے یہ جواب دیا کہ بعضی رسمین ہندوستان مین ایسی رائج ہین کہ اگر اُنسے منع کیا جاوے اور اتفاقاً اُس قرب مین کوئی نقصان جان کا یا بدن کا یا مال کا عائد ہووے تو ہندوستان کی بیوقوف عورتین یہ سمجھتی ہین کہ یہ نقصان اُس امر کے منع ہونے کے سبب سے عائد ہوا اور اس صورت مین بالکل کافر ہو جاتی ہین اور ظاہر ہی کہ کافر ہو جانے سے اُنکا فاسق رہنا ہی غنیمت ہی شیخ علائی نے کہا کہ یہ گمان فاسد ہی کیونکہ جب اعتقاد اول سے یہ ہی کہ گناہ کے چھوڑنے سے کوئی نقصان جان یا مال کا ہو جاتا ہی اور موافق سنت کے عمل کرنے سے آدمی مرجاتا ہی تو وہ ابتدا سے ہی کافر ہین پھر اُنکے اسلام کا لحاظ کرنا کیا ضرور ہی بلکہ صحت نکاح مین کلام ہی چنانچہ وہ سب اس تقریر سے قائل ہو گئے شیخ بدہ طبیب نے انصاف کرکے اُن سب باتون سے استغفار کیا اور شیخ علائی کی بہت تعریف کرکے اُنکی بڑی تعظیم کی اور اول اُسنے اس مضمون کا خط سلیم شاہ کو لکھا تھا کہ مہدویت کے مسئلہ پر کچھ ایمان موقوف نہین ہی اور امام مہدی علیہ السلام کے علامات متعین کرنے مین بہت سا اختلاف ہی اس وجہ سے شیخ علائی کے کفر یا فسق کا حکم نہین ہو سکتا کمال یہ کہ یہ شبہہ اُنکا مٹا دینا چاہیے یہان کتاب کمیاب ہی اور وہان کے عالمون کے کتب خانون مین بہت سی کتابین ہونگی اسلیے اس مسئلہ کی وہین

تحقیق کرنا چاہیے مگر شیخ بدہ طبیب کے بیٹون نے سمجھایا کہ ملا عبداللہ مخدوم الملک صدر الصدور ہی آپ
اسکی مخالفت کرتے ہین بیشک بادشاہ اس صورت مین آپکو طلب کریگا اور اس ضعیفی مین سفر عظیم دشوار
ہوگا اس سبب سے وہ خط بھیجنا موقوف رہا اور اُنھون نے شیخ بدہ سے پوشیدہ اُنکی طرف سے سلیم شاہ کو
ملا عبداللہ کی خوشامد کا خط لکھ بھیجا اور اُسمین یہ لکھا کہ آج ملا عبداللہ مخدوم الملک بڑا عالم محقق ہی جو وہ
فتوی دیوے وہی ٹھیک ہی اُس زمانہ مین سلیم شاہ پنجاب مین تھا مقام بن مین پھر شیخ علائی اُسکے پاس پہونچے اور
وہ خط بھی پہونچا سلیم شاہ نے اُس خط کو پڑھکر شیخ علائی کو پاس بلاکر کہا کہ مہدویت کے دعوی سے توبہ میرے
کان مین کہدو پھر جہان چاہو وہان رہو مگر شیخ علائی نے نہ مانا تب سلیم شاہ نے ملا عبداللہ سے کہا کہ اب تمکو
اختیار ہی یہ کہکر اپنے سامنے شیخ علائی کے کوڑے مارنے کا حکم کیا اتفاقاً شیخ علائی کی گردن مین طاعون کا پھوڑا
تھا چنانچہ اُسمین ایک بڑی پٹی رکھی جاتی تھی اور اُن دنون مین یہ وبا عام تھی اور سوا اسکے مشقت سفر سے
بھی بہت ناتوان ہوگئے تھے غرض تیسرے کوڑے مین اُنکی جان نکل گئی بعد ازان اُنکی نعش کو ہاتھی کے
پانون مین باندھکر پھرایا اور دفن کرنے کی ممانعت کی اتفاقاً اُسی وقت آندھی اس زور کی چلی کہ لوگون کو
قیامت آجانے کا گمان ہوا تمام لشکر مین اُنکے ماتم کا شور ہوا اور لوگون کو یقین ہوگیا کہ اب سلیم شاہ کی
دولت کو زوال آیا اور اسقدر اُنکے جنازہ پر لوگون نے پھول ڈالے کہ اُنکا بدن اُسکے نیچے چھپ گیا
گویا پھولون کی قبر بن گئی اور اسکے بعد سلیم شاہ کا زمانہ دو برس بھی قائم نہ رہا اور یہ قصہ بعینہ مثل قصۂ
جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے ہوگیا کہ سید مولہ کے قتل کی اُسنے بھی بہت جلد سزا پائی تھی بلکہ سلیم شاہ کو
اُس سے بھی جلدی سزا مل گئی یہ سارا فساد ملا عبداللہ کا تھا اور وہ واقع مین فقیرون سے بڑی عداوت
رکھتا تھا یہ واقعہ ۹۵۷ھ نو سو ستاون مین ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میری اُس زمانہ مین دس برس کی عمر تھی
اور مین نے اُسی عمر مین یہ دو تاریخین اُنکی شہادت کی لکھی تھین اول ذاکر اللہ اور دوسری
[illegible] اور ایک واقعہ سلیم شاہ کے زمانہ کا خواص خان کا قتل ہونا ہی مجملاً اُس قصہ کا
بیان یہ ہی کہ جب خواص خان لڑائی مین نیازیون کے ہاتھ سے بھاگ کر پہاڑون کی طرف چلا گیا
تو سلیم شاہ نے تاج خان کررانی کو جو سلیمان کررانی کا بھائی تھا اور پٹھانون مین بڑا عالم و فاضل تھا
اُس طرف متعین کیا اور مقام بن سے اُسکو یہ لکھ بھیجا کہ اگر اور طرح ممکن نہو تو دھوکا دیکر
اور قول و قسم کرکے خواص خان کو بلاؤ اور قتل کر دو چنانچہ تاج خان سے جب اور کوئی تدبیر اُس طرف کے انتظام کی

ممکن نہوئی تو اُسنے سلیم شاہ کی طرف سے قول و قسم کا فرمان خواص خان کے پاس بھیجا خواص خان جو سیدھا سادا
مسلمان تھا اُس قول و قسم پر اعتماد کرکے تاج خان کے پاس آگیا تاج خان نے فوراً اسکو قتل کرکے سر اسکا
سلیم شاہ کے پاس قصبہ بن مین بھیجدیا لوگون نے اول اُسکے جسم کو قصبہ سرستی مین جو توابعات سنبھل سے ہی
دفن کرکے پھر دہلی مین لاکر دفن کیا یہ حادثہ سنہ ۹۵۹ نوسو انسٹھ مین واقع ہوا او مصیبت بعالم شد اسکی تاریخ ہی
خواص خان کی عالی ہمتی کا ایک قصہ یہ ہی کہ جب شیر شاہ کے ساتھ وہ کالپی مین پہونچا تو اُسنے دو لاکھ روپیہ
وہان کے حلوائیون کو دیے تاکہ ہمیشہ رتنبھور پر مصری بھیجتے رہین اور اسی طرح بیانہ مین جتنے آمون کے
باغ تھے سب کا روپیہ اُنکے مالکون کو دے دیا اور یہ حکم دیا کہ ہمیشہ وہ آم امیرون اور غریبون کے گھر بطور تحفہ کے
جایا کرین اسی اثنا مین شیر شاہ کا انتقال ہوگیا اور سلیم شاہ نے پچیس ہزار روپیہ اسی حساب کی بقایا کے
خواص خان سے واپس کرکے اپنے خزانہ مین داخل کیے اسی سال مین شیخ جمالی کنبوہ دہلوی کے بیٹے
شیخ عبدالحی کا جو بڑے فاضل و شاعر تھے اور سلیم شاہ کے خاص الخواص مصاحب تھے انتقال ہوا اسید
شاہ میر متوطن آگرہ نے اُنکی وفات کی یہ تاریخ لکھی تھی ؎ گفت نامم ہمی شود تاریخ + بندہ تکیہ در میان بود +
اور ایک واقعہ سلیم شاہ کے زمانہ کا یہ ہی کہ جس زمانہ مین سلیم شاہ قصبہ بن مین مقیم تھا تو ایک روز عصر مغرب کے
درمیان مین اپنی عادت کے موافق تنہا کسی سواری مین بیٹھا ہوا قلعہ مانگڈھ کی سیر کو جو وہان سے پانچ چھ کوس تھا
جاتا تھا اتفاقاً کسی نے دادخواہی کے بہانہ سے قریب آکر رستہ روکا اور تلوار اسکی بغل مین چھپی ہوئی تھی
فوراً سلیم شاہ کے ایک ہاتھ لگایا سلیم شاہ نے پھرتی سے اُسکو گوڑے پر روکا چنانچہ دستہ اُسکا کٹ گیا اور
سلیم شاہ کے کچھ زخم بھی آیا یہ دوسرا وار کرنا چاہتا تھا کہ سلیم شاہ چالاکی سے کود کر اُسکو لپٹ گیا اور
تلوار اسکی چھیننے لگا اتنے مین سزاول خان کا بیٹا دولت خان جو سلیم شاہ کا بڑا پیارا معشوق تھا
آ پہونچا اور فوراً اُس شخص کے تلوار ماری پھر اور بہت لوگ جمع ہو گئے اور اُسکو پکڑ لیا لوگ اُس سے
پوچھنے لگے کہ تجکو یہ حرکت کس نے تعلیم کی تھی سلیم شاہ نے اُس دریافت کرنے سے منع کیا اور کہا کہ
خدا جانے یہ مردک کتنون کے گھر ویران کریگا اور فوراً اُسکو قتل کردیا مگر اُسکی تلوار کو جو دیکھا تو وہی تلوار تھی جو
سلیم شاہ نے اقبال خان کو دی تھی یہ اقبال خان ایک شخص کمینہ تھا مدت تک شیر شاہ کی خدمت مین رہا اور چونکہ
بہت بدصورت اور بے وقوف اور نالائق تھا اِس سبب سے اکثر لوگ اُسکو رحمۃ الٰہی کہتے تھے جو کنایہ لا تھا
سلیم شاہ نے خدمتگاری سے اُسکو اپنا مقرب بنا لیا تھا چنانچہ سارے نامی گرامی امیرون کو اُسپر

حسد ہوتا تھا مگر جس روز سے سلیم شاہ نے اُس تلوار کو پہچانا اُس روز سے اُس مرتبہ سے اُسکو گرا دیا چنانچہ جب
لوگون نے سلیم شاہ کو اُسکے قتل پر ترغیب دی مگر اُسنے کہا کہ اپنے پروردہ کے مارنے سے مجھکو شرم
آتی ہے سلیم شاہ کو پٹھانون سے بدگمانی تو پہلے ہی سے تھی اب وہ جا بڑھ گئی تب اُسنے پٹھانون کے
نیست نابود کر دینے پر زیادہ کمر باندھی بعد ان واقعات کے سلیم شاہ نے اپنی تختگاہ یعنی گوالیار کی طرف
توجہ کی جب دہلی مین پہونچا تو خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ ہندوستان کی تسخیر کے ارادہ پر اٹک کے کنارے آ پہنچا
سلیم شاہ نے جسوقت یہ خبر سُنی اُسوقت جونکین گلے پر لگائی تھین اُسی وقت چھڑا دین اور ایسی جلدی کی کہ نہایا تک
نہین اور گلے کو کپڑا باندھ فوراً سوار ہوگیا اور ہمایون کے مقابلہ کے ارادہ پر پھرتے پیچھے کو لوٹ کر شہر سے تین کوس کے
منزل کی سارے لشکر کے خراب خستہ شکستہ حال آدمی بھی مجبور ہوکر اُسکے پیچھے روانہ ہوئے خیرخواہون نے
عرض کی کہ غنیم قوی مقابل پر آیا ہے اور تمہارے سپاہی بہت شکستہ حال ہو رہے ہین اگر ایسے وقت مین انکی کچھ تنخواہ دیدی
جاے دیجاوے تو بہت مناسب ہے سلیم شاہ نے جواب دیا کہ اگر ایسے وقت مین انکو تنخواہ دونگا تو میری غرض نہ نکلیگی
اسلیے بہتر یہ ہے کہ اس فتح کے بعد دونون برس کی تنخواہ ادا کر دونگا لشکر والے یہ سُنکر دل سے [illegible]
اسی بے سامانی مین روانہ ہوئے پھر امیرون نے عرض کیا کہ توپین بہت ہین اور انکے کھینچنے کے [illegible]
مین چھوڑ دیے ہین کیا کیا جاوے سلیم شاہ نے کہا کہ اتنے ہزار سپاہی کس مرض کی دوا ہین [illegible]
آتے ہین غرض پیادون سے [illegible] اور گرد و نواح کی طرح توپون کی گاڑیان کھچوائین [illegible]
کر ایک ایک کو ہزار ہزار بلکہ دو دو ہزار آدمی کھینچتے تھے اور نہایت جلدی کی [illegible] پنجاب مین
اور ہمایون بادشاہ اس مرتبہ خود کسی مصلحت سے [illegible] آیا اور پھر وہان سے کابل کو لوٹ گیا
چنانچہ اسکا حال انشاءاللہ تعالی آئندہ مذکور ہوگا سلیم شاہ بھی یہ خبر سُنکر گوالیار کو واپس آیا اسی اثنا مین قصبہ
انبیری مین شکار کو گیا تھا وہان کچھ بدمعاشون نے بعضے امیرون کے بہکانے سے فساد کے ارادہ پر [illegible]
جب سلیم شاہ کو یہ خبر پہونچی تو اُس رستہ کو چھوڑ کر دوسرے رستہ سے شہر مین داخل ہوا اور بہاءالدین اور محمود
اور مدا وغیرہ مفسدون کے سرغنہ لوگون کو قتل کیا اور جن جن لوگون سے بدگمان تھا اُنمین سے کچھ کو قتل
کر ڈالا اور کچھ کو قید کر لیا پھر خزانہ کا دروازہ کھول کر حکم کیا کہ دو برس کی تنخواہین سب سپاہیون کو دیے دین
اسی مضمون کے فرمان سارے پنجہزاری اور دہ ہزاری امیرون کو ہر طرف لکھے اور تھوڑے سے آدمیون نے
تنخواہ پائی تھی کہ بادشاہ مرض الموت مین گرفتار ہوا اور اکثر لوگ تنخواہ سے محروم رہ گئے مشہور ہے کہ

لطیفے سنکر بہت خوش ہوتا تھا اور علما اور صلحا کا بڑا معتقد تھا مشہور ہے کہ جب وہ پنجاب کو جاتے ہوئے
الور مین ٹھہرا تو ایک روز دور سے ملا عبد اللہ سلطان پوری کو آتے دیکھا اپنے مقربون سے مخاطب ہو کر
کہنے لگا کہ تم جانتے ہو یہ کون آتا ہے سب نے جواب دیا کہ حضور ہی بتلا دین سلیم شاہ نے کہا کہ بابر بادشاہ کے
پانچ بیٹے تھے جنمین سے چار تو ہندوستان سے نکل گئے مگر پانچوان یہ باقی ہے مست خان نے کہا کہ پھر ایسے
مفسدی کو آپ نے کیون رکھ چھوڑا ہے تو سلیم شاہ نے جواب دیا کہ کیا کرون اس سے بہتر اور کوئی شخص مجکو
نظر نہین آتا اور جب ملا عبد اللہ آئے تو اُنکو اپنے تخت پر بٹھایا اور تسبیح مروارید جس ہزار روپیہ کی
قیمت کی جو اُسی وقت کہین سے بطور پیشکش کے آئی تھی ملا کو حوالہ کی سلیم شاہ کی کبھی جماعت کی نماز
فوت نہوتی تھی اور کسی نشہ کے پاس بھی نہ پھٹکتا تھا

ذکر فیروز شاہ بن سلیم شاہ کا

بعد انتقال سلیم شاہ کے اُسکا بیٹا فیروز خان دس برس کی عمر مین فیروز شاہ اپنا خطاب مقرر کر کے
تخت پر بیٹھا مگر اُسکی سلطنت نہ چلی سلیم شاہ کے سالے مبارز خان ولد نظام خان نے تیسرے دن اُسکے
قتل کا ارادہ کیا بی بی بائی اسکے لڑکے کی مان مبارز خان کی بہن اُسکے پانون پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ بھیا
خدا کے واسطے اس معصوم بچہ کے خیال سے ہٹ یہ اب کبھی بادشاہی کا نام بھی نہ لیگا اور مین اسکو لیکر
کہین ایسی جگہ چلی جاؤنگی کہ پتا بھی نہ ملیگا مگر اُس ظالم بے رحم نے ایک نہ سُنی اور محلسرا کے اندر جا کر
مان کے سامنے اُس بچہ کا سر کاٹ مارا اور جس طرح اُسنے سلیم شاہ کی نسل منقطع کر دی اُسکی نسل بھی آگے کو
نہ چلی مشہور ہے کہ سلیم شاہ نے کئی مرتبہ مبارز خان کے قتل کا ارادہ کر کے اپنی بی بی سے کہا کہ اگر تو اپنے
بیٹے کی زندگی چاہتی ہے تو بھائی کے خیال سے درگذر اور اگر بھائی بھی تجکو عزیز ہے تو اُس بچہ کے جینے سے
ہاتھ دھو بیٹھ تو اُسنے اپنے بھائی کی سفارش کر کے یہی جواب دیا کہ میرا بھائی لہو اور لعب اور لغویات مین دن کاٹ
بادشاہی سے اُسکو کیا علاقہ پھر ایسے کا عدم وجود برابر ہے اور سلیم شاہ کی یہ کیفیت تھی کہ جو وقت مبارز خان کو
دیکھتا تھا بی بی سے کہتا تھا کہ دیکھ انجام کو تو بڑی پشیمان ہوگی اور کچھ فائدہ نہو گا چنانچہ آخر کو وہی ہوا

ذکر سلطان محمد عادل عرف عدلی کا

مبارز خان سلطان محمد عادل اپنا خطاب مقرر کر کے امیرون کے اتفاق سے تخت پر بیٹھا مگر عوام اُسکو
عدلی کہنے لگے بلکہ اُسکو بھی بگاڑ کر اندھلی کہہ دیا کرتے تھے اس بادشاہ نے سلطان محمد عادل بن تغلق شاہ کا ذکر

سنکر اُسی کے قدم پر قدم رکھا اور ابتدائے سلطنت مین خزانہ کا دروازہ کھول کر خوب روپیے اشرفیان
لُٹانا شروع کین اور اپنی عارضی سخاوت سے سب خاص و عام کو رضامند کر لیا مگر یہ کیفیت اُسکی فقط
چند روز رہی اُسنے وزارت اور وکالت کا عہدہ شمشیر خان نامے غلام کو جو خواص خان کا چھوٹا بھائی تھا
اور دولت خان نو مسلم کو جسے لوحانیون نے پالا تھا عنایت کیا اور ہیمو بقال میوات مین قصبہ ریواڑی کے
رہنے والے کو جسے سلیم شاہ نے بازار کی کوتوالی سے بڑے عالی منصب پر پہونچایا تھا محمد عادل نے اُسکو
مطلق العنان کر کے جمیع مہمات مالی اور ملکی مین دخیل کیا اور چونکہ یہ بادشاہ اراذل و اجلاف اور عیش و عشرت کا
بڑا شائق تھا اس سبب سے سپاہی گری سے اُسکو مناسبت کم تھی اور فیروز خان کے قتل اور ہیمو کی ترقی سے
بھی سب کو رنج ہوا سارے نامی گرامی پٹھان امیر اطاعت سے باہر ہو گئے ایک مہینا اسکے جلوس کو نہ گذرا تھا
کہ ہر طرف بغاوت قائم ہو گئی اور اُمرا خود مختار حاکم بن بیٹھے اور سارا شیر شاہی اور سلیم شاہی انتظام درہم برہم ہو گیا
ایک روز محمد عادل گوالیار کے قلعہ مین بیٹھا ہوا امیرون کو جاگیرین تقسیم کر رہا تھا اُسی مجلس مین سرکار قنوج شاہ
محمد فرملی سے تغیر کر کے سرمست خان کے حوالہ کی شاہ محمد کا بیٹا سکندر جو ایک جوان خوبصورت اور بڑا بہادر تھا اس تغیر
باب مین سختی کی گفتگو کرنے لگا شاہ محمد ملامت اور نصیحت کر کے اس گفتگو سے اُسکو منع کرتا تھا سکندر نے
باپ سے بھی کہا کہ تجکو شیر شاہ نے لوہے کے پنجرے مین قید کر دیا تھا اور سلیم شاہ نے تیرے ساتھ
احسان کر کے تیری سفارش کی اور اُس قید سے چھٹایا اب یہ سور پٹھان ہمارے نکالنے کا ارادہ رکھتے ہین
اور تو اس قباحت کو نہین سمجھتا اور اسی گفتگو مین سرمست خان کو گالیان دیکر کہا کہ یہ سگ فروش چاہتا ہے
کہ ہماری جاگیر پر متصرف ہو سرمست خان نے جو بڑا قوی اور جسیم آدمی تھا سکندر کے گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا
اور اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھکر کہنے لگا کہ ای فرزند اتنی سختی کیون کرتا ہے مگر سکندر اُسکے مطلب کو سمجھ گیا
اور ایسا خنجر کا زخم اُسکے شانہ پر لگایا کہ سرمست خان کا کام تمام ہو گیا اور اُس مجلس مین کئی اور امیرون کو بھی
قتل کیا یہ بات مشہور ہے کہ جب سے خنجر نے ہندوستان مین رواج پایا ہے کسی نے اُس سے ایسا کام
نہین لیا جیسا کہ سکندر نے لیا اس معرکہ کا بڑا غل شور مچا عدلی بھاگ کر محل سرا مین گھس گیا اور اندر سے
کواڑے بند کر لیے سکندر نے کچھ امیرون کو قتل اور کچھ کو زخمی کر کے عدلی کا ارادہ کیا اور اُسکے اوپر ایک
تلوار کا ہاتھ چھوڑا مگر عدلی نے محل سرا کے کواڑ جھٹ پٹ بند کر لیے اور وہ تلوار کواڑ کے تختون پر پڑی جتنے
امراے عدلی تھے اول تو سب تلوارین چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے مگر آخر سب نے جمع ہو کر آن دونون

باپ بیٹون کو گھیر لیا دو تین گھنٹہ تک لڑائی ہوئی آخر سکندر ابراہیم خان سور کے ہاتھ سے اور شاہ محمد
دولت خان لوحانی کے ہاتھ سے مارا گیا اُسی روز اس معرکہ سے پہلے تاج خان کرانی عماد اور سلیمان کا بھائی حضرت
اعلی اپنا خطاب مقرر کرکے عدلی کے دیوانخانہ سے عدول کیے ہوے قلعہ سے باہر جاتا تھا راستہ مین
شاہ محمد سے جو عدلی کے دربار مین آتا تھا ملاقات ہوئی دیر تک باہم گفتگو ہوتی رہی تاج خان نے کہا
کہ آثار بُرے نظر آتے ہین اور مین تو عدلی کی اطاعت سے نکل کر بغاوت کا ارادہ رکھتا ہون تم بھی میرے
ساتھ آؤ تو اور قوت دوچند ہوجاوے مگر شاہ محمد کی تو موت گھسیٹے لیے جاتی تھی ہرگز نہ مانا اور دربار مین گیا اور جو
ہونا تھا سو ہوا تاج خان دن دہاڑے گوالیار سے بنگالہ کو چلدیا عدلی نے فوج اُسکے پیچھے روانہ کی اور خود بھی
اسکی طرف کوچ کیا چھبرامؤ مین دونون کی فوجون کا مقابلہ ہوا بڑی لڑائی کے بعد تاج خان نے شکست کھاکر چنار
کا رستہ لیا جہان کہین عدلی کے خالصہ کے عامل پاتا تھا قید کر لیتا تھا اور جو کچھ نقد و جنس پاتا تھا سب پر قابض
و متصرف ہوجاتا تھا اسی لوٹ کھسوٹ مین سو ہاتھی بھی اُسکے ہاتھ لگے بعدازان تاج خان سلیمان اور الیاس اور
عماد اپنے بھائیون سے جو گنگا کے کنارون کے پرگنون پر حاکم تھے جا ملا عدلی چنہار مین پہونچا کرانی گنگا کے
کنارے اُسکے مقابلہ پر آئے ہیمو نے سو ہاتھیون کا حلقہ عدلی سے لیکر اُن پر حملہ کیا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد
فتح پائی چنہار مین عدلی کا یہ ارادہ ہوا کہ غازی خان کے بیٹے ابراہیم خان کو جو شیر خان کے بھائی بندون
مین سے تھا گرفتار کرلے مگر عدلی کی بہن نے جو ابراہیم خان کی بی بی تھی اس امر سے اُسکو مطلع کر دیا
چنانچہ ابراہیم خان نے اپنا لباس اور ہیئت بدل لی اور خفیہ قلعہ سے اُتر کر بیانہ اور ہنڈون کی طرف جو
اُسکے باپ کی جاگیرین تھین روانہ ہوا عدلی نے عیسی خان نیازی کو اُسکے پیچھے روانہ کیا کالپی کی حد پر
فریقین کا مقابلہ ہوا آخر ابراہیم خان نے فتح پائی اور وہان سے اور بہت سی جمعیت اکٹھی کرکے اپنی
موروثی جاگیرون پر مستقل حاکم بن بیٹھا عدلی کرانیون سے قطع نظر کرکے ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہوا
جب جمنا کے کنارے پر پہونچا ابراہیم خان نے آشتی کے ڈھنگ ڈالے اور یہ پیغام بھیجا کہ اگر رائے حسین
جلوانی اور بہار خان شروانی جسکو سلیم شاہ نے اعظم ہمایون کا خطاب دیا تھا اور سواے اُنکے اور کئی نامی
امیر آکر میری تسلی اور اطمینان کر دین تو اُنکے قول و قسم کے اعتماد پر مین البتہ آپ کی اطاعت مین آجاؤن گا
چنانچہ عدلی نے اُن سب امیرون کو اس گفتگو کے واسطے روانہ کیا مگر اُن امیرون نے
ابراہیم خان کے پاس پہونچتے ہی اُسکی بیعت کرکے اور سلطان ابراہیم اُسکا خطاب مقرر کرکے

بادشاہ بنایا اور آگرہ اور اور کئی شہرون مین خطبہ بھی سلطان ابراہیم کے نام کا پڑھا گیا عدلی نے اُسکے مقابلہ سے
عاجز ہوکر گوالیار سے بھتہ کی طرف اور وہان سے چنہار کی طرف مراجعت کی بہت سا خزانہ اور ہاتھی اور لشکر
اُسکے پاس موجود تھا احمد خان نے جسکے ساتھ عدلی کی دوسری بہن کا نکاح ہوا تھا اور وہ بھی شیر شاہ کے
بہائیون مین سے ایک بڑا بہادر آدمی تھا پنجاب کے امیرون کے دل مین عدلی کی برائیان بٹھا کر تاتار خان کاشی
اور حبیب خان اور نصیب خان طغرچی کی مدد سے سلطان سکندر اپنا خطاب مقرر کرکے خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور بہت سی
جمعیت اکٹھی کرکے دہلی اور آگرہ کی طرف روانہ ہوا ابراہیم بھی بہت سا لشکر لیکر آگرہ سے دس کوس پر مقام فراہ
مین سکندر سے مقابل ہوا اکثر نامی امیر جیسے خان سلطانی حاکم الہ جسکی شان و شوکت بادشاہون کی سی تھی اور راے حسین
جلوانی اور مسعود خان اور حسین خان غلزہی وغیرہ ابراہیم کے شریک تھے اور ابراہیم نے دو سو امیرون کو سراپردہ اور
علم اور طوق اور نقارے عنایت کیے اور اکثر یہ کیا کہ جو امیر دس پندرہ سوار بھی ساتھ لیکر گیا اُسکو تالیف قلوب کے
لیے ایک بانس کا جھنڈا بنا کر اور سرخ کپڑا اُسمین باندھکر عنایت کیا اور منصب اور جاگیر کا فرمان لکھدیا اسی طرح
اسّی ہزار آدمی اُسکے پاس جمع ہوگئے جس روز حاجی خان الور سے اُسکی ملازمت مین آیا تھا اُس روز ابراہیم کو
بڑی تقویت ہوگئی تھی اور اُسکو ایک بڑا وسیع اور بلند سراپردہ جسمین باہر کی جانب پرتگالی سقرلاط
اور اندر کی جانب فرنگستانی مخمل لگی ہوئی تھی اور شاہی تیار ہوا تھا مع فرش عمدہ اور چاندی سونے کے
برتنون کے عنایت کیا اور حاجی خان بے توقف اُسمین جاکر ٹھہرا اور اس امر پر سارے پٹھان امیرون کو بڑا
رشک ہوا سکندر کی طرف فقط دس بارہ ہزار آدمیون کی جمعیت تھی جب اُسنے ابراہیم کے سپاہ کی یہ کثرت
دیکھی تو صلح کی گفتگو درمیان مین ڈالی اور عہدنامہ اس مضمون کا لکھا گیا کہ دہلی سے پورب کے ملک جس قدر
اب قبضہ مین ہین اور آیندہ کو فتح ہون ابراہیم خان سے متعلق رہین اور اُدھر پنجاب اور ملتان وغیرہ یہ
جہان جہان قبضہ ممکن ہو سکندر کے پاس رہین اور مغلون کی فوج کشی کا وہی ذمہ دار رہے چونکہ
دونون لشکر کے پٹھان اکثر آپسمین رشتہ دار تھے سب اس صلح سے بہت خوش ہوے سکندر نے
بھائی کالا پہاڑ اور پنج بھتیہ امیرون نے جو پانچ بھائی بڑے بہادر تھے اتنی قید اور بڑھا دی کہ جب ابراہیم
عدلی کا خزانہ اور ملک بھتہ فتح کرے تو اُن دونون مین بھی ہمکو شریک کرے ورنہ صلح فسخ ہوجاویگی سکندر نے
بھی اس بات کو پسند کیا ابراہیم کو بھی امیرون نے اس امر کے قبول کرنے پر اس طرح رضامند کر لیا کہ اب
تو دفع الوقت کیجیے جب عدلی کا ملک اور خزانہ فتح ہوگا دیکھا جائیگا سکندر لے سکیگا تو لے لیگا

مگر مسعود خان اور حسین خان غلزی وغیرہ بعضے سنئے امیرون نے یہ کہا کہ آخر سکندر سے بھی پھر ایک دن لڑائی ہوگی
اِس سے بہتر یہی ہی کہ ابھی نپٹ لین اور اسوقت صلح کر لینے مین ہماری کمزوری پائی جاتی ہی اور دشمنون کے
دل بڑھینگے عدلی بھی مقابلہ کو مستعد ہوگا غرض ان گفتگویون مین صلح درہم برہم ہوگئی ابراہیم خان نے
میان یحیی تارن حاکم سنبھل کے آنے تک لڑائی موقوف رکھی یحیی ایک بڑا بہادر اور عقلمند امیر تھا
سنہ ۹۶۱ھ نوسو اسٹھ مین اسنے عدلی کے بیس امیرون سے جو سنبھل پر آتے تھے بدایون کے میدان مین
مقابلہ کیا اور فتح پائی پھر راجہ متر سین کٹھیریہ سے جو پہلے سنبھل پر بھی قابض تھا اور اب پھر اسکو بڑی
قوت ہوگئی تھی قصبہ گندرکھی کے میدان مین لڑا اور راجہ کو شکست دی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین
اُس زمانہ مین بارہ برس کی عمر مین اپنے باپ کے ساتھ سنبھل مین تحصیل علم کے لیے گیا تھا تو مین نے
یہ تاریخ پائی ع چہ پس خوب کرد ہاند + اور میرے حاضر ہونے سے پہلے میان حاتم سنبھلی بھی یہ قصہ
سُن چکے تھے جب مین اُنکی خدمت مین کنز کا سبق پڑھنے کے لیے حاضر ہوا تو اُنھون فرمایا کہ فتح آسمانی
شد ہمنے فی البدیہہ تاریخ لکھی ہی حساب تو کرو اسمین کتنے عدد نکلتے ہین جب مین نے حساب کیا
تو اُسمین نوسو ساٹھ عدد نکلتے تھے مین نے عرض کیا کہ اسمین ایک عدد کی کمی ہی تو اُنھون نے
فرمایا کہ ہمزہ اضافت موافق املاے قدما کے ظاہر ہو سکتا ہی ور فتح آسمانی شد تاریخ پوری ہوگئی بعد ازان
اُنھون نے دعاے خیر کر کے میرا سبق شروع کرایا اور چند ورق کتاب ارشاد قاضی کے اپنے ہاتھ کے
لکھے ہوے مجکو بطور یادگار کے عنایت کیے اور پھر میرا سبق میان شیخ ابوالفتح آکھدیہ خیرآبادی سے
جو اس کتاب منتخب التواریخ کے تصنیف کے وقت اپنے باپ کے سجادہ نشین تھے متعلق کر دیا جب
میان یحیی نے ولایت کانٹ و گولہ کو فتح کر لیا اور بدایون کے رستہ سے گذر کر قصبہ اہار مین گنگا کا
پل باندھا تو مین اپنے باپ کے ساتھ امروہہ تک جا کر لشکر سے جدا ہوگیا اور میر سید محمد میر عدل کی
خدمت مین جا کر پڑھنا شروع کیا الغرض جس روز میان یحیی ابراہیم خان کے پاس پہونچا اُسکی صبح کو
ابراہیم خان نے اپنا لشکر ترتیب دیا اور میان یحیی کو سامنے اور حاجی خان کو داہنی طرف اور راے حسین
جلوانی کو مع غلزیون کے بائین طرف کر کے قلب مین اپنے لیے جگہ تجویز کی اُس طرف سے سکندر نے بھی
صفین باندھین سکندر کی فوج کے داہنی طرف والون نے جو پنج بھیہ تھے ابراہیم کے بائین کی فوج پر
حملہ کر کے غلبہ پایا اور اُنکو آگرہ تک بھگایا بعد ازان آگرہ مین داخل ہو کر خوب شہر کو لوٹا اور سکندر کے نام کی

منادی آگرہ مین کی اور ابراہیم خان کی داہنی طرف کی فوج نے سکندر کی فوج کے بائین طرف والون کو بھگا دیا
اور قصبہ ہودل اور پلول تک اُنکا پیچھا کیا حاجی خان لڑائی کے وقت اپنے سراپردہ کی طرف جو گذرا تو دیکھا
کہ غارتگرون نے اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے فوراً ٹال کر چلدیا اور سیدھا الور کو روانہ ہوا ایسی تارن کچھ دیر
لڑتا رہا اُسکے ہاتھ مین زخم آیا ایک دو انگلی بھی قلم ہو گئی بعد ازان وہ بھی سنبھل کو چلدیا اور وہین
جا کر دم لیا ابراہیم خان پانچ چار آدمیون کے ساتھ کسی نشیب مین سر نیچے کیے ہوے سکندر کے مقابلہ پر
کھڑا تھا گولیان اُسکے سر پر سے گذرتی تھین جب اُسکو یہ معلوم ہوا کہ اُسکے مقابلہ کی فوج مین سکندر بذات خود
موجود ہے ناچار باگ پھیر کر اٹاوہ کی طرف روانہ ہوا اور چتر اور سارا اسباب سلطنت اُسکا برباد ہو گیا سکندر
اُسکے تعاقب مین اٹاوہ تک گیا وہان یہ سُنا کہ ہمایون ہندوستان کے ارادہ پر پنجاب مین آپہونچا یہ
سُنتے ہی اُس طرف کو روانہ ہوا اور سرہند مین جا کر مقابلہ کیا آخر شکست پائی ابراہیم وہان سے سنبھل مین آیا
اور از سر نو وہان کچھ جمعیت اکٹھی کر کے ایک چتر مرصع اپنے لیے بنایا اور ایک ... کے بعد ہزار سوار ساتھ
لیکر کیتی کے راستہ سے عدلی سے مقابلہ کرنے کے لیے کالپی کی طرف روانہ ہوا عدلی نے
ہیمو بقال کو جو اُسکا وزیر اور وکیل مطلق تھا بہت سے امیر ساتھ کر کے اور پانسو ہاتھی اور بیشمار خزانہ
حوالہ کر کے آگرہ اور دہلی کی طرف روانہ کیا ہیمو نے اول ابراہیم کا مقابلہ کیا ابراہیم نے اُس لڑائی مین ایسی
بہادری کی کہ شاید رستم بھی اُس سے زیادہ نہ کرتا مگر فتح تقدیر مین نہ تھی ابراہیم مین جتنی صفتین
بادشاہون کو چاہیین سب موجود تھین خوبصورت خوش تقریر صاحب تواضع خلیق بہادر سخی مگر فتح نصیبی
تقدیر سے متعلق ہے اور اپنی کوشش کو اسمین کچھ دخل نہین ابراہیم خان اس دو برس کے
عرصہ مین سولہ سترہ لڑائیان لڑا لیکن ہر مرتبہ اول غالب ہو کر آخر مین مغلوب ہو گیا القصہ ابراہیم خان
وہان شکست کھا کر بیانہ کی جانب روانہ ہوا ہیمو بھی اُسکے پیچھے پیچھے وہین پہونچا ابراہیم نے وہان کے
پٹھانون اور زمیندارون کو جمع کر کے پھر مقابلہ کیا مگر اپنی عادت کے موافق پھر شکست پائی ناچار بیانہ کے
قلعہ مین جو ایک بڑا مضبوط قلعہ ہے بند ہو گیا اور قلعہ کے اندر سامان بہت تھا وہین سے لڑنا شروع کیا
غازی خان ابراہیم خان کا باپ اُن پہاڑون کے راستہ سے جو بیانہ سے قبلہ کی جانب ہین اُنکو
رسد پہونچاتا تھا ہیمو تین مہینے تک اُس قلعہ کو گھیرے رہا اور تمام بیانہ کی اطراف و جوانب کو
لوٹ مار کے تباہ کر دیا مصنف صاحب کے والد مرحوم کی کتابین بھی قصبہ بساور مین لُٹ گئین

اس سال مین تمام پورب اور آگرہ اور دہلی اور بیانہ مین ایسا قحط عظیم پڑا کہ جسکا حد و حساب نہین اکثر صونیادار آدمی گھرون کے دروازہ بند کرکے اندر پڑ رہے اور ایک ایک گھر مین دس دس بیس بیس بلکہ زیادہ زیادہ مرکر رہ گئے نہ گور ملی نہ کفن لوگ کیکر کے پیڑون کے بیج اور ڈھورون کے چمڑے جو امیر آدمی ذبح کرنے کے بعد بیچ ڈالتے تھے کھا کھا کر جیتے تھے اور اسکے کھانے سے چند روز مین ہاتھ پاؤن پر ورم آجاتا تھا اور مرجاتے تھے خشم ایزد اس سال کی تاریخ ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہی کہ آدمی آدمی کا گوشت کھانے لگے تھے اور اُن لوگون کی صورتین ایسی مہیب تھین کہ اُنکی طرف دیکھا نہین جاتا تھا وہ تمام ملک اُس قحط کے سبب سے اور دو برس تک اُس کشاکش کے سبب سے بالکل تباہ اور ویران ہوگیا نہ کسان رہے نہ رعایا ہندو لٹیرے اِدھر اُدھر سے آکر مسلمانون کو لوٹ کھسوٹ جاتے تھے ایک نیا حادثہ جو ۹۶۲ھ نوسو باسٹھ مین واقع ہوا یہ تھا کہ آگرہ کے قلعہ مین آگ لگ گئی تھی تفصیل اُسکی یہ ہی کہ جب عدلی کے لشکر سے آگرہ کا قلعہ خالی ہوگیا تو غازی خان سور کے امیر دل نے چاہا کہ غلہ اور سامان لڑائی وغیرہ کا اُس قلعہ مین جمع کردین اور اسی اہتمام مین جا جا کر اُسکی کوٹھریون کو دیکھتے بھالتے تھے اتفاقاً ایک روز صبح کے وقت چراغ لیے اُسکی کوٹھریون کو دیکھ رہے تھے ایک کوٹھری مین بارود بھری ہوئی تھی چراغ کی گل سے اُسمین آگ لگ گئی اور دم بھر مین اُسکے شعلہ آسمان تک پہونچے اُسکے صدمہ سے زلزلہ عظیم واقع ہوا شہر والے یہ سمجھے کہ گویا قیامت آگئی پتھرون کے ٹکڑے اور ستون اُس قلعہ کے کئی کئی کوس تک اُڑ اُڑ کر جاتے تھے نہ ارباہ آدمی اُس بلاے ناگہانی مین تلف ہوگئے اور آدمیون اور جانورون کے ہاتھ پاؤن بھی کئی کئی کوس تک اُڑ اُڑ کر جا پڑتے تھے چونکہ اس قلعہ کا اصل مین بادل گڑھ نام تھا اسی سبب سے آتش بادل گڑھ اسکی تاریخ ہوئی جس زمانہ مین کہ ہیمو بیانہ کے قلعہ کو گھیرے ہوے تھا قحط کی یہ شدت تھی کہ لوگ روٹی کے نام پر جان دیتے تھے مگر ہیمو کے پاس جو پانسو ہاتھی تھے چاول اور گھی شکر ہی رات مین پاتے تھے اور ہیمو ایک وقت سارے پٹھان امیرون کو اپنے دسترخوان پر بلا کر کھانا کھلاتا تھا اور کہتا تھا کہ بڑے بڑے لقمہ کھاؤ اور اگر کسی کو دیکھتا تھا کہ کچھ سستی سے کھاتا ہی تو اُسکو گالیان دیکر کہتا تھا کہ اے فلانے تو آج ایسے سست نوالے کھاتا ہی کل کو اپنے جنوائی مغلون سے کیا خاک لڑیگا مگر پٹھان لوگ سب کچھ سُنتے تھے اور دم نہ مارتے تھے اور ساری اپنی آن بان بالاے طاق رکھدی تھی

اتنے مین ہیمو کو یہ خبر پہونچی کہ محمد خان سور حاکم بنگالہ نے سلطان جلال الدین اپنا خطاب مقرر کرکے اور
بہت سا لشکر ساتھ لیکر جونپور تک تسخیر کر لیا اور اب کالپی اور آگرہ کی طرف متوجہ ہے اسی اثنا مین عدلی کا
فرمان ہیمو کی طلبی مین آیا کہ غنیم قوی نے ارادہ کیا ہے جھٹ پٹ یہان پہونچو چنانچہ ہیمو بیانہ کے قلعہ کا
محاصرہ چھوڑکر اُس طرف کو روانہ ہوا جب موضع منڈاگر مین جو آگرہ سے چھ کوس ہے پہونچا ابراہیم نے
قلعہ کے اندر سے نکل کر پھر ہیمو کی فوج پر حملہ کیا اور وہی معمولی شکست کھا کر الور کو چلدیا تاکہ
حاجی خان سے مدد لیکر پھر کچھ سامان درست کرے ہیمو نے تھربال اپنے بھتیجے کو کچھ فوج دیکر
اُسکے تعاقب مین روانہ کیا چنانچہ وہ دو منزل تک ابراہیم خان کا پیچھا کرکے پھر ہیمو کے لشکر سے جا ملا
ابراہیم خان جب الور مین پہونچا تو حاجی خان اُسکے آنے سے کچھ خوش نہوا اور نہ اُسکو مدد دینی چاہی
وہان سے بھی ابراہیم خان مایوس ہو کر چلا آیا اور اپنے باپ اور بھائیون اور سب عزیز قریبون کو ہندون
مین چھوڑکر خود تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ ملک ٹھٹھہ کا قصد کیا چند روز کے بعد حیدر خان چغتہ نے
قول وقسم کرکے ابراہیم خان کے باپ غازی خان کو بیانہ مین بلایا اور اپنے عہد سے منحرف ہو کر اُسکو
مع سب چھوٹے بڑون کے قتل کر ڈالا اور ایک آدمی بھی اُس خاندان کا باقی نرہا چونکہ ابراہیم کی نیکو صفتی سے
سب لوگ بدل وجان رضامند تھے اس سبب سے پھر اُسکے پاس بہت سی جمعیت اکٹھی ہو گئی چنانچہ
اُسنے رام چند حاکم ٹھٹھہ سے مقابلہ کیا اس لڑائی مین ابراہیم خان شکست کھا کر گرفتار ہو گیا مگر راجہ نے
اُسکی بڑی تعظیم وتکریم کی اور موافق طریقہ زمیندارون کے گمان اُسکے سامنے بطور نذر کے پیشکش کی
اور سراپردہ اور تمام اسباب سلطنت اُسکے لیے مہیا کیا اور اُسکو تخت پر بٹھا کر خود نوکرون کی طرح
سامنے کھڑا ہوتا تھا ایک مدت تک ابراہیم خان اسی طرح وہان رہا اسی اثنا مین باز بہادر حاکم
مالوہ کا پٹھانون سے کچھ جھگڑا ہوا پٹھانون نے ابراہیم خان کو اپنا سردار بنا کر باز بہادر سے مقابلہ کیا
رانی درگاوتی گڈہ کنگتہ کی حاکم بھی ابراہیم خان کی مدد کے لیے آئی باز بہادر نے رانی سے کچھ صلح کا پیغام
بھیجکر ابراہیم کی مدد سے باز رکھا چنانچہ رانی اپنے ملک کو لوٹ گئی پھر ابراہیم خان نے بھی ٹھہرنا مصلحت نہ سمجھکر
اُڑیسہ کی طرف کوچ کیا اور وہان کے زمیندارون سے موافقت کی اُسی زمانہ مین سلیمان کرانی
وہان کے راجہ پر غالب آیا اور اُسنے ابراہیم خان کو قول وقسم کرکے اپنے پاس بلایا اور پھر قتل کر ڈالا
یہ حادثہ ۹۷۵ھ نو سو پچھتر مین ہوا جب ہیمو رات دن کوچ کرتا ہوا عدلی کے پاس پہونچا تو اُس وقت مین

عدلی اور محمد خان گوریہ دونون موضع چھپر گھٹہ مین جو کالپی سے پندرہ کوس ہے جمنا کو بیچ مین کرکے باہم
مقابل ہو رہے تھے اور چونکہ محمد خان کا سامان اور لشکر بہت تھا اسلیے اسوقت تک اُسی کا پلہ غالب تھا
اور وہ اسی خیال مین تھا کہ اب کوئی دم مین فتح ہو جاویگی مگر ہیمو کے پہونچ جانے سے معاملہ دگرگون
ہو گیا چنانچہ ہیمو نے رات کے وقت جمنا کو پایاب اُتر کر محمد خان کے لشکر پر جو اُس امر سے غافل تھے
شبخون کیا وہ سب کے سب یکایک اس بلاے ناگہانی کے آجانے سے گھبرا گئے اور ہوش
و حواس جاتے رہے اس معرکہ مین محمد خان کے طرفدار اسیر و اکثر قتل ہوے جو باقی رہے وہ بھاگ گئے
اور محمد خان خدا جانے کس طرف کو چلدیا کہ پھر اُسکا پتا نہ ملا اور وہ سارا سامان سلطنت اُسکا ہیمو کے
ہاتھ آیا اس فتح کے بعد عدلی چنہار کو گیا اور ہیمو کو بہت سا سامان اور خزانہ اور ہاتھی اور لشکر دیکر مغلون کے
مقابلہ کے لیے بھیجا جو آگرہ اور اٹاوہ تک قابض متصرف ہو گئے تھے چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالی آیندہ
مذکور ہوگا اسی عرصہ مین محمد خان گوریہ کے بیٹے خضر خان نے باپ کے قائم مقام ہو کر سلطان محمد بہادر
اپنا خطاب مقرر کرکے خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور باپ کا بدلا لینے کے لیے ایک بڑا بھاری لشکر
عدلی کے مقابلہ پر بھیجا عدلی نے اُس مقابلہ مین ایسی بہادری کی جسکی اُس سے توقع نہ تھی اور بڑی سخت
لڑائی لڑکے مارا گیا یہ حادثہ ۹۶۲ نو سو باسٹھ مین ہوا اور گوریہ بہشت اُسکی تاریخ ہے عدلی گانے بجانے
اور ناچنے کے فن مین بڑا کامل تھا یہانتک میان تانسین کلانوت جو ہندوستان مین اس فن کا استاد
مشہور ہے اُسکی شاگردی کا اقرار کیا کرتا تھا اور باز بہادر بن سزاول خان بھی جو اس فن مین اپنا نظیر
نہ رکھتا تھا فخریہ کہا کرتا تھا کہ مین نے یہ فن عدلی سے سیکھا ہے ایک روز دکن کا ایک سازندہ
ایک پکھاوج اتنی بڑی لایا جو آدمی کے قد کے برابر تھی کسی کے ہاتھ اُسکے دونون طرف نہ پہونچتے تھے اُسی
سبب سے اُسکے بجانے سے عاجز تھے مگر جب وہ پکھاوج عدلی کی مجلس مین آئی تو وہ اُسکی ترکیب کو سمجھ گیا
اور تکیہ لگا کر ایک طرف ہاتون سے اور دوسری طرف پانون سے بجانے لگا سب مجلس والے حیران
ہو گئے عدلی اپنے امیری کے زمانہ مین جب بست ہزاری جاگیر رکھتا تھا تو ایک بھگتیے کے لڑکے نے
جو بڑا خوبصورت اور ناز نین تھا اور اپنے فن مین لاثانی تھا بدایون کے علاقہ کے کسی گانون سے آکر
عدلی کی مجلس مین تماشا کیا عدلی نے اُسکی صورت و سیرت پر فریفتہ ہو کر اُسکو اپنے ہی پاس نوکر
رکھ لیا اور مجاہد خان اُسکا خطاب مقرر کیا جب عدلی بادشاہ ہو گیا تو اُسکو دو ہزاری کا منصب دیا

ع ۱۹

یہ لڑکا اسقدر نازک تھا کہ ایک مرتبہ اجاون کے میدان مین چوگان بازی کے شغل مین مصروف تھا جب باہر سے
لوٹا تو غازی خان سور کے ڈیرہ مین جو سر راہ تھا آیا اور کہا کہ مجکو بھوک کی خواہش ہے غازی خان نے کہا
کہ ماحضر تیار ہے جب کھانا سامنے آیا تو قلیہ کی بو سونگھتے ہی اُسکو غشیان شروع ہوا اُسی طرح اُٹھکر چلدیا اُسکے
طہارت خانہ مین کافور کا اسقدر استعمال ہوتا تھا کہ بھنگی دو تین سیر کافور ہر روز چُن لیا کرتے تھے جب
پاخانہ کی حاجت سے فارغ ہوتا تھا تو رنگ اُسکا سرخ اور زرد اور سبز ہو جاتا تھا اور حالت بدل جاتی تھی
مگر باوجود اس نزاکت اور آسودگی کے کبھی روزہ و نماز اُسکی قضا نہوتی تھی اور کسی قسم کی چیز بھی نہ کھاتا تھا
مگر فلک کی نیرنگیان دیکھیے کہ جسدن وہ مرا دو گز کپڑا کفن کو میسر نہ آیا یہ بھی معلوم نہوا کہ جسم اُسکا کہان گیا
ان واقعات کے بعد سلطنت پٹھانون کے خاندان سے منتقل ہو کر مغلون کے خاندان مین آئی

ہمایون کا ہندوستان سے جانا اور پھر دوبارہ ہندوستان کا فتح کرنا

جب ہندوستان کا ملک ہمایون کے ہاتھ سے نکل گیا اور اُسکے بھائیون کی نا اتفاقیان حد سے زیادہ
ہوئین چنانچہ کچھ اسکا ذکر پہلے ہو چکا ہمایون نے پنجاب کو چھوڑ کر بکر کی تسخیر کا ارادہ کیا اور قصبہ سوہری مین منزل کی
مرزا ہندال سندہ کو اُتر کر قصبہ پاتر مین جو بکر سے پچاس کوس ہے اس سبب سے کہ وہان غلہ سستا تھا چلا گیا
ہمایون نے مرزا شاہ حسین ارغون حاکم تتہ کو گھوڑا اور خلعت بھیجکر یہ پیغام بھیجا کہ بعض ضرورتون سے ہمارا
اس طرف آنے کا اتفاق ہوا اور گجرات کی فتح کا مصمم ارادہ ہے مگر یہ امر فقط تمہارے مشورہ اور اعانت پر موقوف ہے
مرزا شاہ حسین نے پانچ مہینہ یون ہی باتون مین ٹال دیے اور بادشاہ کو حیلے بہانون سے بکر سے تتہ مین
بلایا تا کہ بعد اسکے جو کچھ مصلحت ہو وہ کیا جاوے یہ معاملہ ۹۴۷ھ نو سو سینتالیس مین ہوا تھا ہمایون نے
اُسی سال مین حمیدہ بانو بیگم کے ساتھ نکاح کیا پھر پاتر کو چلا گیا اور وہان سے پھر سوہری کو واپس آیا مرزا ہندال کو
قراچہ بیگ حاکم قندھاری نے بلایا چنانچہ وہ وہان کو چلا گیا یادگار ناصر مرزا نے بھی جو ہمایون کے لشکر سے
دس کوس پر قندھار جانے کا ارادہ کیا ہمایون نے مرزا ابوالبقا کو جو بڑا عالم تھا اُسکے پاس بھیجا اور اس
ارادہ سے منع کیا جب وہ میرزا کشتی مین بیٹھا ایک جماعت نے بکر کے قلعہ مین سے نکل کر تیر مارنے شروع کیے
چنانچہ وہ مرزا اور بہت آدمی جو اُس کشتی مین سوار تھے شہید ہو گئے یہ واقعہ ۹۴۸ھ نو سو اڑتالیس مین ہوا اور
سرور کائنات اسکی تاریخ ہے مرزا یادگار نے بھی قندھار کا جانا موقوف رکھا پھر ہمایون نے تتہ کے جانے کا قصد
کیا اور بہت سے آدمی ہمایون کے لشکر سے جدا ہو کر مرزا کے لشکر سے ملگئے چونکہ آمدنی محصول کی زیادہ تھی

اِس وجہ سے مرزا کی اوقات فراغت سے گذرنے لگی اور روز بروز قوت بڑھتی گئی ہمایون نے دریا کو اُتر کر قلعہ
سیاہون کا محاصرہ کیا مرزا حسین قلعہ والون کو رسد پہونچاتا تھا اور خود بھی کشتی مین سوار ہوکر ہمایون کے
لشکر کا سد راہ ہوا ہمایون سات مہینے تک اُس قلعہ کو گھیرے رہا آخر فتح نہوا اُن دنون مین قحط کی بھی بڑی شدت
ہوئی اور لشکر والون کو غلہ بالکل میسر نہ آتا تھا جانورون کو ذبح کرکرکے کھاتے تھے آخر وہ بھی تمام
ہوگئے پھر ہمایون نے مرزا یادگار ناصر کو بکر سے بلایا تاکہ اُسکی مدد سے مرزا شاہ حسین کو دفع کرکے
قلعہ کو فتح کرے مگر وہ خود نہ آیا اور تھوڑی مدد بھیجدی جس سے کچھ کام نہ چلا مرزا شاہ حسین نے یادگار ناصر سے
بادشاہ بنا دینے اور سکہ اور خطبہ اُسکے نام کا جاری کردینے کا وعدہ کیا اور اپنی بیٹی سے نکاح کردینے کا بھی
اقرار کیا غرض مرزا اُسکی باتون مین آکر ہمایون کا کھلم کھلا مخالف ہوگیا اور سب بادشاہی کشتیون پر اپنا قبضہ
کرلیا بادشاہ مجبور ہوکر اُس قلعہ کا محاصرہ چھوڑکر پھر بھکر کو لوٹا کئی روز تک کشتیان نہ ملین آخر دو زمیندارون
کے وسیلہ سے اُن کشتیون کو جو مرزا نے ڈبو دی تھین پھر نکالا اور بھکر مین آیا یادگار ناصر نے ہمایون سے
ملنے سے پہلے اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے مرزا شاہ حسین پر حملہ کیا اور اُسکے بہت سے لوگون کو قتل کرکے
خوار اور شرمندہ ہمایون کی خدمت مین حاضر ہوا اور بہت سے تحالفون کے پیشکش کیے ہمایون نے
اُسکی پچھلی تقصیرین معاف کردین مگر پھر کچھ ایسے سبب واقع ہوے کہ یادگار ناصر نے شاہ حسین کے دھوکے مین
آکر پھر ہمایون سے مخالفت کا ارادہ کیا اور منعم خان بھی جسنے آخر مین خانخانان کا خطاب پایا ہے بھاگنے کی
فکر مین تھا مگر آخر یہ دونون اپنے ارادون سے باز رہے اسی اثنا مین مالدیو راجہ مارواڑ نے جو سارے
زمیندارون مین قوت اور شوکت زیادہ رکھتا تھا کئی عرضیان ہمایون کی طلب مین بھیجین ہمایون نے
بھی بھکر اور تتہ مین اپنا رہنا مناسب نہ سمجھا اور جیسلمیر کے رستہ سے مارواڑ کو چلدیا راجہ جیسلمیر نے رستہ روکا
اور تھوڑی لڑائی کے بعد شکست پائی اُس جنگل مین دور تک پانی نہ ملا اس سبب سے سارے
اہل لشکر نے بڑی مصیبت اُٹھائی اگر کسی کنوے پر پہونچ جاتے تھے تو پانی کے اوپر لوگ ایسے لڑتے تھے
کہ خونریزی کی نوبت پہونچتی تھی اور اتنے آدمی پیاس کی بیتابی سے کنوین کے اندر کود پڑتے تھے کہ کنوان
پٹ جاتا تھا اُسی حال مین ہمایون نے یہ قطعہ پڑھا ع چنان زد جا کہ گردون لباس دردمندان را
کہ نے دست ستم مینی بماند و نے سر گریبان را بعد ازان ہمایون جیسلمیر سے گذرکے مارواڑ کے قریب
پہونچا تو اتکہ خان کو راجہ مالدیو کے پاس بھیجا اور خود اُسکے لوٹنے کی انتظار مین جودھپور مین ٹھہر رہا

اسی عرصہ مین ناگور شیر شاہ کے تصرف مین آگئی تھی اور اُسنے ہمایون کی مدد دینے پر مالدیو کو بہت تہدید
کی تھی اس سبب سے مالدیو ہمایون کے بُلانے سے بہت پشیمان ہوا اور چند روز اتکہ خان کو حیلہ بہانہ
کرکے روکا اور پھر ہمایون کے استقبال کے بہانہ سے ایک فوج حقیقت مین اُسکے گرفتار
کرنے کے لیے روانہ کی اتکہ خان اُسکے دلی مطلب کو پاگیا اور بے اجازت وہان سے کوچ کرکے
ہمایون کو اس مضمون سے مطلع کیا ہمایون اُسی وقت وہان سے امرکوٹ کی طرف چلدیا اور اُسی
منزل مین دو جاسوس مالدیو کے آگئے تھے ہمایون نے اُن دونون کے قتل کا حکم دیا جب وہ اپنی زندگی
سے مایوس ہوگئے تو ایک اُنمین کا چھُری اور دوسرا خنجر لیکر ہمایون کے لشکر مین پھیل پڑے اور مرد عورت
گھوڑا اونٹ جو کوئی سامنے آیا اُسکو قتل کرنا شروع کیا اسی طرح بہتون کو مار ڈالا اُسی معرکہ مین ہمایون کا
گھوڑا بھی مارا گیا اُسوقت ہمایون نے تردی بیگ سے دو تین گھوڑے اور اونٹ مانگے مگر اُسنے اُس وقت بڑی
خِسّت کی اور نہ دیے مجبور ہوکر بادشاہ ایک اونٹ پر سوار ہوا تب ندیم کوکہ نے وہ گھوڑا جسپر اُسکی مان سوار تھی
اور خود اُس گرم میدان مین جو آگ کا تنور تھا پیادہ چلتا تھا ہمایون کو دیا اور اپنی مان کو اُسکے اونٹ پر چڑھا دیا
غرض وہ منزل جو بڑی کٹھن تھی اور ہر دم مالدیو کی آمد آمد کی خبر تھی بڑی مصیبت سے طے ہوئی رات کو ایک
امن کی جگہ تجویز کرکے ٹھہرے رات بھر مالدیو کے آدمی رستہ بھٹک کر اُنکی تلاش مین پھرتے رہے صبح کو جب
ہمایون نے کوچ کیا تو حسب اتفاق خود مع چند آدمیون کے جو کُل بائیس تھے اور منعم خان اور روشن بیگ کوکہ
بھی اُنمین تھا لشکر سے جدا ہو لیا تھا مالدیو کے آدمی اُنپر آ پہونچے فقط اِن بائیس آدمیون نے ہی مقابلہ پر کمر
باندھی پہلے ہی حملہ مین ہندوون کے سردار کے ایک ایسا تیر لگا کہ اُسکا دم نکل گیا اور بہت ہندو اُس
لشکر کے مارے گئے اس فتح کی بدولت ہمایون کو ایک گونہ فارغ البالی حاصل ہوئی اور بہت سے
اونٹ غنیمت مین ملے اُس منزل مین بہت سا پانی ساتھ لیکر کوچ کیا تیسرے دن ایک مقام پر پہونچے
جہان پانی اتنا گہرا تھا کہ کنوے پر ڈھول بجاتے تھے جب چرس کھینچنے والے بیلون تک آواز پہنچتی تھی
ہمایون کے لشکر کو تین منزل تک پانی نہ ملا تھا اور پیاس کے مارے بُرا حال تھا وہان جو پانی ملا تو
آدمیون اور گھوڑون اور اونٹون نے حرص کے مارے اتنا پانی پی لیا کہ بے انتہا ہلاک ہوگئے اور
چونکہ اُس بیابان کی کچھ انتہا نہ تھی ناچار لوٹ کر امرکوٹ کا جو ٹھٹھہ سے سو کوس ہے ارادہ کیا وہان کا راجہ
رانا نام مع اپنے بیٹون کے استقبال کے لیے آیا اور حُسن المعتقد ہو ہمایون کی بڑی تواضع و

تعظیم کی ہمایون نے جو کچھ خزانہ مین موجود تھا سب لوگون کو تقسیم کردیا اور جو لوگ رہ گئے اُنکو تردی بیگ وغیرہ سے
قرض لیکر دیا اور بہت سا زر نقد اور ٹیکے اور خنجر رانا کے بیٹون کو انعام مین دیے چونکہ رانا کے باپ کو مرزا
شاہ حسین ارغون نے قتل کر ڈالا تھا اسلیے رانا نے بہت جمعیت اکٹھی کرکے ہمایون کو اُسپر فوج کشی
کرنے کی ترغیب دی چنانچہ ہمایون نے سارا اپنا اسباب اور سامان بیگم بادشاہ کے بھائی خواجہ معظم کے
سپرد کرکے امرکوٹ مین چھوڑا اور خود بھکر کی طرف کوچ کیا یکشنبہ کے دن تاریخ پانچوین رجب ۹۴۹ نوسو اُنچاس مین
شاہزادہ اکبر امرکوٹ مین پیدا ہوا تردی بیگ نے اُسی منزل مین جاکر ہمایون کو یہ خوشخبری سُنائی ہمایون نے
خوش ہوکر اکبر اُسکا نام رکھا بعد ازان جب ہمایون جول مین پہونچا تو بیٹے کو بُلاکر اُسکے دیدار سے اپنی آنکھون کو
ٹھنڈا کیا ہمایون کے لشکر کی یہ کیفیت ہوئی کہ ایک ایک کرکے بھاگنا شروع ہوے یہان تک کہ منعم خان بھی
بھاگ گیا اُنھین دنون مین بیرام خان نے گجرات سے آکر ملازمت حاصل کی پھر ہمایون نے اس ملک مین زیادہ
ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور قندھار کی طرف جانے کا مصمم ارادہ کیا میرزا شاہ حسین سے کچھ کشتیان اور
اونٹ طلب کیے اُسنے ہمایون کے ٹل جانے کو بہت غنیمت سمجھکر فوراً تیس کشتیان اور تین سو اونٹ
بھیجدیے ہمایون سندھ کے پار اُتر گیا اُن دنون مین قندھار مرزا کامران نے مرزا ہندال سے لیکر مرزا
عسکری کو حوالہ کردیا اور مرزا ہندال کو غزنین کی حکومت دی تھی اور اُس تمام ملک مین خُطبہ اپنے نام کا
پڑھاتا تھا اور چند روز کے بعد مرزا ہندال کو وہان سے بھی علحدہ کردیا تھا اور مرزا ہندال نے سلطنت کو
ترک کرکے کابل مین آکر فقیری اختیار کرلی تھی مرزا شاہ حسین نے کامران کو لکھا کہ ہمایون اُس ملک مین آتا ہے
جس طرح ممکن ہو گرفتار کرنا چاہیے چنانچہ جب ہمایون شال مستانگ مین پہونچا تو مرزا عسکری نے راستہ
روکنے کے لیے اُس طرف سے کوچ کیا اور چولی بہادر ازبک کو خبرگیری کے لیے بھیجا چولی بہادر نے
آدھی رات کے وقت ہمایون کے لشکر مین آکر بیرام خان کو اس حال سے مطلع کیا بیرام خان نے اُسی وقت
ہمایون کے سراپردہ کے پیچھے جاکر ساری کیفیت عرض کی ہمایون نے اُسی وقت سے کابل و قندھار کا
ارادہ کو فسخ کرکے فقط بائیس آدمیون کے ساتھ کہ بیرام خان اور خواجہ معظم بھی اُنھین مین سے تھے عراق کا
ارادہ کیا اور بیرام خان اور خواجہ معظم کو بیگم بادشاہ اور شاہزادہ اکبر کے لانے کے لیے متعین کیا
تردی بیگ سے دو چار گھوڑے طلب کیے اُسنے پھر گھوڑون کے دینے مین خسّت کی بلکہ ساتھ بھی
چھوڑدیا جو شاہزادہ کی عمر اُس زمانہ مین ایک برس کی تھی اور اُن دنون مین ہوا بہت گرم تھی اور

پانی بھی کم ملنے کا گمان تھا اسلیے شاہزادہ کو اتکہ خان کے سپرد کر کے لشکر مین ہی چھوڑا اور بادشاہ بیگم کو اپنے ہمراہ لے گیا جب ہمایون اُس طرف کو روانہ ہوا تو مرزا عسکری نے ہمایون کے لشکر مین آکر سارا مال واسباب لوٹ لیا اور حمیدہ بیگ کو بھی گرفتار کیا اور شاہزادہ اکبر کو بھی اپنے ساتھ قندھار مین لیجا کر سلطان بیگم اپنی بی بی کو سپرد کیا اس سفر مین بھی ہمایون کو عجیب عجیب واقعات پیش آئے یہ سارا قصہ ۹۵۱ھ نو سو اکیاون میں واقع ہوا القصہ ہمایون سیستان سے گذر کر خراسان مین آیا اور وہان شاہ طہماسپ کے بڑے بیٹے سلطان محمد میرزا سے ملاقات کی اور سب سامان سلطنت اور ضروریات سفر وہان سے لیکر مشہد مقدس کو گیا ہر منزل مین شاہ طہماسپ کے حکم سے وہان کے حکام استقبال کو آتے تھے اور منزل بمنزل دعوت کا سامان مہیا کرتے تھے ہمایون نے بیرام خان کو اول طہماسپ کی خدمت مین بھیجدیا اور اُسکے ہاتھ شاہ طہماسپ نے ہمایون کے نام ایک خط تشریف آوری کی تہنیت مین لکھکر بھیجا ئیلاق سورلق مین دونون بادشاہون کی بڑے تپاک سے ملاقات ہوئی اثنائے گفتگو مین طہماسپ نے باعث شکست کا پوچھا ہمایون نے جواب دیا کہ اصل سبب اسکا بھائیون کی مخالفت ہے شاہ طہماسپ کا بھائی بہرام میرزا اس بات کو سنکر آزردہ ہوا اور اُسی وقت سے ہمایون کی عداوت اُسکے دل مین جمی اور کسی نے طہماسپ سے کہا کہ یہ اُسی باپ کا بیٹا ہے کہ کئی ہزار ایرانی قزلباشون کو اپنے ساتھ مدد کے لیے لیجا کر اوزبکون کے مقابلہ مین تباہ کرادیے اور یہ مراد اُسکی اُس قصہ سے تھی کہ بابر بادشاہ نے شاہ اسمعیل نجم اول سے سترہ ہزار سوار قزلباش اوزبکون سے مقابلہ کے لیے بطور مدد کے لیے تھے اور جب نخشب کے قلعہ کا محاصرہ کیا تھا تو عرف کش لے یہ شعر تیر پر لکھکر قلعہ کے اندر بھیجا تھا ؎ صرف راہ از بکان کن نجم را گر گناہے کردہ بودم پاک کردم راہ را + دوسرے روز جب لڑائی ہوئی تو بابر علیحدہ ہوگیا اور قزلباشون پہ بڑی تباہی آئی یہ قصہ بہت مشہور ہے مگر شاہ طہماسپ کی بہن نے جسکو امام مہدی کی نذر کے لیے رکھا تھا اور ایسی عقلمند تھی کہ سارا سلطنت کا انتظام اُسکی رائے پر ہوتا تھا ہمایون کی سفارش کی ہمایون نے ایک رباعی شاہ طہماسپ کے پاس لکھکر بھیجی جسکا آخر شعر یہ تھا ؎ شاہان ہمہ سایۂ ہما میجو اند بنگر کہ ہما آمدہ در سایۂ تو + اور یہ شعر قطعۂ سلمان کا تضمین کرکے بھیجا ؎ از خدا امید دارم شاہ بابا آن کند + آنچہ با سلمان علیؑ در دشت ارژن کردہ است + یہ شعر شاہ طہماسپ کو بہت پسند آیا مدت تک جشن اور سیر شکار کے جلسہ رہے پھر شاہ طہماسپ نے بہت سامان جلوس ہمایون کے لیے مرتب کرکے

بے جنگ گرفت ملک کابل از وی * کامران غزنین مین بھی نہ ٹھہر سکا اور فوراً بھکر کو روانہ ہوا مرزا شاہ حسین نے جسنے اپنی بیٹی کا نکاح کامران کے ساتھ کر دیا تھا اُسکی مدد کی مرزا یادگار ناصر بھی بھاگنے کا ارادہ رکھتا تھا اسلیے ہمایون نے اُسکو قتل کر ڈالا پھر ہمایون نے بدخشان کی تسخیر کے لیے کوچ کیا سلیمان مرزا نے کچھ مدت مقابلہ کیا آخر شکست کھائی اس عرصہ کامران نے کابل کو خالی پاکر اپنا قبضہ کر لیا اور ہمایون کی بیگمات اور شاہزادۂ اکبر کو بھی قید کر لیا پھر ہمایون نے بدخشان کی حکومت مرزا ہندال سے لیکر مرزا سلیمان کو حوالہ کی اور خود کابل کی طرف متوجہ ہوا کامران شکست کھا کر قلعہ کے اندر بند ہو گیا اور جب اُسپر بہت تنگی ہوئی تو بڑی بے مہری کو کام فرما کر شاہزادۂ اکبر کو قلعہ کے کنگرہ پر جہان بندوقون اور توپون کا نشانہ تھا بٹھا دیا مگر فضل الٰہی اُسکا نگاہبان رہا فریقین کے اُمرا باہمی نفاق کی وجہ سے کبھی ادھر اُدھر ہو جاتے اور دونون طرف کے لوگ بہت مارے گئے آخر کامران قلعہ کو توڑ کر اور اپنا لباس و ہیئت بدل کر باہر نکلا حاجی محمد خان اُسکے تعاقب کے لیے متعین ہوا جب حاجی محمد خان اُسکے قریب پہونچا تو کامران نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا کہ تیرے باپ بابا قشقہ کو کیا مین نے ہی قتل کیا ہے حاجی محمد خان پرانا آدمی تجربہ کار تھا اِس بات کو سُنکر ٹال گیا اور لوٹ آیا اور ہمایون نے اپنے بیٹے اکبر کو صحیح سلامت پا لیا پھر کامران نے پیر محمد حاکم بلخ کے پاس پناہ لی اور اُس سے مدد لیکر بدخشان کے بعضے ملکون پر بے لڑے بھڑے سلیمان مرزا اور اُسکے بیٹے ابراہیم مرزا سے چھین کر قابض ہو گیا قراچہ بیگ نے جو بڑے بڑے کام کیے تو بعضے بے وقوف امیرون سے متفق ہو کر ہمایون سے کچھ ایسی درخواستین کین جنکا پورا ہونا ممکن نہ تھا اور جب وہ مطلب اُسکے نہ بر آئے تو مع اُن امیرون کے بدخشان کو چلا گیا چونکہ اُس زمانہ مین مدت تک قلعہ مین تزلزل اور تذبذب رہا اسلیے ایک ظریف نے اسکی نسبت یہ شعر لکھا تھا

؎ قلعہ کابل کہ در رفعت ز کیوان برترست * چون غلیوازی کہ شش مہ مادہ و شش مہ نرست *

کامران نے کئی مرتبہ مخالفت کی اور پھر حاضر ہو کر عفو تقصیر چاہی مگر ہمایون نے اپنی ذاتی مروت سے ہر مرتبہ اُسکے قصور معاف کر دیے اور اُسکی طرف سے صاف ہو گیا پھر کامران نے مکہ معظمہ کو چلے جانے کی اجازت چاہی ہمایون نے یہ قبول نہ کیا اور بدخشان کی حکومت اُسکو دی اور خود بلخ کی طرف متوجہ ہوا اور وہان پیر محمد اور عبد اللہ خان بادشاہ اُزبک کے بیٹے عبد العزیز خان کو شکست دی اور چونکہ باہم امیرون مین نفاق تھا اور کامران کی طرف سے بھی اطمینان نہ تھا اس سبب سے پھر کابل کو واپس آیا کامران نے

پھر عہد شکنی کرکے مخالفت کی اور شکست کھاکر سلیم شاہ کے پاس ہندوستان میں مدد لینے آیا آخر وہان سے
مایوس پھرا اور پھر آدم گکھر کے وسیلہ سے گرفتار ہوا اگرچہ ہمایون نے پھر بھی اُسکی جان بخشی کی مگر اندھا
کردیا چنانچہ یہ قصہ پہلے مذکور ہوچکا ہے بعد ازان کامران مکہ کو ہجرت کر گیا اور وہان چار حج کیے اور وہین انتقال ہوا
مولانا قاسم کاہی نے اُسکے وفات کی یہ تاریخ لکھی تھی ع کامران آنکہ بادشاہی را

کس ندیدہ ست ہمچو او درخورد
گفت تاریخ او حسین کاہی
شہ کامران خسرو نامدار
بکلی دل از قید عالم رہاند
چو در خواب ویسی درآمد شبے
بگو شاہ مرحوم در مکہ ماند

شد ز کابل بہ کعبہ و آنجا
بادشہ کامران بہ کعبہ بمرد
کہ در سلطنت سر بکیوان رساند
ز بعد وقوف حج چار مین
عنایت نمود و سوے خوش خرام

جان بحق داد و تن بخاک سپرد
اور ویسی شاعر نے یہ تاریخ لکھی تھی
مجاور شد اندر حرم چار سال
باحرام حج جان بجانان نشاند
بگفت از پے سنہ فوت او

مرزا کامران بڑا بہادر اور عالی ہمت اور سخی اور خوش طبع اور خوش اعتقاد
تھا ہمیشہ عالمون فاضلون کی صحبت مین بیٹھتا تھا شاعر بھی تھا شعر اُسکے مشہور ہین ایک زمانہ مین
ایسا متقی ہوگیا تھا کہ اپنے ملک مین انگور کے پیدا ہونے کی بھی ممانعت کردی پھر چند روز کے بعد خود بھی
بہت سی شراب پینے لگا مگر آخر کو تائب اور پارسا ہوکر مرا یہ واقعہ سنہ ۹۶۴ نو سو چونسٹھ مین ہوا کابل کی اخیر
لڑائی مین قراچہ خان مارا گیا اور مرزا عسکری گرفتار ہوگیا خواجہ جلال محمود دیوان نے اسکو بدخشان مین لیجاکر
مرزا سلیمان کے سپرد کیا چند روز وہان قید رہا پھر چھوٹ گیا بعد ازان مرزا سلیمان نے بلخ کی طرف بھیجا اور وہ وہین سے مکہ معظمہ
چلدیا اور اُس جنگل مین جو شام اور مکہ کے بیچ مین واقع ہے مرگیا اور اُسکے سنہ وفات کا مادہ یہ ہے ع
عسکری بادشاہ دریادل ۹۶۱ اور انجام مرزا ہندال کا یہ ہوا کہ جب کامران نے آخر مرتبہ شکست کھاکر پٹھانون کے
پاس پناہ لی اور اُسی عرصہ مین حاجی محمد خان کو ہمایون نے قتل کیا تھا ایک مرتبہ کامران نے ہندال کے
لشکر پر شبخون کیا ہندال اُسی معرکہ مین مارا گیا یہ واقعہ سنہ ۹۵۸ نو سو اٹھاون مین ہوا اور شبخون اُسکی تاریخ ہے ع

شبیخون چون قضا گیتی از دہر
جہان بگذاشت بادشاہ ہمایون
خرد تاریخ فوتش جست گفتند
شاہ ہندال سرو گلشن ناز

کہ از خون شد شفق گون اوج گردون
شبستان فلک را بود چون شمع
دریغا مرد شمعے از شب خون
چون ازین بوستان بجنت رفت

ز عالم رفت ہندال جہانگیر
نہال قامت آن نخل موزون
اور مرزا امانی نے یہ تاریخ لکھی تھی ع
گفت تاریخ قمری نالان

سر دے از بوستان و ملت رفت + اور مولانا حسن علی ترابی نے یہ تاریخ لکھی ہی مرزا ہندال محمد

شہ فرخندہ لقب	تا گہ ز قضا شہید شد در دل شب
شبخون بشہادتش چو گردید سبب	تاریخ شہادتش ز شبخون بطلب

ہمایون نے مرزا ہندال کا سارا اسباب و رمال شاہزادۂ اکبر کو عنایت کیا اور ملک غزنین بھی مع توابعات کے اُسکی جاگیر مین دیا ہمایون نے جب سُنا کہ سلیم شاہ کے مرنے کے بعد ہندوستان مین بڑا فتنہ و فساد برپا ہی اور ہر طرف ملوک طوائف قائم ہوگئے ہین تو پھر ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ مصمم کیا اسی اثنا مین لوگون نے چغلیان کھا کر برام خان کی طرف سے ہمایون کے مزاج کو منحرف کر دیا چنانچہ ہمایون نے قندھار کی طرف یورش کی برام خان استقبال کے لیے آیا اور اُسکی خیرخواہی ظاہر ہوگئی اہل غرض نے جو اُسکی طرف سے باتین بنائی تھین سب جھوٹی ٹھہرین اس مرتبہ ہمایون نے مولانا زین الدین محمود کمانگر بہدائی رحمۃ اللہ علیہ سے برام خان کی معرفت ملاقات کی مولانا ممدوح خراسان کے توابعات مین سے موضع بہدا کے رہنے والے تھے اور اکثر بزرگون سے اُنکی ملاقات ہوئی تھی چنانچہ مولوی جامی اور مولوی عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہما کی صحبت کا بھی اتفاق ہوا تھا اور مولانا مذکور نے نقاشی کے کام مین اپنے کمالات کو چھپایا تھا برام خان اُنکا شاگرد تھا اور ہمیشہ اُنکے درس مین جایا کرتا تھا کبھی کبھی برام خان کچھ یوسف زلیخا مین دخل کرتا تھا تو مولانا فرماتے تھے کہ برام خان کیا تو نے اپنے لیے جہان مین کوئی اور یوسف زلیخا پیدا کی ہی ایک روز ہمایون نے کھانا حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے لیے پکوایا اور مولانا کی دعوت کی ہاتھ دُھلانے کے وقت آفتابہ خود ہمایون نے اپنے ہاتھ مین اور طشت برام خان نے لیا مولانا نے سید جمال الدین محدث کے پوتے میر حبیب اللہ کی طرف اشارہ کر کے ہمایون سے کہا کہ اسکو بھی جانتے ہو کہ یہ کون ہی ہمایون ناچار اُنکے سامنے بھی آفتابہ لے گیا میر موصوف نے گھبرا کر کچھ تھوڑا سا پانی جھٹ پٹ اپنے ہاتھون پر ڈال لیا بعد ازان مولانا نے اچھی طرح اطمینان سے ہاتھ دھوئے اُسی وقت ہمایون نے پوچھا کہ کسقدر پانی سے ہاتھ دھونا مسنون ہی مولانا نے فرمایا کہ جسقدر پانی سے ہاتھ اچھی طرح دُھل جاوین باقی کچھ اہل مجلس کے ہاتھ برام خان نے اور کچھ کے حسین خان مرحوم قاسم خان کے داماد نے دُھلوائے اُسکے بعد سب نے کھانا کھایا ہمایون مولانا کی صحبت سے بہت خوش ہوا اور بہت مائدہ اُٹھائے بعد ازان کچھ نقد برام خان کے ہاتھ بطور نذر کے بھیجا مولانا کی عادت کسی سے

تحفہ لینے کی نہ تھی بہت انکار کیا آخر بیرام خان کی اصرار کے سبب بڑی کراہیت اور ناراضامندی سے
قبول فرمایا اور اُس سے زیادہ قیمت کی کمانین اپنے ہاتھ کی بنی ہوئین ہمایون کے پاس بھیجدین کیونکہ
تحفہ جانبین سے چاہیے ایک روز بیرام خان ایک شال کشمیری نہایت عمدہ اُنکے لیے تحفہ لے گیا آپنے
اُسکو ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ بہت نفیس ہی بیرام خان نے کہا کہ یہ کپڑا درویشانہ ہی اسلیے آپکے واسطے
لایا ہون مولانا نے اپنی دونون اُنگلیون سے اشارہ کرکے فرمایا کہ مجکو اپنی یہی دوہر کافی ہی یہ کسی ایسے
شخص کو جو مجھسے زیادہ مستحق ہو دینا چاہیے مولانا ممدوح کی کرامتین بھی بہت مشہور ہین مولانا معین
واعظ کے پوتے شیخ معین نے جو اکبر کے زمانہ مین چند روز لاہور مین قاضی رہا ہی ایک رسالہ مین اُنکی کرامتین جمع
کی ہین منجملہ اُنکے ایک یہ ہی کہ جب ہمایون کے سپاہی تیراندازی کی مشق کرتے تھے تو وہ بھی اپنی عادت کے
خلاف وہان آجاتے تھے اور سپاہیون کو تیراندازی کے سکھانے پر ترغیب دیتے تھے اور فرماتے تھے
کہ ایک دن یہ کام آویگا آخر ماچھی وارہ کی لڑائی پر جو اول ہی شکست پٹھانون کو نصیب ہوئی اُس روز
تیراندازی کے ہی وسیلہ سے فتح ہوئی تھی اغلب ہی کہ مولانا کا اشارہ اسی دن کی طرف تھا ایک اُنمین سے
یہ ہی کہ جب بیرام خان قندھار کو علی قلی خان سیستانی کے سپرد کرکے کابل مین آیا تو اُسنے اپنی طرف سے
ایک گماشتہ بڑا ظالم مقرر کیا تھا ہر روز اُسکے ظلم کی خبرین مولانا کی مجلس مین پہونچتی تھین اتفاقاً وہ بیمار ہوا
تو چند روز کے لیے لوگون کو اُسکے ہاتھ سے نجات ملی ایک روز کسی نے آپ کی مجلس مین کہا کہ اب وہ
بیماری سے پھر اُٹھا مولانا نے اُسکی طرف تیز نگاہ سے دیکھکر تندی سے فرمایا کہ شاید قیامت ہی کے دن
اُٹھیگا چنانچہ دو چار روز کے بعد وہ مرگیا الغرض ہمایون نے لوٹتے وقت یہ ارادہ کیا کہ قندھار کو بیرام خان سے
نکال کر منعم خان کے حوالہ کردے مگر منعم خان نے عرض کیا کہ اب آپ ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ رکھتے ہین
ایسے وقت مین یہ تغیر وتبدل باعث رنج اور بددلی لشکر کا ہوگا ہندوستان کی فتح کے بعد مضائقہ نہین
چنانچہ ہمایون نے قندھار بیرام خان کے پاس اور داور بہادر خان کے پاس پھر بحال رکھی اور لشکر کا
سامان درست کرکے ماہ ذی الحجہ سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ مین کابل سے ہندوستان کی طرف سوار ہوا اور یہ قطعہ
اُسکی تاریخ مین لکھا گیا جسمین صوری اور معنوی دونون تاریخین نکلتی ہین ۵ خسرو غازی نصیر الدین ہمایون شاہ کہ
گوے سبقت سبد از شاہان پیشین یکی ❊ بہر فتح ہند از کابل عزیمت کرد و شد ❊ سال تاریخ توجہ نہصد و شصت و یکی ۹۶۱
پیشاور کی منزل مین بیرام خان نے بھی قندھار سے آکر ملازمت حاصل کی غرض ہر روز کوچ کرکے

سندھ کی ندی اُتر آئے بیرام خان و خضر خواجہ خان اور تردی بیگ خان اور سکندر سلطان اُزبک جو
ہراول بنکر آگے آگے آتے تھے تاتار خان کاسی رہتاس کا حاکم قلعہ کو خالی چھوڑکر چلدیا آدم گھکر بھی اس مرتبہ
حاضر نہ ہوا جب لاہور مین پہونچے تو وہان سے پٹھان بھی مقابلہ کی قوت نہ پاکر بھاگ گئے اور اُمرا نے متعلقات لاہور
اور تھانیسر اور جلندھر اور سرہند کی طرف کوچ کیا شہباز خان اور نصیر خان افغان نے دیپال پور کے قریب
شاہ ابوالمعالی اور علی قلی شیبانی سے مقابلہ کرکے شکست پائی مغلون کا رعب ایسا غالب تھا کہ کئی کئی ہزار
پٹھان اگر اپنے مقابلہ مین دس سوار بھی بڑی بڑی پگڑیان باندھے ہوے دیکھ لیتے تھے گو وہ لاہور ہی کے
ہون تو ایسے بھاگتے تھے کہ پیچھا پھر کر دیکھتے بھی نہ تھے جن دنون مین بادشاہ سندھ نہ اُترا تھا سکندر سور نے
ابراہیم سور پر غلبہ پاکر دلی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اتنے مین خبر پہونچی کہ ہمایون بادشاہ سندھ بھی اُتر آیا پٹھانون کی
یہ کیفیت تھی کہ ہر شخص اپنی اور اہل و عیال کی جان بچانے کی فکر مین تھا اور سب کو یقین تھا کہ یہ
اسلیم شاہ ہی کا کام تھا جو مغلون سے روز بیچا تا تھا اب کوئی اُنکے مقابلہ کے قابل نہین سکندر نے
باوجود ان سب اُمور کے اپنے اور ارادون کو فسخ کرکے مغلون سے مقابلہ کا ارادہ کیا کچھ فوج ہمایون کی
حدود جلندھر مین جمع ہو گئی تھی سکندر نے اُسکے مقابلہ کے لیے حبیب خان اور نصیب خان طغوچی
اور تاتار خان کاسی کو نامزد کیا اور خود بھی پیچھے سے آگیا یہ سنکر چغتائی امیر ستلج کے پار اُتر گئے
پٹھانون نے اُنکا پیچھا کیا شام کے وقت دونون فوجون کا آمنا سامنا ہوا بڑی لڑائی ہوئی مغلون نے
تیر مارنے شروع کیے پٹھانون کی ضرب اُن تک کم پہونچتی تھی آخر پٹھانون نے ایک ویران گانون
مین آکر پناہ لی پھر پٹھانون نے بہت سی آگ جلائی تاکہ مغلون کا لشکر نظر آنے لگے مگر اس سے معاملہ
اور اُلٹا ہو گیا یعنی پٹھان روشنی مین ہو گئے اور مغلون پر اندھیرا ہی رہا اور اُنھون نے
تاک تاک کر خوب پٹھانون پر تیر مارنے شروع کیے آخر پٹھان شکست کھا کر بھاگ گئے یہ فتح مغلون کو
بڑی آسانی سے حاصل ہو گئی اور اُنکی طرف کے آدمی اس لڑائی مین بہت کم ضائع ہوے اور
بہت سا اسباب اور گھوڑے اور ہاتھی غنیمت مین ہاتھ آئے یہ خبر ہمایون کو لاہور مین پہونچی
پھر تمام پنجاب اور سرہند اور حصار فیروزہ تک سارا ملک مغلون کے قبضہ مین آگیا ہمایون جلد جلد
کوچ کرکے دہلی کے قریب پہونچا پھر سکندر نے ادھر اُدھر سے بھلے بھوکے پٹھانون کو جمع کرکے
اسی ہزار سوار اور بہت سے ہاتھی اور توپخانہ ساتھ لیکر سرہند پر حملہ کیا اور شیر شاہ کی طرح

اپنے لشکر کے گرد خندق اور قلعہ تیار کیا مغلون نے سرہند کو شہر بند کر لیا اندر سے لڑتے رہے اور ہمایون کو اپنی مدد کے لیے بُلایا ہمایون یہ سُنتے ہی جھٹ پٹ سرہند مین داخل ہوا ایک مدت تک ہر روز لڑائی ہوتی رہی آخر جس روز شاہزادہ اکبر کی سرداری کا نمبر تھا اُس روز بہت بڑا معرکہ ہوا ایک طرف سے شاہزادہ اور اکبر کی طرف سے بیرام خان اور سکندر خان اور عبداللہ خان اوزبک اور شاہ ابوالمعالی اور علی قلی خان اور بہادر خان نے حملہ کیا اور بہادری اور مردانگی کمال کو پہونچا دی پٹھانون نے بھی اپنے حوصلہ سے بڑھ کر دلیری کی مگر فتح نصیب نہ ہوئی آخر بھاگ نکلے مغلون نے اُنکا پیچھا کیا تمام راستہ مین کشتون کے ڈھیر ہو گئے اور گھوڑے اور ہاتھی اور ہر قسم کا اسباب بے انتہا غنیمت مین ہاتھ آیا اور اس قدر پٹھانون کے سر جمع ہو گئے کہ اُنسے منارے چُنوا لیے اسی وجہ سے بیرام خان نے اُس مقام کا نام سرمنزل رکھا تھا جو آج تک موجود ہے شمشیر ہمایون اس فتح کی تاریخ ہے منشی خرد طالع میمون طلبید + انشاے سخن ز طبع موزون طلبید تحریر چو کرد فتح ہندستان را + تاریخ ز شمشیر ہمایون طلبید + سکندر اس لڑائی مین شکست کھا کر کوہ سوالک کی طرف بھاگ گیا سکندر خان اوزبک بہت سا لشکر ساتھ لیکر سامانہ کے رستہ سے دہلی مین آیا جو پٹھان دہلی مین باقی رہ گئے سب متفرق ہو گئے ہمایون نے شاہ ابوالمعالی کو سکندر کے تعاقب مین روانہ کیا اور ماہ رمضان ۹۶۲ھ نوسو باسٹھ مین خود بھی دہلی مین داخل ہوا اور اکثر ہندوستان مین دوبارہ خطبہ اور سکہ اُسکے نام کا جاری ہوا یہ بات اور بادشاہون کو بہت کم نصیب ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ شکست ہو کر دوبارہ سلطنت نصیب ہوئی ہو اس سال مین ہمایون نے اکثر ملک امیرون کو جاگیرون مین تقسیم کیے اور پرگنہ مصطفےٰ آباد جسکا محصول تین چالیس تنکہ ہر سال تھا تصدق روح جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیا اور حصار فیروزہ اکبر کی جاگیر مین دیا بابر نے بھی ابتداے فتح سے یہی جاگیر ہمایون کو دی تھی اور تمام پنجاب کا ملک شاہ ابوالمعالی کو دے کر سکندر کے مقابلہ پر نامزد کیا سکندر نے بھاگ کر شمالی پہاڑون مین پناہ لی ابوالمعالی کی مدد کے لیے جو امیر مقرر کیے گئے تھے اُنکی جاگیرون پر بلکہ سرکاری خزانہ اور خالصہ کے پرگنون پر بھی سکندر نے دست اندازی شروع کی اس وجہ سے وہ سب امیر بددل ہو گئے اور سکندر نے پھر قوت پیدا کی تب ہمایون نے بیرام خان کو شاہزادہ اکبر کا اتالیق مقرر کر کے سکندر کے مقابلہ پر بھیجا اور شاہ ابوالمعالی کو حصار فیروزہ کے لیے مقرر کیا اور اُسکے وہان جانے سے پہلے ہی تبا خان ککنگ کو آگرہ پر اور علی قلی خان کو میرٹھ اور سنبھل پر اور قنبر دیوانہ کو بدایون پر اور حیدر محمد خان آختہ بیگی کو بیانہ پر نامزد کیا حیدر محمد خان نے

ابراہیم سور کے باپ غازی محمد خان کو بیانہ کے قلعہ مین محصور کیا ہرچند لوگون نے غازی خان کو محاصرہ سے
پہلے بھی اور بعد بھی سمجھایا کہ بیانہ سے رنتنبھور کو اور وہان سے گجرات کو چلا جاوے مگر اُسنے ہرگز نہ مانا آخر
مچھلی کی طرح جال مین پھنس گیا بیانہ کے زمیندار امن مانگ کر حاضر ہوگئے حیدر محمد خان نے عہد و پیمان کر کے
غازی خان کو مع اسکے اہل و عیال کے بُلا لیا اور ایک محفوظ مکان اُسکے رہنے کے لیے مقرر کیا دوسرے دن
وہان کے خزانون اور دفینون کی تحقیقات کر کے عہد سے منحرف ہوگیا اور غازی خان کو مع اُسکے تمام اہل و
عیال کے یہان تک کہ شیرخوار بچون کو قتل کر ڈالا اور سر اُنکے ہمایون کے پاس بھیجدیے مگر ہمایون نے
یہ حرکت پسند نہ کی اور میر شہاب الدین نیشاپوری بخشی کو جسکا شہاب الدین احمد خان خطاب تھا غازی خان کے
مال و اسباب کی تحقیقات کے لیے بیانہ کو روانہ کیا حیدر محمد خان نے جواہرات وغیرہ نفیس اسباب کو چھپا ڈالا
اور کم قیمت اسباب ظاہر کر دیا قنبر دیوانہ نے نواح سنبھل مین بہت سی جمعیت فراہم کر لی اور جب علی قلی کو وہ جاگیر
مین ملا تو کہتا تھا کہ یہ وہی مثل ہے کہ پیڑ کسی کے اور گانون کسی کا اور علی قلی خان کے سنبھل جانے سے
پہلے ہی قنبر بداون کو چلا گیا اور وہان سے کانت و گولہ مین جا کر رکن خان پٹھان سے مقابلہ کیا اور
فتح پائی اور بلانوہ تک اپنا قبضہ کر لیا مگر پھر پٹھانون کے مقابلہ مین شکست کھائی اور وہان کے قلعہ مین بہت سا
کشت و خون کر کے بداون مین آیا اور وہان بھی ظلم و تعدی حد سے زیادہ شروع کی ہرچند علی قلی خان نے
اُسکو اپنے پاس بلایا مگر اُسنے نہ مانا اور کہا کہ بہ نسبت تیرے مین بادشاہ کا زیادہ مقرب ہون اور میرا
سر بادشاہی کے تاج سے ملا ہوا ہے تب علی قلی خان نے اُس پر فوج کشی کی اور بداون کا محاصرہ کر لیا وہ اُس
اُس وقت مین بھی شہر والون پر حد سے زیادہ ظلم کرتا تھا اور کسی کی جورو کسی کی بیٹی کسی کا مال و اسباب بزور
چھین لیتا تھا اور کسی پر اُسکو اعتماد نہ تھا راتون کو بذات خود مورچون پر گشت کرتا تھا اور باوجود دیوانگی کے
ایسا ڈرتا تھا کہ ایک روز قلعہ کے ایک خالی گھر مین آدھی رات کے وقت گیا اور ایک مقام پر ذرا کھڑا ہوا
پھر دو چار قدم آگے بڑھ کے کچھ غور کیا پھر یکبارگی پہلی جگہ پر آکر بیلدارون کو اُسی وقت بلا کر اُس زمین کو
کھودنے کا حکم دیا اور کہا کہ یہان سے کچھ آواز میرے کان مین آتی ہے جب اُسکو کھودا تو معلوم ہوا
کہ علی قلی خان نے قلعہ کے باہر سے سرنگ لگائی تھی جن لوگون نے اُس سرنگ کو دیکھا تھا وہ بیان
کرتے تھے کہ ابتدا مین قلعہ کی جس طرف سرنگ کھودنا شروع کی تو معلوم ہوا کہ بنیاد قلعہ کی پانی تک ہے
اور لوہے کے سیخچے اور سال کے لٹھے اسمین مضبوطی کے لیے رکھے تھے مگر خاص ایک موقع خالی

مل گیا تھا وہین سے یہ سرنگ کھودی گئی تھی علی قلی خان بھی قنبر کی اس دانائی سے حیران رہگیا پھر سارے
شہر والون نے اتفاق کرکے علی قلی خان سے کہلا بھیجا کہ فلانی رات مین فلانے برج پر حملہ کیجیو ہم قلعہ کے
اوپر سے کمندین اور سیڑھیان ڈال دینگے چنانچہ یہی ہوا اور علی قلی خان کے سپاہیون کو شیخ حبیب
بدایونی نے اُن شیخ زادون کے برج کی طرف سے جو شیخ سلیم چشتی کے رشتہ دارون مین سے تھے اوپر چڑھا لیا
چنانچہ اُنھون نے شہر مین داخل ہوکر آگ لگادی قنبر دیوانہ ایک کالا کمل اوڑھکر شہر سے باہر بھاگ گیا مگر
لوگ اُسکو پکڑکر علی قلی خان کے سامنے لائے علی قلی خان نے اُس سے بہت ملایمت کی گفتگو کی اور کہا کہ
تو اطاعت قبول کر تو تیری جان بخشی کردون مگر وہ دیوانہ بڑی سخت گفتگو کرتا رہا اور کسی طرح نہ مانا تب علی قلی خان نے
اُسکو قتل کروایا قبر اُسکی بدایون مین مشہور ہے قنبر کی عادت تھی کہ بہت سا کھانا پکاکر لوگون کی دعوت کیا کرتا تھا
اور کہا کرتا تھا کہ کھاؤ مال خدا کا ہے اور جان خدا کی ہے اور قنبر دیوانہ بکاول خدا کا ہے جب اُسکا سر علی قلی خان نے
اپنی عرضی کے ساتھ ہمایون کے پاس بھیجا تو ہمایون کو بہت رنج ہوا اسی اثنا مین ایک روز ہمایون قلعہ
دین پناہ مین کتاب خانہ کی چھت پر چڑھا تھا اُترتے وقت اذان کی آواز آئی ہمایون اذان کی تعظیم کے لیے
وہین بیٹھ گیا اُٹھتے وقت عصا پھسلا اور اس سبب ہمایون کئی زینون کی سیڑھیون پر لڑھکتا ہوا زمین تک
پہونچا جب کچھ آرام ہوا تو شیخ چولی کی پیشکش کے واسطے شاہزادہ اکبر کے پاس پنجاب مین نذر بھیجی اور حقیقت
حال سے مطلع کیا آخر پندرھوین ماہ مذکور کو اس عالم فانی سے انتقال کیا اور اُسکے مرنے کی یہ تاریخ ہے ع
چو گشت از رحمت حق ساکن اندر روضۂ رضوان + بہشت آمد مقام پاک او تاریخ ازان باشد + اور مولانا قاسم نے یہ تاریخ
لکھی ہے ع ہمایون بادشاہ ملک معنی + ندارد کس چو او شاہی بیاد + ز بام قصر خود افتاد ناگہ + وزان عمر عزیزش رفت بر باد +
پی تاریخ او کاہی رقم زد + ہمایون بادشاہ از بام افتاد + اور ایک تاریخ یہ ہے ع مشو غافل از حال خویش [illegible]
ہمایون کجا رفت و اقبال او + اور ایک تاریخ یہ ہے ع آہ آہ بادشاہ من از بام افتاد + اس بادشاہ کی عمر اکاون برس کی
ہوئی پچیس برس سے کچھ زیادہ سلطنت کی اس بادشاہ کے کمالات ظاہری اور باطنی حد سے زیادہ تھے
نجوم اور ہیئت اور تمام شریف علمون مین بے نظیر تھا اور عالمون فاضلون اور بزرگون و شاعرون کی
بڑی قدر کرتا تھا اور خود بھی شعر خوب کہتا تھا ہر وقت باوضو رہتا تھا اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ و
سلم کا نام کبھی بے وضو نہ لیتا تھا اور اگر کسی ایسے نام کے جو لفظ عبد اور اللہ کے کسی نام سے مرکب
ہوتا تھا زبان پر لانے کی ضرورت ہوتی تو فقط عبد پر اکتفا کرتا تھا مثلاً عبد الحی کو فقط عبدل کہتا تھا اور رقعہ

وغیرہ کی پیشانی پر بجاے لفظ ہو کے گیارہ کا ہندسہ جو لفظ ہو کے عدد ہین لکھ دیتا تھا اور ہر طرح کے
ادب ہمیشہ خیال رکھتا تھا تمام تمام رات صحبتون مین بسر کرتا تھا اور شستی کم کرتا تھا اور سخاوت اسکی ایسی تھی کہ
تمام ہندوستان کا خراج بھی وفا نہ کرتا تھا اور اسی وجہ سے وکلا اُسکے سامنے روپیہ پیش
نہ کرسکتے تھے کبھی گالی کا لفظ اُسکی زبان پر نہ آتا تھا جب بہت ہی غصہ آتا تھا تو فقط اسقدر کہتا
اور گھر مین اور مجلس مین کبھی بھولے سے بھی بانیان پانون پھیلے نہ رکھتا تھا بلکہ اُسکی مجلس مین کوئی
وقت کوئی اور شخص بھی اُکتا پانون پھیلے نہ رکھتا تھا اور اگر کوئی یہ حرکت کرتا تو اُسکو پھر پیچھے سے
ٹوٹا تا تھا اور حیا ایسی تھی کہ کبھی قہقہہ سے نہ ہنستا تھا اور کسی کی طرف تیزی سے نہ دیکھتا تھا مشہور ہی کہ
جب اُسنے دوبارہ تسخیر ہندوستان کا ارادہ کیا تو شیخ حمید سنبھلی سفر کابل تک اُسکے استقبال کو گیا ہمایون اُنکا
بڑا معتقد تھا ایک روز شیخ نے ہمایون سے کہا کہ مین آپ کے سارے لشکر کو رافضی پاتا ہون ہمایون نے
پوچھا کیسے اُنھون نے جواب دیا کہ اب کی مرتبہ آپ کے سارے سپاہیون کے نام یار علی اکفش علی اور
حیدر علی وغیرہ ہین اور کسی خلیفہ کے نام پر کسی کا نام بھی نہین ہمایون کو یہ سنکر ایسا غصہ آیا کہ قلم ہاتھ
مین سے زمین پر ڈال دیا اور کہا کہ میرے دادا کا نام خود عمر شیخ تھا یہ کہکر محل سرا مین اُٹھکر چلا گیا اور کچھ
اگرچہ بڑی ملایمت کے ساتھ شیخ کو اپنے اچھے عقیدون سے مطلع کیا اگر ہمایون کے فضائل اُسکے لکھے
جاوین تو ایک دفتر علحدہ چاہیے اور چونکہ یہ بادشاہ قدردان بڑا تھا اسلیے اسکے زمانہ مین شاعر بھی
بہت ہوے منجملہ اُنکے ایک مولانا جنوبی بدخشی معمائی بدخشان مین تھے اور اُسنے ہمایون کی شاہزادگی کے
زمانہ مین ایک قصیدہ اُسکی تعریف مین اڑتیس شعرون کا لکھا تھا اور اُسمین ایسا کمال تھا کہ ذوالفقار
شروانی کے قصیدہ سے جو اُسنے خواجہ رشید قدر کی تعریف مین لکھا تھا اور سلمان ساوجی کے قصیدہ سے
جو اُسنے خواجہ غیاث کی تعریف مین لکھا تھا جو مشکل صنعتین رہ گئی تھین وہ مولانا جنوبی نے اپنے
اُس قصیدہ مین ختم کردین جیسے معما اور اظہار مضمر اور تاریخ وغیرہ حقیقت مین قصیدہ لاجواب لکھا ہی
شہنشاہا رخ تو لالہ و نسرین لب تو جان ÷ ہمی بینم لب تو غنچہ رنگین شدہ خندان ÷ نمی گویم خط تو سبزہ و
ریحان خدنگ تو گل ÷ شود ظاہر قد تو فتنہ دوران دم جولان ÷ اگر اس قصیدہ کے ہر مصرع کے اول سے ایک ایک حرف
لیا جاوے تو یہ مطلع پیدا ہوتا ہی ع شہنشاہی بادشاہ زمان ÷ زبخت ہمایون شدہ کامران ÷ اور اگر پہلی دوسرے
درمیانی لفظون کو سرخی سے لکھین تو یہ مطلع پیدا ہوتا ہی ع رخ تو لالہ و نسرین خط تو سبزہ و ریحان ÷

لب تو غنچہٴ رنگین قد تو فتنہٴ دوران + اور اگر اسکے درمیانی فقرون کو دوسری طرف سے لوٹ کر پڑھین تو یہ مطلع دوسری ردیف و قافیہ کا پیدا ہوتا ہی جو تین بحرون مین پڑھا جاتا ہے ؎ خط تو سبزہ و ریحان رخ تو لالہ نسرین + قد تو فتنہٴ دوران لب تو غنچہٴ رنگین + اور جو اس سرخی درمیانی کے بعد سیاہی کے لفظ باقی رہے وہ بھی ایک مطلع ہی اور اس مطلع مین اور بھی بہت سی صنعتین ہین اور اس قصیدہ کے دو چار شعرون کے اگر بعضے کلمات کو سرخی سے لکھین تو یہ قطعہ تاریخ فتح بدخشان کا حاصل ہوتا ہے ؎ تو ئی شاہ شاہان دوران کہ شد + ہمیشہ ترا کار فتح و ظفر ہر گز فتح بدخشان تاریخ شد + محمد ہمایون شہ بحر و بر + اور یہ قطعہ مضمر بھی ہوتا ہے اور اس رباعی سے جو اس قصیدہ کے آیندہ شعرون سے نکلتی ہے اظہار مضمر ہوتا ہے ؎ تا خاک درش گشت تن زار گدا + دل از غم و غصہ خود افتادہ جدا + جان من یار از غم یار برفت + غم شد ز جدا این دم وہ آن شاہ ندا + اور گوشوارہ اسکا یہ ہے ؎ گو بد خیر فتح شہ دین ما + ایک شاعر اسکے عہد کے شیخ زین الدین خان تھے جنکا وفائی تخلص تھا بابر بادشاہ نے انکو تمام ہندوستان کا صدر مستقل کر دیا تھا ایک مسجد اور مدرسہ بھی انھون نے آگرہ مین جمنا کے پار بنایا تھا فن معما اور تاریخ اور فی البدیہہ شعر لکھنے مین اور نظم و نثر کے جمیع کمالات مین بے نظیر تھے مشہور ہے کہ جب یہ اول مرتبہ بابر بادشاہ کی خدمت مین آیا تو بابر نے پوچھا کہ تمھاری کیا عمر ہے اسنے فی البدیہہ یہ جواب دیا کہ مین پانچ برس پہلے چہل سالہ تھا اور اب چہل سالہ ہون اور دو برس کے بعد چہل تمام ہونگے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میری بھی کسی نے عمر پوچھی تھی تو مین نے جواب دیا کہ مین ایک سال پہلے پنجہ سالہ تھا اور اب پنجاہ سالہ ہون اور دس برس کے بعد پنجہ سال تمام ہونگے مشہور ہے کہ شیخ زین ایک مرتبہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مزار پر گئے اور وہان یہ حکایت شیخ کی سُنی کہ الہدایا مشترک و تنہا خوشتر تو انھون نے یہ قطعہ لکھا ؎ شیخنا با داترا از حق ہدایا بر دوام

آن کدامم من کہ گویم الہدایا مشترک	گوئی تنہا خوشتر از انسان کہ گفتی مشترک	مشترک سازم مگو ئی کہ تنہا خوشتر
اور یہ قطعہ بھی انھین کی تصنیف ہے	غم گریبان گیر شد سر در گریبان چون کشم	شوق دامنگیر آمد پا بدامان چون کشم
ای گریبانم ز شوقت پارہ و دامن چاک چاک	نے تو یاد آری مرا من سر در گریبان چون کشم	شیخ زین نے ہندوستان کے

حالات اور اسکی فتح کے بیان مین ایک تاریخ بھی لکھی ہے اور اسمین اپنی سخنوری کو ختم کر دیا ہے شیخ مذکور صدود چہار مین سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس مین انتقال کیا اور ایک مدرسہ جو انھون نے بنایا تھا اسمین دفن ہوئے ایک شاعر اس زمانہ کے مولانا نادری سمرقندی ہین جو اس زمانہ کے بڑے فاضل اور جامع کمالات تھے اور ایک خوبصورت شخص نظام نامے پر عاشق تھے اور یہ اظہار مضمر اسکے لیے لکھا تھا ؎

من دل شکستہ گویم صفت نظام نامی
بے لعل لبت حریف دردم ہمہ دم
گوشوار صفت سنبل شاہد گویم
بندہ شوم آن قد و رفتار را
سوے خرابات گذر نادری
بعمر خود کجا آسودم آنجا
بہانے محرم و من ماندہ محروم
نگہے ناخوش نگہے خوش بودم آنجا

کہ نداشت بے وصالش دل ناتوان نظامی
زین عمر ملولم من مسکین و غریب
یہ کلام اُنکی نتائج طبع سے ہے
یار سوے ما بترحم ندید
در سر سے کن سرو دستار را
بقصد سجدہ ہر جا سر نہادم
ہمہ مقبول و من مردود آنجا

رنجورم و در دل از تو دارم صد غم
خواہم شود آرام گہم کوے عدم
وہ چہ خرام ست قد یار را
داشت نگہ جانب اغیار را
نہ کوئیست کہ عمرے بودم آنجا
تو بودی کعبۂ مقصودم آنجا
چو پرسی نادری چونی دران کوے

آور یہ قصیدہ اُنھون نے ہمایون کی تعریف مین لکھا تھا

الملتہ للہ کہ جمعیت خاطر
در حضرت گل بلبل غائب شدہ حاضر
یکجاست گل و یاسمن و سنبل و ریحان
بر شاخ درختان چو خطیبان شاہد
از دانش او دانش ارباب بصیر
اقبال نماید براعات اوامر
زمیر عالم فتح بمیدان سعادت
قائم بدم تیغ تو اعراض و جواہر
جبریل اگر بار دگر وحی بیارد
مشہور جہان شد چو حدیث متواتر
کس دانش بسیار ترا چون کند انکار
کاندر ہمہ فنہا شدہ کامل و ماہر
جود تو بہ نوعیست کہ در ساعت بخشش
مصحف ست آن و آن خط آیت جو ز صفا

باعیش نشستند حریفان معاصر
عریان ز خزان بود مگر شاہد بستان
سلطان بہار آمدہ با خیل و عساکر
خاقان معظم شہ جم قدر ہمایون
وز بینش او بینش ارباب بصائر
جمع آمدہ بہر ظفر لشکر اسلام
بادانش کرم لم یزلی حافظ و ناصر
در روز ازل بود خداوند جہان را
در شان تو ظاہر شدہ آیات ظواہر
نبی ست کہ شرح کتب من ...
انکار بدیہی نکند غیر مکابر
با عقل حکیمانہ و اقبال تو دارد
ناخواستہ دانی ہمہ حاجات ضمائر
عارض آن گلستان ست بے ہمہ ... ظاہر

گلزار تماشاگہ خلق ست کہ آنجا
گر خرقۂ صد پارۂ گل دوختہ ساتر
مرغان صفت شاہ فلک مرتبہ خوانان
کس نیست تو جی ست و دل از قدرت قادر
منہی چو حرام ست در احکام شریعت
آحاد سپاہش ز دلیران عساکر
ای با کف جود تو قوام ہمہ اشیا
مقصود وجود تو درین چتر دوائر
ہر نکتۂ حکمت کہ لب لعل تو فرمود
تصنیف ... دوائر
احصاے کمالات تو کردن نتوان
نفس ملکی نسبت اجناس مشاہر
آور ہیتما اُسنے اسم کیا کا لکھا تھا
مولانا نادری نے سنہ نو سو چھیاسٹھ
وہ اسپ تا کہ نادری نکتہ دان رفت

مین انتقال کیا آور مرزا امانی کابلی نے یہ تاریخ اُسکے وفات کی لکھی ہے

آن نادری که داد سخن داد در جهان	جستم برسم تعمیه تاریخ فوت او	گفتا خرد که رفت یکی از سخنوران

ایک شاعر اُس زمانہ کے شیخ ابو الواحد فارغی تھے اُنکی درویشانہ وضع تھی اور شیرین زبانی مین مشہور تھے یہ اُنکا کلام ہے

ازبسکہ آن جفاجو آزار می نماید	اندک ترحم او بسیار می نماید	اور یہ چند شعر واسوخت کے
مضمون مین لکھے ہین ؏	بحمد اللہ کہ وارستم ز عشق ست بدین بیدے	کہ می افتاد چون چشم خود از مستی بہر کوئے
چو ساغر از برای چه غم لب بر لب هر کس	صراحی وار هر ساغرے مائل بهر سوئے	اور چند شعر اُنکے یہ ہین ؏
عمری که دل بوصل تو رام بهر سند بود	نمود آنقدر که توان گفت چند بود	القصه در فراق بسر شد شمار عمر
سرمایهٔ وصال که داند که چند بود	اغیار دوش پیش تو بودند و فارغی	از دور بار آتش حرمان سپند بود ایضاً
رشتهٔ جمعیت ای یاران بهم مگسلید	در پریشانی پریشانی ست از هم مگسلید	ایضاً چو تیر خورد کشتی از سینه ام مگذار پیکان را
مرا دل ده که تا مردانه در راهت دهم جان را		

شیخ مذکور کا ۹۴۰ھ نوسو چالیس مین انتقال ہوا اور آگرہ مین شیخ زین حی
قبر کے برابر خانقاہ مین دفن ہوے اور اُن دونون مین باہم اتفاق بہت تھا اور اتفاقات سے یہ ہوا کہ ایک ہی
سال مین دونون کا انتقال ہوا مشہور ہی کہ جب ان دونون نے ہندوستان کی طرف توجہ کی تو ایسے مفلس تھے
کہ بجز ایک کہنہ پوستین کے اور کچھ اُنکے پاس نہ تھا شیخ زین نے شیخ ابو الواحد سے کہا کہ مین اسکو بیچنے کے لیے
کابل کی بازار مین اس شرط پر لیے جاتا ہون کہ تم اگر خوش طبعی کو کام نہ فرماؤ اُنھون نے قبول کیا غرض
شیخ زین اُس پوستین کو بازار مین بیچنے کے لیے لے گئے ایک شخص خریدار پیدا ہوا قیمت مین جھگڑا تھا مشتری
پانچ شہرخی دیتا تھا شیخ زین زیادہ مانگتے تھے شیخ ابو الواحد بے غرضانہ طور پر وہان آکر دلالی کرنے لگے
اور بہت سی حصین بحث کے بعد کہنے لگے کہ اے بے انصاف اس پارہ پارہ پوستین مین پانچ شہرخی کے
تو فقط پیسو اور رہ بھی گئین ہین غرض اس گفتگو سے معاملہ درہم برہم ہو گیا اور شیخ زین بہت خفا ہو کر کہنے لگے
کہ ہم تو ایک روٹی کے محتاج ہین تم اس وقت مین بھی مسخرپن سے نہین چوکتے ایک شاعر اُس زمانہ کا جاہی یکہان
بخارکی تھا جس زمانہ مین ہمایون کابل سے ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ رکھتا تھا اُنھین دنون مین جاہی
ملازمت مین آیا اور جب ہمایون نے شاہ محمد خان شاپور کو کابل مین بطور نزاولی کے مقرر کیا اُسنے اور
عوام کی طرح ملا جاہی کو بھی بہت ایذا دی ملا نے ایک ترکیب بند شاپور کی ہجو مین لکھا چونکہ ایک بیٹی شاپور کی
ہمایون کے نکاح مین تھی اسلیے اُس سے تو کچھ تعرض نہ کیا اور اُسکے سارے خاندان کی نسبت بڑی فحش باتین
لکھین اور کسی مرد و عورت کو خالی نہ چھوڑا چونکہ بادشاہ کو بھی شاپور سے کچھ رنج تھا اسلیے اُس ہجو کو دربار عام مین

گر یتیم خون بیاد لب تشنه حسین
مهرویان را خیل و سپاهست گویند
وله دلا چون عشق مهربانی نداری
نازش بجان کشم چه کنم ناز پرورست

رباعی

تو لائق آنی که درین حسن و جمال
بجز دردش آرام جانی نداری
با غنچه نسبت دهن یار چون کنم

آنی که ز رشک مهر و ماهست گویند
شاهان زمانه بادشاهست گویند
وله هر لحظه نازنین مرا ناز دگرست
تنگ است غنچه لیک سخن جای دیگرست

حیدر تونی کا بیٹا نہایت تیز اور بیدل تھا چنانچہ ۹۸۵ھ نوسو پچاسی مین بادشاہ کی ملازمت مین آیا اور جہاز مین بیٹھنے کی مصیبتین اور تکلیفین بیان کرتا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ شاید تم حج کے جانے سے بہت پشیمان ہوے ہوگے اور وہی کیفیت جو قدسی شاعر سے لوگون نے کہا ع از رنج رہ بادیہ خار مغیلان * از آمدن کعبہ پشیمان شدہ باشی * اُسنے فوراً جواب دیا کہ فی الحقیقت یہی تھا بادشاہ نے کہا کہ کعبہ جانے سے پشیمانی کیون ہوئی البتہ کشتی مین بیٹھنے سے پشیمانی ہوئی ہوگی اتنے مین مٹھین خان نقال نے بادشاہ کے اشارہ سے ایسی صورت بنائی کہ باؤلے کتّے نے کاٹا ہے اور کتّے کی طرح بھونکتا ہوا اُسکے اوپر دوڑا اُسکی یہ کیفیت ہوئی کہ پگڑی کہین رہی اور جوتیان کہین ہر طرف دوڑتا پھرتا تھا آخر گر پڑا سب اہل مجلس کا ہنستے ہنستے بُرا حال ہوا جب اُسکو اس معاملہ کی اصلیت معلوم ہوئی تو بہت شرمندہ ہوا اور پھر بادشاہ نے ہر چند تسلی کی مگر وہ ہندوستان مین نہ ٹھہرا

ایک شاعر اُس زمانہ کا طاہر خواندی دکنی چھوٹا بھائی شاہ جعفر کا ہے پچھلے عالمون نے خواندیون کے نسب مین بہت کلام کیا ہے اور پہلے ایک محضر بھی اس باب مین مرتب کیا گیا تھا چنانچہ کتاب کامل التواریخ ابن اثیر جزری اور لب التواریخ قاضی یحیی قزوینی مین مسطور ہے چونکہ طاہر مذکور اپنے آپ کو شاہ طہماسپ کے عزیزون مین بتلاتا تھا اسلیے رفضی مشہور تھا اور اسی سبب سے میر جمال الدین صدر استرآبادی نے اُسکو بہت تنگ کیا چنانچہ وہ دکن کو چلا گیا نظام شاہ وہان کے حاکم سے بڑی موافقت آئی اور شاہ طاہر نے مرتبہ عالی پر ترقی پائی یہان تک کہ جملۃ الملکی کے منصب پر پہونچا اور اُسی کے سبب سے شیعہ مذہب کا اُس ملک مین رواج ہوا اتفاقاً نظام شاہ کسی سخت بیماری مین مبتلا ہوا شاہ جعفر نے اُسکے لیے کوئی عمل پڑھا چنانچہ اُسکو صحت ہوگئی یہ بات شاہ جعفر کی بڑی کرامت سمجھی گئی اور شاہ جعفر کے بہکانے سے نظام شاہ نے سنیہ مذہب جو مہدویہ کے طریقہ پر رکھتا تھا چھوڑ کر شیعہ مذہب اختیار کیا اور اُن دونون کی وجہ سے اُس ملک کے بزرگون کو بڑی ایذائین پہونچین چنانچہ انجام کو سُنّی لوگ اکثر وہان سے چلے آئے اور شیعون کی بڑی کثرت ہوئی الغرض شاہ طاہر نے ایک قصیدہ انوری کے قصیدہ پر ہمایون کی تعریف مین لکھا تھا جسکے دو شعر یہ ہین

محمل مہر چو آید بشبستان حمل — گو و از درد سر بہمن و دی رست کنون

شود از ناصیہ اش ابر بہاری صندل — لالہ فانوس برافروزد و نرگس مشعل

ایک مطلع اسکا یہ مشہور ہے ۵

خو بہ غم کردیم چندانی کہ عیش از یاد رفت — در غم آباد جہان عیش از دل ناشاد رفت

ایضاً

ہر دو بدنامیم اما کی بود او کجا — ما بجرم عشق بدنامیم و زاہد از ریا

ولہ

ما کشتہ ایم و تو بدنام میشوی — بیرون میا کہ شہرۂ ایام میشوی

ایک قصیدہ اُسنے بہت اچھا لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہے ۵

ہر آن کس کہ بر کام گیتی نہد دل — بنزدیک اہل خرد نیست عاقل

شاہ طاہر ملک دکن مین سنہ ۹۵۲ھ کو سوبادن مین مرگیا اور تابع اہل بیت اسکی تاریخ ہے ایک شاعر اُس زمانہ کا خواجہ ایوب ابن خواجہ ابو البرکات ہی ہے جو کہ یہ بزرگون کی اولاد مین تھے اور دونون باپ بیٹے علم و فضل مین بھی یکتا تھے مگر یہ دونون بے قیدی مین بھی نہایت مشہور تھے ایک مرتبہ خواجہ ابو البرکات نے یہ مطلع اپنا اُس زمانہ کے فاضلون کو سنایا ۵ خشک شد کشت امید و تازہ شد تخم وفا + تا ز آتش دل یاد ابر چشم باران نماند + لوگون نے یہ اعتراض کیا کہ لفظ دوسرے مصرع مین محض بےمعنی ہے یہان لفظ تا کا مناسب تھا خواجہ نے فی الفور یہ قطعہ اُسکی عذرخواہی مین لکھا ۵ ہرچہ آید بہ پیش اہل نظر + بگمان خطاش خط نکنند + نقطہا گر نشستہ زیر و زبر + عقل را ہر دو نقطہ نکنند + یا بخوانند و نیک فکر کنند + یا نخوانند تا غلط نکنند + اور ایک قصیدہ اُسنے سلمان ساوجی کی زمین مین لکھا ہے جسکا مطلع یہ ہے

۵ شب غم دارم و درد سر ہجران ہمہ — آمدہ جان بلب و نامدہ جانان بسر

دامنم چاک شد و چاک گریبان ہمہ — تا گرفتہ آتش دل در تن من جای نفس

اور یہ دو تین شعر انکے اُس قصیدہ کے ہین جو اُسنے قاضی نیشاپور کی ہجو مین لکھا تھا ۵

عسل حرام نوشت و شراب کرد حلال — خلاف شرع پیمبر نوشت قصہ گر

کہ خط نفس من از روی نیست بطور — کہ این عصارۂ تاک ست و آن قی زنبور

زننگ کہ شکوہ شوہر بہ پیش قاضی برد — کہ ہیچ زان نبود در کتابہا مسطور

جواب داد کہ گر او قوی ضعیف شدست — روا بود کہ در آرد بجای خود مزدور

خواجہ ایوب کبھی ایوب اور کبھی فراقی اپنا تخلص کرتا تھا اور یہ غزل اسکی ہے

ای شاخ گل کہ ہمچو منی قد کشیدۂ

برگرد لب خطی ز زمرد کشیدہ — قدت بر آمدہ چو الف مد کشیدہ

و ز ابروان فراز الف مد کشیدۂ

بر حرف دیگران زدہ ... قبول — بہ حرف عاشقان قلم رد کشیدہ

تشویش مسکینی بکش ای نقشبند چین

نامیدہ چشم و زلفش اگر صد کشیدہ — از دوستان وصال فراقی طمع مدار

جور و جفای یار چو بی حد کشیدہ

اگرچہ خواجہ ایوب کی وضع بہت بری تھی مگر پھر بھی ہمایون کی اُسکے حال پر بڑی توجہ تھی اور دل و جان سے

اُسکی صحبت کا طالب تھا چنانچہ ایک اپنے خاندان کی بیگم کے ساتھ خواجہ کا نکاح بھی کر دیا تھا مگر خواجہ کی وہ وضع نہ
چھوٹی بلکہ اُسکے نتیجہ اور زیادہ خراب ہوے ایک روز ہمایون کی مجلس مین خواجہ سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی
کہ ذکر کرنے کے قابل نہین ہمایون نے پھر بھی کچھ خیال نہ کیا فقط اسی قدر پوچھا کہ امیر خواجہ یہ کیا حرکت تھی پھر خواجہ نے
سفر مکہ معظمہ کا قصد کیا اور سارا اسباب درست کرکے سب سے رخصت ہوکر جب کشتی مین بیٹھا تو رفیقون سے پوچھا
کہ مکہ جانے کا فائدہ کیا ہوگا اُنھون نے جواب دیا کہ گناہ پاک ہوجائینگے یہ سُنکر خواجہ نے کہا تو ابھی ہی گناہ کرکے
حج کرینگے تاکہ سب گناہون سے پاک ہوجاوین پس اُس ارادہ کو فسخ کر دیا اور علانیہ فسق و فجور مین مبتلا ہوا
سلطان بہادر گجراتی نے ایک اشرفی ہر روز اُسکے خرچ کے لیے مقرر کر دی تھی ایک روز سلطان بہادر سوار ہوکر
احمد آباد کی بازار مین ہوکر گذرا خواجہ کو ترپولیہ کی مسجد مین دیکھکر رُک گیا اور اُسی کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اب تو اچھی
اوقات اچھی طرح گذرتی ہے خواجہ نے جواب دیا کہ جو کچھ آپ نے روزینہ مقرر کر دیا ہے وہ میرے ایک خصوے کے خرچ کو بھی
کافی نہین ہوتا اگرچہ خواجہ نے ایسا سخت جواب دیا مگر سلطان بہادر نے کچھ اسکا خیال نہ کرکے اُس روز سے اُسکے
روزینہ کو دوچند کر دیا انھین دنون شاہ طاہر دکنی نظام شاہ کی طرف سے قاصد بنکر بڑے جلوس اور سامان سے
گجرات مین آیا تھا اور چونکہ اُسنے خواجہ کی بڑی تعریف سُنی تھی اسلیے خود اُسکے گھر گیا مگر خواجہ کے گھر کی کیفیت
کہ آبخورہ اور بوریا بھی سلامت نہ تھا شاہ طاہر خواجہ کی صحبت سے بہت خوش ہوا اور اپنے شعر بھی پڑھے
اُسکے بھی سُنے دوسرے روز شاہ طاہر نے خواجہ کی اپنے گھر دعوت کی اور خلعت اور گھوڑا اور کچھ زر نقد وغیرہ
اُسکے دینے کے لیے تیار کیا اُس روز کی صحبت مین کچھ مذہب کی گفتگو شروع ہوگئی خواجہ نے شاہ طاہر سے پوچھا
کہ شیعہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جناب مین کیون گستاخیان کیا کرتے ہین شاہ طاہر نے جواب دیا کہ ہمارے
مجتہدون نے صحابہ کی لعن کو جزو ایمان ٹھہرایا ہے خواجہ نے کہا کہ جس ایمان کا جزو لعن ہو اُس ایمان پر
لعنت ہے شاہ طاہر کو بہت ناگوار ہوا اور وہ صحبت درہم برہم ہوگئی اور وہ جو کچھ اُسنے خواجہ کی خدمت کا ارادہ
کیا تھا سب ملتوی رکھا پھر چند روز کے بعد خواجہ دکن کو گیا اور وہان نظام شاہ سے ملاقات کی اُسنے بھی
بہت خاطر کی اور سارا مزوری اور تجمل کا اسباب بنا کے خواجہ کے لیے بھیجدیا مگر خواجہ اپنی کج خلقیون کی وجہ سے
وہان بھی نہ ٹھہر سکا اور چند روز کے بعد رگیرا ے عالم باقی ہوا

ذکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا

ہمایون کے انتقال کے بعد اُسکا بیٹا جلال الدین محمد اکبر بیرام خان خانخانان کے مشورہ سے جمعہ کے روز

تاریخ دوسری ماہ ربیع الاول ۹۶۳؁ نوسو ترسٹھ مین باغ کلانور مین تخت سلطنت پر بیٹھا تسلی اور دلاسے کے فرمان سرحد کے امیرون کو بھیجے دہلی مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور ع از ہمہ شاہزادہا اشرف * تاریخ جلوس ہوئی اور ایک تاریخ یہ ہی ع جلال الدین محمد اکبر آن شہزادہ دوران * بتاریخ پدر می گفت شاہنشاہ دورانم * اور کامبخش بھی مادہ تاریخ ہی جلوس سے پہلے بیرام خان نے پیر محمد خان شروانی کو جو اپنی فوج کے ساتھ سکندر کے تعاقب مین متعین تھا اور کوہ سوالک مین موضع دھمیری تک پہونچ گیا تھا حیلہ بہانہ کرکے اس غرض سے بلوالیا کہ ہمایون کے مرنے کی ابھی خبر مشہور نہو شاہ ابو المعالی کاشغر کا سید زادہ بہت خوبصورت اور بہادر تھا ہمایون کو اُس سے نہایت محبت تھی یہان تک کہ اُسکو اپنا بیٹا کیا تھا چنانچہ بیرام خان نے ایک قصیدہ صنعت توشیح مین لکھا تھا جسکا قافیہ عظیم اور قدیم وغیرہ تھا اُسکے چوبیس شعر تھے اور ہر شعر کے اول مصرع کا اگر ایک ایک حرف لیا جاتا تو اُسمین حضرت محمد ہمایون بادشاہ نکلتا تھا اور اگر ہر شعر کے دوسرے مصرع کے اول کا حرف لین تو اُسمین شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر اور ہر شعر کے اول مصرع کے آخر کا حرف لین تو میرزا شاہ ابو المعالی نکلتا تھا اور اگر اُسکے قافیہ کے سب میمون کو جمع کرین تو ۹۶۱؁ نوسو اکسٹھ تاریخ نظم قصیدہ کی نکلتی تھی اور معتبر سُنا ہی کہ جب ہمایون دوبارہ قندھار مین آیا تو ابو المعالی نے شراب پیکر نشہ کی حالت مین ایک مرتبہ ایک رافضی تبرائی کو تعصب کے سبب سے قتل کر ڈالا مقتول کے وارثون نے دعویٰ کیا ہمایون نے ابو المعالی کو طلب کیا ابو المعالی سیاہ مخمل کے کپڑے پہنے ہوے جسکا استر سرخ زر دوز تھا اور وہی تلوار جس سے قتل کیا تھا دامن کے نیچے چھپاے ہوے اُسی مستی کے حال مین بڑے کروفر سے مجلس مین آیا اور اس جرم سے بالکل انکار کیا بیرام خان نے اُسوقت یہ شعر پڑھا ع نشان شیر داران وارد سر زلف پریشانش * دلیل روشن ست اینک چراغ زیر دامانش * ہمایون کو یہ شعر بہت پسند آیا اور خون اُس بیچارہ کا مفت ضائع گیا کسی پر ثابت نہوا الغرض جب امیرون نے ابو المعالی کو اکبر کے جلوس کے وقت بُلوایا تو اُسنے کہلا بھیجا کہ مجکو کچھ عذر ہی اس سبب سے نہین آسکتا دوبارہ کہلا بھیجا کہ خاص ایک مشورہ تمہاری راے پر موقوف ہی پھر اُسنے کچھ عذر کیا اور کچھ اپنی ایسی درخواستین ظاہر کین جنکا پورا ہونا بہت مشکل تھا بیرام خان نے مصلحت وقت سمجھکر وہ ساری آرزوئین اُسکی قبول کین اور جب وہ آیا تو تولک خان قورچی نے جو بڑا پہلوان تھا بیرام خان کے اشارہ سے پیچھے سے جا کر گانٹھ لیا اور اُسکو مار ڈالتا تھا مگر اکبر نے کہا کہ اول ہی دن کسی بے گناہ کی خونریزی کرنا مصلحت نہین

اور اُسکو قید کر کے لاہور کو بھیجدیا ابو المعالی وہان قید سے بھاگ کر کمال خان گھکر کے پاس چلا گیا اُن دنون مین
ملک کمال خان گھکر کے چچا آدم گھکر کے قبضہ مین تھا اُسنے ابو المعالی کی بڑی تعظیم کی اور بہت سی جمعیت
اکٹھی کر کے کشمیر کی تسخیر کا ارادہ کیا سنہ ۹۶۵ نوسو پینسٹھ مین غازی خان چک حاکم کشمیر سے مقابلہ ہوا
آخر ابو المعالی نے شکست پائی پھر کمال خان بھی اُس سے جدا ہو گیا پھر ابو المعالی نے ہیئت بدل کر
دیبالپور مین جا کر تولک نامے بہادر خان کے ایک نوکر کے پاس پناہ لی تولک نے اُسکو اپنے
گھر مین چھپا لیا ایک روز تولک سے اور اُسکی بی بی سے لڑائی ہوئی اُسنے فوراً بہادر خان کو جا کر اطلاع دی
کہ تولک نے ابو المعالی کو اپنے گھر مین چھپایا ہے اور دونون متفق ہو کر غدر کا ارادہ رکھتے ہین بہادر خان
اُسی وقت سوار ہوا اور ابو المعالی کو قید کر کے بیرام خان کے پاس بھیجدیا اور تولک کو قتل کر دیا بیرام خان نے
ابو المعالی کو ولی بیگ ترکمان کے سپرد کر کے بھکر کو روانہ کیا ولی بیگ نے اُسکو رستہ مین بڑی ایذا دی
اور گجرات کی طرف بھیجدیا تاکہ وہین سے مکہ کو چلا جاوے ابو المعالی نے وہان بھی ایک خون کیا اور وہان سے
بھاگ کر علی قلی خان کے پاس چلا گیا بیرام خان نے یہ سنکر علی قلی خان کو فرمان بھیجا کہ ابو المعالی کو قید کر کے
آگرہ مین بھیجدے چنانچہ جب وہ حسب الحکم آگرہ مین آیا اُسی عرصہ مین بیرام خان سے کچھ جھگڑے
واقع ہوے جنکی تفصیل آیندہ مذکور ہوگی اور بیرام خان نے بادشاہ کی بدگمانی مٹانے کے لیے چند روز اُسکو
بیانہ کے قلعہ مین قید رکھا اور جب خود حج کا ارادہ کیا تو اُسکو بھی ساتھ لے لیا تھوڑے دنون کے بعد ابو المعالی
اُس سے بھی جدا ہو کر اکبر کی ملازمت مین آیا اور نہایت غرور کے سبب سے سواری مین سے ہی ملاقات کی
اکبر کو یہ امر بہت ناگوار ہوا اور ابو المعالی کو دوبارہ قید کر دیا باقی قصہ اُسکا انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا
جس روز وہ لاہور مین قید سے بھاگا تھا پہلوان گل گز نے جو اُسکا محافظ تھا بادشاہ کے خوف سے
اپنی جان کو ہلاک کیا الغرض جب اکبر کی سلطنت مستقل ہو گئی تو پہاڑون کی طرف سکندر کے مقابلہ مین
فوج بھیجی سکندر تین مہینہ تک لڑتا رہا آخر مغلوب ہو گیا انھین دنون مین راجہ رام چند نگرکوٹ سے اکبر کی
ملازمت مین حاضر ہوا پھر اکبر نے برسات کا موسم بسر کرنے کے لیے جالندھر کی طرف کوچ کیا اور پانچ مہینہ تک
وہین رہا ہمایون کی وفات اور اکبر کے جلوس کی خبر سنتے ہی تردی بیگ خان حاکم دہلی نے میرزا
ابو القاسم کامران کے بیٹے کو مع کارخانجات شاہی اور عمدہ عمدہ ہاتھیون کے ہمراہ خواجہ سلطان علی
وزیر خان اور میر منشی اشرف خان کے اکبر کے حضور مین بھیجدیا اسی سال مین مرزا سلیمان نے

ابراہیم میرزا کو ساتھ لیکر کابل کی تسخیر کا ارادہ کیا منعم خان نے وہان کے قلعہ مین بند ہو کر اکبر کی حضور مین
اس مضمون سے مطلع کرنے کے لیے عرضیان بھیجین اکبر نے فوراً محمد قلی خان برلاس اور اتکہ خان اور
خضر خان ہزارہ کو بیگم بادشاہ اور ساری بیگمون کے لانے کے لیے کابل کو بھیجا اس گروہ کے پہونچنے سے
پہلے ہی مرزا سلیمان نے قاضی نظام بدخشی کو جو بڑا عالم تھا اور آخر مین اُسکا خطاب قاضی خان ہو گیا تھا
منعم خان کے پاس اپنا وکیل بناکر بھیجا اور صلح کی گفتگو کی اور یہ شرط کی کہ منعم خان فقط ایک مرتبہ اُسکا نام بھی
خطبہ مین پڑھ دے چنانچہ منعم خان نے مصلحت سمجھکر اس امر کو قبول کرلیا اور مرزا سلیمان اتنی ہی بات پر
خوش ہو کر بدخشان کو چلا گیا سال اول جلوس مین علی قلی خان نے خان زمان خطاب پایا اور سنبھل کی طرف
شادی خان پٹھان پر جو عدلی کے امیرون مین سے تھا فوج کشی کی رہب کے کنارہ بڑی لڑائی ہوئی آخر
خان زمان نے شکست پائی ابھی وہ دوبارہ لڑائی کے سامان مین تھا کہ اتنے مین دہلی اور اٹاوہ اور آگرہ سے
خط پہونچے کہ عدلی کی طرف سے ہیمو بقال نے بڑے سامان سے لشکر کشی کرکے اکثر ملک فتح کر لیے
اور دہلی کے قریب تک پہونچ گیا چنانچہ سکندر خان اُوزبک آگرہ سے اور قیا خان گنگ اٹاوہ سے اور
عبداللہ خان اوزبک کالپی سے اور حیدر محمد خان بیانہ سے اور باقی اور امیر اپنے اپنے ملکون سے آکر
دہلی مین تردی بیگ خان کے پاس جمع ہو گئے خان زمان جمنا کے پرلے ہی کنارہ رہا اُن تک نہ پہنچ سکا
تغلق آباد کے قریب بڑی لڑائی ہوئی عبداللہ خان اوزبک اور لعل خان بدخشی نے جو داہنی طرف کی
فوج مین تھے حملہ کرکے ہیمو کی فوج کو بھگا کر قصبہ ہودل اور پلول تک اُنکا تعاقب کیا اور غنیمت کا مال بھی بہت
ہاتھ آیا ہیمو بہت سے ہاتھیون کے ساتھ اپنے لشکر سے جدا ہو گیا اُسنے اسوقت غل مچایا کہ حاجی خان الور سے آپہونچا
اور تردی بیگ خان پر جسکے پاس اُس وقت تھوڑی سی جمعیت تھی حملہ کیا اور ایک ہی حملہ مین ہیمو نے تردی بیگ خان کو
بھگا کر فتح پائی اور اس خیال سے کہ شاید مغل دھوکا دیکر پھر نہ لوٹین اُنکا تعاقب نہ کیا جو امیر کہ ہیمو کے بھاگے ہوے لشکر کے
تعاقب مین گئے تھے جب شام کو لوٹے تو اُنھون نے اپنی جگہ پر ہیمو کو دیکھا ناچار آہستہ آہستہ دہلی سے نکل کر
بھاگ نکلے ہیمو نے اپنے آدمیون کو اُنکے تعاقب سے منع کیا خان زمان بھی میرٹھ کے راستہ سے سرہند مین
اِن لوگون سے آملا اکبر نے جب یہ خبر سُنی تو خضر خان خواجہ کو جسکے نکاح مین گلبدن بیگم اکبر کی پھوپھی تھی سکندر کے
مقابلہ مین متعین کرکے خود ہیمو کا فساد مٹانے کے لیے دہلی کی طرف متوجہ ہوا سرہند مین منزل ہوئی جو امیر کہ
ہیمو کے مقابلہ سے بھاگ کر گئے تھے اُسی منزل مین ملازمت مین پہونچے خانخانان کو تردی بیگ خان سے

کچھ ہیلا رنج تھا مگر بظاہر اُسکو طوقان یعنی بڑا بھائی کہا کرتا تھا اب اُسنے موقع پا کر اکبر کو یہ سمجھا دیا کہ باعث اس شکست کا تردی بیگ خان ہے اور خان زمان وغیرہ اور امراے اسنے مدعا پر گواہی دلوائی غرض طوعاً و کرہاً اُسکے قتل کی اجازت لی پھر سیر کرتا ہوا تردی بیگ خان کے ڈیرے مین آیا اور اُسکو اپنے خیمہ مین لے آیا مغرب کی نماز کے وقت خود تو طہارت کے بہانہ سے اُٹھ گیا اور اپنے آدمیون کو جنھین پہلے سے ہی اس کام کے لیے آمادہ کر رکھا تھا اشارہ کیا چنانچہ اُنھون نے آکر تردی بیگ خان کو قتل کر ڈالا خانخانان دوسرے دن دربار مین بھی نہ آیا تردی بیگ خان کے داماد خنجر بیگ اور خواجہ سلطان علی میر منشی کو بھی اسی تہمت مین قید کر دیا مگر یہ چند روز کے بعد چھوٹ گئے ہیمو نے دہلی مین بڑی قوت پیدا کر کے راجہ بکرماجیت اپنا خطاب مقرر کیا اور اسلام کے احکام بالکل بدل دیے جب اُسنے اکبر کے متوجہ ہونے کی خبر سُنی تو ایک ہزار پانسو جنگی ہاتھی اور بہت سا خزانہ اور بے انتہا لشکر ساتھ لیکر خود بھی پانی پت تک آیا اور اپنے پہونچنے سے پہلے اُسنے توپخانہ وہان پہونچا دیا تھا اکبر کی طرف کے کئی امیر مثل خان زمان اور اسکندر خان وغیرہ کے لشکر سے آگے بڑھ آئے تھے اُنھون نے پیشدستی کر کے تھوڑی سی لڑائی مین وہ توپخانہ اُسکا پانی پت مین چھین لیا ہیمو نے اپنی طرف کے پٹھان امیرون کو جنکا سردار شادی خان ہیوائی تھا منصب اور جاگیرین بڑھانے کا امیدوار کر کے خزانہ کا دروازہ کھول دیا اور بہت سے انعام اور اکرام دیکر سارے لشکر کا تسلی اور دلاسا کیا مگر پٹھانون کا ہیمو کے ہاتون سے ناک مین دم تھا اور اُسکے زوال دولت کی بدل آرزو رکھتے تھے غرض ہیمو ہوائی نامے ایک ہاتھی پر سوار ہو کر راتون رات کوچ کر کے پانی پت سے گذر کر موضع کھرسندہ مین پہونچا اور صبح کے وقت جمعہ کے روز دسوین محرم سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ مین خان زمان اور سکندر خان وغیرہ اُن امیرون سے جنھون نے اُسکا توپخانہ چھین لیا تھا لڑائی شروع ہوئی اکبر بھی اُس معرکہ سے تین کوس تک آگیا تھا اور اپنے امیرون کو مدد بھیج رہا تھا چونکہ ہیمو کی طرف کے سارے امیر بددل تھے اسلیے اُسکو فقط ہاتھیون کی لڑائی پر بڑا بھروسا تھا چنانچہ اُسنے ایک ہاتھیون کا حلقہ ساتھ لیکر اکبر کی فوج پر حملہ کیا اور بڑا ابتری اور انقلاب ڈال دیا مگر پھر ادھر والون نے بھی ہوش و حواس درست کر کے تیرون کا مینھ برسایا اور اُس بلا کو اپنے اوپر سے ٹالا پھر ہیمو نے خاص اُس طرف جہان خان زمان تھا اپنے ہاتھی چھوڑے ادھر سے بھی تیرون کی بوچھار ہوئی ہیمو اُسوقت ننگے سر باولے کتے کی طرح چلا رہا تھا کبھی مار و مار و کا غل مچاتا تھا کبھی کچھ منتر پڑھتا تھا اسی حال مین اُسکے ایک تیر آکر لگا جسکے صدمہ سے بیہوش ہو گیا جو لوگ اُسکے ساتھ تھے

یہ حال دیکھکر متفرق ہوگئے اُدھر والون نے تعاقب کرکے بزاگشت وخون کیا شادی خان میواتی بھی اس معرکہ مین
مارا گیا شاہ قلی خان محرم ہیمو کے ہاتھی پر پہونچا فیلبان نے کہا کہ مجکو کیون مارتے ہو ہیمو بھی تو اسی ہاتھی پر ہے آخر
چنانچہ اُسی حال مین ہیمو کو اُٹھا کر اکبر کے روبرو لائے شیخ گدائی کمبوہ وغیرہ کئی امیرون نے عرض کیا کہ چونکہ یہ
پہلا ہی جہاد ہے اسلیے حضور بھی اس کافر پر اپنی تلوار آزماوین مگر اکبر نے جواب دیا کہ یہ مردہ سا پڑا ہے اگر کچھ
اسمین حس وحرکت ہوتی تو البتہ مین تیغ آزمائی کرتا آخر سب سے پہلے خانخانان نے تلوار ماری بعد
شیخ گدائی نے پھر اورون نے ہاتھ صاف کیے اور اُسکے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اس فتح کی یہ
تاریخ ہے ۔ ز روے مکر وتزویر و دغا گر حضرت دہلی * بدست افتاد ناگہ از قضا ہیمون ہندو را * جلال الدین محمد اکبر
آن شاہ فلک رفعت * بعون لطف حق بگرفت ہندوے سیہ رو را * دبیر صنع بر لوح بقا با خامہ قدرت * رقم زد
بہر سال فتح آن بگرفت ہیمو را ۔ ایک ہزار پانسو ہاتھی اور بے انتہا خزانہ اور اسباب غنیمت مین ہاتھ آیا پیر محمد خان
اور حسین خان داماد مہدی قاسم خان وغیرہ مغلون نے بھاگے ہوون کا تعاقب کیا ہیمو کی بی بی بہت سا
خزانہ ہاتھیون پر لادے ہوے لیے جاتی تھی اور کے پرلی طرف یہ لوگ اُسکے قریب پہونچے رانی خزانہ کو وہین
چھوڑ کر کواو بجوارہ کے پہاڑون مین بھاگ گئی وہ خزانہ کچھ گنوارون نے لوٹا جو باقی رہا وہ مغلون کے ہاتھ آیا
اور وہ بھی اسقدر تھا کہ ڈھالون مین بھر بھر کر سب نے تقسیم کیا جس رستہ سے رانی گذری تھی وہان اسقدر
اشرفیان اور سونے کی اینٹین زمین مین گری تھین کہ مدت تک راہگیرون نے پائین اور جو خزانہ کہ شیر شاہ
اور سلیم شاہ اور عدلی نے برسون مین جمع کیا تھا وہ یون برباد گیا الغرض جب اکبر فتح کے دوسرے
دن پانی پت مین آیا تو وہان ایک کھوپون کا منارہ چنوایا اور فوراً وہان سے کوچ کرکے دہلی مین داخل ہوا
اور از سر نو منبر کو اپنے خطبہ سے زینت دی مہینہ بھر تک وہان رہا اور آگرہ اور سنبھل کی طرف امیرون کو
روانہ کیا پھر یہ خبر آئی کہ موضع چمیاری مین جو لاہور سے بیس کوس ایک گانون ہے خضر خان سکندر کے
مقابلہ مین شکست کھا کر لاہور مین بھاگ آیا یہ سنکر اکبر نے پھر اُس طرف توجہ کی جب وہ جالندھر تک
پہونچا سکندر پھر کوہ سوالک کی طرف بھاگ گیا اکبر اُسکے تعاقب مین دسوہہ اور دھمیری تک گیا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اس مقام سے یہ قصد کیا ہے کہ آیندہ جزئی واقعات کو حذف
کرکے اُن بڑے بڑے حادثون کو جو اکبر کی سلطنت کے چالیس برس مین واقع ہوے ہین مجمل طور پر
لکھدون الغرض اس سال مین سکندر قلعہ مانکوٹ مین بند ہوگیا مغل ہر روز لڑکر اُسکی جان عذاب مین

کر دیتے تھے خصوصاً محمد حسین خان داماد مہدی قاسم خان نے ان معرکون مین بڑی دلیریان کین اور اسکا بھائی
حسن بیگ مارا بھی گیا حسین خان کی ان جانفشانیون کی اکبر نے بڑی قدر کی اور روز بروز اسکے مرتبہ کو
بڑھایا اور عمدہ عمدہ جاگیرین اُسکے لیے مقرر کین یہانتک کہ آخر مین حکومت لاہور کی اُسکو عطا ہوئی القصہ
جب محاصرہ کو بہت مدت گذری اور اہل قلعہ مین غلہ کی کمی ہوئی تو سکندر کے امیر ٹوٹنا شروع ہوے سید محمود
بارہہ وغیرہ سکندر سے جدا ہوکر اکبر سے آملے سکندر نے مجبور ہوکر صلح کی گفتگو درمیان مین ڈالی اور اپنے
بیٹے عبد الرحمن کو غازی خان سور کے ساتھ کر کے اتکہ خان اور پیر محمد خان کے وسیلہ سے اکبر کی حضور مین
بھیجا چنانچہ وہ ستائیسوین رمضان سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ کو ملازمت مین حاضر ہوا اور کئی ہاتھی پیشکش کیے اور
قلعہ بھی حوالہ کر دیا اکبر نے اس مضمون کا فرمان لکھوایا کہ بالفعل جونپور سکندر کی جاگیر مین مقرر رہا اور جب
وہ اگلے ملکون کو فتح کر لے تو خان زمان اُسکا قائم مقام ہو چنانچہ سکندر پہاڑون کے راستہ سے
جونپور مین پہونچا اور جب خان زمان نے جونپور پر قبضہ کر لیا تو سکندر کا یہ ارادہ تھا کہ فرمان کے موجب
ولایت گور پر تصرف کرے مگر وہان طرح طرح کے حادثہ پیش آئے اور چند روز کے بعد سکندر نے
اس عالم فانی سے کوچ کیا جن دنون مین اکبر نے قلعہ مانکوٹ کا محاصرہ کیا تھا اُسی عرصہ مین محمد قلی خان
برلاس اور اتکہ خان اور سوا ان دونون کے اور کئی امیر بیگم بادشاہ وغیرہ بادشاہی عورتون کو کابل سے اکبر کے
لشکر مین لے آئے دوسری شوال سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ کو اکبر نے لاہور کی طرف کوچ کیا اس سفر مین خانخانان کو
اتکہ خان سے کچھ بدگمانی ہوگئی اور سبب اُسکا یہ ہوا کہ ایک مرتبہ بادشاہی ہاتھی خانخانان کے سراپردہ کے برابر کو
دوڑتا ہوا گذر گیا خانخانان یہ سمجھا کہ یہ حرکت عمداً اتکہ خان نے کی ہے جب لاہور مین پہونچے تو اتکہ خان مع اپنے
سب بیٹون کے خانخانان کے ڈیرہ مین آیا اور اس حرکت سے اپنی برئیت پر کلام مجید کی قسم کھائی تب
وہ شبہ رفع ہوگیا اسی سال مین سلطان آدم گکھر ملا عبد اللہ سلطان پوری کے وسیلہ سے لاہور مین اکبر کی ملازمت
مین حاضر ہوا خانخانان سے اُسکا بڑا ربط ضبط بھائی چارہ ہوگیا اور سلطان آدم اور اُسکے بھتیجے کمال خان
مین جو کچھ جھگڑا تھا وہ اکبر نے فیصل کر دیا سلطان آدم بڑی عزت اور احترام سے اپنے وطن کو واپس گیا
جب برسات کا موسم گذر گیا تو اکبر نے دہلی کا قصد کیا جالندھر مین خانخانان کا نکاح سلیمہ سلطان بیگم ہمایون کی
بھانجی میرزا نورالدین محمد کی بیٹی کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے ہوا اس تقریب مین ایک بڑا جشن ترتیب دیا
اور دونون طرف سے بہت سا روپیہ لوٹایا گیا چھبیسوین جمادی الثانی سنہ ۹۶۵ نوسو پینسٹھ مین اکبر دہلی مین پہونچا

اُن دنون مین خانخانان ہر ہفتہ مین دو بار دیوانخانہ مین آکر سب امیرون کے اتفاق سے مقدمات فیصل کیا کرتا تھا
اکبر کے زمانہ کے مشہور واقعون مین سے خان زمان کا شاہم بیگ کے ساتھ عشقبازی کا قصہ ہے تفصیل
اسکی یہ ہے کہ دو خوش رو اور خوش خلق لڑکے ہمایون کے نوکرون مین نوکر تھے ایک کا نام خوشحال بیگ اور دوسرے کا
نام شاہم بیگ تھا شاہم بیگ شاہ طہماسپ کے ایک ساربان کا لڑکا خوبصورتی اور حسن خلق اور [illegible] مین یکتا تھا
خان زمان کو سنبھل پر متعین ہونے کے پہلے سے ہی اس [illegible] دلی محبت تھی جب ہمایون کی وفات کے بعد
خان زمان اکبر کی ملازمت کے لیے دہلی مین آیا تو شاہم بیگ سے قول و قسم اپنے پاس آجانے کا لیا اور خفیہ آدمی
لکھنؤ سے دہلی مین اُسکے بلانے کے لیے بھیجے چنانچہ شاہم بیگ دہلی سے بھاگ کر خان زمان کے پاس آگیا خان زمان کو
اُسکے ساتھ حد سے زیادہ محبت تھی بادشاہم کہکے اُسکو پکارا کرتا تھا شب و روز بدل و جان اُسکی خدمت مین مصروف
رہتا تھا اکثر خدمتگارون کی طرح رکاب پکڑ کر اُسکی سواری کے ساتھ دوڑتا تھا [illegible] سب لکھتے ہین کہ مین نے
میر ابو الغیث بخاری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے کہ جس زمانہ مین کہ شاہم بیگ [illegible] تھا اُن دنون
مین اُسکے مزاج مین تقوی اور پرہیزگاری بہت تھی نماز جماعت کا پابند تھا اور تلاوت [illegible] درود شریف اور
درود وظائف کا ہمیشہ شغل رکھتا تھا ہر وقت باوضو رہتا تھا اور خلاف شرع کوئی [illegible] نہ تھا شاہم بیگ کی خاطر سے
خان زمان نے بھی تقوی اختیار کیا تھا اور اپنے لشکر مین محتسب مقرر کیے تھے [illegible] خان زمان نے میر سید محمد مکی کو جو
سات قرائتون سے کلام مجید پڑھتے تھے اور مصنف صاحب نے بھی [illegible] کسی قدر قرآن شریف اُنسے
پڑھا تھا شاہم بیگ کی تعلیم کے لیے مقرر کیا اور کسی طرح اسکی خاطرداری مین قصور نہ کرتا تھا چونکہ لڑکون کے زہد
و تقوی کا اعتبار نہین ہوتا اور اُنکے مزاج مستقل نہین ہوتے چند روز مین بالکل اُسکی کیفیت بدل گئی اور فسق و
فجور مین مبتلا ہو گیا اور آرام جان نامے ایک رنڈی پر طبیعت آگئی وہ رنڈی بھی اُسپر دل و جان سے فدا
تھی باوجودیکہ وہ عورت پہلے سے خان زمان کے نکاح مین تھی مگر اُسنے اسکا کچھ خیال نہ کر کے شاہم بیگ کے حوالہ کر دی
شاہم بیگ نے کچھ دنون اُسکے ساتھ خوب مزے اُڑائے بعد ازان وہ عورت عبد الرحمن بیگ ایک اپنے دلی دوست کے
حوالہ کر دی جب یہ ساری خبرین بادشاہ نے سُنین تو شاہم بیگ کی طلب مین خان زمان کے نام جونپور مین فرمان
صادر ہوا اور دوسرا فرمان اس ضلع کے جاگیردارون کے نام آیا کہ اگر خان زمان شاہم بیگ کے بھیجنے مین کچھ توقف
کرے تو سب جمع ہو کر اُسکی گوشمالی کرین خان زمان نے برج علی ایک اپنے معتمد کو اس غرض سے دربار مین
بھیجا کہ ان حکمون کے ٹلنے کی کوئی تدبیر نکلے برج علی سب سے پہلے خانخانان کے نائب پیر محمد خان کے پاس گیا

وہ اتفاقاً اُسوقت ایک برج پر بیٹھا تھا برج علی نے خان زمان کا پیغام ادا کیا اور شاید باتون باتون مین کچھ گفتگو سخت درمیان مین آگئی پیر محمد خان نے برج علی کو اُس برج کے اوپر سے نیچے ڈال دیا اور اُسکے صدمہ سے اُسکا بدن چور چور ہوگیا پیر محمد خان سنگدل قہقہہ لگا کر کہنے لگا کہ برج علی نے خوب اپنے نام کا اثر ظاہر کیا خان زمان نے جب یہ خبر سُنی تو چار و ناچار شاہم بیگ کی مفارقت پر کمر باندھی اور مصلحت سمجھکر اُسکو گنہ سر پور مین جو جونپور سے اٹھارہ کوس عبدالرحمن بیگ کی جاگیر مین تھا بھیجدیا چند روز شاہم بیگ وہان عبدالرحمن بیگ کے ساتھ جلسہ کرتا رہا ایک روز شراب کا دور چل رہا تھا مستی کی حالت مین شاہم بیگ نے عبدالرحمن بیگ سے آرام جان کو طلب کیا اُسنے یہ عذر کیا کہ وہ عورت میرے نکاح مین ہے اسوجہ سے اُسکا حاضر ہونا ممکن نہین شاہم بیگ یہ سُنکر بہت آزردہ ہوا غرض اُن دونون مین محبت کے بدلے عداوت پیدا ہوگئی اور شاہم بیگ کے حکم سے لوگون نے عبدالرحمن بیگ کو باندھ لیا اور آرام جان کو اُسکے گھر مین سے نکال لائے عبدالرحمن بیگ کے چھوٹے بھائی مؤید بیگ نے اپنی ننگ و ناموس کی غیرت سے کسی قدر جمعیت ساتھ لیکر اُس بالاخانہ جہان شاہم بیگ آرام جان کو لیے بیٹھا تھا حملہ کیا شاہم بیگ بھی مقابلہ مین آیا تھوڑی لڑائی ہوئی آخر شاہم بیگ کے ایک تیر لگا اور اُسکے صدمہ سے وہ مرگیا یہ مصرع اُسکے قتل کی تاریخ ہے ۵ برداشت آہ و گفت کہ شاہم شہید شد؛ عبدالرحمن بیگ قیدی چھوٹا بادشاہی دربار مین حاضر ہوا اور اکبر نے اُسکی بڑی پرورش کی خان زمان نے ماتم کا لباس پہنکر گنگا کے کنارہ تک عبدالرحمن بیگ کا پیچھا کیا مگر وہ ہاتھ نہ آیا مجبور ہوکر لوٹ گیا خان زمان نے ان کئی سالون مین پٹھانون کے مقابلہ مین بڑی بڑی فتحین حاصل کین اُسکی لڑائیان زمانہ مین ہمیشہ یادگار رہینگی چنانچہ اُنمین سے ایک لکھنؤ کی لڑائی ہے جو حسن خان بچکوتی بیس ہزار آدمی لیکر چڑھ آیا تھا اور خان زمان کے پاس تین چار ہزار آدمیون سے زیادہ نہ تھے جبتک غنیم گروہی ندی کو اُتر کر بہادر خان سے مقابلہ کرتا رہا خان زمان کھانا کھانے مین مشغول رہا جب خبر آئی کہ غنیم بہت قریب آ پہونچا تو خان زمان نے بڑی اطمینان سے شطرنج کھیلنا شروع کیا آخر جب لوگون نے اُس سے یہ آکر کہا کہ مخالفون کی فوج نے ہمارے آدمیون کو جگہ سے ہٹا دیا اُسوقت ہتھیار طلب کیے اور جب یہ نوبت پہونچی کہ اُسکی چھاؤنی کے ڈیرون کو پٹھان لوٹ چکے اور ساری فوج اُسکی پریشان ہوگئی اُسوقت لڑائی کے لیے نکلا اور بہادر خان کو رخصت کرکے تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکر ایسا دلیرانہ حملہ کیا کہ مخالف پسپا ہوگئے آٹھ سات کوس تک اُنکا تعاقب کیا اور کشتون کے پشتے لگا دیے اسی طرح جب کوریہ نے جسنے سلطان بہادر اپنا لقب مقرر کرکے بنگالہ مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری

کمیا تھا تیس چالیس ہزار آدمی ساتھ لیکر جونپور پر حملہ کیا اور یہان تک نوبت پہونچی کہ خان زمان کی تمام چھاونی اور
اُسکا سارا مال و اسباب لوٹ لیا خان زمان بے تکلف کھانا کھانے مین مشغول رہا اور جسوقت دسترخوان سے
اُٹھا غنیم اُسکے ڈیرے کے اندر داخل ہوے اور دسترخوان اُٹھانے کی بھی نوبت نہ پہونچی آخر خان زمان نے
تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکر حملہ کیا اور پٹھانون کو شکست دی اور بہت لوگون کو قتل اور قید کیا اور اسقدر غنیمت
ہاتھ آئی کہ اُسکی ساری فوج مستغنی ہوگئی غرض خان زمان اور اُسکے بھائی نے پورب کے ملکون مین ایسے
ایسے کارنمایان کیے کہ سب پر غلبہ لے گئے مگر اُنکی سرکشی نے وہ ساری کوشش اُنکی خاک مین ملا دی باقی
احوال اُنکا انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ مذکور ہوگا اسی سال مین خانخانان نے مصاحب بیگ پسر خواجہ
کلان بیگ کو جو بڑا شریر اور نالائق تھا قتل کر ڈالا استرھوین محرم سنہ ۹۶۵ نوسو پینسٹھ ہجری موافق سال سوم
جلوس کے اکبر آگرہ مین داخل ہوا اور اسی سال مین پیر محمد خان کے مرتبہ کی ترقی اور تنزل واقع ہوئی بیان
اُسکا یہ ہے کہ پیر محمد خان جو ایک ملا تھا خانخانان کے نیابت کی بدولت اُس مرتبہ پر پہونچا کہ سب ارکان
دولت اُسکے گھر جاتے تھے اور اکثر سے ملاقات نہوتی تھی اور اُسکے سامان کی یہ کثرت کہ جب دہلی سے آگرہ کو
جاتے تھے تو ایک روز خانخانان پیر محمد خان کے ساتھ شکار مین مشغول تھا اتفاقاً خانخانان کو بھوک کی خواہش
ہوئی اور پیر محمد خان کے باورچیخانہ سے کھانا آیا تو تین سو کاسہ شربت کے اور سات سو رکابیان نقرئی اُسکے رکابخانہ سے
آئین خانخانان یہ سامان دیکھکر حیران ہوگیا اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا مگر باطن مین اُسی وقت سے اُسکی فکر مین رہا
جب آگرہ مین پہونچے تو چند روز طبیعت پیر محمد خان کی کچھ علیل ہوگئی ایک روز خانخانان عیادت کے لیے آیا
دربان نے روکا اور کہا کہ اجازت کے بعد اندر جانا ہوگا خانخانان کو یہ بات نہایت ہی ناگوار ہوئی جب پیر محمد خان
کو اطلاع ہوئی تو باوجود ضعف اور بیماری کے خود دروازہ تک دوڑ کر آیا اور عذر کیا کہ دربان نے آپ کو پہچانا
نہ تھا اس سبب سے یہ قصور ہوا غرض خانخانان ایک ساعت بیٹھکر چلا گیا اور دو تین روز کے بعد خواجہ امینا
اور میر عبداللہ بخشی وغیرہ کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ ہمنے طالب علمی کی وضع سے تجکو اس مرتبہ پر پہونچایا لیکن
چونکہ تیرا ظرف اس رتبہ کے لائق نہین اور اب تیری وضع سے فتنہ و فساد کا احتمال ہے لہذا ہم چند روز کے لیے
پھر یہ اسباب غرور تجسے واپس کرتے ہین تاکہ پھر تیرے مزاج کی اصلاح ہو جاوے مناسب کہ علم و نقارہ و طوغ
ہمارے آدمیون کو حوالہ کر دو پیر محمد خان نے فوراً سارا اسباب اپنا خانخانان کے آدمیون کے حوالہ کر دیا اور پھر
وہی ملا پیر محمد بلکہ اُس سے بھی بدتر بن گیا خانخانان نے اُسکو قید کر کے بیانہ کے قلعہ مین بھیجا پیر محمد خان نے

وہان سے ایک رسالہ برہان تمانع مین جو آیہ کریمہ لَو کَانَ فِیہِمَا آلِہَۃٌ اِلَّا اللہُ لَفَسَدَتَا سے مستنبط ہوا اور
متکلمین مین اُسکی بحث مشہور ہے خانخانان کے نام پر لکھکر بھیجا اور اپنی شفاعت کا وسیلہ ٹھہرایا مگر کچھ
موثر نہوا بعد چند روز کے خانخانان نے پیر محمد خان کو بیانہ سے مکہ معظمہ کی طرف چلے جانے کی اجازت دی چنانچہ وہ
گجرات تک پہونچا تھا کہ خانخانان کی بغاوت کا جھگڑا شروع ہوا یہ سنکر پیر محمد خان پھر واپس ہوکر اکبر کی ملازمت مین
حاضر ہوا اکبر نے اُسکو ناصر الملک خطاب دیکر خانخانان کے تعاقب مین متعین کیا چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالے
آیندہ مذکور ہوگا پیر محمد خان کے بعد حاجی محمد خان سیستانی خانخانان کا نائب مقرر ہوا اور شیخ گدائی کنبوہ بیس
جمال کنبوہ دہلوی کی خانخانان سے راہ ورسم بہت بڑھ گئی تھی اس سبب سے خانخانان نے سب سے اور ارکان
اسکو مرتبہ مین غالب کردیا اور صدر الصدوری کا منصب عنایت کیا اُسنے اپنے مکر وتزویر کا جال پھیلانے کے لیے
صوفیانہ وضع اختیار کی تھی اور اکثر خانخانان بلکہ کبھی کبھی خود اکبر بھی اُسکے مکان پر جاکر راگ کی مجلس مین شریک ہوتے تھے
لوگون کو شیخ گدائی کے علو نسب مین بھی کلام تھا اور سب امیرون کو اُسکے اس مرتبہ سے ایسا حسد ہوا تھا کہ گویا
گھر گھر ماتم برپا تھا شیخ گدائی کی کیفیت ہوئی کہ اُسنے سب بزرگون اور پیرزادون کی جاگیرین ضبط کرلین اور جو
کوئی اُسکے دربار مین جانے کی ذلت گوارا کرتا تھا اُسی کو جاگیر دیتا تھا میر سید نعمت نے ایک شعر اُسکی ہجو مین
لکھکر بہت مشہور کیا تھا چنانچہ کسی نے یہ شعر شیخ گدائی کی مسجد مین بھی لکھدیا تھا شیخ گدائی نے اسکو دیکھکر محو کرادیا
وہ شعر یہ ہے ؎ نام گدائی مبر زبانِ گدائی مخور ٭ زانکہ گدائی بدست روے گدائی سیاہ ٭ سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ مین
میر عبد اللطیف عراق سے ہندوستان مین آئے تھے اس سال مین اکبر نے اُنسے دیوان حافظ کا سبق شروع
کیا سنہ ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ مین گوالیار کا قلعہ فتح ہوا اور بہیل خان نامے عدلی کا غلام جو اُس قلعہ مین بند تھا امن
مانگ کر حاضر ہوگیا اور اُسنے کنجی قلعہ کی بادشاہی آدمیون کے حوالہ کردی اور فتح باب قلعہ گوالیار اُسکی
تاریخ ہوئی اسی سال مین سنگرام خان نامے عدلی کے غلام نے رنتھنبور کا قلعہ راے سرجن کے حوالہ کردیا
تفصیل اُسکی یہ ہے کہ اکبر نے آگرہ مین آنے سے پہلے ہندو بیگ وغیرہ کئی سردارون کو رنتھنبور کے قلعہ پر متعین کیا تھا
اُنھون نے سنگرام خان حاکم قلعہ سے مدت تک مقابلہ کیا اور اُس قلعہ کے گرد و نواح کو خوب لوٹا مگر وہ قلعہ
فتح نہوا جب بیانہ حبیب علی خان اور سیاور اور تودہ بھون جغتائی خان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو اکبر نے
حبیب علی خان کو سردار اور باقی امرا کو اُسکے تابع مقرر کرکے رنتھنبور پر روانہ کیا اُنھون نے سال بھر تک قلعہ کا
محاصرہ رکھا آخر اہل قلعہ عاجز آگئے تو سنگرام خان نے صلح کی گفتگو شروع کی اور حبیب علی خان وغیرہ کو

پیغام بھیجا کہ ایک اپنا وکیل قلعہ کے اندر بھیجو تو اُسکی معرفت جو جو گفتگو صلح کے باب مین کرنا ہو بیان کرون چنانچہ
ان لوگون نے مصنف صاحب کے والد کو اور حاجی بھکن کو اس امر کے لیے تجویز کرکے بھیجا بعد بہت سی گفتگو کے
سنگرام خان نے کئی شرطون پر قلعہ کا خالی کر دینا منظور کیا ایک یہ کہ کسی قدر زر نقد اور کچھ اسباب اُسکو حوالہ کیا جاے
اور ایک یہ کہ اُسکی معاش کی بھی کوئی صورت بادشاہی دربار مین تجویز کی جاوے مگر چونکہ حبیب علی خان
وغیرہ کے پاس سر دست روپیہ سنگرام خان کو دینے کے لیے موجود نہ تھا اور علاوہ اسکے یہ بھی
توقع تھی کہ ہم زبردستی قلعہ کو فتح کرینگے اس سبب سے یہ لوگ اس صلح پر راضی نہوے تب سنگرام خان نے
وہ قلعہ راے سرجن کے حوالہ کر دیا اور اُسکی عوض مین بہت کچھ اُس سے لیا اور خود حاجی خان لوری کے
ساتھ گجرات کو چلا گیا راے سرجن نے سب سامان درست کرکے قلعہ کا خوب استحکام کر لیا اور قلعہ کے
گرد و نواح کے بعض پرگنون پر بھی قابض ہو گیا حبیب علی خان وغیرہ کی ساری کوشش برباد ہو گئین آخر
چند روز کے بعد یہ سب لوگ اپنی اپنی جاگیرون کو چلے گئے اسی سال مین جمال خان عدلی کے غلام نے جو قلعہ
چنار پر متصرف تھا اکبر کے حضور مین پیغام بھیجا کہ اگر کوئی ہوشیار وکیل اپنا بھیجو تو مین قلعہ اُسکو سپرد
کر دون خانخانان نے مہر علی بیگ سلدوز کو جو آخر مین چیتور کے قلعہ کا حاکم ہو گیا ہو اس کام کے لیے تجویز
کرکے ایک فرمان جمال خان کی تسلی و دلاسا کے مضمون کا لکھکر حوالہ کیا اتفاقاً اُسی زمانہ مین مصنف صاحب
بھی بطور طالب علمی کے آگرہ مین آگئے تھے اور مہر علی بیگ کے ہی مکان پر رہتے تھے مہر علی بیگ نے
مصنف صاحب کے اس سفر مین ہمراہ لیجانے پر بہت سا اصرار کیا اور اُنکے اُستاد شیخ مبارک ناگوری اور اُنکے
والد ملوک شاہ سے سفارش اُٹھوائی اور یہان تک مبالغہ کیا کہ اگر تم میرے ہمراہ نہ چلوگے تو مین یہ قصد ہی
ترک کر دونگا غرض مجبور ہو کر مصنف صاحب بھی اُسکے ہمراہ ہوے اور قنوج اور لکھنؤ اور جونپور اور بنارس کی
سیر کرتے ہوے نوی قعدہ سنہ ۹۶۶ نو سو چھیاسٹھ مین گنگا اُتر کر چنار مین پہونچے جمال خان نے اپنے آدمیون کو
استقبال کے لیے بھیجا اور بڑی تعظیم سے مہر علی کو قلعہ کے اندر لے گیا اور سب شہر پناہ اور سلیم شاہی مکانات دکھلا
اور سب اسباب قلعہ کا ملاحظہ کرایا اور مہمانداری اچھی طرح کی مگر جب اُسنے فرمان کا مضمون معلوم کیا اور آئین
دیکھا کہ پانچ پرگنہ نواحی جونپور کے چنار کے قلعہ کے بدلے مین عطا ہوے تو اسقدر پر جمال خان راضی نہ ہوا اور
اسقدر خواہشین ظاہر کین جنکا پورا ہونا ممکن نہ تھا اور یہ ارادہ کیا کہ جب تک اُسکی عرضداشت کا جواب حضور سے
نہ آوے تب تک مہر علی بیکار رہے اس اثنا مین اُسنے خان زمان سے بھی کچھ گفتگو شروع کی اور فتح خان

بیٹے سے جو رہتاس کے قلعہ پر قابض تھا جدا اور وہ قلعہ حوالہ کر دینے کا کر رکھا تھا مہر علی نے جب اُسکے یہ مکر و فریب دیکھے تو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں جمال خان اور فتح خان متفق ہو کر میرا کام تمام نہ کر دین چنانچہ ایک روز سیر کے بہانہ قلعہ باہر آیا اور گنگا اتر کر چلدیا سب رفیق اُسکے قلعہ مین ہی رہگئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے جب یہ کیفیت دیکھی تو جمال خان سے چاپلوسی کی باتین شروع کین اور یہ حیلہ کر کے کہ مین پھر مہر علی کو واپس لاتا ہون شام کے وقت کشتی مین سوار ہوا اتفاقاً اُس پہاڑی کے نیچے جو قلعہ کے قریب تھی کشتی کسی گنڈ مین جا پڑی اور اُس وقت آندھی بھی ایسی تیز چلنا شروع ہوئی کہ کشتی مین تزلزل شروع ہوا خدا خدا کر کے اُس بلا سے نجات پائی اور بہت دیر کے بعد کشتی کنارہ پر پہونچ گئی رات کو اُسی جنگل مین شیخ محمد غوث گوالیاری کے مکان پر پہونچے شیخ ممدوح بڑے ولی کامل اور عامل تھے صبح کو اُنکے کسی مرید نے ایک غار دکھلایا جسمین شیخ ممدوح نے بارہ برس تک عبادت کی تھی اور اُس مدت مین فقط جنگل کے میوہ اور پتون ہی کی غذا پر اکتفا کیا تھا اور اُنکے اعمال کا یہ اثر تھا کہ سارے بادشاہ اُنکی بڑی تعظیم اور تکریم کرتے رہے مہر علی کے چلے آنے کے بعد فتو نامے ایک عدلی کے غلام نے چنار کے قلعہ پر قبضہ کر لیا تھا ۹۶۶ نو سو چھیاسٹھ مین شیخ محمد غوث مع اپنے مریدون اور معتقدون کے گجرات سے آگرہ مین آئے اور اکبر اُنکا بڑا معتقد ہو گیا مگر شیخ گدائی کو اس بات کا بڑا حسد ہوا اور وہ یہ سمجھا کہ اب میری دکان پھیکی ہو جائیگی اور چونکہ خانخانان کو شیخ گدائی سے بڑا ربط ضبط تھا اس سبب سے وہ بھی شیخ محمد سے اچھی طرح نہ ملا بلکہ اپنی مجلسون مین بیٹھکر اُنکو برا بھلا کہا کرتا تھا اور وہ رسالہ شیخ محمد کا پڑھ پڑھ کر لوگون کو سناتا تھا جسمین شیخ مذکور نے اپنے کمال کا حال لکھا ہے اور اُسمین بیان کیا ہے کہ حالت بیداری مین خدا نے اپنی مجلس مین بلا کر مجھسے گفتگو کی اور حضرت پیغمبر صلعم پر مجکو ترجیح دی اسی قسم کی بہت سے خرافات اُسمین تھے اور خانخانان اسی حیلہ سے طرح طرح کی ملامت شیخ کی نسبت کیا کرتا تھا آخر آزردہ ہو کر شیخ گوالیار کو چلا گیا اور وہی ایک کرور کی جاگیر جو اسکو دی گئی تھی اُسی پر قناعت کی اسی سال مین خان زمان کا بھائی بہادر خان بازبہادر پسر شجاول خان کے مقابلہ پر گجرات کی طرف نامزد ہوا قصبہ سیری تک پہونچا تھا کہ یہان خانخانان کی لڑائیان شروع ہوئین چنانچہ وہ پھر دربار مین واپس آیا اسی سال مین حسین خان رندری سے آگرہ مین آیا اور چند نامی سردار اپنے ہمراہ لیکر رنتنبھور کی طرف گیا اور سوپر مین جا کر بڑے بڑے کارنمایان کیے اور وہان سے رنتنبھور کے قلعہ پر حملہ کیا چنانچہ رائے سرجن کو مقابلہ سے ہٹا کر قلعہ کے اندر داخل ہوا مگر چونکہ اسی اثنا مین خانخانان کے معاملات درہم برہم ہو گئے یہ خبر سنکر حسین خان اُس مہم کو ویسی ہی ناتمام چھوڑ کر گوالیار مین آیا اور وہان سے مالوہ کا ارادہ رکھتا تھا

کہ خانخانان نے اُسکو آگرہ مین بُلالیا اس عرصے مین سب ارکین سلطنت خانخانان سے رنج رکھتے تھے اور
فی الحقیقت اکبر بھی اُسکے ہاتون سے تنگ تھا کیونکہ اُسکی سلطنت برائے نام تھی و اختیار کُلّی خانخانان کے قبضہ مین
تھا اکثر ایسا ہوتا تھا کہ بعضے ضروری خرچون سے بھی اُسکا ہاتھ بند رہتا تھا خزانہ بالکل خالی تھا جتنے بادشاہی نوکر تھے
سب بڑی پریشانی مین تھے اور اُنکی جاگیرین بھی بڑی خراب تھین اور جتنے خانخانان کے نوکر تھے سب خوش و
خرم تھے اور اُنکا سامان سب درست تھا غرض ان سببون سے سب سردار خانخانان کے زوال دولت کی آرزو رکھتے تھے
اور موقع کی گھات مین تھے اتفاقاً بیسوین جمادی الثانی سنہ ۹۶۷ نوسو سرسٹھ کو اکبر جمنا پار شکار کھیلنے کو گیا وہان
ادہم خان نے جو ماہم انکہ کی فرزندی کے سبب سے بڑا مقرب تھا اور صادق محمد خان وغیرہ نے فرصت پاکر خانخانان کی
برائیان خوب اکبر کے گوش زد کین جب اکبر سکندرہ راو مین پہونچا تو وہان ماہم انکہ نے اطلاع دی کہ بیگم بادشاہ
دہلی مین آج کل بہت بیمار ہین اور حضرت بادشاہ کو بار بار یاد کرتی ہین یہ سنکر اکبر نے دہلی کا قصد کیا شہاب الدین احمد خان
حاکم دہلی استقبال کے لیے آیا اور سب نے ملکر خانخانان کی طرف سے اکبر کو لگانا بُجھانا شروع کیا اور یہان تک
نوبت پہونچی کہ سب نے متفق ہوکر اکبر سے عرض کیا کہ حضور کے دہلی مین تشریف لانے کا باعث خانخانان
ہم لوگون کو سمجھیگا اور بیشک اسکا عوض ہمسے نکالیگا چونکہ ہم مین اُسکے مقابلہ کی طاقت نہین اسلیے بہتر
یہ ہی کہ حضور ہمکو مکہ معظمہ کی طرف چلے جانے کی اجازت دین چونکہ اکبر کو ماہم انکہ کی مفارقت گوارا نہ تھی اسلیے
اُن سب کی تسلی کی اور خانخانان کو یہ پیغام بھیجا کہ ہم جو بے تمہاری اجازت کے دہلی تک چلے آئے تمام ہمارے
ملازم تمہاری طرف سے وہم رکھتے ہین تمکو چاہیے کہ ان سب کی تسلی کر دو تاکہ ان سب کی خاطر جمع ہو
خانخانان نے خواجہ امینا اور حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون محمد خان کو اکبر کے حضور مین بھیجا چنانچہ
اُنھون نے خانخانان کی طرف سے بڑی عذرخواہی کی اور اُسکے اخلاص اور خیرخواہی کو اچھی طرح بیان کیا
مگر اکبر نے اُن باتون پر کچھ دھیان نہ کیا اور اُن لوگون کو بھی اجازت لوٹنے کی نہ دی سارے مہمات ملکی شہاب الدین احمد خان
اور ماہم انکہ کے اہتمام سے ہونے لگے اور اُنھون نے اس بات کو بہت مشہور کر دیا کہ بادشاہ کا مزاج خانخانان کی
طرف سے متغیر ہوگیا ہی اور سب امیر ایک ایک کرکے آگرہ سے دہلی مین چلے آئے سب سے پہلے
قیام خان گنگ آیا جو امیر دو ہزاری تھا شہاب الدین احمد خان وغیرہ اُسکے منصب کا اضافہ کر دیتے تھے اور ان
لوگون نے دوراندیشی کرکے قلعہ کی مضبوطی کا بھی بخوبی اہتمام کر لیا خانخانان نے آگرہ مین اپنے
مصاحبون کو جمع کرکے اس باب مین مشورہ کیا شیخ گدائی وغیرہ کی یہ راے ہوئی کہ فی الفور دہلی مین جاکر

بادشاہ کو اپنے قبضہ مین کرلو زیادہ فرصت نہ دو مگر خانخانان نے اس تجویز کو پسند نہ کیا اور کہا کہ اکبر کا مزاج میری
طرف سے منحرف ہوگیا ہی اس سبب سے اب میری اُسکی صحبت راست نہوگی قطع نظر اسکے تمام عمر میری خیرخواہی مین
گذری ہی اب بڑھاپے مین نمکحرامی کا داغ لگانا بڑی بدنامی کی بات ہی ناچار خانخانان سفر حج کا ارادہ
کرکے بیانہ کی طرف متوجہ ہوا اور سب سرداروں کو اس ارادہ سے مطلع کرکے دہلی کی طرف رخصت کیا اور
بہادر خان کو بھی مالوہ سے بلوا کر اُن لوگون کے ساتھ کردیا محمد امین دیوانہ کو بیانہ کی قید سے چھوڑ دیا یہان
اُمرا نے اکبر کو یہ سمجھائی کہ خانخانان شاید پنجاب کا ارادہ رکھتا ہی چنانچہ اکبر نے میر عبد اللطیف قزوینی کے ہاتھ
خانخانان کو یہ پیغام بھیجا کہ اب ہمنے سارے کاروبار ملک کے اپنے اختیار مین لے لیے تمھارا مدت سے سفر حج کا ارادہ
تھا خدا مبارک کرے کسی قدر ملک اپنی جاگیر کے لیے تجویز کرلو تمھارے گماشتہ اُسکی آمدنی وہین تمھارے پاس
بھیجدیا کرینگے خانخانان کا تو پہلے ہی سے یہ ارادہ تھا اس حکم کو قبول کرکے میوات سے ناگور کی طرف متوجہ ہوا
اور سرداروں مین سے سوائے ولی بیگ ذو القدر اور حسن قلی خان جو آخر مین خان جہان ہوگیا ہی
اور اسمٰعیل قلی خان اُسکے بھائی شاہ قلی خان اور حسین خان خویش مہدی قاسم خان کے کوئی اُسکے ساتھ
نہ رہا اور ناگور سے سب سامان جلوس اور نقارہ اور علم وغیرہ حسن قلی خان کے ہاتھ دربار مین بھیجدیا و
بیکانیر مین شیخ گدائی بھی جدا ہوگیا اکبر نے دہلی سے پنجاب کا ارادہ کیا جس دن قصبہ جھجر مین منزل تھی
حسن قلی خان مع سب سامان کے حاضر ہوا اسی منزل مین شاہ ابو المعالی ملازمت مین حاضر ہوا اور اُسنے یہ قصد کیا
کہ حالت سواری مین ہی تسلیمات بجا لائے اکبر نے اُسکی گستاخی پر قید کرکے شہاب الدین احمد خان کے حوالہ کیا
اُسی منزل مین پیر محمد خان شیروانی خانخانان کے معاملات درہم برہم ہوجانے کی خبر سنکر گجرات سے اُس ہوکر
اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا اکبر نے اُسکو ناصر الملک خطاب اور سرداری کا سب سامان عنایت کرکے خانخانان
تعاقب مین متعین کیا تا کہ فی الفور مکہ کو روانہ کردے ہندوستان مین توقف کی فرصت نہ دے پیر محمد خان
فی الفور روانہ ہوا مگر ناگور کے قریب جا کر ٹھہر گیا اور ایک دو منزل سے یہ شعر رقعہ مین لکھکر خانخانان کے پاس بھیجدیا
ع آمدم در دل اساس عشق محکم ہمچنان ✤ با غمت جان بلا فرسودہ ہمدم ہمچنان ✤ خانخانان نے اُسکے جواب مین
لکھ بھیجا کہ آمدن مردانہ اما نزدیک رسیدہ توقف کردن نامردانہ جب اکبر نے پھر دہلی کو مراجعت کی تو کالت کے لیے
منعم خان کو کابل سے بلایا خانخانان کو پیر محمد خان کے تعاقب سے بہت رنج ہوا اور مالدیو راجہ جودھپور کے
خوف سے جو بڑی جمعیت کے ساتھ گجرات کا رستہ گھیرے ہوئے تھا ناگور سے بیکانیر مین چلا آیا

اور بعضے اودمیون کے بہکانے سے پنجاب کا ارادہ کیا اور اپنے سارے اہل وعیال کو مع مرزا عبدالرحیم اپنے
بیٹے کے جو تین برس کا تھا تبرہند کے قلعہ مین جو شیر محمد خان دیوانہ کی جاگیر مین تھا بھیجدیا شیر محمد خان ندکور کو
خانخانان نے بیٹا کیا تھا اور اسی اعتماد پر اپنے اہل وعیال کے لیے وہ جگہ تجویز کی تھی مگر شیر محمد خان نے کچھ
لحاظ نہ کیا اور تمام مال واسباب اُسکا لوٹ لیا اور طرح طرح کی اہانت کی خانخانان نے دیپالپور مین جب یہ خبر
سُنی تو خواجہ مظفر علی دیوانہ اور درویش محمد ازبک کو شیر محمد خان کے پاس بھیجا تاکہ اُسکو فہمائش کرکے اِن
حرکتون سے باز رکھین مگر شیر محمد خان نے ہرگز نہ مانا بلکہ خواجہ مظفر علی کو باندھ کر اکبر کے حضور مین بھیجدیا سب سے
زیادہ خانخانان کو یہ صدمہ پہونچا بعدازان خانخانان نے جالندھر کی طرف توجہ کی شمس الدین اتکہ خان اور اُسکے
بیٹے یوسف محمد خان اور حسین خان داماد شہاب خان وغیرہ بہت سے پنجاب کے امیرون نے اکبر کے اشارہ سے
رستہ روکا موضع کنور پھلور پرگنہ دگھدار مین مقابلہ ہوا بڑی لڑائی ہوئی خانخانان کی طرف سے حسین خان
داماد مہدی قاسم خان بڑی مردانگیون کے بعد زخمی ہوکر گرفتار ہوا چنانچہ اُسکو ولی بیگ اور اُسکے بیٹے
اسمعیل قلی خان وغیرہ کے ساتھ حضور مین بھیجدیا خانخانان شکست کھاکر بھاگ گیا اس لڑائی مین اُسکا مال
واسباب بہت لُٹ گیا منجملہ اُسکے ایک علم مرصع تھا جسمین موتی اور جواہر جڑے ہوے تھے اور ایک کروڑ کی
لاگت مین خانخانان نے مشہد مقدس مین حضرت امام علی بن موسی رضا رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ پر
بھیجنے کے لیے تیار کرایا تھا قاسم ارسلان نے علم امام ہشتم اُسکی تاریخ نکالی تھی اتکہ خان نے مع اور
غنیمتون کے اُسکو بھی حضور مین بھیجدیا حسب اتفاق اسی سال مین خانخانان نے ہاشمی قندھاری کی
ایک غزل اپنے نام سے مشہور کی اور اُسکے عوض مین ساٹھ ہزار تنگہ نقد اُسکو بھیجدیے اُسنے جواب مین
لکھا کہ سلطنت کم ست تب خانخانان نے چالیس ہزار اور بھیجکر لاکھ پورے کردیے اور وہ غزل یہ ہے

مسکین یتیم عنان دل از دست دادہ	وز دست دل براہ غم از پا فتادہ	دیوانہ وار در کمر کوہ گشتہ
بے اختیار سر بہ بیابان نہادہ	گاہی چو شمع زآتش دل در گرفتہ	گہ چون فتیلہ با دل آتش فتادہ
بیرم ز فکر اندک و بسیار فارغم	ہرگز نہ گفتہ ایم کسے یا زیادہ	اور ایک مطلع ہاشمی کا یہ ہے
لب بت خندان بود از چشم گریان کردہ دارم	دلت جمع ست از حال پریشانی کہ من دارم	اسی طرح خانخانان نے باوجود

کمی خزانہ کے رام داس کلاونت کو جو سلیم شاہی گویّون مین سے تھا ایک لاکھ کی قیمت کا اتنا نقد وجنس عنایت کیا
اسی طرح حاجی خان بدایونی کو جو پٹھانون کے زمانہ مین امیر صاحب علم ونقارہ تھا اور آخر عمر مین بیچارہ ہوگیا

تھوڑی سی معاش پر قناعت کرکے زہد وعبادت کا طریقہ شروع کیا تھا ایک قصیدہ کے صلہ مین جو اُسنے
خانخانان کے نام پر لکھا تھا ایک لاکھ تنگہ انعام عطا کیے اُس قصیدہ کا مطلع یہ ہے ع چون مہرہ نگین سلیمان
فرو بہ آب + پر کار خاتمش بزمین داد لعل ناب + غرض خانخانان ایسا سیر چشم تھا کہ لاکھ کو خاک کے برابر
سمجھتا تھا جب اتکہ خان پنجاب کی طرف متعین ہوا تو اسی سال کے ماہ ذی قعدہ مین اکبر نے خواجہ عبدالمجید ہروی کو آصف خان کا
خطاب دیکر دہلی کا حاکم مقرر کیا اور حسین قلی خان کو اس سبب سے کہ اُسکا باپ ولی بیگ اور بھائی اسمعیل قلی خان
خانخانان کے ساتھ تھا آصف خان کے سپرد کرکے پنجاب کو متوجہ ہوا منعم خان حسب الطلب مقیم خان خواہرزادہ
تردی بیگ خان کے ساتھ کابل سے روانہ ہوکر لودھیانہ کی منزل مین ملازمت مین حاضر ہوا اکبر نے اُسکو خانخانان
کا خطاب عنایت کرکے وکالت کے منصب پر مقرر کیا اسی منزل مین اتکہ خان کے فتح پانے اور خانخانان کے
بھاگ جانے کی خبر پہونچی اور سب قیدی نظر سے گذرے اکبر نے سب کو قیدخانہ مین بھیجدیا اُنمین سے
ولی بیگ جو بہت زخمی تھا وہین مرگیا اُسکے سر کو کاٹ کر دہلی کو روانہ کیا اور حسین خان کو اُسکے سالہ ملک
محمد خان ولد مہدی قاسم خان کے سپرد کیا آخر مین اُسکی پرورش کی اور بیتالی کو اُسکی جاگیر مین مقرر کیا
خانخانان نے شکست کے بعد تلوارہ کے قلعہ مین پناہ لی تلوارہ پنجاب کے شمالی پہاڑون مین بیاس کے کنارہ ایک موضع ہے
راجہ گوبند چند وہان کا حاکم تھا اکبر کی فوج وہین مقابلہ کے لیے پہونچی لڑائی ہوئی اِس لڑائی مین سلطان حسین جلایر
جو ایک جوان نہایت خوبصورت اور بہادر تھا اکبر کی طرف سے مارا گیا لوگ اُسکا سر کاٹ کر خانخانان کے پاس
لے گئے اور مبارکباد کہی مگر خانخانان اُسکی پچھلی خدمتون کو یاد کرکے رومال مُنھ پر رکھکر بہت رویا اور کہا ایسی
ایسی زندگی پر لعنت ہے جو میرے سبب سے ایسے ایسے جوان ضائع ہوتے ہین ہر چند وہان کے ہندوون نے
خانخانان کی تقویت کی مگر اُسکے دل مین خدا کا خوف طاری ہوا اور جمال خان نامے اپنے ایک غلام کی معرفت
اپنی تقصیرون کا عذر کیا اُدھر سے ملا عبداللہ سلطانپوری مخاطب بہ مخدوم الملک خانخانان کی تسلی کے لیے گیا
اور ابھی معرکہ لڑائی کا اُسی طرح قائم تھا اور وکیلون کی آمد و رفت جاری تھی کہ منعم خان تھوڑے سے آدمی
لیکر خانخانان کے پاس گیا اور اُسکو اپنے ساتھ لے آیا سب امیر اُسکے استقبال کو گئے اور بدستور
سابق تسلیمات بجا لائے اکبر نے سب اُسکی تقصیرین معاف کرکے خلعت اور گھوڑا عنایت کیا بعد ازان
منعم خان اُسکو اپنی منزل مین لے گیا اور سب سامان اُسکے لیے مہیا کیا بعد دو روز کے خانخانان نے
خرچ مناسب راہ کے ساتھ لیکر مکہ معظمہ کا قصد کیا سب امیرون نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق

بطور نیوتہ کے نذر دین حاجی محمد خان سیستانی اسکی ہمراہی کے لیے مقرر ہوا وہان سے خانخانان دہلی کو
آیا اور اکبر حصار فیروزہ کی طرف سیر وشکار مین مصروف ہوا اور چوتھی ربیع الاول ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ کو دہلی مین پہونچا
اور وہان سے کشتی مین بیٹھکر بارھوین ربیع الثانی کو آگرہ مین پہونچا مشہور ہے کہ خانخانان ناگور کے رستہ سے
گجرات کو جاتا تھا وہان کسی جنگل مین کیکرون کے کانٹون مین اسکی پگڑی الجھ کر گر پڑی اس امر کو خانخانان نے
اپنے حق مین بد فالی سمجھی اور ایسی خفت ہوئی کہ اسکے چہرہ کا رنگ بدل گیا حاجی محمد خان نے فی البدیہہ یہ شعر
پڑھا ؎ در بیابان چون بشوق کعبہ خواہی زد قدم + سرزنشہا گر کند خار مغیلان غم مخور + اس شعر کو سنکر
وہ اسکا رنج جاتا رہا جب خانخانان پٹن گجرات مین پہونچا تو موسی خان فولادی حاکم پٹن اور حاجی خان لودی نے
بڑی تعظیم وتکریم سے اسکی مہمانی کی ایک روز خانخانان سہنس لنگ نامے حوض کی سیر کر رہا تھا ایک شخص مبارک خان
نامے پٹھان جسکے باپ کو ابتداے فتح ہندوستان مین خانخانان نے قتل کرایا تھا اپنے باپ کا عوض لینے کے
لیے آیا شام کے وقت خانخانان کشتی مین سے اترتا تھا مبارک خان مع چند اوباشون کے ملاقات کے
بہانہ سے قریب آیا اور ایک زخم خنجر کا ایسا لگایا کہ خانخانان کا کام تمام ہوگیا تاریخ اسکی شہادت کی
یہ ہی ؎ بیرم بطواف کعبہ چون بست احرام + در راہ شہید گشت نا یافتہ کام + تاریخ شہادتش ز دل جستم
گفتا کہ شہید شد محمد بیرام + اور مصنف صاحب نے بطور تعمیہ کے یہ تاریخ لکھی تھی ؎ گفت گل کاشخ بی نماند
خانخانان کا دل بڑا نرم تھا اور بزرگون کے اقوال کا بڑا معتقد تھا اسکی مجلس مین ہمیشہ خدا ورسول کے
کلام کا ذکر رہتا تھا ایک روز سیکری مین ایک فقیر گوشہ نشین کے پاس گیا اور اس سے معنی آیت تُعِزُّ مَن
تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ کے پوچھے فقیر تفسیر نہ جانتا تھا اس سبب سے چپ رہا تب آپ ہی خانخانان نے
کہا تُعِزُّ مَن تَشَاءُ بِالقَنَاعَۃِ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِالسُّؤَالِ یعنی عزت دیتا ہے تو جسکو چاہتا ہے ساتھ قناعت
اور ذلت دیتا ہے تو جسکو چاہتا ہے ساتھ سوال کے اور کبھی جمعہ اور جماعت کی نماز اس سے فوت
نہوتی تھی مگر تفضیل کی طرف مائل تھا اور حافظ محمد امین خطیب سے کہتا تھا کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے
خطاب مین نسبت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے چند کلمہ تعظیم کے بڑھانے چاہیین اسی تاریخ مین میان حاتم
سنبھلی کا انتقال ہوا اور عِندَ مَلِیکٍ مُقتَدِرٍ انکی تاریخ ہے اسی سال کی بارھوین رجب کو سزاول خان کا
بیٹا باز بہادر حاکم مالوہ بہت سے ہاتھی اور لشکر ساتھ لیکر سارنگ پور سے سات کوس پر ادہم خان اور پیر محمد خان
وغیرہ کے مقابلے کے لیے آیا آخر بڑی لڑائی کے بعد باز بہادر نے شکست پائی اور سارا اسکا سامان اور

حرم غنیمت مین ہاتھ آیا جس روز یہ فتح میسر ہوئی اُس دن یہ دونون سردار اپنے ڈیرے دن مین بیٹھے تھے اور قیدیون کو اُنکے سامنے لا لا کر قتل کرتے تھے اور پیر محمد خان طنز کے طور پر کہتا تھا کہ اس مقتول کی کیا بلا گردن موٹی تھی اور اُس تنہ مین سے کسقدر خون نکلا اور آدمی جو اشرف المخلوقات ہے اور خدا کی بنائی ہوئی بنیاد ہے اُس روز اُسکی نظر مین کھیرے ککڑی کے مانند تھا وہان کے سید اور مشائخ قرآن ہاتھون پر رکھکر امن مانگتے ہوے آئے مگر پیر محمد خان نے سب کو قتل کر ڈالا ادہم خان نے ساری حقیقت فتح کی اکبر کو لکھی اور تھوڑے سے ہاتھی غنیمت کے صادق محمد خان کے ہاتھ حضور مین بھیجدیے اور اکثر عمدہ عمدہ ہاتھی اور باز بہادر کے حرم کی عورتین اور پاترین اور رنڈیان اپنے لیے رہنے دین اکبر یہ خبر سُنکر بذات خود ۲۱ اکیسوین شعبان ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ کو آگرہ سے کوچ کرکے سارنگ پور مین پہونچا اور ساری غنیمتین ادہم خان سے وصول کرکے وہان کے مہمات کا بندوبست کیا اور اُنتیسوین رمضان کو پھر آگرہ مین واپس آیا اسی سال مین عدلی کے بیٹے شیر خان نے جو باپ کے بعد چنہار مین قائم مقام ہوا تھا بہت سی فوج ساتھ لیکر جونپور پر چڑھائی کی خان زمان نے ابراہیم خان اوزبک اور مجنون خان قاقشال اور شاہم خان جلایر کے ساتھ متفق ہو کر اُسکو شکست دی اور بڑی فتح نمایان حاصل کی اسکے بعد اکبر کو کچھ خان زمان کی سرکشی کا وہم پیدا ہوا اسلیے خود بھی اُس طرف روانہ ہوا جب کالپی تک پہنچا تو عبد اللہ اوزبک وہان کے حاکم کی مہمانی قبول کی بعد ازان کڑہ کو گیا اور خان زمان اور بہادر خان بھی جونپور سے چلکر ملازمت مین حاضر ہوے اور عمدہ عمدہ ہاتھی اور طرح طرح کے نفیس تحفہ پیشکش کیے اکبر نے اُن دونون کو گھوڑے اور خلعت دیکر جاگیرون کو رخصت کیا اَلصُّلْحُ خَیْرٌ اس قضیہ کی تاریخ ہوئی مگر ایک عدد زیادہ ہے منہی اقبال درین کہنہ دیر ۔ غلغلہ انداخت کہ الصلح خیر ۔ اسی سال مین سترہوین ذی الحجہ کو اکبر پھر آگرہ مین واپس آیا آٹھوین جمادی الاول ۹۶۹ھ نوسو اُنہتر مین اکبر نے حضرت خواجہ معین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے اجمیر کا قصد کیا اور وہان کے مجاورون کو بہت سے انعامات دیے قصبہ سانبھر مین راجہ بہاڑا مل حاکم انبیر اور اُسکا بیٹا راے بھگوان داس ملازمت مین حاضر ہوا اور اُنسے اپنی ایک بیٹی بھی اکبر کے نکاح مین دی بعد ازان اکبر نے مرزا شرف الدین حسین کو جسکی جاگیر نواحی اجمیر تھی میرٹھ کے قلعہ پر جو اجمیر سے بیس کوس پر جیمل راجپوت کے قبضہ مین تھا نامزد کیا اور خود دار الخلافت کو واپس آیا مرزا شرف الدین نے اہل قلعہ کو اس شرط پر امن دی کہ سب قلعہ خالی چھوڑ کر باہر چلے جاوین اور مال و اسباب اپنے ساتھ کچھ نہ لیجاوین چنانچہ جیمل قلعہ کو خالی کرکے چلا گیا مگر دیو داس نامے جیمل کے ایک سپاہی اور کچھ لوگون کو اپنا

شریک کرکے قلعہ سے نکلتے وقت سارے مال و اسباب مین آگ لگادی اور شرف الدین کے مقابل ہوکر بہت سے آدمی
قتل کیے آخر خود بھی مارا گیا اور دو سو آدمی اور اُسکے ساتھ مارے گئے آخر وہ قلعہ شاہ بداغ خان اور اُسکے بیٹے عبد المطلب خان
وغیرہ اور اُمرا کے اتفاق سے فتح ہوگیا ادہم خان کے دربار مین چلے آنے کے بعد پیر محمد خان کا مستقل قبضہ مالوہ مین ہوگیا
بعد ازان اُسنے بہت سا لشکر جمع کرکے برہان پور اور بیجا گڑھ کے قلعون کو فتح کیا اسی طرح نربدہ پار اُتر گیا اور اُن تمام
ملکون کو قتل عام کرکے گویا آدمیون سے خالی کردیا اتفاقاً ایک مرتبہ پیر محمد خان اپنی فوج سے جدا ہوگیا تھا باز بہادر جو اُس
ملک کے اور کئی حاکمون کے ساتھ اُس طرف بھاگا پھرتا تھا موقع پاکر اُسکے سر پر آپہونچا پیر محمد خان گھبرا کر مندو کی طرف بھاگا
اور نربدہ مین مع اپنے ساتھیون کے پایاب گھوڑے ڈال دیے اتفاقاً اُسوقت کچھ اونٹ بھی دریا اُترتے تھے اُنمین سے
ایک اونٹ اُسکے گھوڑے پر گر گیا پیر محمد خان نے اُس صدمہ سے دار البحر کو کوچ کیا مالوہ کے سردار بعد ازان
وہان توقف مناسب نہ سمجھکر بھاگ کر اکبر کی حضور مین آئے چندروز قید رہے آخر چھوٹ گئے باز بہادر نے پھر مالوہ پر
قبضہ کرلیا عبد اللہ خان اوزبک نے معین الدین احمد خان فرنخودی وغیرہ کے اتفاق سے پھر اُس ملک کو اُس سے نکال لیا
باز بہادر چندروز چیتور اور اُودے پور مین رانا اُودے سنگھ کی پناہ مین رہا اور چندروز گجرات مین بسر کرتا رہا آخر دربار مین حاضر ہوکر
اکبر کے نوکرون کے گروہ مین داخل ہوا پھر چندروز قید رکہر خلاصی پائی لیکن موت کے پنجہ سے خلاصی ملی عبد اللہ خان
اوزبک مانڈیہ مین رہا اُسکے مددگار امیر اپنی اپنی جاگیرون کو چلے گئے معین الدین احمد خان دربار مین چلا آیا
اسی سال مین خواجہ عبد اللہ مروارید وزیر کا پوتا خواجہ محمد صالح صدارت کے منصب پر مقرر ہوا لیکن انعامات اور اوقاف
اور معافیات کے دینے مین اُسکا حکم مستقل نہ تھا بالکل اختیار دیوانی والون کا تھا اسی سال مین سید بیگ ابن معصوم بیگ
شاہ طہماسپ کی طرف سے وکیل مقرر ہوکر ہمایون کی تعزیت مین ایک نامہ لایا اکبر نے اُسکی بڑی تعظیم و تکریم کی
اور مبلغ سات لاکھ تنکہ اور ایک گھوڑا اور خلعت انعام دیا اور سوا اسکے سب امیرون نے بہت کچھ اُسکی
نذر کیا اور بہت سے تحفہ ساتھ لیکر وہ ہندوستان سے واپس گیا اُسی زمانہ مین اکبر نے اتکہ خان ملقب
بہ اعظم خان کو پنجاب سے بلاکر وکیل مطلق مقرر کیا دوشنبہ کے روز بارھوین رمضان سنہ ۹۶۹ نو سو انہتر مین
ادہم خان نے منعم خان و شہاب الدین احمد خان وغیرہ کے بہکانے سے اُسکو بہت زخمی کیا اور اُسی طرح
شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے حرم سرا کے دروازہ پر جا کھڑا ہوا جب اکبر تلوار لیے ہوے گھر مین سے نکلا تو
اُس سے پوچھا کہ یہ تو نے کیا حرکت کی تو اُسنے کہا کہ ایک نادہ لتخواہ کو سزا دے دی اُسوقت اکبر نے حکم دیا کہ
اسکو باندھکر دولت خانہ کی چھت پر سے گرادو چنانچہ جب اُسکو گرایا تو کچھ جان اُسمین باقی رہی اسلیے اکبر نے

حکم دیا کہ دوبارہ گرادو اعظم خان کا اُس سے ایک روز بعد دم نکلا + دو خون شد + اُسکی تاریخ ہی مگر اسمین ایک
عدد زیادہ ہی اور دوسری تاریخ بطریق تعمیہ کے یہ ہی ۵ رفت از ظلم سر اعظم خان + اور ایک تاریخ یہ ہی
۵ خان اعظم سپاہ اعظم خان + کہ چو اوکس درین زمانہ ندید + شہادت رسید ماہ صیام + شربت بشت
روزہ دار چشید + کاش سال دگر شہید شدے + کہ شدے سال فوت خان شہید + اُسکے چہلم کے روز
ماہم انکہ اعظم خان کا باپ بھی بیٹے کے رنج مین مرگیا اور اسی سال مین ستائیسوین رجب کو آگرہ مین مصنف
صاحب کے والد مرحوم ملوک شاہ نے انتقال کیا بسادر مین لیجا کر اُنکے جنازہ کو دفن کیا تاریخ اُنکے
وفات کی مصنف صاحب نے یہ لکھی ہی ۵ سر دفتر افاضل دوران ملوک شاہ + آن بحر علم و معدن احسان
کان فضل + چون بود در زمانہ جہانی ز فضل از ان + تاریخ سال فوت وی آمد جہان فضل + حسب اتفاق
اسی سال مین اُنکے پیر شیخ پنجو سنبھلی کا انتقال ہوا اُنکے وصال کی تاریخ یہ ہی ۵
کمال الحق والدین شیخ پنجو + کہ آمد جنت فردوس جائیش + ز روے تعمیہ تاریخ فوتش + شود حاصل ز نام ال کشائیش
اور ایک مادۂ تاریخ یہ ہی + درویش دانشمند + اسی سال مین خانخانان اور محمد قاسم خان میر بحر اس خوف سے
کہ ادہم خان کے بہکانے مین شریک تھے اور بعضی اور وجہین بھی تھین سیر کے بہانہ سے کشتی مین
بیٹھے اور تھوڑی دور جا کر بعضے مفلس زمینداروں کے مشورہ سے دو تین سوار ساتھ لیکر شام کے وقت
روپڑ اور بجوارہ کے قصد پر پہاڑ کی طرف بھاگے اور وہان سے کابل کا ارادہ کیا کیونکہ وہان منعم خان کا بیٹا
غنی خان حاکم تھا جب یہ پرگنہ سروت مین پہونچے تو قاسم خان میستانی انکی وضع دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ بھاگے
ہوے ہین فوراً وہ کچھ سپاہی اپنے ساتھ لیکر ان دونون کو باندھ لایا اور سید محمود بارہہ کے آدمیون کو جو
کہین قریب تھے مطلع کیا سید محمود نے اپنے بیٹون کو اُنکے استقبال کے لیے بھیجا اور بڑی
تعظیم و تکریم سے آگرہ کی طرف روانہ کیا اکبر نے بھی کئی امیرون کو استقبال کے لیے بھیجا اور پھر منصب
وکالت کا خانخانان کو حوالہ کرکے پہلے سے بھی زیادہ قدر کی اسی سال مین میر محمد خان انکہ جسکا خطاب
خان کلان تھا بہت سا لشکر ساتھ لیکر کمال خان گھکر کی مدد کے لیے گھکرون کے ملک مین گیا
اور وہان مقابلہ کرکے کمال خان کے چچا سلطان آدم کو گرفتار کیا اور اُسکا بیٹا لشکری نامے کشمیر کو
بھاگ گیا چند روز کے بعد وہ دونون باپ بیٹے اپنی موت مر گئے میر محمد خان اُس تمام ملک کو کمال خان کے
سپرد کرکے پھر آگرہ کو واپس آیا ایک روز اکبر نے ایک بڑا جشن عالی ترتیب دیا تھا خان کلان نے ادہم

مجلس مین بہت سے شاعرون اور فاضلون اور امیرون کے سامنے ایک قصیدہ جو اپنے گمان مین نہایت
عمدہ لکھا تھا پڑھنا شروع کیا پہلا ہی مصرع اُسکے مطلع کا یہ تھا مصرعہ بحمد اللہ کہ دیگر آدم فتح کھکر کردہ ٭
اکبر بھی متوجہ ہوکر اُس قصیدہ کو سُن رہا تھا اور خان کلان کو بہت بڑے صلہ کی امید تھی ایسے حال مین جبھی پہلا
مصرع خان کلان نے پڑھا اُسکا داماد عبد الملک خان چلّا اُٹھا کہ اے خان دیگر آدم کی جگہ دیگر آدیم پڑھو کیونکہ
اِس مہم مین بعضے نامرد بھی آپ کے شریک تھے تمام اہل مجلس ہنستے ہنستے لوٹ گئے خان کلان نے اپنی
پگڑی زمین پر پٹک دی اور اکبر سے کہنے لگا کہ اِس مردک کے ہاتھ سے حضور ہی میری داد دلائینگے جسنے میری
ساری محنت ضائع کردی طرفہ یہ ہے کہ عبد الملک خان نے اپنے نام کا سجع یہ تجویز کیا تھا ؎ عبد راتون بالملک
افزون کنی ٭ پس الف لام درو اندرون کنی ٭ ملا شیری نے ایک قصیدہ اُسکی تعریف مین لکھا تھا جسکا ایک
شعر یہ ہے ؎ اگر گوار بایہ مقابل تو گریزہ ٭ تو صاحبی و مقابل نیشوی بہ گوار ٭ اسی سال مین مولانا علاء الدین لاری جنھون نے
شرح عقائد نسفی پر حاشیہ لکھا ہے خان زمان کے پاس سے آگرہ مین آئے اور وہان اُنھون نے چھپر
ڈال کر ایک مکان مدرسہ کے لیے بنایا مدرسہ خس اُسکی تاریخ ہوئی بعد ازان مولانا ممدوح حج کو تشریف
لے گئے اور وہین اُنکا انتقال ہوگیا اِس سال مین کابل مین طرح طرح کے خلل پیدا ہوے اور تھوڑے
عرصہ مین کئی حاکمون کا تغیر تبدل واقع ہوا خانخانان منعم خان حیدر خان آختہ بیگی کو کابل مین اپنا نائب
مقرر کرایا تھا لیکن چونکہ اُسنے لوگون کے ساتھ بدسلوکی کی اِس وجہ سے خانخانان نے اُسکو معزول کرکے
اپنے بیٹے غنی خان کو وہان کا نائب مقرر کیا مگر اُس سے بھی کئی حرکتین ناشایستہ واقع ہوئین چنانچہ
اُسنے تولک خان قوچین کو جو بڑے نامی گرامی امیرون مین سے تھا باندھ لیا آخر قابو پاکر تولک خان نے
اُسکو قید کرلیا انجام کو بڑی مشکل سے غنی خان نے عہد و پیمان کرکے اُس قید سے نجات پائی اور بدعہدی
کرکے تولک خان پر حملہ کیا تولک خان بے لڑے بھڑے ہندوستان کو چلا آیا ماہ چوچک بیگم ہمایون بادشاہ کی بی بی
اور شاہزادہ میرزا محمد حکیم کی مان نے جو اُس زمانہ مین دس برس کا تھا شاہ ولی بیگ اتکہ اور فضائل بیگ کو
منعم خان کے بھائی جسکو مرزا کامران نے اندھا کردیا تھا اور اُسکے بیٹے ابو الفتح بیگ سے اتفاق کرکے
غنی خان کو اندر نہ آنے دیا اور قلعہ کابل کا دروازہ بند کرلیا مجبور ہوکر غنی خان ہندوستان کو چلا آیا اور چونکہ اُسکا
باپ منعم خان اُس سے بہت ناراض تھا اِس وجہ سے دربار مین دخل نہ پایا چند روز جونپور وغیرہ مین آوارہ
پھرا آخر مرگیا فضائل بیگ بیگم کی طرف سے اور ابو الفتح بیگ اپنے باپ کی طرف سے نائب مقرر ہوکر کابل

قابض و متصرف ہوے اور ان دونون نے عمدہ عمدہ جاگیرین اپنے لیے تجویز کرلین اور برا برا ملک مرزا کے
لیے چھوڑا آخر شاہ ولی اتکہ نے علی محمد اسپ کے ساتھ اتفاق کرکے ایک شب بیگم کے اشارہ سے حالت
مستی مین ابو الفتح بیگ کو قتل کرڈالا اُسکا باپ سارا اپنا سامان لیکر کابل سے ہزارہ کی طرف چلدیا
بیگم کے نوکرون نے تعاقب کرکے رستہ مین اُسکو بھی قتل کرڈالا شاہ ولی بیگ نے بیگم کے
اتفاق سے عادل شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے سارا انتظام اپنے اختیار مین لیا تب اکبر نے منعم خان کو
شاہزادہ مرزا محمد حکیم کا اتالیق اور کابل کا حاکم مقرر کرکے اُس طرف روانہ کیا اور اور بھی کئی امیر اُسکے ساتھ کیے
بیگم بھی مقابلہ کے ارادہ پر مرزا کو ساتھ لیکر مع تمام اپنے لشکر کے کابل سے جلال آباد مین آگئی منعم خان نے
پہلے ہی حملہ مین مع اپنے مددگار امیرون کے جو محمد قلی خان برلاس اور حسن خان برادر شہاب خان وغیرہ تھے
شکست فاش کھائی اور سارا اُسکا سامان لُٹ گیا آخر بہت بُرے حالون سے بھاگ کر اکبر کی درگاہ مین آیا
پھر بیگم نے غدر کی ہمت رکھکر شاہ ولی بیگ کو بھی قتل کردیا اسی سال مین شاہ ابو المعالی مکہ سے واپس آیا
اتفاقاً مرزا شرف الدین حسین اُن دنون مین آگرہ سے باغی ہوکر بھاگ گیا تھا اور حسین قلی خان اور صادق محمد خان
اسکے تعاقب مین متعین ہوے تھے مرزا شرف الدین مذکور کے بہکانے سے شاہ ابو المعالی نے بھی نواحی
جالور مین غارتگری شروع کی اسمٰعیل قلی خان اور احمد بیگ اُسکے تعاقب مین متعین ہوے آخر
شاہ ابو المعالی نے قلعہ نارنول مین آکر سارے خزانہ کو لوٹ کر اپنی فوج پر تقسیم کردیا بعد ازان ابو المعالی کے
بھائی خان زادہ نامے کو جسے شاہ لوندان بھی کہتے تھے محمد صادق خان اور اسمٰعیل قلی خان نے
گرفتار کرلیا تب شاہ ابو المعالی بے دست و پا ہوکر کابل کی طرف بھاگا اور پنجاب مین جاکر اُسنے اسکندر بیگ
اور احمد بیگ دونون سردارون کو جو اور امیرون سے جدا ہوگئے تھے اُنکے نوکرون سے متفق ہوکر
قتل کرڈالا بعد ازان اُسنے کابل کو بیگم کے پاس عرضی بھیجی اور اپنا خلوص اور اعتقاد ہمایون کے ساتھ
بہت سا ظاہر کیا اور عرضی کے عنوان پر یہ شعر لکھا ع مابدین در نہ پے حشمت و جاہ آمدہ ایم + از بد حادثہ اینجا
بہ پناہ آمدہ ایم + بیگم نے اُسکے جواب مین لکھ بھیجا مصرع کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست اور بیگم نے اپنی
بیٹی کے ساتھ اُسکا نکاح بھی کردیا اور سارا انتظام شاہ ابو المعالی کے ہاتھ مین آگیا بعد ازان اُسنے شوکرن
قراچہ خان وغیرہ کے بہکانے سے بیگم کو بھی قتل کرڈالا اور حیدر قاسم کوہ بر کو بھی جو بعد شاہ ولی بیگ کے
وکیل مقرر ہوا تھا شہید کیا اور اُسکے بھائی محمد قاسم کوہ بر کو قید کرلیا پھر بہت سی جماعت نے

متفق ہوکر بیگم کے انتقام پر کمر باندھی قلعہ کے اندر بڑی لڑائی ہوئی آخر ابو المعالی نے سب کو پس پا کر دیا محمد قاسم
قید سے چھوٹ کر بدخشان کو گیا اور وہان اُسنے میرزا سلیمان کو شاہ ابو المعالی پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور
میرزا محمد حکیم نے بھی اُسکے پاس یہی پیغام بھیجا چنانچہ قصہ انشاء اللہ تعالی آئندہ مذکور ہوگا اسی سال مین
مرزا شرف الدین حسین جو چار واسطون سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ العزیز کی اولاد مین تھا
جب اُسکا باپ خواجہ معین الدین بن خواجہ خاوند بن خواجہ یحییٰ بن حضرت خواجہ احرار سفر حج سے واپس آیا
اور عزت و آبرو بہت پائی تو مرزا شرف الدین مذکور اُسی زمانہ مین ناگور سے آگرہ مین آیا اور بعضے بد طینت
آدمیون کے بہکانے سے اکبر کی طرف سے کچھ وہم اُسکے دل مین پیدا ہوا چنانچہ اُسنے آگرہ سے بھاگ کر پھر ناگور کا
رستہ لیا اکبر نے صادق محمد خان اور حسین قلی خان کو اُسکے پیچھے نامزد کیا اور حکم دیا کہ اوّلاً اُسکی تسلی دلاسا
کیجاوے اور جب نہ مانے تو گوشمالی قرار واقعی دیجاوے مرزا مذکور اجمیر کے قلعہ کو ترخان دیوانہ کے سپرد کر کے ناگور کو
چلدیا دیوانہ قلعہ کو خالی چھوڑ کر اُسکے پیچھے ہو لیا مرزا شرف الدین حسین کی جالور مین شاہ ابو المعالی سے ملاقات ہوئی
جیسا کہ اول مذکور ہو چکا اور اِن دونون مین یہ قرار پایا کہ شاہ ابو المعالی حسین قلی خان کے آدمیون پر جو حاجی پور
مین تھے حملہ کرے اور اُسی رستہ سے کابل کو چلا جاوے اور وہان سے شاہزادہ میرزا محمد حکیم کو ساتھ لاوے
اور اُسکے آنے تک مرزا یہان ہاتھ پانون مارتا رہے مگر شاہ ابو المعالی نے جب سُنا کہ صادق محمد خان وغیرہ اُمرا
اُسپر فوج لا رہے ہین اسلیے اُس قرار داد سے عدول کر کے نارنول کو چلا گیا اور وہان کے حاکم میر گیسو شقدار کو
باندھ کر کچھ روپیہ وصول کیا اور وہان سے کابل کو چلدیا احمد بیگ اور اسکندر بیگ صادق محمد خان و اسمعیل قلی خان
کے لشکر سے جدا ہو کر اُسکے پیچھے ہو لیے اور مرزا شرف الدین کے چند آدمیون کو ان دو سردارون نے نوکر رکھ کر
اُنپر بڑا اعتماد کر لیا تھا اُنھین آدمیون نے زمانہ قلی نامے ایک مفسد کی زبانی شاہ ابو المعالی کو یہ پیغام بھیجا
کہ تم فلانی جگہ توقف کرو جسوقت یہ دونون سردار وہان پہونچینگے ہم اُنکا کام تمام کر دینگے چنانچہ جب
یہ دونون سردار وہان پہونچے تو اُدھر سے تو شاہ ابو المعالی یکا یک گھات مین سے نکلا اور اِدھر سے اُن ظالمون نے
اُن دونون کو قتل کر ڈالا اُنکے قدیمی نوکر یہ حال دیکھکر اِدھر اُدھر متفرق ہو گئے جب یہ قصہ مفصل اکبر کے گوش زد
ہوا تو اُسنے اس فتنہ کے انتظام کے لیے دہلی کی طرف توجہ کی وہان ایک اور جھگڑا پیدا ہوا اور وہ یہ ہے
کہ اکبر نے قصد کیا کہ دہلی کے امیرون اور شریفون کی بیٹیون کے ساتھ اپنے نکاح کرے عورتین اور
خواجہ سرا لڑکیون کے پسند کرنے کے لیے لوگون کے گھرون مین جانے لگین تمام شہر مین ہول پڑ گیا

یہ سارا قصہ شیخ بدہ اور بہرہ امراے آگرہ کے اغوا سے ہوا آخر ایک عورت پر اکبر مائل ہوا اُسکے شوہر عبد الواسع سے
اُسکی خواہش کی چنانچہ عبد الواسع نے اپنی بی بی کو طلاق دی اور وہ حرم سراے بادشاہی مین داخل ہوگئی
عبد الواسع ندامت کے سبب سے دہلی کو چھوڑ کر دکن مین شہر بدیر کو چلا گیا اسی عرصہ مین ایک روز اکبر سیر کرتا ہوا
مدرسہ بیگم کی طرف کو گذرا فولاد نامے ایک لڑکے نے جو مرزا شرف الدین حسین کا غلام تھا مدرسہ کی چھت پر سے
ایک تیر مارا اکبر کے بدن پر اُچٹتا ہوا لگا خیر ہوگئی ہرچند امیرون کی یہ راے ہوئی کہ مقدمہ کی تحقیقات تک اُس لڑکے کو
قید رکھین تاکہ اُن سب لوگون کا حال معلوم ہوجاوے جو جو اُسکے اغوا مین شریک ہین مگر اکبر اس امر پر راضی نہوا
اسی وقت اُسکو قتل کرڈالا اکبر وہان سے سوار ہوکر قلعہ دین پناہ مین آیا طبیب معالجہ مین مشغول ہوے
چند روز مین وہ زخم اچھا ہوگیا پھر اکبر نے آگرہ کا قصد کیا اور پندرھوین جمادی الثانی سنہ ۹۷۰ نوسوستر مین
وہان پہونچ گیا اُسی سال مین شاہ ابو المعالی کا جھگڑا تمام ہوا تفصیل اُسکی یہ ہے کہ محمد قاسم کوہ بر کی تحریک سے
مرزا سلیمان نے کابل پر فوج کشی کی ادھر سے ابو المعالی بھی مرزا محمد حکیم کو ساتھ لیکر مقابل ہوا غوربند کے کنارہ
لڑائی ہوئی شاہ ابو المعالی کی ایک طرف کی فوج کو شکست ہوئی تو ابو المعالی مرزا محمد حکیم کو سلیمان مرزا کے
مقابلہ مین چھوڑ کر خود اُس طرف روانہ ہوا مرزا محمد حکیم اپنے خاص آدمیون کے ساتھ دریا اُترکر سلیمان مرزا کے
پاس پہونچا ابو المعالی بھی پھر ٹھہر نہ سکا مقابلہ سے بھاگا کچھ لوگون نے اُسکا تعاقب کیا آخر چاریکاران کے
گانون سے گرفتار کرکے کابل مین سلیمان مرزا کے پاس لائے سلیمان مرزا نے اُسکو اُسی طرح پابزنجیر
مرزا محمد حکیم کے پاس بھیجدیا مرزا محمد حکیم نے فوراً اُسکو پھانسی دیکر مار ڈالا یہ واقعہ سترھوین شب کو ماہ رمضان
سنہ ۹۷۰ نوسوستر مین ہوا اسکے بعد مرزا سلیمان نے اپنی بیٹی کے ساتھ مرزا محمد حکیم کا نکاح کردیا اور سید علی نام
ایک اپنے معتمد نوکر کو اُسکا وکیل مقرر کرکے خود بدخشان چلا گیا اسی سال مین جمال خان نامے عدلی کے
غلام نے چنہار کا قلعہ فتو نامے ایک دوسرے غلام کو حوالہ کیا اور اُسنے اپنی عرضی اکبر کے پاس بھیجی چنانچہ
شیخ محمد غوث جنکا فتو مرید تھا اور آصف خان جسکا نام خواجہ عبد المجید ہروی تھا اکبر کی طرف سے گئے اور فتو سے
صلح کرکے وہ قلعہ لے لیا اور حسن خان ترکمان کے حوالہ کردیا اور فتو کو اکبر کے دربار مین لے آئے یہان
اُسنے بڑی عزت پائی اسی عرصہ مین شیخ محمد غوث کا انتقال ہوگیا اور ملا اسمٰعیل عطائی معمائی نے ، بندہ خدا شد
اُنکی وفات کی تاریخ نکالی اسی سال کی بیسوین رمضان کو مخدوم اشرف مصنف صاحب کے نانا نے
انتقال کیا ، فاضل جہان اُنکے وفات کی تاریخ ہے سنہ ۹۷۱ نوسو اکھتر مین خواجہ مظفر علی تربتی نے خان کا

خطاب اور منصب وزارت کل پایا اور ظالم اُسکے تقرر کی تاریخ ہوئی لیکن راجہ ٹوڈرمل سے اور اُس سے موافقت
نہ ہوئی ذرا ذرا بات پر ہر روز باہم جھگڑا ہوتا تھا کسی ظریف نے اس بیت قدیم کو کہ ٥ سگ کاشی بہ از صفاہانی
گرچہ صد بار سگ ز کاشی بہ + اس طور پر تضمین کیا ٥ سگِ راجہ بہ از مظفر خان + گرچہ صد بار سگ ز راجہ بہ +
امیرون نے راجہ کی شکایت اکبر سے کی اور اُسکے تغیر کا التماس کیا اکبر نے جواب دیا کہ تم سب اپنی اپنی سرکارون
مین ہندوون کو نوکر رکھتے ہو یہ ہماری سرکار کا ہندو ہے پھر اس سے کیون رنج کرتے ہو ایک شخص نے راجہ کی مہر کا سجع
یہ تجویز کیا تھا ٥ آنکہ شد کار ہند ازو مختل + راجہ راجہاست ٹوڈرمل + اسی سال مین اکبر نے قاضی لال کو جو ایک اطراف
تھا قصبہ برن سے طلب کر کے کسی جرم مین قتل کیا قاضی لال اُسکی تاریخ ہوئی اسی سال مین غازی خان سور جو عدلی کے
بڑے امیرون مین سے تھا اور کئی بار اکبر کے دربار مین حاضر ہوا تھا اور پھر بھاگ بھاگ گیا تھا نواحی گڑہ مین بہت سی جمعیت اکٹھی
کر کے آصف خان سے مقابل ہوا آخر لڑائی مین مارا گیا اس فتح سے آصف خان کو بڑی قوت حاصل ہوئی چنانچہ اسکے بعد
اُسنے گڑہ کنتا کے ملک پر جسمین اُس زمانہ مین ستر ہزار گانون آباد تھے اور قلعہ چوراگڈھ اُسکا دار الریاست تھا حملہ کیا
وہانکی حاکم رانی درگاوتی جو بڑی خوبصورت ایک عورت تھی بیس ہزار سوار اور پیادہ اور سات سو جنگی ہاتھی ساتھ
لے کر مقابل ہوئی اس لڑائی مین فریقین نے بڑی کوشش کی آخر رانی کے ایک تیر لگا جس سے وہ
قریب ہلاکت ہوئی اُس پر بھی اُسنے ننگ و ناموس کے خوف سے اپنے فیلبان کو اشارہ کیا چنانچہ اُسنے ایک خنجر
لگا کر بالکل اُسکا کام تمام کر دیا مگر ایک کمبخت بدمعاش پھر بھی نہ چوکا اور اُس مردہ سے بھی زندہ کا کام لیا بعد ازان
آصف خان چوراگڈھ کو گیا اُس رانی کا بیٹا بھی کچھ لڑائی کے بعد مارا گیا اس فتح مین اسقدر خزانہ
آصف خان اور اُسکے لشکر والون کو ملے جو حد شمار سے باہر ہین چنانچہ آصف خان کو اُس مال کے غرور مین
بڑی نخوت پیدا ہو گئی آخر خاک مین مل گیا اسی سال کی بارھوین ذی قعدہ کو عین موسم برسات مین اکبر نے
ہاتھیون کے شکار کے لیے نرور کی طرف کوچ کیا اور نئے نئے طریقہ ہاتھیون کے شکار کے نکالے پھر سارنگ پور کے
رستہ سے ولایت مندو مین پہونچا عبد اللہ خان اوزبک کچھ پہلے اپنے قصورون کے خوف سے مندو سے
بھاگ کر گجرات کو چلدیا ہر چند مقیم خان نے جسکا اس یورش مین شجاعت خان خطاب ہو گیا تھا جا کر اُسکی
تسلی کی اور ہر طرح سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا اکبر کی ہراول فوج سے کچھ عبد اللہ خان کی لڑائی بھی ہوئی آخر جب اکبر
قریب پہونچا تو عبد اللہ خان اپنے سارے مال و اسباب اور اہل و عیال کو وہین چھوڑ کر کچھ ضروری آدمی
ساتھ لیکر گجرات مین چنگیز خان کے پاس پناہ لے گیا چنگیز خان سلطان محمود گجراتی کا ایک غلام تھا اور بعد

سلطان محمود کے وہان کا حاکم ہوگیا تھا اکبر کے لوگ گجرات کی حد تک عبد اللہ خان کے پیچھے گئے اور اُسکے
اہل حرم اور ہاتھیون وغیرہ کو پکڑ لائے جو باقی رہے وہ گنوارون کے ہاتھ لگے مشہور ہے کہ چنگیز خان کے زمانہ مین
گجرات ایسی آباد تھی کہ پہلے کبھی نہ تھی اور علم وفضل کا بھی اُسکے زمانہ مین حد سے زیادہ رواج تھا جس غریب سپاہی نے
اُسکی نوکری کر لی پھر اسکو کسی سے احتیاج نہوتی تھی ہر روز چنگیز خان پانچ چھ جوڑے کپڑے اپنے پہننے کے لوگون کو
دیتا تھا اور ہر جوڑا پچاس یا ستر یا اسّی اشرفی سے کم قیمت کا نہوتا تھا ایک اُسکی ادنیٰ سخاوت تھی کہ ایک روز
اپنے ملازمون کے ساتھ سیر کرتا تھا عبد اللہ خان ازبک بھی ساتھ تھا اتفاقاً اُسی وقت وہ تین کشتیان نقد اور
اسباب کی بھری ہوئی اُسکی نذر گذرین فوراً وہ سب عبد اللہ خان کے حوالہ کر دین منجملہ اُسکی سخاوتون کے
ایک یہ ہے کہ شاہ عارف صفوی جو جنات کی تسخیر مین مشہور ہے اور مصنف صاحب کے زمانہ مین لاہور مین موجود تھا
اُسکی یہ عادت تھی کہ لوگون کو خزانہ کے خزانہ بخش دیتا تھا اور اسقدر مال اُسکو وہین سے ملتا تھا اور اُنکی شہر فیروزپور مین
بھی چنگیز خان کا سکہ ہوتا تھا اسی عرصہ مین میران مبارک شاہ برہانپوری نے قاصدون کو بھیجکر اطاعت قبول کی
اکبر کی طرف سے اعتماد خان خواجہ سرا اُن قاصدون کے ساتھ گیا اور میران شاہ کے بیٹی کو مع اور بہت سے
تحفون کے اکبر کے لیے لایا اسی سال مین دکن کے امیرون مین سے یعقوب خان نے آکر اطاعت قبول کی
محرم سنہ ۹ نوسو بہتر مین اکبر نے سندوسے قصبہ ناجہ کی طرف کوچ کیا اور قرابہادر خان کو اُس نواحی کی حکومت
عنایت کی پھر وہان سے شکار کرتا ہوا اجین اور سارنگپور اور گوالیار کے رستہ سے تیسری ربیع الاول کو
آگرہ مین پہونچا اسی سال مین اکبر کے دو بیٹے توام حسن اور حسین نامے کسی حرم کے بطن سے پیدا ہوئے مگر ایک
مہینے کے عرصہ مین دونون مرگئے اسی سال مین اکبر نے شہر نگرچین کو تعمیر کیا ابو الفضل نے اکبرنامہ کی تصنیف کے
وقت چند سطرین اُسکی تعریف مین مصنف صاحب سے لکھوائی تھین وہ بجنسہ نقل کی جاتی ہین

چون مہندس کارخانہ ابداع اندیشہ بلند شہریار کامگار را کہ معمار معمورہ گیتی خصوصاً بناے معمورۂ ہندوستان ست
از آغاز فطرت اختراع آئین ایجاد فرمودہ تا بمقتضاے جاندارد از جہان آشتی یکی را بدین دگر کاشتی
ہر منزل و ہر گل زمینے را کہ ہواے آن معتدل و فضاے آن فسیح و آبش گوارا و سوادش مسطح باشد تعمیر بخشیدہ محل
نزول اجلال موکب اقبال سازد چہ اختیار اماکن منزہ و مساکن طیبہ و منازل مروحہ و میاہ عذب بہر ابقاے
نعمت صحت بدنی و احتمال اعتدال مزاج انسانی کہ وسیلہ معرفت وطاعت یزدانی ہمان تواند بود از جملہ سنتی
جہانبانی است خصوصاً وقتیکہ بعضے از مصالح ملکی نیز مثل سیر و شکار وغیرہ بآن منضمن گردد بنا بران و

درین سال خجستہ فال بعد از معاودت از سفر مالوہ کہ اولیاے دولت منصور و اعداے ملک مقہور شدہ بودند پیش دید
ہمت والا نہمت و اقتضاے راے جہان آراے چنان افتاد کہ موضع گھراولی را کہ بیک فرسنگی آگرہ واقع شدہ باعتبار
لطافت آب و نظافت ہوا بر خیلے امکنہ رجحانے و مزیتے تمام داشتہ معسکر حشم ہمایون و مخیم دولت ابد پیوند گردانیدہ
و از مضائق مداخل و مخارج شہر خاطر قدسی مآثر را فراغتے حاصل گشتہ اوقات فرخندہ سمات را گاہی بچوگان بازی
و گاہے بہ دوانیدن سگان تازی و پرانیدن جانوران گوناگون مصروف سازند و بناے آن معمورہ بلند
اساس ابشگون استحکام مبانی قصر سلطنت بیزوال و تفاول از دیاد جاہ و جلال گرفتہ فرمان نافذ بران گونہ
عز اصدار یافت کہ باریافتگان قرب منزلت و منظوران نظر عاطفت ہر کدام از براے خود دران مکان مرفہ
عمارات عالی و مناظر رفیع بنیاد نہند و در اندک مدت سواد آن بقعہ لطیف از پرتو توجہ حضرت ظل الٰہی خال رخ
نو عروس عالم شد و نگارچین کہ عبارت ست از امن آباد نام یافت سے الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست آمد آخر
ز پس پردۂ تقدیر پدید طرفہ یہ ہے کہ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اب اُس عمارت کا کچھ اثر بھی باقی نہین ہا اسی
سال مین یا سال گذشتہ مین اکبر نے شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شیخ عبد النبی محدث کو قصبہ
اندری کرنال سے طلب کر کے صدر الصدور مقرر کیا اور یہ اجازت دی کہ مظفر خان کے اتفاق سے لوگون کی مدد معاش
مقرر کیا کرے بعد چند روز کے وہ مستقل ہو گیا ابتدا مین اُسنے اسقدر انعامات اور روزینہ لوگون کو عطا کیے
کہ اگر سب تخت نشین پچھلے بادشاہون کی جمع کیجاوین تو اُسکے برابر نہون لیکن آخر کو بالکل اسکے برخلاف ہو گیا
چنانچہ انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اسی عرصہ مین اکبر کے خالو خواجہ معظم سے بعضے امور ناشایستہ سرزد ہوے
تھے ایک روز اکبر اُسکے سمجھانے اور ایسی حرکتون سے منع کرنے کے لیے اُسکے گھر جاتا تھا مگر اُسکے دل مین اکبر کے
آنے کی خبر سُنکر بدگمانی پیدا ہوئی اور اُسی وقت اُسنے اپنی بی بی کو قتل کر دیا اکبر نے اس حرکت بیجا پر اُسکی
بڑی گوشمالی کی بعد ازان قید کر کے گوالیار کے قلعہ مین بھیجدیا چنانچہ وہ وہین مر گیا اِس سال مین مرزا سلیمان
اور مرزا محمد حکیم مین بعضے معاملات پر نوبت بجنگ و جدال پہونچی اور مرزا سلیمان تربا بھاری لشکر لیکر مقابلہ کے
لیے آیا مرزا محمد حکیم عاجز ہو کر جلال آباد کو بھاگ آیا مرزا سلیمان نے تعاقب کیا آخر محمد حکیم جلال آباد سے بھی کوچ کر کے
ہندوستان کے حدود مین داخل ہوا اور ایک عرضی باستدعاے امداد اکبر کو بھیجی مرزا سلیمان قنبر نامے
ایک اپنے نوکر کو جلال آباد مین چھوڑ کر پشاور کے رستہ سے کابل کو چلا گیا اِسی اثنا مین اکبر کے حکم کے
بموجب محمد قلی خان برلاس اور اتکہ خان مع تمامی اپنی قوم کے اور مہدی قاسم خان اور کمال خان گکھر وغیرہ

سارے اُمراے پنجاب کے مرزا محمد حکیم کی معاونت کے لیے جمع ہوے اور جلال آباد مین قنبر کو مع تین سو
آدمیون کے قتل کر ڈالا مرزا سلیمان یہ خبر سنکر بدخشان کو بھاگ گیا اور مرزا حکیم بخاطر جمع کابل مین داخل ہوا خان کلان
مرزا محمد حکیم کی اتالیقی کے لیے کابل مین رہا باقی سب اُمرا اپنی اپنی جاگیرون کو رخصت ہوے تھوڑے دنون کے
بعد مرزا محمد حکیم نے اپنی بیوہ ہمشیرہ کا جو شاہ ابوالمعالی کی بیوی تھی بے مشورہ خان کلان کے خواجہ حسن نقشبندی کے
ساتھ نکاح کر دیا اور خواجہ حسن کو وکیل مستقل مقرر کرکے سارا انتظام اُسکے اختیار مین دیا کسی ظریف نے اُسکی نسبت
یہ شعر تصنیف کیا تھا ۵ گر خواجہ با خواجہ حسن خواہد بود ٭ ما را نہ جدال و نے رسن خواہد بود ٭ خان کلان جو بالکل بیکار تھا
مجبور ہو کر بے رخصت مرزا محمد حکیم کے لاہور مین چلا آیا اور ساری کیفیت سے اکبر کو مطلع کیا اسی سال مین شیخ الاسلام
فتح پوری نے ایک خانقاہ جدید بنائی جو خوبی عمارت مین بے نظیر اور بے مثال تھی شیخ مذکور سنہ ۹۷۱ نوسو اکہتر
مین سفر حج سے واپس آیا تھا اُسکی تہنیت مین مصنف صاحب نے ایک خط عربی مین لکھا تھا اور اُنھین
اُسکے آنے کی یہ تاریخ لکھی تھی ۵ شیخ الاسلام مقتداے انام ٭ رفع اللہ قدرہ السامی ٭ از مدینہ چو سوے ہند آمد
آن ہدایت پناہی نامی ٭ ہند از مقدم ہمایونش ٭ یافت از سر خجستہ فرجامی ٭ گیر حرفے و ترک کن حرفے ٭ بہر سالش ز شیخ اسلامی
دوسری تاریخ اسی طور پر یہ تھی ۵ شیخ اسلام ولی کامل ٭ آن مسیحا نفس و خضر قدم ٭ لامع از جبہا و سر ظلال ٭ طالع از چہرہ
او نور قدم ٭ از مدینہ چو سوے ہند شتافت ٭ آن مسیحا نفس و خضر قدم ٭ بشمر حرفے و مشمر حرفے ٭ بہر تاریخ زخیر المقدم ٭ اسی سال
مین آگرہ مین محل بنگالی کی عمارت تمام ہوئی اور ایک اور قصر عالی اکبر نے بنایا قاسم ارسلان نے اُسکی تاریخ یہ لکھی تھی ۵ چون پی
عشرت شہ زیبا منظر ٭ فرمود بنا خانۂ فیض اثر ٭ تاریخ یکی ز عشرت آمد بیرون ٭ شد خانۂ بادشاہ تاریخ دگر ٭ پہلی رجب سنہ ۹۸۲
نوسو بیاسی کو اکبر نے ہاتھیون کے شکار کے لیے نروراور کرہرہ کی طرف کوچ کیا اور لوگون کو وہان ہاتھی پکڑنے کے
لیے متعین کرکے خود گوالیار مین آیا چند روز وہان بسبب گرمی ہوا کے بیمار رہا بعد ازان صحت پا کر آگرہ کو
واپس آیا اس سال سے پہلے آگرہ کا قلعہ اینٹون سے بنا ہوا تھا اسی سال مین اکبر نے اُسکو توڑ کر از سر نو
قلعہ کی بنیاد ڈالی اور اُسکے صرف کے لیے فی جریب تین سیر غلہ تمام ملک سے وصول کیا پانچ برس کے عرصہ مین یہ قلعہ
بن چکا ہر دیوار اُسکی پتھر کی بنی ہوئی دس گز چوڑی اور چالیس گز اونچی تیار ہوئی اور اُسکے گرد ایک خندق
بنوایا چھبیس گز چوڑا اور دس گز گہرا تھا اور جمنا کا پانی اُسمین چھوڑ دیا یہ ایسا عمدہ قلعہ ہے کہ ہندوستان
مین اُسکے مثل دوسرا نہین فیضی نے اُسکے دروازہ کی تاریخ بناے در بہشت نکالی تھی تخمیناً تین کروڑ روپیہ
اُس قلعہ کی تعمیر مین صرف ہوا اور چونکہ خزانہ تمام ہندوستان کا اسی قلعہ مین رہنے لگا اس وجہ سے

شُد بنائے قلعہ بہر زر بھی اُسکی تاریخ ہوئی اسی سال مین خان زمان اور ابراہیم خان اور اسکندر خان اوزبک نے
بغاوت کی تفصیل اُسکی یہ ہے کہ عبداللہ خان اوزبک کی سرکشی کے بعد اکبر کو سب اوزبکون سے بدگمانی پیدا ہوئی
چنانچہ اُسنے اشرف خان میر منشی کو زور سے بُلاکر سکندر خان اوزبک کے بُلانے کے لیے اودھ کو جو اُسکی
جاگیر مین تھا بھیجا سکندر خان اشرف خان کو بہ لطائف الحیل اپنے ساتھ لیکر ابراہیم خان اوزبک کے پاس جو
اپنی ساری قوم مین بڑا تھا سربہ پور مین جہان اُسکی جاگیر تھی گیا اور وہان سے سب اکٹھے ہو کر خان زمان کے
پاس جونپور مین گئے سب کی رائے مخالفت پر قرار پائی چنانچہ اشرف خان کو مجرمون کی طرح قید کر لیا اور سکندر خان
اور ابراہیم خان نے لکھنؤ مین اور خان زمان اور بہادر خان نے کڑہ مانک پور مین سرکشی شروع کی شاہم خان
جلایر اور شاہ بداغ خان وغیرہ خان زمان کے مقابلہ مین شکست کھاکر نیم کھار کے قلعہ مین بند ہو گئے محمد امین
دیوانہ کو خان زمان نے اُس معرکہ مین گرفتار کر لیا اور مجنون خان قاقشال شکست کھاکر مانک پور کے
قلعہ مین بند ہو گیا یہ خبر سُنکر آصف خان ولایت گڑھ کٹنگہ مین اپنا نائب چھوڑ کر جو بہت سا خزانہ
اور لشکر ساتھ لیکر مجنون خان کی مدد کو پہونچا اور خزانہ کا دروازہ کھول کر بے انتہا روپیہ تمام فوج کو تقسیم کیا
اور مجنون خان کو بھی بہت سا خزانہ دیا الغرض ایسا دونون نے خان زمان کے مقابلہ مین قائم ہو کر
اکبر کو عرضیان بھیجین اور یہ شعر اپنی عرضی مین لکھا ؎ ای شہسوار معرکہ آرای روز رزم ٭ از دست
رفت معرکہ پا در رکاب کن ٭ جب اکبر نے مالوہ سے لوٹتے وقت یہ خبر سُنی فوراً منعم خان خانخانان
کو روانہ کیا تاکہ گنگا کو قنوج کے گھاٹ اُتر کر فوراً وہان پہونچے اور اُسکے پیچھے خود بھی اکبر شوال
سنہ ۹۷۲ نو سو بہتر مین اُس طرف روانہ ہوا جب قنوج مین پہونچا تو قیا خان گنگ جو مخالفون سے متفق
ہو گیا تھا ملازمت مین حاضر ہوا اور خانخانان کی سفارش سے اُسکی تقصیرین معاف کین وہان سے
بہت جلد جلد کوچ کر کے اکبر لکھنؤ مین پہونچا سکندر خان بے لڑے بھڑے خان زمان اور بہادر خان کے پاس
چلا آیا اور اُن سب نے آصف خان اور مجنون خان کا مقابلہ چھوڑ کر جونپور کا راستہ لیا اور مع اپنے
اہل و عیال کے زہن ندی کے پرلے پار مقام کیا اکبر نے یوسف محمد خان ولد اتکہ خان کو اُنپر نامزد
کیا اور خود بھی اُسکے پیچھے پیچھے روانہ ہو کر جونپور پہونچا آصف خان اور مجنون خان نے مع پانچ ہزار
سوارون کے ملازمت مین حاضر ہو کر بہت تحفہ پیشکش کیے وہ سب قبول ہو گئے جمعہ کے دن
بارھوین ذی الحجہ سنہ مذکور کو قلعہ جونپور مین منزل کی اور آصف خان کو سردار لشکر کا مقرر کر کے

زمنیہ کے گھاٹ پر خان زمان کے مقابلہ مین متعین کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو رسالت کے طور پر سلیمان خان
کررانی حاکم بنگالہ کے پاس بھیجا تاکہ اسکو سمجھا کر خان زمان کی مدد سے باز رکھے جب حاجی محمد خان رہتاس کے
قلعہ مین پہونچا وہان کے پٹھان خان زمان کے شریک تھے فوراً انھون نے حاجی محمد خان کو گرفتار کرکے
خان زمان کے پاس بھیجدیا چونکہ حاجی محمد خان اور خان زمان مین باہم قدیم سے ربط ضبط تھا اسی سبب سے
حاجی محمد خان کی خان زمان نے بہت تعظیم کی اور یہ ٹھہرایا کہ اپنی والدہ کو حاجی محمد خان کے ساتھ اکبر کے
حضور مین شفاعت کے لیے بھیجے اور اپنی تقصیرین معاف کرالے اسی عرصہ مین اکبر نے حسن خان خزانچی اور
مہاپاتر بھاٹ کی معرفت جو شیر شاہ اور سلیم شاہ کے درباریون مین سے تھا اور ہندی شعر کہنے مین اور فن
موسیقی مین بڑا کامل تھا راجہ اڑیسہ کے پاس جو بڑا نامی گرامی راجہ تھا یہ پیغام بھیجا کہ خان زمان کی ہرگز مدد نہ کرے
اور اپنے ملک مین پناہ نہ دے اور یہ بھی انکو حکم دیا کہ سلیمان کو بھی یہ امر سمجھادین چنانچہ سلیمان نے [illegible]
اسکو قبول کیا اور عمدہ عمدہ ہاتھی اور کچھ اور نفیس تحفے بطور ہدیہ کے بھیجے اور یہ دونون وکیل ان دونون کامون سے
فارغ ہوکر آگرہ مین ملازمت مین حاضر ہوے اسی عرصہ مین بعضے امیرون نے آصف خان سے مخالفت شروع کی
اور چوراگڈھ کے اسباب کا مطالبہ کیا آصف خان زمنیہ کے گھاٹ خان زمان کے مقابلہ مین متعین تھا آخر تنگ آکر آدھی
رات کے وقت وزیر خان اپنے بھائی کے ساتھ اپنی جمعیت کو لیکر ملک کڑہ کو چلا گیا اکبر کو جب یہ معلوم ہوا تو منعم خان خانخانان
کو لشکر کا سردار مقرر کیا اور شجاعت خان کو آصف خان کے تعاقب مین نامزد کیا شجاعت خان کشتیون مین بیٹھکر گنگا
اترتا تھا آصف خان کو جو یہ خبر پہونچی فوراً گنگا کے کنارہ پر آکر لڑائی شروع کی الغرض شجاعت خان کی کشتیون کو گنگا نہ اترنے
دیا مجبور ہوکر شجاعت خان رات کے وقت پھر اسی طرف واپس آیا پھر آصف خان بہت سی جمعیت ساتھ لیکر اپنی جاگیر کو چلدیا
تب شجاعت خان میدان خالی پاکر اُس رستہ کو چھوڑکر کڑہ کے قریب گنگا اترا کچھ دور آصف خان کا تعاقب کیا
مگر چونکہ وہ بہت دور نکل گیا تھا اس سبب سے جونپور مین واپس آیا انھین دنون مین حسن خان اپنے
بھائی فتح خان حاکم قلعہ رہتاس کی طرف سے آیا اور بہت سے تحفہ پیشکش کرکے یہ پیغام دیا کہ حضور کسی سردار کو
بھیجدین تاکہ وہ قلعہ اُسکے سپرد کردیا جاوے چنانچہ اکبر نے قلیچ خان کو اُسکے ہمراہ کیا مگر فتح خان کی اسی عرصے
مین نیت بدل گئی اور اپنے بھائی کے بھیجنے سے بہت پشیمان ہوکر اُسکو یہ پیغام بھیجا کہ یہان سامان بہت
جمع ہوگیا ہے جس طرح ممکن ہو تو میرے پاس چلا آ چنانچہ اسنے قلیچ خان کو چند روز حیلہ حوالون مین ٹالنا
شروع کیا اگرچہ ظاہر مین اطاعت بہت کرتا تھا مگر قلیچ خان اُسکے نفاق کو سمجھ گیا اور اسنے حصول

مطلب کے وس آیا یہ رہتاس کا قلعہ بہار کے توابعات سے ہی طول اُسکا چودہ کوس ہی اور عرض تین کوس اور
بلندی پانچ کوس قلعہ کے اندر کھیتی ہوتی ہی اور پانی کی اُسکے اندر یہ کثرت ہی کہ جہان میخ گاڑ دو وہین پانی نکل
آتا ہی جب سے کہ وہ قلعہ شیر شاہ نے لیا تھا تب سے پٹھانون کے قبضہ مین تھا چنانچہ اسی طرح فتح خان
تک پہونچا اس عرصہ مین زمین کے گھاٹ منعم خان خان زمان کے مقابلہ مین تھا خان زمان نے
بہادر خان کو سردار مقرر کر کے سکندر خان کے ساتھ میان دوآب کے ملک کو روانہ کیا تاکہ جہان تک ممکن ہی
اپنے قبضہ مین کر لے یہ سُنکر اکبر نے شاہ بداغ خان اور اُسکے بیٹے عبد المطلب خان اور قبا خان
اور سعید خان اور محمد معصوم خان فرنخودی وغیرہ کو میر معز الملک مشہدی کے ساتھ اُنکے مقابلہ کے لیے
متعین کیا مگر معز الملک اس سرداری کے قابل نہ تھا منعم خان اور خان زمان مین باہم پہلے بہت ملاقات
تھی اسی سبب سے وہ پانچ چار مہینہ تک باہم صلح کی گفتگوؤن مین ایام گزاری کرتا رہا آخر اکبر نے خواجہ جہان
اور دربار خان کو جونپور سے بھیجا تاکہ صلح یا لڑائی کا کچھ انجام معلوم کرے تب ایک روز اُس طرف سے خان زمان
تین چار آدمیون کے ساتھ اور اِس طرف سے خانخانان اور دربار خان بھی دو تین آدمیون کے ساتھ کشتیون
مین بیٹھکر روانہ ہوے دریا مین دونون کی ملاقات ہوئی آخر بہت سی گفتگوؤن کے بعد یہ بات طے ہوئی
کہ خان زمان اپنی والدہ اور اپنے چچا ابراہیم خان اوزبک کو بہت سے ہاتھیون کے ساتھ درگاہ مین
بھیجے اور اپنی تقصیرون کا عفو چاہے جب اُسکی تقصیرین معاف ہو جاوین تو سکندر خان اور بہادر خان
بھی حاضر ہو جاوین بعد ازان دربار خان رخصت ہو کر دربار مین آیا اور یہ خبر اکبر سے بیان کی دوسرے روز
خان زمان کی والدہ اور ابراہیم خان کو خانخانان اور خواجہ جہان مع ہاتھیون کے اپنے ہمراہ لائے اور
اُنھون نے عفو جرائم کی گفتگو شروع کی ابھی یہ بحث ناتمام تھی کہ یکایک خبر پہونچی کہ میر معز الملک نے
مقابلہ مین شکست پائی یہ خبر سُنکر اکبر بہت آزردہ ہوا اور وہ صلح سب درہم برہم ہو گئی تفصیل اُسکی یہ ہی کہ جب میر
معز الملک کی فوج سکندر خان و بہادر خان کے مقابلہ مین پہونچی تو سکندر خان وغیرہ جہان تک آگئے تھے وہین
ٹھہر گئے اور میر معز الملک کو یہ پیغام بھیجا کہ اکبر کے حضور مین ہمارے گناہون کا شفیع بنے اور یہ درخواست
کرے کہ اگر اجازت ہو تو جسقدر ہاتھی وغیرہ ہمارے پاس ہین سب پیشکش کرین اور جب ہماری خطا معاف
ہو جاوے تو ہم بھی حاضر ہو جاوین معز الملک نے کج خلقی شروع کی اور لڑائی پر آمادہ ہوا اسی اثنا مین لشکر خان
میر بخشی اور راجہ ٹوڈرمل وہان سے پہونچے تاکہ لڑائی یا صلح جو کچھ قرار پاوے اُسکو فیصل کر دین آخر

ایک روز بہادر خان انکے لشکر کے قریب تنہا چلا آیا اور معز الملک کو مع چند امیرون کے بلا کر صلح کی گفتگو
شروع کی اور کہا کہ خان زمان اپنی والدہ اور ابراہیم خان کو دربار مین بھیجنا چاہتا ہی بلکہ بھیجدیا ہوگا اور
امید ہی کہ اُنکے وسیلہ سے ہمارے گناہ معاف ہوجاوینگے جب تک وہان کا جواب آوے
تب تک لڑائی موقوف رکھو معز الملک کا دماغ آسمان پر تھا ہرگز نہ مانا ٹوڈرمل بھی بہت تیز ہوا آخر
گفتگو بہت سخت ہوئی مجبور ہو کر بہادر خان اور سکندر خان نے بھی لڑائی کا سامان کیا اس طرف معز الملک نے
لڑائی کی صفین آراستہ کین اور میر محمد امین دیوانہ کو لشکر کا مقدمہ کیا اور خود مع عبد المطلب خان اور سلیم خان
اور کاکر علی خان وغیرہ کے قلب سپاہ مین ٹھہرا اور باقی امیرون کو میمنہ اور میسرہ فوج مین متعین کیا
اور دوسری طرف بھی سکندر خان اور اُسکے داماد محمد یار اور بہادر خان نے فوج کو ترتیب دی آخر لڑائی
شروع ہوئی اور دونون فوجین دو پہاڑون کی طرح ٹکرانے لگین محمد یار اس معرکہ مین قتل ہوا اور
سکندر خان گھبرا کر کالی ندی مین جو اُنکی فوج کے پیچھے تھی جا پڑا اور خود تو پار اُتر گیا مگر اُسکے ساتھی
بہت سے دریا مین ڈوب گئے جو باقی رہے وہ مارے گئے معز الملک کی تمام فوج لوٹ مین مصروف
ہوئی معز الملک تھوڑے سے سردارون کے ساتھ تنہا رہ گیا بہادر خان ابھی اپنی جگہ پر قائم تھا فرصت
پاکر حملہ آور ہوا معز الملک مقابلہ سے بھاگا اور شاہ بداغ اُس کشمکش مین گھوڑے پر سے گر پڑا اُسکے
بیٹے عبد المطلب خان نے ہرچند چاہا کہ باپ کو لے بھاگے مگر ممکن نہ ہوا آخر بیٹا اپنی جان بچا کر نکل گیا
اور باپ گرفتار ہوگیا راجہ ٹوڈرمل اور لشکر خان شام تک لڑتے رہے پھر متفرق ہوگئے دوسرے دن
سب اکٹھے ہو کر شیرگڈھ مین آئے اور اکبر کو حقیقت حال سے مطلع کیا یہ قصہ تمام ہوا الغرض جب خانخانان
والدۂ خان زمان اور ابراہیم خان کو مع میر ہادی صدر اور نظام آغا کے جو خان زمان کے معتمد علیہ تھے
درگاہ مین لایا اور ہاتھی نظر سے گذرانے ابراہیم خان سر برہنہ تلوار اور کفن گردن مین ڈالے ہوے زبان
حال سے یون کہنے لگا مصرع قتل کر یا درگذر کر بندۂ فرمان ہین ہم ٭ خانخانان نے بھی سفارش کی اور
خان زمان کی پچھلی خدمتین یاد دلائین اکبر نے اُنکے گناہ معاف کیے اور جاگیرین بحال رکھین اور حکم دیا کہ اُنکے
وکیل آگرہ مین جاکر فرمان درست کرالین اور موافق فرمانون کے عملدرآمد کرین خان زمان کی مان نے
یہ خبر اپنے بیٹون کو بھیجی بہادر خان اور سکندر خان نے بھی کوہ پارہ اور صف شکن ہاتھی جنپر جھگڑا تھا
درگاہ کو روانہ کیے اسی اثنا مین راجہ ٹوڈرمل اور لشکر خان کی عرضی پہونچی اور لڑائی کا حال اور شکست کی

کیفیت اور اسیرون کا اتفاق معلوم ہوا اکبر نے کہا کہ ہم خانخانان کی خاطر سے خان زمان کے گناہ معاف کر چکے اب
سب اسیر درگاہ مین چلے آوین مگر پھر معزالملک اور راجہ ٹوڈرمل پر عتاب ہوا اور جن جن امیرون نے لڑائی کے
وقت طرح دی تھی وہ بھی ایک مدت تک سلام سے محروم رہے مگر بعد کو اُن سب کی تقصیرین معاف
ہوئین پھر اکبر قلعہ چنار کی سیر کرتا ہوا اور ہاتھیون کا شکار اُسی کے جنگل مین کھیلتا ہوا لشکر مین آملا جس زمانہ
مین کہ چنار مین اکبر کا لشکر تھا خان زمان گنگا اُتر کر اپنے عہد سے منحرف ہوگیا اور محمد آباد مین جو قصبہ مؤ کے
توابعات مین سے ہے داخل ہوا اور اپنے گماشتے غازی پور اور جونپور پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجے
اکبر کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی اور اشرف خان میر منشی کو جونپور مین بھیجا تاکہ خان زمان کی مان کو قلعہ مین نظر بند
رکھے اور جو کوئی باغیون مین سے ہاتھ آوے اُسکو گرفتار کر لیوے اور خواجہ جہان اور مظفر خان کو اپنا
نائب چھوڑ کر خود اکبر نے خان زمان پر فوج کشی کی آخر خان زمان کوہ سوالک کی طرف بھاگ گیا اکبر نے
یہ سُنکر اُسکا تعاقب موقوف کیا اسی اثنا مین بہادر خان کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر جونپور مین پہونچا اور کمندین
ڈال کر قلعہ مین داخل ہوا اور اپنی مان کو وہان سے نکال کر اشرف خان کو بھی قید کر لیا اور فرمن کے گھاٹ
گنگا اُتر کر ملیدہ پانچوین رجب ۹۷۳ نو سو تہتر کو پرگنہ نظام آباد توابع جونپور مین اکبر کی سالگرہ ہوئی یہ معمول تھا
کہ ہر سال دو بار بحساب تاریخ شمسی اور قمری کے اکبر سونے اور چاندی سے اپنا وزن کیا کرتا تھا اور اُسکو
برہمنون پر تقسیم کر دیا کرتا تھا اکثر شاعر اس تہنیت مین قصیدہ لکھا کرتے تھے پھر وہان سے کوچ کر کے اکبر قلعہ جونپور
مین داخل ہوا خان زمان نے جب یہ خبر سُنی تو میرزا میرک کو خانخانان کے پاس اپنے گناہون کی عذر خواہی
مین بھیجا اور اُس سے دوبارہ شفاعت کی درخواست کی میرک خان زمان کی والدہ کو بھی اپنے ساتھ لایا
خانخانان نے میر عبداللطیف قزوینی اور ملا عبداللہ مخدوم الملک اور شیخ عبدالنبی صدر کو ساتھ لیکر دوبارہ
خان زمان کی سفارش کی اکبر نے پھر اُسکی تقصیرین معاف کین اور میر مرتضیٰ شریفی کو جو میر سید شریف کی اولاد
مین تھے اور مخدوم الملک کو خان زمان سے توبہ کرانے کے لیے بھیجا خان زمان اُنکے استقبال کے لیے آیا
اور موافق اُنکی درخواست کے عہد و پیمان کیے پھر خان زمان نے سب اپنے عزیزون کو بڑی تعظیم اور
تکریم سے رخصت کر دیا آخر ۹۷۳ نو سو تہتر مین اکبر نے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور جمعہ کے دن ساتوین
رمضان سنہ مذکور کو وہان داخل ہوا پھر وہان سے نگرچین کو جسے نیا آباد کیا تھا گیا اور وہان جانورون کے
اُڑانے اور چوگان بازی اور سگ تازی وغیرہ مین مشغول ہوا اور ایک گولہ نئی طرح کا ایجاد کیا جسکہ

اندھیری رات مین چھوڑا کرتے تھے اس عرصہ مین محمد یوسف خان بسبب کثرت شراب کے بیمار ہوکر مرگیا اسی سال مین مہدی قاسم کو مع حسین خان اسکے داماد اور خالدی خان وغیرہ امیرون کے تین چار ہزار آدمیون کی جمعیت سے ساتھ ولایت کڑہ کنکنہ کی طرف آصف خان کے مقابلہ کے لیے نامزد کیا آصف خان نے یہ سُنکر قلعہ چوڑا گڈھ کو چھوڑ دیا اور ایک عرضی اپنے عفو تقصیرات کی امید مین روانہ کی مگر اکبر نے منظور نہ کیا تب آصف خان نے خان زمان کو خط لکھا بعد ازان خود بھی اپنے بھائی وزیر خان کو ساتھ لیکر جونپور مین خان زمان کے پاس گیا مگر خان زمان نے پہلی ہی ملاقات مین اُس سے ایسی بے پروائی کی کہ آصف خان اپنے آنے سے بہت پشیمان ہوا مہدی قاسم خان نے ملک کڑہ کو ضبط کر کے تمام جاگیردارون پر تقسیم کر دیا اور آصف خان کا تعاقب چھوڑ کر ہنڈیہ کے راستہ سے مکہ معظمہ کا قصد کیا حسین خان قلعۂ ستواس تک جو ملک دکن سے قریب ہی اُسکو پہونچانے گیا اسی اثنا مین ایک نیا حادثہ پیش ہوا اور وہ یہ ہے کہ شاہزادہ سلطان محمد میرزا کو جسکا سلسلہ باپ کی طرف سے امیر تیمور سے اور مان کی طرف سے سلطان حسین میرزا سے ملتا تھا اور اُس زمانہ مین بہت بوڑھا ہوگیا تھا بادشاہ کی طرف سے پرگنہ اعظم پور اسکی جاگیر مین تھا اِنھون اُسکے بیٹون ابراہیم حسین میرزا اور شاہ میرزا اور محمد حسین میرزا نے ولایت سنبھل مین سرکشی شروع کی اُس زمانہ مین اکبر نے مرزا محمد حکیم کا فتنہ دفع کرنے کے لیے پنجاب کی طرف توجہ کی تھی خانخانان منعم خان نے اِنکا مقابلہ کیا چنانچہ یہ اُسکے مقابلہ سے بھاگ کر میان دوآب مین گئے اور وہان سے دہلی پہونچے پھر وہان سے مالوہ کے ملک مین جاکر بغاوت کی بنیاد ڈالی پھر وہان سے شاہ میرزا اور محمد حسین میرزا ہنڈیہ مین گئے اور ابراہیم حسین میرزا نے ستواس پر فوج کشی کی حسین خان اور مقرب خان وغیرہ امراے دکن نے ستواس کے قلعہ مین بند ہوکر لڑنا شروع کیا مگر چونکہ ذخیرہ قلعہ مین نہ تھا اس سبب سے چند روز مین یہ نوبت پہونچی کہ لشکر کے گھوڑون اور اونٹون اور بیلون کو کھانے لگے اور کسی طرف سے کچھ مدد نہ آئی مگر اس حال پر بھی ہر چند ابراہیم حسین میرزا نے صلح کی گفتگو درمیان مین ڈالی لیکن اہل قلعہ ہرگز راضی نہ ہوے اور لڑائی مین تقصیر نہ کی میرزا ابراہیم حسین نے مقرب خان کے بھائی برقدم خان کو ہنڈیہ مین قتل کیا تھا اور اُسکے تمام اہل و عیال کو قید کرلیا تھا آخر ایک روز اُسنے برقدم خان کا سر نیزہ پر رکھکر مقرب خان کو دکھلایا اور اسکی مان کو بھی جو قید مین تھی اُسکے سامنے کر کے کہنے لگا کہ ہنڈیہ فتح ہوگیا اور سارے تیرے اہل و عیال قید مین اب تو کس اعتماد پر لڑنے مین کوشش کرتا ہے یہ معاملہ دیکھکر مقرب خان کے

خواہش جلتے رہے ناچار امن مانگ کر حاضر ہوگیا بعد ازان حسین خان کو بھی عہد و پیمان کرکے باہر بلالیا میرزایون نے اُسکو نوکری کی تکلیف دی جب اُسنے قبول نہ کیا تو اُسکو سلامت چھوڑ دیا چنانچہ جب سنہ نوسو چوہتر مین اکبر لاہور سے آگرہ مین آ[illegible] ملازمت مین حاضر ہوا پہلے سے تپیالی اُسکی جاگیر مین تھی اب پرگنہ شمس آباد کو اور اُسپر اضافہ کردیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی تپیالی مین جاکر حسین خان سے ملاقات کی تھی نہایت خلیق اور متواضع اور درویش سیرت اور بہادر اور سخی اور اہل سنت و جماعت اور علم پرور اور فضل دوست تھا مصنف صاحب کی اُسنے بڑی خاطر کی چنانچہ دس برس تک اُسکی صحبت مین رہے آخر کسی بات پر رنج ہوگیا ہرچند حسین خان نے عذر کیا اور بہت سے لوگون کو وسیلہ ڈالا یہان تک کہ بدایون مین جاکر مصنف صاحب کی والدہ مرحومہ سے بھی سفارش کرائی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور مصنف صاحب پھر وہان سے اکبر کی ملازمت مین چلے گئے

الغرض خان زمان نے آصف خان اور بہادر خان کو پٹھانون کے بعضے ملکون پر نامزد کیا اور وزیر خان کو کسی بہانہ سے اپنے پاس نظربند رکھا مگر ان دونون بھائیون نے خط کتابت کے وسیلہ سے بھاگنے کا ایک دن مقرر کیا چنانچہ اُسی مقرری رات مین وزیر خان خان زمان کے پاس ہی سے بھاگا اور آصف خان بہادر خان سے جدا ہوکر مانک پور کی طرف چلدیا بہادر خان نے اُسکا تعاقب کیا جونپور اور مانک پور کے درمیان مین بڑی لڑائی ہوئی آخر آصف خان گرفتار ہوگیا بہادر خان اُسکو ہاتھی پر عماری مین بٹھاکر روانہ ہوا اسی اثنا مین وزیر خان جونپور سے یہ خبر سنکر بہادر خان کے لشکر پر جا پہونچا اُس وقت سب لوگ لشکر کے لوٹ کھسوٹ مین متفرق تھے اس سبب سے بہادر خان وزیر خان کا مقابلہ نہ کرسکا فوراً حکم دیا کہ آصف خان کو عماری مین قتل کر ڈالین اُسکی ناک پر ایک زخم بھی لگا تھا دو تین اُنگلیان بھی کٹ گئی تھین مگر وزیر خان نے پیشدستی کرکے آصف خان کو چھڑا لیا اور دونون بھائی متفق ہوکر کڑہ کو چلدیے وزیر خان نواحی لاہور مین جس زمانہ مین اکبر محمد حکیم کے تعاقب مین گیا تھا اور وہان قمرغہ کے شکار مین مصروف تھا حاضر ہوا اکبر نے آصف خان کے نام بھی ایک فرمان عنایت کے مضمون کا بھیجا اسی سال مین مرزا محمد حکیم لاہور مین آیا اور سبب اُسکے آنے کا یہ ہوا کہ جب مرزا سلیمان تیسری مرتبہ بھی کابل سے لوٹ گیا اور مرزا محمد حکیم قابض متصرف ہوگیا سارے بادشاہی امیرون کو رخصت کیا اور خواجہ حسن نقشبندی کو وکیل مطلق مقرر کیا اسی عرصہ مین خان کلان خفا ہوکر

۹۸۱ھ

چلا آیا مرزا سلیمان نے موقع پاکر اپنی بی بی ولی نعمت بیگم کو ساتھ لیکر چوتھی بار پھر کابل پر حملہ کیا محمد حکیم محمد معصوم کوکا کو
کابل مین چھوڑ کر خود مع خواجہ حسن نقشبندی کے غوربند کو چلا گیا جب مرزا سلیمان زور سے کابل کو نہ لے سکا تو
اُسنے اپنی بی بی ولی نعمت بیگم کو قراباغ مین جو کابل سے دس کوس غوربند کی سرحد پر ہی بھیجدیا چنانچہ اُسنے حیلہ و
مکر سے صلح کی گفتگو شروع کی اور قسمین سخت کھائین چنانچہ مرزا تھوڑے سے آدمیون کو ساتھ لیکر اُس سے
ملنے کو گیا خواجہ حسن بھی اس صلاح مین شریک تھا مگر اور سب لوگ ناراض تھے وہ کہتے تھے کہ یہ عورت مکارہ ہی
اسکا قول و فعل ہرگز اعتبار کے قابل نہین ہی مگر مرزا نے نہ مانا جب مرزا محمد حکیم قراباغ کو چلا مرزا سلیمان نے
بہت سا لشکر لیکر اُس طرف کسی کمین گاہ مین قیام کیا لوگون نے یہ خبر مرزا محمد حکیم کو پہونچائی چنانچہ وہ فوراً غوربند کو
لوٹ گیا اور وہان سے کوہ ہندوکش کو چلدیا خواجہ حسن یہ چاہتا تھا کہ اُسکو پیر محمد خان اوزبک حاکم بلخ کے
پاس لیجاوے اور وہان سے مدد لے مگر اور سردار اس امر پر راضی نہ ہوے ناچار میرزا نے ہندوستان کا ارادہ
کیا اور پنجہیر کے رستہ سے جلال آباد مین اور وہان سے چل کر اٹک کو اُتر گیا پھر وہان سے اکبر کو عرضی بھیجی
خواجہ حسن اپنی جماعت کو لیکر بلخ کو چلا گیا اور چند روز مین ہین نیست نابود ہوگیا سلیمان نے تھوڑی دور محمد حکیم کا
تعاقب کیا تھا جو کچھ لوگ اُسکے لشکر کے پیچھے رہ گئے اُنکو پکڑ لیا جو اسباب ہاتھ آیا اُسکو لوٹ لیا محمد معصوم نے
اسوقت مین سلیمان کے لشکر پر حملہ کرکے تاخت تاراج کردیا محمد قلی نامے اس لشکر کا سردار چارباغ مین بند ہوگیا
پھر سلیمان نے قاضی خان بدخشی کو وکیل بناکر صلح کی گفتگو کے لیے محمد معصوم کے پاس بھیجا وہ اول
صلح پر راضی نہوا مگر چونکہ قاضی خان اُسکا اُستاد تھا اس سبب سے ناچار اُسکو ماننا پڑا مرزا سلیمان
برائے نام تھوڑی سی پیشکش اُدھر سے لیکر بدخشان چلا گیا محمد حکیم کے قاصد کے پہونچنے سے پہلے اکبر نے
یہ سارے جھگڑے سُنکر ایک گھوڑا مع زین اور لجام مرصع اور بہت سے تحفہ اور بہت سے خزانہ کے خوش خبر خان کے
ہاتھ محمد حکیم کو بھیجا اور سب پنجاب کے امیرون کو مدد کے لیے متعین کیا محمد حکیم استقبال کے لیے آیا اور
دربار مین حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا تھا اسی اثنا مین فریدون خان اُسکا ماموں جا پہونچا اکبر نے اُسکو
محمد حکیم کے معاملات کی درستی کے لیے بھیجا تھا مگر اُس کمبخت نے جاکر اُوبھکایا اور بغاوت پر آمادہ کیا شہاب خان کا
بھائی حسن خان جو کابل مین تھا اور سلطان علی نامے ایک امیر جو ہندوستان سے بھاگ گیا تھا اور اسی قسم کے
واقعون کا منتظر تھا فریدون خان سے متفق ہوگئے اور محمد حکیم کو سمجھایا کہ لاہور کا لے لینا نہایت آسان ہی
غرض سب کی راے مخالفت پر قرار پائی اور یہ تجویز کی کہ خوشخبر خان کو گرفتار کرلیجیے مگر چونکہ مرزا محمد حکیم کے

مزاج مین مروت بہت تھی اس سبب سے اُسنے خوشخبر خان کو بُلا کر بہت آہستگی سے رخصت کر دیا آخر وہ
اِسی سال مین جن دنون اکبر لاہور کے قریب شکار قمرغہ مین مصروف تھا راوی ندی مین ڈوب گیا کسی شخص نے
اُسی باب مین یہ دو شعر لکھے ہین ؎ خوشخبر خان بدخبر کہ نبود * در جہان بد قیافتے چون وی * مُرد در آب گرچہ می گویند *
وَمِنَ الْمَاءِ كُلُّ شَيْءٍ حَيٍّ * القصہ محمد حکیم نے بغاوت پر کمر باندھی اور لوٹتا کھسوٹتا لاہور کے قریب تک پہونچا
اور مہدی قاسم خان کے باغ مین راوی ندی کے کنارہ منزل کی اور گویا یہ شعر مصداق حال تھا ؎ چون
منزل ما کنار راوی ست * نا آمدہ آمدہ ساوی ست * میر محمد خان اور تمام امرائے آتکہ خیل بڑے
سامان سے لاہور کے قلعہ مین جمع ہوگئے ہر چند مرزا محمد حکیم نے حملے کیے مگر شہر مین داخل ہونے کی مجال
نہوئی جب اکبر کو اُن امیرون کی عرضیان پہونچین تو اُسنے خانخانان اور مظفر خان کو آگرہ کی حفاظت کے لیے
چھوڑا اور خود تیسری جمادی الاول ۹۷۴ھ نوسو چوہتر کو دہلی کے رستہ سے پنجاب کا ارادہ کیا محمد حکیم نے
یہ خبر سُنتے ہی کابل کا رستہ لیا لاہور سے قطب الدین محمد خان اور کمال خان گکھر مرزا کے تعاقب مین
متعین ہوئے چنانچہ وہ تھوڑی دور پیچھا کر کے لوٹ آئے اسی عرصہ مین باقی ترخان بن میرزا محمد عیسی حاکم
ولایت سندھ کی عرضی آئی اُسمین اُسنے اپنی اطاعت ظاہر کی تھی اور سلطان محمود حاکم بکر کی شکایت تھی
کہ وہ ملک سندھ اور لاہور سے تعرض کرتا ہے اکبر نے حسب مدعاے باقی ترخان کے سلطان محمود کے نام
فرمان صادر کیا اسی اثنا مین کہ اکبر لاہور مین مقیم تھا خانخانان کی عرضی آئی کہ الغ میرزا اور شاہ میرزا جنکی
جاگیر مین پرگنہ ہنڈور اور اعظم پور توابعات سنبھل سے تھا اپنے چچا ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا سے
متفق ہوکر باغی ہوگئے اور بعضے خالصہ کے پرگنوں پر قبضہ کر لیا جب اُنکا تعاقب کیا گیا تو مالوہ کی طرف
بھاگ گئے اسی عرصہ مین اکبر نے لاہور سے پانچ کوس پر ایک میدان مین قمرغہ کے شکار کا تماشا دیکھا
اور ہر جانب چالیس چالیس کوس سے گھیر کر شکار کے جانورون کو اُس میدان مین جمع کیا تخمیناً
پندرہ ہزار جانور ہر قسم کے وہان جمع ہوگئے خاص و عام کو شکار کا حکم ہوا اُس سے فراغت پا کر یکبارگی
راوی ندی مین گھوڑے ڈال دیے ایک دو آدمی کہ خوشخبر خان بھی اُنمین سے تھا ڈوب گئے باقی سب
پیر کر سلامت نکل گئے جس زمانہ مین کہ اکبر قمرغہ کے شکار مین مصروف تھا مظفر خان آگرہ سے آکر ملازمت
مین حاضر ہوا وزیر خان کو بھی ہمراہ لایا اکبر نے ایک فرمان آصف خان اور مجنون خان کے نام جاری کیا
کہ دونون متفق ہوکر کڑہ اور مانک پور کے حدود کی محافظت کرین اِسی عرصہ مین یہ خبر پہونچی کہ خان زمان اور

بہادر خان اور سکندر خان اپنے عہد سے منحرف ہوکر پھر باغی ہوگئے اور اُنھوں نے مرزا محمد حکیم کے بلانے کو آدمی بھیجے ہین اور یہ ارادہ ہے کہ خطبہ اور سکہ جونپور مین اُسکے نام کا جاری کرین اور ملا غزالی شاعر مشہدی نے یہ سجع اُسکے نام کا تجویز کیا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم + وارث ملک ست محمد حکیم + اکبر نے یہ سُنتے ہی میرزا امیرک رضوی کو جو خان زمان کا وکیل تھا باقی خان کے سپرد کیا اور ملک پنجاب کے انتظام کو خان کلان اور اتکہ خیل کے سپرد کرکے بارھوین رمضان ۹۷۳ء نوسو تہتر کو خود آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اُثنا ے راہ مین تھانیسر کے تیرتھ کرکھیت کا تماشا دیکھا ہندوؤن کا اعتقاد یہ ہے کہ چار ہزار برس سے کچھ زیادہ گذری کہ اُس مقام پہ کوروون اور پانڈوون کی لڑائی ہوئی تھی اور شتر یا اسّی کرور آدمی مارے گئے تھے ہر سال وہان بڑا میلا ہوتا ہے ہندو لوگ سونا چاندی جواہرات اور ہر طرح کا اسباب وہان پُن کرتے ہین اُس مقام پر جوگی اور سناسیون کی لڑائی ہوا کرتی ہے اکبر نے اُنکی لڑائی کا خوب تماشا دیکھا سناسی قریب تین سو آدمیون کے تھے اور جوگی پانسو تھے اسلیے اکبر نے یہ حکم دیا کہ کچھ سپاہی بھبوت بدن پہ ملکر سناسیون مین جا ملین جب سپاہیون کی مدد پہونچی تو بعد شکست سی لڑائی کے سناسی غالب آئے فریقین مین سے بہت لوگ مارے بھی گئے جب اکبر دہلی مین پہونچا تو میرزا امیرک رضوی موقع پاکر باقی خان کی حراست سے بھاگ کر اپنے موکلون مین پہونچا اِس سبب سے باقی خان کو بڑا خوف پیدا ہوا آخر وہ بھی جان کے ڈر سے اُنھین مین جا ملا جب اکبر آگرہ مین پہونچا تو یہ خبر آئی کہ خان زمان نے میرزا یوسف خان مشہدی کا قنوج مین محاصرہ کر لیا ہے اسلیے اکبر نے خانخانان کو آگرہ کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور بیسوین شوال ۹۷۳ء نوسو تہتر کو جونپور کی طرف متوجہ ہوا اُس وقت گرمی ایسی تھی کہ جانورون کی کھوپڑیان پگھلی جاتی تھین جب قصبہ سکندرہ مین پہونچا تو خبر آئی کہ خان زمان قنوج سے بھاگ کر مانکپور مین اپنے بھائی بہادر خان سکے پاس پہونچا پھر اکبر نے قصبہ بھوجپور سے محمد قلی خان برلاس اور مظفر خان اور راجہ ٹوڈرمل اور شاہ داغ خان اور اُسکے بیٹے عبد المطلب خان اور حسین خان سردارون کے ساتھ چھ ہزار سوار کرکے سکندر خان سے مقابلہ کے لیے اودھ کی طرف نامزد کیا اور اِس لشکر کا ہراول حسین خان مقرر ہوا لیکن چونکہ حسین خان اُسی عرصہ مین ستواس سے آیا تھا اور وہان قلعہ بندی کے سبب بہت مفلس اور پریشان حال ہوگیا تھا اِس سبب سے اُس لشکر کے ساتھ نہ جا سکا اور شمس آباد کو جو اُسے نئی جاگیر ملی تھی کچھ روپیہ تحصیل کرنے کے لیے چلا گیا اِس سبب سے بجاے اُسکے قیا خان کو ہراول مقرر کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اُن دنون

حسین خان کے ساتھ تھا جب دہ تمس آباد سے آگے کوچلا مین وہین رہ گیا وہان کے عجائبات مین سے یہ ہم
کو وہان کے بڑے معتبر آدمیون نے یہ بیان کیا کہ یہان چند روز پہلے کسی دھوبی کا ایک چھوٹا سا لڑکا گنگا کے
کنارہ ایک کراڑے پر سو رہا تھا اتفاقاً وہ دریا کے اندر جا پڑا اور قصبہ بھوج پور تک جو وہان سے دس کوس ہی
بہتا چلا گیا وہان پھر کنارہ پہ جا پڑا اور اُسی طرح سلامت رہا اتفاقاً وہان کوئی اور دھوبی اُسکا رشتہ دار تھا
اُسنے اُس لڑکے کو پہچانا اور دوسرے دن اُسکے مان باپ کے پاس پہونچا دیا جب اکبر قصبۂ راے بریلی مین
پہونچا تو خبر آئی کہ خان زمان اور بہادر خان گنگا اُترکر کالپی کا ارادہ رکھتے ہین یہ سُنتے ہی اکبر نے لشکر کو خواجہ جہان کے
ساتھ کرکے کڑہ کی طرف روانہ کیا اور خود مانک پور کا قصد کیا اُس روز اکبر ہاتھی پر سوار ہوکر گنگا اُترا اُسوقت
پندرہ سولہ آدمیون سے زیادہ اُسکے ہمراہ نہ تھے اور مجنون خان اور آصف خان جو ہراول تھے گھڑی گھڑی
مخالفون کی خبر پہونچاتے تھے اتفاقاً اُس روز خان زمان اور بہادر خان نے تمام رات شراب پی اور
رنڈیون کا ناچ دیکھا اور لڑائی کی خبرین سُنکر یہ سمجھتے تھے کہ مجنون خان لڑ رہا ہے اور اُسکی اپنے نزدیک
کچھ اصل نہ سمجھتے تھے اسلیے کچھ خیال نہوتا تھا اکبر کے آنے کی مطلق خبر نہ تھی اکبر اُس روز سُندر نامے
ایک ہاتھی پر سوار ہوا اور مرزا کوکہ کو جسکا اعظم خان خطاب تھا اپنے ساتھ عماری مین بٹھایا خود قلب مین رہا اور
آصف خان اور تمام اتکہ خیل کو میمنہ مین اور مجنون خان کو ایک جماعت کے ساتھ میسرہ مین متعین کیا خان زمان نے
جو اس حال سے غافل تھا صبح کے وقت لشکر کو کوچ کا حکم دیکر خود سو رہا تھا جب اُسکی آنکھ کھلی اور اُسنے
اس لشکر کے ساتھ سامان اور جلوس بہت سا دیکھا تو یقین ہوا کہ بیشک اکبر بھی اس لشکر کے ساتھ ہے جھٹ پٹ
صفین آراستہ کین اور تھوڑے سے بھروسے کے آدمی چھانٹ کر اکبر کی فوج کے ہراول کے مقابلہ مین متعین کیے
بابا خان قاقشال نے تیرون کی بوچھار کرکے اُنکو خان زمان کے لشکر تک ہٹا دیا اِسی حال مین کسی
بھاگے ہوے کا گھوڑا خان زمان کے گھوڑے پر جا پڑا اور اُس کشمکش مین اُسکی پگڑی سر سے گرکر اُسکے
گلے مین پھندے کی طرح لپٹ گئی بہادر خان نے ایسے وقت مین بڑی مردانگی کی اور حملہ کرکے بابا خان کو
مجنون خان کی فوج تک ہٹا کر لے گیا پھر مجنون خان اور بہادر خان مین لڑائی شروع ہوئی اتفاقاً ایک تیر
بہادر خان کے گھوڑے کے لگا اُس صدمہ سے گھوڑا گر پڑا اُس حال مین بہادر خان گرفتار ہوگیا اُسوقت اکبر
ہاتھی سے اُتر گھوڑے پر سوار ہوا اور جنگی ہاتھیون کا حلقہ خان زمان کی فوج پر چھوڑ دیا ہیرانند نامے ایک ہاتھی اکبر کی طرف کا
اودیا نامے مخالفون کے ہاتھی سے لڑنے لگا اُسی حال مین ایک تیر خان زمان کے گھوڑے کے لگا خان زمان اُس تیر کو

نکالنے لگا ایک تیر اوسکے لگا تب وہ گھوڑا گر پڑا اور اُسکے ساتھ خان زمان بھی زمین پر گرا اس حال مین ایک فیلبان نے
جو سنگھ نامے ہاتھی پر سوار تھا خان زمان کی طرف اپنے ہاتھی کو اشارہ کیا ہر چند خان زمان نے کہا کہ مین بڑا نامی سردار ہون
مجکو اکبر کے سامنے گرفتار کرکے زندہ بھیجا تو تجکو بڑا انعام ملیگا مگر وہ نہ مانا اور خان زمان کے بدن کو اپنے ہاتھی کے پانون سے
کچلوا دیا تمام ہڈیان پسلیان اُسکی چور چور ہو گئین جب وہ لڑائی ختم ہوئی تو نظر بہادر نے بہادر خان کو اکبر کے حضور مین پیش کیا
اکبر اُس حال مین بھی اُسکے قتل پر راضی نہ تھا اکبر نے اس سے پوچھا کہ بہادر تیرا کیا حال ہے اُسنے جواب دیا کہ ہر حال مین
اللہ کا شکر ہے بعد ازان اکبر نے خاص اپنے خاصہ مین سے کھانا اُسکو کھلایا سارے امیر بہادر خان کے زندہ رکھنے سے
ناراض تھے آخر سب نے باعث ہوکر اُسکو قتل کرا دیا تھوڑی دیر کے بعد خان زمان کا سر بھی سامنے آیا ابھی تردد تھا کہ
یہ خان زمان کا سر ہے یا اور کسی کا ناگہان رائے ارزانی ہندو خان زمان کا دیل جو منجملہ قیدیون کے تھا اُس سر کو
اپنے سر سے لگا کر چلا چلا کر رونے لگا خواجہ دولت خواجہ سرا جو پہلے خان زمان کے پاس نوکر تھا اور اب
چند روز سے اکبر کی ملازمت مین تھا اور اکبر نے اُسکو دولت خان کا خطاب دیا تھا کہنے لگا کہ خان زمان کے
سر کی علامت یہ ہے کہ وہ اکثر داہنی طرف پان کھایا کرتا تھا اگر فی الواقع یہ سر خان زمان کا ہے تو اُسکے
داہنی طرف کے دانت سیاہ ہونگے دیکھا تو یہ علامت موجود تھی یہ واقعہ دوشنبہ کے روز پہلی ذی الحجہ
سنہ نوسو چوہتر بارھوین سال جلوس کو موضع منگروال مین جو توابع آلہ آباد سے ہے واقع ہوا جو لوگ
خان زمان سے موافق تھے اُنھون نے یہ تاریخ لکھی تھی ع چون خان زمان ازین جہان رفت بباد +
بنیاد فلک سراسر از پاے فتاد + تاریخ وفاتش ز خرد جستم گفت + فریاد ز دست فلک بے بنیاد +
اور جو مخالف تھے اُنمین سے قاسم ارسلان نے یہ تاریخ لکھی ہے مگر اسمین ایک عدد کم ہے ع قتل
دو نمک حرام بے دین + اور ایک شخص نے یہ تاریخ لکھی تھی ع قتل علی قلی و بہادر زد دور چرخ + جانان سر
از من بدیل کہ چون شدہ + جستم ز پیر عقل چو سال وفات شان + آہے ز دل کشیدہ و گفتا دو خون شدہ + اُس
معرکہ کے مقتولون مین سے ایک خوشحال بیگ تھا کہ جس سے مالوہ مین مصنف صاحب کی بھی ملاقات
ہوئی تھی نہایت خوبصورت آدمی تھا اُسکی تاریخ یہ ہے ع خوشحال کہ بود دیدہ اہل خرد + گشت از پادشاہ از طالع بد
مقتول چو شد بصحبت خان زمان + تاریخ آمد کہ گل رخ زیبا قد + اسی سال مین علامۂ عصر میر مرتضی شریفی نے
انتقال کیا اول اُنکو امیر خسرو علیہ الرحمہ کے مقبرہ مین دفن کیا بعد ازان صدر اور قاضی اور شیخ الاسلام نے
عرض کیا کہ امیر خسرو ہندی ہے اور سنی اور میر مرتضی عراقی ہے اور رافضی امیر خسرو کی روح کو اُسکی صحبت

نہایت ناگوار ہوگی اکبر نے حکم دیا کہ وہان سے اُکھیڑ کر اُسکو کہین اور دفن کر دو ایک شخص نے تاریخ اُنکے وفات کی
یہ نکالی تھی ٭ علم از علما رفتہ ٭ اور کسی اور شخص نے اِنھین حرفون کو دوسرے مادہ مین نکالا ہی ٭ علامہ زعالم رفت ٭
اِسی سال مین مصنف صاحب کے ایک دوست شیخ ابو الفتح ولد شیخ بدہ نے جو بیانہ کے بڑے بزرگون مین سے
تھے انتقال کیا اُنکے وفات کی تاریخ یہ ہی ؏ ابو الفتح آن دیدۂ اہل بینش ٭ کہ در دور گردون نظیرش نیابی ٭
چو رفت از جہان سال تاریخ فوتش ٭ طلب از حروفِ فضائل مآبی ٭ ایک عجائبات مین سے یہ ہی کہ
میرزا نظام الدین علیہ الرحمہ مصنف صاحب سے بالمشافہہ کہتے تھے اور خود اُنھون نے تاریخ نظامی مین بھی
مضمون لکھا ہی کہ جن دنون مین خان زمان کی لڑائی ہو رہی تھی آگرہ کے پوستی اور افیونی اپنے نشہ کے
جلسون مین بیٹھکر بڑی بڑی موحش خبرین بیان کرتے تھے ایک روز ہم بھی دو تین جلسہ کے یار باہم بیٹھکر
یون کہنے لگے کہ بڑی سیر ہو اگر ہم یون مشہور کر دین کہ خان زمان اور بہادر خان قتل ہوگئے اور اُنکے سر
آگرہ کو لاتے ہین چنانچہ ہمنے یہ خبر دو چار آدمیون سے بیان کی رفتہ رفتہ تمام شہر مین مشہور ہوگئی اتفاقاً
جس روز یہ خبر مشہور ہوئی تھی اُسی روز خان زمان اور بہادر خان قتل ہوئے تھے اور اُس سے تیسرے روز
عبد اللہ نامے مراد بیگ کا والد اُن دونون کے سرون کو آگرہ مین لایا پھر وہان سے دہلی کو پھر وہان سے
لاہور کو پھر کابل کو لے گیا ؏ جو مشہور امر ہوتے ہین وہ آخر ہو کے رہتے ہین ٭ زبان خلق نقارہ خدا کا
لوگ کہتے ہین ٭ اِس فتح کے بعد اکبر آلہ آباد کو چلا گیا اور جو جو لوگ اِس طرف سے منحرف ہوکر باغیون سے
جا ملے تھے اُنکو قرار واقعی سزا دی اور میرزا میرک رضوی کو جو پہلے دہلی سے بھاگا تھا ہاتھی کے پانون کے
نیچے ڈال دیا چنانچہ اُسکو ہاتھی نے اپنی سونڈ سے دو چار جھٹکے دیے آخر اکبر نے اُسکے سیادت کی رعایت
کرکے جان بخشی کی اُس معرکہ مین بہت فتنہ انگیز جان سے مارے گئے ٭ چہ خوش نہاشد ٭ اُس معرکہ کی تاریخ ہی
بعضے خان زمان کے طرفدارون نے بہت سی عاجزی کی اُنکی جانین معاف کین پھر اکبر نے دو روز کے
بعد وہان سے جون پور کو اور پھر وہان سے بنارس کو کوچ کیا تین روز وہان رہا بعد ازان تین چار روز کے
عرصہ مین پانچ چار آدمیون کے ساتھ کڑہ مانک پور کے گھاٹ گنگا کے کنارہ پر آیا سب لشکر وہین ٹہرا ہوا تھا
وہان سے کشتی مین بیٹھکر کڑہ کے قلعہ مین داخل ہوا جب خان زمان کے آدمی قتل کیے جاتے تھے تو قاضی طواسی نے
جو بزرگ استدین اور حق گو تھا عرض کیا کہ جب فتح ہوگئی اور باغیون کے مال و اسباب پر قبض و تصرف ہوگیا
تو پھر اِن لوگون کا قتل کرنا موافق شرع شریف کے جائز نہین اِس بات سے اکبر بہت رنجیدہ ہوا

اور منصب قضا سے اُسکو معزول کیا اور بجاے اُسکے قاضی یعقوب ساکن کڑہ کو جو فقہ اور اُصول کا بڑا عالم
اور قاضی فضیلت شیر شاہی کا داماد تھا مگر باین خوش طبعی اور ہزل سے خالی نہ تھا مقرر کیا اسی اثنا مین خانخانان
جسکی طلب مین فرمان پہلے صادر ہوا تھا آگرہ سے چلکر ملازمت مین حاضر ہوا اکبر نے خان زمان و بہادر خان کی جاگیرین
جونپور اور بنارس سے غازی پور تک اور قلعہ چنار اور زمانیہ سے جوسہ ندی کے گھاٹ تک اُسکو عنایت کین اور خلعت
اور گھوڑا دیکر اُس طرف رخصت کیا پھر اکبر نے ذی الحجہ سنہ مذکور کو عین برسات کی شدت مین وہان سے کوچ کیا
اور محرم ۹۷۵ نوسو پچھتر مین آگرہ مین داخل ہوا اِسی سال مین محمد قلی خان برلاس اور مظفر خان وغیرہ اُمرا نے جو
سکندر اوزبک کے مقابلہ کے لیے ملک اودہ مین متعین ہوے تھے وہان کے قلعہ مین اُسکا محاصرہ کیا ہر روز
لڑائی ہوتی رہی جب اُسنے خان زمان اور بہادر خان کے قتل کی خبر سُنی تو بہت پریشان حال ہوا اور صلح کی
گفتگو درمیان مین ڈالی اور اس حیلہ سے قلعہ سے نکل کر کشتی مین بیٹھکر سرو ندی کے پار اُتر گیا پھر وہان سے
صلح کی گفتگو ہوئی آخر اس طرف کے کئی امیرون کو اُسنے تنہا بلایا اور اُس طرف سے خود بھی تین چار آدمیون کے ساتھ
کشتی مین بیٹھکر آیا دریا مین ملاقات ہوئی فریقین مین اس بات کے عہد و پیمان ہوے کہ اُسکو اکبر کے حضور مین
حاضر کر کے صفائی کرا دینگے آخر سکندر کو اعتماد نہوا اور وہان سے بھاگ کر پٹھانون مین جا ملا امیرون نے
گورکھپور تک اُسکا تعاقب کیا پھر اکبر کو اطلاعی عرضی بھیجی یہان سے فرمان اُنکی طلب مین صادر ہوا چنانچہ
سب امیر محمد قلی خان برلاس کو اودہ مین چھوڑکر آگرہ کو چلے آئے اسی سال مین اکبر نے قلعہ چتور کی تسخیر کا ارادہ
کیا اور بیانہ کو حاجی محمد خان سیستانی سے تغیر کر کے آصف خان کی جاگیر مین مقرر کیا اور بسادر اور وزیر پور اور
مانڈل گڈھ بھی اسی کے حوالہ کی تاکہ آگے بڑھ کر لشکر کا سامان کرے پیچھے سے خود بھی اکبر نے کوچ کیا اور باڑی کے
رستہ سے شکار کھیلتا ہوا سیوسیدانہ مین اور وہان سے سوپر مین پہونچا راے سرجن کے آدمیون نے قلعہ سوپر
خالی کر دیا نظر بہادر کو وہان کی حکومت حوالہ کی اور شاہ محمد خان قندھاری کو قلعہ کوتہ بلایہ کی حراست کے لیے
متعین کیا پھر اکبر وہان سے کوچ کر کے قلعہ کاکرون مین پہونچا اور شہاب الدین احمد خان اور شاہ بداغ خان کو
مالوہ مین جاگیر دیکر محمد سلطان کے بیٹون میرزا الغ اور شاہ میرزا کی تنبیہ کے لیے متعین کیا جب وہ اُجین مین پہونچے
تو وہ دونون میرزا اُنکے آنے کی خبر سُنکر مالوہ کو چھوڑکر سلطان محمود کے غلام چنگیز خان کے پاس گجرات مین بھاگ
گئے اور مالوہ بے لڑے بھڑے ہاتھ آگیا رانا اودے سنگہ قلعہ چتور کو راے جیمل نامے ایک بڑے بہادر سردار کی حفاظت
مین چھوڑکر خود اودے پور کے پہاڑون اور جنگلون مین بھاگ گیا اُسی نواح مین آصف خان نے راہپور کے

قلعہ کو فتح کر کے تمام ملک کو تاخت و تاراج کیا حسین قلی خان نے اودے پور پر حملہ کیا رانا وہان سے بھی بھاگ گیا چتوڑ کے
قلعہ مین سے ہندوون نے لڑنا شروع کیا اکبر نے قلعہ کے اندر جانے کے لیے سرنگین کھدوائین ہر سرنگ اسقدر چوڑی تھی
کہ دس سوار برابر چلے جاوین اور اسقدر گہری تھین کہ سوار نیزہ ہاتھ مین لیے بے تکلف چلا جاوے اس لڑائی مین فریقین کے
بہت سے آدمی مارے گئے بہت دنون مین دو سرنگین قلعہ کے نیچے تک پہونچین تب اُس قلعہ کے دو برجون کو جو قریب تھے
اندر سے خالی کر کے اُسمین بارود بھر دی اور اُنکے شتابون مین آگ لگا کر سب اسکے منتظر کھڑے تھے کہ جب یہ دونون
برج اُڑ جاوین تو اسی رستہ سے قلعہ کے اندر داخل ہووین اتفاقاً ایک برج کا شتابہ چھوٹا تھا وہ جھٹ پٹ اُڑ گیا
اور قلعہ کے اندر جانے کا ایک بڑا راستہ کھل گیا دوسرے برج کے اُڑنے مین دیر ہوئی لوگون نے دوسرے برج کا
انتظار نہ کیا اور اسی ایک برج کے رستہ سے جو اُڑ گیا تھا قلعہ کے اندر جانے لگے کچھ لوگ قلعہ کے اندر داخل ہو گئے تھے
کچھ درمیان مین تھے کہ ناگاہ دوسرے برج مین آگ لگی اُسکے قریب فریقین کے بہت سے لوگ جمع تھے سب اُڑ گئے سو سو من
اور دو دو سو من کے پتھر اُسکے ہر طرف اُڑ اُڑ کر جاتے تھے سیکڑون آدمی اُنکے نیچے دب کر مر گئے اس معرکہ مین دونون لشکر
تباہ ہو گئے تمام ہندوستان کے چیل کوون کی روزی فراخ ہو گئی مسلمانون کے پانسو سپاہی جنمین سے اکثر کو خود اکبر بھی
پہچانتا تھا مارے گئے راتون رات ہندوون نے دوبارہ دو دیوارین اُن برجون کی جگہہ بنا لین اس واقعہ سے تخمیناً
چھ مہینے کے بعد شب سہ شنبہ پچیسوین شعبان سنہ مذکور کو پھر کافرون نے حملہ کیا اور قلعہ کی دیوار توڑ کر بادشاہی فوج کے
مقابل ہوئے چونکہ توپون کے چھوٹنے کے سبب کسی قدر روشنی ہو گئی تھی جیمل کا منہ صاف نظر آتا تھا مسلمانون مین سے
کسی نے تاک کر اُسکے بندوق ماری وہ اُسی دم ٹھنڈا ہو گیا یہ حال دیکھکر سب ہندو ادھر اُدھر بھاگ گئے اور اپنے
اہل و عیال کو مارنے اور جلانے لگے جسکو اُنکی اصطلاح مین جوہر کہتے ہین غرض جو باقی رہے وہ تلوار سے مارے گئے
اُس روز تمام رات بلکہ دن مین دوپہر تک لڑائی رہی آٹھ ہزار راجپوت اس واقعہ مین مارے گئے مصرع اُس فتح کی
تاریخ کاہی ع دل گفت کہ کشاد بزودی چتوڑ تین روز اکبر نے وہان مقام کیا اور فتح نامہ ہر طرف کو روانہ کیے
بعد ازان آصف خان کو وہان کی حکومت دیکر چھبیسوین رجب ماہ مذکور کو آگرہ کی طرف کوچ کیا اور چونکہ اکبر نے
اول نذر کی تھی اسلیے وہان سے پیادہ پا روانہ ہوا اور اسی طرح چلتا ہوا یکشنبہ کے روز تاریخ ساتوین رمضان المبارک کو
اجمیر مین پہونچا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کی زیارت سے مشرف ہوا اور وہان بہت سی
خیرات کی دس روز وہان مقام رہا میر علاء اللہ قزوینی صاحب تذکرۃ الشعرا نے یہ تاریخ لکھی تھی ع
شاہ دین پرور جمشید سریر * خسرو عہد محمد اکبر * ساخت بے شبہہ پے فتح چتوڑ * دیگ رویین تن از دو پیکر *

پھر تاریخ وی از عالم غیب ٭ ودیگ چتور کشا شد یکسر ٭ جب اکبر اجمیر سے کوچ کرکے حدود الور مین پہونچا تو وہان شیر کا شکار کھیلا اور عادل محمد خان بیٹا شاہ محمد خان قندہاری کا جو بڑا بہادر تھا تنہا شیر سے مقابل ہوا آخر دونو مارے گئے پھر اکبر لشکر سے جدا ہو کر جریدہ طور پر نارنول کو گیا اور وہان حضرت شیخ نظام نارنولی سے جو بڑے بزرگ تھے ملاقات کی اور پھر وہان سے کوچ کرکے آگرہ مین پہونچا اسی سال مین مصنف صاحب نے بداؤن مین اپنا نکاح کیا اُسکی تاریخ یہ لکھی ؎ چون مرا از عنایت ازلی ٭ اتصالے بماہ چہری شد ٭ عقل تاریخ کدخدائی را ٭ گفت ما ہے قرین مہری شد ٭ اسی سال مین حضرت شیخ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اکابر دہلی مین سے تھے انتقال کیا اُنکے وفات کی تاریخ یہ کہ ؎ عزیز جہان شیخ عبد العزیز ٭ کہ عالم ہمہ قطب دہیش خواندہ ٭ سوئے عرصۂ آخرت تاختہ رخ ٭ وزین تنگنا اسپ ہمت جہاندہ ٭ طلب کردم از دل چو تاریخ او ٭ بگفتا کہ قطب طریقت نماندہ ٭ شیخ مرحوم کی عادت تھی کہ اپنا نام یون لکھا کرتے تھے ذرہ ناچیز عبد العزیز حسب اتفاق ذرہ ناچیز مین بھی تاریخ اُنکے وفات کی نکلی ۹۷۵ نوسو پچہتر مین اکبر نے تمام اتکہ خیل کو اور کمال خان گکھڑ کو پنجاب سے طلب کر لیا اور اُنکی جاگیرین حسین قلی خان اور اُسکے بھائی اسمعیل قلی خان کو عطا کین چنانچہ حسین قلی اور اُسکے بھائی رنتنبھور کی فتح کے بعد ناگور سے آگرہ مین آئے اور وہان سے پنجاب کی طرف رخصت ہوے اور سرکار سنبھل اور بریلی خان کلان کو حوالہ کی محمد سلطان میرزا کے دونون بیٹے جو گجرات مین چنگیز خان کے پاس چلے گئے تھے انکی موافقت وہان بھی نہ آئی اور اُنھون نے وہان بھی دست درازی کی اسی سال مین وہان سے بھی بھاگکر پھر مالوہ مین آئے محمد مراد خان اور مرزا عزیز اللہ مشہدی اُجین کے قلعہ مین بند ہوگئے اشرف خان میر منشی اور صادق محمد خان جو بہت سی فوج کے ساتھ رنتنبھور کے قلعہ پر تعین ہوے تھے یہ خبر سُنکر اکبر کو اطلاعی عرضی بھیجی اور پھر بموجب حکم وہ دونون مع قلیچ خان کے اُن دونون مرزاؤن کے مقابلہ کے لیے اجین کی طرف متوجہ ہوے سرونج مین شہاب الدین احمد خان اور سارنگپور مین شاہ بداغ خان بھی اُنکے ساتھ آملا اور بڑی جمعیت اکٹھی ہوگئی یہ خبر سُنتے ہی دونون مرزا اُجین سے بھاگ کر مانڈو کی طرف چلدیے جب وہ دونون نربدہ اُتر گئے تو اُنھون نے یہ سُنا کہ جھجار خان حبشی نے چنگیز خان کو احمد آباد کی تربولیہ کے میدان مین غافل پاکر قتل کر ڈالا اور گجرات آجکل خالی ہے یہ سُنتے ہی وہ دونون گجرات کی طرف متوجہ ہوے اور پہلے ہی حملہ مین چنپانیر کے قلعہ کو لے لیا پھر اُنھون نے بھروچ کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایک مدت کے بعد رستم خان رومی کو جو اُس قلعہ مین بند تھا کسی حیلہ سے پکڑکر قتل کر ڈالا اور اُس قلعہ پر بھی اپنا قبضہ کر لیا قلیچ خان اور صادق محمد خان نربدہ تک اُنکا تعاقب کرکے واپس آئے جن جن کی جاگیر مانڈو مین تھی وہ وہین رہ گئے باقی سب اپنی اپنی جاگیرون کو رخصت ہوگئے اسی سال کی

پہلی تاریخ رجب کو اکبر دہلی مین پہونچا اور چند روز نواحی پرگنہ پالم مین قمرغہ کا شکار کھیلا پھر وہان سے کوچ کرکے
آخر ماہ شعبان مین رنتنبھور پر پہونچا اور پندرہ ضرب توپ جنمین گولہ پانچ پانچ اور سات سات من کا آتا تھا سات
یا آٹھ سو کہارون نے کوہ رن پر جسکا رستہ بڑا دشوار گزار تھا پہونچائین پہلے ہی دن تمام قلعہ کے اندر کے مکان
صفّا صفّا ہوگئے راے سرجن وہان کا حاکم قلعہ چتور کا حال سُن چکا تھا اس سبب سے اُسنے صلح مین مصلحت
دیکھی اور اپنے دو بیٹون دودا اور بھوج کو بعضے زمینداروں کے وسیلہ سے درگاہ مین بھیجکر امن مانگی ادھر سے
حسین قلی خان اور خان جہان دونون قلعہ مین گئے اور اُسکی تسلّی و دلاسا کرکے درگاہ مین لے آئے اُسنے
کنجی قلعہ کی حوالہ کی چہارشنبہ کے روز تیسری شوال سنہ مذکور کو وہ قلعہ فتح ہوگیا اور فتح متین اُسکی تاریخ ہے دوسرے
روز اکبر نے تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ اندر جاکر قلعہ کی سیر کی پھر اُسکو مہتر خان سلطانی کے حوالہ کیا
اور خواجہ جہان او مظفر خان کو لشکر کا سردار کرکے آگرہ کی طرف کوچ کا حکم دیا اور خود جریدہ طور پر اجمیر مین آکر
حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کی اور پھر وہان سے کوچ کرکے چہارشنبہ کے روز چوبیسوین ذیقعدہ سنہ مذکور کو
آگرہ مین داخل ہوا شاہ فتح اللہ شیرازی کے بھائی میر فارغی نے اُس فتح کی یہ تاریخ لکھی تھی ؎
چون گل نصرت شگفت در چمن فتح شاہ * منہی تاریخ گفت قلعہ گرفتند زود * اور مُلّا شیری نے یہ تاریخ لکھی تھی
؎ قلعہ کفر چو از دولت شہ یافت شکست * شہ کفار شکن یافتہ شیری سالش * اسی سال مین آگرہ کے قلعہ کا
دروازہ ہتیاپول بنکر تمام ہوا اُسکی تاریخ یہ ہے ؎ کلک شیری پی تاریخ نوشت * بے مثال آمدہ دروازۂ فیل * چونکہ
اکبر کے کئی بیٹے پیدا ہوئے اور سب چھوٹی ہی عمر مین مر گئے اسلیے اس سال مین جو ایک حرم کو حمل رہا تو اُسنے
حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے استمداد کی اور اُس حرم کو بھی سیکری مین شیخ ممدوح کے مکان پر
بھیجدیا شیخ نے اُس سے پہلے اکبر کو بیٹے ہونے کی بشارت بھی دی تھی اکبر اُس مژدہ سے بہت خوش ہوا اور
کبھی کبھی اُنکی خدمت مین بھی جایا کرتا تھا اور شیخ کی خانقاہ قدیم کے قریب جو سیکری کی پہاڑی پر تھی اکبر نے ایک اور
خانقاہ جدید اور ایک مسجد بہت بڑی بنوائی پانچ برس مین اُسکی عمارت تمام ہوئی اور بازار اور حمام اور ترپولیہ وغیرہ
بھی وہان بنوایا اور اُس بستی کا نام فتح پور رکھا اور سب امیرون نے بھی وہان اپنے محل بنوائے مصنف صاحب نے اُس
مسجد و خانقاہ کے تیار ہونے کی یہ تاریخ لکھی تھی ؎ هٰذِهِ الْبُقْعَةُ قُبَّةُ الْاِسْلَام * رَفَعَ اللّٰهُ قَدْرَ بَانِیْهَا * قَالَ رُوْحُ الْاَمِیْن
تاریخہ مثلہا لم یری فی البلاد ثانیہا * دوسری تاریخ یہ ہے ؎ بیت معمور آمدہ از آسمان * اور اشرف خان نے یہ تاریخ لکھی تھی ع
ثانی المسجد الحرام آمد * اور حضرت شیخ اکبر کو بے پردہ اپنی عورتون کے سامنے لیجاتے تھے آخر اُنکے بیٹون نے کہا کہ ہماری بیبیان

ہمسے بیگانہ ہوگئین تب حضرت نے فرمایا کہ تم سب امیر ہو عورتین بھی جہان مین بہت ہین تم اور بیبیان کر لو ایک عجیب قصہ جو اس سال مین واقع ہوا یہ ہی کہ ایک شخص بہت حسین یہ جبین سید موسیٰ ولد سید مگری کالپی کا سندی سید اکبر کی ملازمت مین رہتا تھا اتفاقاً آگرہ مین ایک سُنار کی عورت موہنی نام پر جو حسن صورت مین لاثانی تھی فریفتہ ہوگیا اور نقد دل اُسکے نذر کردیا اسکے دل مین بھی اسکی محبت پیدا ہوگئی ؎ عشق صادق کا اگر فریاد رتبہ ہو حصول ۞ یار کے دل مین بھلا دیکھین اثر کیونکر نہو ۞ جب لشکر رنتھنبور کی طرف گیا سید موسیٰ آگرہ مین ہی رہے اور آگرہ کے قلعہ کی حکومت چھوڑکر جمنا کے کنارہ اپنی معشوقہ کے مکان کے قریب مکان بنالیا اور یہانتک عشق کا غلبہ ہوا کہ رفتہ رفتہ جنون پر نوبت پہونچی ؎ رفتہ رفتہ جنون ہوا پیدا ۞ اشک مین رنگ خون ہوا پیدا ۞ ایک دو مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ اُس اپنی محبوبہ کو اپنے معتمدون کی معرفت بلوایا مگر ہر مرتبہ یا کوتوال نے پکڑ لیا یا اسکے برادری کے زرگرون کو خبر ہوگئی ؎ مین نے یارون سے بھی پوشیدہ بلایا تھا انھین ۞ کسی غماز نے کردی خبر اغیارون کو ۞ غرض دو برس اور چار مہینے یون ہی مفارقت مین گذرے مگر کبھی کبھی دور سے آنکھین دو چار ہو جایا کرتین اور چشم سخنگو کے واسطہ سے پیغام محبت ادا ہو جایا کرتے تھے ؎ چھپ چھپ کے جھانک لیتے ہین ہم یار کو کبھی ۞ یہ اہتمام ہی کہ کسی کو خبر نہو ۞ آخر ایک روز سید موسیٰ اُس پری پیکر کے اشارہ سے کمند ڈال کر اُسکے کوٹھے پر پہونچے ؎ آیا ہون اُنکے کوٹھے پہ مین ڈال کر کمند ۞ غماز تیری کور ہون آنکھین خدا کرے ۞ دیر تک باہم صحبت رہی مگر ننگ و ناموس کا پردہ چاک نہوا عفت و عصمت مین خلل نہ آیا مثنوی نفرینامہ جو سید موسیٰ کے بھائی سید شاہی نے اسی عشق کے قصہ مین لکھی ہی اُسکے ان شعرون سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی

؎ هر چند هوای دل ز روی جوش (عشق) ۞ می کرد چنان ندا که خاموش
در پیش نظر زلال حیوان ۞ یکدم نه مجال خوردن آن
دلها ز کمال تشنگی گرم ۞ لبها شده مهر بسته از شرم
یک خانهٔ خلوت و دو مشتاق ۞ دلها شده جفت مانده تن طاق
ماندند دو خستهٔ دل افروز ۞ در بازی طاق جفت تا روز
این ست بنزد ما محبت ۞ کز دل برد خیال شهوت
چون دل ز هوای نفس سپرد ۞ کی عشق دران قرار گیرد
بند جهان بی سر و پای ۞ جز در دل پاک عشق را جای
عشق ست انیس جان پاکان ۞ عشق ست رفیق دردناکان
القصه بصد لطافت و ناز ۞ بگشاده هزار دفتر راز
دیدند قریب چون سحر را ۞ کردند وداع یکدگر را ۞

جب تھوڑی سی رات رہی اور سید رخصت ہونے لگے تو وہ پری ادھی آ

خانمان کو چھوڑ عزیز یگانون سے منہ موڑ انکے ساتھ ہولی ؎ کیون ہوکے مضطرب مرے ہمراہ ہولیے کہتے تھے تم تو جذبہ دل مین اثر نہین ☆ سید موسی نے اُس محلہ سے دور جاکر کسی اپنے دوست کے گھر مین ورنا کو پوشیدہ رکھا اُسکے عزیز اقربا نے سید موسی کا گھر گھیر لیا اور بڑا شور و غل مچایا سید موسی کے چھوٹے بھائی سید شاہی کچھ لیت و لعل حیلہ حوالہ کرتے رہے جب اُس نازنین کو یہ خبر ہوئی تو اُسکو یہ خیال ہوا کہ کہین اس جھگڑے مین سید موسی پر کوئی آفت نہ آوے ناچار وہ اسی خیال سے خفیہ پھر اپنے گھر کو چلی گئی اور اپنے عاشق سے عہد و پیمان کرکے پھر ملنے کا آئی گر گئی اور اپنے گھر کے لوگون مین رسوائی کے خوف سے یہ حیلہ کیا کہ مین فلانی شب مین جو سوئی تو مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص نہایت خوبصورت میرا ہاتھ پکڑ کر مجکو لیچلا جب میری آنکھ کھل گئی تو جاگتے مین بھی یہ سانحہ نظر آیا کہ ایک جوان نہایت حسین ہی اور ایک تاج جواہر کا جڑا ہوا اُسکے سر پر ہی اور اُسکے دو شہپر بھی ہین اُنکے وسیلہ سے اُڑتا ہی اور مجکو بھی اُڑا کے اپنے ساتھ لیے جاتا ہی پھر مجکو ایک شہر مین لے گیا جسکی تعریف نہین ہوسکتی اور وہان ایک نہایت عمدہ مکان مین مجکو رکھا جسمین بڑے بڑے حسینون کا ایک گروہ جمع تھا ہر چند کہ وہان آرام بہت تھا مگر مجکو عزیزون کی مفارقت سخت ناگوار تھی رات دن اسی غم سے مین آہ و بکا کرتی تھی آخر اُن لوگون نے رحم کھا کر پھر مجکو یہین پہنچا دیا وہ سادہ لوح اس فقرہ کو سچ جان گئے ؎ راز کھلنے نہین دیتے ہین کبھی اہل تمیز ☆ حیلے ہوتے ہین بہت بات بنانے کے لیے ☆ مگر مصلحت وقت سمجھکر چند روز اُسکے پانون مین بیڑیان ڈال دین ؎ پہنادین بیڑیان اُس نازنین کے ساق سیمین مین ☆ یہ سچ ہی سانپ کے ہی قبضے مین ہوتا خزانہ ہی ☆ سید موسی کا اُسکے فراق مین روز بروز حال بدتر تھا جب بہت گھبراتا تو یہ غزل فریاد کی زبان پر لاتا ؎ کبھی اس دل کا بھی پورا کوئی ارمان ہوگا

کبھی یہ غنچہ بھی یارب گل خندان ہوگا
دھجیان کس کی اُڑاؤگے پھر اے دست جنون
کبھی آخر بھی یہ طول شب ہجران ہوگا
اُنکے گیسوے مسلسل کا نہ چھیڑو قصہ
کب نہان دل مین غم پردہ نشینان ہوگا

خوب الفت کا مزا اے دل نادان پایا
جب نہ یہ جیب نہ دامن نہ گریبان ہوگا
نیم بسمل مین تڑپتا رہون کب تک صاحب
دل دیوانہ مرا اور پریشان ہوگا
چھوڑ کے الفت یاران وطن اے فریاد

پھر بھی اب شیفتہ روے حسینان ہوگا
صبر کر دل کہ کبھی صبح بھی ہوجائیگی
ہاتھ اک اور لگا دیجیے احسان ہوگا
راز بے پردہ کرینگے یہ سرشک غماز
سفر آخر تو سوے گور غریبان ہوگا

رفتہ رفتہ تمام شہر مین یہ قصہ مشہور ہوا ہر جگہ یہی مذکور ہوا ؎ جب سے ہمارے عشق کا چرچا ہی دہر مین ☆ فرہاد و قیس کا کوئی نام آشنا نہین ☆ جب اُس نازنین نے یہ حال سُنا تو ایک مشاطہ کی زبانی یہ پیغام کہلا بھیجا کہ مین نے ہزار حیلہ و بہانہ بات بنائی تھی طعنہ زنون کے منہ مین خاک ڈالی تھی مگر تمھاری بیقراری اور بیصبری نے

تمام مین فضیحت کیا خدا کے لیے ع خود بھی رسوا نہو مجکو بھی نہ بدنام کرو ﴿ مصلحت یہی ہے کہ اب اس شہر مین نہ رہو
کہین کو نکل جاؤ چند روز کے لیے ٹل جاو مگر ایک ایسی محرم راز یہان چھوڑو کہ تمھاری مجکو میری تمکو خبر پہونچایا
رہے سید موسی نے جب یہ سُنا بہت سر دُھنا مجبور چھاتی پہ پتھر رکھکر فتحپور کا ارادہ کیا ؎ تفرقہ ایسا بھی دیکھا
کم ہے ای ہمدم کہین ﴿ دل کہین اور جان کہین، اور تم کہین اور ہم کہین ﴿ آخر اُس نازنین کو بھی جدائی کی تاب
نہ رہی اور اُس محرم راز کو یہ پیغام بھیجا کہ رات کے وقت فقیری کے لباس مین آکر میرے دروازہ پہ
صدا کہو مین تمھارے ساتھ ہو جاؤنگی گھر والون سے ہاتھ اُٹھاؤنگی چنانچہ اسی طرح اُسنے ایک روز آکر اُسکے
دروازہ پر سوال کیا وہ تو وقت کی منتظر بیٹھی تھی فوراً کچھ دینے کے بہانہ آئی اپنی محافظ کنیز کو کسی بہانہ سے ٹالا
اور اُسکے ساتھ ہولی کچھ دیکھا نہ بھالا تین روز وہ دونون رہے بعد ازان فتحپور کا رستہ لیا مگر ؎ کبھی ملجاتے ہین گر
عاشق و معشوق آپس مین ﴿ تو یہ گردون دون سو طرح فتنہ اُٹھاتا ہے ﴿ اتفاقاً اُس نازنین کا کوئی رشتہ دار مثل بلاے ناگہان کے
سامنے آیا اُسکو پہچانا بہت سا شور اُٹھایا پہلوان جمال جو وہان کا کوتوال تھا اُسکے سپاہی آگئے بہت سا تحقیق
چاہا نے نازنین کو اُسکے گھر پہونچایا بھگانے والے کو قید مین پھنسایا مدتون اُسنے قید خانہ کی مصیبت اُٹھائی
بڑی مشکل سے رہائی پائی سید موسی کو جب یہ خبر آئی بالکل صورت یاس نظر آئی ؎ خون تمناؤن کے کیا کیا کیجیے
جہان نے ﴿ دل ہمارا نہ ہے گنج شہیدان اپنا ﴿ جی مین کہنے لگا کہ ایسی زندگی پر ہزار بار موت کو ترجیح ہے اچھا
جینا بسر ناکامی ہے رسوائی ہے تفضیح ہے جب اپنی مایوسی پر نظر کرتا آہ سرد بھرتا کبھی یہ جرأت کی غزل پڑھنے لگتا ؎

بیکس ہون وہ کہ نکلی نہ حسرت کبھو مری
جو تھی سو زیر خاک چلی آرزو مری
مبتلا مجھ پہ پاک محبت کا جرم ہے
یکلخت حسرتین جو ہوئین دل مین نہو مری
یارب کبھی تو دیکھون مین انقلاب عشق
صحبت نہ گو برآتی اُس سے کبھو مری
شفقت سے اُسکی باندھون ہون کیا کیا خیال

رو کے کی بعد مرگ مجھے آرزو مری
حال اُسکی دوستی مین ہوا یہ کہ اطبا
گردن نہ کیجیو تن سے جدا بے وضو مری
پیارے کچھ اور مجھکو نہین ہے ہوس مگر
ق
میری طرح سے وہ بھی کرے جستجو مری
ملتمس ہون بعد فنا تجھسے مین کہ خاک
جرأت خفا ہے شکل سے وہ ماہ رو مری

ہمدم ہوس نہ پوچھ دم نزع تو مری
حق سے دعاے خیر کرے ہی عدو مری
ٹپکے نہ کیونکہ چشم سے بھر خون آرزو
خواہش رکھا کرون مین تری ور تہو مری
مائل تھا ایک شہرۂ آفاق پر جو مین
لیجائیو اُڑا کے صبا جا رسو مری

آخر بے صبر ہو کر آگرہ کو بھاگ آنے کا ارادہ
کیا مگر دوست مانع ہوے کچھ خوشامد کچھ ملامت کی کچھ سمجھایا کچھ دھمکایا غرض آنے نہ دیا جب پھر آگرہ مین اکبر کا لشکر آیا
تو اُسکے ساتھ ہی وہ سوختہ جان خاک بسر آیا مگر اب کی مرتبہ وہ معشوقہ ایسی قید مین تھی کہ اُنکو دیدار بھی نصیب نہ ہوا

ہم تمھین دیکھ کے جیتے تھے غضب ہی زیادہ * اُنکے دیدار کی بھی اب کوئی تدبیر نہین * جب سید موسی بہت بیقرار ہوے
تو قاضی جلال نام ایک شاعر مضافات کالپی سے سیوکنپور کا رہنے والا اُنکا دلی دوست تھا اُسنے کسی ترکیب سے
رات کے وقت اُس نازنین کو اُسکے گھر سے نکالا اور اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کرکے جمنا کے کنارہ کنارہ لیچلا اُسکے
عزیز و اقربا کو خبر ہوگئی وہ بھی پیچھے پیچھے ہوے تماشائیون کا بھی ہجوم اکٹھا ہوگیا چونکہ جمنا کے کنارہ جا بجا گڈھے تھے اور
گولین بہت سی تھین رستہ صاف نہ تھا اُس سبب سے گھوڑا چل نہ سکا اور ایک مقام پر ایسے پھنس گئے کہ نہ پیچھے کو لوٹ
سکتے تھے نہ آگے کو جاسکتے تھے مجبور ہوکر وہ نازنین گھوڑے سے کود پڑی اور قاضی سے کہا کہ مصلحت یہی ہے کہ تو اپنی جان
بچاکر بھاگ جا اُس کم نصیب کو میرا اسلام کہدیجیو اور کہیو کہ مین نے حتی المقدور بہت تدبیرین کین مگر تقدیر سے مجبوری ہے
سید موسی نے جب یہ ماجرا سُنا آگرہ کے قلعہ مین جس جگہ رہتے تھے دروازہ بند کرکے پڑ رہے اور تڑپ تڑپ کر جان
نکل گئی ع جان کا جانا ہے بس انجام عشق * کوئی بھولے سے نہ لیوے نام عشق * سُنا ہے کہ مرتے وقت تین مرتبہ یہ شعر پڑھا
ع از یار دلم ہزار جان یافت * یارے بہ ازین نتوان یافت * حسب اتفاق اُسکا جنازہ اُسی نازنین کے مکان کے
سامنے کو سے نکلے وہ بھی بالاخانہ کی کھڑکی مین سے بیٹھی ہوئی دیکھتی تھی جنازہ کو دیکھتے ہی اُسکا سکتہ کا سا عالم ہوگیا
آخر بیقرار ہوکر کود پڑی زنجیرین بھی پانون کی ٹوٹ گئین دیوانون کی طرح ننگے سر ننگے پانون سیدھی سید موسی کے
محلہ مین گئی وہان اب کیا خاک تھا چند روز تک جا بجا دیوانی پھرتی رہی مان باپ نے بھی باولی سمجھکر ہاتھ اُٹھا لیا
آخر سید جلال مشکل کے پاس گئی وہ ایک بزرگ کامل تھے اُنکے سامنے مسلمان ہوئی پھر اپنے عاشق کی قبر پر
آکر گر گئی آخر دم نکل گیا چنانچہ سید شاہی نے اپنی مثنوی مین لکھا ہے ع این واقعہ چون شنید آن ماہ

آمد سوے ما دیدہ ناگاہ * آوردہ بلب کلام ایمان * شد پیش جماعتے مسلمان
چون یافت شرف ز دین اسلام * بربست بطوف خلد احرام * با خوبی او چو عشق شد جمع
پروانہ صفت بسوخت آن شمع * کرد از سر شوق و جذبہ فریاد * موسی بزبان گرفت جان داد
در یک نفس آن دو سرور عشق * گشتند شہید خنجر عشق * تا آنکہ میان باغ رضوان
باشند بہم ز خلق پنہان * آن ہر دو مصاحبان جانی * رفتند ازین جہان فانی
از درد و غم فراق رستند * پنہان ز ہمہ بہم نشستند * مصنف صاحب نے لکھا ہے

کہ اسی سن کے مثل ایک قصہ عشق کا پہلے بھی ہو چکا ہے کہ گوالیار کے شیخ زادون مین سے ایک شخص شیخ محمد غوث
گوالیاری کے عزیزون مین بڑا متقی اور پارسا تھا اتفاقاً آگرہ مین ایک ڈومنی پر عاشق ہوگیا یہ خبر اکبر کو پہونچی

اکبر نے وہ ڈومنی مقبل خان کو جو ایک مقرب سرداروں مین سے تھا حوالہ کر دی شیخ زادہ تو اپنی جان پر کھیل رہا تھا کمند ڈال کر رات کے وقت مقبل خان کے مکان پر چڑھ گیا اور اپنی معشوقہ کو نکال لے گیا اکبر نے شیخ ضیاء الدین ولد شیخ محمد غوث کے نام حکم بھیجکر دونون کو طلب کیا اور اکبر کا یہ ارادہ تھا کہ ان دونون کا نکاح کر دے مگر شیخ ضیاء الدین وغیرہ مانع ہوے تب اُس بیچارہ کو ضبط نہوا اور اپنے پیٹ مین خنجر مار کر مر گیا اُسکی تجہیز و تکفین کے باب مین علما کو اختلاف تھا شیخ ضیاء الدین وغیرہ یہ کہتے تھے کہ حدیث مین آیا ہے کہ مَن عَشِقَ وَعَفَّ وَکَتَمَ ثُمَّ مَاتَ مَاتَ شَہِیدًا یعنی جو شخص کسی پر عاشق ہوا اور باوجود اسکے اُسنے پارسائی کو ہاتھ سے نہ دیا اور اُسکی محبت کو چھپایا اور اسی غم مین مر گیا تو وہ شہید ہے تو اِس حدیث کے بموجب یہ شخص شہید ہے اسکو اسی طرح دفن کر دینا چاہیے اور شیخ عبد النبی صدر وغیرہ کہتے تھے کہ یہ فسق و فجور مین مبتلا تھا اور ناپاک مرا و اللہ اعلم بہرحال وہ ڈومنی بھی فقیر ہو کر اُسکی قبر پر مجاور بن بیٹھی چند روز کے بعد اسی غم مین مر گئی اسی سال مین گدائی کنبوہ دہلوی نے جو برائے نام کوتوال تھا لیکن تکبر اور غرور اسکا حد سے زیادہ تھا وفات پائی مردہ خوک کلان اُسکی تاریخ ہے ۹۷۶ نوسو ستتر مین جو چتور اور رنتھنبور کے فتح ہونے کی خبر سب طرف پہنچی تو اور قلعہ والون کی بھی ہمتین پست ہو گئین رام چند حاکم بھٹہ نے بھی دوراندیشی کرکے اپنی ہی طرف سے کالنجر کے قلعہ کی کنجی جو بجلی خان بہار خان شروانی کے متبنی سے بہت سے روپیون کو خریدی تھی بہت سے تحفون کے ساتھ درگاہ مین بھیجدی اُس قلعہ کی حراست مجنون خان قاقشال کو جسکی جاگیر بھی اُسی طرف تھی سپرد ہوئی اور راجہ کے نام تسلی اور دلاسا کا فرمان گیا اور پرگنہ اربل جو الہ آباد کے قریب ہے اُسکو جاگیر مین عطا ہوا اسی سال مین ستر ہوین تاریخ ربیع الاول کو سات گھڑی دن چڑھے شاہزادہ سلطان سلیم فتح پور مین شیخ محمد سلیم چشتی کے مکان پر پیدا ہوا اکبر نے بہت خوش ہو کر تمام قیدی چھوڑ دیے اور سات روز تک بڑا جشن رہا شاعرون نے بہت سے قصیدے اِس تہنیت مین پیش کیے منجملہ اُسکے خواجہ حسین مروی نے ایک قصیدہ پیش کیا جسمین ہر شعر کے پہلے مصرع سے اکبر کے جلوس کی اور دوسرے مصرع سے شاہزادہ کے ولادت کی تاریخ نکلتی تھی اکبر نے دو لاکھ تنکہ نقرہ اُسکو صلہ مین عنایت کیے وہ قصیدہ یہ ہے

لله الحمد از پی جاہ و جلال شہریار
کوکبی از اوج عز و ناز گردید آشکار
دایۂ ابر بہار از مہربانیہای فضل حق
از پی زیب جمال از زہرہ سازم گوشوار
شاد شد دنیا کہ باز از آسمان عدل کردگار

گوہری مجد از محیط عدل آمد بر کنار
گلبنی این گونہ ننمود اندر درون چمن
سبزہ با گل ہمزبان لیک گوہر کرد نثار
مقدم مولود می افزود زیب ار اگر
باز دنیا زندہ شد کز مہر ایام بہار

طائری از آشیان جاہ و جود آمد فرود
لالۂ رنگین گونہ نکشود از میان لالہ زار
مہر میگوید کہ می زیبد کہ آن مہ پارہ را
لولوی لالا فزود زیب گوش شاہوار
آن ہلال برج قدر جود و جاہ آمد برون

وان نہال آرزوی جان شاہ آمد بار
عادل کامل محمد اکبر صاحبقران
عادل اعلی و عاقل بعدیل روزگار
سایۂ لطف الہ آن لائق تاج و نگین
با عدو گاہ از زبان رمح گوید اسفسار
مرکب منصور وی زانجا کہ راند عالمی
بر سپیدی یا سیاہی بر و لیل و نہار
عالی والا علم عالم دل و کیوان سریر
با محبان مہربانی از کریمان یادگار
معدن عدل و احسان منبع لطف و کرم
والی والا علم کان کرم کوہ وقار
کی بجودت ماند ابر از حیا پیش سحاب
ہر یہ کان آمد گرامی باز جوئی گوشوار
یک بیک اشعار مروی بسکہ بی عیب آمدہ
از دم مولود نور دیدۂ عالم برار
شاہ پایندہ باد و باقی آن شہزادہ ہم

شاہ اقلیم وفا سلطان ایوان صفا
بادشاہ نامدار و کامجوی و کامگار
از کلام و بیان حال معنی مستفاد
بادشاہ دین پناہ آن عادل عالم مدار
مجلس وی را سماے جای مہین ان عرش و فرش
یمن گوید از یمین و یسر انداز یسار
ای جہ صنع لایزالی آفتاب ملک و دین
والی والا جناب عادل عالی تبار
شاہ صبح عدل و دادی یا و شام جاہ گاہ
با بہار باذل و دین پرور و پرہیزگار
تیر برج وجود دی گوہر دریای جود
با وجودت می نزیبد جود از ابر بہار
کس ندارد ہدیۂ زین بہ اگر دارد کسی
ہر یکے جوئے زدستے مقصود دریائے بار
تا بود باقی حساب روزہا و ماہ و سال
روزہای بیحساب و سالہای بیشمار

شمع جمع بیدلان کام دل امیدوار
کامل دانای قابل عدل شاہان بر مدار
وز کمال او بنای دین و دنیا استوار
بر زبان گاہ از نجوم قہر آرد الامان
مرکب وی را سماک رمح آمد نیزہ دار
حلم آن کلکیکہ دارد حکم بر آب روان
پایۂ افزای معانی سایۂ پروردگار
مالک ملک جہان ای بادشاہ بحر و بر
برق گاہ عزم و حزم کوہ گاہ بردبار
حامی دین نبی ای ماحی آثار بد
از ہوای اوج دولتہا شاہباز جان شکار
بادشاہا سلک سلوی نفیس آوردہ ام
ہر کہ دارد گوہر یا چیزی کہ دارد گو بیار
مصرع اول زہی سال جلوس بادشاہ
وان حساب از سال و ماہ و روز و دوران مدار
شیخ امام شیخ یعقوب کشمیری نے

بھی ایک قصیدہ اسی طرح کا لکھا تھا مگر صلہ وہ پہلا ہی لے اوڑا ایک شخص نے یہ تاریخ نکالی تھی ع دُر شاہوار لجۂ اکبر* اور ایک مادۂ تاریخ یہ ہے ع روے نمود از مطلع اقبال شاہ کامیاب* اکبر نے اپنی نذر پوری کرنے کے لیے جمعہ کے روز بارھوین شعبان سنہ مذکور کو آگرہ سے پیادہ پا اجمیر کی طرف سفر کیا ہر روز چھ سات کوس راہ طی کرتا تھا اسی طرح اجمیر تک گیا وہان کی زیارت سے فارغ ہوکر ماہ رمضان مین دہلی مین آیا چند روز وہانکے اولیاؤنکی زیارت مین مشغول رہا پھر جمنا اوتر کر شکار کھیلتا ہوا آگرہ مین آیا اسی سال مین مرزا مقیم اصفہانی اور میر یعقوب کشمیری کو رفض کے جرم مین قتل کیا مجملاً بیان اسکا یہ ہے کہ مرزا مذکور مدت تک لکھنؤ مین حسین خان کے پاس رہا خان مذکور سیدون کا بڑا معتقد تھا اس سبب سے اسکی بڑی تعظیم کرتا تھا یہان تک کہ اسکو وکیل اپنی سرکار کا مقرر کیا تھا لیکن جب حسین خان کو

یہ معلوم ہوا کہ میر افضی ہے تب اسکا مزاج مرزا کی طرف سے پھر گیا پھر مرزا مذکور نے اکبر کی ملازمت اختیار کی اکبر نے بھی اسکے
ساتھ بڑی رعایت کی اور وکیل مقرر کر کے حسین خان حاکم کشمیر کے پاس بھیج دیا اتفاقاً انھین دنون مین کشمیر کے شیعی
رافضیون نے قاضی حبیب کو جو بڑے متعصب سُنی تھے اسی تعصب مذہبی کے سبب سے زخمی کیا تھا ابھی قاضی موصوف زندہ تھے
کہ حسین خان نے علماء کے فتوے کے بموجب اُس افضی قاتل کو قتل کر ڈالا مرزا محمد مقیم نے باعث ہو کر اُن مفتیون کو
اس جرم مین کہ ایسے شخص کے قتل کا فتویٰ کیون دیا ایک بڑے کٹر رافضی کے حوالہ کیا چنانچہ اُسنے اُنمین سے
تین چار کو قتل کر ڈالا اُسی عرصہ مین مرزا مذکور اور میر یعقوب وکیل حسین خان دختر حسین خان کو پیشکش کے طور پر
اکبر کے حضور مین لائے یہ قصہ بھی اکبر کے کانون تک پہونچا شیخ عبد النبی وغیرہ علماء نے اُن دونون کے قتل کا
فتویٰ دیا چنانچہ اکبر نے فتح پور کے میدان مین اُن دونون کو قتل کر دیا اسی سال مین اکبر نے لکھنؤ کے پرگنہ کو
حسین خان سے تغیر کر کے مہدی قاسم خان کو جسنے سفر حج سے لوٹ کر حضور مین ملازمت حاصل کی عنایت کیا
حسین خان کو اس امر پر بہت رنج ہوا مہدی قاسم خان کی بیٹی حسین خان کے نکاح مین تھی اور اُن دونون مین
محبت بھی بہت تھی اب اُسنے اس ضد پر اپنے چچا غضنفر بیگ کی بیٹی سے ایک نکاح کیا پھر چند روز کے بعد اُسکو
پٹیالی مین اور پہلی بی بی کو خیرآباد مین اُسکے بھائیون کے پاس بھیج دیا اور چونکہ اُسنے سُنا تھا کہ کوہ سوالک مین ایک بہت بڑے
بتخانہ سونے چاندی کی اینٹون سے بنے ہوے اور سوا اسکے وہان مال بہت ہے اسی سبب سے اُسنے اودھ کے
راستہ سے کوہ سوالک کا قصد کیا پہاڑی تھوڑی سی لڑائی کے بعد اپنی عادت قدیم کے بموجب بڑے بڑے
پہاڑون پر جنکا راستہ خطرناک تھا چلے گئے حسین خان اُس جگہ گیا جہان پر محمد خان کا بھانجا سلطان محمود شہید ہوا تھا
وہین مقبرہ شہیدون کا بنا ہوا تھا حسین خان نے فاتحہ اُنکی ارواح طیبہ پر پڑھی اور اُس مقبرہ کو جو کچھ شکستہ ہو گیا تھا
پھر درست کرایا وہان سے آگے بڑھ کر قصبۂ جرایل تک جو راجہ رنگا کی عملداری مین تھا تمام ملک کو تاخت و تاراج
کیا وہان سے اجمیر راجۂ مذکور کا پایہ تخت جو سونے اور چاندی اور ابریشم اور مشک وغیرہ تبت کے تحفون کی
کان تھا دو دن کا رستہ رہ گیا تھا کہ ناگاہ اُس پہاڑ کی خاصیت قدیم کے بموجب گھوڑون اور نقارون اور
آدمیون کی آوازون کے شور و غل سے بادل اور بارش کی بڑی کثرت ہوئی غلہ اور گھاس بالکل نایاب ہو گئی
لشکر کے لوگ بھوک مرنے لگے ہر چند حسین خان نے آگے بڑھنے کی رغبت دلائی اور وہان کے مال اسباب کی
طمع دی مگر لشکر والون کی ہمت نہ پڑی مجبور ہو کر وہان سے لوٹے لوٹتے وقت پہاڑیون نے مقابلہ کیا اور اوپر سے
نیچے ہوے تیر مارنے شروع کیے علاوہ اسکے پتھر بہت سے برسائے ان صدمون سے حسین خان کے لشکر کے

بہت سے لوگ شہید ہوے اور جو زخمی ہوے وہ بھی زہر کی تاثیر سے پانچ چھ مہینہ کے عرصہ مین سب مر گئے نعمہ کے
طور پر تلخ بے مزہ اس واقعہ کی تاریخ ہے پھر حسین خان اکبر کے حضور مین آیا اور بدلا لینے کی غرض سے کانت و گولہ کے
ملک مین جو دامن کوہ مین واقع ہے جاگیر کی استدعا کی چنانچہ یہ درخواست قبول بھی ہوئی پھر کئی مرتبہ حسین خان نے
پہاڑون پر حملہ کیے لیکن کبھی کامیاب نہوا اور رد وا اور اُسکا تمام لشکر وہین تمام ہوگیا چنانچہ یہ قصہ آئندہ مذکور ہوگا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اس سفر مین حسین خان سے رخصت ہو کر بدایون مین آیا اور وہان مین نے
اپنے چھوٹے بھائی شیخ محمد کا جسکو مین نے جان کی برابر پالا تھا ایک جگہہ مناسب تجویز کرکے نکاح کیا اتفاقاً
اُس سے تین مہینہ کے بعد اُس بھائی اور ایک اور میرے بیٹے عبد اللطیف کا انتقال ہوگیا یہ ترکیب بند اُسکے

مرثیہ مین لکھا تھا ؎

هیچکس نیست که فریاد من او را آید
هین کزین حامله غیب چه غم زاد مرا
گرچه بنیاد من از صبر قوی بود ولے
وه که یکبارگی بر باد نه کند یاد مرا
حال دل هیچ ندانم بکه گویم چه کنم
خاطر جمع مرا باز پریشان کردی
سرو من سبزی ازین باغ بزندان لحد
و بغمش معتکف کلبه احزان کردی
حاصل از کس که از و بود بسامانم
جاش در دشت به پهلوی غریبان کردی
آخر ای دیده چه دیدی که ز عالم رفتی
روشنی رفت ز دل تا تو ز چشمم رفتی
دلت از هیچ عمر شاد نشد در عالم
رخت بستی و ازین مرحله غم رفتی
بوده ام از همه تنها مونس و همدم همه دم

یارب این روز چه روزیست که افتاد مرا
نرسد هیچکسی لیک بفریاد مرا
مایه شادی و امید دلم رفت بخاک
سیل غم آمد و انداخت ز بنیاد مرا
چرخ بیداد چه غمها که بمن داد کنون
چاره درد دل خود ز که جویم چه کنم
گوهرے کان بکفم بود ز اغیار نهان
باغ را بر من ماتم زده زندان کردی
در گل تیره نهادی گل نو رسته من
بردی او را و مرا بی سر و سامان کردی
وقت گل آمد و شد جای محمد در خاک
دیده پوشیده ازین دیده پر نم رفتی
بوده چشم مرا همچو نگین در خاتم
حیف صد حیف که ناشاد ز عالم رفتی
بهره دل از کار جهان هیچ نبودت بارے
در لحد بهر چه بی مونس و همدم رفتی

زین چه جانکاه بلائیست که رو داد مرا
ماه من آخر شب رفت پس پرده غیب
بعد ازین دل بچه امید شود شاد مرا
آن کسی را که کنم یاد بر و زرے صد بار
داد خود از که ستانم که دهد داد مرا
ای فلک وه که دلم خسته و ویران کردی
آشکارا ز نظرم بردی و پنهان کردی
یوسفم را بکف گرگ سپردی و مرا
روز من با شب تیره ز چه یکسان کردی
آن برادر که درین شهر غریب آمده بود
جای آنست که از غصه کنم بر سر خاک
چشم تاریک مرا روشنی از روی تو بود
چون نگین عاقبت الامر ز خاتم رفتی
جان پاک تو درین مرحله بس غمگین بود
بارے از کار جهان خوشدل و خرم رفتی
رفتی و حسرت تو زین دل حیران نرود

غمت از دل نرود تا ز غمت جان نرود
قصهٔ گل که فرو ریخت ز آسیب خزان
یک بیک پیش تو بر روی چمن گوید باز
تنگدل غنچه صفت گشتم و کس نیست که تا
که بتو زین دل پرپیچ و شکن گوید باز
روم و بر سر گور تو قیامی بکنم
با تن خسته و بیتاب چه حالست ترا
از جدائی تو احباب بسی بدحالند
دور از صحبت اصحاب چه حالست ترا
میخورم خون جگر بی تو مرا پرسی گهی
دیر گل ای گل سیراب چه حالست ترا
ای صنم از رخ خوب تو جدا افتادم
الله الله تو کجا من به کجا افتادم
قدر وصل تو ندانستم و این بود جزا
که سر و کار تو با حکم خدا افتادم
قادری ناله و فریاد نمیدارد سود
هم خدا از وی و هم او ز تو خشنود بود
در گلستان جنان چون گذرد جلوه کنان
نور اسلام چراغ شب تارش بادا
از عروس کهن دهر چو بگرفت کنار
دم بدم رحمت حق همدم و یارش بادا
تا ابد مسکن او ذروهٔ علیین باد

کیست آن کس که نشان تو بمن گوید باز
کیست القصه که با مرغ چمن گوید باز
با تو گوید سخنم را به زبانی و آنگاه
گر تو حرفی بمن ای غنچه دهن گوید باز
دور رفتی و نیامد ز دیار تو کسی
تا جوابی شنوم از تو سلامی بکنم
تو بخواب اجل و بنده قیامت برخاست
ای جدا مانده از احباب چه حالست ترا
بود جای تو محراب و کنون می نگرم
که درین خوردن خوناب چه حالست ترا
در چنین منزل غمناک بنزدیک تو کیست
در فراق تو بصد گونه بلا افتادم
بار گل هم نه کشیدی و ندانم این بار
که ملاقات تو با روز جزا افتاده
سال تاریخ تو شد گفت چه سرو افتاده
در دعا کوش که نوبت بدعا افتاده
یا رب اندر چمن خلد گذارش بادا
حور و غلمان نسیمین و زلیخا یارش بادا
بر مزارش چو کسی نیست که افروزد شمع
نوعروسان بهشتی بکنارش بادا
مردمان قطرهٔ اشکی که فشانند برو
این دعا از من و از روح امین آمین باد

خبر جان و ان گشته به تن گوید باز
قاصدی کو که غم درد مرا روی بروی
بهر تسکین ز زبان تو سخن گوید باز
هست صد پیچ و شکن در دلم از ماتم تو
که ز احوال تو یک شمه بمن گوید باز
گوییم ای گوهر نایاب چه حالست ترا
خیز و سر برکن ازین خواب چه حالست ترا
شده از دوریت اصحاب نزدیک بلا
مانده خالی ز تو محراب چه حالست ترا
برگ آن صد گل سیراب و سیه از الم
مونس روز انیس شب تاریک تو کیست
تو بصحرائی و من مانده درین شهر غریب
بر تو صد پشته خس و خار چرا افتاده
کردمی جان سپر در کار تو لیکن چه کنم
آن سهی سرو چه ناگاه ز پا افتاده
از خدا خواه که کارش همه محمود شود
قصر فردوس برین جای قرارش بادا
در شب تار چو عزم سفر عقبی کرد
پرتو لطف خدا شمع مزارش بادا
هیچ باری چو نشد همدم او عیدانش
گردد آن قطره دُر تاج نثارش بادا

اسی سال مین ہمایون کے مقبرہ کی عمارت تمام ہوئی یہ ایک نہایت عمدہ مقبرہ دہلی مین جمنا کے کنارہ میرک مرزا غیاث کے اہتمام سے آٹھ نو برس کے

عرصہ مین تیار ہوا پنجشنبہ کے روز تیسری محرم ۹۷۸ھ نو سو اٹھتر کو دوسرا شاہزادہ سلطان مراد بدستور سابق
فتح پور سیکری مین شیخ سلیم چشتی کے مکان پر پیدا ہوا اُس سال مین بھی اکبر نے اُسی طرح کا جشن کیا مولانا قاسم ارسلان نے
ایک قطعہ اس تہنیت مین لکھا تھا جسکے ہر شعر کے پہلے مصرع سے شاہزادہ سلطان سلیم اور دوسرے مصرع سے شاہزادہ سلطان مراد کی
ولادت کی تاریخ نکلتی تھی وہ قطعہ یہ ہے ع شاہزادہ آن تابندہ ماہ ٭ دارا ز اوج عزت شد عیان ٭ آن دوم فرزند اکبر
بادشاہ ٭ آیتے نازل شدہ از آسمان ٭ اسی طرح اک شعر اور اسی التزام سے لکھا گیا ہے وہ یہ ہے ع زلمعہ پاک سلطان سلیم شد نازل
نوای شاہ مراد ابن اکبر عادل ٭ خواجہ حسین مروی نے بھی ایک قطعہ سات شعرون کا لکھا تھا اسمین بھی اسی طرح دو دو
تاریخین نکلتی ہین ع داد دو شہزادہ بشاہ این سپہر ٭ چہرہ آن ہر دو بہ از آفتاب ٭ اول ازو ثانی شاہ جہان ٭ ثانی
ازو دلبر عالی جناب ٭ وان یکی از مین بشاہ سریر ٭ مژدہ رسان بود بعد فتح باب ٭ آن دگرے باعث امن
امان ٭ مہر زمہ داد و با و مہد خواب ٭ مژدہ کہ مولود شہ از اول ست ٭ گفتہ از و مصرع اولی جواب ٭ از دوین مصرع بیات
ہم ٭ مولد شہزادۂ ثانی بیاب ٭ باد مدام آن شہ و شہزادہ را ٭ جاہ سکندر فراز اسباب ٭ پھر اکبر بھی آگرہ سے فتح پور مین آیا
اور بارہ روز وہان توقف کر کے اسی سال کی بیسوین ربیع الآخر کو اپنی نذر پوری کرنے کے لیے اجمیر کا ارادہ کیا اور وہان ایک
قلعہ کی بنیاد ڈالی اور امیرون نے بھی حسب الحکم وہان بڑی بڑی عمارتین بنوائین جمعہ کے روز چوتھی جمادی الآخر کو وہان سے
کوچ کر کے بارہ روز کے عرصہ مین ناگور مین پہونچا اور وہان ایک بڑا حوض کھودنے کی تجویز کی کسی قدر حصہ اسکا ہر ایک امیر کے
ذمہ مقرر کر دیا اور شکر تلاو اسکا نام رکھا اسی حال مین چندرسین پسر مالدیو حاکم مارواڑ ملازمت مین حاضر ہوا اور راے
کلیان مل راجہ بیکانیر بھی مع اپنے بیٹے راے سنگھ کے حاضر ہو کر دختر اپنی بطریق پیشکش کے لایا وہ دختر حرم مین داخل ہوئی
راجہ کو بیکانیر کیطرف رخصت کیا اور اُسکے بیٹے راے سنگھ کو اکبر نے لشکر کے ساتھ رکھا اس راستہ مین اکبر نے گورخر کا
شکار بھی کھیلا پھر حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے پٹن کو گیا مرزا عزیز کوکہ ملقب باعظم خان نے جسکی جاگیر
اس طرف تھی ایک جشن عالی ترتیب دیا اور بہت سے تحفہ پیشکش کیے ایسی دھوم کی ضیافت اس سے پہلے کم ہوئی ہوگی اُس جلسہ کی
تاریخ یہ ہے ع میہمانان عزیز ند شہ و شہزادہ ٭ پھر اکبر وہان سے لاہور مین آیا اور وہان حسین قلی خان کی مہمانی
قبول کی پھر دوبارہ حصار فیروزہ کے رستہ سے اجمیر کو آیا اور وہان سے متواتر کوچ کرتا ہوا فتح پور مین داخل ہوا امیر خلیفہ کا
بیٹا محب علی خان مدت سے سپاہ گری کو چھوڑ کر ایک گوشہ مین بیکار بیٹھا ہوا تھا اس سال مین اکبر نے اس خیال سے
اُسکی پرورش کی کہ اُسکی بیاس بیبی تر خان حاکم تتہ کے نکاح مین تھی علم اور نقارہ اسکو دیکر ملتان مین جاگیر
عنایت کی اور سعید خان مغل حاکم ملتان کو اُسکی مدد کے لیے حکم بھیجا اور مجاہد خان اُسکے پوتے کو جو بڑا بہادر تھا

محب علی خان

محب علی خان کے ہمراہ گیا محب علی خان حضور سے رخصت ہوکر ملتان مین آیا اور چار سو سوار اپنی جاگیر سے بھرتی کیے
بعد ازان سلطان محمود حاکم بکر کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم ہمیشہ مجکو بلاتے تھے اور کہلا بھیجتے تھے کہ اگر تم یہان آؤ تو ٹھٹھہ کو لے لینا
بہت آسان ہے کسی دوسرے کی مدد کی ضرورت نہین مین اس امر کا ذمہ دار ہون یہ خبر حضرت بادشاہ کے بھی گوش گزار ہوئی چنانچہ
اسی خیال سے مجکو اس ملک پر نامزد کیا ہے اب وقت مدد کا ہے اُسنے جواب مین لکھا کہ اگر تم جیسلمیر کے راستہ سے
سندھ کی تسخیر کا ارادہ کرو تو البتہ مین کمک بھیجون مگر بکر کے راستہ سے تمکو نہ جانے دونگا کیونکہ مجکو اعتماد نہین ہے
محب علی خان اور مجاہد خان بکر کی طرف متوجہ ہوئے سلطان محمود نے سارا اپنا لشکر مقابلہ کے لیے بھیجا محب علی خان
لڑائی مین غالب آیا اور بکر والے شکست کھاکر ماتیلہ کے قلعہ مین بند ہو گئے اور محب علی خان نے اُن لوگون کو امن دیکر اُس قلعہ پر بھی
قبضہ کر لیا سلطان محمود نے بکر کے قلعہ مین سے بہت سا لشکر مع توپخانہ اور تیراندازون کے روانہ کیا پھر وہی معاملہ پیش آیا اور
وہ لوگ بھاگ کر قلعہ مین بند ہو گئے وہان آدمیون کے ازدحام سے ایسی وبا پھیلی کہ ہر روز ہزار ہزار آدمی کم و بیش مرنے لگے آخر
سنہ ۹۸۳ نو سو تراسی مین سلطان محمود بھی جو بہت بوڑھا تھا اور اسکے ہوش و حواس بھی ٹھکانے نہ رہے تھے مرگیا وہان کا قلعہ اکبر کے
تصرف مین آیا چنانچہ اُسنے فتح پور سے میر گیسو کو وہان کے خزانون کی تحقیقات کے لیے روانہ کیا اسکندر خان اوزبک پٹھانون کے
پاس سے بھاگ کر جونپور مین منعم خان کے پاس پناہ لیا تھا اس سال مین منعم خان نے اُسکو حضور مین حاضر کیا اکبر نے دونون کو
خلعت چارقب اور شمشیر مرصع اور گھوڑا مع زین مطلا کے عنایت کرکے سکندر خان کو لکھنؤ مین جاگیر دی اور خانخانان کی مدد کے لیے
متعین کرکے جونپور کو رخصت کیا سکندر خان وہان سے لکھنؤ مین آیا اور چند روز کے بعد دسوین جمادی الاولی سنہ ۹۸۰ نو سو اسی کو مر گیا
اسی سال مین جمال خان ولد شیخ منگن بدایونی جو بہت خوبصورت آدمی تھا اور مصنف صاحب کا قدیمی دوست تھا عید قربان کے
روز سنبھل مین خان کلان کے ساتھ تیراندازی کر رہا تھا اُسی حال مین ایک شخص اجنبی نے اُسکو ایک پان کا
بیڑہ دیا اُسکے کھاتے ہی ضعف طاری ہوا تھوڑی دیر کے بعد مر گیا مصنف صاحب نے اس واقعہ کی یہ تاریخ
لکھی ہے ع صد آہ از جوانی و زیب جمال خان * اور شیخ اُمّ شیخ یعقوب کشمیری نے یہ تاریخ لکھی تھی ع سپرده جان
بروز عید قربان * سنہ ۹۷۹ نو سو اناسی مین ایک بڑا محل آگرہ مین اور ایک فتح پور مین تیار ہوا قاسم ارسلان نے
اُنکی تاریخ یہ لکھی تھی * تمام شد دو عمارت مثال خلد برین * بدور دولت صاحبقران ہفت اقلیم * یکی به بلده دار الخلافہ
آگرہ * دگر بخطہ سیکری مقام شیخ سلیم * سپہر از پی تاریخ این دو عالی قصر * رقم زده دو بہشت برین ملک قدیم * اسی سال
مین ماہ رمضان کی آخیر تاریخ کو شیخ سلیم چشتی نے انتقال کیا ایک تاریخ انکی ع شیخ ہندی * اور دوسری شیخ کمال * اور تیسری
شیخ حکام ہے * اسی سال مین مصنف صاحب پر ایک سخت واقعہ درپیش آیا بیان اسکا یہ ہے کہ حسب کائنات

اور کولہ محمد حسین خان کی جاگیر مین مقرر ہوا مصنف صاحب وہان کی صدارت کے منصب پر متعین ہوے ایک روز حسب اتفاق مکن پور مین حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فائض الانوار پر گئے تھے وہان بمقتضاے بشریت کسی معشوق پر انکی طبیعت مائل ہوئی مگر فوراً اُسکی سزا بھی یہ ملی کہ اُسی معشوقہ کی قوم کے چند آدمیون نے آکر نو زخم تلوار کے حضرت کے بدن پر لگائے اُنمین سے ایک زخم سر کا کاری لگا تھا اُسکے صدمہ سے بیہوشی طاری ہوئی پھر قصبہ بانگر مئو مین جاکر ایک جرّاح کا علاج کیا ایک ہفتہ مین زخم بھر گئے پھر یہ کانت گولہ کو گئے بعد صحت ظاہری زخمون نے پھر عود کیا حسین خان نے اُنکی بڑی خدمت کی بعد ازان وہان سے بدایون کو گئے وہان ایک طبیب نے سر کے زخم کو دوبارہ چاک کیا اُس صدمہ مین نوبت قریب بہلاکت کے پہونچی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اُس صدمہ مین ایک روز مین نے حالت غفلت مین عجیب معاملہ دیکھا کہ چند سپاہی مجکو پکڑ کر آسمان پر لے گئے وہان بعینہ ایک عدالت کا دفتر کھلا ہوا تھا اور متصدی اور محرر اور چوبدار اپنے اپنے کام مین مصروف تھے غرض اُنمین سے ایک محرر نے کاغذ دیکھکر کہا کہ یہ وہ شخص نہین اُسی وقت مجکو ہوش آگیا اور مرض کو صحت شروع ہوئی فقیر مترجم کہتا ہی کہ اس حالت بیہوشی مین مصنف صاحب کو یہ ایک خیال بندھ گیا تھا واقع مین کچھ اسکی حقیقت نتھی کیونکہ مسلمانون کے اعتقاد مین فرشتون سے سہو ممکن نہین اسی سال مین بدایون مین آگ کا بڑا صدمہ ہوا اور ہزارہا آدمی ہندو اور مسلمان جلکر خاک سیاہ ہوگئے گاڑیان بھر بھر کر مُردون کو دریا مین ڈال دیا ہندو مسلمان کا کچھ تمیز نہ ہوتا تھا کچھ لوگ آگ سے بھاگ کر قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے تھے وہان بھی آگ کے شعلون نے اُن ندی وہان سے نیچے کو گر پڑے اکثر مر گئے جو جان سے بچے وہ اپاہج ہوگئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس واقعہ سے چند روز پہلے ایک مجذوب بدایون مین میرے مکان پر آیا تھا اور اُسنے کہا تھا کہ اس شہر سے نکل جاؤ یہان خدا کی قدرت کا ظہور ہونے والا ہی اُسکو دیوانہ سمجھکر اس قول کا اعتبار نہ کیا سنہ ۹۸۰ نو سو اسی مین گجرات کا ملک فتح ہوا تفصیل اُسکی یہ ہی کہ جب وہان بد انتظامی کے سبب بہت سی ریاستین قائم ہوگئین اکبر نے اپنے لشکر کو جمع کرکے اُس ملک کی تسخیر کا ارادہ کیا بیسوین ماہ صفر کو آگرہ سے کوچ کیا پندرھوین ربیع الاول کو اجمیر مین پہونچا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی زیارت سے مشرف ہوکر دوسرے روز میر سید حسین خنگ سوار کی زیارت کو گیا اُسی روز میر محمد خان کلان کو مع دس ہزار سوار کے بطور ہراول کے آگے کو روانہ کیا پھر وہان سے متواتر کوچ کرتا ہوا نوین جمادی الاول کو ناگور مین پہونچا اجمیر مین دوسری جمادی الاول کو شیخ دانیال نامے ایک مجاور کے مکان پر ایک شاہزادہ پیدا ہوا اکبر کو ناگور سے دو منزل ورے یہ خوشخبری پہونچی بہت خوش ہوکر اس شاہزادہ کا نام بھی دانیال رکھا اور اُسکے ولادت کی تاریخ یہ ہی - بگفتا مُشرف بحق باز

اور لفظ شریعت مین بھی تاریخ نکلتی ہی جب نواحی میرٹھ مین پہونچا تو خبر آئی کہ سروہی مین ایک راجپوت قاصد بنکر آیا اور
خان کلان کے سینہ پر ایک ہاتھ جمدھر کا ایسا مارا کہ شانہ کے پار ہو گیا مگر خیر ہو گئی جان سلامت رہی اس پندرہ روز کے
عرصہ مین وہ زخم اچھا ہو گیا اور اُس راجپوت کو قتل کر ڈالا جب اکبر کا لشکر سروہی مین پہونچا تو قریب ڈیڑھ سو راجپوت کے
مرنے پر آمادہ ہو کر مقابل ہوئے چنانچہ سب قتل ہو گئے تاتار خان حاکم دہلی کا بیٹا دوست محمد اس معرکہ مین شہید ہوا اسی منزل
مین اکبر نے رائے سنگھ بیکانیری کو جودھپور کی طرف متعین کیا تاکہ گجرات تک رستہ صاف کر دے اور رستہ مین کوئی کھٹکا باقی نہ رہے
اور مان سنگھ ولد راجہ بھگوان داس کو بڑی فوج کے ساتھ ایدر کی طرف نامزد کیا تاکہ شیر خان فولادی کے بیٹون کا جو اُس
طرف جاتے تھے تعاقب کرے پہلی رجب کو لشکر پٹن مین داخل ہوا اکبر نے اُس ملک کو سید احمد خان بارہہ برادر سید محمود کی
جاگیر مین عنایت کیا مان سنگھ نے پٹھانون کا تعاقب کر کے بہت غنیمت حاصل کی یہ خبر سنکر شیر خان جو مع اعتماد خان
متعلق اور غلام سلطان محمود گجراتی کے احمد آباد کا چھ مہینہ سے محاصرہ کیے ہوئے تھا سراسیمہ ہو کر بھاگ گیا اور جمعیت
پٹھانون کی متفرق ہو گئی نوین رجب کو سلطان مظفر ولد سلطان محمود گجراتی جسکو اعتماد خان نے قید کر کے تمام انتظام
سلطنت اپنے قبضہ مین لیا تھا ملازمت مین حاضر ہوا اکبر نے اُسکو شاہ منصور وزیر کے حوالہ کر کے تیس روپیہ ماہواری
واسطے خرچ کے مقرر کیے آخر وہ پھر قید سے چھوٹ کر بھاگ گیا چنانچہ حال اُسکا انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مذکور ہوگا دوسرے
روز اعتماد خان اور شاہ ابوتراب و سید حامد بخاری اور اختیار الملک حبشی اور ملک الشرق اور وجیہ الملک و الغ خان
حبشی اور جہجار خان حبشی وغیرہ تمام امرائے گجراتی ملازمت مین حاضر ہوئے اور اعتماد خان نے شہر احمد آباد کی کنجی حوالہ کی
اکبر نے تمام حبشیون کو اپنے معتمد امیرون کے سپرد کیا جمعہ کے روز چودھوین رجب کو احمد آباد مین دریا کے کنارہ پر اکبر کے
خیمہ ہوئے اور وہان خطبہ اُسکے نام کا پڑھا گیا اسی مہینہ کی بیسوین تاریخ کو سید محمود خان بارہہ اور شیخ محمد بخاری نے
بیگمات مین محل بادشاہی کو لشکر مین داخل کیا دوشنبہ کے روز دوسری شعبان کو اکبر نے کھنبایت کی طرف ابراہیم حسین مرزا
اور محمد حسین مرزا کی تنبیہ کے لیے جو چند روز سے بھروچ اور سورت پر قابض ہو گئے تھے توجہ کی اسی عرصہ مین اختیار الملک
حبشی جو گجرات کے بڑے نامی امیرون مین سے تھا فرصت پا کر احمد آباد سے احمد نگر کی طرف بھاگ گیا اکبر نے یہ حال دیکھکر
اعتماد خان کو بسبب مزید احتیاط کے شہباز خان کنبو کے سپرد کیا چھٹی شعبان کو لشکر کھنبایت مین داخل ہوا
چودھوین کو بڑودہ مین پہونچا اکبر نے تمام گجرات کی حکومت مرزا عزیز کوکہ کو حوالہ کر کے احمد آباد کو رخصت کیا سترھوین
شعبان کو یہ خبر پہونچی کہ ابراہیم حسین مرزا نے قلعہ بھروچ مین رستم خان رومی کو قتل کر دیا اور اُس رستہ سے ہو کر
جو بڑودہ سے آٹھ کوس پر تھا بھاگنا چاہتا ہے یہ خبر سنکر اکبر نے خواجہ جہان اور شجاعت خان وغیرہ امرا کو جو

شاہزادہ سلیم کی خدمت مین تھے لشکر کی محافظت کے لیے چھوڑا اور شہباز خان کو سید محمود بارہہ اور شاہ قلی خان
محرم وغیرہ اُمرا کے بُلانے کے لیے جو سورت کی طرف نامزد ہوے تھے بھیجا اور خود ملک الشرق گجراتی کو ساتھ
لیکر ابراہیم حسین مرزا کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا جب مہندی ندی کے کنارہ پر پہونچا تو رات ہوگئی تھی چنانچہ
وہ شب اُسی جگہ بسر کی جو اُمرا سورت کی طرف نامزد ہوے تھے وہ بھی اسی شب مین اکبر کے لشکر سے آملے صبح کو
خبر آئی کہ مہندی ندی کے پرلے کنارہ قصبہ سرنال مین میرزا حسین کا لشکر ہے یہ سُنکر اکبر نے مان سنگھ کو ہراول مقرر کر کے دریا سے
عبور کیا ابراہیم حسین مرزا جو جمعیت ہزار سوار کی اپنے ساتھ رکھتا تھا دوسرے رستہ ہوکر قصبہ سرنال سے چلا گیا اور
آہنگ جنگ کے جنگل مین مقابلہ پر مستعد ہوا مان سنگھ کا لشکر مہندی کے کنارہ اوطرف کو اور اکبر کا لشکر اوطرف کو
ہو لیا آخر ابراہیم حسین مرزا کے لشکر سے مقابلہ ہوا ابراہیم حسین نے بابا خان قاقشال وغیرہ کے لشکر پر حملہ کر کے
دور تک ہٹا دیا چند آدمی دونون طرف سے مارے گئے اسی معرکہ مین راجہ بھگونت داس کا بیٹا بھوپت نامی
بھی قتل ہوا جس مقام پر اکبر کا لشکر تھا وہ زمین تنگ اور ناہموار تھی اور ہر طرف اُسکے تھوہڑ کے پیڑون کا بن تھا
اس سبب سے مخالف دلیر ہورہے تھے چنانچہ اُس طرف سے تین آدمیون نے بڑھکر حملہ کیا ایک راجہ بھگونت داس کی
طرف متوجہ ہوا راجہ نے تھوہڑ کے پیڑون کی آڑ مین ایک نیزہ اُسکے مارا چنانچہ وہ اُسکی ضرب سے زخمی ہوکر بھاگ گیا
دو شخصون نے اکبر کا جو اُس لشکر مین سب سے آگے تھا ارادہ کیا مگر مقابلہ کی تاب نہ ہوئی آخر بھاگے مقبول خان غلام نے
اُنکا پیچھا کیا پھر اکبر کے لشکر نے بھی حملہ کر کے مخالفون کے بے انتہا آدمی قتل کیے آخر ابراہیم حسین میدان سے بھاگا
چونکہ شام ہوگئی تھی اس سبب سے اکبر نے تعاقب موقوف کر کے شب کو اُسی جگہ مقام کیا ابراہیم حسین مرزا چند
آدمیون کے ساتھ احمد نگر کے رستہ سے سروہی کو گیا اور وہان سے ناگور مین آیا وہان بھی امیرون کے مقابلہ
مین شکست کھا کر دہلی مین ہوتا ہوا نواحی سنبھل مین پہونچا چنانچہ اسکا باقی حال انشاءاللہ تعالی آئندہ مذکور ہوگا
اٹھارھوین شعبان کو اکبر نے وہان سے مراجعت کر کے بڑودہ مین منزل کی وہان سے قلعہ سورت کی تسخیر کا
ارادہ کیا یہ قلعہ خداوند خان وزیر گجراتی نے فرنگیون کے مقابلہ کے لیے سمندر کے کنارہ پر ۹۴۷ نو سو سینتالیس مین
بنایا تھا اور چنگیز خان کے مرنے کے بعد وہ قلعہ مرزاؤن کے قبضہ مین آگیا تھا مرزاؤن نے انتظام اُس قلعہ کا
ہمزبان نامی ہمایون کے ایک قورچی کو جو اکبر کی ملازمت سے بھاگ کر مخالفون سے جا ملا تھا حوالہ کیا تھا اور
خود تمام اُس مُلک مین فساد برپا کرتے پھرتے تھے جب اس شکست کی خبر اہل قلعہ کو پہونچی تو گلرخ بیگم کامران مرزا کی
بیٹی جو ابراہیم حسین مرزا کی بی بی تھی اپنے بیٹے مظفر حسین میرزا کو ساتھ لیکر دکن کو روانہ ہوئی شاہ قلی خان

محرم جو صادق محمد خان وغیرہ کی ہمراہی مین سب سے آگے قلعہ کی طرف نامزد ہوا تھا کچھ دور اسکے تعاقب مین گیا اور بہت سا مال و اسباب اسکا بطور غنیمت کے لیکر واپس آیا اکبر نے راجہ ٹوڈرمل کو قلعہ کی کیفیت اور اسکی آمد و رفت کے رستون کی تحقیق کے لیے آگے روانہ کیا چنانچہ اُسنے سارے وہان کے حالات اور اُسکی سہل طور پر فتح ہوجانے کی تدبیرین اکبر کے خاطرنشان کین ساتوین رمضان کو قلعہ سے کوس بھر کے فاصلہ پر اکبر نے منزل کی اور ہر طرف سے اُسکا محاصرہ کیا اور چارون طرف مورچے قائم کرکے قلعہ والون کو سخت مجبور کیا دو مہینے کے عرصہ مین اونچے اونچے ٹیلے اور پشتے اُس قلعہ کے گرد بنالئے اور اُنپر سے توپین مارنا شروع کین یہان تک کہ اہل قلعہ کو سر اُٹھانے کی بھی مجال نہ رہی اور ایک حوض مین سے پانی قلعہ کے اندر جاتا تھا وہ بھی بند کردیا تب تو قلعہ والے سخت عاجز ہوئے اور سب نے متفق ہوکر مولانا نظام الدین نامے ایک طالب علم کو جو بہت خوش تقریر تھا امن مانگنے کے لیے بھیجا چنانچہ وہ امیرون کے ذریعہ سے ملازمت مین حاضر ہوا اکبر نے اُسکی التماس کو قبول کیا اور قاسم علی خان بقال اور خواجہ دولت ناظر کو قلعہ مین بھیجا تاکہ سب کی تسلی اور دلاسا کرکے حضور مین حاضر کرین اور چند متصدی بہت ہوشیار بامانت اور بھیجے تاکہ سارے اہل قلعہ کے نام قلمبند کرلین اور تمام وہان کا مال و اسباب ضبط کرکے فہرست اُسکی نظر سے گذرانین اکبر نے ہمزبان کو مع چند اُسکے ساتھیون کے بعوض بعضی بے ادبیان اور بیہودہ گفتگوئون کے جو اُسنے قلعہ بند ہونے کے زمانہ مین کی تھین بہت سی تنبیہ اور تادیب کرکے موکلون کے سپرد کیا باقی سب کو چھوڑ دیا یہ فتح تیسوین شوال سنہ ۹۸۰ نوسواسی ہجری مین حاصل ہوئی اشرف خان میر منشی نے یہ قطعہ اس فتح کی تاریخ مین لکھا تھا * کشا کشورے اکبر غازی کہ بے سخن * جز تیغ او قلاع جہان را کلید نیست * تسخیر کرد قلعہ سورت بحملہ * این فتح جز بباز وبخت سعید نیست * تاریخ فتح شد کہ عجب قلعہ گرفت * از بندہ دولتش عالم بعید نیست * دوسرے روز اکبر اس قلعہ کی سیر کو گیا وہان چند دیگین بڑی بڑی اور چند ضرب زن گ نظر سے گذرین جب سلیمان سلطان خداوندگار روم نے گجرات کی تسخیر کے لیے دریا کے رستہ سے فوج بھیجی تھی اور آخر وہ فوج وہان سے واپس گئی تھی وہ دیگین دریا کے کنارہ پر پڑی رہگئی تھین خداوندخان زیر نے جب سورت کا قلعہ بنایا تو اکثر کو قلعہ مین لے آیا جو باقی رہی تھین وہ حاکم جونا گڈھ نے اُس قلعہ مین پہنچا دین اکبر نے اُن سب کو وہان بیکار سمجھکر آگرہ کے قلعہ مین بھیجدیا خداوندخان نے یہ قلعہ اسواسطے بنایا تھا کہ فرنگی لوگ جو اُس طرف سے آکر مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے اور تمام وہان کے ملکون کو لوٹ لیجاتے تھے اُنسے نجات ملے چنانچہ فرنگی اُس قلعہ بنانے مین بہت ملتفت ہوے اور بڑی بڑی توپین مارین مگر کچھ فائدہ نہوا ہر طرف اُس قلعہ کی دیوارون کی بنیاد پانی تک ہے اور اسی قدر عمیق اُسکے گرد خندق ہے دو طرف کی دیوار جو خشکی سے متصل ہے وہ پتھر اور اینٹون سے بنی ہوئی ہے طول ہر دیوار کا پینتیس گز اور عرض

چہ وہ گردا ور ارتفاع بیس گز ہے اور خندق کا عرض بھی بیس گز ہے اور دیوار کے تمام پتھرون کو ایک دوسرے کے
ساتھ لوہے کے قلابون سے جڑ دیا ہے اور اسکی درزون مین سیسا پلا دیا ہے کنگرہ اُسکے بڑے بڑے بلند نہایت خوبصورت
ہین جو برج دریا کی طرف ہین اُنمین کھڑکیان بنائی ہین جنکو جوکندی کہتے ہین فرنگیون کے نزدیک یہ بیجا درپتکال کی ہر
جوکندی کے نہ بنانے دینے مین فرنگیون نے بڑی کوشش کی اور بہت دنون تک لڑتے رہے آخر صلح کی گفتگو کر کے
اُنکے بند کر دینے کی عوض مین بہت سا روپیہ دینے لگے مگر خداوند خان نے ہرگز نہ مانا اکبر نے اُسی روز حکومت اُس
قلعہ کی قلیچ خان کے بیٹے کو حوالہ کی اور چودھوین ذی قعدہ کو احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اُس قلعہ کے محاصرہ کے
زمانہ مین کئی واقعہ درپیش ہوے اول یہ کہ میرزا شرف الدین حسین کہ جو دس برس سے آوارہ پھرتا تھا جھارہ جسکو
راجہ بگلانہ پکڑ کر لایا وہ بے ادبانہ حاضر ہونا چاہتا تھا اسلیے اسکی تنبیہ کر کے مؤکلون کے سپرد کیا اور جب برنج مین
منزل ہوئی تو جنگیز خان کی مان نے جھجھار خان حبشی پر جنگیز خان کے خون کا دعوی پیش کیا اکبر نے بعد تحقیق مقدمہ کے
جھجھار خان کو ہاتھی کے پانون سے کچلوا دیا انھین دنون مین ابراہیم حسین میرزا مقام سرنال پر شکست کھا کر حدود دکن مین
محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا جا ملا اور سب نے متفق ہو کر سورت کا قلعہ چھڑانے کی یہ تدبیر کی کہ ابراہیم حسین میرزا ہندوستان
مین جا کر فساد برپا کرے اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا شیر خان فولادی سے متفق ہو کر پٹن کا محاصرہ کرین اکبر
ان سب طرف کے فسادون سے گھبرا کر دو دل ہو جاے گا اور اس وقت مین ضرور احمد آباد کو چلا آئیگا چنانچہ
سید احمد خان بارہہ پٹن کے قلعہ مین بند ہو گیا قطب الدین محمد خان وغیرہ سارے امیر جنکی مالوہ اور چندیری مین
جاگیرین تھین اوسکی مدد کو گئے اور رستم خان اور عبد المطلب خان اور شیخ محمد بخاری دہلوی بھی احمد آباد مین
آئے اور وہان سے اعظم خان کو ساتھ لیکر پٹن کی طرف متوجہ ہوے محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا اور شیر خان فولادی
قلعہ کے محاصرہ کو چھوڑ کر پٹن سے پانچ کوس پر رستم خان وغیرہ کے مقابلہ کے لیے آگئے اور اُنکے ہراول نے
بادشاہی فوج کی میمنہ میسرہ کو پریشان کر دیا ادھر والون نے بھی شجاعت اور مردانگی ختم کر دی آخر مخالف
پراگندہ ہوے تمام بادشاہی فوج لوٹ کھسوٹ مین مصروف ہوئی شیر خان فولادی افیونی تھا بسبب قبض
طبیعت کے پہر بھر تک طہارت خانہ مین بیٹھا رہا جب وہان سے فارغ ہوا تو بالکل میدان خالی ہو گیا تھا دو تین ہزار
آدمی جو اُسکے ساتھ کے تھے اُنکو لیکر شیر خان نے شیخ محمد بخاری دہلوی پر حملہ کیا چنانچہ وہ اس معرکہ مین شہید ہو گئے
پھر اعظم خان نے شیر خان پر یورش کی تب شیر خان بھی بھاگ کر اپنے ساتھیون سے جا ملا شیر خان سے کسی نے پوچھا
کہ تمنے اپنے پیرزادہ شیخ محمد کو کیون ضائع کیا تو اُسنے جواب دیا کہ مین نے سُنا تھا کہ غلون مین دو سر والا ایک

اعظم خان

بداغ خان اور ایک دوسرا کوکلی اور بڑے بہادر ہین اور یہ دونون کبھی معرکہ ہاتھ سے نہین دیتے اُنھین کے دھوکے مین

مین نے شیخ محمد پر حملہ کیا تھا اور اگر اول سے مجکو اُنکا حال معلوم ہوتا تو کبھی یہ جرائت نہ کرتا محمد حسین میرزا دکن کو

چلا گیا شیر خان نے جوناگڈھ مین امین خان غوری وہان کے حاکم کے پاس پناہ لی یہ فتح آٹھوین رمضان ۹۸۰ھ

نوسو اسّی مین واقع ہوئی اعظم خان نے سید احمد خان بارہہ کو بدستور سابق قلعہ پٹن مین چھوڑا اور خود سورت مین جاکر

اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا اختیار الملک حبشی جو احمد آباد مین قید خانہ سے بھاگ کر مخالفون سے جاملا تھا چند روز

ہر طرف فتنہ و فساد برپا کرتا رہا آخر بعضے پرگنون پر قابض و متصرف ہو گیا تھا قطب الدین محمد خان وغیرہ امرائے بادشاہی

اُسکو جنگلون اور حصارون مین سے نکال کر بکڑا اور اُس ضلع مین تمام اپنے تھانہ بیٹھا دیے اور جس زمانہ مین اکبر کا

لشکر سورت سے کوچ کرکے محمود آباد مین آیا تھا ملازمت مین حاضر ہوے پہلی ذی قعدہ سنہ مذکور کو اکبر کا لشکر

احمد آباد مین پہونچا دس روز وہان توقف رہا اُس مقام پر اکبر نے اعظم خان کو احمد آباد کی حکومت اور سارے امرای

اُنکو جدا جدا ضلع عنایت کیے اور مظفر خان کو ڈھائی کروڑ کی جاگیر دیکر سارنگ پور اور اجین اور تمام مالوہ کی حکومت

تفویض کی عید قربان کے روز احمد آباد سے کوچ کیا اور محرم ۹۸۱ھ نوسو اکاسی مین منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا اجمیر مین پہونچا

اُسی مقام پر سعید خان کی عرضی ملتان سے آئی اُس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم حسین میرزا گرفتار ہو گیا تھا بعد ازان

مر گیا دوسری صفر کو اکبر آگرہ مین داخل ہوا مجملاً احوال ابراہیم حسین میرزا کا یہ ہی کہ وہ گجرات سے فتنہ انگیزی کا ارادہ

کرکے میرٹھہ مین آیا اور وہان ایک قافلہ جو آگرہ کو جاتا تھا اُسنے لوٹ لیا پھر ناگور کو گیا خان کلان کا بیٹا فرخ خان

قلعہ کے اندر بند ہو گیا ابراہیم حسین نے تمام شہر کو خوب لوٹا کھسوٹا ایک روز وہان رہا پھر نارنول کی طرف متوجہ ہوا

نارنول بیس کوس کے فاصلہ پر رہی تھی کہ اتفاقاً رای رام اور رای سنگھ جو گجرات کے رستہ کی راہبانی پر تعین تھے

جودھپور سے مع ایک ہزار سوارون کے ناگور مین آئے فرخ خان نے اُنکو اپنا متفق کرکے مرزا کا تعاقب کیا اور موضع

کھتولی مین منزل کی ابراہیم حسین یہ خبر سنکر ایسا بھاگا کہ اُس روز اُسکا پتا نہ ملا شام کے وقت جو دوسری تاریخ رمضان کی

تھی فرخ خان کے لشکر والے سب روزہ دار تھے ایک بڑے حوض کے کنارہ پر روزہ افطار کرنے کے لیے ٹھہرے

ابراہیم حسین نے یکایک پیچھے سے آکر تیرون کی بوچھار کی اُن لوگون نے بھی مستعد ہوکر مقابلہ مین کمی نہ کی ابراہیم حسین نے

وہان بھی شکست کھائی اُسکے ساتھی آدمی جو سات سو سے بھی کسی قدر کم تھے اندھیری رات مین جابجا متفرق ہو گئے

اُنمین سے اکثر گرفتار ہوکر قتل ہوے چنانچہ سو آدمی فرخ خان کے ہاتھ آئے اُن سب کو فوراً تہ تیغ کیا کچھ لوگ زخمی

ہوکر بہت سی مصیبتین اُٹھا کر پھر مرزا سے جا ملے غرض مرزا کی نیت بد کی شامت سے کہین اُسکا مطلب حاصل نہوا

پھر مرزا تین سو آدمیون کے ساتھ تمام ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا جمنا اور گنگا اُترکر پرگنہ اعظم پور مین جو قدیمی اسکی جاگیر تھی پہونچا
پھر اُسنے یہ تجویز کی کہ سنبھل پر قبضہ کرلون تو بڑی امن ملیگی کیونکہ ادھر کوہ کماؤن بڑی حفاظت کی جگہ اُس سے متصل ہی
اُدھر گنگا غنیم کے حملون کی مانع ہوگی مگر یہ مطلب بھی اُسکا حاصل نہوا اور اُمرائے بادشاہی اُسکی سدِ راہ ہوئے
اتفاقاً اسی عرصہ مین حسین خان مہدی قاسم خانی کانت و گولہ اپنی جاگیر کے ملک سے سرکشون اور باغیون کی تنبیہ کے لیے
بدایون اور پٹیالی کے ملکون مین آگیا تھا مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری اور راجہ بہارا مل نے جو وزیر مطلق تھے
فتح پور سے اُسکو لکھا کہ ان دنون مین ابراہیم حسین میرزا دو جگہ شکست کھا کر نواحی دہلی مین آگیا ہی اور پایۂ تخت
آج کل بالکل خالی ہی مناسب ہی کہ جس طرح ممکن ہو تم بہت جلد یہان کو چلے آؤ یہ سنکر حسین خان نے اُس طرف
کوچ کیا اثنائے راہ مین جب موضع اودھ پرگنہ جلیسہ سے آگے بڑھا تو راجہ اُڈلیہ جو مدت سے قزاقی کرتا تھا اور بہت سے
امیرون کے مقابلہ مین غالب آچکا تھا حسین خان کا سدِ راہ ہوا اُس روز رمضان کی پندرھوین تاریخ تھی اکثر
سپاہی روزہ دار تھے دوپہر کا وقت تھا سب لوگ متفرق رستہ چلے جاتے تھے کہ یکایک بندوقون کی آواز آنا شروع
ہوئی راجہ نے گنوارون کو ساتھ لیکر اونچے اونچے پیڑون پر مچان بچھا لیے اور اُنپر سے تیر اور بندوقین مارنا شروع کین
چنانچہ اس معرکہ مین اکثر آدمی حسین خان کی طرف کے قتل اور اکثر زخمی ہوئے ایک گولی حسین خان کے زانو پر لگی جسکے
صدمہ سے اُسپر ضعف طاری ہوا لیکن اُسنے بڑے استقلال سے اپنے آپ کو سنبھالے رکھا مصنف صاحب بھی
اُس لشکر کے ساتھ تھے اُنھون نے چاہا کہ اُسکے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کسی درخت کی پناہ مین لیجاوین مگر حسین خان نے
منع کیا اور لڑائی پر ترغیب دی بڑی کشمکش ہوئی بیشمار آدمی فریقین کے مارے گئے آخر قریب شام کے مسلمانون نے
فتح پائی ہندوون کے غول کے غول بھاگنے شروع ہوئے اُس روز لڑتے لڑتے سپاہی ایسے تھک گئے کہ ہاتھ
ہلانے کی بھی طاقت نہ رہی تھی بعضے لوگون نے اُس حال مین بھی روزہ نہ توڑا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب بہت
بے طاقت ہوگیا تو مین نے بھی ایک گھونٹ پانی سے اپنے حلق کو تر کیا بعضے آدمی پیاس کی شدت سے مر گئے اس
فتح کے بعد حسین خان پھر کانت و گولہ کو چلا گیا اور اُس ملک کا خوب استحکام کرکے اُسی زخم کی حالت مین ڈولی مین سوار
ہوکر بانس بریلی کے رستہ سے ابراہیم حسین کے مقابلہ کے لیے پھر روانہ ہوا ابراہیم حسین کا لشکر سنبھل سے
پندرہ کوس درلی طرف پڑا ہوا تھا مگر چونکہ اُسکو حسین خان کی بہادری کا حال معلوم تھا اس سبب سے اُسنے
مقابلہ سے منھ موڑ کر امروہہ کا رستہ لیا آدھی رات کے وقت حسین خان سنبھل مین پہونچا معین الدین خان فرنخودی
اور سپاہی امیر جو اُسکی مدد کو آئے تھے سب قلعہ کے اندر بند تھے حسین خان کے نقارہ کی آواز سنکر یہ سمجھے کہ مرزا نے

حملہ کیا سب پر رعب عظیم طاری ہوا جب قلعہ کے نیچے سے بہت چلا چلا کر کہا کہ حسین خان مدد کو آیا ہی شب روانہ ہوا
صبح کو شیخ فتح اللہ ترین خلیفہ شیخ الاسلام فتح پوری کے مکان پر جا کر سب نے مشورہ کیا سب کی رائے یہ قرار پائی
کہ تولک خان قوچین اور بیگ نورین خان اور حسین قلی خان اور کاکر علی خان وغیرہ امراء جو مرزا کے مقابلہ کے لیے آئے ہین اور
پرگنہ اہار مین گنگ کے کنارہ ہمارے منتظر ہین ہم سب اُنسے جا ملین اور جو اُن سب کی رائے ہو اُسپر عمل کرین مگر
حسین خان اس رائے مین شریک نہ ہوا اور اُسنے کہا کہ جب تم سب سنبھل سے چلے جاؤ گے تو مرزا کو دلیری
اور زیادہ ہو جائیگی دو باتون مین سے ایک بات اختیار کرنا چاہیے یا یہ کہ تم گنگا اُتر کر مرزا کا سامنا روکو اور مین
پیچھے سے اُسپر حملہ کرون یا مین گنگا اُتر جاؤن تم اس طرف سے اُسکی خبر لو مگر کوئی امیر ان امرون پر راضی نہوا مجبور
ہو کر حسین خان اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر تولک خان قوچین وغیرہ امیرون کے پاس اہار مین گیا اور اُنکو وہان کے
شکستہ اور مختصر قلعہ مین پڑے رہنے پر بہت ملامت کی اور یہی مشورہ اُنپر پیش کیا اور کہا کہ غنیم نے دار السلطنت کے
قریب فتنہ و فساد برپا کر رکھا ہی اگر تم سب مستعد ہو جاؤ تو اُسکا زندہ گرفتار کر لینا کچھ بات نہین ہی اُن سب نے جواب دیا
کہ ہمنے مخدوم الملک اور بہار امل کے لکھنے کے بموجب غنیم کو نواحی دہلی سے نکال کر اضلاع سنبھل مین پہونچا دیا یہ ملک
معین الدین احمد خان کی جاگیر مین ہی اب یہان کے جوابدہ بھی وہی ہینگے ہمسے کچھ تعلق نہین ہم مرزا کے لڑنے کے لیے
مامور نہین ہوے بلکہ حراست دہلی پر متعین ہین اسی اثنا مین خبر آئی کہ مرزا نے امروہہ کو لوٹ کر تباہ کر دیا اور وہان سے
اب گنگا اُتر کر لاہور کا ارادہ رکھتا ہی یہ سُنکر حسین خان اُن نادولتخواہ امیرون سے جدا ہو کر مرزا کے مقابلہ کے لیے
فوراً گڈھ مکتیسر کو گیا بادشاہی امیرون مین سے تُرک سبحان قلی خان اور فرخ دیوانہ اُسکے ہمراہ ہوے گڈھ مکتیسر مین
اہار سے اور امیرون کے بھی خط آئے کہ جلدی نہ کرو ہم بھی تمھارے پاس پہونچتے ہین اور بعد اسکے طوعاً کرہاً وہ سب
اُس سے جا ملے مگر یہ ہمراہی اُنکی رغبت خاطر سے نہ تھی بلکہ مجبوری سے تھی مرزا میدان خالی پا کر تمام ملک کو لوٹتا کھسوٹتا
چلا جاتا تھا چنانچہ جب وہ قصبہ پائل مین پہونچا تو اُسکے آدمیون نے مسلمانون کے اہل و عیال کو حد سے زیادہ بے عزت
کیا چنانچہ بارہ کُنواری لڑکیون کے پردہ ننگ و ناموس کو چاک کر ڈالا اُنمین سے بعضی مر بھی گئین باقی اور شہرون کا
بھی یہی حال کیا غرض حسین خان بھی اسکا تعاقب کیے ہوے پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا اور باقی امیر بھی حسین خان کے
پیچھے پیچھے سرہند تک جا کر رہ گئے مگر حسین خان اپنے ساتھیون کو لیکر جو سو آدمیون سے زیادہ نہ تھے
آگے کو بڑھا جب لدھیانہ مین پہونچا تو خبر آئی کہ مرزا لاہور مین پہونچا اور وہان کے سب آدمی قلعہ بند ہو گئے ہین
غرض مرزا وہان سے بھی آگے بڑھکر شیر گڈھ اور جتنی مین پہونچا حسین قلی خان نے جو نگرکوٹ اور کانگڑہ کے

قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے تھا مرزا کی یہ خبر سنکر وہان کے ہندوون سے دار و مدار کرکے پانچ من سونا نگرکوٹ والون سے
بطور پیشکش کے لیا اور بادشاہی خطبہ پڑھکر میرزا یوسف خان اور مسند عالی فتّو غلام عدلی اور اسمٰعیل قلی خان
اور راجہ بیربر وغیرہ کو ساتھ لیکر مرزا کے تعاقب مین سنکرہ تک پہونچا حسین خان نے یہ سنکر قسم کھائی کہ جب تک
حسین قلی خان کے پاس نہ پہونچ جاؤنگا کھانا نہ کھاؤنگا اور تلونڈی کے گھاٹ بیاس کو اُترکر شیرگڈھ مین
جو توابع جھنی سے ہے پہونچا اور وہان حضرت شیخ داؤد قادری جھنی والہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا جب اُنکی
مجلس مین کھانا آیا تو حسین خان نے قسم کا عذر پیش کیا اُنھون نے فرمایا کہ کفارت یمین سہل ست و آزردن
دل دوستان جہل تب حسین خان نے فوراً ایک غلام کو آزاد کرکے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اُنکے ساتھ کھانا
کھایا اور اُس شب کو انھین کی خدمت بابرکت مین مستفیض رہا اُس روز تمام لشکر کا کھانا حضرت شیخ کے لنگرگاہ سے
تھا اور جانورون کو گھاس بھی اُنھین کی زراعت خاص سے ملا صبح کو لشکر وہان سے روانہ ہوا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین تین برس کے بعد لاہور سے شیرگڈھ مین پہونچا اور شیخ ممدوح کی خدمت مین طرح طرح کے فیض حاصل کیے
چار روز تک اُنکی ملازمت مین رہا اور چند شعر فی البدیہہ اُنکی تعریف مین لکھکر پیش کیے اور اُنھون نے پسند بھی
فرمائے ؏ ای منزہ نسبت ایجاد تو از ماء و طین + ذات پاکت چون پیمبر رحمۃ للعالمین + ہست اسم اعظمت اورد
کز تاثیر آن + چون سلیمان جن و انس آمد ترا زیر نگین + ثم وجہ اللہ یقین من نشد سالہا + روے تو دیدم عیان شد
تا کہ عین الیقین + اور میرا جی چاہتا تھا کہ کاروبار دنیا سے تعلق ترک کرکے ہمیشہ اُس خانقاہ کی جاروب کشی مین
مصروف ہون مگر شیخ ممدوح اس امر پر راضی نہ ہوے اور فرمایا کہ اب ہندوستان کو جانا چاہیے جب مین وہان سے
چلا تو بے اختیار چلا چلا کر رونے لگا یہ خبر حضرت شیخ کو پہونچی اور اگرچہ تین روز سے زیادہ اُس خانقاہ مین کسی کو
ٹھہرنے کی اجازت نہ تھی مگر مجھکو چوتھے روز بھی ٹھہرالیا جب علیحدہ ایک منزل رہا تو حسین خان نے اس مضمون کا
ایک خط حسین قلی خان کو لکھا کہ مین چار سو کوس سے مرزا کے تعاقب مین آیا ہون مناسب یہ ہے کہ تم ایک روز
لڑائی مین توقف کرو اور مجھکو بھی اس فتح مین شریک کرلو اگرچہ حسین قلی خان نے اس امر کو قبول کرلیا مگر لڑائی کا
اتفاق اُسی روز ہوا میرزا ابراہیم حسین اُس روز حسین قلی خان کے آنے سے غافل شکار مین مصروف تھا
بعضے آدمی اُسکے کوچ کے ارادہ مین تھے بعضے متفرق اپنے کاروبار مین مصروف تھے یکایک حسین قلی خان نے
حملہ کیا ابراہیم حسین کا چھوٹا بھائی مسعود حسین میرزا مقابل ہوا مگر اُس کشاکش مین اُسکے گھوڑے نے ایسی ٹھوکر
کھائی کہ مسعود حسین زمین پر گرکر گرفتار ہوگیا میرزا ابراہیم حسین جب شکار سے لوٹا تو کام تمام ہوچکا تھا ہرچند اُسنے

دلیری کو کام فرما کر بڑے بڑے حملے کیے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا مجبور ہو کر معرکہ سے بھاگ نکلا فتح سے دوسرے روز حسین خان
اسّی بانوے سواروں کے ساتھ نقارہ بجاتا ہوا طلبنہ مین پہونچا حسین قلی خان نے ساری کیفیت لڑائی کی
اُس سے تفصیل بیان کی حسین خان نے کہا کہ غنیم زندہ نکل گیا تمکو اُسکا تعاقب کر کے گرفتار کرنا بہت ضرور تھا جب تک
وہ پکڑا نہ جاوے کام ناتمام ہے حسین قلی خان نے جواب دیا کہ ہمارا لشکر نگرکوٹ کا سفر کر کے آیا ہے اور راستہ
مین بڑی محنت اُٹھائی ہے اسلیے ہمنے اسی فتح کو غنیمت سمجھا اب نوبت اور لوگون کی ہے حسین خان اس توقع پر
کہ شاید نوبت اُسکی بھی آجاوے اور یہ پانسو کوس کی محنت اُسکی ضائع نہ جاوے وہان سے آگے بڑھا جو آدمی اسکے
ساتھ کے تھک گئے تھے اُنکو فیل و نقارہ کے ساتھ لاہور کو بھیجدیا اور خود چند آدمیون کے ساتھ مرزا کے تعاقب مین
روانہ ہوا اور اُسکے اور میرزا کے درمیان مین تھوڑا ہی سا فاصلہ رہ گیا تھا ایک شب میرزا کا لشکر اُس مقام پر جہان
بیاس اور ستلج دونون آپسمین ملی ہین اُترا جھیلون کے گروہ نے جو ملتان کی رہنے والی ایک رذیل قوم ہے
مرزا کے لشکر پر تیرون کا مینہ برسایا مرزا نے اپنے آدمیون کے ساتھ جنمین اکثر زخمی و بیکار تھے اُنکا مقابلہ کیا مگر وہ
بھی شکست کھائی اتفاقاً ایک تیر مرزا کے مؤخر سر پر ایسا لگا کہ اُسکے مُنہ مین ہو کر پار ہو گیا مرزا کے لشکر کے سب لوگ
اُسکو تنہا چھوڑ کر ادھر اُدھر متفرق ہو گئے مگر وہ جہان گئے مارے گئے مرزا کے دو غلام قدیمی اُسکو فقیرانہ لباس پہنا کر
اُسی ضعف کے حال مین ایک طرف کو لے گئے رات کو ایک فقیر گوشہ نشین شیخ زکریا نامی کے مکان پر پناہ لی شیخ زکریا نے
ظاہر مین بہت مدارات کی مگر خفیہ ملتان مین آدمی بھیجکر سعید خان کو اس امر سے مطلع کیا سعید خان نے دولت خان نامی
اپنے غلام کو بھیجا وہ مرزا کو گرفتار کر کے لے گیا سعید خان نے اکبر کو اطلاعی عرضی بھیجی جب وہ گجرات سے لوٹکر اجمیر مین
آ گیا تھا تب وہ عرضی پہونچی حسین خان مرزا کی گرفتاری کی خبر سُنکر ملتان مین گیا اور وہان سعید خان سے
ملاقات کی سعید خان نے حسین خان سے کہا کہ تم مرزا سے ملاقات کرو حسین خان نے جواب دیا کہ اگر مین ملاقات کے
وقت تسلیم کرونگا تو بادشاہ کی اخلاص کے خلاف ہوگا اور اگر تسلیم نہ کرونگا تو مروت اس امر کی مقتضی نہین
اور مرزا اپنے دل مین کہیگا کہ جس روز اسکو محاصرۂ سُتھو اس سے ملی تھی تو بہت سی تسلیمین بجالایا تھا اور
آج جو ہمپر برا وقت آیا ہے تو اسقدر استغنا کرتا ہے مرزا نے یہ سُنکر کہلا بھیجا کہ تم آؤ تسلیم تمہاری معاف ہے مگر باوجود
اسکے حسین خان جا کر تسلیم بجالایا مرزا نے افسوس کر کے کہا کہ ہمارا ارادہ بغاوت کا نہ تھا مگر جب ہم جان سے
تنگ آگئے تو بیگانہ ملک کو چلے گئے وہان بھی کسی نے نہ چھوڑا اور چونکہ ہماری تقدیر مین یہ شکست لکھی تھی کاش کہ تمھارے
ہاتھ سے ہوتی تو بہت مناسب ہوتا کیونکہ تم میرے ہمجنس ہو تمھاری بھی رعایت کا باعث ہوتا مگر بڑا افسوس یہ ہے

کہ مین نے حسین قلی خان کے مقابلہ مین شکست کھائی جو ہمارے دین اور مذہب سے بھی بیگانہ ہی غرض بعد اسکے
حسین خان اُس ملک سے رخصت ہو کر کانت وکولہ اپنی جاگیر کے ملکون کو چلا گیا چند روز کے بعد مرزا اُس
قید کی حالت مین ملتان مین مر گیا پھر کانت اور کولہ سے حسین خان درگاہ مین آیا اُدھر سے حسین قلی خان مسعود
حسین مرزا کو آنکھین باندھکر مع تمام اُن قیدیون کے جو مرزا کی طرف سے گرفتار ہوے تھے اور وہ سب قریب تین ہزار
آدمیون کے تھے اور گدھے اور سور اور کتے کے چمڑے اُن سب کے مُنھ پر چڑھا دیے تھے فتح پور مین ملازمت مین حاضر ہوا
اُنمین سے چند آدمی طرح طرح کے عذابون سے مارے گئے باقی سب کو چھوڑ دیا چند معزز نوکر مرزا کے جو سب قریب سو آدمیون کے
ہونگے اور اُنھون نے اتفاقاً خانی کا پایا تھا ملتان کے رستہ مین حسین خان کے پاس پناہ لائے تھے اور حسین خان نے اُنکو امن دیکر
اپنے ساتھ لے لیا تھا اور اپنی جاگیر مین جا کر اُن سب کو اُنکے گھرون کو رخصت کر دیا تھا حسین قلی خان نے اکبر کے
سامنے اُنکا بھی ذکر کیا حسین خان نے جواب دیا کہ چونکہ قیدیون کے قتل کا حکم نہ تھا اسلیے بادشاہ کے سر کے تصدق
مین نے اُن سب کو چھوڑ دیا اکبر نے اس امر سے درگذر کی اور کچھ حسین خان سے بازپرس کی انھین دنون مین سعید خان نے
ملتان سے آکر میرزا ابراہیم حسین کا سر جو اُسکے مرجانے کے بعد تن سے جدا کر لیا تھا ملازمت مین حاضر ہو کر پیش کیا
سنہ ۹۸۰ نوسو اسی مین نگرکوٹ حسین قلی خان نے فتح کیا تفصیل اس قصہ کی یہ ہے کہ اکبر کو صغر سن کے زمانہ سے برہمنون
اور بادفروشون اور ہر قسم کے ہندوون سے ربط خاص تھا ابتداے جلوس مین ایک برہمن بادفروش ولایت کالپی سے
آکر ملازمت مین حاضر ہوا برہم داس اُسکا نام تھا اور ہمیشہ سے پیشہ اُسکا یہ تھا کہ ہندوون کی تعریفون مین کبت
کہا کرتا تھا اس فن مین اُسکو نہایت مہارت تھی اکبر کے مزاج مین اُسکو بہت دخل ہو گیا روز بروز اُسکے مرتبہ کی ترقی ہوتی رہی
یہان تک کہ بڑے منصب پر پہونچا اور اکبر کے خاص مصاحبون مین شامل ہوا اول اُسکو کب رای یعنی ملک الشعرائی کا خطاب
دیا بعد ازان راجہ بیربر نام عنایت کیا اور چونکہ اُن دنون مین راجہ جی چند حاکم نگرکوٹ سے اکبر کا مزاج کچھ منحرف ہوا اسلیے
نگرکوٹ کے قلعہ کو راجہ بیربر کی جاگیر مین عنایت کیا اور ایک فرمان حسین قلی خان حاکم لاہور کے نام لکھا کہ نگرکوٹ کو فتح کر کے
راجہ بیربر کے قبضہ مین دے دے حسب الحکم حسین قلی خان نے میرزا یوسف خان اور جعفر خان اور سرفراز خان اور فتو سندہ ہمالی اور
امراے پنجاب کو ساتھ لیکر اُس طرف توجہ کی اول دھمیری اور گوالیار اور کوٹلہ کے قلعون کو عنوۃً تسخیر کیا اور وہان اپنے
محافظ چھوڑے وہان سے نگرکوٹ کا رستہ بہت خراب تھا حسین قلی خان اُسی رستہ کو تمام اپنا لشکر اور ہاتھی اور
گھوڑے اور بڑی بڑی توپین لے گیا اور قلعہ کانگڑہ کا جا کر محاصرہ کیا بدھی چند بیٹا راجہ جی چند کا قلعہ کے اندر بند ہو گیا
نگرکوٹ سے باہر ایک بھون نامی بتخانہ تھا جسکے میلہ مین ہر سال لاکھون بلکہ کرورون ہندو جمع ہوتے تھے اور ڈھیر سون

اور چاندی اور ہر قسم کا اسباب چڑھاتے تھے اسپر مسلمانون نے قبضہ کرلیا اور سونے کا چتر جو اُسکے گنبد پر تھا اُسپر
بہت سے تیر مارے اور دو سو سیاہ مادہ گاو جو ہندوون نے وہان پرستش کے واسطے چھوڑ دی تھین مسلمانون نے
ذبح کر ڈالین اور انکا خون تمام اُس بتخانہ کے در و دیوار پر چھڑکا اور وہان کے بیشمار مجاورون کو قتل کیا اس سبب سے
سارے ہندو پیر کو بہت ملامت کرتے تھے پھر مسلمانون نے قلعہ کے باہر سارے نگرکوٹ پر قبضہ کرلیا اور
بدھی چند کے مکان پر توپین مارنا شروع کین چنانچہ اسی آدمی اُنکے صدمہ سے مارے گئے پھر بدھی چند نے صلح کی گفتگو
شروع کی اور قریب تھا کہ وہ قلعہ فتح ہوجاوے کہ یکایک خبر پہونچی کہ مرزا ابراہیم حسین نے لاہور پر حملہ کیا ہے اور
قطع نظر اسکے حسین قلی خان کی فوج کے لوگ تنگ بھی بہت تھے اس سبب سے حسین قلی خان نے صلح کرلی اور
پانچ من سونا بوزن اکبر شاہی جو اس بتخانہ کی ایک سال کی آمدنی تھی اور سوا اسکے اور بہت سا عمدہ عمدہ قسم کا
اسباب بطور نذر کے بدھی چند سے قبول کیا اور اسی سال کے ماہ شوال مین وہان خطبہ اکبر کے نام کا پڑھا اور راجہ جی چند کے
دروازہ کے سامنے ایک بڑی مسجد کی بنیاد ڈالی بعد ازان ابراہیم حسین میرزا کا فتنہ دفع کرنے کے لیے متوجہ ہوا
جب قصبہ جاری مین پہونچا تو حضرت خواجہ عبد الشہید نبیرہ خواجہ احرار قدس سرہ العزیز کی خدمت سے مشرف ہوا
خواجہ ممدوح نے فتح کی بشارت دی اور ایک کپڑا ملبوس خاص اپنا خان مذکور کو عنایت فرمایا اور یہ اُسی دعا کا
اثر تھا کہ حسین قلی خان نے طلبنہ مین آتے ہی میرزا ابراہیم حسین پر فتح پائی چنانچہ یہ قصہ پہلے مذکور ہوچکا اسی
اسی سال مین سلیمان کرانی حاکم بنگالہ نے جسنے اپنا خطاب حضرت اعلی مقرر کرکے لنک بنارس تک اپنا قبضہ کرلیا
اور جھگناتھ کو جو ہندوون کی بڑی پرستش گاہ ہے دار الاسلام بنایا تھا اور کامروپ سے اوڑیسہ تک تمام ملک
اُسکے قبضہ مین آگیا تھا انتقال کیا بعد اسکے اُسکا بیٹا بایزید قائم مقام ہوا لیکن چھ مہینہ کے عرصہ مین پٹھانون نے اُسکو
قتل کرکے اُسکے چھوٹے بھائی داؤد بن سلیمان کو تخت پر بٹھایا اسی سال مین یا سال گذشتہ مین حضرت شیخ نظام الدین امیٹھوی
رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال کیا سنہ ۹۸۱ نوسو اکاسی مین دوبارہ اکبر گجرات کے فتنہ و فساد رفع کرنے کے لیے سانڈنی پر
سوار ہوکر نو روز کے عرصہ مین فتح پور سے احمد آباد پہونچا اور وہان اُن لوگون کو جنھون نے اعظم خان کو قلعہ مین
گھیر لیا تھا گوشمالی دیکر پھر بہت جلد واپس آیا تفصیل اُسکی یہ ہے اول مرتبہ اکبر احمد آباد کی حکومت اعظم خان کے سپرد
کر آیا تھا وہان کے مفسدون نے ہر طرف سرکشی شروع کی اختیار الملک گجراتی نے حبشیون کی جماعت کو ساتھ لیکر
احمد نگر وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور محمد حسین میرزا نے گجرات سے آکر اول سورت کی تسخیر کا ارادہ کیا مگر وہان قلیج خان
مانع ہوا تو محمد حسین میرزا نے کھنبایت مین آکر اپنا قبضہ کرلیا اعظم خان نے اختیار الملک پر بذات خود فوج کشی کی

احمد نگر اور ایدر کے درمیان مین دونون کے لشکرون کا مقابلہ ہوا اور اعظم خان نے قونگ خان و قطب الدین محمد خان کو مع سید حامد کے محمد حسین میرزا کے مقابلہ کے لیے بھیجا محمد حسین میرزا نے کئی لڑائیان بڑی دلیری سے لڑین آخر شکست کھا کر اختیار الملک سے جا ملا اور جھجار خان حبشی کا بیٹا اور شیر خان فولادی کے بیٹے بھی اختیار الملک کے شریک ہو گئے تب اُسنے یہ ارادہ کیا کہ دوسرے رستہ سے جا کر احمد آباد مین داخل ہو اعظم خان نے پیشدستی کر کے شہر مین داخل ہوا اور اُسنے قطب الدین احمد خان کو بھی بھروچ سے اپنی مدد کے لیے بلا لیا مگر چونکہ اعظم خان کو اپنے آدمیون پر اچھی طرح اعتماد نہ تھا اس سبب سے قلعہ کے اندر بند ہو گیا اختیار الملک نے قریب بیس ہزار کے گجراتیون اور پٹھانون اور راجپوتون کی جمعیت ساتھ لیکر قلعہ کا محاصرہ کیا ہر روز لڑائی ہوتی تھی فاضل محمد خان ولد شید محمد خان کلان اس معرکہ مین مارا گیا اعظم خان نے ان سارے حالات سے اکبر کو مطلع کر کے عرضیان اُسکی طلب مین لکھین اکبر نے اُن امیرون کو جو پہلے اس مہم مین ساتھ نہ تھے ایکی مرتبہ اپنی ہمراہی کا حکم دیا اور حسین قلی خان کو خان جہان کا خطاب دیکر مع امراے پنجاب کے اُس طرف روانہ کیا اور سعید خان کو ملتان کی طرف نامزد کیا اور شجاعت خان کو اپنے لشکر کی لین ڈوری کے ساتھ آگے آگے روانہ کیا اور یکشنبہ کے روز چوبیسوین ربیع الثانی کو تیز سانڈنیون پر سوار ہو کر بسا ور اور تودہ کے رستہ سے خود روانہ ہوا دو روز مین سو کوس راہ طی کر کے چھبیسوین ماہ مذکور کو اجمیر مین پہونچا اور وہان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کی زیارت سے مشرف ہو کر اُسی روز شام کے وقت چلدیا قصبہ بالیانہ مین فوج کو معائنہ کر کے ترتیب دیا خانخانان بیرم خان کے بیٹے مرزا خان کو قلب سپاہ مین متعین کیا اور سید محمود بارہہ اور صادق محمد خان وغیرہ اُمرا کو اُسکے ساتھ کیا اور میر محمد خان کلان کو میمنہ مین اور وزیر خان کو میسرہ مین نامزد کیا اور محمد قلی خان اور ترخان دیوانہ کو ہراول فوج کا مقرر کیا وہ دونون تمام لشکر مین سے جو قریب تین ہزار سوار کے تھا سو سوار عمدہ کارآمد چھانٹ کر آگے بڑھے جب وہ قصبہ کری مین جو احمد آباد سے بیس کوس دہلی طرف ہی پہونچے تو مخالفون نے وہان کے قلعہ سے نکل کر مقابلہ کیا تھوڑی دیر مین سیکڑون باغی قتل ہوے آخر مغلوب ہو کر بھاگ گئے چونکہ قلعہ کے فتح کرنے کے لیے اکبر کا حکم نہ تھا اسواسطے اُن دونون نے وہان سے پانچ کوس آگے بڑھکر مقام کیا بعد ازان اکبر کے لشکر نے بھی وہین پہونچکر منزل کی نوین روز اکبر نے احمد آباد سے تین کوس دہلی طرف مقام کیا وہان سے آصف خان کو خان اعظم کے بلانے کے لیے بھیجا اور اُس روز تمام فوج کو ہتھیار اپنے خزانہ خاص سے تقسیم کیے پہلے سے مخالف بالکل غافل تھے جب اُنھون نے آواز کرنا کی سُنی تو سب مضطرب ہو کر اپنے گھوڑون کی طرف دوڑے

محمد حسین میرزا دو تین سوارون کے ساتھ تحقیق حال کے لیے دریا کے کنارہ پر آیا حسب اتفاق اس طرف سے ترک
سبحان قلی بھی دو چار آدمیون کے ساتھ دریا پر گیا تھا محمد حسین میرزا نے اُس سے پوچھا کہ بہادر کس کی فوج ہے اُسنے
بیان کیا کہ بادشاہی لشکر ہے محمد حسین نے کہا کہ چودہ روز ہوے کہ میرے قاصدون نے بادشاہ کو فتح پور مین چھوڑا ہے اور قطع نظر اسکے
اگر بادشاہی فوج ہے تو وہ ہاتھی جو ہمیشہ ہمرکاب رہتے ہین کہان ہین سبحان قلی نے جواب دیا کہ نو روز کے عرصہ مین بلکہ تھی
چار سو کوس کا فاصلہ کیونکر طے کر سکتے تھے یہ سنکر میرزا نے فوراً اپنی فوج کو ترتیب دیکر مقابلہ کا سامان کیا اور اختیار الملک کو
پانچ ہزار سوارون کے ساتھ خان اعظم کے مقابلہ پر بھیجا تاکہ اُسکو قلعہ سے باہر نہ نکلنے دے اکبر کی فوج نے بھی دریا کو
عبور کیا مرزا نے سبقت کرکے ڈیڑھ ہزار مغل جو سب خانی کا خطاب رکھتے تھے اور بڑی بڑی جاگیرون اور منصبون کے
امیدوار تھے ساتھ لیکر بادشاہی فوج کے ہراول محمد قلی خان اور ترخان پر حملہ کرکے سامنے سے ہٹا دیا اور حبشیون اور
پٹھانون نے معاً وزیر خان پر جو میسرہ کی فوج مین تھا حملہ کیا دونون طرف کے بہادرون نے بڑی بڑی دلیریان کہین اُس وقت
یا معین اکبر کے ورد زبان تھا جب اکبر نے ہراول کو کمزور دیکھا تو خود بھی انمین شامل ہوگیا اور مخالفون کی فوج کو متواتر حملہ
کرکے درہم برہم کر دیا سیف خان کوکہ اپنی جماعت کو لیکر غنیم کی فوج کے اندر گھس گیا انمین سے ایک شخص بھی زندہ نہ پھرا
محمد حسین مرزا نے اپنی کوشش مین کچھ قصور نہ کیا لیکن تقدیر سے مجبور تھا گھوڑا اُسکا زخمی ہوکر میدان سے بھاگا اتفاقاً
ایک تھوہڑ کا ڈھیر سامنے آگیا مرزا نے یہ قصد کیا کہ گھوڑے کو کود اکر اُس ڈھیر کو پھلانگ جاوے مگر یہ ممکن نہوا اور اُس
حال مین مرزا بھی گھوڑے سے زمین پر گر پڑا گدا علی نام ایک شخص اُسکے تعاقب مین تھا فی الحال مرزا کو گرفتار کرکے
اکبر کے روبرو حاضر کیا اکبر نے بڑی ملایمت کے ساتھ کچھ اُسپر عتاب کرکے راے سنگھ کے سپرد کیا وزیر خان نے بھی مردانگی کو کام فرما
ہوکر اپنے مقابلہ کے گجراتیون اور حبشیون کو پسپا کر دیا اسی طرح خان کلان نے شیر خان فولادی کے بیٹون کو مغلوب کیا
اسکے بعد سب مخالفون کے پانون اُکھڑ گئے اور میدان غنیم کی فوج سے خالی ہوگیا اس فتح کے بعد اکبر ایک ٹیلہ پر چڑھ کر مخالفون
کا حال تحقیق کر رہا تھا کہ یکایک اختیار الملک گجراتی جو پانچ ہزار سوارون کی جمعیت سے خان اعظم کا رستہ روکے ہوے تھا مرزا کی
شکست کی خبر سنکر مقابلہ کے لیے آیا اُسکو دیکھتے ہی تمام اکبر کی فوج مین اضطراب عظیم پیدا ہوگیا اکبر نے اور اُسکی تمام فوج نے
یا معین کا شور مچا دیا اور مخالفون پر تیر برسانے شروع کیے بعد ازان چند سردارون نے حملہ کرکے بڑے بڑے کار نمایان کیے
منجملہ اُنکے حسین خان نے بھی اُس روز بڑا کام کیا اکبر نے اپنی شمشیر ہلالی خاص جو ساری تلوارون مین عمدہ تھی اُس وقت
اُسکو عنایت کی اختیار الملک بے اختیار تگمنٹ گھوڑا پھینکے چلا آتا تھا اتفاقاً اُسکا گھوڑا بھی کہین تھوہڑون کے
ڈھیرون مین جا پھنسا اس کشمکش مین اختیار الملک گھوڑے سے گر پڑا سہراب بیگ ترکمان نے جو اُسکا پیچھا کیے ہوے

چلا آرہا تھا فوراً اُسکو جکڑ لیا اختیار الملک نے کہا کہ ای جوان تو ترکمان معلوم ہوتا ہے اور ترکمانون کو حضرت مرتضیٰ علی
کرم اللہ وجہہ سے نہایت خلوص ہوتا ہے مین سید بخاری ہون میری جان پر رحم کر سہراب بیگ نے جواب دیا کہ مین تجھکو
پہچانتا ہون تو اختیار الملک ہے یہ کہکر اُسکے سر کو جدا کیا اس اثنا مین گھوڑا اُسکا کوئی اور لے اڑا سہراب بیگ نے
وہ سر لاکر اکبر کے حضور مین پیش کیا اکبر نے اُسکے عوض مین اُسکے ساتھ بڑی رعایت کی اُس معرکہ مین قریب ہزار سرون کے
میدان مین پڑے ہوے تھے اکبر نے اُنکو جمع کر کے ایک منارہ بنوایا تاکہ سب کو عبرت حاصل ہو جسوقت اختیار الملک کی
لڑائی گرم تھی رای سنگھ کے آدمیون نے محمد حسین میرزا کو ہاتھی سے اُتار کر قتل کر ڈالا اسی حال مین خان اعظم قلعہ سے نکل کر
ملازمت مین حاضر ہوا اکبر اُس سے بغلگیر ہو کر ملا اور بڑی مہربانی سے اُسکی مزاج پرسی کی پانچ روز اعتماد خان کی منزل مین
توقف کیا بعد ازان قطب الدین محمد خان کو مع اُسکے بیٹے نورنگ خان کے بھروچ اور چانپانیر کی طرف شاہ مرزا کے
مقابلہ کے لیے بھیجا اور خان کلان کو حکومت پٹن اور وزیر خان کو دولقہ اور دندوقہ کی طرف نامزد کیا اور لشکر خان
بخشی کو ایدر کے رستہ سے آگرہ اور فتح پور کی طرف روانہ کیا سولھوین جمادی الاول کو اکبر نے احمد آباد سے کوچ کر کے
محمود آباد مین جو سلطان محمود گجراتی کے متعلقات مین سے تھا منزل کی اور وہان سے خان اعظم وغیرہ تمام گجرات کے
امیرون کو اُس طرف رخصت کیا اور میرزا غیاث الدین قزوینی بخشی کو آصف خان کا خطاب اور دیوانی اور بخشیگری
گجرات کی عنایت کی تیسری جمادی الثانی کو اکبر اجمیر مین داخل ہوا اور سانگانیر کی منزل سے راجہ ٹوڈرمل کو جو آگرہ مین سدہ
انتظام کے واسطے رہ گیا تھا گجرات کی جمع کی تحقیقات کے واسطے روانہ کیا ساتوین جمادی الآخر کو آگرہ مین داخل ہوا
کل آمد و رفت اس سفر کی ڈیڑھ مہینہ مین تمام ہوئی اسی مہینہ کی چھبیسوین تاریخ کو شاہزادون کے ختنے ہوے اور بائیسوین
ماہ رجب کو شاہزادہ سلطان سلیم کو مولانا میر کلان محدث ہروی کے پاس پڑھنے کے لیے بٹھایا مولانا مذکور میرک شاہ بن میر
جمال الدین محدث کے شاگرد تھے اسی سال مین مظفر خان کو جسکے پاس سارنگ پور کی حکومت تھی بلا کر وزیر مطلق مقرر کیا اور
جملۃ الملکی کا خطاب اور اُسکے القاب مین بڑھا دیا اور شیخ محمد بخاری جو پٹن کی لڑائی مین مارے گئے تھے اور سیف خان جو
احمد آباد کی اخیر لڑائی مین کام آئے تھے اُن دونون کا قرض قریب ایک لاکھ روپیہ کے تھا وہ سب اکبر نے اپنے
خزانہ سے ادا کیا اسی سال مین اکبر نے راجہ ٹوڈرمل کو ایک تلوار عنایت کی اور لشکر خان بخشی کے ساتھ جسکو اکثر
عوام الناس شیر خان کہتے تھے فتح بنگالہ کے اہتمام کے لیے منعم خان خانخانان کے پاس بھیجا اور شہباز خان کمبوہ لاہوری کو
شہباز خانی کا خطاب عنایت کر کے میر بخشی کیا اور یہ سجع اُسکی مُہر کا مقرر ہوا بہمین عنایات صاحبقرانی شد رسیدم
زخدمت شہباز خانی ۞ اسی سال مین میر محسن رضوی جو دکن کے ملکون کو بطور رسالت کے گیا تھا تحفہ لایق

وہان کے حاکمون سے دربار مین لایا اسی سال کی سولھوین شوال کو بنگالہ کی تسخیر پر حضرت خواجہ سے استمداد کے لیے اکبر اجمیر کو
روانہ ہوا موضع دائرہ مین جو فتح پور سے چار کوس ہے خواجہ عبد الشہید نبیرۂ خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر سے ملاقات
کر کے مرزا شرف الدین حسین کی ہمراہی کی درخواست کی اکبر نے اگرچہ اُنکی بظاہر بہت تواضع و تعظیم کی مگر یہ درخواست
منظور نہ کی چنانچہ خواجہ مذکور آزردہ خاطر ہو کر رخصت ہوگئے جب اجمیر سات کوس رہی تو وہان سے اکبر پیادہ پا ہوگیا
بارھوین ذی قعدہ کو اُس مزار متبرکہ کی زیارت سے مشرف ہوا اسی مہینہ کی سترھوین تاریخ کو نوروز کا دن تھا
اِس دن کی اکبر ہمیشہ تعظیم کیا کرتا تھا چنانچہ بدستور سابق اُس روز ایک جشن عالی ترتیب دیا اور بقدر ایک لاکھ روپیہ کے
حضار مجلس کو تقسیم کیا تیئسوین تاریخ وہان سے آگرہ کی طرف قصد کیا اور وہان پہونچکر بنگالہ کی مہم کے سامان مین
مصروف ہوا اور بہت سی کشتیان تیار کرائین اُنمین سے شیر ہوا و نہنگ سر وغیرہ کشتیان بڑی وسیع تھین اسی سال کے آخر ماہ
ذی الحجہ مین مصنف صاحب حسین خان کی صحبت ترک کر کے بدایون سے آگرہ مین آکر جمال خان قورچی اور حکیم عین الملک کے
وسیلہ سے اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوے چونکہ اُن دنون مین اکبر کے دربار مین اہل علم کی بہت قدر تھی اس سبب سے
فوراً اکبر نے اُنکو اپنے مصاحبون مین داخل کر کے بڑے بڑے عالمون سے مباحثہ کرایا اور بذات خود غالب و مغلوب کی
تمیز کرتا تھا لیکن مصنف صاحب اپنے ذہن کی تیزی اور طبیعت کی قوت سے سب پر غالب رہے اول ہی ملاقات
مین اکبر نے مصنف صاحب کی تعریف کر کے یہ کہا تھا کہ یہ فاضل بدایونی حاجی ابراہیم سرہندی کی سرکوبی کریگا اسلیے
اکبر کا دلی منشا یہ تھا کہ مصنف صاحب حاجی ابراہیم کو مناظرہ کے وقت الزام دین چنانچہ یہی ہوا اور مصنف صاحب نے
آخر اُسکو ملزم کیا شیخ عبد النبی صدر کو مصنف صاحب سے یہ رنج تھا کہ اُنھون نے اُس سے توسل نہ کیا تھا اب جو گفتگو مین
بھی ہمیشہ اُس سے مقابلہ ہونے لگا تو اور کدورت بڑھ گئی مگر رفتہ رفتہ آخر کو وہ کلفت دور ہو کر باہم موافقت
پیدا ہو گئی انھین دنون مین شیخ ابو الفضل خلف شیخ مبارک ناگوری جو بڑا دانشمند اور صاحب علم تھا ملازمت مین
حاضر ہوا اکبر نے اپنی عنایات گوناگون سے اُسکو ممتاز کیا اسی سال مین بڑی بڑی عمارتین اجمیر کے رستہ مین تیار
ہوئین سبب اُسکا یہ تھا کہ چونکہ اکبر نے فرط اعتقاد سے ہر سال اجمیر کا جانا لازم کر لیا تھا اسلیے آگرہ سے
اجمیر تک ہر منزل پر ایک محل تیار کرایا اور ہر ہر کوس پر ایک منارہ اور کنوان بنوایا اور کئی لاکھ ہرنون کی سینگ
جو اکبر نے اپنی مدۃ العمر مین شکار کیے تھے اُن منارون پر بطور یادگار کے نصب کرا دیے سیل شاخ اُنکی تاریخ ہوئی
اسی سال مین شہباز خان کنبو کی راے کے بموجب داغ محلہ کی رسم جاری ہوئی اور تمام ملک مین کروری مقرر
ہوے ۹۸۲ھ نو سو بیاسی مین صفر کی چاندرات کو بنگالہ کا قصد کر کے اکبر کشتی مین سوار ہوا باعث اِس

قصہ کا یہ ہوا کہ سلیمان افغان کررانی سلیم شاہ کے وقت سے بنگالہ پر بالاستقلال متصرف تھا جب اُسکا انتقال ہوا تو اُسکا
بڑا بیٹا بایزید چند روز باپ کا قائم مقام رہا مگر چونکہ امیرون کے ساتھ اُسنے بدسلوکیان کین اس سبب سے بعضے امیرون نے
اُسکو قتل کر ڈالا تب سلیمان کا چھوٹا بیٹا داؤد جو ولیعہد بھی تھا بادشاہی کا خطاب مقرر کرکے تخت نشین ہوا سلیمان
ہمیشہ بادشاہان دہلی کو عرضیان بھیجتا رہتا تھا اور دائرۂ اطاعت سے کبھی باہر نہوتا تھا داؤد نے یہ طریقہ بالکل
موقوف کر دیا یہ خبر اکبر کو قلعہ سورت مین پہونچی وہان سے خانخانان منعم خان کے نام جو اُن دنون جونپور مین تھا فرمان جاری ہوا
کہ داؤد کی تنبیہ واقعی کرکے بہار کو تسخیر کرے چنانچہ خانخانان ایک بڑا بھاری لشکر لیکر اُس طرف متوجہ ہوا اور دو لاکھ
روپیہ نقد اور بہت سے عمدہ تحفہ داؤد سے بطور پیشکش کے لیکر صلح کرکے واپس آیا اُن دنون داؤد حاجی پور مین تھا
چند روز کے بعد لودی اُسکا امیر الامرا جس سے تمام ملک کا انتظام متعلق تھا مخالف ہوکر رہتاس کے قلعہ مین استقلال
کا دم بھرنے لگا داؤد نے قتلو خان حاکم جگناتھ کے بہکانے سے بلطائف الحیل اُسکو گرفتار کیا اور سارا اُسکا مال و اسباب
ضبط کر لیا لودی نے اُس حال مین بھی کہ اُسکو اپنے مرنے کا یقین تھا نصیحت سے درگذر نہ کی اور کہا کہ اگرچہ مجھکو
یقین ہے کہ میرے قتل کے بعد تجکو بڑی پشیمانی ہوگی اور کچھ فائدہ نہوگا مگر مین ایک تدبیر بتاتا ہون اگر اُسپر عمل
کریگا تو بہتر ہوگا اور وہ یہ ہے کہ مین نے جو دو لاکھ روپیہ پر مغلون سے صلح کرا دی ہے اُسپر ہرگز اعتماد نہ کیجیو وہ ہرگز
فقط اتنے پر صبر نہ کرینگے اسلیے مناسب ہے کہ اول تو ہی پیشدستی کیجیو کیونکہ پہلی چوٹ کرنے والا ہمیشہ سیری ہوتا ہے
داؤد نے اُسکی باتون کو غرض آمیز سمجھکر کچھ خیال نہ کیا اور فوراً اُسکو قتل کر ڈالا یہ سنکر مغلون کی ہمت اور زیادہ بڑھی
خانخانان بہت سا لشکر لیکر دوبارہ پٹنہ اور حاجی پور کی طرف متوجہ ہوا اُس وقت داؤد کو لودی کی قدر ہوئی اور
اُسکے قتل سے بہت نادم ہوا مگر اب حسرت و افسوس سے کیا فائدہ تھا تب اُسنے پٹنہ کے قلعہ کی شکست و ریخت کی
مرمت کی اور لڑائی سے پہلے ہی قلعہ مین بند ہو گیا اور چونکہ اُمرا اُسکی بدسلوکیون سے ناراض تھے اِس سبب سے
سب متفرق ہو گئے اکبر نے اُس تاریخ کو کہ پہلے مذکور ہوئی مرزا یوسف خان کو لشکر کا سردار کرکے خشکی کے رستہ سے
روانہ کیا اور شہاب الدین احمد خان کو آگرہ کی حفاظت کے لیے چھوڑ کر خود دریا کے رستہ سے روانہ ہوا اُس وقت
مصنف صاحب نے یہ رباعی تصنیف کی تھی ؎ شاہنشہ دادگستر و دین پرور + جمشید جہان ستان محمد اکبر +
بنشست بہ وسے بحر چون اسکندر + ہم بحر بفرمان وی آمد ہم بر + بڑا شاہزادہ بھی اس سفر مین ہمراہ ہوا کشتیون کی
یہ کثرت تھی کہ دریا کا پانی بالکل نظر نہ آتا تھا ملاح وغیرہ جو اپنی زبانون مین گیت گاتے جاتے تھے وہ بھی بڑا اثر
دیتے تھے دن کو کشتیون مین بیٹھکر سیر و شکار کرتے ہوئے چلے جاتے تھے رات کو لنگر ہوتا تھا اور ہر طرح کی

علمی بحث اور شعر و شاعری کا تذکرہ رہتا تھا تئیسوین صفر کو الہ آباد مین جہان گنگا اور جمنا دونون آپسمین ملی ہین منزل
ہوئی ہنود و جو مذہب تناسخ کے قائل ہین دوسرے قالب مین اپنے مدعا حاصل ہونے کی امید پر اُسی جگہہ طرح
طرح کے عذابون سے اپنے آپ کو قتل کرتے تھے بعضے آرہ سے چیرتے تھے بعضے زبان کاٹ ڈالتے تھے بعضے
اونچے اونچے درختون پر چڑھ کر گنگا مین گر کر ڈوب مرتے تھے اکبر نے وہان بڑی عمارت بنوائی اور الہ آباد اُسکا نام
رکھا اس سے پہلے پیاگ اُسکا نام تھا بنارس سے شیر بیگ تواچی کو کشتی مین بٹھا کر خانخانان کے پاس روانہ کیا
دوسری ربیع الثانی کو موضع یحیی پور سے جو توابعات جونپور سے ہے اور گنگا اور گودی ندی اس مقام پر باہم
ملی ہین شاہزادہ اور اہل حرم اور صدر اور قاضیون کی کشتیون کو گودی ندی کے اوپر چڑھا کر جونپور کو روانہ کیا
خود بھی دو تین منزل اُس طرف گیا تھا مگر خانخانان کی استدعا کے بموجب واپس ہو کر پھر گنگا کے راستہ سے
روانہ ہوا اسی منزل مین یہ خبر پہنچی کہ سلطان محمود بکری نے انتقال کیا اور محب علی خان اُس تمام ملک پر
قابض ہو گیا چھٹی ماہ مذکور کو لشکر جو خشکی کے رستہ سے آیا تھا غازی پور مین اکبر سے مل گیا اسی منزل مین
اعتماد خان خواجہ سرائے خانخانان کے پاس سے آیا اور اُسنے سارا احوال خانخانان کے لشکر کا مفصل بیان
کیا اور یہ درخواست کی کہ بہت جلد اُس طرف کا قصد کرنا چاہیے ساتوین تاریخ کو سید میر کی اصفہانی جفر دان نے
جو خان زمان کی شکست کے بعد جونپور مین متوطن ہو گیا تھا جفر کے قواعد کے بموجب چند حرف نکالے اُنسے
یہ شعر مرکب ہوا ؎ بزودی اکبر از بخت ہمایون ٭ برد ملک از کف داؤد بیرون ٭ اتفاقاً یہی معاملہ واقع ہوا جب اکبر
وہان سے مراجعت کر کے پھر جونپور مین آیا تو سید مذکور پھر ملازمت مین حاضر ہوا اور پھر فال جفر کی دیکھی اُسمین
یہ شعر نکلا ؎ فتح دولت بناگاہ رسید ٭ سر داؤد بدرگاہ رسید ٭ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی اُس سے
ملاقات کی اور یہ علم سیکھنا چاہا اُسنے منظور کیا مگر یہ کہا کہ یہ علم اہل بیت سے مخصوص ہے اور کئی شرطین اور ہین
جن پر اسکا حصول موقوف ہے آخر معلوم ہوا کہ وہ شرط شیعہ مذہب کا اختیار کرنا تھی اور یہ بھی کھل گیا کہ فال
بھی مثل اور رمالون کے محض جعلی اور اختراعی ہے اور جس شخص کو کچھ قوت ذہن کی حاصل ہو وہ اپنی طبیعت سے
ایسی باتین نکال سکتا ہے چنانچہ مین نے بعد ازین بے اُسکے بتلائے اس فن کو حاصل کر لیا نوین ربیع الثانی
کو چوسا مین لشکر داخل ہوا اسی منزل مین خانخانان کی عرضی آئی اُسکا مضمون یہ تھا کہ عیسی خان نیازی
جو پٹھانون کا بڑا نامی اور بہادر سردار تھا بہت سے ہاتھی اور بیشمار لشکر ساتھ لیکر پٹنہ کے قلعہ سے نکل کر
مقابل ہوا اُسکو لشکر خان کے ایک غلام نے قتل کیا ہاشم خان برادر شہاب الدین احمد خان خانخانان سے کے

ساتھ تھا اور اسکا بیٹا محمد معصوم اکبر کے ساتھ تھا ہر روز ہاشم خان کی عرضیان جنمین وہان کی لڑائیون کا حال مندرج
ہوتا تھا محمد معصوم کے وسیلے سے پیش ہوتی تھین اس سبب سے ہر روز محمد معصوم کا تقرب بڑھتا جاتا تھا چنانچہ اکبر نے
انھین دنون مین اُسکو نیابت خان کا خطاب عنایت کیا مگر آخر کو اُسنے بڑی بغاوتین کی ہین اور اُسکی سزا انھین
پائی ہین چنانچہ انشاء اللہ تعالی آئندہ مذکور ہوگا دسوین جمادی الاول کو موضع رمنی مین جو توابعات بھوج پور کہنہ سے ہے
منزل ہوئی یہان سے اکبر نے قاسم علی خان بقال کو خانخانان کے پاس مشورہ پوچھنے کے لیے بھیجا چنانچہ وہ بہت
جلد واپس آیا اکبر نے اُس سے تمام وہان کے حالات دریافت کیے جب اُسنے یہ پوچھا کہ حسین خان اور اسکا
چھوٹا بھائی کوچک محمد خان جو خانخانان کی مدد کے لیے نامزد ہوئے تھے اُنکا کیا حال ہے چونکہ قاسم علی خان کو حسین خان سے
پہلا رنج تھا اس سبب سے اُسنے جواب دیا کہ کوچک خان البتہ خدمت مین مصروف ہے مگر حسین خان نواحی کانت و گولہ سے
لکھنؤ اور اودھ کے علاقہ مین پہونچا اور وہان بنجارون کو لوٹتا کھسوٹتا ہے یہ سُنکر اکبر کو حسین خان سے رنج ہوا
چنانچہ جب وہ اس مہم سے لوٹا تو اُسنے حسین خان کو کورنش کی اجازت نہ دی آخر حسین خان نے بادشاہی ملازمت سے
امید قطع کرکے شمالی پہاڑون مین ہندوون سے مقابلہ کیا اُس معرکہ مین زخمی ہوا اُسی حال مین آگرہ مین آکر انتقال کیا
چنانچہ یہ حال بھی مجملاً آئندہ مذکور ہوگا اسی مہینے کی سولھوین تاریخ کو قریب پنج پہاڑی کے جو پٹنہ سے قدیم کی پانچ گنبد
ہندوون کے بنائے ہوے ہین خانخانان کی منزل مین نزول واقع ہوا خانخانان نے مروارید کے طبق نوچھاور کیے اور
بہت سے عمدہ عمدہ تحفہ نذر سے گذرانے حاجی پور کے قلعہ سے پٹنہ کے قلعہ کو بہت مدد آتی تھی اکبر نے وہان سے غرابون مین
بٹھا کر تین ہزار سوار جرار مع سامان قلعہ گیری کے حاجی پور کے قلعہ کو روانہ کیے خان عالم کو اُس فوج کا سردار کیا اور راجہ
گجپتی کو جو بڑا بہادر تھا بڑی جمعیت کے ساتھ جو مور و ملخ سے بھی زیادہ تھی خان عالم کی مدد کے لیے متعین کیا ان دونون
فوجون نے حاجی پور کا ہر طرف سے خشکی اور تری مین محاصرہ کیا اور لڑائی شروع کی اکبر بھی لڑائی کا تماشا دیکھنے کے لیے
دریا کی طرف ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا لیکن چونکہ وہان سے حاجی پور دور بہت تھا اور دھوئین کی کثرت تھی اس سبب سے کچھ
نظر نہ آتا تھا تب اکبر نے شام کے وقت چند کارآزمودہ جوانون کو غرابون مین لڑائی کی مفصل خبر لانے کے لیے بھیجا اہل پٹنہ نے
اٹھارہ کشتیون مین جنگلی سپاہی بٹھا کر اُنکے مقابلہ کے لیے روانہ کیے تھوڑی سی لڑائی کے بعد یہ جماعت قلیل اکبر کی دریائی فوج پر
غالب آئی چنانچہ یہ لوگ خان عالم تک جا پہونچے اُس طرف سے فتح خان بارہہ نے بہت سے پٹھان ساتھ لیکر حملہ کیا
آخر قتل ہو گیا بڑی کشمکش کے بعد وہ قلعہ فتح ہوا اور بہت سے سردارون کے سر اکبر کے پاس روانہ کیے پھر وہ سر داؤد کے
سامنے پیش کیے گئے تاکہ اُسکی عبرت بڑھے مصنف صاحب نے یہ تاریخ لکھکر پیش کی ع چہرۂ شہ دین بہر کشاد پٹنہ

انداخت چو سایہ بر سوادِ پٹنہ * فی الحال رقم زد از پی تاریخش * منشی خرد فتح بلادِ پٹنہ ** دوسرے روز اکبر پنج پہاڑی پر
چڑھکر پٹنہ کے قلعہ کو بغور دیکھتا تھا اور اُسکے اطراف و جوانب کا ملاحظہ کرتا تھا اُس وقت قلعہ والون نے توپین مارنا
شروع کین حالانکہ وہ قلعہ وہان سے تین کوس پر تھا مگر برابر توپون کے گولے اکبر کے لشکر مین آتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ مین سید عبداللہ خان چوگان بیگی حاکم بیانہ اور بجونہ کے ڈیرہ مین تھا میرے سر کے اوپر کو بھی ایک گولہ گذر گیا اور چونکہ
میری کچھ دنون کی زندگی باقی تھی اس سبب سے جان بچ رہی اگرچہ داؤد کے پاس بیس ہزار سوار اور بہت سے ہاتھی اور توپخانہ
تو بہت تھا مگر حاجی پور کی فتح کے بعد اُسپر ایسی ہیبت چھا گئی کہ مقابلہ کی تاب نہ رہی اکیسوین تاریخ شب کے وقت کشتی مین
سوار ہو کر بنگالہ کا رستہ لیا سری ہری بندی بنگالی جسنے لودی کو قتل کرایا تھا اور بکرماجیت اُسکا خطاب تھا خزانہ کشتی مین رکھکر
لے بھاگا گوجر خان کرارانی نے جسکا رکن الدولہ خطاب تھا بہت سے ہاتھی ساتھ لیکر جنگل کی طرف رخ کیا بہت سے آدمی خراب
ہو کر دریا مین ڈوبکر مر گئے کچھ قلعہ کی فصیل اور برج پر سے خندق مین گر کر مر گئے کچھ لوگ اُس کشاکش مین ہاتھیون کے
پانون کے نیچے کچل گئے پن پن ندی کے پل پر سے گوجر خان نے سب ہاتھیون کو اُتارا اُس ہجوم مین وہ پل ٹوٹ گیا اور
بہت سے سردار اپنے ہتھیار اور اسباب پھینک کر اُس دریا مین ڈوب گئے آخر شب مین داؤد کے بھاگ جانے کی خبر ملی
تب اکبر شہر پٹنہ مین داخل ہوا پانچ ہاتھی وہان غنیمت مین ہاتھ آئے یہ مصرع اُس فتح کی تاریخ ہوئی ع کہ ملک سلیمان زِ داؤد رفت
اکبر نے خانخانان کو پٹنہ کی حراست کے لیے چھوڑا اور بذات خود گوجر خان جو داؤد کے سارے ہاتھی اپنے ساتھ
لیے جاتا تھا تعاقب کیا اور پن پن کو اُتر کر دریاپور مین جو پٹنہ سے چھبیس کوس گنگا کے کنارہ پر ہے پہونچا وہان چار سو
ہاتھی نامی ہاتھ آئے گوجر خان بھاگ نکلا شہباز خان میر بخشی اور مجنون خان اُسکے تعاقب مین دریاپور سے سات کوس تک
جا کر لوٹ آئے انھون نے عرض کیا کہ گوجر خان پل بھونڈ ندی سے اُتر گیا اور اکثر آدمی اُسکے دریا مین ڈوب گئے اکیسوین
ماہ مذکور کو خانخانان دریا کے رستہ سے دریاپور مین آیا اور سب کشتیان اپنے ہمراہ لایا چند روز وہان مقام ہوا دس ہزار سوار
اکبر نے اور خانخانان کے ہمراہ کیے اور اُس لشکر کی کچھ تنخواہ کا بھی اضافہ کیا اور تمام بنگالہ کی سرداری خانخانان کو حوالہ کی بعد
وہان سے لوٹ کر اکبر غیاث پور مین جو گنگا کے کنارہ ہے داخل ہوا دوسری جمادی الاول سنہ مذکور کو میرزا یوسف خان
کو لشکر کی سرداری عنایت کی اور مظفر خان کو فرحت خان کے ساتھ قلعہ رہتاس کی تسخیر کے لیے نامزد کیا
تاکہ اُس قلعہ کو فتح کر کے وہان کی حراست فرحت خان کو حوالہ کرے اور خود درگاہ مین حاضر ہو اسی مہینہ کی تیسری تاریخ کو پٹنہ مین
آکر اکبر نے تمام وہان کے مہمات کا انتظام کیا اور تمام وہان کی عمارتین نظر اجمالی دیکھین وہان کے عجائبات مین سے
ایک یہ تھا کہ وہان چھپر کے مکان تیس تیس ہزار اور چالیس چالیس ہزار روپیہ کی تیاری کے تیار ہوتے تھے وہان سے

کوچ کرکے اِسی مہینہ کی چھٹی تاریخ کو اکبر جونپور مین پہونچا اور جونپور اور بنارس کو خالصہ مین داخل کیا اور اُسکا انتظام میر ابو
رضوی اور شیخ ابراہیم سیکری والا کو سپرد کیا نوین جمادی الثانی کو جونپور سے دہلی کا قصد کیا موضع خانپور مین منزل
ہوئی اِسی قصبہ مین قاضی نظام بدخشی جو بدخشان اور ما وراءالنہر کے بڑے عالمون سے تھا اور تصوف مین بھی اُسکو بڑا
دخل تھا مع فیروزہ کابلی کے جو مرزا محمد حکیم کے خانزادون مین سے اور سواے طالب علمی کے کسی قدر فن موسیقی مین
مہارت رکھتا تھا ملازمت مین حاضر ہوا۔ داناے بدخشی۔ اُسکے آنے کی تاریخ ہوئی اکبر نے پانچ ہزار روپیہ نقد اور
ایک شمشیر مرصع قاضی نظام کو انعام مین عنایت کی رفتہ رفتہ چند روز مین اُسکو قاضی خان کا خطاب عنایت کیا
اور اُسکے بعد غازی خان کے خطاب سے مخاطب ہوکر سہ ہزاری کے منصب سے سرفراز ہوا فیروزہ اگرچہ
جوہر مین زیادہ تھا مگر روز بروز اُسکے مرتبہ کو تنزل ہوتا گیا اسی منزل مین خانخانان کی عرضی آئی اُسکا مضمون یہ تھا
کہ داؤد پٹنہ سے بھاگ کر گرہی مین گیا اور اُس قلعہ کا استحکام کرکے اپنے معتبرون کے حوالہ کیا اور وہان سے خود
ٹانڈہ کی طرف چلا گیا جب بادشاہی فوج وہان پہونچی تو اُس جماعت پر رعب غالب آیا اور اُس قلعہ کو بڑے لڑے
بھڑے خالی کرکے چلے گئے ماہ جمادی الثانی مین شیرگڈھ عرف قنوج مین اکبر نے مصنف صاحب سے مخاطب
ہوکر حکم دیا کہ کتاب سنگھاسن بتیسی کو جسمین بتیس حکایتین ہین راجہ بکرماجیت حاکم مالوہ کے احوال سے آخر تک طوطی نامہ کی
طرح ترجمہ کرکے نظم و نثر سے مرتب کرو اور آج ہی کا ترجمہ شروع کرکے ایک ورق پیش کرو اور ایک برہمن کو مقرر
کیا تاکہ اُسکا مطلب مصنف صاحب کو سمجھا دیا کرے چنانچہ مصنف صاحب نے اسی روز ایک ورق شروع حکایت کا
ترجمہ کرکے نظر سے گذرانا اکبر نے اُسکو پسند کرکے بہت تعریف کی جب وہ کتاب تمام ہوگئی تو نامہ خرد افزا اُسکا تاریخی
نام رکھا اور اکبر نے اُسکو قبول کرکے اپنے کتب خانہ مین داخل کیا جب کراولی مین منزل ہوئی تو خواجہ عبد الشہید
رحمۃ اللہ علیہ سمرقند کے سفر کا ارادہ کرکے رخصت کے واسطے حاضر ہوے اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی مشت استخوان
کو اُسی ملک مین پہونچا دون بعد ازان اُنھون نے اکبر کی کمر مین اپنے ہاتھ سے تلوار باندھ کر دوبارہ مرزا شرف الدین حسین کے
چھڑانے کا التماس کیا مگر اکبر نے نہ مانا تب اُنھون نے بہت رنجیدہ ہوکر فرمایا کہ مین اور کیا کہون یہ حرکت اِس ملک
ملک کو بہت مضر ہے مین نے خدا سے یہی درخواست کی ہے کہ تمھاری نعمت ایمان سلب کرلے بعد ازان وہ رخصت ہوے
جب سمرقند مین پہونچے فوراً انتقال ہوگیا بیسوین جمادی الثانی کو قصبہ سکندرپور مین منزل تھی وہان خبر آئی کہ داؤد
ٹانڈہ کو بھی چھوڑ کر اڑیسہ کی طرف چلا گیا اور بے لڑے بھڑے خانخانان نے اُس ملک پر بھی قبضہ کر لیا جب آگرہ مین
منزل ہوئی تو وہان سے اکبر نے دہلی کی طرف قصد کیا اور رجب کی چاند رات کے روز وہان داخل ہوا چند روز

وہان زیارتون مین مشغول رہا انھین دنون مین حسین خان پٹیالی اور بھونگانون کے قریب بقصد ملازمت آیا تھا
اکبر نے اُسکو کورنش کی اجازت نہ دی اور شہباز خان میر بخشی کو حکم دیا کہ حسین خان کو اُس طناب سے جو
دولتخانہ کے گرد کھچی ہوئی ہے باہر کردے اُسوقت حسین خان نے فقیری اختیار کی اور جسقدر ہاتھی اور گھوڑے اور
اونٹ اور سازِ سپہ گری کا اسباب اُسکے پاس موجود تھا سب فقیرون اور مستحقون اور ہمایون کے مقبرہ کے
مجاورون اور مدرسون اور خانقاہون مین صرف کر دیا اور خود بالکل قلّاش ہوگیا جب اکبر نے یہ حال سُنا تو پھر
اُسکو حسین خان پر رحم آیا اور حکم دیا کہ پرگنہ کانٹ اور گولہ اور پٹیالی وغیرہ کا جو ایک کرور بیس لاکھ روپیہ کی جاگیر تھی
ایک فصل تک بدستورِ سابق پھر اُسکے قبضہ مین رہے اور کوئی کروری وہان دخل نہ کرنے پاوے اور جب وہان
کچھ سوار بھرتی کریگا تو اور کوئی جاگیر اُسکے لائق تجویز ہوجاویگی حسین خان کے اخراجات اور سخاوت اس درجہ کو
بڑھی ہوئی تھی کہ اسمین دس سوار نوکر رکھنے کی بھی گنجایش نہ تھی مگر بضرورت دفع الوقت کے واسطے اپنی جاگیر کو
گیا اور وہان کچھ سامان درست کرکے کوہ شمالی کی تسخیر پر متوجہ ہوا ابتداے شعبان مین اکبر دہلی سے اجمیر کی طرف
متوجہ ہوا جب نارنول مین منزل ہوئی تو حسن قلی خان خان جہان کی تہنیت کے لیے آیا انھین دنون مین
خان اعظم بھی احمد آباد سے جلد جلد کوچ کرکے ملازمت مین حاضر ہوا بعد ازان اکبر وہان سے کوچ کرکے شروع ماہ
رمضان المبارک مین اجمیر کے قریب پہونچا اور سات کوس سے پیادہ پا جاکر اُس مزار پُر انوار کی زیارت سے
مشرف ہوا اور ایک جوڑی نقارہ داؤد کی جو اکبر نے اُس درگاہ کے نقارخانہ کی نذر کے لیے رکھی تھی وہان
داخل کی اور بدستورِ سابق ہر روز اُس روضۂ منورہ کی زیارت کے لیے جاتا تھا اور راتون کو وہان فقرا اور علما
اور صلحا سے صحبت رکھتا تھا وجد و سماع کی مجلسین منعقد ہوا کرتی تھین اور جو جو لوگ فن موسیقی مین بڑے
کامل تھے وہ وہان گایا کرتے تھے اور اُنکو بہت سے انعامات عطا ہوا کرتے تھے وہین سے اکبر نے طیب خان
ولد محمد طاہر خان میر فراغت حاکم دہلی کو بہت بہادر سپاہیون کے ساتھ چندرسین ولد مالدیو کی تنبیہ کے لیے
جو نواحی جودھپور اور سیوانہ مین مسلمانون کو لوٹتا کھسوٹتا تھا نامزد کیا جب یہ فوج وہان پہونچی تو چندرسین کسی
بن مین جہان درخت بڑی کثرت سے تھے بھاگ گیا وسط ماہ رمضان المبارک مین اکبر نے خان اعظم کو گجرات کی
طرف رخصت کیا اور خود متواتر کوچ کرتا ہوا آخر ماہ مذکور مین فتح پور مین آیا اسی سال مین اکبر نے شاہ قلی خان محرم اور جلال خان
قورچی وغیرہ بہت سے امیرون کو قلعہ سیوانہ کی تسخیر کے لیے جو مالدیو کے پوتون کے قبضہ مین تھا روانہ کیا وہان کی
لڑائی مین جلال خان جسکے مزاج مین ظرافت بہت تھی اور اسی وجہ سے اکبر کے مزاج مین اُسکو بہت دخل ہوا تھا

شہید ہوا بعد ازان شہباز خان کنبو نے جاکر چند روز مین اُس قلعہ کو فتح کیا اسی سال مین اکبر نے میر گیسو بکاول کو قلعہ کی
طرف روانہ کیا تاکہ اُس قلعہ کا بندوبست کرے اور سلطان محمود بکری کے مال کی تحقیقات کرے اسی سال مین
گجرات مین بڑی وبا آئی اور قحط بھی اس شدت کا ہوا کہ ایک من جوار ایک سو بیس ٹنکہ کو ملتی تھی ان مصیبتون مین بہت
خلق تباہ ہوئی اسی سال مین خواجہ امینا نے جسکا خواجہ جہان خطاب تھا پٹنہ سے لشکر کے لوٹتے وقت لکھنو مین انتقال
کیا جس زمانہ مین اُسکا مرتبہ بڑے عروج پر تھا اُنھین دنون مین صبوحی شاعر نے اُسکے باب مین یہ رباعی لکھی تھی
بر اہل نہر سد سکندر دیست ✤ یاجوج گرہ گویند صف لشکر تست ✤ دور تو آثار قیامت پیدا است ✤ دجال توئی خواجہ امینا
خر تست ✤ اگرچہ خواجہ امینا اپنی ذات سے نہایت بخیل تھا یہان تک کہ رات کا پکا ہوا کھانا باسی صبح کو کھایا کرتا تھا
لیکن لوگون کی حاجت روائیون مین بے نظیر تھا جب اُسکو کسی کی پرورش منظور ہوتی تھی تو کسی قدر روپیہ اُس سے
بطور رشوت کے لیتا تھا بعد ازان اکبر سے اُسکی تقریب کر کے جاگیر اور نقارہ اور منصب و خطاب دلوا دیتا تھا اور تمام خراسان
اور عراق اور ماوراء النہر کے علما خواجہ امینا کے پاس آتے تھے اور وہ اُنکو بادشاہ سے بہت سا روپیہ لا دیا کرتا تھا اور اُسکی
سعی سے اور امرا بھی بہت کچھ دیا کرتے تھے چنانچہ حافظ تاشکندی شاگرد ملا عصام الدین ابراہیم اسفراینی کو جو عربیت
مین بڑے کامل تھے اور سورۂ محمد پر اُنھون نے ایک تفسیر لکھی ہے اُس سے اُنکے علم کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے خواجہ مذکور نے
تین چالیس ہزار روپیہ اکبر سے اور اور اُمرا سے دلوا دیے چنانچہ وہ بڑے سامان سے منعم خان خانخانان کے پاس گئے
اور پھر بڑے زردار ہو کر سنہ ۹۷۰ نو سو ستتر مین سفر حج کو تشریف لے گئے اور وہان سے اپنے وطن مین جاکر انتقال کیا
اُس زمانہ کے مضحکات مین سے ایک یہ ہے کہ حاجی ابراہیم سرہندی اکبر کی مجلس مین علما سے بحث مین بہت سا
مکابرہ اور مجادلہ کیا کرتا تھا اور طرح طرح کے مغالطہ دیا کرتا تھا جب حافظ مذکور نے تفسیر اپنی اکبر کے حضور مین پیش کی
تو حاجی ابراہیم نے میرزا مفلس سے جو علوم عقلیہ مین بڑا کامل تھا پوچھا کہ موسیٰ کیا صیغہ ہے اور کس کلمہ سے مشتق ہے اتفاقاً
اُس وقت مرزا مذکور سے جواب مناسب نہ دیا گیا اس وجہ سے عوام کو یقین ہو گیا کہ حاجی ابراہیم علم مین سب پر غالب ہے مگر یہ امر
بڑی بے انصافی کا تھا لوگون نے قاضی زادہ لشکر سے جو متھرا کا قاضی تھا پوچھا کہ تم بحث مین کیون نہین شریک
ہوا کرتے اُنھون نے جواب دیا کہ اگر حاجی ابراہیم نے مجھسے عیسیٰ کا صیغہ پوچھا تو مین کیا جواب دونگا یہ لطیفہ اُسنے نہایت
بلیغ کہا اسی سال مین اکبر کو آبادی ملک اور ترقی زراعت کی طرف زیادہ توجہ ہوئی تمام رقبہ پرگنات کا خشکی اور تری
اور شہر اور جنگل اور پہاڑ اور دریا کو پیمایش کیا اور اسقدر زمین کو جسکے مزروعہ ہونے کے بعد ایک کروڑ ٹنکہ محاصل کا حاصل ہو
ہر عامل کے اُسپر ایک کروری مقرر کیا اور اُسکو یہ تاکید کی کہ تین برس کے عرصہ مین تمام زمین غیر مزروعہ کو مزروعہ کردے

اور ہر ایک کروری سے اُسکے علاقہ کی محاصل کی ضمانت لی اول فتح پور سے پیمایش شروع ہوئی ایک کروڑ اول کا
آدم پور اور دوسرے کا شیث پور اور ایوب پور پیغمبرون کے نام کی ترتیب سے نام رکھے یہ سارے معاملات رفاہیت رعایا کے
لیے مقرر کیے تھے مگر معاملہ برعکس ہوگیا یعنی تمام ولایت کروریون کے ظلم سے ویران ہوگئی اور سب لوگ اپنے جورو بچہ
بیچکر اِدھر اُدھر بھاگ گئے اور زرجمع کے وصول مین بڑی دقت ہونے لگی راجہ ٹوڈرمل نے کروریون سے بڑی سختی سے
محاسبہ لیا چنانچہ بڑے عمدہ عمدہ آدمیون پر حساب کے وقت بہت سی مار پڑی اور شکنجہ مین کھینچے گئے اور کچھ لوگ
دیوانخانہ کچہری مین قید ہوگئے اور اُنپر یہ شدتین ہوئین کہ سب اُسی مصیبت مین مرگئے آخر اُنکو گور و کفن بھی
نہ ملا اور چونکہ تمام ملک سوائے بعضے پرگنون کے جو خالصہ مقرر کیے گئے تھے امیرون کی جاگیرون مین تقسیم تھا اور امرا
فسق و فجور اور طرح طرح کے اسرافات بیجا مین بہت سا روپیہ صرف کرتے تھے سپاہ نوکر رکھنے کی گنجایش نہوتی تھی
جب کبھی لڑائی کا موقع ہوتا تھا چند غلام اور شاگرد پیشہ ساتھ لیکر معرکہ مین حاضر ہوجاتے تھے سپاہی کارآزمودہ کہین
میسر آتا تھا اسلیے شہباز خان نے جو میر بخشی تھا رسم داغ و محلہ کی جو ضابطہ سلطان علاء الدین خلجی کا ہے اور بعد ازان
شیرشاہ کے زمانہ مین بھی یہی طریقہ جاری رہا از سر نو جاری کیا کہ اول اُمرا کو منصب بیستی کا عنایت ہو جب وہ موافق
اپنے منصب کے بیس سوار بھرتی کرکے ملاحظہ سے گذرانے اور اُسکی لیاقت کے موافق اور زیادہ ترقی منظور ہو
تو اُسوقت اُسکو منصب صدی عنایت ہو تب اُسپر لازم ہوگا کہ سپاہی اور گھوڑا اور اونٹ اور ہاتھی وغیرہ سب
سامان موافق اپنے مرتبہ کے بہم پہنچا دے جب یہ سب سامان اُسکے پاس خاطرخواہ مہیا ہوجاوے تب منصب ہزاری
اور دو ہزاری کا پنجہزاری تک درست ہو اور اگر وہ موافق اپنے منصب کے سامان مہیا نہ کرے تو پھر اُسکا تنزل
کردیا جاوے جب یہ ضابطے مقرر ہوے تب امیرون نے یہ تدبیر شروع کی کہ منصب لینے کے لیے اپنے غلامون اور چند
بارگیرون کو سپاہیون کا لباس پہنا کر پیش کر دیتے تھے اور جب خاطرخواہ جاگیر لے لیتے تھے تو بارگیرون کو رخصت
کرتے تھے جب پھر ضرورت ہوتی تھی تو پھر کچھ بھیڑ بھاڑ اکٹھی کر لیتے تھے غرض بیچارے سپاہیون کی کسی طرح قدر
نہ ہوئی دُھنیے اور جولاہے اور بڑھئی اور بنیے گھوڑا اور سامان کرایہ کا لا کر منصب پاتے تھے اور کروری یا احدی
یا داخلی وغیرہ ہوجاتے تھے بعد ازان اُس گھوڑے اور سامان کا پتا نہ ہوتا تھا اکثر اکبر نے دیوانخانہ خاص مین اپنے
سامنے سپاہیون کو مع تمام سامان اور لباس کے ہاتھ پانون باندھ کر ترازو مین وزن کرایا ہے بعد ازان معلوم
ہوا ہے کہ وہ سب سامان اُسکا کرایہ کا ہوتا تھا خود اکبر اپنی زبان سے کہا کرتا تھا کہ ہم ان سب لوگون کا حال
بخوبی جانتے ہین اور عمداً اُنکے ساتھ سلوک کرتے ہین بعد چند روز کے اکبر نے احدی دو اسپہ اور یک اسپہ

بلکہ نیم اسپہ بھی مقرر کیے کہ دو دو سوارون مین ایک گھوڑا مقرر ہوا چھ روپیہ ماہواری جو گھوڑے کے خرچ کی ہوتی تھی اُن تین
فی کس تین تین روپیہ پڑ گئے مگر با اینہمہ اکبر کا اقبال ایسا تھا کہ جہان کہین غنیم تھے سب نیست نابود ہو گئے چندان
سپاہیون کی احتیاج نہ رہی اسی سال مین اکبر نے منعم خان خانخانان اور راجہ ٹوڈرمل کو داؤد کے تعاقب مین
اوڑیسہ کی طرف اور مجنون خان قاقشال کو گھوڑا گھاٹ کی طرف بھیجا خانخانان اور منعم خان نے گنگ بنارس کا
قصد کیا اسلیے کہ داؤد نے ٹانڈہ سے بھاگ کر وہان کے قلعہ مین پناہ لی تھی اور مجنون خان نے اول گھوڑا گھاٹ مین
سلیمان منگلی وہان کے جاگیردار سے جو بڑا بہادر تھا اور جمعیت بھی اُسکے پاس حد سے زیادہ تھی مقابلہ کیا بہت سی لڑائی کے
بعد سلیمان قتل ہوا اور اسقدر مال غنیمت قاقشالون کے ہاتھ آیا کہ اُسکا اُٹھانا دشوار ہوا تمام اہل و عیال پٹھانون کے قید
ہو گئے مجنون خان نے سلیمان منگلی کی دختر سے اپنے بیٹے جباری کا نکاح کیا دوبارہ مجنون خان کے جلال الدین سور کی
اولاد سے جو ایک زمانہ مین اُس ملک مین صاحب سکہ و خطبہ ہو گیا ہے حدود گھوڑا گھاٹ مین لڑائی ہوئی تمام
زمیندار اُس ملک کے مخالفون سے متفق ہو گئے چنانچہ کچھ لڑائی کے بعد مجنون خان کو شکست ہوئی مخالفون نے
ٹانڈہ کی حد تک اُسکا تعاقب کیا بعد ازان قلعہ گور پر قبضہ کر لیا معین الدین احمد خان فرنخودی اور مجنون خان نے
ٹانڈہ کی حراست کی اور خانخانان کی فتح کے منتظر تھے آخر چند روز کے بعد یہ خبر آئی کہ داؤد خانخانان کے مقابلہ سے
بھاگ گیا اور خانخانان مظفر اور منصور ہو کر اب اس ملک کی طرف متوجہ ہوا ہے یہ خبر سُنتے ہی سب پٹھان جنگلون مین بھاگ
گئے راجہ ٹوڈرمل محمد قلی خان برلاس اور محمد قلی خان توقبائی اور مظفر مغول کو ساتھ لیکر داؤد کے تعاقب مین متواتر
کوچ کرتا ہوا گوالپاڑہ کی حد تک جو بنگالہ کے متعلقات مین سے ہے پہونچا داؤد نے وہان سے دس کوس آگے
ریٹن کساری نامے ایک مقام مین بہت سی جمعیت اکٹھی کی اور دہرپور کے قلعہ مین اُسنے پناہ لی اسی اثنا مین
داؤد کا چچازاد بھائی جنید جو جرأت اور شجاعت مین مشہور تھا اور پہلے اکبر کی خدمت مین بھی رہ چکا تھا اور بعد ازان
آگرہ سے بھاگ کر گجرات کو گیا تھا اور پھر گجرات سے بنگالہ کو بھاگ کر چاہتا تھا کہ حوالی ریٹن کساری مین داؤد سے
جا ملے راجہ ٹوڈرمل نے مرزا ابوالقاسم گوسالہ کو جسکا نمکین لقب ہے نظیر بہادر کے ساتھ اُسکے مقابلہ کے لیے بھیجا
یہ دونون شکست کھا کر راجہ کے پاس بھاگ آئے تب راجہ خود اُسکے مقابلہ کے لیے گیا اُسوقت جنید نے
مقابلہ سے بھاگ کر جنگل مین پناہ لی اور وہان سے مدن پور مین جا کر چند روز توقف کیا اُسی مقام پر
محمد قلی خان برلاس نے بیمار ہو کر انتقال کیا اسی وجہ سے بادشاہی لشکر مین بڑا فتور پڑ گیا سب لوگ مدنی پور سے
لوٹ کر مداران مین آئے وہان سے قیا خان گنگ بے سبب رنجیدہ ہو کر ایک جنگل کو چلا گیا راجہ ٹوڈرمل نے

یہ ساری کیفیت خانخانان کو لکھی تب خانخانان نے شاہم خان جلایر اور لشکر خان بخشی کو جسے عسکر خان ولد بعدازان
استر خان بھی کہنے لگے تھے اور سوا اُنکے اور امیرون کو راجہ کی مدد کے لیے بھیجا چنانچہ یہ لوگ بردوان مین آ کے راجہ سے
جا ملے راجہ امیرون کو اسی منزل مین چھوڑ کر تنہا قتبا خان کے پاس گیا اور اُسکی تسلی اور دلاسا کرکے لوٹا لایا پھر
وہان سے کوچ کرکے مداران کے راستہ سے جھورن مین گئے بر چین مین یہ خبر آئی کہ داؤد نے اپنے اہل و عیال کو
کٹاک بنارس مین چھوڑ دیا اور خود لڑائی کا سامان تیار کر رہا ہے یہ سنکر خانخانان بھی راجہ سے جا ملا پٹھانون نے
اپنے لشکر کے گرد خندق کھود کر قلعہ سا بنا لیا بیسوین ذی قعدہ ۹۸۲ھ نوسو بیاسی کو نواحی بجھورہ مین بڑی بھاری لڑائی
ہوئی شروع لڑائی مین داؤد کے ہاتھیون نے جو بڑے مست تھے خانخانان کے لشکر پر حملہ کیا اسوقت خانخانان نے حکم دیا
کہ زنبورکین اور توپین جو گاڑیون پر رکھی ہوئی تھین صفون کے آگے چھوڑنا شروع کرین چنانچہ اُنکے چھوڑتے ہی ہاتھی
روگردان ہوے اور بہت سے پٹھان گولیون کی ضرب سے مارے گئے اسی اثنا مین گوجر خان نے جو داؤد کے
لشکر کا ہراول تھا خان عالم اور خواجہ عبداللہ اور کپک خان اور سید عبداللہ چگان بیگی اور مرزا علی عالم شاہی پر جو خانخانان کے
لشکر کے ہراول تھے حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ مین اُنکو پسپا کرکے قتبا خان گنگ کے لشکر تک ہٹا دیا اس معرکہ مین خان عالم
بڑی بہادری کرکے مارا گیا اور اُسکی فوج نے درہم برہم ہوکر اس غول مین جہان خانخانان مع اور امیرون کے تھا
پناہ لی تھوڑی دیر کے بعد خانخانان کی فوج مین بھی تزلزل پڑا ہرچند خانخانان نے بندوبست کیا مگر لوگون کے
پانون اکھڑ گئے تھے کچھ انتظام نہو سکا یکایک گوجر خان حملہ کرکے خانخانان تک جا پہونچا اُسوقت خانخانان کے پاس
تلوار بھی نہ تھی گوجر خان تلوارین مارتا تھا اور خانخانان اُسکے جواب مین کوڑے مارتا تھا اسی حال مین خانخانان کے گھوڑے نے
ہاتھیون سے ڈرکر سرکشی شروع کی اُسوقت خانخانان معرکہ مین قائم نہ رہ سکا اور بھاگے ہوے آدمیون کو جمع کرنے کے
بہانہ سے کئی کوس تک بھاگا پٹھانون نے بہت دور تک اُسکا تعاقب کیا پھر قتبا خان گنگ وغیرہ کئی امیرون نے
پٹھانون کی فوج پر تیرون کا مینہ برسا دیا آخر یہ نوبت پہونچی کہ فریقین مین حرکت کی بھی توش نہ رہی گوجر خان جو
خانخانان کے تعاقب مین گھوڑا بھگائے ہوئے چلا جاتا تھا ناگہان اُسکے ایک ایسا تیر لگا کہ جسکے صدمہ سے
گھوڑے پر سے گر کر مر گیا یہ حال دیکھکر اُسکے لشکر والے بدحواس ہوکر بھاگے اور بھاگتے وقت بہت سے
مارے گئے جب خانخانان نے گوجر خان کے مارے جانے کی خبر سنی تو اسنے گھوڑا پھیر کر پھر میدان کا قصد کیا
اور مخالفون پر تیرون کی بوچھار کی راجہ ٹوڈرمل اور لشکر خان وغیرہ نے جو بادشاہی لشکر کی میمنہ فوج مین تھے
غنیم کی میسرہ فوج پر جسکا سردار اسمعیل خان آبدار ملقب بہ خانخانان تھا حملہ کیا اسی طرح شاہم خان

جلایر اور پاینده محمد خان مغل وغیره اور سرداروں نے جو بادشاہی فوج کی میسره فوج مین تھے پٹھانون کی میمنہ فوج پر جسکا سردار خان جہان حاکم اُوڑیسہ تھا یورش کی اور ہر طرف سے مخالفون کو بھگا کر اُس غول پر جہان داؤد تھا جا پڑے تب اُس غول مین بھی پریشانی پڑی تمام جنگی ہاتھی تیرون کے زخمون سے چور چور ہو گئے جب داؤد نے دور سے خانخانان کے لشکر کا علم دیکھا اور گوجر خان کے مارے جانے کی خبر سُنی بدحواس ہو کر میدان سے بھاگا تمام اُسکے بڑے بڑے نامی ہاتھی برباد ہو گئے خانخانان نے اُس منزل مین چند روز توقف کر کے اپنے اور تمام فوج کے زخمیون کا علاج کیا لشکر خان کے زخم بہت کاری آئے تھے اُنکے صدمہ سے مر گیا داؤد وہان سے بھاگ کر کٹک بنارس مین گیا خانخانان نے اُس منزل سے راجہ کو شاہم خان جلایر اور قیا خان اور سید عبد اللہ خان اور محمد قلی خان توقبائی اور سعید خان بخشی کے ساتھ داؤد کے تعاقب مین روانہ کیا اور اقرار کیا کہ مین زخمیون کی صحت کے بعد تُم سے آ کر ملتا ہون جب یہ فوج کلکل گھاٹی مین پہونچی داؤد نے کٹک بنارس کے قلعہ کو مستحکم کیا اور سب پٹھانون نے مرنے پر آمادہ ہو کر پھر لڑائی پر کمر باندھی خانخانان بھی یہ خبر سُنکر کٹک بنارس مین پہونچا مہندری ندی کے کنارہ منزل کی اور وہان سے صلح کی گفتگو شروع کی دو روز تک اسی بحث مین ردوبدل رہا آخر بعد اُسکے یہ قرار پایا کہ داؤد خانخانان سے آ کر ملاقات کرے اور صلح کے عہد و پیمان کے بعد بہت سا ملک بنگالہ کا داؤد کے پاس چھوڑ دیا جاوے چنانچہ ایک روز مقرر کر کے خانخانان نے بہت سے جلوس اور سامان سے اپنی مجلس کو آراستہ کیا اور جشن بادشاہانہ ترتیب دیا ہر امیر نے اپنے اپنے منصب پر وضع مناسب کے ساتھ قیام کیا تمام فوج سراپردہ کے دروازہ پر بڑی شان و شوکت سے دو رویہ صفین باندھ کر کھڑی ہوئی اُس طرف سے داؤد بھی بڑے تجمل کے ساتھ سب پٹھانون کے سردارون کو ساتھ لیکر آیا اور دیوانخانہ کی طرف متوجہ ہوا خانخانان بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ وسط سراپردہ تک تعظیم کے لیے آیا داؤد نے ملتے وقت تلوار اپنی کمر سے کھول کر خانخانان کے سامنے رکھدی اور کہا کہ جب تُمسے عزیزون کو زخم اور آزار پہونچے تو مین اپنی سپاہی گری سے بیزار ہون خانخانان نے وہ تلوار اُٹھا کر ایک اپنے خدمتگار کے حوالہ کی اور داؤد کا ہاتھ پکڑ کر اپنے تکیہ کے پہلو مین بٹھایا اور بڑی نوازشون کے ساتھ مشفقانہ اُس سے گفتگو کی پھر دسترخوان سامنے آیا خانخانان عمدہ عمدہ کھانے بڑے اصرارون سے داؤد کو کھلاتا تھا اس جلسہ سے فارغ ہونے کے بعد صلح کی گفتگو مین شروع ہوئین اور ایک عہدنامہ لکھا گیا خانخانان نے ایک تلوار جسکا سب سامان مرصع تھا اپنی سرکار سے منگا کر داؤد کی کمر پر باندھی اور کہا کہ آ تُمنے طریقہ دولتخواہی اختیار کیا ہی تو یہ تلوار بادشاہ کی طرف سے تمکو دیجاتی ہی ولایت بنگالہ کی نسبت جیسا مین التماس کرونگا ویسا ہی فرمان تمھارے نام آجائیگا اور بہت سے تحفہ عمدہ عمدہ داؤد کو دیکر رخصت کیا وہ جلسہ بڑی شگفتگی سے

تمام ہوا سعین ماہ صفر ۹۸۳ھ نو سو تراسی کو خانخانان ٹانڈہ مین آیا اور وہان سے بذریعہ عرضی کے سارا ماجرا اکبر کے حضور مین
عرض کیا اکبر نے حسب استدعاے اسکے ایک فرمان مع خلعت فاخرہ اور شمشیر مرصع اور گھوڑے مع زین و لگام کے
بھیجا اور مہم بنگالہ کا تصفیہ بالکل اسکی راے پر چھوڑ دیا اسی سال کی سولھوین جمادی الثانی کو میان شیخ داؤد
جہنی وال نے انتقال کیا اور "شیخ داؤد ولی" انکی وفات کی تاریخ ہوئی اور مصنف صاحب نے "کمالات دستگاہ داؤد" تاریخ نکالی
ذیقعدہ ۹۸۲ھ نو سو بیاسی مین جب اکبر فتح پور سے لوٹ کر آیا تو اسنے فتح پور مین خانقاہ جدید کے نزدیک ایک عبادت خانہ جسمین
چار ایوان تھے بنوایا انھین دنون مین شیخ ابو الفضل ابن شیخ مبارک ناگوری نے جسکو علامی کہتے ہین اور بسیار افساد بدینی کا
اس زمانہ مین اُسی نے برپا کیا تھا اکبر کی ملازمت حاصل کی اور ایک تفسیر آیۃ الکرسی کی جسمین نکات قرآنی بہت درج تھے اور
مشہور ہے کہ اُسکے والد کی تصنیف تھی پیش کی اکبر نے اسکو بہت پسند کیا اور "تفسیر اکبری" اُسکی تاریخ ہوئی اکبر کو یہ شخص سب
مولویون کی سرکوبی کے لیے جو نخوت و تکبر مین فرعون سے بڑھ کر دماغ رکھتے تھے خوب خاطر خواہ مل گیا ابو الفضل کو سارے علما سے
اسوجہ سے زیادہ مخالفت تھی کہ جب اکبر کے دربار مین اہل بدعت کی بہت سی دار و گیر ہوئی اور اکثر اس قسم کے لوگ قتل
ہونے لگے تو سب علما نے مثل میر حبشی اور شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک وغیرہ کے متفق اللفظ یہ بیان کیا کہ شیخ مبارک
مہدوی بھی اہل بدعت مین سے ہے اور بڑا گمراہ ہے اور اور لوگون کو بھی گمراہ کرتا ہے چنانچہ اکبر نے محتسبون کو شیخ کے حاضر کرنے کے لیے
بھیجا شیخ مذکور مع اپنے بیٹیون کے روپوش ہو گیا لوگون نے اُسکے مسجد کے منبر کو توڑ ڈالا شیخ مذکور نے اول حضرت شیخ سلیم چشتی
فتح پوری کے پاس پناہ لی اور اُنسے اپنے باب مین سفارش چاہی اُنھون نے کچھ تھوڑا سا خرچ بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمھارے
حق مین اس ملک سے گجرات کی طرف بھاگ جانا نہایت مناسب ہے جب شیخ مبارک وہان سے نا اُمید ہوا تو اُسنے مرزا عزیز کوکہ کا
توسل کیا مرزا مذکور نے شیخ مبارک کی ملائی اور درویشی اور اُسکی اولاد کی فضیلت کی اکبر کے حضور مین تعریف کی اور بیان
کیا کہ شیخ مذکور ایک مرد متوکل ہے اور کوئی زمین بھی حضور سے اُسکے مد خرچ کے لیے مقرر نہین ہے پھر ایسے شخص کے
ستانے کا کیا سبب ہے اُس وقت اکبر نے شیخ مبارک سے درگذر کی مگر چند روز کے بعد زمانہ اُس سے ایسا موافق ہو گیا
کہ شیخ ابو الفضل نے بادشاہ کی حمایت پر اُن سب عالمون سے من مانے بدلے لیے اور طرح طرح کی ایذائین
پہونچائین بلکہ سارے خدا کے بندون کی تخریب کی اور جن جن لوگون کے وظیفہ بطور مدد معاش کے حضور سے
مقرر تھے سب بند کرا دیے زبان حال و قال سے ہمیشہ یہ کہتا تھا ؎ یارب بجہانیان دلیلے بفرست ٭ نمرودان را پشہ و پیلے
بفرست ٭ فرعون وشان دست بر کشیدند ٭ موسیٰ عصا و رود نیلے بفرست ٭ جب اس وضع سے اکثر لوگ اُسکے
دشمن ہو گئے اور اس وجہ سے بہت سے فتنہ و فساد پیدا ہوے تو ابو الفضل اکثر یہ رباعی ورد زبان رکھتا تھا ؎

آتش بدو دست خویش در خرمن خویش ❁ چون خود زده ام چه نالم از دشمن خویش ❁ کس دشمن من نیست منم دشمن خویش ❁
ای واے من و دست من و دامن خویش ❁ جب ابوالفضل کے مقابلہ مین بحث کے وقت کسی مجتہد کا قول کوئی سند مین
لاتا تھا تو جواب مین کہتا تھا کہ فلانے حلوائی اور فلانے کفش دوز اور فلانے چرم گر کا قول ہمپر حجت نہین ہو سکتا تمام علما
اور مشائخ کا انکار اُسکو بڑا موافق ہوگیا تھا سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی مین عمارت عبادت خانہ کی تمام ہوئی منشا اُسکی تعمیر
کرانے کا یہ تھا کہ ان چند سال مین اکبر کو بڑی بڑی فتحین حاصل ہوئین اور روز بروز سلطنت کو ترقی ہوتی گئی اور سارے
کام حسب مراد ہوگئے کوئی مخالف جہان مین نہ رہا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ مقدس کے
مجاورون سے اکثر صحبت کا اتفاق ہوا اس وجہ سے اکبر کے دربار مین اکثر قال اللہ و قال الرسول کا ذکر رہتا تھا اور
حقائق تصوف اور مسائل فقہی اور حکمی کی اکثر تحقیق رہتی تھی بارہا اکبر ساری ساری رات اسم یا ہو اور یا ہادی کے
ذکر مین بسر کرتا تھا منعم حقیقی کی تعظیم کما ینبغی اُسکے دل مین جانشین ہوئی تھی اکثر اوقات پچھلے پہر سے پرانے حجرہ کے
ایک پتھر پر جو بادشاہی عمارتون کے قریب آبادی سے علٰحدہ پڑا ہوا تھا مراقبہ مین مشغول رہتا تھا اور چونکہ اکبر نے یہ بھی
سُنا تھا کہ سلیمان کرانی حاکم بنگالہ ہمیشہ پچھلی رات سے اُٹھکر ڈیڑھ سو علما اور مشائخ کے ساتھ تہجد کی نماز جماعت کے
ساتھ ادا کیا کرتا تھا اور اُسکے بعد قرآن اور حدیث کا اُسکی مجلس مین ذکر ہوتا رہتا تھا جب صبح کی نماز پڑھ چکتا تھا
اُسوقت مہمات ملکی کے انتظام مین مشغول رہتا تھا اور تمام اوقات اپنے اُسنے ایک ایک کام کے لیے تقسیم کیے تھے اُنمین کبھی فرق
نہ کرتا تھا اور علاوہ اُسکے ایک وجہ یہ ہوگئی تھی کہ اُس زمانہ مین مرزا سلیمان کے بدخشان سے آنے کی خبر تھی اور بادشاہ
مذکور صوفی مشرب صاحب حال و قال تھا اور بذات خود لوگون کو مرید بھی کرتا تھا یہ تمام وجوہات منشاء اس امر کی ہوئین
کہ اکبر نے میان عبداللہ نیازی سرہندی کے حجرہ کو جو ابتدا مین حضرت شیخ سلیم چشتی کے مرید تھے اور بعد کو مہدوی دائرہ مین
داخل ہوئے تھے چنانچہ مفصل حال اُنکا پہلے مذکور ہو چکا از سر نو تعمیر کیا اور چارون طرف اُسکے ایوان بناکے عمارت
انوپ تلاؤ کی بھی اسی زمانہ مین تمام ہوئی اُس حجرہ کا نام اکبر نے عبادت خانہ رکھا تھا مگر آخر مین گویا عبادتخانہ ہو گیا
ملا شیری نے اس باب مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا ایک شعر یہ ہے ؎ درین ایام دیدم جمع با اموال قارونی ❁
عبادتہاے فرعونی عمارتہاے شدادی ❁ اکبر ہمیشہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکر اُس عبادت خانہ مین بیٹھتا تھا اُس مجلس مین
سواے علما اور فضلا اور مشائخ اور بعضے خاص خاص ہمنشینون کے کسی شخص غیر کو نہ بلاتا تھا اور وہان ہر قسم کا مذاکرہ
علمی رہتا تھا ایک روز اُسی مجلس مین جلال خان قورچی نے جو مصنف صاحب کی ملازمت کا وسیلہ تھا اثناے
گفتگو مین عرض کیا کہ مین شیخ ضیاء اللہ ولد شیخ محمد غوث کی ملاقات کو آگرہ مین گیا تھا اُنپر افلاس ایسا غالب ہو گیا ہے

کہ ایک روز چند سیر چنے انکو میسر آئے تھے اسمین سے کچھ تھوڑے سے مجکو دیے کچھ آپ کھائے کسی قدر گھر کے آدمیون کو
بھیجدیئے یہ سنکر اکبر کو میان شیخ ضیاء اللہ کا خیال آیا اور انکو بھی بلاکر اپنے عبادتخانہ مین جگہ دی چونکہ ہر شب کو اس مجلس مین
سادات و علما و مشائخ اور امرا حاضر ہوتے تھے انمین باہم بیٹھنے کی تقدیم و تاخیر پر ہمیشہ کچھ رنج ہوتا تھا اسلیے
اکبر نے یہ مقرر کیا کہ سادات جانب غرب مین اور علما جانب جنوب مین اور مشائخ جانب شمال مین بیٹھا کرین اور خود نوبت بنوبت
ہر ایک صف مین آکر طرح طرح کی گفتگو کیا کرتا تھا اس مجلس مین خوشبوؤن کا بھی استعمال بہت ہوتا تھا اور زر بھی بیشمار
اہل استحقاق کو جو مقربون کے وسیلہ سے وہان پہنچ جاتے تھے عطا ہوتا تھا عمدہ عمدہ کتابین جو اعتماد خان گجراتی کے
کتب خانہ کی فتح گجرات کے بعد خزانہ عامرہ مین داخل ہوئی تھین بذات خود اکبر نے سب علما کو تقسیم کین چند کتابین
مصنف صاحب کو بھی دی تھین انمین سے ایک انوار المشکوٰۃ تھی جسمین ایک فصل مشکوٰۃ الانوار سے زیادہ تھی جو
کتابین بچ رہین وہ امرا کو طلب اجناس کے عوض مین جسکو رواس یعنی زوال دشمن کہتے تھے عطا کین ایک روز اثنائے
مناظرہ مین علما نے بڑا غل شور مچایا یہ بات اکبر کو بہت ناگوار ہوئی مصنف صاحب سے کہا کہ آئندہ اس مجلس مین
جو شخص نامعقول باتین کہتے ہین انکو ہمین بتلادو تاکہ ہم انکو اپنی مجلس سے اٹھا دین یہ سنکر مصنف صاحب نے آہستہ
آصف خان سے کہا کہ اس صورت مین اکثر شخص قابل اٹھا دینے کے ہونگے اکبر نے آصف خان سے پوچھا کہ عبد القادر نے
کیا کہا جو کچھ مصنف صاحب نے کہا تھا وہ اسنے بیان کردیا یہ بات اکبر کو بہت پسند آئی اور اکثر مقربون سے اس قول کو نقل کیا
مخدوم الملک و مولانا عبد اللہ سلطانپوری کو زک دینے اور ذلیل کرنے کے لیے اس مجلس مین بلاتے تھے اور حاجی
ابراہیم اور شیخ ابو الفضل وغیرہ ہمیشہ بحث مین انسے مقابلہ کیا کرتے تھے اور انکی ہر بات مین گرفت کیا کرتے تھے
اور اکثر امرائے بادشاہی بھی بادشاہ کا ایما پاکر انکی ان دونون کی طرف سے دراندازی کیا کرتے تھے چنانچہ ایک
شب کو خان جہان نے کہا کہ مخدوم الملک نے آج کل فتویٰ دیا ہے کہ ہندوستان کے لوگون کو ان دنون حج کا جانا
فرض نہین بلکہ گناہ کی بات ہے جب اس سے وجہ پوچھی گئی تو اسنے دلیل اسکی یہ بیان کی کہ مکہ کے فقط دو
راستہ ہین ایک عراق ہوکر سو یہ راستہ خشکی کا ہے اور قزلباش اس راستہ مین بہت ایذا دیتے ہین دوسرا راستہ
دریا کا ہے سو اس رستہ مین فرنگیون سے عہد و پیمان کرنے کی ذلت اٹھانی پڑتی ہے اور اس عہدنامہ مین حضرت
عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کی تصویرین ہوتی ہین تو گویا یہ ایک صورت بت پرستی کی ہے پس دونون راستون مین سے
ایک راستہ بھی صاف نہین دوسرے مخدوم الملک نے اپنے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط کرنے کا یہ حیلہ نکال لیا ہے کہ آخر
ہر سال مین سارا اپنا خزانہ اپنی منکوحہ کو ہبہ کردیتا ہے اور دوسرے سال کے تمام ہونے سے پہلے واپس کر لیتا ہے اور اسی طرح

بہت سی سختی خست اور زدمت اور ستمگاری اور دنیاداری اور بیکاری جو اُسنے سارے مشائخ اور فقرا خصوصًا اہل سنت وافاق
پنجاب کے ساتھ کی تھی ایک ایک بیان کی چنانچہ ان باتون کا نتیجہ یہ ہوا کہ جبرًا قہرًا اُسکو مکہ معظمہ کو بھیجنا چاہیے
جب اُس سے پوچھا کہ تمپر حج فرض ہے تو اُسنے انکار کیا یہ زمانہ شیخ عبدالنبی کے عین جاہ و جلال کا تھا مخدوم الملک کے ترقی کو
زوال شروع ہوا تھا جو بادشاہ بھی کبھی کبھی شیخ عبدالنبی کے مکان پر علم حدیث سننے کے لیے جایا کرتا تھا ایک دو مرتبہ جوتیان
بھی سیدھی کرکے اُسکے پانون کے سامنے رکھیں بڑے شاہزادہ اُسکے حجرہ مین جاکر مولوی جامی کی چہل حدیث کا سبق پڑھا کرتا تھا طرفہ یہ ہے
کہ شیخ مذکور علم حدیث مین اپنے آپ کو حافظ اور امام سمجھتا تھا لیکن باوجود اسکے اُسنے حدیث الحزم سوء الظن مین لفظ حزم کو
بجاے معجمہ کے راے مہملہ پڑھا حالانکہ صحیح با حاے مہملہ و زاے معجمہ ہے چنانچہ لڑکے بھی اس بات کو جانتے ہین برسون تک
شیخ کو اس اپنی خطا پر تنبیہ نہ ہوئی جب بادشاہ کا مزاج اُس سے منحرف ہوا تو مرزا عزیز کوکہ نے یہ بات اکبر کے خاطر نشان کی
کہ مہارت اُسکی علم حدیث مین اسقدر ہے نقیب خان اکثر کتاب حیوٰۃ الحیوان کو اکبر کے روبرو پڑھا کرتا تھا اور اُسکا ترجمہ
سمجھایا کرتا تھا اِندنون مین اکبر نے شیخ ابوالفضل کو اُسکے ترجمہ کا حکم کیا چنانچہ شیخ مبارک نے اُسکا فارسی مین ترجمہ کیا
اِسی سال مین اکبر نے یہ حکم دیا کہ جن جن لوگون کی معافیات بطور مدد معاش کے مقرر ہین جب تک وہ لوگ اپنے فرمانون کو
صدر سے منظور نہ کرالین تب تک کروری اُنکی معافیات کو مجرا نہ دین یہ مصیبت تمام ہندوستان مین عام ہوئی اور سارے
اہل استحقاق پورب کی انتہا تک اور پچھان مین ولایت بکر تک کے جمع ہوے جس کسی کی کوئی امیر سفارش کر دیتا تھا
اُسکا کام خاطرخواہ ہو جاتا تھا اور جس کسی کو یہ مرتبہ میسر نہ تھا وہ سید عبدالرسول وغیرہ شیخ کے وکیلون بلکہ فراشون اور
دربانون اور سائیسون اور بھنگیون کو رشوتین دیکر اس بلا سے نجات پاتے تھے اور بغیر ان دونون صورتون کے جو کوئی
اُسکے دروازہ پر جاتا تھا ڈنڈے کھاتا تھا بہت سے لوگ نامراد اُس کشمکش مین گرمی کی مصیبت اُٹھا کر مر گئے اکبر کو
بھی یہ سب خبرین پہونچین مگر شیخ کے لحاظ سے کچھ اُسکے منہ پر نہ کہہ سکتا تھا جب وہ اپنی مسند جاہ و جلال پر بیٹھتا تھا تو
بڑے بڑے نامی نامی عالمون اور فاضلون اور مشائخون کو اُسکے دربار مین لے جاتے تھے اور اُنکی سفارش کرتے تھے وہ بڑی
سختی سے پیش آتا تھا اور تعظیم کسی کی بہت کم کرتا تھا جب اُسکے سامنے بہت سی خوشامد اور عاجزی کیجاتی تھی تو
ایسے عالمون کو جو ہدایہ وغیرہ انتہائی کتابین پڑھا سکتے تھے سو بیگھہ یا اس سے کم و بیش زمین تجویز کرتا تھا اور باقی
زمین کو جو برسون سے اُنکے قبضہ مین ہوتی تھی نکال لیتا تھا لیکن جاہلون اور کمینون بلکہ ہندوون کو بھی بہت سی
زمین نئی بھی دیتا تھا روز بروز عالمون کی بیقدری تھی جب دوپہر کے بعد دیوانخانہ مین کرسی پر وضو کرنے کے لیے
بیٹھتا تھا تو مستعمل پانی کی چھینٹین اُڑکر بڑے بڑے نامی امیرون اور درباد شاہی مقربون کے منہ پر اور بدن پر اور کپڑون پر

گرتی تھین اور وہ بیچارے فقیرون کی حاجت روائی کے لیے سب کچھ گوارا کرتے تھے اور خاطر خواہ اُسی کی خوشامد کرتے تھے طرح طرح کی
ذلتین اُٹھاتے تھے ہرگز کسی بادشاہ کے زمانہ مین کسی صدر کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا تھا اُسی زمانہ مین مصنف صاحب کو اکبر نے
مسجد کا امام مقرر کیا اور کسی قدر خرچ انکو دیکر یہ حکم دیا کہ موافق منصب سہ صدی کے گھوڑے داغ کراو ابوالفضل بھی انھین دنون مین نیا نیا
دربار مین داخل ہوا تھا اُسکے لیے بھی یہی حکم ہوا چونکہ وہ بڑا ہوشیار تجربہ کار تھا اسلیئے اُسنے قبول کر لیا چنانچہ اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ
رفتہ رفتہ منصب دو ہزاری اور مرتبہ وزارت پر نوبت پہونچی مگر مصنف صاحب نے اس خیال سے قبول نہ کیا کہ اگر کچھ زمین بطور
مدد معاش کے ملجائیگی تو بقیہ العمر گوشہ عافیت مین بسر ہوجائیگی چنانچہ شوال ۹۸۳ھ نوسو تراسی مین ایک ہزار بیگھہ زمین بطور
مدد معاش کے مصنف صاحب کے لیے مقرر ہوئی ہرچند انھون نے عذر کیا کہ اس قلیل مدد معاش پر مین ہمیشہ
خدمت مین نہین رہ سکتا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اکبر نے وعدہ کیا کہ ہم لشکر مین اکثر بطور انعام کے تمھاری مدد کیا کرینگے
اور شیخ عبد النبی نے کہا کہ ہمنے تمھارے امثال اقران مین سے کسی کو اسقدر مدد معاش نہین دی مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ وہ وعدے جو اکبر نے کیے تھے اُنکا بجز ایک دو بار کے کبھی ایفا نہین ہوا اور خدمتین بڑی سخت مفت مین سر پر پڑین اس
زمانہ مین سب سے پہلا مسئلہ جو اکبر نے پوچھا یہ تھا کہ کئی عورتین ایک نکاح مین جمع کرنا درست ہے علمانے جواب دیا کہ چار
عورت سے زیادہ عقد مین جمع کرنا جائز نہین اکبر نے کہا کہ ہم ابتداے شباب مین اس مقدار کے پابند نہ تھے جسقدر عورتین چاہین
نکاح مین جمع کین اب اسکا کیا علاج ہو ہر ایک شخص نے اپنی راے کے موافق اُسکا جواب دیا پھر اکبر نے کہا کہ ہمنے ایک دن
شیخ عبد النبی سے سنا ہے کہ کسی مجتہد نے نو عورتون تک جمع کرنے کا فتویٰ دیا ہے علمانے جواب دیا کہ البتہ ابن ابی لیلیٰ کا یہی
مذہب ہے اور بعضون نے بنظر ظاہر آیہ کریمہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنىٰ وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ سے اٹھارہ عورتون
تک جمع کرنا تجویز کیا ہے مگر یہ روایتین مرجوح ہین قابل عمل کے نہین پھر اکبر نے شیخ عبد النبی سے یہ مسئلہ پوچھوا بھیجا
اُسنے جواب دیا کہ مین نے چار سے زیادہ عورتین جمع کرنے پر فتویٰ نہین دیا تھا بلکہ اختلاف بیان کیا تھا یہ بات اکبر کو بہت
ناگوار ہوئی اور کہا کہ شیخ عبد النبی نے ہمارے ساتھ نفاق کیا پہلے کچھ کہا تھا اب کچھ کہا اُسی وقت سے اکبر کو شیخ عبد النبی سے
عداوت شروع ہوئی پھر اکبر نے اس باب مین ہر قسم کی روایتین جمع کین اور بعد بہت سی ردو بدل کے اُسکی یہ راے ٹھہری
کہ بطریق متعہ کے جسقدر عورتین جمع کرے جائز ہے چنانچہ امام مالک متعہ کی جواز کے قائل ہین اور شیعہ تو اُس اولاد کو
جو متعہ سے پیدا ہووے اُس اولاد پر جو نکاح سے پیدا ہوتی ہے زیادہ عزیز رکھتے ہین اسکا علمانے بہت سا انکار کیا
نقیب خان نے مؤطا امام مالک کی پیش کی جسمین حدیث متعہ کی ممانعت کی موجود تھی پھر امام مالک متعہ کے جواز کے
کیونکر قائل ہوسکتے تھے ایک روز حجرہ انوپ تلاؤ مین اکبر کی مجلس تھی وہان قاضی یعقوب اور شیخ ابوالفضل اور حاجی ابراہیم

وغیرہ اور سوا اُنکے ایک دو عالم اور جمع تھے ابو الفضل نے سارے علما کے مذہب ہوکر وہ روایتین جو اُنکے باب مین جمع
کی تھین پیش کین اس اثنا مین اکبر نے مصنف صاحب کو بھی بلوایا اور اُن سے پوچھا کہ تم اس باب مین کیا کہتے ہو اُنھون نے
عرض کیا کہ یہ سارا جھگڑا ایک بات مین فیصل ہوتا ہے متعہ نزدیک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ و شیعون کے بالاتفاق مباح ہے اور
نزدیک امام اعظم اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے حرام پس اس وقت مین ایک قاضی مالکی مذہب سے فتویٰ لا دیجیے تو
امام اعظم کے مذہب مین بھی جائز ہو جاویگا یہ بات اکبر کو بہت پسند آئی قاضی یعقوب نے اس باب مین مصنف صاحب سے
بہت سی بحث کی مصنف صاحب نے جواب دیا کہ مجھکو خوب یاد ہے کہ جو امر مختلف فیہ ہو وہ فیصلہ قاضی سے مجمع علیہ
ہوجاتا ہے اور اسکے ثبوت کے لیے مسئلہ قرأت فاتحہ کا امام کے پیچھے اپنی سند مین بیان کیا اور سوا اسکے اور بہت سے
مسئلہ اپنے موید ذکر کیے اور یہ قصہ بھی بیان کیا کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی بغداد مین حضرت شیخ شہاب الدین
سہروردی قدس اللہ روحہما کی ملاقات کو گئے تھے اور وہان اُنھون نے شیخ مذکور سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی
موافق مذہب امام شافعی کے اخذ کی جب وہ بزرگ ہندوستان کو واپس آئے تو یہان کے لوگون نے اس باب مین
اُنپر بہت طعن کی اُسوقت علماے دہلی نے اُسکے جواز بلکہ استحسان کا فتویٰ دے دیا تھا اُسوقت قاضی مذکور
معقول ہوا اور بہت سے عجز کے ساتھ کہنے لگا کہ مین کیا کہون مبارک ہو متعہ مباح ہے اکبر نے اُسی وقت حکم دیا کہ قاضی حسین
عرب مالکی اس مسئلہ کے جاری کرنے کے لیے قاضی مقرر ہو اور قاضی یعقوب آج سے معزول ہو چنانچہ قاضی حسین
عرب نے موافق اپنے مذہب کے جواز متعہ کا بھی حکم دیا سارے علما کو اس کاروبار سے بڑی حیرت ہوئی
چند روز کے بعد اکبر نے مولانا جلال الدین ملتانی کو جو مدرس تبحر تھے مگر مدد معاش اُن بیچارہ کی تغیر ہوگئی تھی آگرے
بلاکر تمام ممالک کا قاضی مقرر کیا اور قاضی یعقوب کو صوبہ گور کا قاضی مقرر کرکے بھیجدیا اُسی روز سے خلاف
اختلاف کا دروازہ کھل گیا یہان تک کہ نوبت اجتہاد پر پہونچی اور روز بروز بیدینی کی ترقی ہوتی گئی اُنہین
دنون مین اکبر نے شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک کو یہ حکم دیا کہ تحقیق کرکے ہندوون پر جزیہ مقرر کرین اس بارہ مین ہر طرف
کو فرمان لکھے گئے مگر چند روز مین وہ حکم بالکل نسیاً منسیاً ہوگیا انھین دنون مین اکبر نے علما سے پوچھا کہ اگر لفظ اللہ اکبر
کا ہم اپنی مُہر پر اور سکہ مین کندہ کرادین تو جائز ہے یا نہین اکثر نے جواب دیا کہ بہت خوب ہے مگر حاجی ابراہیم نے
کہا کہ اس ترکیب مین دوسرا احتمال بھی ہے اگر ولذکر اللہ اکبر کا نقش تجویز کیجیے تو مناسب ہے اور اس ترکیب مین
احتمال غیر بھی قطع ہو جاتا ہے مگر اکبر نے یہ پسند نہ کیا اور کہا کہ احتمال غیر کو یہان کچھ گنجایش نہین کیونکہ بندہ باوجود عجز
خدائی کا دعویٰ کیونکر کرسکتا ہے مقصود ہمارا فقط مناسبت لفظی ہے اس مدعا کو اور طرف لیجانا کیا ضرور ہے

اسی سال مین اکبر نے مسئلہ متعہ کی تحقیق سے پہلے سید محمد میرعدل کو جسکا وہ بہت لحاظ کرتا تھا بکر کا صوبہ مقرر کرکے بھیجدیا
اور ایک شمشیر خاص اور گھوڑا اور خلعت عنایت کیا چنانچہ وہ ملک بکر مین جاکر مر گیا بعد ازان کوئی ایسا شخص
میرعدل کے عہدہ کے لائق میسر نہ آیا مشہور ہے کہ ایک روز حاجی ابراہیم سرہندی نے لباس سرخ و زرد کی اباحت کا
فتوی دیا اور ایک حدیث اس باب مین روایت کی میرعدل نے بادشاہ کی مجلس مین اُسکو بدبخت اور ملعون کہا
اور بہت گالیان دین اور عصا مارنے کے لیے اُٹھایا اُس بیچارہ نے بڑی مشکل سے جان بچائی اسی سال مین
حکیم ابوالفتح گیلانی اور حکیم ہمایون جسنے اپنا نام بدلکر بعد کو ہمایون قلی نام رکھا تھا اور اُسکے بعد حکیم ہمام نام رکھا تھا
اور نورالدین قراری تخلص تینون بھائی گیلان سے آکر اکبر کی ملازمت مین آئے انکے بڑے بھائی کو علم مجلسی مین بہت دخل تھا
اس سبب سے اُسنے اکبر کے مزاج مین بہت دخل پیدا کر لیا اور اکبر کی خوشامد سے بیدینی کی باتین حد سے زیادہ کرنے لگا
اسی وجہ سے روز بروز اُسکا مرتبہ بڑھتا گیا چندروز کے بعد ملا محمد یزدی جسکو یزیدی کہتے تھے ولایت سے آکر اُسسے مل گیا
اُسنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت مطاعن کہنے شروع کیے اور یہ ارادہ کیا کہ اکبر کو شیعہ بنا لے مگر راجہ بیربر اور ابوالفضل اور
حکیم ابوالفتح اس باب مین اُسپر بھی بڑھ گئے اور ان تینون نے بالکل اکبر کو مذہب سے منحرف کر دیا چنانچہ وحی اور نبوت اور معجزہ اور
کرامات کا مطلق منکر ہو گیا مصنف صاحب ان امور مین موافقت نہ کر سکے انمین سے ہر شخص کا انجام کار انشاء اللہ تعالی
آیندہ مذکور ہوگا اسی زمانہ مین اکبر نے قاضی جلال وغیرہ علما کو قرآن شریف کی تفسیر لکھنے کا حکم دیا علما مین اس تفسیر کی نسبت
باہم بہت سا جھگڑا ہوا دیب چند راجہ مجھولہ نے کہا کہ اگر گائے خدائے تعالی کے نزدیک معظم نہوتی تو سب سے پہلے قرآن مین
سورہ بقر کیون مذکور ہوتی جب اکبر کی مجلس مین تاریخ کے واقعات بیان ہوتے تھے تو روز بروز صحابہ رضی اللہ عنہم کی
نسبت اُسکا عقیدہ زیادہ فاسد ہوتا جاتا تھا نماز روزہ اور نبوت کے اعتقادات کو اُسنے تقلید تجویز کیا یعنی یہ باتین
غیر معقول اور تحقیق کے خلاف ہین بالکل دین کا مدار اُسکی رائے مین عقل پر ٹھہرا منقول کا کچھ اعتبار نہ رہا اسی زمانہ سے
فرنگیون کی بھی آمد و رفت شروع ہوئی بعضے بعضے اعتقادات جو اُسکی عقل کے موافق ہوئے اکبر نے اُنسے بھی اخذ کیے شیخ بدرالدین
ولد شیخ سلیم چشتی چندروز سے نوکری چھوڑ کر باب کا قائم مقام ہو گیا تھا اور گوشۂ عافیت مین بیٹھکر عبادت مین مشغول تھا
اسی سال مین ایک شب اکبر نے اُسکو عبادت خانہ مین طلب کیا چونکہ اب وہ فقیر ہو گیا تھا اس وجہ سے وہ طریقہ آداب
جسکا پہلے مقید تھا اب پابند نہوا یہ بات اکبر کو بھی ناگوار ہوئی اثنائے گفتگو مین کچھ اُسکو بھی رنج ہوا سوائے اسکے اور بھی
سبب ہوئے چنانچہ وہ تین چار برس کے بعد بے اطلاع کیے اجمیر کو اور وہان سے گجرات کو چلا گیا اور وہان سے اُسنے
جریدہ و طور بر کشتی مین بیٹھکر مکہ معظمہ کا رستہ لیا اکثر وہان طے کا روزہ رکھا کرتا تھا اور گرمی مین ننگے پانون خانہ کعبہ کا

طواف کیا کرتا تھا چندروز کے بعد اُسی جگہ اُسکا انتقال ہوگیا اسی سال مین شیخ بھاون ایک برہمن دکن سے آکر اکبر کے ملازمون مین شامل اور وہ اپنی رغبت سے مسلمان ہوگیا وجہ اُسکی یہ ہوئی کہ اکبر نے مصنف صاحب کو حکم دیا کہ اتھربن بید کا جو ہندوون کے چار بیدون مین سے ہے چوتھا بید ہے ہندی سے فارسی مین ترجمہ کرو جب مصنف صاحب نے اُسکا ترجمہ کیا تو اکثر عبارتین ایسی پیچیدہ بہت تھین جنکا مطلب اچھی طرح سے سمجھ مین نہ آتا تھا اور وہ برہمن بھی جو اُسکا ترجمہ سمجھاتا تھا اُسکے بیان سے عاجز تھا مصنف صاحب نے یہ امر اکبر کے حضور مین عرض کیا تب اکبر نے اول شیخ فیضی کو اور اُنکے بعد حاجی ابراہیم سرہندی کو اُسکے ترجمہ کا حکم دیا اُس سے بھی خاطرخواہ نہ لکھا گیا منجملہ اُس بید کے احکامون کے یہ مضمون بھی تھے کہ جب تک اُس عبارت کو جسمین لام بہت ہین گویا کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ نہ پڑھین نجات نہوگی دوسرے یہ کہ گاے کا گوشت کھانا کئی شرطون سے مباح ہے تیسرے یہ کہ چاہیے کہ مردہ کو دفن کیا کرین جلایا نہ کرین شیخ مذکور انھین دلیلون سے سب برہمنون پر غالب آیا اور اسی تقریب سے دائرہ اسلام مین داخل ہوا سلیمہ سلطان بیگم نورالدین محمد میرزا کی بیٹی جو پہلے خانخانان کے نکاح مین تھی بعدازان اکبر کی بیبیون مین داخل ہوئی تھی اور ۹۸۳ھ نوسو بیاسی مین گلبدن بیگم بنت بابر بادشاہ کے ساتھ سفر حج کو گئی تھی اور سال بھر تک گجرات مین رہی تھی بعدازان چار برس تک مکہ مین رہکر چار حج کیے لوٹتے وقت جہاز تباہ ہوگیا سال بھر تک عدن مین رہنے کا اتفاق ہوا ۹۹۰ھ نوسو نوے کے ماہ شعبان مین پھر ہندوستان کو واپس آئی اُسوقت سے یہ دستور ہوا کہ اکبر ہر سال ایک شخص کو اپنے نوکرون مین سے میرحاج مقرر کرکے بہت سا خرچ اُسکو دیا کرتا تھا اور سب لوگون کو اذن عام ہوتا تھا کہ جسکا جی چاہے اُسکے ساتھ حج کو جائے اور ہر سال بہت سا خرچ اور تحفہ مکہ والون کے لیے بھیجا کرتا تھا پانچ چھ برس کے بعد یہ طریقہ بھی بالکل موقوف ہوگیا مرزا سلیمان بابر بادشاہ کے زمانہ سے بدخشان کا مستقل حاکم تھا جب پیر محمد خان ازبک اور مرزا سلیمان کی بی بی ولی نعمت بیگم سے بلخ مین مقابلہ ہوا تھا تو اُس لڑائی مین مرزا سلیمان کا بیٹا ابراہیم مرزا مارا گیا بعدازان وہ بہت سے حادثہ مرزا سلیمان پر آئے اور ابراہیم میرزا کا بیٹا شاہرخ میرزا باغی ہوکر تمام بدخشان کے ملک پر قابض ہوگیا تب مرزا سلیمان کابل مین مرزا محمد حکیم کے پاس مدد لینے کے لیے آیا مگر اُسنے کسی طرح کی مدد نہ کی اُسوقت مرزا سلیمان نے محمد حکیم سے یہ درخواست کی کہ کچھ اپنے آدمیون کو میرے ساتھ کرکے ملک کے کنارہ تک پہونچا دو محمد حکیم نے عمداً اس قسم کے آدمی مرزا سلیمان کے ساتھ کر دیے جو پہلی ہی منزل سے اُسکو چھوڑکر بھاگ گئے مرزا سلیمان اپنے بیٹے کو بھی اپنے ہمراہ لے آیا تھا تنہا اور بےسامان ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا کئی جگہ پٹھانون نے راستہ روکا مرزا سلیمان نے اُنکے مقابلہ مین بڑی بہادریان کین اور ایک تیر کا زخم بھی اُسکے لگا بڑی پریشانی سے اٹک تک پہونچا اور وہان سے کئی گھوڑے ایک عرضی کے ساتھ اکبر کے حضور مین بھیجے اکبر نے پچاس ہزار روپیہ مع بہت سے

سامان تجمل اور بیشمار عراقی گھوڑون کے آغا خان خزانچی کے ساتھ مرزا سلیمان کو بھیجے اور اس سے پہلے راجہ بھگوان داس
حاکم لاہور اکبر کے حکم کے بموجب اٹک تک مرزا سلیمان کے استقبال کو گیا تھا اور ہر روز اُسکی ضیافت کے لوازمہ مہیا کرتا تھا
اسی طور پر مرزا سلیمان وہان سے روانہ ہوا جس جگہ آتا وہان کے امیر پیشوائی کو جاتے تھے اور مہمانداری کے شرائط بجا لاتے تھے
اسی اثنا مین اکبر نے اعظم خان کو بھی گجرات سے بلایا تا کہ اس جلسہ مین وہ بھی شامل ہو چنانچہ چوتھی رجب سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی کو اعظم خان
فتح پور مین آکر بارگاہ مین حاضر ہوا ایک روز باتون باتون مین اعظم خان نے داغ کے طریقہ نکالنے مین جو دقتین واقع ہوتی ہین
اور کروڑیون کے ظلم اور سپاہیون کے زمین کی خرابی اور رعایا کی تباہی اور اسی قسم کی اور بہت سی باتین صاف
صاف بیان کین یہ بات اکبر کو بہت ناگوار ہوئی اور مدت تک اعظم خان کو دربار مین نہ آنے دیا اور نگہبان مقرر کیے
تا کہ اور کوئی سردار بھی اعظم خان سے ملنے نہ جاوے چند روز کے بعد اعظم خان کو آگرہ مین بھیجدیا تا کہ ہمیشہ کے لیے اپنے
باغ مین نظربند رہے اور اُس سے باہر نہ نکلنے پاوے نہ اُسکے پاس کوئی اور شخص جانے پاوے جب مرزا سلیمان
متواتر کوچ کرتا ہوا متھرا مین آیا تو ترسون محمد خان اور قاضی نظام بدخشی جسکو مرزا سلیمان نے قاضی خان اور اکبر نے
غازی خان کا خطاب دیا تھا استقبال کو گئے اسی سال کی پندرھوین رجب کو مرزا سلیمان حد فتح پور مین پہونچا
اول سب ارکین دولت اُسکے استقبال کو گئے بعد ازان خود اکبر بھی بہت سے امیرون کو ساتھ لیکر پانچ کوس تک پیشوائی
کو گیا اُس روز یہ اہتمام ہوا تھا کہ پانچ ہزار ہاتھی جنمین سے بعضون پر فرنگی مخمل اور بعضون پر زربفت کی جھولین
پڑی تھین اور طلائی اور نقرئی زنجیرین اور سیاہ اور سفید چھارین سرون اور گردنون پر تھین دو رویہ سڑک پر کھڑے
ہوے تھے اسی طرح سے بہت سے عراقی گھوڑے طلائی زینون سے سجے ہوے جلو مین جلوہ گر تھے دو دو ہاتھیون کے
بعد ایک ایک گاڑی چیتے کی تھی جنکے گلے مین مخمل اور قماش کے سنہرے پٹے پڑے ہوے تھے اور اُن گاڑیون کے
بیلون کے سرون پر زردوزی کام کے تاج رکھے ہوے تھے غرض اُس روز ایسا سامان تھا کہ تمام جنگل گویا باغ کا نمونہ تھا
جب مرزا سلیمان کی دور سے اکبر پر نظر پڑی بے تکلف گھوڑے سے اُتر کر آداب بجا لانے کے لیے دوڑا یہ دیکھکر اکبر بھی
بڑے ادب کے ساتھ گھوڑے سے اُترا اور مرزا سلیمان کو معمولی تواضعات اور تسلیمات سے باز رکھا دونون بغلگیر ہو کر ملے
بعد ازان اکبر سوار ہوا اور مرزا سلیمان کو بھی سوار کرایا وہان سے بڑی مہربانی کی باتین کرتے ہوے چلے اور نوبت تلاو کے
کنارہ دولت خانہ کے در و دیوار منقش زری کے سائبان اور زمین فرش سے آراستہ ہوئی اور سونے کے برتن اور
سوا اسکے ہر قسم کے جلوس کے سامان سے وہان آرائش ہوئی اُسی مکان مین آکر اکبر نے مرزا سلیمان کو اُتارا اور
اپنے برابر تخت پر بٹھایا بعد ازان شاہزادہ کو بھی بلا کر مرزا سلیمان سے ملاقات کرائی اُسکے بعد کھانے کا جلسہ ہوا

جب اُس سے فراغت پائی تو اکبر نے مرزا سلیمان سے مستحکم وعدہ کیا کہ مین تمکو ہر قسم کی خاطر خواہ مدد دیکر بدخشان کو فتح کرا دونگا بعد ازان ہتھیاپول کے برج مین جہان نقارخانہ تھا مرزا سلیمان کے رہنے کے لیے ایک مکان مقرر ہوا مرزا سلیمان اکثر راتون کو عبادت خانہ مین مشائخ اور علما کی صحبت مین بیٹھا کرتا تھا اور وہان وجد و حال بھی اُسپر طاری ہوتا تھا اور تصوف کی باتین بہت کیا کرتا تھا جماعت کی نماز ہرگز اُس سے فوت نہوتی تھی ایک روز مصنف صاحب نماز کے امام تھے بعد نماز کے اُنھون نے فقط دعائے مسنونہ پر اکتفا کیا مرزا نے اعتراض کیا کہ تمنے فاتحہ کیون نہ پڑھی مصنف صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین فاتحہ پڑھنے کا معمول نہ تھا بلکہ بعضی روایتون مین اسکو مکروہ بھی لکھا ہے مرزا سلیمان نے کہا کہ کیا ولایت مین عالم نہین جو وہان کے لوگ فاتحہ پڑھا کرتے ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ ہمکو کتاب سے کام ہے کسی کی تقلید سے کیا غرض اکبر نے کہا کہ اب آیندہ کو فاتحہ بھی پڑھ لیا کرو مگر باوجود اسکے مصنف صاحب نے اسکی کراہت کی روایتین بھی دکھائین انھین دنون مین اکبر نے مرزا سلیمان کے دکھلانے کے لیے تورہ کا طریقہ جو چغتیہ قدیمی رسم تھی چند روز کے لیے از سرنو جاری کی دیوانخانہ مین دسترخوان عام بچھایا جاتا تھا اور سپاہیون کو بلا کر کھانا کھلاتے تھے جب مرزا سلیمان چلا گیا یہ طریقہ بھی موقوف ہوگیا پھر اکبر نے خان جہان حاکم پنجاب کو حکم دیا کہ پانچ ہزار سوار ساتھ لیکر مرزا سلیمان کے ساتھ جاوے اور بدخشان کو شاہرخ میرزا سے نکال کر مرزا سلیمان کے حوالہ کردے بعد ازان پھر پنجاب کو واپس آوے لیکن ابھی اسکی تعمیل نہ ہوئی تھی کہ خبر آئی کہ داؤد سے صلح کرنے کے بعد منعم خان خانخانان ٹانڈہ سے جہان کی آب وہوا نہایت معتدل تھی کوچ کرکے گنگا اُتر کر اپنے لشکر کو گور مین لے گیا تھا یہ شہر پہلے بنگالہ سے متعلق تھا آب وہوا وہان کی نہایت خراب تھی ہرچند امیرون نے منع کیا تھا مگر وہ نہ مانا وہان طرح طرح کی بیماریان پیدا ہوگئین اور لشکر مین وبا پھیل گئی اتنے آدمی مرے کہ کئی ہزار آدمی جو اس ملک مین متعین تھے اُنمین سے شاید سو آدمی بھی زندہ نہ رہے جب زندہ لوگ مُردون کو دفن کرنے کرتے تھک گئے تو دریا مین بہانا شروع کیا مگر خانخانان کو پھر بھی کچھ خیال نہوا اور اُس شہر سے کنارہ نہ کیا لوگ اُسکی نازک مزاجی کے سبب سے اُسکے سامنے کچھ کہہ نسکے آخر اسی سے کئی برس اوپر کی عمر مین خانخانان کا بھی ماہ رجب ۹۸۳ھ نوسو تراسی مین وہین انتقال ہوگیا چونکہ خانخانان کا کوئی وارث نہ تھا سارا اُسکا مال و منال جو حد سے زیادہ تھا سرکار مین ضبط ہوگیا بعد اُسکے مرنے کے اُمرا نے شاہم خان جلایر کو اپنا امیر مقرر کرلیا یہ سنکر اکبر نے اپنے پہلے حکم منسوخ کرکے خان جہان کو خانخانان کا قائم مقام کیا اور ایک قبائے زردوزی اور چار قب طلا اور پنچکا اور شمشیر مرصع مع گھوڑے اور زین مطلا کے اُسکو انعام مین عنایت کی اور حکومت بنگالہ پر نامزد کیا

مرزا سلیمان کی نسبت خواہ اسکی استدعا سے یا اپنی رائے سے یہ تجویز کی کہ سمندر کے رستہ سے اس سال سفر حج سے
مشرف ہو چنانچہ پچاس ہزار روپیہ اپنے خزانہ سے اور بیس ہزار روپیہ خالصہ گجرات سے اسکو عطا کیے اور قلیج خان کو
اسکے ہمراہ کیا تاکہ بندر سورت تک پہونچا دے غرض اسی سال مین سلیمان حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوا
اور اسکی برکت سے بدخشان کی حکومت دوبارہ اسکو مل گئی چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالی آئندہ مذکور ہوگا اوسی وقت
اسنے ایک اپنی بیٹی کا نکاح مظفر حسین مرزا حاکم قندھار سے کر دیا جو ان دنون لاہور مین آیا تھا اور وہان سے اکبر کے
دربار مین حاضر ہوا تھا اور دوسری بیٹی کا نکاح کسی اور شخص کے ساتھ کیا اسی سال مین حسین خان جس سے مصنف صاحب
کو قدیمی دلی رابطہ تھا اور مدت تک اسکی صحبت مین بھی رہے تھے داغ و محلہ کی رسم سے جس سے سپاہیون پر بڑی
مصیبت ہوتی تھی عاجز ہوکر اور طرح طرح کی مصیبتین اٹھا کر کانت و گولہ سے اپنے خاص آدمیون کو ساتھ لیکر
روانہ ہوا اور اودھ اور سنبھل کے حدود سے گذر کر گنگا کو اتر کر میان دوآب مین پہونچا وہان کی رعایا ہرگز مالگذاری
داخل نہ کرتی تھی اور کروری کی تو کیا حقیقت تھی جاگیردار کو خیال مین نہ لاتی تھی حسین خان نے ان لوگون کو خوب
لوٹا کھسوٹا بعد ازان کوہ شمالی کی طرف توجہ کی حسین خان کو ہمیشہ سے کوہستان کے فتح کرنے کی دلی آرزو تھی
اور وہان جو اسنے سونے اور چاندی کی کانین اور طلائی اور نقرئی بت سنے تھے اس وجہ سے دل و جان سے اُس
نواحی کا مشتاق تھا چنانچہ اسنے بسنت پور کا جو پہاڑ کی بلندی پر ایک مقام ہے محاصرہ کیا ملک الشرق گجراتی
کروری بھاگا نہین تب دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور کروری بھی ادھر ادھر روپوش ہو گئے سب نے ملک حسین خان کو
باغی مشہور کیا اور اس مضمون کی عرضیان اکبر کو لکھین اکبر نے سعید خان مغل سے جسکی حسین خان سے بڑی دوستی
تھی اور انھین دنون مین ملتان سے آیا تھا حسین خان کی بغاوت کا حال پوچھا اسنے بالکل انکار کیا جب اکبر نے
رعایا سے اُس مال کا جو حسین خان نے لوٹ مار کر کے تلف کیا تھا ضمانت نامہ اُس سے حسین خان کی جانب سے
مانگا اُسنے اس سے بھی انکار کیا اور بالکل آشنائی اور محبت یک قلم برطرف کر دی سید ہاشم پسر سید محمود بارہہ
اور سید محمد میر عدل امروہوی کے بیٹون کو بکر کے بھیجنے سے پہلے اکبر نے حسین خان کے مقابلہ مین نامزد کیا
بسنت پور کی لڑائی مین حسین خان کے شانہ کے نیچے ایک گولی کا زخم کاری لگا اور بہت آدمی اسکی طرف کے
مارے گئے تب وہان سے شکست کھا کر حسین خان کشتی مین سوار ہو کر گنگا کے رستہ سے پٹیالی کی طرف
جہان اُسکے اہل و عیال تھے متوجہ ہوا جب گڈھ مکتیسر مین پہونچا تو سید ہاشم وغیرہ اُسکو اکبر کے حکم کے
بموجب اُسی زخمی ہونے کی حالت مین آگرہ کو لیگئے اور وہان صادق محمد خان کی حویلی مین اسکو اتارا اکبر نے

فتح پور سے شیخ بینائی طبیب کو اُسکے معالجہ کے لیے بھیجا وہ زخم کی صورت دیکھکر پھر فتح پور کو واپس گیا اور اکبر سے عرض کیا
کہ یہ زخم مہلک ہے پھر اکبر نے حکیم عین الملک کو معالجہ کے لیے روانہ کیا اُسکے ساتھ مصنف صاحب بھی بسبب محبت
قدیم کے اکبر سے رخصت لیکر اُسکے دیکھنے کے لیے آئے اور بہت دیر تک حسرت و افسوس کی باتین کرتے رہے اسی
اثنا مین بادشاہی جراح مرہم باندھنے کے لیے آئے ایک بالشت کی سلائی زخم درشگاف کرکے اُس زخم کے اندر کی
مگر حسین خان ایسا بہادر تھا کہ اُس وقت مین بھی ذرا اُسکی تیوری نہ بدلی بلکہ بے تکلف مسکراتا رہا وہ اُس سے آخری ملاقات
تھی پھر بعد ازان مصنف صاحب فتح پور کو چلے گئے تو وہان دو چار روز کے بعد یہ خبر آئی کہ اُسی حالت مین آخر کو
حسین خان کے دست جاری ہوگئے اُسی صدمہ مین مرگیا اُسکے جنازہ کو پٹیالی مین لیجا کر دفن کیا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جب سید محمد میر عدل بکر کو جانے لگے مین تھوڑی دور اُنکو پہونچانے گیا راستہ مین یہ خبر مین نے
اُنسے بیان کی وہ سنکر زار زار رونے لگے اور حسین خان کی چستی اور چالاکی کی بہت تعریف کرنے لگے اور کہا
کہ جو شخص دنیا سے آزادی چاہے وہ ایسا ہی فعل اختیار کرے جو حسین خان نے کیے تھے اُسی گفتگو مین اُنھون نے
یہ بھی کہا کہ سب یار ہمارے چلدیے خدا جانے اب ہمسے تمسے کبھی پھر ملاقات ہو یا نہو یہ بات اُنکی سچی ہوگئی بکر مین جاتے
ہی اُنکا انتقال ہوا فی الحقیقت وہ اُنسے آخری ملاقات تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نو برس تک
اُنکی صحبت مین رہا جو وصف مین نے اُنمین پائے اور بزرگون مین اسکا دسوان حصہ بھی نہین سنے پاک اعتقاد
بڑے متقی اور پرہیزگار اور عالی ہمت تھے شجاعت مین بے نظیر تھے اور تواضع اُنکی ایسی تھی کہ بڑے اور چھوٹے
کو یکسان سمجھتے تھے غرض جتنی صفتین کاملون کو چاہیین سب اُنمین موجود تھین جس زمانہ مین وہ لاہور مین حاکم تھے
بغرض متابعت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فقط نان جوین پر اکتفا کرتے تھے کئی ہزار پرانی مسجدین تعمیر کرائین ایک دن
ایک ہندو مسلمانون کی صورت بنا کر اُنکی مجلس مین آیا اُنھون نے مسلمان سمجھ کر موافق اپنی عادت کے حد سے
زیادہ اُسکی تعظیم کی جب معلوم ہوا کہ یہ ہندو ہے بہت نادم ہوے اُس روز سے یہ حکم دیا کہ تمام ہندو اپنی آستین
مین ایک ٹکڑا رنگے ہوے کپڑے کا سی لیا کرین تاکہ مسلمانون اور ہندوؤن مین فرق ہوجاوے عوام اُسکو ٹکریہ
کہتے تھے ٹکری کے معنی لغت مین پیوند کے ہین چند روز کے بعد اُنھون نے یہ بھی حکم دیا کہ ہندو لوگ زین پر سوار
نہوا کرین بلکہ گھوڑے کی پیٹھ پر سونٹا کاڈالکر سوار ہوا کرین بہت سے سادات اور اہل علم و فضل اُنکے ملازم تھے
ہمیشہ اُنھین سے صحبت رکھتے تھے چارپائی پر کبھی نسوتے تھے کبھی تہجد کی نماز اُنکی فوت نہوتی تھی جماعت کے بھی
بڑے پابند تھے لاکھون اور کرورون روپیہ کی جاگیر رکھتے تھے مگر ایک گھوڑے سے زیادہ اُنکے طویلہ مین نہوتا تھا

اور کبھی وہ بھی کسی مستحق کو دے دیتے تھے تو سفر ہو یا حضر پیادہ پا رہجاتے تھے تب غلام اُنکے اور گھوڑا اُنکے واسطے تجویز
کرتے تھے چنانچہ ایک شاعر کے ایک قصیدہ کا یہ مصرع ہے ع خان مفلس غلام با سامان ✤ خزانہ جمع کرنے کی قسم کھائی تھی
جب روپیہ اُنکے سامنے آتا تھا تو کہتے تھے کہ یہ تیر کی طرح میرے سینہ مین چبھتا ہے جب تک لوگون کو تقسیم نہ کر دیتے تھے
تب تک اُنکو چین نہوتا تھا اور یہ اُنھون نے نذر کی تھی کہ جو غلام اُنکے ملک مین آوے پہلے ہی دن آزاد ہے اور سواے
تین عورتون کے جو اُنکی منکوحہ تھین اور کسی عورت سے کبھی اُنکو کچھ تعلق نہین ہوا اخروٹ کو اپنے اعتقاد مین مسکرات
مین سے جانتے تھے ایک روز شیخ الہدیہ نے جو مشائخ کبار مین سے تھے اُنکو خزانہ جمع نہ کرنے اور بہت سا روپیہ
اُٹھانے سے منع کیا سید ممدوح کو یہ امر بہت ناگوار ہوا اور غصہ ہو کر فرمایا کہ روپیہ جمع کرنا اگر سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ و
سلم کی ہے تو البتہ ضرور ہے ورنہ تمسے بزرگون سے تو ہم یہ امید رکھتے ہین کہ جسقدر تعلق ہوس دنیاوی کا ہم مین باقی ہو
وہ بھی تم دور کر دو نہ یہ کہ حرص دنیا بڑھانے مین سعی کرو قوت اور ہیبت اور شجاعت بھی اُنکی ایسی تھی کہ بڑے بڑے
بہادرون مین نہین ہوتی لڑائی کے وقت یہ دعا مانگتے تھے کہ یا اللہ یا شہادت نصیب ہو یا فتح لوگون نے کہا کہ
حضرت فتح کی دعا کو مقدم کیجیے تو کہتے تھے کہ مین زندہ لوگون کی نسبت اُن لوگون سے ملنے کا جو دنیا سے چلے گئے
زیادہ شائق ہون سخاوت اُنکی ایسی تھی کہ اگر بالفرض تمام جہان کے خزانہ اور تمام روے زمین کی سلطنت ہم اُنکو
ملجاتی تو پہلے ہی دن قرضدار ہو جاتے یہ قطعہ اُنکے حال پر خوب صادق تھا ✤ صواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان
یگانہ ایزد دادار بے عدیل وہمال ✤ وگرنہ ہر دو ببخشیدے او بوقت سخا ✤ امید بندہ نماندے بایزد متعال ✤
کبھی ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ ایک ہی مرتبہ ڈیڑھ سو گھوڑے عراقی اور مجنس اور ترکی سوداگر سے خریدے ہین قیمت
مین اُس سے کچھ گفتگو نہین کی بس اسی قدر کہا ہے کہ تو جانے اور تیرا خدا جانے اور بعد خریدنے کے اُسی مجلس مین
یارون کو تقسیم کر دیے ہین اور اُسپر بھی عذر کیا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میری اُنکی پہلی ہی ملاقات جب
ہوئی تھی جس وقت لشکر گرد تلنگانہ کی طرف متعین ہوا تھا اُنھون نے آگرہ مین ایک عراقی گھوڑا پانسو روپیہ کو خریدا
اور فوراً مجکو دے دیا جب اُنکا انتقال ہوا تو ڈیڑھ لاکھ روپیہ سے زیادہ اُنپر قرض تھا مگر سب لوگ اُنکو ایسا عزیز رکھتے تھے
کہ تمام قرض خواہون نے ساری اپنی دستاویزین چاک کر ڈالین اور تمام قرض اپنا معاف کر کے اُنکے واسطے
مغفرت کی دعا کی ایک حبہ کا اُنکے وارثون سے دعوی نہ کیا چونکہ مصنف صاحب خوش آواز بہت تھے اسواسطے
اکبر نے اُنکو پیش نماز مقرر کیا کل سات امام تھے ہر روز ایک شخص کی باری ہوتی تھی چہار شنبہ کے روز اُنکی نوبت
مقرر ہوئی خواجہ دولت ناظر سے یہ کام متعلق تھا کہ وہ ہر شخص کو اُسکی نوبت پر حاضر کر دیتا تھا اسی سال مین

خواجہ امین الدین محمود نے جو خواجہ امینا مشہور تھے انتقال کیا سارا اُنکا مال خزانہ عامرہ مین داخل ہوا اسی سال مین
ستھوین ذی قعدہ کو اکبر نے اجمیر کا سفر کیا اور جب اجمیر ایک منزل رہی تو موافق عادت قدیم کے اکبر یہان سے پیادہ پا
گیا اسی مہینہ کی نوین تاریخ نوروز ہوا تھا اور سنہ جلوس بائیسوان شروع ہوا تھا اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ منعم خان
خانخانان کی وفات کے بعد داؤد نے مقابلہ کر کے سب بادشاہی امیرون کو گور اور ٹانڈہ سے نکال دیا چنانچہ لوگ
حاجی پور اور پٹنہ مین چلے آئے اور خان جہان اس وجہ سے کہ لشکر اُسکا ابھی لاہور مین ہے بہت تامل سے جاتا ہے اس
وجہ سے اکبر نے ترک سبحان قلی کے ہاتھ خان جہان کو یہ فرمان بھیجا کہ بہت جلد جاؤ چنانچہ اُسنے بائیس روز کے
عرصہ مین ہزار کوس زمین طے کی پھر اجمیر مین یہ خبر آئی کہ خان جہان نے گرہی مین پہونچکر داؤد سے مقابلہ کیا اور
بڑی لڑائی کے بعد فتح پائی اور قریب ڈیڑھ ہزار آدمیون کے قتل اور قید کیے پھر وہان سے آگے بڑھ گیا ابتدائے محرم
۹۸۴ھ نوسو چوراسی مین اکبر راجہ مان سنگھ ولد بھگوانداس کو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مین لے گیا اور
وہان استمداد کر کے خلعت و گھوڑا مع تمام لوازم کے اُسکو عنایت کیا بعد ازان کوکندہ اور کونبھلمیر کی طرف جو
رانا کیکا سے متعلق تھا نامزد کیا پانچ ہزار سوار ہمراہ کیے اور آصف خان بخشی اور غازی خان بدخشی و شاہ غازی خان
تبریزی و مجاہد خان و سید احمد خان اور سید ہاشم بارہہ اور مہتر خان خاصہ خیل وغیرہ کو بھی ہمراہی کا حکم ہوا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین غازی خان اور آصف خان کو اجمیر سے تین کوس تک پہونچانے گیا تھا
یکایک جہاد کا شوق میرے دل مین بھی پیدا ہوا فی الحال مین وہان سے لوٹ کر شیخ عبد النبی صدر کے پاس گیا
اور اُنسے یہ آرزو بیان کر کے التماس کیا کہ آپ مجکو بادشاہ سے رخصت دلوا دیجیے اُسنے قبول تو کیا مگر بادشاہ سے
عرض کرنے کا خود وعدہ نہ کیا بلکہ یہ کام سید عبد الرسول نے اپنے وکیل کے ذمہ رکھا چونکہ یہ شخص بڑا فضول تھا
اس وجہ سے اُسکے واسطے سے یہ عرض مین نے مناسب نہ سمجھی تب مین نے نقیب خان کا جس سے میرا بہت
ربط تھا توسل کیا اُسنے اول بہت سا منع کیا اور کہا کہ اگر اس لشکر کا سردار ہندو نہ ہوتا تو سب سے پہلے اس سفر کا
ارادہ مین کرتا مین نے جواب دیا کہ ہم اپنا سردار بادشاہ کو سمجھتے ہین مان سنگھ وغیرہ سے ہمین کیا غرض تب
نقیب خان نے موقع پا کر اکبر کے حضور مین عرض کیا کہ عبد القادر رخصت چاہتا ہے اکبر نے کہا کہ وہ تو عہدہ
امامت پر متعین ہے کیون جاتا ہے نقیب خان نے کہا کہ جہاد کی آرزو رکھتا ہے تب اکبر نے مجکو بلا کر پوچھا کہ تم
کیون جاتے ہو مین نے التماس کیا کہ میری آرزو یہ ہے کہ اس اپنی سیاہ ڈاڑھی کو حضور کی دولتخواہی مین صرف کرون
اکبر نے کہا انشاء اللہ تم فتح کی خبر لاؤ گے پھر مراقبہ مین جا کر بڑی توجہ سے دعا مانگی مین نے پانون چومنے کا قصد کیا

تو اکبر نے اپنا پانون ہٹا لیا جب دیوانخانہ سے باہر نکلا تو اکبر نے پھر مجکو بُلایا اور دونون ہاتھون مین بھر کر تسبیح اشرفیان
مجکو عنایت کین پھر رخصت کیا جب مین شیخ عبد النبی سے جو اُن دنون دل کی کدورت دور کر کے مجھسے صاف ہو گیا تھا
ملنے گیا تو شیخ مذکور نے کہا کہ جسوقت لڑائی شروع ہو ضرور میرے واسطے دعا مانگنا کیونکہ بموجب حدیث شریف کے
وہ وقت قبولیت دعا کا ہی مین نے قبول کر کے اُنسے دعا کا التماس کیا بعد ازان سامان درست کر کے اور اپنے موافق یارون کو
ساتھ لیکر مین نے سفر کیا یہ سفر بڑی خیر و خوبی سے تمام ہوا آخر کو مین ایک فتح نامہ اور ایک مشہور ہاتھی تہنا نامی لیکر رانا کیکا کا
فتح پور مین آیا اِسی سال کی بیسوین محرم کو اکبر نے مہم کوکندہ کا سرانجام کرنے کے لئے فتح پور کا قصد کیا اور صفر کی چاندرات کو
روز وہان پہونچا اِستنے مین یہ خبر آئی کہ جب خان جہان گرہی سے آگے بڑھا داؤد نے ٹانڈہ سے نکل کر موضع آکمحل مین
جسکے ایکطرف گنگا اور دوسری طرف پہاڑ ہی پناہ لی اور اپنے لشکر کے گرد خندق کھود کر قلعہ بنا لیا ہی اور وہان سے ہر روز
لڑتا ہی اور اُنھین لڑائیون مین خواجہ عبد اللہ پوتے خواجہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز کے بڑی بہادری بیان کر کے شہید بھی ہو گئے
اور اُس طرف سے خانخانان ٹھانون کا سردار قتل ہوا یہ سُنکر اکبر نے مظفر خان حاکم پٹنہ و بہار کے نام فرمان بھیجا کہ تم
اُس طرف کی تمام فوج لیکر خان جہان کی مدد کو جاؤ اسی سال کے ربیع الاول کے مہینہ مین میرزا محمد شریف ولد
میر عبد اللطیف قزوینی جو ایک جوان طبیعت دار خوش خلق خوش آواز ملکہ بجمیع صفات موصوف تھا فتح پور کے میدان مین
اکبر کے ساتھ چوگان کھیل رہا تھا اتفاقاً گھوڑے سے گرا فوراً جان نکل گئی اُسوقت وہان بڑا ایک شور اُٹھا یہ معرکہ
دیکھکر اکبر بہت گھبرایا اور بالکل اُسکے حواس جاتے رہے تب قطب الدین محمد اتکہ نے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا کہ حضور
یہان کیا کرتے ہین دولتخانہ کو تشریف لیجائیے تب اکبر وہان سے گھوڑا دوڑا کر مکان کو چلا گیا جب اُسکے دل کو تسکین
ہوئی تو فرمان صحت و سلامتی کے مضمون کے سب سرحد کے امیرون کو بھیجے منجملہ اُنکے ایک فرمان مان سنگھ اور
آصف خان کے نام بھی پہونچا ابتداے ماہ ربیع الاول ۹۸۴ھ نوسو چوراسی مین کوکندہ کی فتح واقع ہوئی مجملاً اُسکا
بیان یہ ہی کہ جب مان سنگھ اور آصف خان اپنے لشکر کے ساتھ اجمیر سے کوچ کر کے مانڈل گڈھ کے رستہ سے بلدہ
مین جو کوکندہ سے سات کوس ورلی طرف رانا کیکا کا دار الریاست تھا پہونچے تو رانا اپنی فوج کو ساتھ لیکر
مقابلہ کے لیے بڑھا اُسوقت مان سنگھ ہاتھی پر سوار ہو کر مع خواجہ محمد رفیع بدخشی اور شہاب الدین گروہ پایندہ
قزاق اور علی مراد ازبک اور راجہ لون کرن حاکم سانبھر وغیرہ اور راجپوتون کے قلب سپاہ مین قائم ہوا اور چیدہ
نامی جوانون کو چھانٹ کر ہراول بنایا اور اُنھین اسی اور کئی آدمیون کو منتخب کر کے سید ہاشم بارہہ کے ساتھ
ہراول سے بھی آگے روانہ کیا جسکو جوزہ ہراول کہتے ہین سید احمد خان بارہہ مع ایک جماعت کے میمنہ مین

اور قاضی خان مع جماعت شیخ زادہاے سیکری کے میسرہ مین متعین ہوا رانا اُنکا تین ہزار سوار ساتھ لیکر پہاڑ کے پیچھے سے
آیا اور اُسکی فوج کے دو گروہ ہوگئے ایک گروہ جسکا سردار حکیم سور تھا پہاڑ کے قبلہ کی جانب سے ہراول کے مقابلہ مین
آیا اور چونکہ وہان رستہ بہت ناہموار تھا اور تھوہڑ کے پیڑ بڑی کثرت سے تھے اس سبب سے ہراول اور جزو ہراول باہم ملکر
ایک ہوگئے اور اُسوقت مخالف لوگ غالب ہوگئے اور سارے راجپوت جنکا سردار راجہ لون کرن سانبھری تھا
ہراول فوج کے سامنے ہوتے ہوے میمنہ کی جانب سے میسرہ کی طرف کو بھاگے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی
ہراول کی فوج مین تھا مین نے آصف خان سے کہا کہ ہمارے سامنے یہ راجپوت آگئے اب دوست و دشمن مین کیونکر
فرق کرین اُسنے جواب دیا کہ تم تیر مارنے شروع کردو کوئی ہو چنانچہ اسی طرح تیراندازی شروع کی اور مخالفون پر تاک تاک کے
تیر مارے سادات بارہہ اور بعضے اور جوانون نے اس لڑائی مین وہ کام کیے جو رستم سے بھی نہو سکتے بہت سے آدمی دونون
طرف سے کام آئے رانا کی فوج کا دوسرا حصہ جسمین رانا خود موجود تھا گھاٹی مین سے نکلا اور قاضی خان کو جو وہانہ گھاٹی پر تھا ہٹا کر
قلب فوج پر جا پڑا سیکری والے شیخ زادہ یکبارگی بھاگ نکلے بھاگتے وقت شیخ منصور داماد شیخ ابراہیم کے سُرین پر ایک تیر لگا جسکی
زحمت مدت تک رہی قاضی خان باوجودیکہ بیچارہ ایک مُلا آدمی تھا مگر اُس روز بڑی جرات کرکے دیر تک میدان مین ٹھہرا اسکے
داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر تلوار کا زخم بھی لگا جب عاجز ہوا تو وہان سے ہٹ کر قلب مین چلا گیا جو لوگ اول ہی حملہ مین بھاگ
نکلے تھے وہ پانچ چھ کوس تک بھاگ کر دریا اتر گئے ہرگز انھون نے باگ نہ پھیری عین گرمی ہنگامہ مین مہتر خان نے
چنداول کی فوج مین نکل کر نقارہ بجا دیا کہ خود اکبر بھی آپہونچا یہ سُنکر سب کے دل بڑھ گئے اور بھاگنے والون کو بھی ایک طرح کی
تقویت ہوگئی مخالفون کی طرف سے راجہ رام ساہ گوالیاری نبیرہ راجہ مان نے جو رانا کے آگے آتا تھا راجپوتون کی جان پر بڑی
آفت ڈالی یہ وہی راجپوت تھے جو میمنہ سے بھاگ کر میسرہ مین سادات کے پاس رہگئے تھے اور انھین کے بھاگنے کی وجہ سے
آصف خان کے بھی پانون اُکھڑ گئے تھے اور اگر سادات ہمت نہ کرین تو جیسا کہ اول دہلہ مین راجپوتون نے کام بگاڑا تھا
وہی انجام کو بھی رسوائی حاصل ہوتی مخالفون کے ہاتھی بادشاہی فوج کے ہاتھیون کے برابر آگئے اُنمین سے دو مست ہاتھی
باہم لڑنے لگے حسین خان ہاتھیون کا فوجدار جو راجہ مان سنگھ کے پیچھے ایک اور ہاتھی پر سوار تھا اس کشمکش مین وہ بھی گر پڑا
اُسوقت مان سنگھ مہاوت کی جگہ اُس ہاتھی پر خود سوار ہوگیا اور ایسے وقت مین اُسنے ایسی ثابت قدمی کی کہ کوئی نہ کرسکیگا
وہ دو ہاتھی جو باہم لڑتے تھے اُنمین ایک بادشاہی فوج کا ہاتھی تھا اور اُسکے مقابل رام پرشاد نامے رانا کا ایک
بڑا قوی ہاتھی تھا دونون ایک دوسرے کو ریل دیتے تھے رانا کی طرف کے رام پرشاد نامے ہاتھی پر جو فیلبان سوار تھا
اُسکے ایک تیر لگا وہ اُسی ہاتھیون کی کشمکش مین زمین پر گر پڑا تب ادھر کے ہاتھی کا فیلبان چالاکی کرکے اپنے ہاتھی سے

کو دکر راناکے طرف کے ہاتھی پر جا بیٹھا فی الواقع اسوقت اُسنے بڑا کام کیا یہ حال دیکھکر راناکے پاؤن اُکھڑ گئے اور ساری
اُسکی فوج مین تذبذب پڑگیا لیکن جوان جو مان سنگھ کی محافظت کر رہے تھے آگے بڑھکر ایسے لڑے کہ اُنکی لڑائی گویا ایک کارنامہ
مخالفون کی طرف سے جیمل چتوری کا بیٹا اور راجہ رام ساہ راجہ گوالیاری اور اُسکا بیٹا سالباہن جنھون نے بڑی بڑی
بہادریان کی تھین اس لڑائی مین مارے گئے اور گوالیار کے راجون کی نسل سے کوئی شخص اس قابل باقی نہ رہا جو مسند نشینی
لائق ہو رانا جو مادہو سنگھ کے مقابلہ مین تھا اُسکے بھی تیرون کے کئی زخم لگے حکیم سور سادات کے مقابلہ سے بھاگ کر
راناکے پاس پناہ لے گیا دونون ٹکڑے اُسکی فوج کے ملکر ایک ہو گئے رانا نے میدان سے بھاگ کر پھر اُنھین پہاڑون
مین چتور کی فتح کے بعد آوارہ پھرتا تھا پناہ لی اُس لڑائی کے روز گرمی بھی حد سے زیادہ تھی مین گرمی کے چلنے کے دن تھے
صبح سے دوپہر تک معرکہ رہا پانسو آدمیون کا اُس میدان مین کھیت ہوا اُنمین سے ایکسو بیس مسلمان اور باقی ہندو تھے
زخمی تین ہزار سے زیادہ تھے ہوا مین یہ گرمی تھی کہ سپاہیون کو حرکت کی طاقت نہ رہی تھی اور گمان غالب تھا
کہ رانا دھوکا دیکر پہاڑ کے پیچھے ٹھہرا ہوا ہی اس وجہ سے کسی نے اُسکا تعاقب نہ کیا اور لوٹ کر خیمون مین آ کے زخمیون کا
علاج شروع کیا اور اُس فتح کی یہ تاریخ ہوئی ۵ وَمَدَدٌ مِنَ اللّٰہِ فَتْحٌ قَرِیْبٌ ❖ دوسرے دن وہان سے کوچ
کرکے لڑائی کے میدان کا ملاحظہ کرتے ہوے گھاٹی سے گذر کر کوکندہ مین پہونچے چند لوگ جو راناکے محل کی
محافظت کرتے تھے اور کچھ لوگ جو بتخانہ مین رہتے تھے سب قریب بیس آدمیون کے لڑکر مر گئے ہندوون کا قدیم طریقہ
یہ ہی کہ جب مغلوب ہو کر شہر خالی کرتے ہین تو کچھ لوگ اپنے ناموس کے لحاظ سے لڑکر اپنی جان گنواتے ہین اور چونکہ
یہ خیال تھا کہ کہین یہ انارات کو شبخون نہ مارے اسلیے کوچہ بندی کرکے خندق اور دیوار اسقدر شہر کوکندہ کے گرد تیار کرائی
کہ سوار اُسپر سے نہ آ سکے پھر دوسرے دن میدان مین کشتون کی اور اُن گھوڑون کی جو مارے گئے تھے اسم نویسی شروع کی
تاکہ اکبر کو جو عرضی بھیجی جاوے اُسمین یہ سب تفصیل درج ہو سید احمد خان بارہہ نے کہا کہ نہ ہم مین سے کوئی آدمی مارا گیا
نہ گھوڑا پھر اسم نویسی کی کیا ضرورت ہی اب غلہ کی فکر سب کامون پر مقدم ہی کیونکہ اُس کوہستان کے ملک مین غلہ
بہت کم پیدا ہوتا تھا چنانچہ اُن دنون مین غلہ کے نہ ملنے سے فوج نے بڑی تکلیف اُٹھائی تھی سب امیرون نے ملکر اِسبات کا
باہم مشورہ کیا اور یہ ٹھہری کہ ہر روز ایک امیر سردار لشکر غلہ کی تلاش مین جاوے چنانچہ اسی قرارداد کے موجب ہر روز
ایک امیر جاتا تھا اور پہاڑیون پر جہان کہین کچھ بستی یا آدمیون کا مجمع پاتے تھے اُنکو لوٹ لاتے تھے اور فقط جانورون کے
گوشت پر اوقات بسر ہوتی تھی آم وہان بڑی کثرت سے تھے اکثر عوام الناس کی فقط آمون پر ہی گذر ہوتی تھی اسی وجہ سے
بہت لوگ بیمار بھی ہو گئے وہان کے آم جو تولے گئے تو اکبری وزن سے سیر سیر بھر کے ہوتے تھے پوست بھی اُنکا

تبلا ہوتا تھا مگر شیرینی کم اور ذائقہ اچھا نہ تھا اِسی اثنا مین اکبر نے معرکہ کا مفصل حال تحقیق کرنے کے لیے محمود خان خاص کو بھیجا چنانچہ متواتر کوچ کرتا ہوا وہان پہونچا اور ایک روز رکھہ سب حال معلوم کیا اور پھر وہان سے واپس ہو کر بہت جلد اکبر کی خدمت مین پہونچا اور معرکہ کی شرح تفصیل عرض کی اکبر نے ساری کارگزاریان سردارون کی بہت پسند کین مگر یہ بات کہ رانا کو زندہ نکل جانے دیا اور اُسکا تعاقب نہ کیا پسند نہ آئی امیرون کی یہ راے ہوئی کہ رام پرشاد نامی ہاتھی کو غنیمت مین ہاتھ آیا تھا اور کئی مرتبہ اُسکو اکبر نے رانا سے طلب کیا تھا مگر اُس کمبخت نے نہ دیا تھا فتحنامہ کے ساتھ درگاہ کو روانہ کرین جب اُسکی ہمراہی کے لیے کسی سردار کو تجویز کرنے لگے تو آصف خان نے مصنف صاحب کی نسبت کہا کہ یہ محض اپنے دلی شوق اور ثواب کی نیت سے آئے تھے اُنکے ہمراہ فتح نامہ بھیجدینا چاہیے مان سنگھ نے کہا کہ ابھی تو یہان بڑا کام باقی ہے انکو چاہیے کہ معرکہ مین ہر جگہہ صف سے آگے بڑھکر امامت کیا کرین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ یہان امامت کی کیا ضرورت ہے مین جاکر خود حضرت بادشاہ کا امام بنونگا یہ سُنکر وہ بہت ہنسا اور اُس ہاتھی کی حفاظت کے لیے تین سو سوار ساتھ کر کے روانہ کیا اور خود بھی سیر وشکار اور تھانہ بٹھلانے کی غرض سے قصبہ موہنی تک جو کوکندہ سے بیس کوس ہے ساتھ آیا اور وہان سے ایک سفارش نامہ لکھکر مصنف صاحب کو دیکر رخصت کیا چنانچہ باگھور اور مانڈل گڈھ کے رستہ سے قصبۂ انبیر مین جہان مان سنگہ کا وطن تھا پہونچے رستہ مین جو لوگ اس لڑائی کی کیفیت اور مان سنگھ کے فتح پانے کی حقیقت سُنتے تھے بہت تعجب کرتے تھے بلکہ اُنکو یقین نہ آتا تھا جب انبیر پانچ کوس رہا اتفاقًا وہان وہ ہاتھی دلدل مین اندھ گیا جتنا آگے کو بڑھتا تھا اُتنا ہی زمین کے نیچے کو بیٹھا جاتا تھا چونکہ پہلی ہی خدمت تھی اس وجہ سے مصنف صاحب کو بڑا تردد پیدا ہوا آخر اُس نواح کے بہت سے لوگ جمع ہوے اور اُنھون نے کہا کہ پار سال بھی ایک بادشاہی ہاتھی یہان اندھ گیا تھا جب یہان پانی بہت سا ڈالا تو زمین نرم ہو گئی تھی اور ہاتھی آسانی سے نکل گیا تھا یہ سُنکر فورًا سقون نے یہی تدبیر کی تب اُس ہاتھی نے اُس بلا سے نجات پائی وہان سے چلکر انبیر مین پہونچے تین چار روز وہان رہے پھر قصبہ تودہ کے رستہ سے جو مصنف صاحب کے پیدا ہونے کی جگہہ ہے بساور مین پہونچے اور وہان سے کوچ کر کے فتح پور مین داخل ہوے اور ابتدا ماہ ربیع الثانی مین راجہ مان سنگھ کے باپ راجہ بھگوانداس کے وسیلہ سے اکبر کی کورنش حاصل ہوئی مصنف صاحب نے امیرون کی عرضیان مع ہاتھی کے پیش کین اکبر نے پوچھا اس ہاتھی کا نام کیا ہے مصنف صاحب نے عرض کیا کہ اسکا نام رام پرشاد ہے اکبر نے کہا کہ یہ سب پیر کے طفیل سے حاصل ہوا ہے اسواسطے اسکا نام آیندہ کو پیر پرشاد ہونا چاہیے پھر اکبر نے کہا کہ وہان کے امیرون نے تمھاری تعریف بہت لکھی ہے سچ سچ کہو تم کس فوج مین تھے اور کیا کیا کام تمنے

مصنف صاحب نے کہا کہ بادشاہون کے حضور مین سچی بات بھی بڑے خوف سے بیان کرتا ہون جھوٹی بات
کیونکر کہ سکونگا جو کچھ واقعی واقعی حال تھا وہ سب مصنف صاحب نے تفصیل تمام اول سے آخر تک بیان کیا پھر اکبر نے
پوچھا کہ تم خالی ہاتھ تھے یا مسلح مصنف صاحب نے جواب دیا کہ ایک زرہ اور کچھ میرے پاس موجود تھا اکبر نے پوچھا کہ یہ
سامان تمنے کس سے لیا مصنف صاحب نے جواب دیا کہ سید عبد اللہ خان سے اُس زمانہ مین ہر وقت اکبر کے سامنے
اشرفیون کا ڈھیر رہتا تھا چنانچہ دونون ہاتھون مین بھر کر چھیانوے اشرفیان مصنف صاحب کو انعام مین عطا کین پھر
پوچھا کہ تمنے شیخ عبد النبی سے بھی ملاقات کی یا ابھی نہین اُنھون نے جواب دیا کہ سیدھا سفر سے آکر دربار مین حاضر ہوا ہون
ابھی کسی سے بھی ملاقات نہین کی پھر اکبر نے ایک دوشالہ نخودی اعلیٰ قسم کا دیا اور کہا کہ اسکو لیتے جاؤ اور شیخ مذکور سے
جاکر ملاقات کرو یہ دوشالہ ہماری طرف سے اُنکو دیکر کہنا کہ یہ خاص ہمارے کارخانہ کا ہے ہمنے فرمایش کر کے تمھاری
نیت سے تیار کرایا ہے اسکو تم اوڑھو مصنف صاحب اُس دوشالہ کو لیکر شیخ عبد النبی کے پاس گئے اور اکبر کا پیغام
ادا کیا شیخ عبد النبی بہت خوش ہوا اور اُسنے کہا کہ مین نے رخصت کے وقت تمسے کہدیا تھا کہ جب لڑائی شروع ہو
تو میرے لیے ضرور دعا مانگیو اُنھون نے جواب دیا کہ مین نے یہ دعا پڑھی تھی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یہ سُنکر شیخ عبد النبی نے
کہا کہ یہی کافی ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہ شیخ عبد النبی آخر کو ایسے بُرے حال سے مرا کہ خدا کسی کو نہ دکھائے
خان جہان کھل گانؤن مین داؤد سے مقابلہ کر رہا تھا اور اسکا منتظر تھا کہ مظفر خان اور لشکر بہار و حاجی پور کا
اُسکی مدد کو پہونچے اسلیے اکبر نے اسی سال مین سید عبد اللہ خان کو مع فرمان کے اُسکے پاس بھیجا فرمان مین
یہ درج تھا کہ ان امیرون کے بھیجنے کا اہتمام ہو رہا ہے اور ہم بذات خود بھی آنے والے ہین اور پانچ لاکھ روپیہ ڈاک چوکی
کے وسیلہ سے اس لشکر کی مدد کے لیے روانہ کیا اور بہت سی کشتیان غلہ کی بھری ہوئی بھی آگرہ سے روانہ کین
اسی اثنا مین یہ خبر پہونچی کہ نواحی حاجی پور اور پٹنہ کے ایک زمیندار گجپتی نے باغی ہو کر بہت سی جمعیت اکٹھی کر لی ہے اور
اُسنے یورش کر کے فرحت خان اور اُسکے بیٹے میرک رد ائی کو جو تھانہ آرہ مین تھے شہید کر ڈالا اور رستہ بالکل بند ہے
اسی سال کی پچیسوین ربیع الثانی کو اکبر نے بنگالہ کے ارادہ پر فتح پور سے کوچ کر کے پانچ کوس پر منزل کی اسی منزل مین
سید عبد اللہ خان داؤد کا سر لیکر ملازمت مین حاضر ہوا اور وہ بیت جعفر کی فال مین جو سید میر کی نے پٹنہ سے
لوٹتے وقت جونپور مین نکالی تھی سچی ہو گئی ع مژدہ فتح بناگاہ رسید سر داؤد بدرگاہ رسید اس لڑائی کا مجملاً
قصہ یہ ہے کہ جب وہ سید عبد اللہ خان خان جہان کے لشکر مین پہونچا اور وہان اُسنے لڑائی کا اہتمام کیا

دوسرے روز جو پندرھوین ماہ ربیع الثانی کی تھی خان جہان نے فوج کو ترتیب دیا اور ایک ایک امیر کے واسطے میدان مین جگھ
متعین کر دی مظفر خان نے پانچ ہزار کی جمعیت سے صف آراستہ کین اور دلمین غرور کے نشہ مین مست ہو کر اپنے چچا
جنید کررانی کو اور سوائے اسکے اور بہت سے سردارون کو ساتھ لیکر قلعہ سے باہر نکلا لڑائی شروع ہوئی اول حملہ مین ایک توپ کا گولہ
جنید کے زانو مین لگا تمام بدن اسکا پاش پاش ہو گیا اور جب دونون فوجین باہم ملکر لڑنے لگین تو پٹھانون کو شکست
ہوئی اتفاقاً داؤد کا گھوڑا اکھمین دلدل مین اند گیا فوراً حسن بیگ اسکو گرفتار کر کے خان جہان کے پاس لے آیا
اُسوقت داؤد پر تشنگی بڑی غالب تھی پانی مانگنے لگا لوگون نے اسکے جوتے مین ہی پانی بھر کر سامنے کیا اُسنے
پانی پینے سے انکار کیا تب خان جہان نے خاص اپنے پینے کا پانی اسکو پلا کر سیراب کیا چونکہ داؤد بہت خوبصورت آدمی
تھا اسوجہ سے خان جہان اسکے قتل پر راضی نہ تھا مگر سب امیرون کی رائے یہ ٹھہری کہ اسکے زندہ رکھنے مین بڑے
فساد کا احتمال ہے اس واسطے اسکے قتل کا ارادہ کیا دو زخم لگائے مگر کارگر نہوے تب اسکو بڑے عذابون سے قتل کیا
اور اسکے سر کو جدا کر کے اسمین گھاس بھر دی اور بہت سی خوشبوئین اسکو لگا کر سید عبد اللہ خان کے ہاتھ دربار کو
روانہ کیا اس لڑائی مین ہاتھی اور غنیمت کا مال بہت ہاتھ آیا اِس سال مین اکبر نے اس فتح کے شکریہ ادا کرنے کے لیے
تیئسوین جمادی الثانی کو اجمیر کا قصد کیا چھٹی رجب کو حضرت خواجہ کے عرس کے دن اجمیر مین پہونچا اور سلطان خواجہ
ولد خواجہ خاوند محمود کو میر حاج کر کے سفر حج ادا کرنے روانہ کیا اور چھ لاکھ روپیہ کا نقد و جنس حرمین شریفین کے مستحقون کے
لیے اور حرم مبارک مین ایک مکان بنوانے کے لیے اسکو حوالہ کیا اور جسوقت سلطان خواجہ رخصت ہونے لگا اکبر
احرامیون کی صورت بنا کر ننگے پانون اور ننگے سر اور اسی طرح کا لباس پہن کر اور کسی قدر سر کے بالون کا بھی قصر کر کے
چند قدم بطور مشایعت کے اسکے ساتھ گیا اُسوقت لوگون پر بڑی رقت طاری تھی اور ہر طرف سے ایک شور برپا تھا
اور قطب الدین محمد خان اور قلیچ خان اور آصف خان کو خواجہ مذکور کے ہمراہ کر کے یہ حکم دیا کہ اس قافلہ کو کوکندہ تک
پہونچا دو بعد ازان تمام رانا کے ملک کو پامال کر دو اور جہان کہین رانا کا پتا ملے اسکو ہرگز زندہ نہ چھوڑو اسی اثنا مین
یہ خبر پہونچی کہ شاہ طہماسپ کا انتقال ہو گیا اور شاہ اسمعیل ثانی اسکا جانشین ہوا یہ تاریخ اسکے جلوس کی ہے
ع اول دولت فتح و ظفر ست ٭ بعد ازان اکبر نے حکم عام دیا کہ جسکا جی چاہے حج کو جاوے خرچ راہ
خزانہ سے ملیگا یہ سنکر بہت لوگون نے قصد کیا اور بڑی مخلوق اس سعادت سے مشرف ہوئی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ اسکے برخلاف اب یہ حال ہے کہ جب کوئی سفر حج کے لیے رخصت مانگتا ہے واجب القتل ٹھہرتا ہے
اسی اثنا مین یہ خبر پہونچی کہ رسد بہم نہ پہونچنے کی وجہ سے کوکندہ کے لشکر پر بڑی تکلیف ہے اسلیے اکبر نے

مان سنگھ اور آصف خان اور قاضی خان کو تنہا وہان سے بُلایا مان سنگھ اور آصف خان مین باہم نفاق بہت تھا اور
ان دونون کی بعضی حرکتین اکبر کو ناپسند ہوئی تھین اسلیے چند روز ان دونون کو کورنش سے محروم رکھا مگر قاضی خان بدخشی
اور مہتر خان اور علی مراد اوزبک اور خنجری ترک اور ایک دو شخص اور کہ مصنف صاحب بھی اُنھین مین سے تھے روز بروز تقرب مین
بڑھتے گئے باقی اور لوگون پر کچھ دنون عتاب رہا پھر انکے بھی قصور معاف ہوگئے چونکہ رانا اودے پور اور خان پور کے کوہستان مین
قزاق بنکر لوٹتا پھرتا تھا اسلیے اکبر نے اُسکی تنبیہ کے واسطے اسی مہینہ کی اُنیسوین تاریخ کو اُس طرف کوچ کیا خواجہ شاہ
منصور شیرازی ابتدا مین بادشاہی خوشبوخانہ کا داروغہ تھا اور چونکہ مظفر خان کو اُس سے عداوت بہت تھی اس
سبب سے وہ یہان سے بھاگ کر جونپور مین منعم خان کے پاس چلا گیا تھا وہان اُسنے بڑی عزت پاکر دیوانی کا منصب
حاصل کیا منعم خان کے حادثہ کے بعد پھر اکبر نے فرمان بھیجکر اُسکو طلب کیا چنانچہ اُنھین دنون وہ ملازمت مین حاضر ہوا
اور چونکہ وہ نہایت کاردان اور لائق آدمی تھا اسلیے اکبر نے اُسکو کل ممالک محروسہ کا دیوان مقرر کیا رفتہ رفتہ تمام مہمات
ملکی مین دخیل ہوگیا حسب اتفاق اُنھین دنون ستارہ دنبالہ دار مغرب کی طرف ظاہر ہوا اور چونکہ شاہ منصور بھی اپنی دستار کا
دنبالہ بہت دراز چھوڑتا تھا اس وجہ سے ستارہ دنبالہ دار لوگون نے اُسکا نام مقرر کردیا یہ شخص حساب مین سپاہیون سے
بہت سختی کرتا تھا اسواسطے لوگ اُسکے ظلمون کے مقابلہ مین راجہ اور مظفر خان کے ظلم بھی بھول گئے اسی سال مین
یہ خبر آئی کہ شاہ اسمعیل ولد شاہ طہماسپ بادشاہ عراق کو اُسکی ہمشیرہ پری جان خانم نے امیرون سے متفق ہوکر قتل
کرڈالا امیر حیدر معمائی نے اُسکے جلوس کی تاریخ شہنشاہ روے زمین اور اُسکے وفات کی تاریخ شہنشاہ زیر زمین
نکالی گویا دُم دار ستارہ کا اثر عراق مین ظاہر ہوا اثرا غدر اُس ملک مین قائم ہوگیا تبریز اور شروان اور مازندران پر
والی روم نے زبردستی قبضہ کرلیا چند روز کے بعد سلطان محمد خدابندہ نے جو شاہ طہماسپ کا دوسرا بیٹا
شاہ اسمٰعیل کا سوتیلا بھائی تھا تخت پر جلوس کیا اسکے زمانہ مین مرض کسی قدر اس ملک مین کم ہوگیا اور اُسکی
عوض مین الحاد ہندوستان مین زیادہ ہوگیا ؎ نفاق آمد درہند از بلاد عراق ؎ عراق قافیہ میدان بہ گذار
نفاق ؎ جب قصبہ موہنی مین اکبر کی منزل ہوئی تو وہان سے اُسنے قطب الدین محمد خان اور راجہ بھگوان داس کے
نام فرمان لکھا کہ یہ دونون سردار کوکندہ مین توقف کرین اور قلیج خان مع اور امیرون کے ایدر تک جو احمد آباد سے
چالیس کوس ہے حاجیون کے قافلہ کو پہونچا دے اور پھر قلعۂ ایدر کا محاصرہ کرے اور وہان کے راجہ نراین داس کو
قرار واقعی گوشمالی دے قلیج خان نے بموجب اس حکم کے تیمور خان بدخشی کو پانسو سوارون کے ساتھ قافلہ کے ہمراہ
کردیا اور راجہ ایدر وہان سے بھاگ کر رانا کی طرح پہاڑون مین آوارہ پھرنے لگا اسی منزل مین شہباز خان

شاہ بداغ خان اور اُسکا بیٹا عبد المطلب خان اور شاہ فخر الدین خان وغیرہ مالوہ کے جاگیردار ملازمت مین حاضر
ہوے اکبر نے غازی خان بدخشی کو ہزاری کا منصب دیکر مع شریف محمد خان اتکہ اور مجاہد خان اور ترک
سبحان قلی خان کے تین ہزار سوارون کے ساتھ سوہنی کے تھانہ مین چھوڑا اور کوہستان مدارہ مین محب الرحمن بیگ
پسر جلال الدین بیگ اور عبد الرحمن ولد مؤید بیگ کو پانسو سوارون کے ساتھ متعین کیا اور قطب الدین خان اور
راجہ بھگوان داس کو بھی کوکندہ سے طلب کر لیا اور شاہ فخر الدین اور جگناتھ کو اودے پور مین اور سید عبد اللہ خان
اور راجہ بھگوانداس کو درہ اودے پور کے دہانہ مین مقرر کیا اور خود وہان سے کوچ کر کے نواحی بانسوارا اور
ڈونگر پور مین پہونچا اُسی جگہ راجہ ٹوڈر مل بنگالہ سے آکر ملازمت مین حاضر ہوا اور پانسو ہاتھی مع اور بہت سے
اُس ملک کے تحفون کے پیش کیے اکبر نے آصف خان کو ایدر کے لشکر کا سردار مقرر کر کے بھیجدیا تھا اور قلیج خان کو
وہان سے بُلا لیا تھا اسی منزل مین قلیج خان کو مع کلیان راے بقال ساکن کھنبایت کے بندر سورت کو بھیجا
تاکہ فرنگیون سے عہد و پیمان کر کے خواجہ سلطان کے جہاز کو روانہ کرا دے چونکہ پہلا کوئی عہد و پیمان نہ تھا اس سبب سے
اُس جہاز کو فرنگیون نے روک لیا تھا اور اس کام سے فارغ ہو کر مالوہ مین لشکر سے آملے اسی سال کے ذی الحجہ کے
مہینہ مین نوروز ہوا اور تئیسوان برس اکبر کے جلوس کو شروع ہوا اکبر نے نوروز کے جشن کو قصبہ دیبال پور مین جو مالوہ کے
توابعات سے ہے بڑی دھوم دھام سے ترتیب دیا مصنف صاحب چونکہ بیمار سخت ہو گئے تھے اس سبب سے
لشکر کا ساتھ چھوڑ کر بساور مین رہ گئے تھے اب اُنکو افاقہ ہوا تو بانسوالہ کے رستہ سے لشکر کا قصد کیا
ہنڈون مین سید عبد اللہ خان سے ملاقات ہوئی اُنھون نے بیان کیا کہ وہ رستہ بہت خراب ہے چنانچہ وہ
اس طرف سے لوٹا کر مصنف صاحب کو اپنے ساتھ بجبنہ مین لے گئے چند روز وہان رہنے کا اتفاق ہوا پھر
اس خیال سے کہ بادشاہی امامت انکے ذمہ تھی رضوی خان کے ساتھ گوالیار اور سارنگپور اور اوجین ہوتے ہوے
بارھوین ذی الحجہ کو حدود دیبال پور مین لشکر سے جا ملے اور ایک قرآن حمائل بہت نفیس اور ایک بیاض
خطبون کی جسمین بڑے صنائع بدائع کے خطبہ تھے پیش کی یہ بیاض اور قرآن حافظ محمد امین خطیب قندھاری کے
تھے جو خوش خوانی مین بے نظیر تھا اُسکے بساور کے قریب سے چور لے گئے تھے سید عبد اللہ خان نے پیری کر کے
وہ دونون چیزین پھر پیدا کین اور مصنف صاحب کے حوالہ کر دی تھین اکبر اُنکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور
حافظ محمد امین کو بُلا کر ہنسی کے طور پر کہا کہ یہ قرآن حمائل ایک جگہ سے ہمارے لیے آیا ہے تمکو بھی یا محمد امین
اُسکو پہچان کر ایسا خوش ہوا گویا از سر نو جان تازہ پائی اور بہت سے آداب بجا لایا اور کہنے لگا کہ

حضور نے اُسی روز سید عبداللہ خان سے فرمایا تھا کہ اِن دونون چیزون کو تم ضرور تلاش کر کے نکالوگے جب اُسکے
ملنے کی کیفیت مصنف صاحب سے پوچھی اُنھون نے بیان کیا کہ بیلدارون کی قوم اکثر بساور کے علاقہ کے گانون
مین رہتی ہی اور یہ لوگ اسی بہانہ سے راہزنی کیا کرتے ہین اُنھین لوگون نے اس اسباب کو بھی چرایا تھا اُنھین مین جب
کچھ جھگڑا ہوا تو ایک شخص نے اُنھین مین سے اس امر کی سید عبداللہ خان کو خبر کردی چنانچہ عبداللہ خان نے
سب کو گرفتار کر لیا اُنھون نے بہت سی چوریون کا اقرار کیا یہ سنکر اکبر نے حافظ سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی اور اسباب
بھی پیدا ہو جاویگا تم اپنی خاطر جمع رکھو اُسنے عرض کیا کہ میرا اصلی مقصود اسی قرآن اور بیاض کا ملجانا تھا
کیونکہ میرے آبا و اجداد سے موروثی چلی آتی تھین باقی اور اسباب کے نملنے کا چندان غم نہین چنانچہ جب اُس
سفر سے مراجعت کا اتفاق ہوا وہ اسباب بھی سب بیلدارون سے مل گیا سید عبداللہ خان نے فتح پور مین
لاکر پیش کیا اسی منزل مین مصنف صاحب کو از سر نو امامت کا حکم دیا ہفتہ مین ایک دن رات اُنکی نوبت
ہوتی تھی خواجہ دولت ناظر خواہی نخواہی چوکی مین لاکر حاضر کردیتا تھا چند روز اکبر نے اُس ملک کے اہتمام کے لیے
دیپالپور مین توقف کیا اور شہاب الدین احمد خان وغیرہ بڑے بڑے نامی امیرون کو راجہ علی خان کے مقابلہ کے
لیے برہانپور کو بھیجا اور اُس لشکر کی داغ و محلا کا عہدہ شہباز خان بخشی کو سپرد کیا اسی منزل سے
راجہ ٹوڈرمل کو اعتماد خان گجراتی کے ساتھ ولایت گجرات کی جمع کی تحقیقات اور اُس ملک کے انتظام کے لیے
نامزد کیا اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ آصف خان نے ایدر کو فتح کر لیا اور راجہ نراین داس کو شکست ہوئی تفصیل
اُس قصہ کی یہ ہے کہ جب قلیج خان ایدر سے علی مراد اوزبک کے ہمراہ جو اُسکو ملا لیگیا تھا دربار کو متوجہ ہوا اور
آصف خان وہان کی سرداری کے لیے متعین ہوا ایدر کا راجہ جو دربدر پھرتا تھا راناکیکا اور بہت سے زمیندارون کی
مدد سے بہت سی جمعیت اکٹھی کر کے تھانہ ایدر سے دس کوس پر آکر شبخون مارنے کا ارادہ رکھتا تھا آصف خان
اور میرزا محمد مقیم اور تیمور بدخشی اور امیر ابوالغیث بخاری اور میر محمد معصوم بکری وغیرہ نے مشورہ کر کے یہ بات ٹھہرائی
کہ قریب پانسو سوارون کے تھانہ کی محافظت کے لیے چھوڑین اور پیشدستی کر کے خود ہی اُسپر شبخون کرین چودھوین
ذی الحجہ سنہ ۹۸۴ نوسو چوراسی کو صبح صادق کے وقت سات کوس راہ گئے تھے اس طرف سے راجہ نراین داس اپنی
فوج لیے آتا تھا مقابلہ شروع ہوا اور بڑی لڑائی کے بعد مرزا محمد مقیم جو بادشاہی فوج کا ہراول تھا شہید ہوا آخر ہندون کو
شکست ہوئی آصف خان نے یہ سارا لڑائی کا حال مفصل بذریعہ عرضی کے اکبر سے عرض کیا اکبر نے آصف خان کو
اور وہان کے سب سردارون کو نیکنامی کے فرمان بھیجے اسی سال مین میر سید محمد میر عدل کو حکومت بکھر پر نامزد کیا

اُنھون نے میر سید ابو الفضل وغیرہ اپنے بیٹون کو قلعہ سنبھل پر روانہ کیا چنانچہ اُنھون نے تھوڑے دنون مین اُس
قلعہ کو فتح کرلیا سید صفائی نے اسکی یہ تاریخ لکھی تھی ع فتح سنبھل شد باولاد نبی + اُنھین دنون مین میر
سید محمد کا انتقال ہوگیا اور سید فاضل اُنکے وفات کی تاریخ ہے اسی زمانہ کے واقعات مین سے ایک واقعہ
شریف آملی کا آنا اور دیپالپور مین اُسکا اکبر کے دربار مین حاضر ہوتا ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ یہ ملحد ہمیشہ شہر شہر مین
آوارہ پھرا کرتا تھا اور ہمیشہ مذہب بدلتا رہتا تھا کچھ دنون صوفی بنا رہا اور بلخ مین مولانا محمد زاہد کی خانقاہ مین
فقیرون کے ساتھ بسر کرتا رہا لیکن چونکہ درویشی سے اسکو مناسبت ذاتی نہ تھی وہان بھی اسنے بیہودہ باتین بکنا
شروع کین تب مولانا ممدوح نے اسکو وہان سے نکالا اور اُنھون نے چند شعر بھی اُسکی شان مین لکھے تھے انمین سے
ایک شعر یہ ہے ع ہست یک ملحد شریف بنام + ناتمامی بطور خویش تمام + وہان سے وہ پھرتا پھرتا دکن مین
آیا جب وہان بھی اسکی خباثت ظاہر ہوئی تو وہان کے حاکمون نے اول تو اسکے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر آخر کو
ایک گدھے پر سوار کرکے بڑی رسوائی کے ساتھ اُس ملک سے نکال دیا جب اسنے دیکھا کہ ہندوستان کا
ملک بڑا وسیع ہے اور وہان کوئی کسی سے غرض نہین رکھتا جو شخص جس حال مین چاہے رہے اسلیے وہ گرتا پڑتا
مالوہ مین پہونچا اور بہت سے عوام خصوصاً عراق کے ملحد اسکے پاس جمع ہوجاتے تھے اور اُسکے اشارہ سے
مشہور کرتے تھے کہ یہ دسوین صدی کا مجدد ہے سب مین یہ بھی شروع ہوگیا رفتہ رفتہ اکبر کو بھی خبر پہونچی چنانچہ
ایک شب اکبر نے بھی اُسکو بلایا اور ایک بڑے خیمہ کی مسجد مین جسمین پانچون وقت جماعت سے نماز پڑھا کرتا تھا
اُس سے خلوت مین ملاقات کی اول اُس مردود نے ایک مسخرون کی سی صورت بنا کر کورنش ادا کی بعد ازان دیر تک
آنکھین بند کیے ہوے اور ہاتھ باندھے ہوے کھڑا رہا اسکی اس ہیئت سے بالکل کذب اور ریا اور نفاق
ٹپکتا تھا آنکھین اسکی کنجی تھین جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کی علامت ہے بہت دیر کے بعد اکبر نے
اسکے بیٹھنے کا حکم دیا تب وہ ایک سجدہ ادا کرکے دوزانو اونٹ کی طرح بیٹھا اکبر اُس سے دیر تک اُسی
خلوت مین گفتگو کرتا رہا فقط حکیم الملک اُس مجلس مین کھڑا ہوا تھا اور کسی کو دخل نہ تھا مصنف صاحب اُس
مکان کے باہر تھے کبھی اسکی آواز بلند ہوجاتی تھی تو لفظ علم کا سننے مین آتا تھا بڑی بڑی خرافات کی باتین اسنے
بیان کین اور انکو وہ اپنے نزدیک حقیقۃ الحقائق اور اصل الاصول سمجھتا تھا اسنے ایک کتاب بھی
تصنیف کی تھی ترشح ظہور اسکا نام رکھا تھا اسمین بھی طرح طرح کی خرافات درج کی تھی اور باوجود اس
جہالت کے اکبر کے مزاج مین اسکو نہایت دخل ہوگیا چنانچہ اب وہ منصب ہزاری پر سرفراز ہے اور

۱۰۰۰ھ

ولایت بنگالہ مین لوگون کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کرتا ہی یہ قصہ انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اور یہ شعر بعینہ اُسکے مصداق حال ہی ؎ یار بود م قطبک اسال قطب الدین شدم ٭ گر بمانم سال دیگر قطب دین حیدر شدم ٭ جب اکبر اُس ملک کے انتظام سے بالکل فارغ ہوگیا تو سیر و شکار کرتا ہوا تنبھور کے راستہ تیئسوین صفر ۹۸۵ھ نو سو پچاسی کو فتح پور مین پہونچا فیضی نے اُسکے آنے کی تہنیت مین ایک غزل لکھی تھی جسکا مطلع یہ ہی ؎ نسیم خوشدلی از فتح پور می آید ٭ کہ بادشاہ من از راہ دور می آید ٭ دو تین مہینہ کے بعد یہ خبر آئی کہ گجرات مین غدر ہوگیا وجہ اُسکی یہ ہوئی کہ جب راجہ ٹوڈرمل اس مرتبہ گجرات کو گیا تو مظفر حسین میرزا ابن ابراہیم حسین میرزا میرزا کامران کا نواسا جسکو اُسکی مان محاصرہ سورت کے وقت دکن کو لے گئی تھی مہر علی نام ایک مفسد کے بہکانے سے جسکو میرزا ابراہیم حسین نے پرورش کیا تھا چند بدمعاش اپنے ساتھ جمع کرکے گجرات مین خلل ڈالنے پر آمادہ ہوا شریف محمد خان اتکہ کا بیٹا باز بہادر اور بابا بیگ دیوان گجرات نے مظفر حسین میرزا سے پرگنہ تپلاد مین مقابلہ کیا آخر شکست پائی میرزا وہان سے کھنبایت مین گیا دو تین ہزار سوارون کی جمعیت اُسکے ساتھ تھی باوجودیکہ وزیر خان حاکم گجرات کے پاس تین ہزار سوار تھے مگر اُسکو اپنی فوج پر اعتماد نہ تھا اس واسطے وہ لڑائی مین مصلحت نہ دیکھکر قلعہ مین بند ہوگیا اور یہ ساری کیفیت راجہ ٹوڈرمل کو جو پٹن مین تھا لکھ بھیجی راجہ فوراً احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا میرزا احمد آباد کو چھوڑ کر دولقہ کو چلا گیا وزیر خان اور راجہ نے اُسکا تعاقب کیا بڑی لڑائی ہوئی آخر مرزا شکست پاکر جوناگڈھ کو چلا گیا راجہ وہان سے فتح پور کو چلا آیا مظفر حسین مرزا نے پھر جوناگڈھ سے آکر وزیر خان پر حملہ کیا وزیر خان اُسی مصلحت سے بے لڑے بھڑے پھر قلعہ مین بند ہوگیا مظفر حسین مرزا نے سیڑھیان لگاکر قلعہ پر چڑھ جانا چاہا اور قریب تھا کہ قلعہ کو فتح کرے اسی اثنا مین مہر علی کے جو بڑا مدار المہام مظفر حسین مرزا کا تھا ایک گولی لگی اور وہ اُسکے صدمہ سے ملک آخرت کو راہی ہوا یہ حال دیکھکر مظفر حسین مرزا کے پانؤن اُکھڑ گئے اور وہان سے بھاگ کر سلطان پور اور ندربار کی طرف کو چلدیا جو اُمراے نامدار کہ شہاب الدین احمد خان کی سرداری مین راجہ علی خان کے مقابلہ کے لیے نامزد ہوے تھے اُنھون نے تمام اُس ملک کو تاراج کرکے راجہ علی خان کو قلعہ کے اندر بند کردیا تھا اور قریب تھا کہ اُسکو گرفتار کرلین اسی اثنا مین قطب الدین محمد خان کچھ رنج کھاکر ان امیرون سے جدا ہوگیا بھروچ اور بڑودہ اُسکی جاگیر کے ملکون مین مظفر حسین میرزا نے بڑا فساد و ہنگامہ برپا کر رکھا تھا اسلیے وہ اپنی جاگیر کی طرف متوجہ ہوا اس باہمی تفرقہ کی وجہ سے برہان پور کی فتح مین بڑا فتور پیدا ہوگیا

تب امیرون نے حسب مصلحت وقت کچھ پیشکش مناسب راجہ علی خان سے لیکر درگاہ کو بھیجدی اسی سال مین حکیم عین الملک شیرازی جو ۹۸۳ھ نوسوتراسی مین ہمراہ وکیل عادل خان حاکم دکن کے بطور رسالت کے گیا تھا واپس ہوکر آیا اور بہت سے نامی ہاتھی اور عمدہ عمدہ تحفہ عادل خان کے بھیجے ہوے پیش کیے پھر اکبر نے دیپ چند راجہ منجھولہ کو تغیر کرکے حکیم عین الملک کو فوجداری بانس بریلی پر نامزد کیا وہان پہونچکر اسنے ایک عرضی لکھی اسمین کئی درخواستین تھین منجملہ انکے ایک درخواست یہ تھی کہ جب سے حضور سے رخصت ہوکر مین اس اوجڑ ملک مین آیا ہون کوئی لئیق یارون مین سے میرے ہمراہ نہین لہذا التماس یہ ہی کہ مولوی عبدالقادر یعنی مصنف صاحب کو حضور یہان بھیجدین تو نہایت مناسب ہی کیونکہ وہ اس ملک کے حالات سے بخوبی واقف ہین اور سواے اسکے دربار مین بھی کچھ انسے ایسی خدمت متعلق نہین یہ امر مولوی عبدالقادر کی بھی خوشی اور میری بھی سربلندی کا باعث ہوگا خواجہ شاہ منصور نے یہ ساری عرضی اکبر کو سنائی اکبر نے ہر درخواست پر کچھ حکم مناسب لکھوایا جب اس درخواست پر پہونچا ہان یا ناہ کا کچھ حکم نہ دیا ماہ رجب ۹۸۵ھ نوسوپچاسی کو اکبر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مین شریک ہونے کے لیے اجمیر کی طرف متوجہ ہوا جس روز تودہ مین منزل تھی شاہ ابوتراب جو اکابر سادات شیراز سے تھے اور سب سلاطین گجرات انسے رجوع کرتے تھے ملازمت مین حاضر ہوے اسی دن راجہ ٹوڈرمل بھی جو بعد فتح مرزا مظفر حسین کے دربار کو روانہ ہوا تھا دربار مین حاضر ہوا اکبر نے شاہ ابوتراب کو میر حج کے قریب نے میر حاج بناکر حاجیون کے قافلہ کے ساتھ روانہ کیا اور اعتماد خان گجراتی کو بھی بہت سا روپیہ دیکر مکہ معظمہ کے جانے کی اجازت دی اور اس سال مین بھی اشتہار عام دیا کہ جو شخص حج کو جاوے خرچ سرکار سے پاوے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی شیخ عبدالنبی صدر سے التماس کیا کہ میرے واسطے بھی حضور سے اجازت حاصل کر دیجیے شیخ نے کہا کہ تمھاری والدہ زندہ ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ ہان زندہ مین پھر شیخ نے پوچھا کہ تمھارا کوئی اور بھائی ہی جو بعد تمھارے انکی خدمت گذاری کرے مصنف صاحب نے جواب دیا کہ اور کوئی نہین بظاہر اسباب ایک مین ہی انکے رزق کا وسیلہ ہون تب شیخ عبدالنبی نے کہا کہ اول انکی اجازت حاصل کرلو تو بہتر ہی آخر میہات میسر ہوئی قصبہ انبیر کے قریب موضع موتھان ایک بڑا پرانا شہر اجڑا پڑا تھا اسکو اکبر نے ازسرنو آباد کیا اور ایک بڑا اونچا قلعہ اور باغ اور دروازہ بنواے اور یہ کام تھوڑا تھوڑا

سب اسیرون کو تقسیم کر دیا اور ایسی کوشش کی کہ آٹھ روز مین یہ سب کام تمام ہو گئے اور ادھر اُدھر سے آکر رعایا بھی
وہان آباد ہو گئی اور راے منوہر ولد راے لون کرن حاکم سانبھر کے نام پر اُسکا نام منوہر پور تجویز کیا اس منوہر کا نام چند
روز سے مرزا منوہر ہے شاہزادہ کی خدمت مین اسنے نشو و نما پائی تھی اب ایک جوان قابل ہے شعر بھی کہتا ہے اور توسنی
تخلص کرتا ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالی ذکر اسکا تذکرہ شعرا مین مذکور ہوگا وہان سے اکبر نارنول کے راستہ سے
دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شیخ نظام نارنولی سے جو بڑے مشائخ وقت مین سے تھے ملاقات کی بعد ازان دہلی مین
پہونچا اور وہان کے سب اولیاء اللہ کی زیارتون سے مشرف ہوا اسکے بعد نواحی پالم مین چند روز شکار کھیلتا رہا اسی
سال کے رمضان کے اخیر عشرہ مین مصنف صاحب کے گھر سے جو اب بساور مین تھا بیٹا پیدا ہونے کی خبر آئی
مصنف صاحب نے ایک اشرفی اکبر کے حضور مین بطور نذر کے پیش کر کے اُسکے نام کی درخواست کی اکبر نے فاتحہ
پڑھکر پوچھا کہ تمھارے باپ اور دادا کا کیا نام ہے مصنف صاحب نے کہا کہ میرے باپ کا نام ملوک شاہ اور دادا کا
نام حامد تھا اکبر نے کہا کہ اس لڑکے کا نام عبد الہادی رکھنا چاہیے اُس زمانہ مین اسم یا ہادی شب و روز اکبر کا
ورد تھا ہر چند حافظ محمد امین نے جو منجملہ بادشاہی سات امامون کے ایک امام تھا سمجھایا کہ حافظون کو جمع کر کے
ایک ختم اُس لڑکے کی درازی عمر کے لیے پڑھوا دو مگر مصنف صاحب نے اُنکے کہنے پر عمل نہ کیا آخر وہ لڑکا
چھ مہینہ کا ہو کر مر گیا خداوند کریم اسکا اجر آخرت مین مصنف صاحب کو عنایت کرے اُسی منزل سے مصنف صاحب
پانچ مہینہ کی رخصت لیکر بساور کو گئے بعض ضرورتین وہان ایسی واقع ہوئین کہ مصنف صاحب کا وہان سال بھر
تک رہنے کا اتفاق ہوا اپنے وعدہ پر حاضر نہو سکے اسی قسم کی کم خدمتون کی وجہ سے آخر کو وہ توجہ اکبر کی اُنکے
حال پر نہ رہی جب اکبر پنجاب کو جاتا تھا تو منزل ہانسی مین شکر بیگ قورچی کی عرضی پہونچی اُسکا یہ مضمون تھا
کہ مظفر حسین میرزا گجرات سے بھاگ کر دکن جاتا تھا راجہ علی خان نے اُسکو پکڑ کر قید کر لیا ہے اکبر نے
غرہ ذی الحجہ ۹۸۵ھ نو سو پچاسی کو راجہ علی خان کے نام مقصود جوہری کے ہاتھ اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ میرزا کو
حضور مین بھیجدے ۹۸۶ھ نو سو چھیاسی مین محرم کی چاندرات کے دن نوروز ہوا اور اکبر کے جلوس کو چوبیسوان برس
شروع ہوا پھر اکبر پٹن مین جا کر حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوا پھر اُسنے نواحی نندنہ مین
قمرغہ کا شکار کھیلا چار روز کے عرصہ مین بے انتہا جانور شکار کیے جب قریب ہوا کہ اُس شکارگاہ کی دونون طرف کے
شکار تمام ہو جاوین یکایک اکبر کے مزاج کی کیفیت بدل گئی اور ایسی حالت ہو گئی کہ بیان نہین ہو سکتی ہر شخص اپنی اپنی
راے کے موافق کچھ گمان کرتا تھا اُسی وقت شکار موقوف کیا اور جس درخت کے نیچے اکبر کا یہ حال ہو گیا تھا

وہان بہت سا روپیہ فقیرون کو تقسیم کیا اور ایک بڑی عمارت اور بڑا وسیع باغ اُس جگہ تیار ہوا اور اپنے سر کے بال کترواے
اور اُسکے ساتھ اکثر مصاحبون نے بھی بالون کا قصر کیا یہ خبر جب بنگالہ کے ملک مین پہونچی وہان لوگون نے جھوٹ موٹ
اکبر کے مرجانے کی خبر اُڑا دی اس وجہ سے وہان کے انتظام مین بڑا خلل واقع ہو گیا تھا مگر چند روز کے بعد جب صحیح خبر پہونچی
تو سب فساد دب گئے بہیرہ کی منزل مین بیگم بادشاہ دار السلطنت سے آکر لشکر مین پہونچی اُسی جگہ پنجاب کی حکومت
سعید خان مغول گکھڑوالہ کی پھر اکبر نے قاضی علی بغدادی نبیرہ میر قاضی حسین میبدی کو اس کام کے لیے مقرر کیا کہ پنجاب کے
سب ائمہ دارون کے قدیم محال ضبط کرکے خاص ایک جگہ رقبہ ناپ دے اور سب کو ایک گانون مین شریک کر دے اس وجہ سے تمام
معافی دارون پر بڑی تباہی آگئی اور یہ سب امور شیخ عبد النبی اور اُسکے وکیلون کی بے دیانتی سے ہوے پھر اکبر نے وہان سے فتح پور کو مراجعت کی
اور خضر آباد کے قریب تیسری جمادی الثانی سنہ مذکور کو کشتی مین سوار ہوا اور سارے امرا اور مصاحب بھی کشتی مین سوار ہوے باقی
لشکر خشکی کے رستہ سے روانہ ہوا اور اسی مہینہ کی انتیسوین تاریخ کو دہلی مین پہونچا اور رجب کی چاندرات کو کشتی سے اتر کر خشکی کے
رستہ سے روانہ ہوا اور اسی مہینہ کی چھٹی تاریخ کو اجمیر مین حضرت خواجہ صاحب کے عرس مین جا کر شریک ہو گیا دوسرے روز وہان سے
دار الخلافت کی طرف روانہ ہوا ہر روز پچاس کوس طی کرتا تھا نوین تاریخ جمعہ کے روز صبح کے وقت منزل تودہ مین پہونچا
مصنف صاحب بھی بساور سے آکر اسی جگہ ملازمت مین حاضر ہوے اور کتاب الاحادیث جو فضیلت جہاد اور ثواب
تیر اندازی مین چہل حدیث ہے اور نام اسکا تاریخی ہے پیش کی اکبر نے وہ کتاب اپنے کتب خانہ مین داخل کی اُس
ملاقات مین مصنف صاحب کی وعدہ خلافی کا کچھ مذکور نہوا اُسی روز اکبر شام کے وقت فتح پور مین پہونچا اکثر اوقات
عبادت خانہ مین عالمون اور شائخون سے صحبت رکھتا تھا خصوصاً جمعہ کی شب کو تمام رات جاگتا تھا اور ہمیشہ مسائل
دین کے اُصول و فروع کی تحقیق ہوتی تھی علما اکثر باہم بحث مباحثہ کیا کرتے تھے اور اسقدر باہم خلاف تھا کہ اکثر ایک
دوسرے کو کافر کہا کرتے تھے اور سنی اور شیعہ اور حنفی اور شافعی اور فقیہ اور حکیم کے مباحثون نے بڑھ کر اصل اصول مین
خلل ڈالنے لگا مخدوم الملک نے ایک رسالہ لکھا اور اُسمین ثابت کیا کہ شیخ عبد النبی نے خضر خان شروانی کو جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی جناب مین بے ادبی کیا کرتا تھا اور میر حبش کو جو رافضی غالی تھا ناحق قتل کیا ہے اور شیخ عبد النبی کے
پیچھے نماز پڑھنا درست نہین اسلیے کہ اُسکے باپ نے اُسکو عاق کر دیا ہے علاوہ اسکے اُسکو بواسیر خونی کا عارضہ ہے شیخ
عبد النبی نے بھی اُسکی بہت سی گمراہی و جہالت ثابت کی اور بعضے علما اس طرف ہو گئے بعضے اُس طرف جب آپس مین
یہ جھگڑے پڑے تو ایسے وقت مین بدین مفسدون نے موقع پا کر شبہات باطل پیش کرنے شروع کیے اکبر کی
یہ کیفیت تھی کہ اگرچہ اپنی ذات سے وہ طالب حق تھا لیکن عامی محض اور کم ذاتون اور رذیلون سے اُسکو ہمیشہ سے

اُنسیت تھی مفسدون کے شکوک نے اُسکو بڑی حیرت مین ڈالدیا مقصود اصلی بالکل جاتا رہا یہ حال ہوگیا کہ پانچ چھہ
برس کے بعد مطلق اسلام کا اثر نہ رہا اور اُسکے بہت سے باعث ہین بعضے اُنمین سے تحریر ہوتے ہین
اکبر کے دربار مین ہر مذہب اور ہر شہر کے علما جمع تھے ہر ایک سے بذات خود بحث کیا کرتا تھا ہر روز قسم قسم کی تحقیقین
اور باریک باریک نکتہ بیان ہوتے تھے جس مذہب کی بات اُسکو پسند آجاتی تھی وہی بات اختیار کر لیتا تھا اگرچہ وہ بات
اہل اسلام کے خلاف ہو چنانچہ لڑکپن کے زمانے سے بڑھاپے تک ہمیشہ اُسکے اعتقاد بدلتے رہتے تھے
آخر اُسکا عقیدہ سارے مذہبون کے خلاف ایک نئی طرح کا پیدا ہوگیا تھا اور یہ سمجھ گیا تھا کہ ہر مذہب مین محقق عقلا
اور صاحب کشف و کرامات موجود ہین اور حق ہر مذہب مین دائر ہے کسی ایک مذہب سے خاص نہین پس ایک
ایسے مذہب نئے مین جسکو نکلے ہوے ہزار برس بھی نہین ہوے حق کو منحصر کر لینا کیا ضرور ہے اور ایک کو ثابت
کرنا اور دوسرے کی نفی کرنا ترجیح بلا مرجح ہے سب سے زیادہ برہمن لوگ خلوت و جلوت مین اکبر کی صحبت مین رہتے تھے
اور اکبر کا اعتقاد یہ تھا کہ ان لوگون کی کتابون مین سب مذہبون سے زیادہ ہر طرح کے علوم اور کمالات انسانی کا
بیان ہے اور برہمنون نے دلائل عقلیہ اور نقلیہ اپنے مذہب کے اثبات پر سمجھا دی تھین اور اکبر کے اعتقاد مین
ایسی گمراہی آگئی تھی کہ کسی طرح زائل نہ ہوتی تھی اور وہ واقعات حشر اور کل نقلیات کا جو نصوص شریعت سے
ثابت تھین بالکل منکر ہوگیا اور جو جو اعتراض مخالفون نے مذہب اسلام پر کیے ہین اور وہ کتب کلامیہ مین
بتفصیل مع جوابات کے مذکور ہین مفسدون نے اُسکے سامنے بیان کرنا شروع کیے اور ہر شخص اپنے
مذہب کی طرف اُسکو ترغیب دیتا تھا چند روز یہ معمول رہا کہ دیوی برہمن کو جسنے مہابھارت کا ترجمہ کرایا تھا ایک
چارپائی پر بٹھا کر اپنی خوابگاہ کے قصر کے برابر معلق لٹکا دیا کرتا تھا اور اُس سے ہندوون کے مذہب کی
کہانیان اور بتون اور آتش اور آفتاب اور برہما اور مہادیو اور بشن اور کشن اور رام اور مہامایا
کی پرستش کا طریقہ سیکھا کرتا تھا تناسخ کو بھی اپنے اعتقاد مین حق سمجھنے لگا اس وجہ سے خوشامدی لوگون نے
اس باب مین رسالے تصنیف کیے اور بڑی بڑی دلیلین تناسخ کی حقیت پر قائم کین ہندوون کا مذاق اکبر کی
طبیعت مین بہت آگیا شیخ تاج الدین ولد شیخ زکریا اجودھنی دہلوی شاگرد شیخ زمان پانی پتی صاحب شرح لوائح
کا بھی ایک مدت اکبر کی صحبت مین رہا یہ شخص علم تصوف مین گویا شیخ ابن عربی ثانی تھا نزہت الارواح پر
اُسنے ایک بہت بڑی شرح لکھی ہے شریعت کا بھی چندان پابند نہ تھا اکبر اُسکو بھی دیوی برہمن کی طرح
چارپائی پر بٹھا کر اپنے قصر کے برابر لٹکا دیا کرتا تھا اُس سے وحدت وجود کا مسئلہ جو ان باطل صوفیون کا

عقیدہ ہوا ور رفتہ رفتہ اُس سے نوبت کفر و الحاد پر پہونچتی ہی تعلیم کیا اور فرعون کے ایمان کا مسئلہ جیسا کہ فصوص الحکم
مین مذکور ہی اور اسی طرح اور بہت سی باتین جو ظاہر شریعت کے خلاف ہین سکھائین اور یہ بیان کیا
کہ اگرچہ کافرون کا ہمیشہ دوزخ مین رہنا تو یقینی ہی لیکن ہمیشہ عذاب رہنے مین کلام ہی اور آیات قرآنی اور
احادیث نبوی مین تاویلات بعیدہ پیش کین اور یہ بھی کہا کہ انسان کامل وقت کے خلیفہ سے مراد ہوتی ہی
اور وہ حضور کی ذات ہی بلکہ کچھ اس سے بھی بڑھا کر خدائی کے مرتبہ کے قریب پہونچا دیا اور یہ سمجھایا کہ بادشاہ کا
ادب فرض عین ہی اور اُسکی ذات قبلۂ حاجات ہی اسلیے اکبر نے اپنی طرف کو سجدہ کرانا تجویز کیا اور زمین بوس
اُسکا نام ٹھہرا بعضے جاہل فقیرون کے عمل اُسکی سند مین بیان کیے گئے اسی طرح شیخ یعقوب کشمیری نے
جو اپنے زمانہ کا مقتدا بنا ہوا تھا اور اُسکی تصنیفات بھی بہت مشہور ہین بعضی تمہیدات عین القضات
ہمدانی کی بیان کین اُنمین سے ایک یہ مضمون تھا کہ جیسے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسم الہادی کے مظہر ہین
ابلیس اسم المضل کا مظہر ہی اور ان دونون صفتون نے اس کارخانۂ دنیا مین ظہور کیا ہی اور ملا محمد یزدی
رافضی بھی اسی طرح اوپر جا کر خلفاے ثلثہ اور جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت لعن طعن کیا کرتا تھا اور جمیع تابعین
اور تبع تابعین اور سلف اور خلف کو برا کہا کرتا تھا اور مذہب اہل سنت وجماعت کی ہر طرح قباحتین
سمجھایا کرتا تھا اور سواے مذہب شیعہ کے سب کو گمراہ بتاتا تھا اکبر یہ سب باتین مخالفون کی سنکر اہل حق سے
بد اعتقاد تو ہو ہی گیا تھا علاوہ اُسکے یہ ہوا کہ علماء مین ایسا جھگڑا تھا کہ ایک فعل کو ایک حلال بتلاتا تھا
دوسرا اُسی کو حرام کہدیتا تھا ان باتون سے اکبر کا انکار اور زیادہ بڑھگیا اور چونکہ اکبر اپنے زمانہ کے علما کو
امام غزالی اور امام رازی بلکہ جمیع سلف سے بہت بڑھا ہوا سمجھتا تھا جب اُسنے انکی کیفیتین دیکھین تو اُنکو بھی
ایسا ہی قیاس کر لیا کچھ لوگ فرنگستان کے علما جنکو پادری کہتے ہین اور بعضے اُنمین سے جو اپنے وقت کے
مجتہد ہوتے ہین اُنکو یہ بھی اختیار ہوتا ہی کہ مصلحت وقت سمجھکر احکام شریعت کو جس طرح چاہین بدل دین
اور اُنکے حکم سے انکا بادشاہ بھی عدول نہین کرسکتا اُنکو پاپا کہتے ہین بلواے اُنھون نے اپنے
مذہب کے موافق انجیل پیش کی اور مسئلۂ تثلیث کے دلائل بیان کیے اور مذہب نصرانیت کی حقیقت
ثابت کی شاہزادہ مراد نے حسب الحکم چند سبق انجیل کے تیمناً اور تبرکاً پڑھے ابو الفضل کو اُسکے ترجمہ کا
حکم ہوا انجیل مین بجاے بسم اللہ کے یہ فقرہ لکھا ہوا تھا اے نامی وی ژژو کرسٹو یعنی اے اللہ کہ نام
تیرا مہربان اور بہت بخشنے والا ہی شیخ فیضی نے اسکا دوسرا مصرع یہ کہا ع سبحانک لا سواک یاہو

اور عیسائیون نے دجّال کے اوصاف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ثابت کیے نعوذ باللہ من ذالک بیربر نے
یہ سمجھایا کہ آفتاب پورا پورا مظہر ذاتِ الٰہی کا ہے اور غلہ اور سبزہ اور میوہ کا تیار ہونا اُسی کی تاثیر سے ہے اور تمام
جہان کی روشنی اور تمام عالم کی حیات اُسی کی ذات سے متعلق ہے پس وہ بیشک عبادت کے لائق ہے اور چاہیے
کہ اُسکے طلوع کی طرف مُنہ کر کے عبادت کیجاوے نہ اُسکے غروب کی طرف اِسی طرح آگ اور پانی اور پتھر اور درخت اور
گاے بلکہ گوبر بھی ذات الٰہی کے مظہر ہین خوشامدی حکیمون اور فاضلون نے اِن باتون کی تائید کر کے کہا کہ آفتاب
نیرِ اعظم ہے اور تمام جہان کو اُس سے فیض پہونچتا ہے اور وہی سب بادشاہون کا مربی ہے اور بادشاہ اُسکی
تعظیم کا رواج دینے والے ہین اسی سبب سے اکبر نے نوروز کے دن کی بہت تعظیم شروع کی اور ابتداے جلوس سے
ہر سال اُس روز بڑا جشن ہوا کرتا تھا اُس روز اکبر لباس بھی اپنا سبعہ سیارہ مین سے کسی ایک ستارہ کے
رنگ کے موافق پہنتا تھا اور دعاے تسخیر آفتاب کی جو ہندوون نے سکھلائی تھی اُسکو اکبر آدھی رات کے وقت اور
طلوع آفتاب کے وقت پڑھا کرتا تھا اور گاے کا ذبح اور اُسکا گوشت کھانا اکبر نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا بلکہ اُسکے
عوض عمدہ عمدہ آدمیون کا ذبح کرنا مقرر کیا حکما نے بھی اسکی تائید مین بیان کیا کہ گاے کا گوشت ردی اور بہضم ہے اور
اُس سے طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہین شہر نوساری متعلقہ گجرات سے کچھ لوگ آتش پرست اکبر کے دربار مین
آئے اُنھون نے دین زردشت کو حق بتلایا اور آگ کی عبادت مین بڑا ثواب سمجھایا چنانچہ اکبر نے حکم دیا کہ ابوالفضل کے
اہتمام سے محل کے اندر ایک آتشخانہ موافق طریقۂ ملوک عجم کے تیار ہوا کیونکہ آگ خدا کی نشانیون مین سے ایک نشانی ہے
اور اُسی کے نورون مین سے ایک نور ہے اور ہندوستان کے کئی راجون کی بیٹیان جو اکبر کی حرم سرا مین تھین اُنکے
ساتھ شریک ہو کر اکبر بھی ہوم کا طریقہ جو ایک قسم کی آتش پرستی ہے ہمیشہ بجا لاتا تھا جب پچیسوان سال اکبر کے
جلوس کو شروع ہوا تو نوروز کے دنون مین علانیہ آفتاب و آگ کو سجدہ کرتا تھا اور اُسکے مقربون کا بھی یہ معمول تھا کہ
جسوقت چراغ روشن ہوتا تھا کھڑے ہو جاتے تھے اور سلونو کے دن اکبر ٹیکا ماتھے پر کھینچکر دولتخانہ مین آیا اور برہمن
ہاتھہ سے ایک جواہر کا کنٹھا بطور راکھی کے ہاتھ مین باندھا سب امیرون نے موافق اپنی اپنی حیثیت کے مروارید جواہر
اُس روز بہت سے پیشکش کیے اور بادشاہ کی موافقت سے اپنے ہاتھون مین بھی سب نے راکھیان باندھین
غرض جو حکم مسلمانون کے مخالفون نے بیان کر دیا اُسکو اکبر نے بڑی پکی بات سمجھ لیا اور جتنے احکام اہل اسلام کے
تھے سب اُسکی سمجھ سے باہر تھے اور کہتا تھا کہ عرب کے فقیرون نے جو مفسد اور ڈاکو تھے یہ احکام وضع کیے ہین
العیاذ باللہ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ احکام اسلام کے باطل کرنے کے لیے دلیل کی بھی ضرورت نہ رہی مصنف صاحب

لکھتے ہین کہ ایک شب دیوان خانۂ خاص مین مجکو ابوالفضل سے جلسہ کا اتفاق ہوا تو ابوالفضل نے کہا کہ ہمکو سب مصنفین سے
دو باتون کی شکایت ہی اول یہ کہ جس طرح خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تفصیل سے لکھا اسی
تفصیل سے پچھلے پیغمبرون کا حال کیون نہ لکھا مصنف صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبرون کے حالات مین بہت کتابین
ہین ابوالفضل نے کہا یہ سب نہایت مختصر ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ چونکہ پچھلے پیغمبرون کے عہد کو بڑا زمانہ
ہوا اس سبب سے مفسرین اور ارباب تاریخ کے نزدیک اسی قدر ثابت ہوا ہی ابوالفضل نے جواب دیا
کہ یہ جواب ٹھیک نہین دوسرے یہ کہ کوئی پیشہ ور ایسا نہین جسکا ذکر تذکرۃ الاولیا و نفحات الانس وغیرہ
کتابون مین اولیا کے زمرہ مین درج نہو خدا جانے اہل بیت نے کیا قصور کیا ہی کہ انکا ذکر داخل نہین کیا
اسکا بھی مصنف صاحب نے کچھ مناسب جواب دے دیا مگر اُسنے قبول نہ کیا بعد ازان مصنف صاحب نے پوچھا
کہ ان مذہبون مین سے تمہارا میل کس مذہب کی طرف زیادہ ہی ابوالفضل نے جواب دیا کہ میرا جی یہ چاہتا ہی
کہ چند روز الحاد کا طریقہ اختیار کرون مصنف صاحب نے بطور مذاق کے کہا کہ اگر نکاح کی قید بھی اُٹھا دو تو مناسب
ہی جیسا کہ کسی نے کہا ہی ؎ برداشت علّم شرع بتائید ایزدی * از گردن زمانہ علی ذکرہ السلام * یہ سنکر ابوالفضل
قہقہہ مار کر ہنسا اور یہ گفتگو ہنسی مین ٹل گئی ابوالفضل اکبر کے اشارہ سے مذہبی باتون مین صدر و قاضی و
حکیم الملک اور مخدوم الملک وغیرہ سے دلیرانہ گفتگو کیا کرتا تھا اور اُنکی رسوائی اور ذلت مین کسی طرح کی کمی نکرتا تھا
بادشاہ کو یہ باتین بہت پسند آتی تھین آخر اُنھون نے خفیہ آصف خان میر بخشی کی زبانی پیغام بھیجا کہ تم کیون ہمسے
ضد کیا کرتے ہو ابوالفضل نے جواب دیا کہ ہم بڑے مرد کے نوکر ہین مثل مشہور ہی کہ نوکر بادنجان نیستم چنانچہ چند
روز مین ابوالفضل نے اکبر کی حمایت پر ایک ایک کو ذلیل کرکے دربار سے نکال باہر کیا ابوالفضل کی باتین
اس قسم کی تھین کہ کوئی مسلمان سوائے حکیم ابوالفتح اور ملا محمد یزدی کے بعضی باتون مین اُسکا شریک نہوتا تھا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب دربار مین یہ معاملات پیش ہوے مین نے گوشۂ عزلت اختیار کیا اور اس
مجلس سے حتی الامکان جدائی پسند کی اسی وجہ سے نظرون سے گر گیا کبھی کبھی دور سے جاکر کورنش کر لیا کرتا تھا
اور یہ سارے تماشے دیکھا کرتا تھا چونکہ ان واقعات مین ایک ایک حال کی تفصیل ہر ہر سال کی ترتیب سے ممکن نتھی
اس وجہ سے یہ ذکر مجملاً لکھا گیا مصنف صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ مین اللہ کی ذات پر بھروسا کرکے یہ قصہ صاف صاف
دلیرانہ لکھ رہا ہون اگرچہ یہ بات احتیاط سے بہت دور ہی اور خدا گواہ ہی کہ سوا سے دلسوزی مذہب کے کوئی
عداوت یا حسد اس تحریر کا باعث نہین اسی سال مین ایک حکیم فتح پور مین آیا اور اُسنے کہا کہ مین ایک ایسا مکان

بنا سکتا ہون جسکے چارون طرف پانی ہو اور اُس پانی مین غوطہ مار کر مکان کے اندر آجاوین اور پانی اُس مکان کے
اندر بالکل نفوذ نہ کرے اِسواسطے اکبر نے ایک حوض بیس گز مربع جسکا عمق تین گز تھا دولت خانہ کے
صحن مین تیار کرایا اور اُسکے بیچ مین ایک حجرہ سنگین بنوایا اور اُسکی چھت پر ایک منارہ بلند بنا کیا اور
اُس حجرہ کے چارون طرف پُل بنائے گئے مگر اُس حکیم کا دعویٰ بالکل جھوٹ ہو گیا چنانچہ وہ چھپ کر دکھین
کو بھاگ گیا مگر اُس سے سترہ برس کے بعد حکیم گیلانی نے لاہور مین ایک اسی قسم کا حوض تیار کرایا اور حیدر
معمائی نے "حوض حکیم علی" اُسکی تاریخ نکالی پھر اکبر نے اُس حوض ناتمام کو زر سیاہ سے جو مبلغ بیس کرور
روپیہ کا تھا بھروادیا ایک روز اکبر نے شیخ منجھو نامے ایک قوال کو جو بڑا خوش الحان صوفی وضع شیخ ادہن
جونپوری کے مریدون مین سے تھا اور اُسی کا نام اُسکی وفات کی تاریخ ہے اپنی صحبت مین بُلایا اور اُسکا بہت پسند کیا
اور میان تانسین وغیرہ اور بڑے بڑے گویون کو بھی بلوایا مگر شیخ منجھو کو اُن سب پر ترجیح دیکر حکم دیا کہ تمام اُس
حوض کا سونا شیخ منجھو لیجاوے مگر سب اُس سے اُٹھ نہ سکا تب خود اُسنے تھوڑے سے زر کا التماس کیا
تب اکبر نے اُسکے عوض مین قریب ہزار روپیہ کے اُسکو انعام مین عطا کیے باقی وہ سونا اکبر نے تین برس کے
عرصہ مین مصرف اور غیر مصرف مین صرف کر دیا انھین دنون مین اکبر نے شیخ مبارک سے صرف ہوائی کا سبق
شروع کیا اِس سے ایک روز پہلے شیخ فیضی نے کہا تھا کہ شیخ ہمارے بالکل تکلف نہین رکھتے اکبر نے کہا کہ
بیشک انھون نے سب تکلفات اپنے تمکو حوالہ کر دیے ہین پھر اکبر نے شیخ منجھو اور میان تانسین اور سارے
گویون کو شیخ مبارک کے پاس بھیجا تا کہ وہ اپنی رائے کے موجب اُنمین ایک دوسرے کو ترجیح دے دے
شیخ نے میان تانسین سے کہا کہ مین نے سُنا ہے تم بھی کچھ گاتے ہو جب اُسنے گایا تو شیخ نے اُسکے راگ کو
جانورون کے چلانے سے تشبیہ دی اور بہت ناپسند کیا اِسی سال مین مرزا محمد حکیم کا کوکہ معصوم خان جو
ایک جوان بہادر تھا اور بڑے بڑے کار نمایان اُس سے ظہور مین آئے تھے مرزا سے خفا ہو کر اکبر کی ملازمت
مین حاضر ہوا اکبر نے اُسکو پانصدی کا منصب عنایت کر کے ولایت بہار پر نامزد کیا وہان وہ کالا پہار ایک
پٹھانون کے سردار سے جو قوت اور شوکت مین سب سے ممتاز تھا مقابلہ کر کے غالب آیا تب اکبر نے فتح پور سے
فرمان منصب ہزاری کا اور گھوڑا اور خلعت اُسکے لیے بھیجا مشہور ہے کہ اُسنے خواب مین دیکھا تھا کہ
حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے اُسکی پیٹھ پر اپنا پنجہ مبارک رکھا ہے اُسکی برکت سے کبھی اُسنے کسی
لڑائی مین پیٹھ نہین پھیری اور نشان پنجہ کا اُسکی پشت پر ظاہر تھا اِسی سال کے ماہ شوال مین اکبر نے

ملا طیب کو جو ایک نالائق آدمی تھا کینبل سے بُلا کر صوبۂ بہار اور حاجی پور کا دیوان اور رائے پرکھوتم کو بخشی اور
ملا مجدی سرہندی کو جو سلیم شاہ کے وقت مین پروانہ نویس تھا امین اور شمشیر خان خواجہ سرا کو
صاحب اہتمام خالصہ کا مقرر کیا یہ لوگ ایسے بدطینت آدمی تھے کہ وہان جا کر ہوش سے باہر ہو گئے اپنے گمان مین نہ
خدا کے بندہ تھے نہ بادشاہ کی رعیت طرح طرح کے ظلم اور بدعتین اُنسے ظہور مین آئین مخلوق پر جبر کرنے مین
اُنھون نے بادشاہ کی کفایت سمجھی تھی آخر اُنھون نے زبردستی معصوم خان کو باغی کرا دیا چنانچہ یہ قصہ
انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب مذکور ہوگا اِسی مہینہ مین جوہری نے بہت سی پیشکشین راجہ علی خان کی مع مرزا
مظفر حسین کے خاندیس سے لا کر پیش کین چند روز کے بعد اکبر نے مرزا کا قصور معاف کر دیا اور آخر مین اُسکو
اپنی دامادی سے عزت بخشی اسی سال مین شہباز خان بخشی کو مع غازی خان بدخشی اور شریف خان اتکہ وغیرہ کے
رانا کیکا کے مقابلہ پر نامزد کیا رانا کونبھل میر مین جو ایک بڑا مضبوط قلعہ ہے داخل ہوا اس فوج نے اپنی کوشش سے
اُسکو فتح کر کے تمام اُس مُلک کو غارت کر دیا رانا نے رات کے وقت اُس قلعہ سے بھاگ کر کسی اور کوہستان
مین پناہ لی اسی سال مین سلطان خواجہ مکہ معظمہ سے مراجعت کر کے آیا اور اُسنے عربی گھوڑے اور ایک
غلام حبشی اور سوا اسکے اور بہت نفیس تحفہ پیش کیے اکبر نے اُسکو صدارت کا منصب عنایت کیا
اور ۹۸۶ھ نو سو چھیاسی مین خواجہ محمد یحییٰ نبیرۂ خواجۂ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو میر حاج مقرر کر کے چار لاکھ روپیہ
اُسکے حوالہ کیے اور اسی سال کے ماہ شوال مین اُسکو مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا اور شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک
کو بھی جنکی باہمی مخالفت کی وجہ سے اکبر سلف اور خلف سے بداعتقاد اور مذہب اسلام سے منحرف ہو گیا تھا
اسی قافلہ کے ساتھ زبردستی مکہ معظمہ کی طرف اخراج کیا چنانچہ دو سال آئندہ مین اپنے مقصد کو پہونچے
آخر علم نے اثر اپنا ظاہر کیا ہُوَ عَزِیزٌ قَومٌ ذَکُوا اُنکے سفر کی تاریخ ہوئی ابتدائے ۹۸۷ھ نو سو ستاسی
مین یہ خبر آئی کہ خان جہان حاکم بنگالہ نے انتقال کیا اکبر نے اُسکے بھائی اسمعیل قلی خان کے نام فرمان
عنایت اور نوازش کا بھیجا اور مظفر خان کو جو دیوانی کے منصب پر تھا حاکم اُس ولایت کا اور رضوی خان کو
بخشی اور حکیم ابو الفتح کو صدر اور رائے پتر داس اور میر ادہم کو باہم شریک کر کے دیوان مقرر کر کے فتح پور سے
روانہ کیا اسی سال کی انیسوین صفر کو چالیس برس کی عمر مین مصنف صاحب کے ایک بیٹا بساور مین پیدا ہوا
محی الدین اُسکا نام رکھا اکبر نے ملا عشقی کو جسے خانی کا خطاب اور دیوانی کا منصب حاصل تھا اور ایک مثنوی
اُسکی مضحکات مین مشہور ہے قاضی صدر الدین لاہوری کے ساتھ کشمیر کی طرف بطور وکالت کے بھیجا تھا

اس سال مین واپس آیا اور علی خان حاکم کشمیر کے ایلچی محمد قاسم کے ہمراہ بہت سی زعفران اور مشک اور قسطاس اور
شال وغیرہ کشمیر اور تبت کے تحفہ پیشکش لایا انھین دنون مین اکبر نے حکیم علی اور داماد حکیم الملک گیلانی کو جو خصوصاً
علم طب اور عموماً جمیع علوم مین بے نظیر تھا عادل خان دکنی کے وکیلون کے ساتھ بیجانگر کو بھیجا انھین دنون مین
میر زفا بہنوئی میرزا شاہرخ کا بطور رسالت کے بدخشان سے آیا اور بدخشان کے گھوڑے اور خیل آبدار اور
اونٹون کی قطارین پیشکش مین چونکہ ان وزرون مین اکبر ریاست دینی اور دنیوی دونون کا طالب تھا اس وجہ سے
دوسرے کی تبعیت اسکو ناگوار تھی جب اسنے یہ سنا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم
اور سواے اسکے اور بعضے امیرون نے مثل امیر تیمور صاحبقران اور میرزا الغ بیگ گورگان وغیرہ کے بذات خود خطبہ
پڑھا ہے اسلیے اکبر بھی بظاہر انکی متابعت اور باطن مین اپنی نمود کے خیال سے جمعہ کے روز جمادی الاول کی چاند رات
سنہ ۹ نوسو ستاسی کو فتحپور کی جامع مسجد مین جو محل بادشاہی کے قریب بنوائی تھی خطبہ پڑھنے کے واسطے گیا
اور یکبارگی ہیبت اُسپر ایسی طاری ہوئی کہ تمام بدن لرزنے لگا اور بڑی مشکل سے شیخ فیضی کے تین شعر اور
لوگون کی مدد سے پڑھکر منبر سے اُتر آیا اور پھر حافظ محمد امین کو امامت کا حکم دیا اور وہ شعر یہ ہین ؎ خداوندیکہ مارا
خسروی داد * دل دانا و بازوے قوی داد * بعدل و داد مارا رہنمون کرد * بجز عدل از خیال ما برون کرد * بود
وصفش ز حد فہم برتر * تعالیٰ شانہ اللہ اکبر * چونکہ ان دنون مین عقائد اسلامی پر طعن و تشنیع بہت شروع ہو گئی تھی
اور چند ہندوون اور بے ایمان مسلمانون نے صریح اعتراض نبوت پر شروع کیے تھے اسی وجہ سے تمام نے دین
مصنفین نے نعت اپنی تصنیفات مین سے موقوف کر دی اور ہر کتاب کے خطبہ مین بعد حمد کے القاب بادشاہی
درج ہوتا تھا اسکی تمام جہان مین بدنامی ہوئی انھین دنون مین مظفر خان حاکم بنگالہ نے پانچ لاکھ روپیہ نقد
اور سواے اسکے اور بہت سے نامی تحفہ مثل ہاتھی اور پارچہ کے جو حد حصر سے زیادہ تھے بطور پیشکش کے
بھیجے اور تیس ہاتھی محمد معصوم کابلی کے بھیجے ہوے نظر سے گذرے دوسرے جمعہ کو اکبر نے فقیرون اور
مستحقون کو چوگان بازی کے میدان مین جمع کیا اور خود بھی وہان گیا قریب ایک لاکھ آدمیون کے زن و مرد
وہان جمع ہو گئے تھے اور سلطان خواجہ صدر اور قلیچ خان ایک ایک شخص کو روپیہ تقسیم کرتے تھے اُس
کشمکش مین اسّی مرد اور عورتین اور بچہ ہلاک ہوے اور بعضی عورتون کی کمرون سے جنکے خاوند بنگالہ مین مارے گئے
تھے روپیون اور اشرفیون کی ہمیانیان نکلین اس سبب سے اکبر سب فقیرون سے بد اعتقاد ہو گیا اور حکم
کیا کہ اسکے بعد تھوڑے آدمی جمع ہوا کرین چند روز کے بعد یہ رسم بھی جاتی رہی انھین دنون مین

قطب الدین محمد خان اتکہ کو اتالیق بڑے شاہزادہ کا مقرر کیا اور ایک بڑی مجلس بھی ترتیب دی گئی نے بہت سے عمدہ
ہاتھی اور اور پیشکشین موافق اپنے منصب کے پیش کین اور موافق قاعدہ کے شاہزادہ کو کندھے پر اٹھا کر طبق زر اور
جواہر کے نثار کیے اسی سال مین عبد اللہ خان اوزبک کا ایلچی مع ایک شوقیہ خط کے ماوراءالنہر سے آیا اکبر نے میرزا فولاد
برلاس کو مع خواجہ خطیب بخاری کے اس خط کے جواب کے ساتھ بہت سے تحفہ ہمراہ کر کے بھیجا نامہ کے آخر مین یہ شعر
لکھا تھا ؎ چہ ما دوست باشیم با یکدگر ✤ بود بحر و بر ایمن از شور و شر ✤ انھین دنون مین ایک محضر مخدوم الملک اور
شیخ عبد النبی صدر الصدور اور قاضی جلال الدین ملتانی قاضی القضاۃ اور صدر جہان مفتی کل اور شیخ مبارک اور
غازی خان بدخشی وغیرہ کے اہتمام سے لکھا گیا اسکا مضمون یہ تھا کہ امام عادل مجتہدون سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے
اور مسائل مختلف فیہ مین اگر مرجوح روایت کو وہ اختیار کرے تو جائز ہے اس سے یہ غرض تھی کہ کوئی شخص احکام ملکی
اور شرعی مین اکبر کے حکم سے انکار نہ کر سکے اس باب مین بھی بڑی طویل بحث ہوئی گفتگو اس باب مین تھی کہ اجتہاد
اور مجتہد کسکو کہتے ہین اور امام عادل کو جو ملکی مصلحتون سے اچھی طرح واقف ہو یہ اختیار ہے کہ بحسب مصلحت
وقت کسی مسئلہ مختلف فیہ کو جاری کر دے آخر بعضون نے برغبت اور بعضون نے بجبر اُسپر مہرین کین وہ محضر بجنسہ
نقل کیا جاتا ہے ✤ محضر ✤ مقصود از تشئید این مبانی و تمہید این معانی آنکہ ✤ چون ہندوستان صینت عن الحدثان
بیامن معدلت سلطانی و تربیت جہانبانی مرکز امن و امان و دائرہ عدل و احسان شدہ طوائف انام از
خواص و عوام خصوصاً علماے عرفان شعار و فضلاے دقائق آثار کہ ہادیان بادیہ نجات و سالکان
مسالک اوتوا العلم درجات اند از عرب و عجم رو بدین دیار نہادہ توطن اختیار نمودند جمہور علماے فحول کہ جامع
فروع و اصول و حاوی معقول و منقول اند و بدین و دیانت و صیانت اتصاف دارند بعد از تدبر وافی و تامل کافی در
غوامض آیۂ کریمہ اَطِیعُوا اللّٰهَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ و احادیث صحیح اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ
اِلَی اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِمَامٌ عَادِلٌ مَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ
و غَیْرُ ذٰلِكَ مِنَ الشَّوَاهِدِ الْعَقْلِیَّةِ وَالدَّلَائِلِ النَّقْلِیَّةِ قرار دادہ حکم نمودند کہ مرتبہ سلطان
عادل عند اللہ زیادہ از مرتبہ مجتہد ست و حضرت سلطان الاسلام کہف الانام امیر المومنین ظل اللہ علی
العالمین ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ ابداً اعدل و اعقل و اعلم باللہ اند بنا بران
اگر در مسائل دین کہ بین المجتہدین مختلف فیہا ست بذہن ثاقب و فکر صائب خود یک جانب از اختلاف
بجہت تسہیل معیشت بنی آدم و مصلحت انتظام عالم اختیار نمودہ بآن جانب حکم فرمایند متفق علیہ شود و اتباع آن

بر عموم برایا و کافۂ رعایا لازم و متحتم ست و ایضاً اگر موجب رای صواب نمای خود حکمے از احکام قرار دہند کہ مخالف نصی
نباشد و سبب ترفیہ عالمیان بودہ باشد عمل بران نمودن بر ہمہ کس لازم و متحتم ست و مخالفت آن موجب
سخط اُخروی و خسران دینی و دنیوی ست و این مسطور صدق و فور حسبۃً للہ و اظہاراً لاجراء حقوق الاسلام بمحضر
علمائے دین و فقہائے مہتدین تحریر یافت وکان ذلک فی شہر رجب سنہ سبع و ثمانین و تسع مائۃ اُس
محضر کا مسودہ شیخ مبارک کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اوروں نے بھی جبراً قہراً اُسپر دستخط کیے شیخ مبارک نے
بڑی رغبت سے اُسکے نیچے لکھا کہ این امریست کہ من بجان و دل خواہان و از سالہا باز منتظر آن بودم +
جب یہ فتویٰ طیار ہو گیا تو پھر اکبر کا اجتہاد شروع ہوا کسی کو مقابلہ کی مجال نہ رہی احکام شریعت مین جو چاہا
کرنے لگا ابو الفضل بھی دینداری سے ہاتھ اُٹھا کر بالکل اُسکی خواہش کا تابع ہو گیا اسلام کا نام تقلید ٹھیرا
اور بیدینی کی باتین تحقیق قرار پائین اسی سال کی سولھوین رجب کو اکبر نے اجمیر کی طرف کوچ کیا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ اُس روز سے ابتک چودہ برس ہوئے پھر کبھی اکبر کا اُس طرف رخ نہ ہوا چھبیسوین شعبان کو
اجمیر کے قریب پہونچا پانچ کوس سے پیادہ پا ہو کر اُس روضہ متبرکہ کی زیارت کو گیا اہل عقل اس بات پر بہت
ہنستے تھے کہ خواجہ اجمیری سے ایسا اعتقاد اور اصل شریعت سے جسکی بدولت اس طرح کے لاکھون ولی پیدا
ہوئے ہین ایسا انکار جب مخدوم الملک و شیخ عبد النبی چلے گئے تب اکبر نے اور نئی نئی بدینی کی باتین نکالین
قرآن کو مخلوق بنایا پیغمبرون پر وحی آنے کو محال سمجھا نبوت اور امامت مین طرح طرح کے شک پیدا کیے اور جن اور
ملائک اور معجزون اور کرامتون وغیرہ کا صاف انکار کیا اور قرآن کے تواتر اور اُسکی کلامیت مین بھی
کلام ہوا اور بعد بدن کی خرابی کسی روح کا باقی رہنا اور اُسپر ثواب اور عذاب ہونا غیر ممکن سمجھا اور اس
قسم کے شعرون کی سند پکڑی ۔ از حقیقت بدست کورے چند + مصحف ماند و کہنہ گورے چند +
گور بکس سخن نگوید ہیچ + سر قرآن کسے نمی جوید + ۔ عید آمد و کارہا نکو خواہد کرد + چون روے عروس +
ساقی مے ناب در سبو خواہد کرد + چون خون خروس + افسار نماز و پوزبند روزہ + یکبار دگر + از گردن این
خران فرو خواہد کرد + افسوس افسوس + اور یہ مقرر کیا کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ
علانیہ پڑھا کرین اور جب یہ احتمال ہوا کہ شاید اسمین فتنہ و فساد پیدا ہون فقط قلعہ کے اندر ہی لوگون پر
یہ تکلیف رہی ۔ فتنہاے است اسکی تاریخ ہی پھر اکبر نے قطب الدین محمد خان اور شہباز خان وغیرہ سے
کہا کہ تقلید اسلام کی چھوڑ دو اُن سب نے انکار کیا قطب الدین محمد خان نے کہا کہ اور ولایتون کے حاکم

مثل شاہ روم وغیرہ کے جب اِن باتون کو سُنینگے تو کیا کہینگے کیونکہ وہ سب دیندار ہین خواہ تقلید ہو خواہ تحقیق اکبر نے بطور طعن کے اُس سے کہا کہ تو شاہ روم کی طرف سے غائبانہ ایسی سخت گفتگو کرتا ہے اور تو نے وہ اپنے لیے ٹھکانا نکالا ہے کہ جب یہان سے نکلے تو وہان تیری قدر ہو بس اب تو یہان سے کالا مُنہ کر وہین چلا جا شہباز خان بھی اِس گفتگو مین بہت تیز ہو گیا بیربر بار بار دین اسلام کی نسبت طعن کی گفتگو کرتا تھا شہباز خان نے اُسکو صاف صاف مغلظہ گالیان دیکر کہا کہ اے کافر ملعون اب تو بھی ایسی باتین کرتا ہے ہم تیرا کام تمام کر سکتے ہین غرض بڑی بدمزگی پر نوبت پہونچی اکبر نے بالتخصیص شہباز خان کو اور عموماً سب کو یہ کہا کہ ہم ابھی حکم دیتے ہین کہ تم سبھون کے مُنہ پر گوہ کی بھری ہوئی جوتیان لگائی جاوین انھین دنون مین ترسون محمد خان حاکم پٹن گجرات سے آیا اسی سال مین قاضی علی بغدادی نے جو معافیات کے ضبط کرنے اور اُن سب کو ایک جگہ جمع کر دینے کے لیے مقرر ہوا تھا ہزاری سے صدی تک سب معافیدارون کو اکبر کی نظر سے گذرانا شروع کیا اُن لوگون کی اکثر زمین ضبط ہو جاتی تھی کچھ تھوڑی سی ملتی تھی سارے شریف اور بزرگ خاندانون پر تباہی آئی افلاس کی وجہ سے اکثر شریفون کی اولاد آوارہ ہو گئی تمام مدرسہ اور مسجدین ویران ہو گئین حکیم الملک شیخ ابوالفضل سے مخالفت کیا کرتا تھا اور اُسکو نضلہ کہتا تھا اس وجہ سے اکبر نے اُسپر بڑی سختی کی آخر مکہ کی طرف نکال دیا اسی سال کے رمضان کے مہینہ مین قاضی علی مذکور نے اجمیر مین مصنف صاحب کو بھی اکبر کے سامنے پیش کیا اور ہزار بیگھہ زمین جو اُنکو بطور مدد معاش کے ملی تھی اُسکا ذکر کیا مصنف صاحب نے چند روز سے خدمت چھوڑ دی تھی اور یہ سمجھا تھا کہ مین اب یاد نہ آؤنگا اکبر نے کہا کہ ہمکو یاد ہے کہ اُنکے فرمان مین کوئی شرط بھی تھی قاضی علی نے کہا کہ ہان بشرط خدمت اِنکو زمین دی گئی تھی اکبر نے کہا کہ اِنسے پوچھو کہ کیا کوئی ضعف ہو گیا جو خدمت چھوڑ دی غازی بدخشی نے فوراً جواب دیا کہ قسمت کا ضعف تھا سب مقربون نے پچھلی امامت کا حق سمجھکر مصنف صاحب کی سفارش کی شہباز خان بخشی نے کہا کہ یہ ہمیشہ خدمت مین رہتے ہین اکبر نے کہا کہ ہم کسی سے زبردستی خدمت نہین لیتے اگر یہ خدمت کا ارادہ نہین رکھتے تو نصف زمین اِنکی ضبط ہو جاوے نصف معاف رہے مصنف صاحب نے یہ امر جھٹ پٹ قبول کر لیا اکبر کو یہ امر بہت ناگوار ہوا قاضی علی نے پھر عرض کیا کہ اِنکے حق مین کیا حکم ہے اکبر نے بڑے مبالغہ کے ساتھ یہ کہا کہ شیخ عبدالنبی سے جو اُسوقت تک لشکر کے ساتھ موجود تھا یہ پوچھو کہ یہ کسقدر زمین کا استحقاق رکھتے ہین شیخ نے مولانا الہ داد امروہی کی زبانی یہ کہلا بھیجا کہ میان الہ داد

بہت ہین اور سنا ہی کہ انکا خرچ بھی زیادہ ہی مین انکے لیے آٹھ سو یا سات سو بیگھہ زمین تجویز کرتا ہون مگر مقربون نے
اس عرض کو پیش کرنا مناسب نہ دیکھا اور مصنف صاحب کو خدمت قبول کرنے پر اصرار کیا یہ ساری مصیبتین
انہیں اس سبب سے اُٹھین کہ اگرچہ اکبر نے کئی مرتبہ کہا مگر اُنھون نے داغ کرانا قبول نہین کیا او گویا اس شعر کے
مضمون پر عمل کیا ع شادم کہ یک سوار ندارم پیادہ ہم + فارغ ز قید شاہم و از شاہزادہ ہم + اسی سال مین
اکبر نے تمغہ اور جزیہ جسکا محصول کئی کرور ہوتا تھا معاف کردیا اس امر کی تاکید مین فرمان صادر ہوے اسی
سال مین محمد معصوم خان میا معین الدین احمد خان فرنخودی کا جسکے پاس جونپور کی حکومت تھی درگاہ مین
حاضر ہوا پھر اکبر نے اُسکو جونپور کی طرف بھیجدیا اور ملا محمد ایزدی کو وہان کا قاضی القضاۃ مقرر کیا محب علی خان
والد میر خلیفہ کو دہلی کی حکومت عطا کی ملا محمد یزدی نے جونپور مین پہونچکر فتویٰ دیا کہ اس بادشاہ سے بغاوت
واجب ہی چنانچہ محمد معصوم کابلی و محمد معصوم خان فرنخودی اور میر معز الملک اور نیابت خان اور عرب بہادر اور
سوا اُنکے اور بہت سے سردار تلوارین کھینچکر مقابل ہوے ہر طرف بغاوت پھیلی جن معافی دارون کی زمینین
ضبط کی تھین وہ کہتے تھے کہ بادشاہ نے ہماری زمینون مین اور خدا نے اُسکے ملک مین تدخل کیا مہتر سعادت جسکا
شیر خان خطاب تھا جونپور مین معصوم خان کے پاس گیا تھا جب وہان سے لوٹا تو اُسنے اس فتوی کی حقیقت
اکبر سے عرض کی تب اکبر نے میر معز الملک اور ملا محمد یزدی کو کوئی حیلہ کرکے جونپور سے طلب کیا جب وہ فیروز آباد مین
جو آگرہ سے اٹھارہ کوس ہی پہونچے تو اکبر نے حکم دیا کہ سوارون کو انسے جدا کرین اور جمنا کے راستہ مین کشتی مین
بٹھا کر گوالیار کو لیجاوین اور اسکے پیچھے یہ حکم بھیجا کہ فوراً انکو قتل کردو چنانچہ سپاہی لوگ جو انکے محافظ تھے وہ دوسری کشتی مین
ہو گئے اور ان دونون کو ایک پرانی کشتی مین بٹھایا بعد ازان ملاحون نے حسب الحکم اُس کشتی کو ڈبو دیا بعد چند روز کے
قاضی یعقوب بنگالہ سے آیا اُسکا بھی یہی حال کیا پھر جن جن مولویون سے شبہ تھا ایک ایک کو چن چنکر قتل کرنا شروع
کیا لاہور کے سب عالمین کو جلاوطن کرکے پریشان کردیا چنانچہ قاضی صدر الدین لاہوری کو جنکی تحقیق علمی
مخدوم الملک سے بھی زیادہ تھی گجرات مین بھروچ کا قاضی مقرر کرکے بھیجدیا اور ملا عبد الشکور گولدار کو جونپور کا قاضی کیا
اور ملا محمد معصوم بہار کی طرف نامزد ہوا اور شیخ منور کو مالوہ کی طرف نکالا اور اُس صوبہ کی صدارت اُسکے سپرد کی
اسی طرح اورون کو بھی ادھر اُدھر ٹال دیا فقط شیخ معین جو ملا معین واعظ کے پوتے بہت بڈھے تھے اس آفت سے
بچکر لاہور مین باقی رہے آخر سنہ ۹۹۵ نو سو پچانوے مین انکا انتقال ہوا حاجی ابراہیم سرہندی کو گجرات کا صدر
مقرر کرکے بھیجا تھا اُسنے وہان کے معافیدارون سے رشوت لیکر بہت سا روپیہ اکٹھا کیا اور جو شخص رشوت دیتا تھا

اُسکی زمین ضبط کرلیتا تھا یہ بات اکبر تک بھی پہونچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ دکن جانے کا ارادہ رکھتا ہی تو اکبر نے
بغاوت کی تہمت رکھکر اُسکو بلا کر حکیم عین الملک کے سپرد کیا راتون کو اپنی مجلس مین بھی اُسکو بلاتا تھا اُسنے ایک
رسالہ لکھکر پیش کیا اور خوشامد کی وجہ سے جھوٹی باتین بزرگون سے نقل کرکے اُسمین درج کین مگر آخر کو اُسکا یہ فریب
کھل گیا چنانچہ اُسنے شیخ عربی سے منسوب کرکے ایک پرانی کتاب مین جسکو کیڑا لگ چکا تھا یہ عبارت نقل کی کہ امام صاحب زمان
عورتین بہت کریگا اور داڑھی کتروایا کریگا غرض کئی صفتین جو اکبر مین موجود تھین اُسی طرح اُسمین درج کین اکبر ان
باتون سے بہت راضی ہوا اور اُسکو بھی اپنے مصاحبون مین داخل کیا اِسی طرح لوگون نے ملا ابو سعید برادرزادہ میان امان
پانی پتی کی کتاب مین ایک موضوع حدیث بنا کر پیش کی کہ ایک صحابی کا بیٹا داڑھی مُنڈا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے آیا آپ نے فرمایا کہ اہل بہشت کی یہی صورت ہوگی چونکہ وہ شاہ فتح اللہ اور شیخ ابو الفضل اور حکیم ابو الفتح سے
دلیرانہ گفتگو کیا کرتا تھا اور اُنکی مذمتین کرتا تھا اس سبب سے اکبر نے اُسکو رنتنبھور کے قلعہ مین بھیجدیا چنانچہ وہ
وہین مرگیا بعد مرنے کے اُسکے جسم کو قلعہ کی فصیل پر سے نیچے پھینک دیا اُسکا جسم بہت سے کپڑون مین
لپٹا ہوا تھا اور مشہور ایسا ہوا کہ وہ خود قلعہ سے گر کر مرگیا یہ واقعہ ۹۹۴ھ نوسو چرانوے مین ہوا اس زمانہ کا حال تھا
کہ جتنے عالمون نے علم پڑھا تھا وہ سب اُنکے واسطے وبال ہوگیا اکبر نے سب عالمون اور مشائخ کو زمانہ بھیجکر
اپنے دربار مین طلب کیا اور سب کی مددمعاش کی تحقیقات کی موافق دستور دربار کے سب عالمون کو بھی تسلیمات
کرنا واجب پڑتی تھی اور اکبر اُنکی سب زمینین ضبط کرکے موافق اپنی رائے کے تھوڑی سی زمین چھوڑ دیتا تھا
اور جس کسی کو سمجھتا تھا کہ یہ لوگون کو مرید کرتا ہی یا اُسکے گھر راگ کی مجلسین ہوتی ہین یا کسی طرح کا
ذی عزت آدمی ہی اُسکو دکاندار نام رکھکر کسی قلعہ مین قید کردیتا تھا یا بنگالہ یا بکھر کی طرف نکال دیتا تھا
بیچارے بوڑھے بوڑھے پیرون اور شیخون پر سب سے زیادہ تباہی آئی چنانچہ تمام صوفیون اور اہل ذوق نے
اپنے طریقہ کو چھوڑ دیا اکثر جلاوطن ہوکر اِدھر اُدھر گوشون مین چھپ رہے اور واقع مین اول صوفیون کی
ایسی ہی مجلسین اور بے اثر حالتین اور طرح طرح کی نالائق حرکتین اور نامناسب تکلفات اسی قابل تھین
کہ اُنکا نتیجہ یہ ہوا اُسی سال مین مظفر خان نے بنگالہ مین جاکر معاملات مین سخت گیری شروع کی اور
اُس طرف کے سب امیرون کو طرح طرح کی ایذا دی اکثرون کی جاگیرین ضبط کرلین اور داغ محلہ کی رسم موافق
دربار کے اور اُنکے محاسبہ پرانے طریقون پر شروع کیے بابا خان قاقشال اور خالدی خان نے جو
عمدہ سردارون مین سے تھے داغ سے معافی اور اپنی جاگیر کی بحالی چاہی کچھ فائدہ نہوا اور جسقدر روپیہ

جاگیر کا بیدا غ محاسبہ کی اُسنے تحصیل کر لیا تھا اُسکی عوض خالد بجال کو مقید کیا اتفاقاً انھین دنون مین مظفر خان کے نام کسیکا فرمان پہونچا کہ روشن بیگ نامے مرزا محمد حکیم کا نوکر کابل سے بھاگ کر بنگالہ کو چلا گیا ہے اُسکو تلاش کر کے قتل کرو جب مظفر خان نے بہت جستجو کی تو وہ شخص قاقشالون مین سے ملا اُسوقت مظفر خان نے باباخان سے بہت سخت گفتگو کی اور بادشاہی فرمان دکھا کر دربار عام مین روشن بیگ کو گردن مار دیا یہ دیکھکر سب سپاہی وہان کے ڈر گئے آخر سب نے متفق ہوکر اپنے سر مُنڈائے اور صورتین بدل کر شہر گوڑ مین جسکو قدیم زبان مین لکھنوتی کہتے ہین بغاوت پر کمر باندھکر جمع ہوے اور جہان کہین مظفر خان کا مال پایا لوٹ لیا تب مظفر خان نے بہت سی کشتیان جمع کر کے حکیم ابوالفتح اور تینبر داس کو حکم دیا کہ اپنی فوجون کو لیجا کر ان سپاہیون کی گوشمالی کرو لیکن حکیم ابوالفتح بیچارہ لڑائی بھڑائی کے کام سے ناواقف تھا تینبر داس ایک ادنیٰ ہندو متصدی تھا ان دونون سے کیا ہوتا ہے تب مظفر خان نے تسلی اور دلاسا کا فرمان قاقشالون کو بھیجا اور اُسمین لکھا کہ تمھاری جاگیرین از سرِ نو بحال ہونگی یہ پیغام رضوی خان اور تینبر داس کی معرفت اُنکے پاس پہونچا اور میر ابو اسحاق کو بھی اِن دونون کے ہمراہ کیا قاقشالون نے اِن سب کو قید کر لیا کسی طرح پر راضی نہ ہوے انھین دنون مین ملا طیب اور راے پرکھوتم بخشی نے معصوم خان کابلی اور عرب بہادر وغیرہ سارے بہار کے امیرون کی جاگیرین یک قلم تغیر کر دی تھین اور انکے ساتھ بڑی بدسلوکی سے پیش آئے تھے اور اسی فوج کو لیکر جو سہ ندی کے پار معصوم خان سے لڑنے کے لیے گئے تھے ایسے وقت مین یکایک عرب بہادر نے اُنپر حملہ کیا اور راے پرکھوتم کو قتل کر کے تمام مال و اسباب لوٹ لیا بعد ازان معصوم خان وغیرہ نے باباخان سے متفق ہوجانے کے لیے کرہی کا ارادہ کیا مظفر خان کی طرف سے خواجہ شمس الدین محمد خوافی نے اُنکا راستہ روکا بڑی لڑائی ہوئی آخر معصوم خان غالب آکر قاقشالون سے جا ملا اور سب نے بالاتفاق گنگا اُتر کر مظفر خان پر حملہ کیا اُسوقت مظفر خان ٹانڈہ گڈہ کے قلعہ مین جو فقط ایک پرانی چار دیواری باقی تھی بند ہوگیا اور وزیر خان و جمیل بیگ نے جو پرانے امیرون مین سے تھے جان محمد خان بہبودی وغیرہ سپاہیون کو ساتھ لیکر اُسپر حملہ کیا اور حکیم ابوالفتح اور خواجہ شمس الدین وغیرہ امیرون کو قید کر لیا مگر یہ دونون سردار مع راے تینبر داس کے کسی طرح قید سے چھوٹ کر وہان کے زمینداروں کی مدد سے حاجی پور مین پہونچے حکیم نورالدین قراری اُسی کشمکش مین مر گیا پھر قاقشالون کے گروہ اور معصوم خان نے عہد و قول کر کے مظفر خان کو ٹانڈہ کے قلعہ مین سے نکالا

اور پھر طرح طرح کے عذابون سے قتل کیا اور سارا مال و اسباب اُسکا لوٹ کر تمام ولایت بنگالہ اور بہار پر
قبضہ کر لیا اور بہت سی فوج سوار اور پیادون کی جمع کی اور میرزا شرف الدین حسین کو جسے اکبر نے قاسم علی خان
بقال حاکم کالپی کی قید سے نکال کر بنگالہ مین بھیجدیا تھا اپنا سردار بنایا جب اکبر نے اس فساد کا حال سُنا
تو راجہ ٹوڈرمل کو مع صادق محمد خان اور ترسون محمد خان وغیرہ بڑے بڑے امیرون کے اس فساد کے
رفع کرنے کے لیے فتح پور سے نامزد کیا اور محب علی خان حاکم رہتاس اور محمد معصوم خان فرنخودی حاکم
جونپور اور سواے اِن دونون کے اور بہت سے اُس طرف کے جاگیردار راجہ کی مدد کے لیے متعین ہوئے
ابھی یہ رستہ مین تھے کہ شاہم خان جلائر نے سعید خان بدخشی سے مقابلہ کر کے اُسکو قتل کر ڈالا
محمد معصوم جونپوری تین ہزار سوار ساتھ لیکر راجہ سے آملا مگر راجہ نے جو غور کیا تو اُسمین بھی بغاوت کے آثار
پائے جاتے تھے اِسوجہ سے راجہ نے بظاہر اُسکی بہت سی تسلی کی مگر یہ سب حال اکبر کو لکھ بھیجا محمد معصوم کابلی
اور مرزا شرف الدین حسین اور قاقشالون وغیرہ نے تیس ہزار سوار اور پانسو ہاتھی اور بہت کشتیان اور
توپخانہ آراستہ کر کے نواحی قصبۂ مُنگیر مین راجہ کے مقابلہ کا ارادہ کیا چونکہ راجہ کو اپنے لشکر پر اعتماد نہ تھا اسوجہ سے
لڑائی مین مصلحت نہ سمجھکر اُسنے مُنگیر کے قلعہ مین پناہ لی اور ہر روز قلعہ مین سے لڑتا تھا جب خزانہ ہوچکا تو
اُسکے لشکر پر خرچ کی بہت تکلیف ہوئی تب زین الدین کنبو شہباز خان کے داماد نے ایک لاکھ روپیہ
ڈاک چوکی کے طور پر دریا کے رستہ سے راجہ کے پاس پہونچادئے چنانچہ اُسکو چند روز کے لیے مختصر طور پر
خرچ مین لایا اسی طرح تھوڑے تھوڑے دنون کے بعد کبھی دریا خان آبدار اور کبھی سعدی اور کبھی سیٹھ
جھنگو انداس خزانچی کے بیٹے کی معرفت اُسکے پاس لاکھ لاکھ روپیہ پہنچتے تھے اُنھین دنون مین عبد الحی خواص
ولد قاضی صدر الدین سنبھلی جو ایک بہت خوبصورت آدمی مگر نہایت بے وقوف تھا اور اس معرکہ مین
اُسکی بھی کسی ڈاک چوکی پر تعیناتی تھی جوان مر گیا یہ شخص بھی مذہب اور ملت کے باب مین خبط کی
باتین کیا کرتا تھا ہمایون فرلی ولد شاہ فرلی جسکا ہمایون قلی خان خطاب تھا اور اُسنے اکبر کے
مذہبی معاملات اجمیر مین بچشم خود دیکھے تھے ترخان دیوانہ سے متفق ہو کر راجہ کے لشکر سے بھاگ گیا اور
مخالفون سے جا ملا اسی عرصہ مین بابا خان سخت بیمار ہو گیا تب جباری ولد مجنون خان قاقشال نے
بابا خان کا یہ حال دیکھکر اُس معرکہ سے چلے جانے کا ارادہ کیا اور معصوم خان کابلی بھی وہان سے
بہار کو چلدیا غرض ساری جماعت مخالفون کی متفرق ہو گئی عرب بہادر نے وہان سے جا کر پٹنہ پر حملہ کیا

بہار خان خاص خیل جو سعید عارف کے نام سے مشہور تھا پٹنہ کے قلعہ مین بند ہوگیا راجہ ٹوڈرمل نے معصوم خان
فرنخودی کو بہت سے لشکر کے ساتھ بہار خان کی مدد کے لیے بھیجا تب عرب بہادر اسکا مقابلہ چھوڑ کر گجپتی کے پاس
جو ایک بڑا نامی زمیندار تھا چلا گیا پھر راجہ اور صادق خان مع تمام اپنے امیرون کے معصوم خان کابلی کی گوشمالی کے لیے
بہار کی طرف متوجہ ہوے رات کے وقت معصوم خان نے صادق خان پر شبخون کیا اس معرکہ مین ماہ بیگ نامے ایک
سردار جو الغ خان حبشی کے ساتھ قراول مقرر ہوا تھا مارا گیا الغ خان اپنی جان بچا کر نکل گیا صادق محمد خان ایسے
وقت مین بڑا ثابت قدم رہا معصوم خان حتی المقدور لڑتا رہا جب دیکھا کہ کچھ کام نہین بنتا تب وہان سے بھاگ کر
چند مدت اس جنگل مین قزاقی کرتا رہا آخر عیسی خان زمیندار اڑیسہ کے پاس پناہ لے گیا انھین دنون مین شجاعت خان
اور اسکا بیٹا قائم خان جو دونون باپ بیٹے علم موسیقی مین بڑے کامل اور جوان ظریف اور نازک تھے اکبر کے حسب الطلب
سارنگ پور سے فتح پور کو جاتے تھے رستہ مین انکے نوکرون نے دونون کو قتل کیا اور سارا مال اسباب نکال لوٹ کر چلدیے
اس واقعہ کے بعد اکبر نے شریف خان اتکہ کو مالوہ کی طرف نامزد کیا اور خود اسکے مکان پر جاکر اسکی مہمانی قبول کی بعد ازان
شریف خان مالوہ کو روانہ ہوا اسی سال مین اکبر نے خان اعظم کو جو بہت دنون سے نظربند تھا آگرہ سے بلا کر پانچ ہزار
سوارون کے ساتھ حکومت بنگالہ پر نامزد کر کے بھیجا اور شہباز خان کو بھی ولایت ازنا سے طلب کر کے بہت سی فوج کے ساتھ
خان اعظم کی مدد کے لیے متعین کیا چنانچہ خان اعظم نے سرحد حاجی پور مین پہونچکر گجپتی کے علاقہ کا سارا بن کھوڈ ڈالا اور وہان سے
عرب بہادر کو نکالا اسی سال مین اکبر نے حکیم الملک جیلانی کو اپنے نئے مذہب کا مخالف سمجھکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا
اور اسکی معرفت پانچ لاکھ روپیہ وہان کے شریفون اور مستحقون کے لیے بھیجے حکیم الملک آخر العمر تک وہین رہا اور اسکے بعد ہر چند
اکبر نے فرمان اسکی طلب مین بھیجے مگر وہ نہ آیا آخر وہین مرگیا اس سال مین اکبر نے تمام مشائخ ہندوستان کو جمع کیا
اور انکو اپنی صحبت مین بلا کر طرح طرح کی تحقیقین کیا کرتا تھا وہ لوگ اکثر خوشامد اور چاپلوسی کی باتین کرتے تھے
اکبر کا مقصود اصلی یہ تھا کہ کسی کی کوئی خرق عادت بچشم خود ملاحظہ کرے مگر یہ بات ان لوگون کو کہان نصیب تھی
آخر انکی باتین دیکھکر اکبر کی بداعتقادی اور زیادہ بڑھ گئی چنانچہ شیخ جانلیدہ بڑے خلیفہ شیخ عبد العزیز ساکن قصبہ
مہتونہ نے اکبر کے حکم موجب عبادت خانہ مین رہتے تھے اور لوگون کے دکھانے کے لیے نماز معکوس پڑھا کرتے تھے
اور کوئی حرم اکبر کی حاملہ تھی اسکی نسبت انھون نے یہ کہا تھا کہ اسکے بیٹا پیدا ہوگا اتفاقاً اسکے بیٹی ہوئی اور بہت سی
بیہودہ حرکتین اسکی اکبر نے دیکھین اسی طرح سید ہاشم فیروز آبادی نے اپنے بزرگون کی دکان کھولی
ان لوگون کا حال دیکھکر اکبر کا پچھلے بزرگون سے بھی اعتقاد جاتا رہا شیخ منتہی افغان کاسی کو بھی اکبر نے پنجاب سے بلا

وہ حکم کی تعمیل کے موجب اُسی وقت اپنی خانقاہ سے قاصدون کے ساتھ پیادہ پا چلدیے پیچھے سے لوگ اُنکی سواری
ڈولا لائے اور فتح پور مین آکر شیخ جمال بختیار کے گھر اُترے اور وہان سے اکبر کو پیغام بھیجا کہ میری ملاقات آج تک کسی
بادشاہ کو مبارک نہین ہوئی تب اکبر نے اُنھین اُسی طرح رخصت کردیا اُسی طرح شیخ الہدیہ خیرآبادی مع اپنے بیٹے
شیخ ابوالفتح کے حسب الطلب درگاہ مین آئے اکبر نے کھڑے ہو کر بڑی تعظیم سے اُنکے ساتھ ملاقات کی جب
اُنسے کچھ گفتگو کی تو اُنھون نے اپنے کان کی طرف اشارہ کیا کہ مین اونچا سُنتا ہون تب اکبر نے اُنکو بھی عذر کہکر
رخصت کیا اِسی سال مین بے دین عالمون نے متفق ہو کر بہت سی دلیلین اس بات پر پیش کین کہ امام صاحب زمان
جو کل مذہبون کے اختلاف کو رفع کریگا وہ آپ ہین شریف خان نے محمود بنجوانی کے کسی رسالہ سے یہ مضمون نقل کیا
کہ سنہ ۹۹۰ نوسو نوے مین ایک ایسا شخص پیدا ہوگا کہ اُسکے سبب سے باطل بالکل دور ہوجائیگا سب نے متفق ہوکر
یہ کہا کہ لفظ صاحب دین حق کے حساب جمل سے نوسو نوّے عدد ہوتے ہین سو اِس زمانہ مین آپ اسکے مصداق ہین
اور خواجہ مولانا الہی جعفردان نے مکہ معظمہ سے آکر وہان کے شریفون کا ایک رسالہ پیش کیا اُسکا مضمون یہ تھا
کہ صحیح حدیثون کے بموجب دنیا کی مدت سات ہزار برس تھی سو اب تمام ہوچکی اب زمانہ امام مہدی کے ظاہر ہونے کا ہے
اور خود بھی اُسنے ایک رسالہ تصنیف کرکے پیش کیا اُسمین بھی اِسی قسم کے واہیات تھے شیعون نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
اِسی قسم کے قول نقل کیے بعضون نے یہ رباعی جو حکیم ناصر خسرو سے منسوب تھی پیش کی ع در نہصد و ہشتاد و نہ از حکم
قضا + آیند کواکب از جوانب یکجا + درسال اسد ماہ اسد روز اسد + از پردہ برون خرامد آن شیر خدا + غرض یہ سب
باتین اِس بات کی باعث ہوئین کہ اکبر نے خود نبوت کا دعوی کیا لیکن نہ نبوت کی لفظ سے بلکہ دوسری عبارت سے
اِسی عرصہ مین راجہ ٹوڈرمل کی عرضی پہونچی کہ مین نے معصوم خان فرنخودی کو آج تک بڑی تسلی اور دلاسا کرکے
روکا ہے مگر خواجہ شاہ منصور دیوان اُس سے اور ترسون محمد خان سے زر باقی کا حد سے زیادہ تقاضا کرتا ہے چنانچہ
وہ دونون نہایت مجبور ہو گئے ہین اسوقت مین ایسی باتین مناسب نہین ہین کہمین ایسا نہو کہ لشکر مین
تفرقہ پڑجاوے اکبر پہلے بھی شاہ منصور کی سخت گیریان سُن چکا تھا اس سبب سے اکبر نے اُسکو بے دخل
کرکے چند روز یہ کام کسی مصلحت سے شاہ قلی خان محرم کے سپرد کیا پھر بجاے اُسکے آصف خان کے
بھائی وزیر خان کو دیوان کل مقرر کیا اور قاضی علی بغدادی کو جو ایک شخص نہایت نالائق تھا اُسکا مددگار کیا
یہ دونون متفق ہو کر کام کیا کرتے تھے اسی زمانہ مین اکبر کی درگاہ مین لوگ ایک آدمی لائے جسکے کانون کا
سوراخ بالکل نہ تھا مگر باتین اچھی طرح سُنتا تھا اسی سال مین اکبر کو اسکی تحقیق کا خیال ہوا کہ حدیث مین

جو آیا ہی کہ سب بچے مذہب اسلام پر پیدا ہوتے ہین یہ بھی صحیح ہی یا نہین چنانچہ اُسنے بیس شیر خوار بچے آبادی سے دور ایک مکان مین رکھے اور یہ اہتمام کیا کہ وہ کسی شخص کی آواز نہ سُنین اور بڑی مؤدب دائیان اُنکی پرورش کے لیے مقرر کرین اور یہ تاکید کی کہ کسی بات کی اُنکو تعلیم نہ کرنا چاہیے تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ خود بخود کونسا مذہب سیکھتے ہین اور سب سے پہلے کیا کلمہ کہتے ہین اول لڑکون کے مان باپون کو بہت سا روپیہ دیکر راضی کر دیا اور لڑکون کے لیے جو مکان تجویز ہوا تھا اُسکا نام گنگ محل رکھا تین چار برس کے عرصہ مین کئی لڑکے اُنمین سے مرگئے باقی جتنے تھے وہ گونگے ہو گئے تھے اسی سال مین اکبر نے شاہزادہ دانیال کو مع شیخ جمال بختیار اور شیخ فیضی کے جو شاہزادہ کا اُستاد تھا اور سواے اِن دونون کے بہت سے امیرون کو ساتھ کر کے اجمیر کو بھیجا اور مبلغ پچیس ہزار روپیہ وہان کے فقرا کے لیے روانہ کیے اس سال مین راجہ ٹوڈرمل اور سب بادشاہی امیرون نے برسات کا موسم حاجی پور مین گذارا معصوم خان فرنخودی جو بہت آزردہ تھا بے اجازت امیرون کے پاس سے رخصت ہو کر جونپور مین چلا آیا یہان اُسنے بغاوت اختیار کی اکبر نے پیشرو خان عرف مہتر سعادت کی معرفت جو داروغہ فراش خانہ کا تھا ایک فرمان اُسکے دلاسا و تسلی کا بھیجا اور جونپور ترسون محمد خان اور اودھ معصوم خان فرنخودی کو عنایت کیا مگر اُسنے پھر بھی گفتگو بڑی پریشانی اور بیدلی کی کی اور اودھ مین جا کر سامان لڑائی کا تیار کیا جب مہتر سعادت وہان سے لوٹ کر دربار مین آیا تو اُسنے سارے اُس طرف کے امیرون کا اور ملا محمد یزدی کے فتوی کا قصہ اکبر کو سُنایا تب اکبر نے ملا یزدی اور معز الملک کو بُلا کر سزا کو پہونچایا جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہی انھین دنون مین نیابت خان ولد ہاشم خان نیشا پوری نے جسکو اکبر نے پٹنہ کو سفر کرتے وقت مہربانی کر کے جیوسی اور پریاگ مین جاگیر عنایت کی تھی بغاوت کی اور کرہ پر حملہ کیا وہان کی حکومت اسمٰعیل قلی خان کی طرف سے الیاس خان نلمے ایک پٹھان سے متعلق تھی نیابت خان نے مقابلہ کر کے الیاس خان کو قتل کیا اور قلعہ کا محاصرہ کر کے تمام ملک کا لوٹنا شروع کیا تب اسمٰعیل قلی خان نے وزیر خان اور مطلب خان اور شیخ جمال بختیار وغیرہ امیرون کو نیابت خان کی گوشمالی کے لیے بھیجا اور اکبر نے شاہ قلی خان محرم اور بیربر کو معصوم خان فرنخودی کے دلاسا کے لیے اودھ کی طرف روانہ کیا اور وزیر خان کے رخصت ہونے کے بعد خواجہ شاہ منصور کو قید سے نکال کر پھر دیوانی کے کام پر مقرر کیا نیابت خان لشکر کے آنے کی خبر سُنکر کرہ کو چھوڑ کر قصبہ گشت کی طرف جو نواح پٹنہ سے ہی چلدیا امیرون نے دریا اُتر کر اُسکا تعاقب کیا اور بہت جلد اُسکے سر پر جا پہونچے تب اُسنے لوٹ کر مقابلہ کیا اور تنہا اتنے امیرون سے اتنا لڑا کہ ہمیشہ کو یادگار رہیگا تمام فوج کو زیر و زبر کر کے

شیخ جمال کو میدان مین گھوڑے پر سے گرایا لیکن پھر چھوڑ دیا مگر آخر کو شکست کھا کر اودھ مین معصوم خان کے
پاس چلا گیا عرب بہادر بھی اسی زمانہ مین شہباز خان سے شکست کھا کر وہان پناہ لایا اور شہباز خان عرب بہادر کے
تعاقب مین اول جونپور کو گیا پھر اودھ مین آیا معصوم خان کے پاس لڑائی کا سامان اسقدر جمع تھا کہ جسکی انتہا
نہین تیس چالیس نشان فوج کے اور کل اسباب لڑائی کا بیشمار اسکے پاس مہیا تھا فوراً اسنے شہباز خان
کو شکست دیکر بھگایا چنانچہ شہباز خان ایک روز مین چالیس کوس رستہ طے کرکے جونپور مین آیا اتفاقاً
ترسون محمد خان جو شہباز خان کے میمنہ لشکر مین متعین تھا جنگل مین چھپ رہا جب معصوم خان کی فوج
فتح کے بعد لوٹ مین مصروف ہوئی اسوقت اسنے معصوم خان کے تھوڑے سے آدمی دیکھکر قابو پایا اور ایسا
حملہ کیا کہ معصوم خان کو میدان سے بھاگنا پڑا جب یہ خبر شہباز خان کو پہونچی تو وہ بھی اسی پاؤن لوٹ کر
ترسون محمد خان سے آملا اور پھر جمعیت اکٹھی کرکے معصوم خان پر حملہ کیا شہر اودھ کے اندر بڑی لڑائی ہوئی آخر
معصوم خان شکست پاکر تن تنہا بھاگا اور اسکی مان بہن بی بی اور بیٹیا اور تمام مال و اسباب سب مخالفون کے
ہاتھ آیا وہ بہ ہزار آس بھاگ کر کوہ سوالک کی طرف چلا گیا یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی مین ہوا انھین
دنون مین حاجی حبیب اللہ فرنگستان سے ارغنون باجا لایا وہ ایک صندوق کی طرح بقد آدم تھا ایک فرنگی
اسکے اندر بیٹھکر تارون کو بجاتا تھا اور دو آدمی باہر سے اسمین انگلیان مارتے تھے طرح طرح کی آوازین اسمین سے
نکلتی تھین اور فرنگی بار بار لباس سرخ و زرد بدل کر اسکے اندر سے آتے جاتے تھے تمام اہل مجلس دیکھکر اسکو
حیران رہے اسی مجلس مین اکبر نے کہا کہ ہر شخص اپنے کمال کے موجب بیان کرے کہ آج کل سب سے زیادہ
عقلمند کون ہے مگر بادشاہون کے نام نہ لین کیونکہ یہ اس سے مستثنیٰ ہین ہر شخص جس جس کا اعتقاد
رکھتا تھا نام لینا شروع کیا حکیم ہمام نے کہا کہ سب سے زیادہ عقلمند مین اپنے آپ کو جانتا ہون اور شیخ
ابو الفضل نے اپنے باپ کا نام لیا محرم ۹۸۹ھ نوسو نواسی مین خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم معصوم خان فرنخودی کے حسب الطلب آیا
اور فریدون خان اپنے مامون کے بہکانے سے ہندوستان کی تسخیر کے لیے متوجہ ہوا ہے اور شادمان نامے
ایک نوکر اسکا فوج لیکر اٹک کو اتر آیا مان سنگھ ولد بھگوانداس نے شادمان پر حملہ کرکے اسکو قتل کر دیا اور
یہ خبر سنکر خود مرزا محمد حکیم اٹک اتر کے سید پور تک آگیا یہ سنکر اکبر نے آٹھ مہینہ کی تنخواہ نقد تمام فوج کو تقسیم کی
اور شاہزادہ دانیال کو مع سلطان خواجہ صدر اور شیخ ابراہیم چشتی کے اپنا نائب مقرر کرکے فتح پور سے
پنجاب کی طرف متوجہ ہوا جب سرآباد مین جو فتح پور سے پندرہ کوس ہے پہونچا تو شہباز خان کے فتح پانیکی خبر آئی

جب مان سنگھ نے شادمان کو قتل کیا تھا تو اُسکے بستہ مین سے تین فرمان محمد حکیم کے بھیجے ہوے نکلے ایک حکیم الملک گیلانی کے نام دوسرا شاہ منصور دیوان کے نام تیسرا محمد قاسم خان میر بحر کے نام تھا اکبر نے اُنکو پڑھکر اس امر کو سب سے مخفی رکھا جب دہلی مین پہونچا تو یہ خبر آئی کہ مرزا لاہور مین داخل ہوکر مہدی قاسم خان کے باغ مین اُترا اور راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ اور سعید خان قلعہ کے اندر بند ہو گئے ہین اور مرزا محمد حکیم کا وزیر ملک ثانی جسکا وزیر خان خطاب تھا مرزا سے رنجیدہ ہوکر پانی پت مین شاہ منصور کے پاس آ گیا ہے اور اُسکے وسیلہ سے اکبر کی ملازمت کرنا چاہتا ہے مگر اس وزیر خان کی جدائی کو اکبر نے مرزا کی کسی مصلحت ملکی پر محمول کیا اور چونکہ شاہ منصور سے پہلے بدگمانی ہو چکی تھی اس وجہ سے یہ اور قرینہ اُس گمان کا ہو گیا چنانچہ اکبر نے قید کر کے اُسکو فرمان دکھائے ہر چند اُسنے انکار کیا اور قسمین کھائین مگر اکبر کو یقین نہوا جب نواحی شاہ آباد مین پہونچے تو دو خط ایک مشرف بیگ نامے شاہ منصور کے نوکر کی طرف سے اور دوسرا اُسی اور کی طرف سے شاہ منصور کے نام قاضی علی کے بھائی ملک علی نے پیش کیے اُسمین مشرف بیگ نے جو شاہ منصور کی طرف سے پرگنہ فیروزپور کا شقدار تھا شاہ منصور کو یہ لکھا تھا کہ مین نے فریدون خان کے وسیلہ سے مرزا سے ملازمت حاصل کی ہم اُسنے سب جگہ اپنے عامل بھیجدیے مگر ہمارا پرگنہ معاف کر دیا اسکو دیکھکر اکبر کو اپنے پچھلے گمان کا اور زیادہ یقین ہو گیا اور اکثر بلکہ تمام اُمرا نے جو شاہ منصور سے بہت ایذا مین پا چکے تھے متفق ہو کر اُسکے قتل مین سعی کی چنانچہ دوسرے روز صبح کے وقت خدمت راے نے اکبر کے حکم کے بموجب کچکوٹ مین اُسکو قتل کیا پھر اکبر وہان سے کوچ کر کے سرہند اور کلانور کے رستہ سے رہتاس مین ہوتا ہوا اٹک کے کنارہ پہونچا مرزا یہ خبر سُنکر لاہور سے ایسا بھاگا کہ کابل تک اُسنے کبھی پیچھا پھر کے نہ دیکھا اسی سال کے ربیع الاول کے مہینہ مین اکبر نے اٹک کے کنارہ سندساگر مین قلعہ اٹک بنارس کے مقابلہ پر دوسرا قلعہ کٹک بنارس کے نام سے بنایا اور اُس جگہ سے اکبر نے شاہزادہ سلطان مراد کو مع قلیچ خان وغیرہ امیرون کے کابل کی طرف روانہ کیا اور اُس سے پہلے مان سنگھ کو مع بہت سے سردارون کے پشاور کو بھیجدیا انھین دنون مین مرزا محمد حکیم نے خواجہ ابو الفضل نقشبندی اور محمد علی دیوانہ کو ایلچی بنا کر اپنی تقصیرون کی معافی چاہی اکبر نے اُن دونون کے ساتھ حاجی حبیب اللہ کی معرفت یہ پیغام بھیجا کہ اس شرط پر تقصیرین معاف ہوتی ہین کہ پچھلی حرکتون سے پشیمان ہو اور آیندہ کے لیے قسم کھاؤ اور اپنی ہمشیرہ کو جو خواجہ حسن کے نکاح مین ہے ہماری درگاہ مین بھیجدو مرزا نے اپنی ہمشیرہ بھیجنے کے باب مین حاجی سے یہ کہا کہ خواجہ حسن اس امر پر راضی نہین اور وہ اُسکو بدخشان کو

سے گیا ہی اور اپنی پچھلی حرکتون سے پشیمانی ظاہر کی اور آیندہ کے لیے قسم کھائی پندرھوین جمادی الثانی کو اکبر نے
اٹک کو اُتر کر خواجہ نظام الدین احمد کو جلال آباد مین شاہزادہ مراد اور امیرون کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ جو کچھ تمھارا
مشورہ ہو اُس سے ہمکو مطلع کرو سب نے عرض کیا کہ خود آپ کا تشریف لانا مین مصلحت ہی اور جب
وہان سے نظام الدین احمد اور حاجی حبیب اللہ نے باتفاق آکر پشاور مین اپنے پیغام ادا کیے تو نظام الدین احمد
نے یہ کہا کہ اگرچہ بظاہر امرا یہ کہتے ہین کہ اس مہم کے لیے ہم کافی ہین مگر اُنکا دلی منشا یہ ہی کہ حضرت بھی ضرور تشریف
لیجاوین تب اکبر نے شاہزادہ سلیم کو لشکر مین چھوڑ کر تنہا طور پر اُس طرف کا قصد کیا اور ہر روز بیس بیس کوس کا
رستہ طی کرتا ہوا موضع سرخاب مین جو شاہزادہ مراد کے لشکر سے پندرہ کوس تھا پہونچا اُسی روز مرزا محمد حکیم نے
کابل سے سات کوس موضع خورد کابل نامے مین شاہزادہ مراد سے مقابلہ کیا آخر شکست کھا کر بھاگا اور ارادہ
کیا کہ عبداللہ خان اوزبک کے پاس پناہ لیجاوے شاہزادہ کابل مین داخل ہوا اس لڑائی سے ایک دن پہلے
فریدون خان نے شاہزادہ کے لشکر کے چنداول پر حملہ کیا تھا اور بہت سے آدمیون کو قتل کر کے قلیچ خان وغیرہ کا
خزانہ لوٹ لیگیا تھا حاجی محمد نام ایک شخص اکبر کی ملازمت سے ڈاک چوکی مین وہان گیا تھا اُسنے یہ سارا
معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھا اور سرخاب مین لوٹ کر اکبر سے مفصل بیان کیا اس وجہ سے اکبر کو بڑا تردد ہوا دوسرے روز
جب اکبر وہان سے کوچ کرتا تھا تو فتح کی خبر آئی دسوین رجب کو اکبر کابل کے قلعہ مین داخل ہوا اور ایک ہفتہ تک
وہان کے باغون کی سیر کرتا رہا جب مرزا محمد حکیم کے معتبر آدمیون سے شاہ منصور کے فرمان کا قصہ پوچھا
اور اس امر مین بہت سی تحقیقات کی تو ایسا معلوم ہوا کہ شہباز خان کے بھائی کرم اللہ نے بعضے امیرون کے
اتفاق سے جعل بنایا تھا اور وہ خط بھی امیرون کا بنایا ہوا تھا تب اکبر کو شاہ منصور کے قتل ہو جانے پر بڑا
افسوس ہوا مگر سواے افسوس کے اور کچھ نتیجہ ظاہر نہوا پھر اکبر نے لطیف خواجہ امیر شکار کو مرزا کے پاس اُسکی
تقصیرون کی معافی کا پیغام لیکر بھیجا اور اوزبکون کے پاس جانے سے منع کیا اُسوقت مرزا نے عہد و پیمان
کر کے علی محمد اسپ کو لطیف خواجہ کے ساتھ درگاہ مین بھیجا تب اکبر نے کابل پھر مرزا کے حوالہ کر کے جلال آباد کی
طرف مراجعت کی اس مقام پر محمد قاسم خان میر بحر کا بھائی خواجہ محمد حسین جو مرزا کے معتبر امیرون سے تھا
ملازمت مین حاضر ہوا جلال آباد سے اکبر نے ایک بڑی بھاری فوج کتور کے پہاڑون کی طرف جو کافرون کا
مسکن تھا نامزد کی اور خود وہان سے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا سند ساگر مین پہونچا اور پل کے وسیلہ سے
سندھ کو اُتر کر سارا لشکر وہین چھوڑا اور بذات خود تنہا کوچ کرتا ہوا رمضان کی چاند رات کو لاہور مین آیا اور

پنجاب کی حکومت پھر سعید خان اور راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ کو حوالہ کی اور ملا آلہ داد امروہوی اور ملا آلہ داد سلطان پوری اور ملا شاہ محمد شاہ آبادی اور ملا شیری شاعر کو پنجاب کی معافیات کی تحقیقات کے لیے صدر مقرر کیا انمین سے ملا آلہ داد امروہوی اور ملا شیری اپنے کام مین نیکنام رہے اور باقی دونون شخصون کی سب کو شکایت رہی اور میان دوآبہ کے ملک مین شیخ فیضی کو صدر مقرر کیا اور گنگا پار کے ملک مین حکیم ہمام کو اور دار السلطنت مین حکیم ابو الفتح کو صدارت کا منصب دیا جب اکبر کابل کی طرف گیا تھا تو اُسکے پیچھے ہندوستان مین شہباز خان نے گرہی سے پنجاب تک تمام ملک کو بطور خود اپنی جاگیر سمجھ لیا تھا اور جس شخص کو جو منصب چاہتا تھا دے دیتا تھا اب جو اکبر پایۂ تخت مین داخل ہوا تو شہباز خان نے بڑے کر وفر سے ملازمت حاصل کی جب اکبر نے اُس سے پوچھا کہ تجکو یہ جرأت کس وجہ سے حاصل ہوئی تو اُسنے جواب دیا کہ اگر مین سپاہیون کا اس طرح دلاسا نہ کرتا تو سب یک قلم باغی ہو جاتے اب آپ کا ملک ہے اور آپ کی ہی فوج ہے جس کسی کو جو منصب چاہو دو اور جس سے چاہو نکال لو اور چھبیسوین شوال کو اکبر دہلی مین آیا چھوٹا شاہزادہ اور سب بیگمات استقبال کے لیے آئے چھبیسوین ذی قعدہ کو اکبر دار السلطنت پر پہونچا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اس سفر مین لشکر کا ساتھ چھوڑ کر کسی سبب سے پشاور مین رہ گیا تھا جب اکبر فتح پور مین آیا تو مصنف صاحب بھی چھٹی تاریخ اسی مہینہ کی ملازمت مین حاضر ہوے اکبر نے شیخ ابو الفضل سے پوچھا کہ انھون نے اس سفر مین لشکر کا ساتھ کیون چھوڑ دیا ابو الفضل نے جواب دیا کہ یہ شخص بھی منجملہ بدمعاشون کے تھا یہ بحث بس اسی بات پر ٹل گئی اکبر نے کابل کے قریب بھی صدر جہان کو ایک روز حکم دیا تھا کہ جو لوگ ہمارے درباری ہمارے لشکر کے ساتھ ہین اور جو ساتھ نہین انکو بلا کر حاضر کرو جب مصنف صاحب کی نوبت پہونچی تو خواجہ نظام الدین احمد صاحب تاریخ نظامی نے جنکو سال بھر پہلے سے مصنف صاحب سے بہت سا ربط ہو گیا تھا انکو بیمارون مین لکھوا دیا اور بہت سے خط مصنف صاحب کو اس مضمون کے بھیجے کہ جب اکبر یہان سے مراجعت کرے تو تم لاہور یا دہلی تک یا متھرا تک جہان تک ممکن ہو استقبال کے لیے ضرور آئیو مگر مصنف صاحب سے یہ بھی نہو سکا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اُس زمانہ مین میرا یہ حال تھا کہ اکثر عالم خواب مین شعر میری زبان سے نکل جاتے تھے چنانچہ ایک روز مین نے خواب مین یہ شعر کہا اور بیداری مین مدت تک اسکا اثر مجھپر رہا سے آئینہ ماردے ترا عکس پذیرست ۔ گر تو نہ نمائی گنہ از جانب ماچیست ۔ جس زمانہ مین

اکبر کابل کی طرف متوجہ ہوا تھا سعید خان بدخشی کے بیٹے بہادر نے بہادر شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے ترہٹ
مین خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور اُسنے اپنی مہر کا یہ سجع نکالا تھا ؎ بہادر شاہ سلطان ست بن
سعید شہ سلطان ٭ پدر سلطان و خود سلطان زہے سلطان بن سلطان ٭ آخر اعظم خان کے نوکرون نے
اُسکو قتل کر ڈالا معصوم خان فرنخودی مدت تک کوہ سوالک مین حیران و پریشان پھرتا رہا آخر اُسنے بھی اعظم خان کے
وسیلہ سے اپنے گناہ معاف کرائے اکبر نے تسلی اور دلاسا کا فرمان اُسکے نام بھیجا چنانچہ اُسنے فتح پور مین آکر ملازمت
حاصل کی چند روز کے بعد ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت دربار سے اُٹھکر اپنے گھر کو جاتا تھا شہر کے دروازہ سے
باہر چند لوگون نے اُسپر حملہ کیا اور اُسکا تمام بدن ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جس روز معصوم خان ملازمت مین حاضر
ہوا تھا اُسی روز نیابت خان بھی بیگم بادشاہ کے وسیلہ سے دربار مین حاضر ہوا اکبر نے اُسکے چچا شہاب الدین احمد خان
حاکم مالوہ کی خاطر سے چند روز اُسکی جان بخشی کرکے رنتنبھور کے قلعہ مین بھیجدیا مدت تک وہان قید رہا اور
وہان کے قیدیون سے متفق ہوکر پھر اُسنے فساد اُٹھانا چاہا تب اکبر نے ۹۹۷ھ نوسو ستانوے مین فرمان
بھیجکر اُسکو قتل کرا دیا انھین دنون مین حاجی بیگم اکبر کی سوتیلی مان نے جو ہمایون کے روضہ کی مجاور رہتی انتقال کیا
اس سبب سے وہان کے مجاورون مین بھی تفرقہ پڑگیا انھین دنون مین اکبر نے شیخ جمال بختیار کی معرفت
شیخ قطب جلیسری مجذوب کو بلاکر فرنگیون کے پادریون سے مقابلہ کرایا اور تمام علما کو اُس جلسہ مین جمع کیا
شیخ نے کہا بہت سی آگ روشن کرو اور مین اور میرا مخالف دونون اُسمین کود پڑین جو سلامت رہے وہی
حق پر ہے چنانچہ یہی ہوا شیخ نے ایک فرنگی کا ہاتھ پکڑکر کہا کہ ہان بسم اللہ کسی فرنگی کی جرأت نہ پڑی اکبر نے
شیخ کو مع اور بہت سے فقیرون کے بکر مین بھیجدیا چنانچہ وہ وہین مرگیا اسی طرح سے اور بہت سے فقیرون کو
اِدھر اُدھر بھیجدیا اور اکثر کو قندھار بھیجکر وہان سے اُنکے عوض گھوڑے منگائے اور شیخ عدل کے
پوتون کو کہ جونپور کے مشائخون مین سے تھے بلاکر اجمیر مین بھیجدیا اور اُنکا وظیفہ مقرر کردیا اِسی طرح
حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شیخ حسن کو جو خاطر خواہ تسلیمات نہین بجا لاتا تھا الکہ کی
طرف نکال دیا مدت کے بعد اُسنے وہان سے آکر فتح پور مین ملازمت حاصل کی پھر اُسی طرح تسلیمات موافق
قاعدہ دربار کے بجا نہ لایا تب اکبر نے قید کرکے اُسکو بکر مین پھر بھیجدیا انھین محرم ۹۹۰ھ نوسو نوے کو
اعظم خان بنگالہ سے آیا ایک رات اثنائے گفتگو مین اکبر نے اُس سے کہا کہ ہمنے تناسخ کے حق ہونے پر
بہت دلیلین قائم کی ہین ابو الفضل تمکو سمجھا دیگا اُسنے قبول کرلیا پھر اکبر نے اعظم خان کو بہت سے

افسرون کے ساتھہ جو کابل کے سفر مین ہمرکاب نہ تھے معصوم خان کابلی پر نامزد کیا اسی سال کی تیدھوین سفر کو
نوروز ہوا اکبر کے جلوس کو اٹھائیسوان برس شروع ہوا اور نوروز کا جشن بڑی دھوم دھام سے ترتیب پایا اور دونون
دیوان خاص و عام مین آئینہ بندی کر کے طرح طرح کی آرایش کی اور فرنگی پردے اور عمدہ عمدہ تصویرین آئین
نصب کین اور بڑے بڑے خیمہ بلند کیے اور بازار آگرہ اور فتح پور کا بھی اسی طور پر آراستہ کیا اٹھارہ روز تک
جشن کی دھوم دھام رہی اور طرح طرح کے گویے ہندی اور فارسی اور لاکھون رنڈیان ہر روز جمع ہوتی تھین
اور ایک ایک روز ایک ایک امیر کے گھر جلسہ ہوتا تھا اکبر بھی وہان جاتا تھا اور بہت سی پیشکش اور اسباب بہادی کا
اُن سے لیتا تھا اور چونکہ اکبر کے گمان مین یہ تھا کہ ہزار برس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو ہو چکے اور اس
دین کے باقی رہنے کی اسقدر مدت تھی تو اب اکبر نے اپنے نئے مذہب کی باتین علانیہ ظاہر کین جتنے علما اور مشائخ
جنکا کچھہ لحاظ ہوتا اُسنے ہندوستان کو خالی کر دیا اب کسی کا اُسکو لحاظ پاس نہ رہا تب اُسنے ارکان اسلام کے
باطل کرنے پر کمر مضبوط باندھی اور نئے نئے حکم جاری کرنا شروع کیے چنانچہ اول حکم جو جاری کیا وہ یہ تھا کہ رحلت کے
زمانہ سے تاریخ الفی لکھین اور رسول اسکے اور حکم عجیب غریب نکالے کہ عقل اُنمین حیران تھی اُنمین سے
ایک یہ ہی کہ لوگون کو ضرور ہی کہ دربار مین جاتے وقت بجای تسلیمات کے سجدہ کیا کرین زمین بوس اسکا
نام رکھا گیا اور ایک حکم یہ تھا کہ اگر شراب واسطے صحت بدن کے موافق دستور اہل حکمت کے پیین جس سے کچھہ فتنہ
و فساد پیدا نہو تو مباح ہی مگر بہت سی مستی اور بیہوشی حرام ہی چنانچہ اکبر جس شخص کو ایسا پاتا تھا بہت سزا کرتا تھا
ایک دوکان شراب کی اکبر نے قلعہ کے دروازے پر خاتون دربان کے اہتمام سے جو اصل مین کسی کلال کی
نسل سے تھا کھلوائی اور اُسکا ایک نرخ مقرر کر دیا تا کہ جو کوئی بیماری کے علاج کے لیے شراب خریدنا چاہے تو دربان
خریدنے والے کا اور اُسکے باپ کا نام لکھا جاتا تھا اور ایک دوکان ستون کے لیے کسی اور جگہہ کھولی گئی مشہور ہی
کہ اس شراب کے اجزا مین سور کا گوشت بھی تھا اکثر آدمی اپنے آپ کو چھپا کر جھوٹ موٹ اور نام لکھواتے تھے
اور شراب لیجاتے تھے باوجود ان احتیاطون کے بڑے بڑے فتنہ و فساد ہوتے تھے اور اگرچہ ہر روز بہت لوگون کو
سزا ہوتی تھی مگر کچھہ فائدہ نہوتا تھا اور چونکہ دار السلطنت مین تمام ہندوستان سے آ کر اسقدر رنڈیان
جمع ہوئین کہ حد شمار سے باہر تھین اُن سب کو اکبر نے شہر سے باہر ایک محلہ مین آباد کر کے شیطان پورہ
اُسکا نام رکھا اور وہان بھی داروغہ اور محافظ مقرر کیے تا کہ جو کوئی اُنکے پاس جانا یا اُنکو اپنے گھر لیجانا چاہے
اول نام اور نسب اپنا لکھوا دے بغیر اسکے ہرگز وہان جانا نہین ہو سکتا تھا اور جو رنڈی کنواری اڑکیان

ہوتی تھین اُنکا خواستگار اگر کوئی امیر شاہی ہوتا تھا تو داروغہ اکبر سے عرض کرکے اجازت لیتا تھا اور عوام کو اُنسے
تعلق کرنے کی مجال نہ تھی وہان بھی اکثر بدمعاش لوگ جھوٹ موٹ اپنا نام بدل کر لکھوا دیتے تھے اور اس مقام پر جاکر
طرح طرح کی فتنہ انگیزی بلکہ خونریزی کیا کرتے تھے اور اگرچہ ہمیشہ بہت سے لوگون کو قصاص دیا جاتا تھا مگر وہ لوگ
ہرگز باز نہ آتے تھے بلکہ فخریہ یہ فعل اختیار کیا کرتے تھے اور اکبر مشہور نامی رنڈیون کو خفیہ بلاکر پوچھا کرتا تھا
کہ تمھاری بکارت کس نے زائل کی ہے وہ اکثر امیرون کے نام لے دیا کرتی تھین اکبر اُنکو بہت بہت سخت
قید کیا کرتا تھا اور بڑی بڑی سزائین دیتا تھا ایک بار ایک رنڈی نے راجہ بیربر کا نام لے دیا اُن دنون مین
وہ اپنی جاگیر پرگنہ کورہ مین تھا جب اُسنے یہ پردہ فاش ہوجانے کی خبر سُنی تو یہ ارادہ کیا کہ جوگی ہوکر کہین چلاجاوے
تب اکبر نے بڑی تسلی اور دلاسا کا فرمان بھیجکر بلالیا ایک حکم یہ جاری ہوا کہ گاے کا گوشت بالکل حرام ہوجاوے
اور اس باب مین بڑی تاکید تھی اور باعث اسکا یہ تھا کہ خردسالی کے زمانہ سے اکبر کی صحبت ہندوون کے
ساتھ بہت رہی ہندو لوگ گاے کی تعظیم بہت کرتے ہین اور تمام جہان کے قیام کا باعث اسی کو سمجھتے ہین
یہی باتین اکبر کے بھی ذہن مین بیٹھ گئین اور ہندوستان کے بڑے بڑے راجون کی بیٹیان جو اکبر کے حرم مین
داخل تھین اُنھون نے بھی اکبر کے مزاج مین بہت دخل پایا تھا اور گاے کا گوشت اور لہسن اور پیاز کے کھانے
اور جو لوگ داڑھیان رکھتے ہین اُنکی صحبت سے منع کیا تھا اور اُنھین کی خاطر سے اکبر نے اپنے دربار مین
بالکل طریقے ہندوون کے برتنے شروع کیے جو باتین اُنکی مرضی کے برخلاف تھین چھوڑ دی تھین اور بڑا مخلص اپنا
اُسکو سمجھتا تھا جو اسکی خاطر سے داڑھی مُنڈاتا تھا بدین مولویون نے داڑھی منڈانے کے باب مین دلیلین
پیش کرنا شروع کین کہ اصل مادہ داڑھی کا خصیتین سے متعلق ہے اسواسطے کسی خواجہ سرا کی داڑھی نہین
نکلتی پس ایسی چیز کے رکھنے مین کیا ثواب ہے اور پہلے زمانہ مین عابد زاہد لوگ تھے اُنھون نے داڑھی
چھوڑنا اسوجہ سے اختیار کیا تھا کہ یہ بھی ایک ملامت کا طریقہ ہے اسلیے ریاضت مین داخل ہے اور اب
ملامت اور ریاضت داڑھی کے منڈانے مین ہے اسلیے کہ آج کل کے فقہا داڑھی دور کرنے کو عیب سمجھتے ہین
اور اُن بدینون نے کسی فقہ کی کتاب سے یہ جملہ نکالا کما یفعلہ بعض القضات حقیقت مین یہان
قضات کی جگہ عصات کا لفظ تھا اُسکو تحریف کرکے قضات بنا دیا اور یہ معنی کہدیے کہ عمل بعضے عراق کے
فاضلون کا داڑھی مُنڈانا تھا حالانکہ اُسکے معنی یہ تھے کہ جو عمل بعضے عاصیون کا ہے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جب مین نیا نیا اکبر کی ملازمت مین آیا تھا تو ایک اور حکیم ابو الفتح نے جو میری داڑھی حد شرعی سے

کسی قدر کم دیکھی تو میر ابو الغیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مجھ پر طعن کیا اور کہا کہ تمنے آدمیون کو داڑھی کا تقصیر
کرنا مناسب نہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ یہ تقصیر حجام کی طرف سے ہے میرا قصور نہین تو حکیم ابو الفتح نے
کہا کہ ہرگز آیندہ کو ایسی حرکت نکیجیو کیونکہ بہت بدنما اور نازیبا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ چند روز کے
بعد وہی حکیم ابو الفتح ڈاڑھی منڈا کر اچھا خاصا عورت بن گیا چند روز کے بعد اکبر کے دربار مین نصاری کے
طور پر ناقوس بجانا اور انکے تینون خداؤن کی تصویرین ملاحظہ کرنا اور اس قسم کے سارے لہو و لعب
معمول ہوگئے + کفر شائع شد + اسکی تاریخ ہے آخر دس بارہ برس کے بعد یہ نوبت پہونچی کہ اکثر امراء اعلا ایسے
مذہب اسلام سے توبہ کرکے اکبر کے مذہب مین داخل ہوے چنانچہ مرزا جانی حاکم ٹھٹھہ نے اپنے قلم سے
یہ اقرارنامہ اکبر کو لکھدیا + منکہ فلان بن فلان باشم + بطوع و رغبت و شوق قلبی از دین اسلام مجازی و تقلیدی
کہ از پدران دیدہ و شنیدہ بودم ابراء و تبرا نمودم و در دین الٰہی اکبر شاہی در آمدم و مراتب چارگانۂ اخلاص
کہ ترک جان و مال و ناموس و دین باشد قبول کردم + اس قسم کے اقرارنامہ اس نئے مذہب کے
مجتہد کو سپرد کیے جاتے تھے اور اقرارنامہ لکھنے والون کی پرورش بہت زیادہ ہوتی تھی اور مذہب
اسلام کے مقابلہ پر سور اور کتے کی تعظیم شروع کی اور انکی نجاست سے انکار کیا ہر صبح کو قلعہ کے اندر اور
باہر کتے اور سور چھوڑ دیا کرتے تھے اکبر انکو دیکھنا عبادت سمجھتا تھا اور ہندوون نے یہ سکھایا تھا کہ اللہ تعالیٰ
نے جو دس صورتون مین حلول کیا ہے انمین سے ایک سور بھی ہے اور بعضے فقیرون کا قول مشہور ہے کہ
کتے مین دس صفتین عمدہ ایسی ہین کہ اگر آدمی مین ہون تو ولی ہو جاوے اس قسم کے قولون سے
اکبر نے حجت پکڑی فیضی اپنے دسترخوان پر کئی کتون کو بٹھا کر کھانا کھایا کرتا تھا اور بعضے مردود عراق کے
شاعر اور ہندوستان کے لوگ فخر یہ کتون کی زبانین اپنے منھ مین لیتے تھے ایک مسئلہ اکبر نے یہ نکالا
کہ جنابت کا غسل بالکل موقوف ہونا چاہیے کیونکہ انسان کی اصل نطفہ منی سے ہے اور سارے نیک اور
بد آدمی اسی سے پیدا ہوے ہین پس بڑا تعجب ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کے نکلنے سے تو غسل واجب نہو اور
ایسی لطیف چیز کے نکلنے سے غسل واجب ہو اور ایک بات یہ نکالی کہ جس روز مردہ مرے اسروز
کھانا پکا کر اسکو ثواب پہونچانا ایک لغو بات ہے اس سے کچھ حاصل نہین اور وہ جب قسم جمادات مین سے
ہوگیا اسکو ثواب کیا پہونچیگا بلکہ جس روز وہ پیدا ہوا اس روز جشن کرکے کھانا پکانا چاہیے اور اس
کھانے کا نام آش حیات رکھا اور ایک مسئلہ یہ نکالا کہ شیر اور جنگلی سور کا گوشت مباح ہے اور کیونکہ

کھانے سے صفت شجاعت کی آدمی مین اثر کرتی ہی اور چچا اور ماموں اور قریب کے رشتہ دارون کی بیٹیون سے نکاح جائز نہین کیونکہ ایسے موقعون پر آدمی کی خواہش کم ہوتی ہی اور مردون کا سولہ برس سے کم مین اور عورتون کا چودہ برس سے کم مین نکاح کرنا نہین چاہیے کیونکہ اس عمر کی اولاد ضعیف ہوتی ہی اور طلائی اور ریشمی کپڑون کا پہننا مثل فرض عین کے ہوگیا اور نماز روزہ اور حج وغیرہ ارکان اسلام بالکل ساقط ہوگئے اور بعضے بے ایمانون نے مثل مُلّا مبارک کے بیٹے کے جو کہ ابو الفضل کا شاگرد رشید تھا رسالے ارکان اسلام کی حقارت مین تصنیف کیے اور اُنکو اکبر نے بہت پسند کیا اور اُنکے مصنفون کی بڑی پرورش کی اور حساب سنون کا تاریخ ہجری سے موقوف کرکے اپنے سال جلوس سے مقرر کیا اور مہینون کے نام موافق فارسی مہینون کے جاری کیے اور موافق طریقہ زرتشتیون کے ہر سال مین چودہ عیدین مقرر کین اور مسلمانون کی عیدون کی بالکل رونق جاتی رہی اور اس لیے سال کا اکبر نے سال الٰہی نام رکھا اشرفیون اور روپیون مین سنہ ایک ہزار ثبت کرنا شروع کیے اور یہ اشارہ اس طرف تھا کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہزار برس کی مدت ہو چکی عربی کا پڑھنا اور جاننا عیب سمجھا گیا اور فقہ اور حدیث پڑھنے والون کو طعن ہونے لگے اور علم نجوم اور حکمت اور طب اور حساب اور شعر اور تاریخ اور افسانہ کا رواج ہوا اور جو حرف خاص عربی زبانون کے تھے مثل ثا وحا وعین وصاد وضاد وظا کے اُنکا تلفظ بالکل موقوف کیا اور عبداللہ کو ابداللہ اور احدی کو اہدی کہنا اکبر کو بہت پسند آتا تھا اور یہ دو شعر شاہنامہ کے اکثر اکبر اپنی صحبت کے لیے لایا کرتا تھا۔ ز شیر شتر خوردن و سوسمار ✲ عرب را بجائے رسیدست کار ✲ کہ ملک عجم را کنند آرزو ✲ تفو باد بر چرخ گردان تفو ✲ اور جہان کہین کوئی شعر کسی شاعر کا اکبر اپنے مطلب کے موافق پاتا تھا اُسی کو سند پکڑ لیتا تھا جتنے عقائد اسلامیہ اصول اور فروع کے ہین سب مین تمسخر اور استہزا شروع کیا اگر کوئی شخص بحث کرتا تھا تو سب کا جواب بفقط منع تھا یعنی کسی بات کو تسلیم نہ کرتا تھا اور یہ بات ظاہر ہی کہ مناظرہ کے وقت ثابت کرنے والے کے مقابلہ مین مانع ہمیشہ غالب ہوتا ہی خصوصاً جب کہ وہ بادشاہ وقت ہو کیونکہ مباحثہ مین فریقین کے مرتبہ کا برابر ہونا بھی شرط ہی بدین علما ہر طرف سے دین اسلام پر شکوک پیدا کرکے اکبر کے سامنے بطور تحفہ کے پیش کیا کرتے تھے چنانچہ لطیف خواجہ نے جو ماوراء النہر کے بزرگ زادون مین سے تھا شمائل ترمذی کی اُس حدیث مین کلام کیا کہ کأنّہ عنقہ جید دمیۃ فی صفاء الفضۃ ✲ یعنی گردن پیغمبر صلعم کی گویا گردن تصویر کی تھی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کو بت سے

تشبیہ دینا کیونکر درست ہوگا اسی طرح قریش کا قافلہ جو ابتداے ہجرت مین مسلمانون نے لوٹا تھا اُسپر
اعتراض کیا اسی طرح پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی بیبیان کرنا اور اُنکی بیبیان اورون پر
حرام ہونا باعث طعن اور ملامت کا ہوا غرض مذہب اسلام پر اتنے اعتراض کیے کہ تفصیل اُنکی حد
بیان سے باہر ہے راتون کو اکبر کی مجلس مین چالیس آدمی موافق عدد چہل تن کے بیٹھا کرتے تھے اور ہر شخص
اپنی خواہش کے موافق گفتگو کیا کرتا تھا لیکن جو شخص مسئلہ علمی پوچھتا تھا اُسکو یہ جواب دیتے تھے کہ
مسئلہ مولویون سے پوچھنا چاہیے اور جو بات عقل اور حکمت سے متعلق ہو وہ ہمسے پوچھو جب تاریخ کی
کتابین پڑھی جاتی تھین تو صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی طرح طرح کے اعتراض ہوتے تھے خصوصاً خلفاء ثلاثہ
کی خلافت پر اور باغ فدک کے قصہ پر اور صفین کی لڑائی پر غرض ان اُمور مین شیعہ سنیون پر بہرحال
غالب سمجھے جاتے تھے نیک لوگون کو ہر طرح کا خوف وخطر تھا بیدینیون کی بن پڑی تھی ہر روز ایک نیا
اعتراض دین اسلام پر پیدا ہوتا تھا غرض ان اُمور سے تمام ہندوستان مین غوغاے عظیم برپا ہوا
مُلا شیری نے اسی باب مین ایک قطعہ دس شعر کا لکھا تھا چنانچہ اُسکے چند شعر یہ ہین ع تا بزاید ہر زمان
کشور برانداز آفتے + فتنہ درکوی حوادث کدخدا خواہد شدن + باعقاب قرضخواہ تیغ درارباب شرک + بار سعی
از ذمہ گردن ادا خواہد شدن + فیلسوف کذب را خواہر گریبان پارہ شد + خرقہ پوش زہد را تقوی ردا خواہد شدن
تہ بریش سنت اگر در خاطرے از جاہلی + کز خلائق مہر پیغمبر جدا خواہد شدن + خندہ می آید مرا زین بیت پس کز فلکی
نقل بزم منعم و در دگدا خواہد شدن + پادشاہ امسال دعواے نبوت کردہ است + گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن
نوروز کی مجلسون مین اکثر عالمون و فاضلون بلکہ قاضی و مفتی کو بھی شراب پینے کی تکلیف دیجاتی تھی اور اس نئے
مذہب کے سب مجتہد خصوصاً مفتی کا یہ قول تھا کہ ہم فقہا کی ضد پر شراب پیتے ہین نوروز کے آخر روز جو اُنیسوان[19]
درجہ حمل کا اور شرف الشرف کا دن ہوتا تھا سب دنون مین زیادہ تعظیم کرتے تھے اور امیرون کو منصب
بڑھاتے تھے اور جب سے کہ وہ مہمانی اور پیشکش ادا کرتے تھے اُسی کے موافق اُنکو منصب اور جاگیرین عطا ہوتی تھین
اِنھین دنون مین شاہم خان جلایر بنگالہ سے اور راجہ بھگونت داس لاہور سے آئے اور چونکہ اعظم خان وغیرہ اُمرا بھی
حاجی پور سے اکبر کے دربار مین چلے آئے تھے انکے پیچھے خبیثہ بہادر نامے معصوم خان کابلی کے ایک نوکر نے
ترخان دیوانہ اور سرخ بدخشی سے متفق ہوکر بہار مین غدر برپا کیا محمد صادق خان نے محب علی خان کو اپنا
شریک کرکے اس سے مقابلہ کیا اور لڑائی مین غالب آکر خبیثہ کو قتل کیا اِسی سال مین گلبدن بیگم لوہ

سلیمہ سلطان بیگم حج سے لوٹ کر آئین اور شاہزادہ سلطان سلیم اجمیر تک اُنکے استقبال کے لیے گیا تبعاً حضرت
خواجہ کے روضہ کی بھی زیارت ہوگئی مگر نذرین وغیرہ سب موقوف رہین انھین دنون مین محمد صادق خان
بہار سے آیا اور اُسکو مع اعظم خان کے اکبر نے معصوم خان کابلی کے مقابلہ پر نامزد کیا اور شاہ قلی خان محرم
اور شیخ ابراہیم چشتی وغیرہ اُمراء جو لشکر کابل مین لشکر کے ساتھ نہ گئے تھے محمد صادق خان کی مدد کے لیے مقرر ہوئے
انھین دنون مین شاہ ابوتراب و اعتماد خان گجراتی سفر حج سے واپس آئے اور ایک ایسا بڑا بھاری پتھر لائے کہ
ایک مضبوط ہاتھی اُسکے اُٹھانے کے لیے چاہیے اور ایک پانون کا نشان اُس پر بنا ہوا تھا شاہ ابوتراب کہتا تھا
کہ یہ نشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاے مبارک کا ہے اکبر چار کوس تک اُسکے استقبال کے لیے گیا
اور اُسکے حکم کے بموجب سب امیر نوبت بہ نوبت اُسکو اُٹھاتے ہوے شہر تک لائے اسی سال مین ماہ شعبان کی
انیسوین تاریخ بڑے شاہزادہ کا وزن ہوا اور اسی سال مین یا سال آیندہ مین شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک
جو ہمیشہ کے لیے نکالے گئے تھے مرزا محمد حکیم اور بعض اُمراے بادشاہی کی بغاوت کی خبر سُنکر پھر مکہ سے گجرات
مین واپس آگئے اور اُنکو یہ خیال تھا کہ وہی پہلے سے مرتبہ پھر ہمکو ملجائینگے مخدوم الملک کا ۹۹۰ نوسو نوے
مین احمد آباد مین انتقال ہوگیا قاضی علی فتح پور سے اُسکے ترکہ کی تحقیقات کرنے کے لیے لاہور مین آیا اور
اسقدر خزانہ اُسکے نکلے کہ وہم و گمان سے باہر تھے بہت سے صندوق سونے کی اینٹون سے بھرے ہوے
مخدوم الملک کے قبرستان مین مُردون کی طرح دفن تھے اُنکا بھی سُراغ ملا اور جسقدر روپیہ اُسکا اور لوگون کے
پاس رہگیا اُسکا شمار خدا ہی کو معلوم ہے سارا اُسکا مال و اسباب اور خزانہ اور کتب خانہ خزانہ عامرہ مین داخل
ہوا اُسکے بیٹون پر چند روز شکنجہ رہی پھر اُنکو چھوڑ دیا گیا مگر ایسے مفلس ہوگئے تھے کہ نان و نفقہ کو محتاج
تھے عبد النبی فتح پور مین آیا اور اکبر سے اُسنے کچھ سخت گفتگو کی اُسوقت اکبر نے اپنے ہاتھ سے گھونسا
اُسکے مُنھ پر مارا شیخ عبد النبی نے کہا کہ چھُری مار کر مجکو ایک مرتبہ مار ڈالیے اور ستر ہزار روپیہ جو مکہ کو جاتے وقت
اکبر نے اُسکو دیے تھے اُسکا حساب سمجھنے کے لیے شیخ عبد النبی راجہ ٹوڈرمل کے حوالہ کیا گیا ایک مدت تک
وہ بیچارہ دفتر خانہ کی کچہری مین قید رہا آخر ایک شب کو چند لوگون نے گلا گھونٹ کر اُسکو مار ڈالا مناروں کے
میدان مین دوسرے دن دوپہر ڈھلے تک اُسکی نعش اُسی طرح پڑی رہی یہ واقعہ ۹۹۲ نوسو بانوے مین ہوا
اور شیخ النبی اُسکے وفات کی تاریخ ہے اسی سال مین شیخ جلال تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور شیخ الاولیا
اُنکی وفات کی تاریخ ہے اسی سال مین آصف خان میر بخشی نے جسکا مرزا غیاث الدین علی نام تھا

وفات پائی اخذا بادشاہ اسکے مرنے کی تاریخ ہو اور اُسکا بھتیجا مرزا جعفر اسکا قائم مقام ہوا انھین
دنون مین حاجی ابراہیم سرہندی گجرات کی صدارت سے معزول کیا اور جب اکبر نے یہ سُنا کہ اُسنے
بہت سا روپیہ رشوت کا جمع کیا ہو اور بہت سی عورتین اپنے تصرف مین کر رکھی ہین اور اسکا یہ بھی ارادہ
تھا کہ دکن مین جاکر باغی ہو جاوے تب اُسکو قید کرکے رنتنبھور کے قلعہ مین بھیجدیا اور وہان جو کچھ اُسکا
انجام ہوا پہلے مذکور ہو چکا ہو اسی سال مین شیخ مبارک نے ایک روز خلوت مین اکبر کے سامنے
بیربر سے کہا کہ جیسا کہ تمھاری کتابون مین بہت سی تحریف ہو چکی ہو ہمارے دین مین بھی بہت سا
تغیر ہو گیا ہو اسی سال مین بیدین لوگون نے کہنا شروع کیا کہ ایک ہزار برس دین محمدی کو تمام ہو چکے
اب بادشاہ کو نیا مذہب نکالنا چاہیے آخر سب کی راے اِس بات پر قرار پائی کہ جو ارادہ خاطر مین ہو رفتہ
رفتہ حکمت عملی سے اسکا ظہور ہو کسی پر جبر اور زبردستی نہ چاہیے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اگر کچھ بھی نفع
دنیوی کی بھی توقع ہوتی تو اکثر خاص و عام اس دام شیطانی مین پھنس جاتے یہ رباعی حکیم ناصر خسرو کی بیدینون کے
ورد زبان تھی سہ در نہ صد و تسعین دو قران می بینم * وز مہدی و دجال نشان می بینم * یا ملک
بدل گردد و یا گردد دین * سریست کہ نہان ست عیان می بینم * اور جب نئے دین نکالنے کی بحث
ہوئی تو راجہ بھگونت داس نے کہا کہ یہ مین نے قبول کیا کہ ہندو اور مسلمان دونون بُرے ہین
لیکن یہ تو بتلائیے کہ وہ تمھیرا مذہب کونسا ہو جو ہم قبول کر لین یہ سُنکر اکبر کسی قدر معقول ہوا
اور اُس قدر شرارت موقوف کی مگر احکام شریعت کے تغیر اور تبدل مین کچھ فرق نہوا احداث بدعت
اس سال کی تاریخ ہو انھین دنون مین اکبر نے قاضی جلال ملتانی کو یہ تہمت رکھکر کہ اُسنے ایک جعلی
تمسک بناکر پانچ لاکھ تنگہ خزانہ سے وصول کر لیے ہمراہ خواجہ رحمت اللہ کشی کے جو شیعہ مذہب تھا اس
خیال سے دکن کو بھیجدیا کہ چونکہ وہان کے حاکم مذہب مین بہت تعصب رکھتے ہین قاضی کو بڑی
مصیبتون سے ہلاک کرینگے لیکن چونکہ وہان کے حاکم یہ سُن چکے کہ قاضی اس معرکہ مین دین اسلام پر
بخوبی قائم رہا اور ہمیشہ اکبر سے اور اُسکے بیدین مصاحبون سے مقابلہ کرتا رہا اس وجہ سے وہ سب
اُسکے بڑے معتقد ہو گئے تھے اور اس وجہ سے اُسکے آنے کو اُنھون نے غنیمت سمجھکر حد سے
زیادہ اُسکی تعظیم اور توقیر کی اور سواے چند مواضع کے جو مدد معاش کے لیے اُسکو دیے تھے اور اور
بھی بہت سی اُسکی خدمت کرتے تھے اور ہرچند وہ اُن سے حج کی رخصت مانگتا تھا مگر اُنکو

اُسکی جدائی گوارا نہوتی تھی آخر کو قاضی اِس سعادت سے بھی مشرف ہوا اور لبطی و شیرب کے ملک مین
اُسنے ملک آخرت کو سفر کیا اکبر نے اُسکی جگہ قاضی عبدالسمیع ماوراء النہری کو مقرر کیا یہ شخص نہایت فاسق
اور فاجر تھا شراب علانیہ پیتا تھا اور رشوت لینا گویا اُسکے مذہب مین فرض عین تھا اور چونکہ اکبر کو شریعت سے
کسی قسم کی بحث نہ تھی اسواسطے بدنامی رفع کرنے کے واسطے ایسے ہی ادنی کا قاضی مقرر کردینا کافی تھا
انھین دنون مین اکبر نے جماعت کی نماز اور اذان جو پانچون وقت لوگون کے دکھلانے کے لیے دربار مین
معمول تھی ایک قلم موقوف کردی اور یہان تک کافرون کی صحبت کا اثر ہوا کہ احمد اور محمد اور مصطفے وغیرہ
نامون کا سُننا اکبر کو نہایت ناگوار معلوم ہوتا تھا اور چند آدمی درباری اس نام سے مسمّے تھے اُسنکے
نام بدل کر بجاے لفظ محمد کے رحمت کا لفظ مقرر کیا مثلاً محمد خان کو رحمت خان کہتے تھے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ واقع مین یہ شریف نام اُن خبیثون کے لیے نہایت نامناسب تھے اور اُنکا تغیر عین مصلحت
بلکہ واجب تھا کیونکہ کُتّے اور سور کے گلے مین جواہرات کا باندھنا نہایت ظلم کی بات ہے یہ ساری
فساد کی آگ آگرہ سے بھڑکی جس سے تمام خاص و عام کے خاندان جل کر خاک سیاہ ہوگئے ماہ
ربیع الثانی ۹۹۷ھ نوسو نوے مین میر فتح اللہ شیرازی جو الٰہیات اور ریاضیات اور طبعیات اور طلسمات
اور نیرنجات اور جرِ اثقال اور تمام علوم عقلی و نقلی مین بے نظیر تھے حسب الطلب اکبر عادل خان دکنی کے
پاس سے فتح پور مین آئے اور اکبر کے حکم کے بموجب خانخانان اور حکیم ابو الفتح اُنکے استقبال کے
لیے گئے اکبر کی صدارت کا منصب اُنکو عطا کیا یہ منصب اب فقیرون کی زمین ضبط کرنے کے لیے
باقی تھا کسی کو کچھ عطا ہونے کا کیا ذکر اکبر نے پرگنہ بسا ور اُسکی جاگیر مین عنایت کیا اور داغ وغیرہ سے بھی
اُسکو معاف رکھا اور چونکہ اکبر نے سُنا تھا کہ وہ میر غیاث الدین منصور شیرازی کا بے واسطہ شاگرد ہی
اور میر مذکور نماز روزہ کا چندان معتقد نہ تھا اسلیے اکبر کو یہ گمان تھا کہ شاید اس کفریات مین وہ بھی شریک
ہوجاویگا مگر وہ اپنے مذہب پر بڑا ثابت قدم رہا اور باوجود کمال حُبِّ جاہ اور دنیاداری اور اُمرا پرستی کے
اپنے مذہب کی طرفداری کسی طرح نہ چھوڑی خاص بادشاہی دیوانخانہ مین کسی کی مجال نہ تھی کہ علانیہ
نماز پڑھے مگر وہ شخص ہمیشہ بیجابا عین دربار مین موافق اپنے مذہب امامیہ کے نماز پڑھا کرتا تھا
جب اکبر اس بات پر مطلع ہوا تو اُسکو بھی ارباب تقلید سے سمجھکر اپنی بحث مذہبی مین شریک کیا
مگر اُسکے علم اور حکمت کی رعایت سے اور بعضی دنیوی مصلحتون سے اُسکی تعظیم اور تکریم مین کسی طرح کا

فرق نہوا اور مظفر خان کی چھوٹی بیٹی سے اُسکا نکاح بھی کردیا تھا اکبر نے اُسکو وزارت کا منصب دیکر راجہ
ٹودرمل کا شریک کیا چنانچہ وہ بے تکلف راجہ کے کاروبار مین دخل دیتا تھا وہ ایسا سادہ مزاج آدمی تھا
کہ امیرون کے لڑکون کو انکے گھر جاکر تعلیم کیا کرتا تھا چنانچہ اول حکیم ابوالفتح کی بیٹی کو پھر ابوالفضل کی
بیٹی کو اسی طرح اور امیرون کی بیٹیون کو جو سات آٹھ برس کی بلکہ اس سے بھی کم و بیش ہوتی تھین
لکھنا سکھاتا تھا اور ہمیشہ بندوق کندھے پر رکھکر اور توسدان کمر سے باندھکر پیادہ پا اکبر کی
سواری کے ساتھ جنگل کو جایا کرتا تھا اُسکی ان حرکتون نے عالمون کی رہی سہی بھی قدر خاک مین ملادی تھی
مگر باوجود اس سب سادگی کے اپنے مذہب پر مضبوط رہتا تھا اُسکے آنے کی تاریخ اس مصرع سے
نکلتی ہے مصرع شاہ فتح اللہ امام اولیا + ایک روز اکبر اُسکے سامنے بیربر سے خطاب کرکے کہنے لگا کہ یہ بات
کیونکر عقل مین آتی ہے کہ ایک شخص اپنا بھاری جسم لیکر ایک لحظہ مین اپنی خوابگاہ سے آسمان پر جاوے
اور خدا سے نوے ہزار گفتگو کی باتین کرے اور پھر وہان سے واپس آوے تو ابھی تک بستر اُسکا گرم
ہے اور سب آدمی اس قصہ کی تصدیق کرین اسی طرح سے شق القمر وغیرہ کے قصے سمجھ سے باہر ہین اور ایک
پانون اُٹھاکر اکبر سب کو دکھلاتا تھا اور کہتا تھا کہ ممکن نہین ہے جب تک دوسرا پانون زمین پر قائم رہے ہم
کھڑے رہین پھر آسمان تک چلا جانا کیونکر ہوگا بیربر وغیرہ بے ایمان لوگ یہ گفتگو سُنکر آمنا وصدقنا کہتے تھے
بلکہ اپنی طرف سے تائید مین پیش کرتے تھے اس گفتگو مین اکبر بار بار میر فتح اللہ کی طرف دیکھتا تھا اور دراصل
یہ باتین اُسی کو سُنانی منظور تھین کیونکہ وہ نیا آیا ہوا تھا اور مقصود یہ تھا کسی طرح اُسکو اپنی طرف کھینچ لین
مگر وہ بیچارہ سر نیچے کو ڈال کر چپ کھڑا ہوا تھا کچھ نہ بولتا تھا انھین دنون مین ملا احمد ٹھٹھہ والا جو بڑا متعصب
رافضی تھا اور خود زبردستی حکیم بھی بن گیا تھا دکن سے آکر اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا اُسکے باپ
دادے سندھ مین سب فاروقی مذہب اور حنفی مذہب تھے مگر وہ ناپاک سب پر لعنت کرتا تھا حدیث مین آیا ہے
کہ جو شخص اپنے باپ پر لعنت کرے اُسپر خدا کی لعنت ہوتی ہے اسلیے اُسکی لعنت اُسی پر لوٹتی تھی شاہ
طہماسپ کے زمانہ مین وہ عراق مین گیا تھا اور وہان کے تبرائیون کی صحبت اُٹھاکر کچھ اُنسے بھی بڑھ گیا تھا
جب شاہ طہماسپ کے بعد اسمٰعیل ثانی بادشاہ ہوا تو یہ برخلاف اپنے باپ کے مذہب تسنن پر بڑا تعصب
رکھتا تھا اسلیے اُسنے رافضیون کو قتل کرنا اور ایذا دینا شروع کیا تب ملا احمد میرزا مخدوم شریفی کے ساتھ
جو بڑا سنی تھا اور کتاب النواقض فی رد الروافض اُسکی تصنیف ہے مکہ کو گیا اور وہان سے دکن مین آیا

اور وہان سے میدان خالی پاکر ہندوستان مین داخل ہوا یہان اُسنے بیہودہ باتین بکنا شروع کین اور لوگون
کو بیدینی کی طرف ترغیب دینے لگا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ابھی وہ شیخ فیضی کی صحبت مین نہین پہونچا تھا
اور بہت دلیر نہوا تھا کہ ایک روز بازار مین مجکو ملا بعضے عراقیون نے اُس سے میری بہت تعریف بیان کی اُسنے
پہلی ہی ملاقات مین کہا کہ انکے چہرہ سے رفض کا نور ظاہر ہوتا ہی مین نے فوراً جواب دیا کہ جیسے تمھارے چہرہ سے تسنّن
کا نور ظاہر ہوتا ہی باقی حال اُسکا انشاء اللہ تعالی پھر مذکور ہوگا اسی سال مین اکبر نے یہ حکم دیا کہ چونکہ ہزار
سال ہجرت کو ہوچکے اب سب جگہ ہجری تاریخ لکھی جاتی ہی اسلیے مناسب ہی کہ ایک ایسی کتاب تصنیف
ہووے کہ جسمین ابتدا سے آج تک سب سلمان بادشاہون کا حال درج ہووے اور اُسکا نام تاریخ الفی
رکھا جاوے اور اُسمین جب سال لکھے جاوین لفظ ہجرت کی جگہہ لفظ رحلت لکھا جاوے چنانچہ اکبر نے
روز وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک کے وقائع لکھنے کے لیے سات آدمیون کو حکم دیا
سال اول نقیب خان کے ذمہ رہا اور دوسرا سال شاہ فتح اللہ کے اسی طرح حکیم ہمام اور حکیم علی اور
حاجی ابراہیم سرہندی جو اُنھین دنون مین گجرات سے آیا تھا اور مرزا نظام الدین احمد اور مصنف صاحب
کو ایک ایک سال تقسیم کردیا پھر دوسرے سات برس کے لکھنے کا اور آدمیون کو حکم دیا غرض
اسی طرح پینتیس برس کی ترتیب ہوگئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ساتوین برس کا حال مین نے
خلیفۂ ثانی رضی اللہ عنہ کے حال مین لکھا تھا اُسکو ایک شب اکبر دیکھ رہا تھا جب اُسمین شہر کوفہ کی تعمیر کا
اور قصر الامارت کے منہدم ہونے کا بیان آیا اور حضرت اُم کلثوم بنت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہما کا ذکر اور
پانچ وقت کی نمازون کا تعین اور شہر نصیبین کا فتح ہونا اور وہان سے مرغ کے برابر بچھو نکلنے کا حال دیکھا
تو اکبر نے ان بیانون پر بہت سا جھگڑا شروع کیا آصف خان ثالث جسکا نام مرزا جعفر تھا وہ بھی کچھ گفتگو
اکبر کی مدد پر کرنے لگا مگر شیخ ابو الفضل اور غازی خان بدخشی نے ان سب کی توجیہات صحیح صحیح بیان
کین جب مصنف صاحب سے پوچھا کہ تُمنے یہ حال کیسے لکھے ہین تو اُنھون نے جواب دیا کہ مین نے
جو کچھ کتابون مین دیکھا لکھدیا کچھ اپنی طرف سے نہین لکھا اُسی وقت اکبر نے روضۃ الاحباب وغیرہ سیر کی
کتابین خزانہ سے منگا مین نقیب خان سے کہا کہ اسکی تحقیق کرو اُسنے اُسی وقت مطابق نفس الامر کے
وہ حالات اُن کتابون مین نکال دیے تب مصنف صاحب نے اُس بے محل گیر و دار سے رہائی پائی
پھر اکبر نے حکم دیا کہ چھتیسوین سال کے بیان سے فقط مُلا احمد تاریخ الفی کو لکھا کرے اِس باب مین

حکیم ابو الفتح نے اُسکی سفارش کی تھی چونکہ وہ اپنے مذہب مین نہایت تعصب رکھتا تھا اسلیے اُسنے موافق
اپنے اعتقاد کے جو کچھ چاہا لکھا چنگیز خان کے حال تک اُسنے دو جلدون مین وہ کتاب لکھی ایک شب مرزا
فولاد برلاس نے اُسکے گھر جا کر یہ کہا کہ تمکو اکبر نے بلایا ہی جب وہ گھر سے نکلا تو کوچہ لاہور مین بسبب اُسکے تعصب مذہب کے
اور بعض ایذاؤن کے جو مرزا کو اُس سے پہونچی تھین مرزا مذکور نے اُسکو قتل کر دیا باقی کتاب مین ٩٩٧ نو سو ستانوے کے
واقعہ تک آصف خان نے تمام کین سنہ ١٠٠٠ ایک ہزار مین اکبر نے مصنف صاحب کو یہ حکم دیا کہ اس کتاب کو
اول سے آخر تک مقابلہ کر کے صحیح کرین اور بعضے سالون کے واقعات مین جو تقدیم اور تاخیر ہو گئی تھی اُسکو
ترتیب دیوین ایک برس کے عرصہ مین مصنف صاحب نے اُس کتاب کی پہلی دو جلدون کو ترتیب دیا اور
تیسری جلد آصف خان کے حوالہ کی اسی سال مین اکبر نے مہابھارت کے ترجمہ کا حکم دیا یہ کتاب
ہندوون کے اعتقاد مین بڑی معظم اور مکرم ہی اور اُسمین طرح طرح کے قصے اور نصیحتین اور تدبیرین
اور اخلاق اور آداب اور معرفت کی باتین اور ہندوون کے عقیدے اور اُنکے مذہب اور اُنکی عبادت کے
طریقے کورون اور پانڈون کے ذکر کے ضمن مین مذکور ہین یہ لوگ ہندوستان کے کسی زمانہ مین بادشاہ تھے
بعضے کہتے ہین کہ اُنکو چار ہزار برس سے کسی قدر زیادہ مدت ہوئی اور بعضون کا قول یہ ہی کہ اُنکو اتنی ہزار
برس سے بھی کچھ زیادہ زمانہ گذرا بہرحال حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے ہونگے ہندو لوگ اس
کتاب کے پڑھنے کو بڑی عبادت سمجھتے ہین اور ہر طرح مسلمانون سے چھپاتے ہین اور سبب اُسکے
ترجمہ کرانے کا یہ ہوا کہ اکبر نے شاہنامہ اور امیر حمزہ کے قصہ کو سترہ جلدون مین پندرہ برس کے
عرصہ مین لکھوایا اور اُسمین تصویرین کھنچوائین جنمین بہت سا سونا خرچ ہوا اسی طرح ابومسلم کے قصہ
اور جامع الحکایات کو اول سے آخر تک کئی بار سنا تب یہ بات اکبر کے ذہن مین آئی کہ یہ ساری فضول
بناوٹ کی شاعری ہی لیکن چونکہ اچھی ساعت مین یہ کتابین لکھی گئی تھین اور اُس وقت ستارہ [illegible]
تھا اس سبب سے سب مین مشہور ہو گئین اب پچھلی ہندی کی کتابون کو جو ہندوستان کے قدیم
داناؤن نے جو بڑے عابد اور زاہد اور ریاضت کرنے والے تھے تصنیف کی ہین اور وہ سب نہایت
صحیح ہین اور ہندوون کے دین اور اعتقاد اور عبادت کے طریقون کا اُسی پر دارمدار ہی ہم اپنے
نام پر فارسی مین ترجمہ کراوین اور چونکہ ابھی تک وہ کتابین اس زبان مین نہین ہوئین اسوجہ سے
اُنمین زیادہ لطف ہوگا اور طرح طرح کی اُنسے برکتین حاصل ہونگی اسلیے اکبر نے تمام ہندوستان کے

دانایون کو جمع کرکے حکم دیا کہ مہابہارت کا ترجمہ سمجھاوین کئی راتون کو اکبر نے بذات خود اُسکا مطلب نقیب خان کو
سمجھایا اور نقیب خان نے اُسکو فارسی زبان مین لکھا تیسری شب کو اکبر نے مصنف صاحب کو بلاکر حکم دیا
کہ تم بھی اس کام مین نقیب خان کے شریک رہو غرضکہ تین چار مہینے کے عرصہ مین اُس کتاب کے اٹھارہ
فنون مین سے دو فن تیار ہوے پھر اُسکے کسی قدر حصہ کو ملا شیری اور نقیب خان نے تمام کیا اور کسی قدر
حصہ کو سلطان حاجی تھانیسری نے لکھا پھر شیخ فیضی کو حکم کیا اور اُسنے اپنی نظم و نثر مین دو فن اُسکے
لکھے پھر یہ کام حاجی مذکور سے متعلق ہوا دو فن اُسنے اور لکھے اور جو کچھ ابتدا سے اُسکے ترجمہ مین
قصور ہوگیا تھا وہ اُسنے صحیح کرکے بعینہ اصل کتاب کے مطابق کرایا چنانچہ اُس کتاب کے
سو جز تیار ہوے اور یہ اہتمام ہوا کہ اصل کتاب سے ایک نقطہ تک کا فرق نہ رہا پھر اکبر نے کسی
سبب سے حاجی مذکور کو بکر کی طرف نکال دیا اُس کتاب کا اکبر نے رزمنامہ نام رکھا اور بہت سی
تصویرین اُسمین کھنچوائین شیخ ابو الفضل نے جسنے پہلے آیت الکرسی کی تفسیر لکھی تھی ایک کے عوض
مین اُسنے مہابھارت کے ترجمہ پر دو جز کا خطبہ لکھا اکبر نے سب امیرون کو حکم دیا کہ ہر شخص تیمناً اور
تبرکاً اُس ترجمہ کا ایک ایک نسخہ اپنے پاس رکھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس سال کے
واقعات مین سے بہت اجمال کیا ہے اس سبب سے اگر تقدیم و تاخیر ہوگئی ہو تو معاف کرنا چاہیے جب
اکبر کے جلوس کو اٹھائیسوان برس شروع ہوا تو نوروز کے دن پچیسوین صفر سنہ ۹۹۱ نوسو اکانوے مین
جو اکبر کے زمانہ کا انتیسوان [۲۹] نوروز تھا بڑی دھوم دھام سے جشن کیا اور تھوڑی تھوڑی دوکانون کی
آرایش ایک ایک امیر کے تعلق کی شاہ فتح اللہ نے اپنے حصہ کی دوکانون مین نئے نئے شعبدے
جر ثقیل وغیرہ کے بنائے انہین دنون مین بعضے نئے حکم بھی اکبر نے جاری کرائے اُنمین سے ایک یہ تھا
کہ تمام سال مین کوئی شخص یکشنبہ کے روز اور نوروز کے دنون مین اٹھارہ روز اور ماہ آبان مین جو
اکبر کی ولادت کا مہینہ تھا اور سوا اسکے اور بعضے خاص دنون مین کسی جانور کو ذبح نہ کرے اور جو کوئی
ذبح کریگا اُسکو سخت سزا دیجائیگی اور تمام جایداد ضبط کیجائیگی اور خود بھی اکبر نے گوشت سے یہانتک
پرہیز کیا کہ تمام سال مین چھٹے مہینہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت مین اُسکے کھانے کا اتفاق ہوتا تھا
اور اُسکا ارادہ یہ تھا کہ رفتہ رفتہ بالکل گوشت کھانا موقوف کردے پھر اکبر نے آفتاب کی عبادت کرنے کے
چار وقت اپنے اوپر لازم کیے صبح اور شام اور دوپہر اور آدھی رات اور ایک ہزار ایک آفتاب کے نام

دوپہر کے وقت بڑے خلوص سے پڑھا کرتا تھا اور اُس وقت دونون اپنے کان پکڑ کر گھوما کرتا تھا اور بنا گوش پر گھونسے مارا کرتا تھا اور اسی طرح کی بہت سی حرکتین کیا کرتا تھا پھر اُسنے ماتھے پر قشقہ کھینچنا شروع کیا اور آدھی رات کے وقت اور طلوع آفتاب کے وقت نوبت بجانے کا حکم ہوا ساری مسجدین اور عبادت خانے ہندوون کے فراش خانہ اور چوکی خانہ ہوگئے اور جماعت کے بدلے اُنمین جماع ہونے لگے شہر کے اندر جو قبرستان تھا اُسکو برابر کر دینے کا حکم دیا انھین دنون مین ایک لاکھ روپیہ نقد اور کئی ہاتھی اور بہت سا اسباب اکبر نے اپنی مان کو اور اسی طرح بہت سا لمبا مال اپنی پھوپی گلبدن بیگم اور ساری بیگمون کو انعام مین دیا اور حکم عام کیا کہ ہر شخص ادنی سے اعلی تک نذر پیش کرے اسی سال مین اعظم خان وغیرہ اُمرائے جو ٹانڈہ کی طرف نامزد ہوے تھے ٹانڈہ پر اپنا قبضہ کر لیا اور خالدی خان جباری اور مرزا بیگ قاقشال معصوم خان کابلی سے جدا ہو کر اعظم خان سے مل گئے معصوم خان بعضے زمیندارون کے پاس پناہ لے گیا اسی سال مین اکبر نے حکام دکن کی تالیف قلوب کے لیے گجرات کی حکومت اعتماد خان کے سپرد کی اور شاہ ابو تراب کو امین اور خواجہ نظام الدین احمد کو میر بخشی اور ابو القاسم تبریزی برادر مولانا عبد القادر اخوند بادشاہی کو دیوان مقرر کیا اور محمد حسین اور میر ابو المظفر ولد اشرف خان اور میر ہاشم اور میر صالح داعی اور سید ابو اسحاق وغیرہ کو وہان کی جاگیرداری کا حکم دیا شہباز خان کو اکبر نے اسکی بعضی گستاخیون کی وجہ سے قید کر دیا تھا اور جو اسنے سرکاری روپیہ بموقع اور بمصرف صرف کیا تھا اُسکا حساب کتاب اُس سے طلب تھا شیخ ابو الفضل نے اسکی سفارش کی اسلیے اکبر نے اُسکے قصور معاف کر کے راجہ ٹوڈرمل کے چنگل سے خلاصی دی اور اسی سال کے ماہ ربیع الثانی کی ستر ھوین تاریخ کو بنگالہ کی طرف رخصت کیا تا کہ اُس سرکار کو جاگیردارون کے حوالہ کرے اور معصوم خان کابلی کو صوبہ عیسی سے نکال دے انھین دنون مین یہ خبر آئی کہ خان اعظم نے شیخ فرید بخاری کو صلح کے واسطے قتلوے افغان نوحانی حاکم اوڑیسہ کے پاس بھیجا تھا قتلوے انکو شہزادہ سمجھکر دور تک استقبال کے لیے آیا اور اُنکی خدمتگاری مین مصروف ہوا جب صحبت منعقد ہوئی کور فرہ زمیندار بنگالہ جو قتلوے کے تمام لشکر مین منتخب تھا شیخ ممدوح کی برابری کرنے لگا شیخ اُسکو ایک زمیندار سمجھکر حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اسی اثنا مین شاہو ولد شیخ راجو بخاری سرہندی اور اور بخاریون نے بھی سخت گفتگو شروع کی جب شیخ وہان سے روانہ ہوے او قتلوے بھی اُنکی جلو مین جاتا تھا ایسے وقت مین کور فرہ نے رستہ روک کر لڑائی کیا بڑی لڑائی ہوئی شاہو مع اپنے بہت سے آدمیون کے مارا گیا شیخ فرید اُس معرکہ سے صحیح سلامت نکل آئے اسی سال مین برہان الملک جو مرتضی نظام الملک حاکم دکن کا بھائی تھا اپنے بھائی کے پاس سے بھاگ کر اول

مالوہ مین قطب الدین خان کے پاس گیا اور وہان سے اسی سال کے ما ہ رجب مین اکبر نے اُسکو بلا لیا اس سے
پہلے ایک شخص محبول کو جہ گرد نے جھوٹ موٹ برہان الملک اپنے آپ کو بتایا کر اکبر کی ملازمت حاصل کی تھی اکبر نے ادہم
مین اُسکو جاگیر عنایت کی تھی اب وہ خوف کے سبب سے بھاگ کر جوگیون مین جا ملا بڑی تلاش کے بعد اسکو پکڑ کر قید کر دیا
اسی سال مین اکبر نے شہر سے باہر دو مکان مسلمان ہندو فقیرون کو کھانا کھلانے کے واسطے بنوائے ایک کا خیرپورہ اور
دوسرے کا دھرم پورہ نام رکھا ابوالفضل کے نوکر وہان محافظ مقرر ہوے سب فقیرون کو بادشاہی لنگر سے کھانا ملتا تھا
اور جب جوگیون کے گروہ بڑی کثرت سے آنے لگے اُنکے لیے ایک اور سرا بنوائی گئی اُسکا جوگی پورہ نام رکھا اور
راتون کو اکبر کچھ خاص آدمی اپنے ساتھ لیکر جوگیون کی صحبت مین جایا کرتا تھا اور اُنسے حقیقت اور معرفت اور اعتقادات اور
شغل اور مراقبہ اور سلوک اور کیمیا اور سیمیا اور ریمیا سیکھا کرتا تھا اور اپنی کیمیا گری سے سونا بنا کر اکبر نے سب لوگون کو
دکھایا ہر سال مین ایک شب جسکو شیورات کہتے ہین جوگیون کا بڑا مجمع ہوتا تھا اور یہ لوگ ہر طرف سے جمع
ہوتے تھے اور اکبر بڑے بڑے جوگیون کے ساتھ ہم نوالہ وہم پیالہ ہوتا تھا وہ لوگ اُسکو درازی عمر کی جو عمر طبعی سے
بھی تین چار مرتبہ زیادہ ہوگی بشارت دیتے تھے اور چونکہ اور بعضے قرینہ بھی اسکے ساتھ مل گئے تھے اسلیے اکبر کو اس
امر کا کامل یقین ہوگیا تھا بعضے حکیمون نے اسکی تائید مین یہ بیان کیا کہ عمرون کی کمی دَورِ قمری کی خاصیت سے
ہوا کرتی تھی وہ زمانہ تمام ہوچکا اور دَورِ زحل کی نوبت آئی اسکی خاصیت یہ ہی کہ سب پہلے حال ہو جائینگے لوگون کی
عمرین بہت بڑی بڑی ہوا کرینگی جیسا کہ آسمانی کتابون مین لکھا ہوا ہی کہ بعضے آدمیون نے ہزار برس تک زندگی کی
اور ہندی کتابون سے بخوبی ثابت ہی کہ لوگون کی عمر دس دس ہزار برس کی ہوئی ہی اور اب بھی تبت کے
پہاڑ مین لامہ کا گروہ جو خطا کے عابد زاہد فقیر ہین دو سو برس کے بلکہ زیادہ بھی عمر کے پلئے جاتے ہین یہ سنکر
اکبر نے اُس گروہ کی موافقت کے لیے مباشرت اور کھانے اور پینے خصوصاً گوشت کھانے مین بڑی کمی کر دی
اور سر کے بال بیچ مین سے منڈا کر چارون طرف کے بال چھوڑ دیے اسواسطے کہ اُن نئے خیالات مین سے ایک
یہ بھی گمان تھا کہ کاملون کی روح وسط سر کے رستہ سے نکلتی ہی اور اُسوقت ایک بڑی آواز رعد کے گرجنے کی سی
معلوم ہوتی ہی یہ نشانی اس بات کی ہی کہ اس میت نے نجات پائی اور موافق طریقہ تناسخ کے اُسکی روح نے کسی
بڑے بادشاہ کے بدن مین حلول کیا اکبر نے اپنے مذہب کے طریقہ کا توحید الٰہی نام رکھا اور خاص خاص لوگ جو
بادشاہ کے بڑے مخصوص تھے اور بڑے خلوص سے اس نئے مذہب مین اُسکے مرید تھے اُنکو موافق جوگیون کی
اصطلاح کے اپنا چیلا کہتا تھا عوام ہندو جنکو دولت خانہ کے اندر جانے کی اجازت نہ تھی اُنکو اکبر سے ایسا اعتقاد تھا

کہ ہر صبح کو جسوقت اکبر جھروکہ مین بیٹھکر سورج کی عبادت کیا کرتا تھا جب تک اُسکی صورت نہ دیکھ لیتے تھے سواک کرنا اور کھانا اور پینا اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے پھر یہ نوبت پہونچی کہ ہر شب کو بہت سے حاجتمند لوگ ہندو اور مسلمان عورتین مرد بیمار و تندرست اپنی اپنی حاجت روائیون کے واسطے اکبر کے حضور مین جمع ہوتے تھے اُسوقت دربار عام ہوا کرتا تھا ایک بہت بڑا ازدحام جمع ہوجاتا تھا اور جسوقت اکبر آفتاب کے ایک ہزار ایک نام کی تسبیح سے فارغ ہوکر باہر آتا تھا سب ہندو مسلمان سجدہ مین گر پڑتے تھے پھر برہمنون نے ایک ہزار ایک نام اکبر کے بھی ترتیب دیے اور کہا کہ رام اور کشن کی طرح آپ بھی ایک اوتار ہین اور پرمیشر نے تمھاری صورت مین حلول کیا ہے اور پچھلے لوگون سے منسوب کرکے دوہرہ اور ہندی کے شعر پیش کرتے تھے جنکا مضمون یہ ہوتا تھا کہ ہندوستان مین ایک بادشاہ ہوگا جو برہمنون کی تعظیم اور گاے کی محافظت اور تمام جہان کو اپنے انصاف سے آباد کریگا اور پرانے پرانے کاغذون پر بھی یہی باتین لکھکر پیش کین اور مختلف فرقون مین سے جس شخص کے اعتقاد کو کہ بہت درست سمجھتا تھا اُسکو احدی کہتا تھا اور کہتا تھا یہ وہ لوگ ہین کہ آگ اور پانی کے طوفان پر جا پڑین اسی سال مین اکبر نے فتح پور کے خاص دیوانخانہ مین موافق حنفیون کے دہ اندر دہ حوض مین پانی جمع کیا اور موافق طریقہ شافعیون اور شیعون کے قلتین کو بھرا پھر جب اُنکو تولا تو حوض کا پانی اُن دونون سے زیادہ تھا پھر اکبر نے ایکدن کہا کہ سنی اور شیعہ آپسمین جدا ہوجاوین سارے ہندوستانی سنیون کی طرف آگئے اور کل عراقی شیعون کی جانب چلے گئے پھر مصنف صاحب اس مقام پر لکھتے ہین کہ ہر خاص واقعہ اس قسم کا بیان نہین ہوسکتا اسواسطے مین ان مضمونون کو چھوڑکر اپنا اصلی مقصود لکھتا ہون جب اعتماد خان کو گجرات کی حکومت جو اُسکی بڑی آرزو تھی ملگئی اور وہ اُس طرف کو روانہ ہوکر سروہی مین پہونچا تو اُسنے اُس مقام کو سرنا ہی کے علاقہ سے نکال کر رانا کے بھائی جگمال کے حوالہ کیا اور وہان سے مع سب امیرون کے کوچ کرکے بارھوین شعبان کو احمدآباد مین پہونچا شہاب الدین احمد خان جو وہان کا پہلا مستقل حاکم تھا اور وہان کے سارے فتنہ و فساد کو وہی روک رہا تھا شہر کو خالی کرکے عثمان پورہ مین آن پڑا مگر تمام اُسکے نوکر اس تغیر اور تبدل سے بہت ناراض ہوے اور سب نے متفق ہوکر حسب الطلب مظفر ابن سلطان محمود گجراتی کے کاٹھیوار کا رستہ لیا یہ مظفر اکبر کے دربار سے بھاگ کر اُس ملک مین اپنے ننہال کے لوگون کے پاس پناہ لے گیا تھا اور رات دن کسی موقع کی فکر مین تھا اب ان لوگون نے اُسکو بادشاہ بنایا ہر چند اعتماد خان نے شہاب الدین احمد خان سے کہا کہ تم ان لوگون کو تسلی اور دلاسا کرکے بلا لو مگر اُسنے نہ مانا

اور کہا کہ یہ لوگ ایسے ہی دن کی خدا سے آرزو رکھتے تھے اور میرے ہلاک کرنے کی فکر مین تھے اب میرے بنائے
یہ کام نہین بنے گا تم جاؤ اور تمھارا ملک یہ کہکر قصبہ کری مین جو احمد آباد سے بیس کوس ہے چلا گیا اعتماد خان اور
نظام الدین احمد کی طرف سے ایک دو آدمی اُن لوگون کے پاس گئے اور اُنکو ہر طرح سمجھایا مگر وہ کسی صورت سے
نہ مانے ستائیسوین شعبان کو مظفر اپنی فوج کو ساتھ لیکر دولقہ مین جو احمد آباد سے بارہ کوس ہے آیا اُسی وقت
اعتماد خان اور نظام الدین احمد شہر کو خالی کرکے شہاب الدین احمد خان کے لوٹانے کے لیے کری کو گئے
اور شہر کی حفاظت نظیر خان ولد اعتماد خان اور میر محمد معصوم بکری وغیرہ کے سپرد کر گئے اور یہ ارادہ کیا
کہ وہان سے آکر اپنے لشکر کا سامان درست کرینگے غرض اُنھون نے کری مین جاکر شہاب الدین احمد خان کو
اس طرح راضی کیا کہ سب پہلے پرگنہ بدستور قدیم تمھاری جاگیر مین رہینگے اور دو لاکھ روپیہ نقد
واسطے مدد خرچ کے تمکو اور دیا جاویگا جب اعتماد خان وغیرہ اُس طرف کو گئے ادھر مظفر نے
شہر کا قصد کیا احمد آباد سے تین کوس سرکھج مین پچھلے بادشاہون کی قبرین ہین وہان کے مجاورون نے
ایک چتر اُسکی نذر کرکے سلطنت کی بشارت دی اس امر کو اُسنے اپنی نیک فالی سمجھکر احمد آباد پر آنکر
قبضہ کر لیا اعتماد خان وغیرہ راتون رات کری سے روانہ ہوکر صبح کے وقت عثمان پور مین پہونچے
اس طرف سے مظفر اپنی فوج لیکر دریاے احمد آباد کی ریتی مین مقابلہ کے لیے آیا اُس وقت اعتماد خان اور
شہاب الدین احمد خان نے ہر چند تدبیرین اُن لوگون مین تفرقہ ڈالنے کی کین اور اپنے بھاگے ہوے
نوکرون کی تسلی اور دلاسا کے لیے روپیہ قرض لینا اور رقعے پرچے لکھنا شروع کیے مگر کوئی صورت
بہتری کی نہ نکلی اور چونکہ اپنے آدمیون پر اعتماد نہ تھا اسلیے لڑنے کا بھی موقع نہ ملا کچھ تھوڑا سا سامنا کرکے
نہروالی مین جو احمد آباد سے پینتالیس کوس ہے ایکدن مین جا پہونچے تمام سامان اُنکے لشکر کا
لُٹ گیا اور نظام الدین احمد کے بیٹے محمد شریف کا بھی تمام مال و اسباب غارت ہوگیا مگر وہ جرأت
کرکے اپنے باپ سے جا ملا آخر ان بھاگے ہوے امیرون اور اُن سردارون نے جو فتح پور سے مدد کے
لیے آئے تھے اور سب ملکر قریب ایک ہزار کے تھے پٹن کے قلعہ کی درستی کرکے پناہ لی مظفر نے اپنے
ادنی ادنی سپاہیون کو بڑے بڑے خطاب دیکر ولایتون کا امیدوار کیا اور اعلی اعلی منصب
عطا کیے خدا کی قدرت ہے یہی مظفر ایکزمانہ مین تیس روپیہ ماہواری پاتا تھا اب تین ہزار فوج کا
مالک ہے پھر اُسنے شیر خان فولادی کو جو پہلے پٹن کی حکومت رکھتا تھا اور اب ایک محتاجی کے حال مین

سورٹھ مین پڑا تھا بلاکر مع چار ہزار سوارون کے پٹن پر بھیجا پٹن کے سردارون نے شہباز خان کے بھائی
زین الدین کنبو کو قطب الدین محمد خان کے پاس بھیجا تاکہ اُس طرف سے وہ اور اِس طرف سے یہ لوگ احمد آباد پر
چڑھائی کرکے مظفر کو بیچ مین گھیر لین مگر مظفر نے پیشدستی کرکے بڑا بھاری لشکر ساتھ لیکر بڑودہ مین قطب الدین احمد خان سے
مقابلہ کیا آخر قطب الدین محمد خان شکست پاکر بڑودہ کے قلعہ مین بند ہوگیا اور سب اُسکے سردار مظفر سے آن ملے
اِس لڑائی مین سے پہلے شیر خان پانچ ہزار سوار لیکر نواحی قصبہ میانہ مین جو پٹن سے پندرہ کوس ہے پہونچا
شہاب الدین احمد خان اور اعتماد خان نے یہ سنکر جالور کی طرف بھاگنے کا ارادہ کیا مگر نظام الدین احمد نے کوشش
کرکے انکو روکا غرض نظام الدین احمد کسی قدر جمعیت کو ساتھ لیکر جو دو ہزار سے زیادہ نہ تھی شیر خان سے مقابل ہوا
بڑی لڑائی کے بعد نظام الدین احمد نے فتح پائی اور شیر خان نے بھاگ کر احمد آباد کا رستہ لیا ہر چند نظام الدین احمد نے
اس بات مین اصرار کیا کہ اُسکے تعاقب مین فوراً احمد آباد کو روانہ ہون مگر امیرون نے قبول نہ کیا اور اُسوقت مین مصلحت
بھی یہی تھی کیونکہ قطب الدین محمد خان کا انجام اُسوقت معلوم نہین ہوا تھا اِس لڑائی مین غنیمت کا مال بیشمار اُن دارون کے
ہاتھ آیا اور جرأت کرکے کڑہی تک پہونچے اتنے مین یہ خبر آئی کہ مظفر نے بڑودہ کے قلعہ کی پرانی دیوارون کو توڑ ڈالا اور
قطب الدین احمد خان نے زین الدین کو قول و قرار کرنے کے لیے مظفر کے پاس بھیجا تھا اُسنے اُسی وقت زین الدین کو قتل
کرڈالا اور خواجہ محمد صالح کو بزرگزادہ سمجھکر جان سے چھوڑ دیا اور حج کو روانہ کر دیا اور قطب الدین محمد خان کو امن دیکر قلعہ سے نکالا
قطب الدین محمد خان بڑی عاجزی سے اُسکی ملازمت مین آیا اور بہت سی تسلیمات بجا لایا مظفر تھوڑی دور استقبال
کرکے بڑی تعظیم سے ملا اور اپنی مسند پر بٹھا کر بڑی خوشامد سے پیش آیا اور اُسکا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ قطب الدین خان سے
کچھ تعرض کرے مگر لونا ہی نام راجپیپلہ کے زمیندار نے اغوا کرکے قطب الدین خان کو قتل کرا یا پھر مظفر پروا ہوکر بھروچ
مین گیا اور وہان کے قلعہ کو قطب الدین خان کے متعلقون سے صلح کرکے لے لیا اور وہان چودہ لاکھ روپیہ خزانہ
کھنبایت کے جو امام الدین کروری لے گیا تھا اور قطب الدین خان کے سارے خزانہ اور اسباب جو دس کروڑ کی قیمت سے
زیادہ کے تھے اپنے قبضہ مین کیے اور بڑی جمعیت اکٹھی کر لی یہ خبر سنکر نظام الدین احمد وغیرہ سردار پٹن کو چلے گئے اور
مرزا خان ولد بیرام خان خانخانان وغیرہ امیرون کو اکبر نے اُسکی مدد کے لیے نامزد کیا تھا اُسکے آنے کے منتظر رہے پھر
مرزا خان آیا تو ایک روز پٹن مین ٹھہر کر آگے بڑھا اور سرگنج مین منزل کی مظفر بڑودہ سے اٹھکر بھروچ کے قلعہ کو اپنے سالے
نصیر نامے اور چرکس رومی کو کہ جو اکبر کی نوکری سے بھاگ گیا تھا حوالہ کیا اور شاہ بھیکم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب مرزا خان کے
لشکر سے دو کوس پر منزل کی دوسرے روز بڑی بھاری لڑائی ہوئی آخر مظفر شکست پاکر محمود آباد کو بھاگ گیا

سید ہاشم بارہہ اور خضر آقا وکیل مرزا خان نے یہ لڑائی فتح کی اس طرف کے لوگ بھی اس معرکہ مین بہت سے زخمی ہوئے
اور مخالفون کے تو آدمی اتنے مارے گئے کہ جنکی کچھ حد نہین یہ واقعہ ۱۳ محرم سنہ ۹۹۱ نوسوا کانوے کو ہوا مرزا خان نے
اس سے پہلے نذر کی تھی کہ اگر فتح حاصل ہووے تو جسقدر مال اسباب ہان موجود ہے سب محتاجون کو دے دونگا اسلیے اُسنے
اپنی نذر پوری کرنے کے لیے کئی نوکرون کو حکم دیا کہ اُسکے تمام مال اسباب ہاتھی گھوڑے وغیرہ کی قیمت کا تخمینہ کرین مگر اُن
لوگون نے ایسا کم تخمینہ کیا کہ واجبی قیمت کا دسوان حصہ بھی محتاجون کو نہ پہونچے دولت خان افغان لودی اور مُلا محمودی
وغیرہ مرزا خان کے نوکرون نے عرض کیا کہ ہمنے تمہاری نوکری کرکے کیا گناہ کیا ہے کہ بادشاہی نوکرون کے مقابلہ مین
ہم لوگ بہت ذلیل ہین اور مجلسون مین ہمسے اوپر بیٹھتے ہین چاہیے کہ تسلیم اور تورے وغیرہ مین ہمارے برابر ہون مرزا خان
یہ نامعقول بات پسند آئی اور اُسنے بہت سے گھوڑے اور خلعت سارے امیرون کے لیے تیار کیے اور ایک بڑی مجلس
ترتیب دی اور خود خانہ مین جلوس کرکے چاہا کہ سارے امیرون کو دربار مین بلا کر خلعت عطا کرے اور نظام الدین احمد کو جسکی
بہن مرزا خان کے نکاح مین تھی بُلا کر اس باب مین رائے لی اُسنے اِس حرکت سے بہت منع کیا اور کہا کہ اگر بادشاہ سُنیگا
تو بہت ناراض ہوگا اور قطع نظر اِسکے شہاب الدین خان جو پنجہزاری منصب رکھتا ہے اور عمر مین بھی ہمسے بڑا ہے اُس سے
تمکو تسلیم لینا کیا مناسب ہے اور اعتماد خان بھی کسی زمانہ مین اپنے پاس بیس ہزار سوار رکھتا تھا اب اُس سے
تسلیم لینا کون خوبی کی بات ہے اور پاینده محمد خان مغل تو یہ بات سُنتے ہی لڑ پڑیگا مرزا خان نے یہ رائے پسند کی
اور وہ ارادہ موقوف رکھا اِس فتح سے تین روز کے بعد قلیچ خان وغیرہ اُمراے مالوہ احمدآباد مین آئے پھر یہ خبر آئی کہ مظفر
محمود آباد سے جو مہندری ندی کے کنارہ پر ہے کھنبایت کو چلا گیا اور بھاگے ہوے آدمی قریب دو ہزار کے اُسکے پاس
جمع ہو گئے ہین یہ سُنتے ہی مرزا خان امیرون کو ساتھ لیکر اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا مظفر یہ سُنکر وہان سے راجپیپلہ
اور ناندوت کی طرف بھاگا مرزا خان نے بڑودہ مین آکر دولت نام مظفر کے ایک نوکر پر کھنبایت مین لشکر بھیجا اور
اُسکو فتح کر لیا پھر مرزا خان ناندوت کو گیا اور قلیچ خان وغیرہ امیرون کو کوہستان کی طرف بھیجا جہان مظفر نے
پناہ لی تھی یہ ساری فتحین نظام الدین احمد کے سبب سے حاصل ہوئین اور وہی امیرون کو ترغیب دیکر ہمت بڑھائے
رکھتا تھا اور خود اُسنے بھی بہادریان اپنے منصب کی لیاقت سے بلکہ طاقت بشری سے بھی بڑھکر کین مظفر ہر طرف
آوارہ پھرنے لگا مرزا خان احمدآباد مین آیا اور اُمراے مالوہ وغیرہ کو قلعہ بھروچ کے محاصرہ پر متعین کیا چنانچہ سات مہینے
بعد چرکس رومی جو مظفر کی طرف سے اُس قلعہ کا حاکم تھا مارا گیا اور مظفر کا سالا نصیر بھاگ گیا اِسی سال مین اکبر نے
مرزا خان اور لشکر مالوہ گجرات کی طرف متعین کرنے کے بعد آگرہ سے کشتی مین بیٹھکر الہ آباد کی سیر کا ارادہ کیا یہ ایک نیا شہر

بجاے شہر پراگ پور کے جو ہندوون کا قدیم معبد تھا آباد ہوا تھا اور وہان کئی قلعہ بھی بنائے گئے تھے اسی وقت یہ خبر آئی
کہ شیخ بدر الدین ولد شیخ سلیم چشتی نے لاہور مین وفات پائی شیخ ممدوح نے طے کا روزہ سات دن کا رکھا تھا اور اسی حال مین بڑی
گرمی کے وقت برہنہ پا خانۂ کعبہ کے طواف مین مشغول ہوے چنانچہ انکے پانون مین آبلہ پڑ گئے اور تپ محرقہ عارض ہوئی [illegible]
دن ۹۹۰ھ نوسو نوے مین انتقال کیا اکبر نے یہ خبر پاکر حسین خان خادم خانقاہ شیخ کو کہلا بھیجی کیونکہ شیخ ممدوح کے خاندان پر
بڑی مصیبت ہوئی اور سلسلہ ہدایت وارشاد کا انکے خاندان سے بالکل منقطع ہو گیا اکبر نے الہ آباد پہونچکر چار مہینہ توقف
کیا اور زین خان کوکہ اور بیربر کو جو اول راجہ رامچند کے نوکر تھے بطور ایلچی گری کے بھٹہ گڈھ مین راجہ مذکور کے پاس بھیجا
رامچند نے اطاعت قبول کی اور بہت سا اسباب مہمانی کا پیش کرکے زین خان کو اپنے پاس رہنے دیا چنانچہ زین خان نے
راجہ کے ساتھ فتحپور مین ملازمت حاصل کی جب راجہ فتحپور مین آیا تھا تو اسنے ایک سو بیس لعل اور اسی طرح پر بہت
جواہر عمدہ پیش کیے تھے انمین سے ایک لعل کی قیمت پچاس ہزار روپیہ کی تھی اور پھر راجہ اپنے بیٹے بالونت کو خدمت مین
چھوڑ کر وطن کو چلا گیا تھا اور وہان جاتے ہی مرگیا یہ راجہ بہمہ صفت موصوف تھا خصوصاً ہمت اسکی نہایت عالی تھی
ایک ادنی اسکی بخشش یہ تھی کہ میان تانسین کلاونت کو ایکدن ایک کرور روپیہ دیے انھین دنون مین اعظم خان نے
حاجی پور سے آکر الہ آباد مین اکبر کی ملازمت حاصل کی اور چند روز کے بعد پھر واپس گیا تاکہ اپنے لشکر کو بھی لے آوے
امیرون نے الہ آباد مین بڑی بڑی عمارتین بنوائین اور اکبر کی یہ راے قرار پائی کہ آیندہ کو یہی شہر دار السلطنت رہے
اور وہان کی دار الضرب مقرر کرکے نیا سکہ تجویز کیا شریف سرمدی جو کج نویس نے جسکے حق مین کسی نے شعر کہا تھا ؎
دو کج نویسند سرد و شریف * یکے نانفیس و دگر ناشریف * یہ شعر سکہ کے لیے تصنیف کیا ؎ ہمیشہ چون زر خورشید
ماہ رائج باد * بشرق و غرب جہان سکۂ الہ آباد * انھین دنون مین سے ملا الہ داد امروہی اور ملا شیری جو پنجاب
میان دوآب مین صدارت کا منصب رکھتے تھے خوشامد کی غرض سے اکبر کی ملازمت مین آئے اور ملا شیری نے
ایک نظم ہزار شعاع نام جسمین ہزار قطعہ تھے آفتاب کی تعریف مین تصنیف کرکے پیش کیے اکبر نے اسکو بہت پسند کیا
اسی سال کے ذی الحجہ کے مہینے مین اکبر نے گجرات کی مہم کا بندوبست کرنے کے لیے الہ آباد سے فتحپور کا قصد کیا جب
نواحی اٹاوہ مین پہونچا تو مرزا کی فتح پانے کی خبر پہونچی جب اکبر ماہ صفر ۹۹۲ھ نوسو بانوے مین دار السلطنت مین پہونچا
تو اسنے گجرات کے امیرون کے نام بڑی عنایتون کے فرمان صادر کیے اور مرزا خان کو خانخانان کا خطاب اور گھوڑا
اور خلعت اور پٹکا اور خنجر مرصع اور پنجہزاری کا منصب جو گویا امیرون کے لیے معراج تھی عنایت کیا اور
نظام الدین احمد کو بھی گھوڑے اور خلعت اور زیادتی منصب سے سرفراز کیا اسی طرح اور امیرون کو بقدر درجہ چند

سہ چند کے منصب بڑھا دیے انہیں دنون مین اکبر نے مصنف صاحب کو کتاب رامائن کے ترجمہ کرنے کا حکم دیا یہ کتاب
مہابھارت سے بھی پہلے تصنیف ہوئی ہے اور اسمین پچیس ہزار اشلوک ہین ہر اشلوک پینسٹھ حرف کا ایک فقرہ ہے اس
کتاب مین راجہ رام چند حاکم شہر اودھ کا جسکو رام بھی کہتے ہین اور ہندو اسکو خدا کا اوتار سمجھتے ہین نقل ہے اور مجملاً
اسکا بیان یہ ہے کہ رام چندر کی بی بی سیتا کو ایک دیو راون نامے حاکم جزیرہ لنکا کا لے گیا رام چندر مع اپنے
بھائی لچھمن کے اس جزیرہ پر چڑھے اور بہت سا لشکر بندرون اور ریچھون کا جو حد حساب سے باہر تھا اپنے ساتھ لیا
اور ایک پل چار کوس چوڑا سمندر پر باندھا بعضے بندر بغیر پل کے وسیلہ کے ہی سمندر کو کود گئے اور بعضے پل پر سے
اترے راجہ رام چندر نے بھی ایک بندر پر سوار ہوکر اس پل سے عبور کیا ایک ہفتہ تک بڑی لڑائی رہی رام چندر نے راون کو
مع تمام اسکی اولاد کے قتل کیا اور اسکے خاندان کو جو ایک ہزار برس سے قائم تھا برباد کر دیا اور لنکا کو راون کے بھائی
حوالہ کرکے اپنے شہر کو آئے ہندوون کا اعتقاد یہ ہے کہ راجہ رام چندر نے دس ہزار برس تمام ہندوستان مین حکومت کی
اور اسکے زمانہ کو اب تک لاکھون برس گذرے اس زمانہ کے عجائبات مین سے ایک یہ ہے کہ فتح پور کے دیوانخانہ مین ایک
بھنگن کو لائے جو عورت سے مرد ہو گئی تھی ایک پنڈت رامائن کا ترجمہ کرا رہا تھا وہ بھی اٹھکر اسکو دیکھ آیا اور اسنے
آکر یہ بیان کیا کہ یہ عورت تھی شرم کے مارے پردہ منھ پر سے نہین اٹھاتی اور کچھ نہین بولتی حکیمون نے اسکی تائید مین
بہت سی دلیلیں پیش کین اور کہا کہ اس قسم کے بہت سے واقعات پہلے ہو چکے ہین اسی سال مین ملا عالم کابلی نے
جو بڑا خوش بیان عالم تھا وفات پائی [illegible] طامع اسکے وفات کی تاریخ ہوئی کتاب فواتح الولایت اسکی تصنیفات سے
ہے انھین دنون مین بیسوان برس اکبر کے جلوس کو شروع ہوا اور آٹھوین ربیع الاول سنہ ۹۹۰ نوسو نوے کو تحویل آفتاب کی
برج حمل مین واقع ہوئی اس نوروز کو بھی اکبر نے دستور سابق دوکانون مین آئینہ بندی کی اور بڑی دھوم کا جشن
ترتیب دیا ایک کانسہ کی گائے بھی جسمین سے ناقوس کی طرح آواز نکلتی تھی اور بہت سے غبارے جو رنگیون کی
ایجاد سے تھے چھوڑے گئے معتقدون نے اپنا مال و جان ناموس و دین سب اخلاص پر فدا کیا اور اس آزمائش مین بہت سے
نیک لوگ ضائع ہوئے نوبت بہ نوبت اکبر کے معتقد اسکے مرید ہوتے تھے اور شجرہ کے عوض انکو ایک تصویر دیجاتی تھی وہ
علامت انکے اخلاص کی شمار ہوتی تھی اور ایک جواہر کے مرصع غلاف مین لپیٹ کر پگڑی مین اسکو رکھ لیتے تھے
اور ہر کاغذ کے عنوان پر اللہ اکبر لکھنا مقرر ہوا اور جوا اور سود حلال کیا گیا اسی طرح اور بہت سی حرام چیزون پر بھی
اباحت کا حکم ہوا دربار مین ایک قمار خانہ بھی بنوایا گیا اور خود سرکار نے بھی جوئے مین شریک ہوکر بہت سا روپیہ
جواریون کو دیا جو کچھ اسکا نفع ہوتا تھا وہ سرکار کے روپیہ کی ترقی تھی اور یہ حکم دیا کہ [illegible] برس سے کم عمر مین عورتون کا

اور سولہ برس سے کم عمر مین مردون کا ہرگز نکاح نہو اور قصۂ زفاف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو
احادیث مین مذکور ہے اُسکا اکبر بالکل منکر ہوا اُسی طرح اور بہت سے طعن پیغمبر پر کیے اور جو لغزشین بعضے پیغمبرون سے
واقع ہو گئی ہین مثل قصۂ حضرت داؤد علیہ السلام و اوریہ وغیرہ کے وہ اسکے منکر ہو جانے کے لیے بہانہ ہو گئین اور جس
کسی کو اکبر اپنے اعتقاد کے موجب نہ پاتا تھا اُسکو مردود بلکہ واجب القتل جانتا تھا اور دنیا کی ریاست اُسی کو تھی جو دین مین
اُسکے شریک ہوتا تھا سب کامون پر یہی کام مقدم تھے پھر اکبر نے بیگمات کی سیر کرنے کے لیے دوکانون کو جو نوروز کے
جشن مین آراستہ کی گئی تھین بالکل مردون سے خالی کرا دیا اُس جلسہ مین بھی بہت سا روپیہ تقسیم ہوتا تھا اور اکثر لڑکی لڑکون کے
نکاح بھی اُسی جلسہ مین ہوا کرتے تھے ہر چند اکبر نے یہ چاہا کہ نکاح کی قید بھی سب لوگون مین سے اٹھ جاوے مگر ہندوون پر یہ
نہ چلا مسلمان لوگ ہر طرح اُسکے اختیار مین تھے اور ناموس و عزت بھی بالکل اُنسے اٹھ گئی تھی انھین دنون مین اعظم خان
حاجی پور پٹنہ سے آکر موجب وعدہ اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا مرزا محمد حکیم کی عرضیان آئین اُنسے یہ معلوم ہوا کہ
تمام بدخشان پر عبد اللہ خان اوزبک نے قبضہ کر لیا اور مرزا سلیمان مکہ سے آکر بدخشان پر قابض ہو گیا تھا
مرزا شاہرخ نے اوزبک سے شکست پائی اب دونون بطریق التجا کے ہندوستان کو آتے ہین اسی سال کے
شروع ذی قعدہ مین اٹک کے کنارہ سے مان سنگھ کی عرضی اس مضمون کی آئی کہ مرزا شاہرخ اٹک کے کنارہ پر آیا
اور مان سنگھ نے اُسکی پیشوائی کے لیے جا کر چھ ہزار روپیہ نقد اور بہت سا اسباب و پانچ ہاتھی پیشکش کیے بعد ازان
اُسنے اٹک سے عبور کیا یہ خدمت مان سنگھ کی اکبر کو بہت پسند آئی اس سال مین بہت سے نامی سردارون نے
انتقال کیا اُنمین سے ایک محمد باقی خان برادر ادہم خان جسکی ولایت گڑہی مین جاگیر بھی تھی اور دوسرا غازی خان
بدخشی جسکو اکبر نے الہ آباد سے اودھ کی طرف رخصت کیا تھا اور وہین اُسکا انتقال ہوا یہ آخر عمر مین ایسا ضعیف
ہو گیا تھا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی تھی جب اُس سے کوئی پوچھتا تھا کہ تمھارا کیا حال ہے تو کہتا تھا کہ شکر ہے
کہ حرص کی قوت سے مین قائم ہون اور سارے اپنے نوکرون پر سردار ہون مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک دن
قلیچ خان کے گھر بہت سے لوگ افطار کے لیے جمع ہوے تھے وہان غازی خان نے سورۂ انا فتحنا کی تفسیر بیان کرنی
شروع کی مین نے اُسمین ایک دو جگہ تعرض کیا اُسنے کچھ اُسکا جواب دیکر بہت سخت گفتگو کی تو مین نے کہا کہ سبحان اللہ
ولایت کے بزرگون کے بھی اخلاق معلوم ہو گئے تو اُسنے کہا کہ شاید تمکو یہ گمان ہوگا کہ یہ شدت میری بسبب ضعف [illegible]
ہے مین نے جواب دیا کہ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے اسپر بہت خفا ہوا آخر آصف خان بخشی کے وسیلے سے میری اُسکی صفائی
ہو گئی جس روز اُسنے الہ آباد سے کوچ کیا تھا مین دور تک اُسکے ساتھ علمی باتین اور بزرگون کے اقوال کہتا سنتا چلا گیا

اور بعد ازان اُسکو رخصت کرکے واپس آیا یہ گویا آخری ملاقات تھی تیسرا سلطان خواجہ کہ وہ بھی اکبر کے خاص
مریدون مین سے تھا اُسکی قبر جو ایک نئے طرز کی بنائی گئی تھی اُسپر ایک جالی آفتاب کے مقابلہ مین تیار
ہوئی تاکہ بوقت روشنی آفتاب کے کہ جو گناہون کی پاک کرنے والی ہے پڑتی رہے مشہور ہے کہ آگ کا شعلہ بھی
اُسکے منھ کو لگایا تھا مُلّا احمدی ٹھٹھہ والے نے سلطان الخوارج اُسکی وفات کی تاریخ نکالی مگر اسمین ایک عدد کم ہے
شروع سنہ ۹۹۳ نو سو ترانوے مین مرزا شاہرخ و راجہ بھگوانداس فتح پور کے قریب آپہونچے اکبر نے شاہزادہ دانیال کو مع شیخ
ابراہیم چشتی وغیرہ امیرون کے اُنکے استقبال کے لیے بھیجا اور جب وہ آگئے تو ایک لاکھ روپیہ نقد اور بہت سا فراش خانہ
کا اسباب اور زین عراقی گھوڑے اور پانچ ہاتھی اور کئی قطار اونٹ اور خچر اور بہت سے خدمتگار عنایت کیے انھین دنون مین
شاہزادہ سلطان سلیم کی جب سولہ برس کی عمر ہو گئی تو موافق اپنے ضابطہ مقرری کے راجہ بھگونت داس کی
بیٹی کے ساتھ اُسکا نکاح کیا اور خود اکبر نے اُسکے گھر جا کر قاضیون اور شریفون کے حضور مین عقد کیا اور دو
کرور تنگہ مہر مقرر ہوا اور ساری رسمین جو ہندوون مین مقرر ہین جیسے آگ کا جلانا سب بجا لایا اور اُسکے مکان سے
دولتخانہ تک بہت سا روپیہ نوچھاور کیا گیا اور راجہ بھگوانداس نے کئی طویلے گھوڑے اور سو ہاتھی اور بہت سے غلام
اور چھوکریان حبشی اور ہندی اور چرکسی اور طرح طرح کے مرصع آلات اور جواہر اور سونے اور چاندی کے
برتن اور طرح طرح کے اسباب جو حد شمار سے خارج تھے جہیز مین دیے اور سارے امیرون کو جو اس جلسہ مین
شریک تھے موافق حیثیت کے گھوڑے عراقی اور تازی اور ترکی مع زین طلائی وغیرہ کے عطا کیے
پنجشنبہ کے روز تیسوین ربیع الاول سنہ ۹۹۳ نو سو ترانوے کو نوروز شروع ہوا مرزا نظام الدین احمد نے اپنی تاریخ
مین جو سال سال کی ترتیب سے لکھی ہے لکھا ہے کہ اس نوروز سے اکبر کے جلوس کو اُنتیسوان برس شروع ہوا حالانکہ
دوسرا قرن اکبر کے جلوس کو چھبیسوین ربیع الاول سنہ ۹۹۴ نو سو چورانوے مین جب اکبر اٹک بنارس مین تھا شروع
ہوا ہے چنانچہ انشاءاللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اور غلطی کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شمسی اور قمری مہینون کے تفاوت کے
سبب سے ہر قرن مین ایک برس کا فرق ہو جاتا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ناچار مین نے بھی اُنکی
متابعت کی اب اِسکی صحت اور غیر صحت اُسکے ذمہ ہے اور علاوہ اِسکے ایک یہ بات ہے کہ مرزا اُن
دنون مین گجرات مین تھا نہ اکبر کے لشکر مین الغرض اس مرتبہ بھی بدستور سابق جشن عالی مرتب ہوا اور
دوکانون کی آئینہ بندی ہوئی سب امیرون نے موافق اپنی لیاقت کے ایک ایک دن اپنے اپنے گھر اکبر کی مع
متعلقین کے مہمانی کی یہانتک کہ سب اہل ظرف اور دوکانداروں نے بھی عطریات اور طعام انھین کی مہمانی سے

ہوتا تھا اب پنجہزاری سے احدی تک ہر شخص نے بموجب حکم کے اپنی حیثیت کے موافق نذر پیش کی چنانچہ
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجبور ہوکر مین نے بھی چالیس روپیہ پیش کیے قبول بھی ہوگئے اس جشن مین اکبر نے
بڑے شاہزادہ کو دوازدہ ہزاری کا اور دوسرے کو نہ ہزاری کا اور تیسرے کو ہفت ہزاری کا منصب عطا کیا اور وہ
فراش خانہ اور سب اسباب سلطنت ہر ایک کے لیے جدا کر دیا میر مرتضیٰ اور خداوند خان امراے دکن نے ولایت
برار سے احمد نگر مین جو دار السلطنت نظام الملک کا ہی جاکر نظام الملک کے وزیر صلابت خان سے مقابلہ کر کے
شکست پائی اور وہان سے بھاگ کر راجہ علی خان کے پاس برہان پور مین آئے راجہ علی خان نے سارے انکے
ہاتھی گھوڑے لوٹ لیے اور اسمین سے ڈیڑھ سو ہاتھی اپنے بیٹے ابراہیم خان کے ہمراہ اول دربار مین بھیجدیے
اور باقی گھوڑے اپنے ساتھ لیکر نوروز کے جشن مین ملازمت مین حاضر ہوا اور اکبر کو دکن کی تسخیر کی ترغیب دی
چنانچہ اکبر نے شاہ فتح اللہ کو جسکا نام اسکے بعد میر فتح اللہ اور خطاب عضد الدولہ ہوگیا پانچ ہزار روپیہ و گھوڑا اور خلعت اور
تیغ عنایت کرکے اور تمام ہندوستان کا صدر مقرر کر کے دکن کی طرف نامزد کیا تا کہ خان اعظم اور شہاب الدین احمد خان
وغیرہ امرا کو اپنے ساتھ لیکر اس مہم کا سامان کرے اسنے کمالاے شیرازی ایک نوکر کو صدارت کے کام کے لیے
اپنا نائب چھوڑا اسی سال کے ماہ رجب مین کابل سے یہ خبر آئی کہ مرزا سلیمان جو بدخشان سے شکست پاکر کابل
مین مرزا محمد حکیم کے پاس آگیا تھا اور وہان اسنے ایک موضع اسالو نام پر قناعت کی تھی حسب اتفاق اسکو
کوئی ایسا موقع مل گیا کہ پھر اسنے بدخشان کی سرحد پر ازبکون سے مقابلہ کرکے فتح پائی اور اس گروہ کے
بہت سے لوگون کو قتل کر کے اور بعضون کو خلعت دیکر رخصت کیا اور اس ملک پر دوبارہ قابض ہوگیا اسی
سال کے ماہ شعبان مین خانخانان حسب الحکم گجرات سے فتح پور مین آیا مظفر نے گجرات مین دوبارہ سرکشی کی اور
چونکہ اسکو امین خان غوری حاکم جونہ گڈھ سے بہت رنج تھا اسلیے اسنے جونہ گڈھ کے قلعہ کا محاصرہ کیا قلیچ خان
احمد آباد مین رہا اور نظام الدین احمد نے اس طرف کے سب امیرون کو اکٹھا کرکے مظفر پر حملہ کیا چنانچہ مظفر وہان سے
بھاگ کر ولایت کچھ کو چلا گیا انھین دنون مین نظام الدین احمد نے مصنف صاحب کے نام گجرات سے ایک
خط لکھا اسکا مضمون یہ تھا کہ خانخانان نے رخصت ہوتے وقت وعدہ کیا ہی کہ مین اس مرتبہ ملا اکہ داد امروہوی
اور ملا عبد القادر کو اکبر سے اجازت لیکر اپنے ہمراہ لاؤنگا اسلیے تمکو چاہیے کہ انکے ساتھ آکر چند روز
اس ملک کی بھی سیر کرو مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے خانخانان سے ایک مرتبہ مکتب خانہ مین
جو فتح پور مین ایک دیوانخانہ کتابون کے ترجمہ کرنے کا مکان تھا ملاقات کی اور وہ پھر بہت جلد گجرات کی

رخصت ہو گیا اور سوا اسکے کابل کی طرف روانگی درپیش ہوئی اس سبب سے یہ قصد ملتوی ہوا خانخانان نے
کرہی سے دس کوس پر پہونچکر یہ قصد کیا کہ سروہی اور جالور پر قبضہ کر لے اُدھر سے نظام الدین احمد اور
سید ہاشم بارہہ بھی اُسکے آکر شریک ہوگئے سروہی کے راجہ نے بہت سی پیشکش دیکر ملازمت حاصل کی اور
غزنی خان جالوروالہ نے اگرچہ اس مرتبہ آکر ملاقات کی لیکن جسوقت خانخانان دربار کو جاتا تھا اُس وقت اُس سے
بعضی حرکتین نامناسب واقع ہوئی تھین اس سبب سے خانخانان نے اُسکو قید کرکے احمد آباد پہونچادیا اور
جالور کو اُس سے نکال کر اپنی فوج وہان چھوڑی سید محمود بارہہ کا پوتا سید جمال الدین نامے کئی برس سے
ایک سیمین نامے رنڈی پر عاشق ہوکر دربار سے بھاگ گیا تھا اور پہاڑون مین اُسنے بڑی جمعیت اکٹھی کر لی تھی اور
وہان کے پرگنون مین لوٹ مار کرتا تھا اور چند روز کے بعد پہاڑون سے اُتر کر اُسنے پٹن گجرات مین اپنے چچا
سید قاسم کے پاس پناہ لی تھی اب خانخانان نے اکبر کے حکم کے بموجب اُسکو بلا کر مع غزنی خان کے لاہور مین قید
کرکے بھیجدیا تھوڑے دنون کے بعد میان محمد وفا خزانچی مرحوم کی بیٹی کے ساتھ غزنی خان کا نکاح کیا اور میان
فتح اللہ شروانی اُسکے سالے کی خاطر سے پھر اُسکو اپنی ملازمت مین رکھ لیا اور سید جمال الدین کو نخاس مین سولی پر چڑھا کر بہت سے
تیر مارے انھین دنون مین مان سنگھ اور خواجہ شمس الدین کی اٹک بنارس سے عرضی آئی اُسکا یہ مضمون تھا
کہ آجکل مرزا محمد حکیم بہت بیمار ہے اور فریدون نے پشاور سے ایک بڑا قافلہ لیکر کابل کا ارادہ کیا تھا
رستہ مین جب درۂ خیبر مین پہونچا تو روشن ملحد کے بیٹے سے جو ایک ہندوستانی آدمی ہے مقابلہ ہوا اور شکست
کھا کر پھر پشاور کو واپس آیا اتفاقاً وہان کے قلعہ مین آگ لگ گئی اور سوداگرون کا اسقدر اسباب جل گیا جو ہزار
اونٹون پر لادا جاتا فریدون خان اُس آگ کے صدمہ سے بھاگ کر دوسرے رستہ سے کابل کی طرف متوجہ ہوا
اور چونکہ اثناے راہ مین پانی بہت کم ملا اس سبب سے ستر آدمی پیاس کے مارے مر گئے اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ
عبد اللہ خان نے پھر مرزا سلیمان پر بہت سا لشکر بھیجا اور اُسپر فتح پاکر پھر بدخشان سے نکال دیا اور اُس ملک پر اپنا
قبضہ کر لیا مرزا سلیمان وہان سے بھاگ کر کابل کی طرف متوجہ ہوا انھین دنون مین کابل سے یہ خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم
بسبب کثرت شراب کے سخت بیمار ہو گیا تھا اور طرح طرح کے امراض متضاد وہ عارض ہوئے تھے اور رعشہ بھی
پیدا ہو گیا تھا بارھوین شعبان سنہ ۹۹۳ نو سو ترانوے کو ملک آخرت کی طرف سفر کر گیا تیسری رمضان کو یہ خبر
وحشتناک اکبر کو پہونچی تب اسکو غزنی اور کابل کی محافظت کا بڑا اندیشہ ہوا اول اُسکی یہ راے تھی کہ وہ
ملک مرزا محمد حکیم کے بیٹون ہی کے پاس رکھے مگر امیرون نے عرض کیا کہ وہ لڑکے بہت چھوٹے ہین ملک کے بندوبست

قابل نہین اسلیے اکبر نے خانخانان کو فرمان لکھکر بہت جلد گجرات کی طرف نامزد کیا اور عضد الدولہ کو جو مع خان اعظم اور شہاب الدین احمد خان کے تسخیر دکن کے لیے مامور تھے مالوہ مین بھیجدیا اور اسی مہینہ کی دوسری تاریخ پنجاب کی طرف خود کوچ کر کے عید کا چاند دہلی مین دیکھا پانی پت کی منزل سے میر ابو الغیث بخاری کو نواحی لکھنؤ مین جاگیر دیکر رخصت کیا اسی مہینہ کی انتیسوین تاریخ کو ستلج کے کنارہ پہونچا انھین دنون مین ایک ہفتہ کے فاصلہ سے شیخ جمال بختیاری نے لدھیانہ مین اور خواجہ اسمٰعیل نبیرہ شیخ اسلام نے جو بڑا خوبصورت آدمی تھا تھانیسر مین انتقال کیا اور بطور تعمیہ کے اسکی وفات کی یہ تاریخ ہے ع رفتند یا گلے زباغ جہان ٭ سیالکوٹ سے تین کوس پر ملا الہ داد امروہوی کا انتقال ہوا پھر اکبر نے نواحی لاہور سے صادق خان کو حکومت بکر پر نامزد کیا اور سترھوین ذی قعدہ کو چناب کے کنارہ منزل ہوئی اسی منزل مین شیخ عبد الرحیم لکھنوی نے جو میر ابو الغیث اور شیخ محمد بخاری کا مصاحب تھا اور خان زمان کے پاس سے آکر امیری کے درجہ پر پہونچا تھا اور لکھنؤ پرگنہ بھی اسکی جاگیر مین تھا بسبب جوش جنون کے حکیم ابو الفتح کے خیمہ مین اپنے ہاتھ سے اپنے بدن مین خنجر مار لیا اکبر نے اسکے زخم کو اپنے ہاتھ سے باندھ کر حکم کیا کہ سیالکوٹ مین اسکی محافظت کرین تھوڑے دنون کے بعد اسکے صحت ہوگئی مگر وہ جنون اسکا اسی طرح باقی رہا اسی مہینہ کی ستائیسوین تاریخ بہت ندی سے عبور ہوا اور اسی منزل مین محمد علی خزانچی نے جو کابل کی طرف متعین تھا آکر عرض کیا کہ مرزا محمد حکیم کے انتقال کے بعد فریدون خان نے اوکے عیال اور اسباب مرزا کے بیٹون نے جنکو بسبب صغر سن کے مہمات ملکی مین کچھ دخل نہین وہان کے امیرون کے اہتمام سے مان سنگھ سے آکر ملاقات کی اور مان سنگھ نے اپنے بیٹے کو مع خواجہ شمس الدین خوافی کے کابل مین چھوڑا اور وہان کے سارے آدمیون کی تسلی اور دلاسا کر کے خود ملازمت مین آتا ہے ذی الحجہ کی پانچوین تاریخ راولپنڈی مین منزل ہوئی اسی جگہ مان سنگھ مرزا محمد حکیم کے بیٹون اور نوکرون کو لیکر حاضر ہوا اکبر نے ہر شخص پر موافق اسکی حیثیت کے عنایت کی اور مدد خرچ کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کیا نواحی اٹک بنارس سے اکبر نے مرزا شاہرخ اور راجہ بھگونت داس اور شاہ قلی خان محرم کو مع پانچ ہزار سوارون کے ولایت کشمیر کی تسخیر کے لیے رخصت کیا اسی دن اسمٰعیل قلی خان اور رائے سنگھ درباری کو بلوچون پر اور زین خان کوکہ کو سواد اور بجور کے پٹھانون پر نامزد کیا گیارھوین محرم ۹۹۴ھ نوسو چورانوے کو اٹک بنارس مین منزل ہوئی اس زمانہ سے پچیس برس پہلے ایک ہندوستانی سپاہی نے پیر روشنائی اپنا نام رکھکے وہان کے اکثر پٹھانون اور احمقون کو مرید کر لیا تھا اور بیدینی اور گمراہی کے مذہب کو رواج دیا تھا اور خیر البیان نام ایک کتاب تصنیف کی تھی

اُسمین اپنے فاسد عقیدہ بیان کیے تھے پھر چند روز کے بعد اُسکا انتقال ہوگیا تھا اور جس زمانہ مین اکبر ۹۸۹ نوسو
نواسی مین کابل سے مراجعت کیے ہوے آتا تھا اُسکا بیٹا جلالہ نام جسکی عمر چودہ برس کی تھی ملازمت مین حاضر ہوا
اکبر نے اُسکو بڑی مہربانی کر کے اپنی بخششون سے سرفراز کیا لیکن چونکہ اُسکی ذات مین جبلی شرارت تھی اِس
سبب سے پٹھانون کے ملک مین جا کر اُسنے راہزنی شروع کی اور بہت سے لوگون کو اپنے ساتھ متفق کر کے ہندوستان
اور کابل کا رستہ بند کر دیا اکبر نے اُسکے بند وبست کے لیے کابل کو مان سنگھ کی جاگیر مین مقرر کیا تاکہ اُن مفسدون کا
بخوبی انتظام کرے اِسی سال کے ماہ صفر مین سعید خان کھکر اور راجہ بیربر اور شیخ فیضی اور فتح اللہ شربتی وغیرہ
امیرون کو زین خان کی مدد کے لیے رخصت کیا اور چند روز کے بعد حکیم ابو الفتح وغیرہ ایک جماعت کو بھی اُنکے پیچھے
روانہ کیا چنانچہ یہ سب لشکر زین خان سے جا ملے اور پٹھانون کے تمام ملک کو تاراج کر کے اُنکے زن و فرزند کے
قید کرنے مین کوئی کمی نہ کی جب کراکر نام ایک پہاڑ کی گھاٹی مین پہونچے تو بیربر کو آکر ایک شخص نے خبر دی کہ
آج کی رات پٹھان شبخون کا ارادہ رکھتے ہین اگر اِس تنگ گھاٹی سے جسکا عرض تین چار کوس سے زیادہ نہین ہی
نکل جاؤ تو بہتر ہی اُس وقت دن قریب زوال کے تھا بیربر نے فوراً بغیر اِسکے کہ زین خان سے مشورہ کرے وہان سے
کوچ کر دیا سارا لشکر اُسکے پیچھے ہو لیا شام کے وقت اُس تنگ گھاٹی مین سے گذرتے تھے پٹھانون نے پہاڑ و دون پر
اوپر جمع ہو کر تیرون اور پتھرون کا مینہہ برسانا شروع کیا چونکہ راستہ بہت تنگ تھا اور تاریکی کے سبب سے
نظر کچھ نہ آتا تھا اُس کشمکش مین لوگ مضطرب ہو کر اِدھر اُدھر گڑھون مین گرنے لگے کسی کو کسی کی خبر نہ ملی غرض اِس
لشکر پر بھی شکست آئی اور آٹھ ہزار آدمیون سے زیادہ ضائع ہوے اور بیربر بھی جو اپنی جان کے خوف سے
بھاگا پھرتا تھا مارا گیا اور سوا اُسکے بہت سے سردار مثل خزن خان بنی اور خواجہ عرب بخشی خان جہانی اور
ملا شیری شاعر وغیرہ کے ہلاک ہوے اور قید اسقدر رہوے کہ قید شمار سے باہر ہی خواجہ عرب کی شہادت کی یہ
تاریخ ہی مگر ایک عدد اسمین کم ہی + از خواجہ عرب حیف حکیم ابو الفتح اور زین خان اِسی سال کی پانچوین ربیع الاول کو
شکست پا کر اور بڑی خواری اُٹھا کر اٹک کے قلعہ مین پہونچے اور چونکہ اکبر کو یہ گمان تھا کہ اِنھون نے نفاق کی
وجہ سے بیربر کو ہلاک کرا دیا اِس سبب سے اِن لوگون پر بڑا عتاب ہوا مدت تک دربار سے مردود اور کورنش سے محروم رہے
چند روز کے بعد وہی مرتبہ بلکہ اُس سے بھی زیادہ حاصل ہوگیا امیرون مین سے کسی کے مرنے کا اکبر کو اتنا رنج نہین ہوا
جتنا بیربر کا غم ہوا کہتا تھا کہ افسوس اُسکے جسم کو بھی تو نہ لا سکے کہ آگ اُس تک پہونچتی پھر اپنے دل کو یون
سمجھاتا تھا کہ وہ تو سب قیدون سے آزاد اور محض مجرد تھا یہی آفتاب کی گرمی اُسکے پاک کرنے کو کافی ہی بلکہ

وہ ایسا پاک ہی کہ اُسکے پاک کرنے کی اور ضرورت بھی نہین پھر یہ خبر آئی کہ پٹھان اٹک پر چڑھے آتے ہین اسلیے اکبر نے
دوسرے دن شاہزادہ سلطان مراد کو سندساگر ندی اُتار کر راجہ ٹوڈرمل کے ہمراہ مفسدون کے دفع کرنے کے لیے
متعین کیا پھر بعد کو شاہزادہ کو بلا لیا اور فقط راجہ اُس خدمت پر متعین ہوا اور اُسنے کوہستان مین جاکر بہت سے
قلعہ بنالیے اُس طرف سے مان سنگھ جو بیربر کشنائی کے بیٹے پر نامزد ہوا تھا اُسنے یہان بہت مفسدون کو قتل اور قید کیا
اِس اثناء مین یہ خبر آئی کہ میر قریش ایلچی عبداللہ خان کا مع نامہ کے اور نظر بی اوزبک حاکم بلخ مع اپنے تینون بیٹون کے
خان نمکو سے رنجیدہ ہوکر ملازمت کا ارادہ رکھتے ہین اکبر نے شیخ فرید بخشی اور احدیون کی جماعت کو اُس قافلہ کے
استقبال کے لیے بھیجا اور اِس گروہ نے مدد کرکے اُنکو درہ خیبر سے نکالا روشنائیون نے رستہ روک کر مقابلہ کیا آخر
شکست پائی اِس سال مین پچیسوین ربیع الاول کو نوروز اور اکبر کے جلوس کو اکتیسوان سال اور بطور نظامی کے
بتیسوان برس شروع ہوا اٹک کے دیوانخانہ مین بڑی آرایش کی میر قریش کو اُس دن کورنش کی اجازت ملی
مان سنگھ بھی اُسی جشن مین ملازمت مین حاضر ہوا شیخ فیضی نے ایک قصیدہ تہنیت مین کہا جسکا مطلع یہ ہے
ع فرخندہ باد یارب بر مملکت ستانی * از میمنہ خلافت تاریخ قرن ثانی * مرزا شاہرخ اور راجہ بھگوانداس اور
شاہ قلی خان محرم سرحد کشمیر پر پھولباس کی گھاٹی مین پہونچے اور اُنھون نے زین خان کی شکست کی خبر
سُنی تو صلح مین مصلحت سمجھکر یوسف خان حاکم کشمیر سے آشتی کر لی اور زعفران زار اور محاصل سال اور دارالضرب
کو خالصہ سے منسوب کیا اور وہان بہت سے عامل اپنے مقرر کیے اور یوسف خان کو اپنے ساتھ لیکر ملازمت مین آئے
اکبر کو یہ صلح پسند نہوئی اسواسطے سب امیر دربار سے محروم رہے پھر شرف آفتاب کے دن سب کو بلاکر کورنش کی
اجازت دی اُنھین دنون مین عبداللہ خان کے ایلچی اور نظر بی نے مع اپنے بیٹون کے ملازمت حاصل کی اکبر نے
چار لاکھ تنگہ جو پانسو تومان عراق کے برابر ہوتے ہین نظر بی کو انعام مین دیے جو بیسوین ربیع الثانی سنہ ٩٩٤ نو سو
چورانوے کو اکبر نے اٹک سے لاہور کا ارادہ کیا اور بہت کے کنارہ سے اسمعیل قلی خان کو بجاے مان سنگھ کے پٹھانون
مقابلہ کو اور مان سنگھ کو حکومت کابل کے لیے متعین کیا اور سید حامد بخاری کو اسمعیل قلی خان کی مدد کے لیے اور اُس طرف کے راستہ
صاف کرنے کے لیے پشاور کو روانہ کیا سترھوین جمادی الثانی کو لاہور مین منزل ہوئی اُنھین دنون مین عرب بہادر
نواحی بہراج مین حکیم ابوالفتح کے نوکرون سے مقابلہ کرکے مارا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ اپنی موت سے مر گیا اُسکا
سر کاٹ کر لائے اور قلعہ لاہور مین اکبر کے سامنے پیش کیا انیسوین رجب کو راے سنگھ بھنبی کی دختر کے ساتھ
شاہزادہ سلطان سلیم کا نکاح کیا ابتداے شعبان مین محمد قاسم خان میر بحر اور فتح خان فیلبان وغیرہ امیرون کو

کشمیر کی تسخیر کے لیے رخصت کیا یوسف خان کو اکبر نے قید کر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا راجہ بھگوانداس جو اسکو عہد پیمان کر کے لایا تھا ندامت کے سبب سے اپنے بدن میں جمدھر مار کر مر گیا جب امراے بادشاہی کتل کی گھاٹی میں پہونچے تو یعقوب خان ولد یوسف خان جو اول اکبر کے دربار میں منجملہ خواصون کے تھا اور مظفر گجراتی کی طرح تیس چالیس روپیہ ہواری پاتا تھا پھر یہان سے بھاگ کر کشمیر کو چلا گیا تھا اور بسبب تعصب رفض کے اُسنے وہان کے قاضی کو جو سُنّی مذہب تھا اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور بڑے فساد کی بنیاد ڈال کر اور سب باپ کے نوکرون کو متفق کر کے پہاڑ کی گھاٹیون کا بندوبست کر کے مقابلہ پر آمادہ ہوا لیکن چونکہ وہ بدسلوک اور بدمعاش تھا اسلیے کچھ لوگ اُس سے جدا ہو کر محمد قاسم خان سے ان ملے اور کچھ لوگون نے سری نگر میں جو وہان کا دار السلطنت ہے مخالفت کی یعقوب خان نے دار السلطنت کے فتنہ کو مقدم سمجھکر شہر کی طرف متوجہ ہوا تب بادشاہی فوج بے تکلف کشمیر کے ملک میں داخل ہوئی آخر یعقوب خان مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ کر کوہستان میں پناہ لے گیا اور ولایت کشمیر بالکل اُنکے قبضہ میں آئی یعقوب نے پھر کچھ جمعیت اکٹھی کر کے قاسم خان کا مقابلہ کیا آخر پھر شکست کھا کر بھاگ گیا پھر اُسنے ایک مرتبہ شبخون کیا لیکن کچھ فائدہ نہوا میرزادہ علی خان اُس لڑائی میں مارا گیا جب یعقوب کو پہاڑ کی گھاٹیون میں گھیر لیا اور قریب تھا کہ گرفتار کر لیں تب اُسنے عاجزی سے پیش آ کر قاسم خان سے ملاقات کی قاسم خان اُسکو ہمراہ لیکر اکبر کی ملازمت میں آیا اور آخر اکبر نے اُسکو بہار میں راجہ مان سنگھ کے پاس جہان اُسکے باپ کو پہلے بھیج چکا تھا روانہ کیا یوسف اور یعقوب دونون قید خانہ میں علت مالیخولیا میں مبتلا ہو کر مر گئے اکبر نے تیرھوین رمضان کو میر قریش ایلچی کو ہمراہ حکیم ہمام برادر حکیم ابو الفتح اور میر صدر جہان مفتی کے عبد اللہ خان کے باپ سکندر خان کی عزا پرسی کے لیے ماوراء النہر کی طرف روانہ کیا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور بہت سے تحفہ ہندوستان محمد علی خزانچی کے ہاتھ سوغات میں بھیجے انھین دنون میں روشنائیون نے بیس ہزار پیادہ اور پانچ ہزار سوار ساتھ لیکر سید بخاری پر حملہ کیا سید مذکور اپنے آدمیون کو مقابل ہوا پشاور میں لڑائی ہوئی آخر سید حامد مارا گیا پھر اکبر نے زین خان کوکہ اور شاہ قلی خان محرم اور شیخ فرید بخشی کو اُسکا انتقام لینے کے لیے روانہ کیا اور مان سنگھ نے کابل سے بہت سا لشکر لیکر درۂ خیبر میں آ کر اُنسے مقابلہ کیا بڑی شکست دی دوسرے دن روشنائیون نے بڑا ہجوم کر کے اُسپر حملہ کیا تمام رات اور دن بڑی لڑائی رہی اُسی وقت میں مان سنگھ کا بھائی مادھو سنگھ بڑی فوج اپنے ساتھ لیکر اُسکی مدد کو لیتا آیا تب پٹھان مقابلہ سے بھاگے اور قریب دو ہزار آدمیون کے اُنمین سے مارے گئے انھین دنون میں مرزا سلیمان بدخشان میں ازبکون سے لڑکر [illegible]

مغلوب ہوا آخر کابل ہو کر درۂ خیبر مین مان سنگھ کے پاس آیا اور وہان سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور ماہ ربیع الاول سنہ ۹۹۵ نو سو پچانوے مین اُسنے لاہور مین آکر اکبر کی ملازمت حاصل کی عجیب اتفاقات سے ایک یہہ ہی کہ جب شاہرخ مرزا نے شکست کھائی تھی تو اُسکے بیٹے محمد زمان مرزا کو جسکی عمر بارہ برس کی تھی اوزبکون نے قید کر لیا اور عبد اللہ خان نے اُسکو اپنے پیر و مرشد خواجہ کلان نقشبندی کے جو خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین سے تھے سپرد کیا تاکہ اور قیدیون کے ساتھ اسکو بھی قتل کر دین مگر انھون نے اُس لڑکے کے بدلے کسی اور قیدی کو قتل کر کے اُسکو چھوڑ دیا اور انِ نون مین جو مرزا سلیمان اکبر کی درگاہ مین آیا وہ بھی اپنی وضع بدلے ہوے ماوراء النہر کے ساتھ آکر شرف ملازمت سے معزز ہوا اور ایک ہزار اشرفیان اکبر نے اُسکو انعام مین عنایت کین پھر یہان سے وہ حج کو گیا اور وہان سے پھر بدخشان مین آکر بہت جمعیت اکٹھی کی اور اوزبکون کو کئی بار مقابلہ کر کے شکست دی آخر وہان کے پہاڑون پر اُسنے قبضہ کر کے غنیم کو نکال دیا اکبر نے لاہور سے دو ہزار اشرفیان اور بہت سی کمانین اور بندوقین اُسکے لیے سوغات مین بھیجین کئی برس اُسنے اوزبکون کا مقابلہ کیا آخر شکست پا کر پھر لاہور مین آیا باقی حال اُسکا انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا گیارھوین ربیع الثانی سنہ ۹۹۵ نو سو پچانوے کو نوروز سلطانی کا جلسہ اور جلوس اکبری کو بتیسوان برس اور بقول مرزا کے تینتسوان برس شروع ہوا اور بدستور سابق پھر بڑی دھوم دھام کے جشن مرتب ہوے اور بہت سے ضابطہ نئے ایجاد کیے اُنمین سے ایک یہہ کہ ایک عورت سے زیادہ کوئی نکاح نہ کر سکے مگر اُس صورت مین کہ وہ بانجھ ہووے خدا ایک ہی اور بی بی بھی ایک ہی اور جب عورت کی عمر بہت ہو جاوے اور اُسکا حیض منقطع ہو جاوے تو وہ نکاح نہ کر سکے اور بیوہ عورتین اگر نکاح کرنا چاہین تو اُنکا کوئی مانع نہوا اور جو ہندوون کی لڑکی کنواری مر گئی ہو وہ آگ مین نہ جلائی جاوے اور جب وہ لوگ جو خاص اکبر کے مرید ہون باہم ملاقات کرین تو ایک اُنمین سے اللہ اکبر کہے دوسرا جل جلالہ اور یہی گویا بجاے سلام اور بجاے جواب سلام کے تھا اور معتدی مہینہ کا حساب اٹھائیسوین تاریخ سے شروع ہو اور تیرھوین تاریخ سے جو راجہ بکرماجیت کا نکالا ہوا ہے موقوف ہو جاوے اور ہندوون کے تیوہار بھی اسی حساب سے ہوا کرین مگر یہہ امر جاری نہوا ہرچند اکبر نے اس بات مین سنہ ۹۹۶ نو سو نوے مین بھی فتح پور سے فرمان بھیجے تھے اور یہہ بھی حکم دیا کہ رذیل لوگ شہرون مین علم پڑھنے سے محروم رہین کیونکہ سارے فساد انھین لوگون سے اُٹھتے ہین اور ایک حکم یہہ جاری ہوا کہ ہندوون کے معاملات برہمن فیصل کیا کرے نہ قاضی مسلمان اور اگر قسم کی ضرورت پڑے تو لوہا گرم کر کے منکر کے ہاتھ پر رکھین اگر جل گیا تو جھوٹا ہی اور نہ جلا تو سچا ہی یا کھولتے ہوے روغن مین اُسکا ہاتھ ڈالدین یا یہہ کہ جتنی دیر مین

ایک تیر پھینکین اور اسکو اٹھا لاوین اتنی دیر تک وہ پانی مین غوطہ لگائے رہے اگر اتنی دیر سے پہلے اُسنے
سر اٹھا لیا تو وہ جھوٹا ہے اور ایک حکم یہ جاری ہوا کہ دفن کرتے وقت مردون کا سر مشرق کی طرف اور پانون
مغرب کی طرف کیا کرین اور اپنا سونا بھی اکبر نے اسی ہیئت سے مقرر کیا اسی سال مین اکبر نے عبد المطلب خان کو
ایک جماعت کے ساتھ پیر روشنائی کے بیٹے جلالہ کی تنبیہ کے لیے بھیجا چنانچہ اُسنے وہان جاکر اسقدر مفسدون کو
قتل کیا کہ جنکا شمار نہین ہو سکتا تھا اور زین خان کے لشکر کے جو لوگ قید ہو گئے تھے اُنمین سے ایک ایک کے بدلے
بہت بہت سی اُنکی عورتین اور مرد قید کر لیے اسی سال مین راجہ بھگوانداس کی دختر کے بطن سے شاہزادہ سلطان سلیم
کا بیٹا سلطان خسرو پیدا ہوا اکبر نے اُسکی بہت خوشی کی اس سال کی عجیب باتون مین سے ایک یہ ہے کہ جب
ہندوون نے دیکھا کہ بیربر کی مفارقت کا اکبر کو بڑا صدمہ ہے اُسکے دوبارہ زندہ ہونے کی خبرین اڑائین
اور یہ مشہور کیا کہ لوگون نے دیکھا ہے کہ بیربر نگرکوٹ کے پہاڑون مین جوگیون اور سناسیون کے ساتھ سیر
کرتا پھرتا ہے اکبر کو بھی ان باتون کا یقین ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ چونکہ وہ تعلقات دنیوی سے آزاد تھا اس سبب سے
عجب نہین ہو کہ اسنے فقیری کا لباس اختیار کیا ہو اور یوسف زیون کی لڑائی کی خفت سے یہان نہ آتا ہو
درباری لوگ بیربر کی اسی طرح کی خبرین اڑا دیتے تھے چنانچہ اکبر نے کسی کو اس معاملہ کی تحقیق کے لیے نگرکوٹ کو
بھیجا تو یہ معلوم ہوا کہ یہ باتین بالکل خلاف تھین بعد ازان یہ سنا کہ وہ کالنجر کے قلعہ مین جہان اُسکی جاگیر
تھی موجود ہے اور وہان کے عاملون نے اس مضمون کی ایک عرضی لکھی کہ تیل ملتے وقت ایک حجام نے جو اُسکے
حال سے واقف تھا اُسکے بدن پر نشان پہچانین اور وہ پوشیدہ رہتا ہے تب اکبر نے بھی ایک فرمان
بھیجا وہان کے کروری نے جھوٹ موٹ ایک ساز کو پکڑ کر بیربر فرض کر لیا تھا اور پھر یہ دھوکا چھپانے
کے لیے اُسکو قتل کرکے یہ لکھ بھیجا کہ بیشک بیربر یہان تھا لیکن اُسکو موت آگئی اور سعادت پابوس سے
محروم رہا یہ سنکر اکبر نے اُسکا دوبارہ ماتم کیا اور وہان کے کروری وغیرہ کو بلا کر مدت تک شکنجہ مین
رکھا کہ اُنہے ہمکو پہلے سے خبر کیون نہ کی اور اُن سے بہت سا روپیہ جرمانہ کا اس بہانہ سے وصول کیا
اسی سال مین صادق خان نے ولایت ٹھٹھہ پر جاکر قلعہ سیہوان کا محاصرہ کیا اور محمد باقی ترخان کے
بیٹے مرزا جانی بیگ نے جو وہان کا حاکم تھا اپنے باپ دادون کے دستور کے موافق ایلچی مع بہت سے
تحفون کے درگاہ مین بھیجے چنانچہ اسی سال مین ذی قعدہ کی چھبیسوین تاریخ اکبر نے حکیم عین الملک کو اپنے ایلچیون کے
ساتھ مرزا جانی کے پاس بھیجا اور اُسکا ملک اُسی پر بدستور رکھا اور صادق خان کے نام فرمان صادر کیا

کہ آپ اُسکے ملک سے تعرض نہ کرو ابتداے ماہ ربیع الثانی مین اکبر نے مان سنگھ کو کابل سے بُلاکر زین خان کوکہ کو وہان
متعین کیا اور اسی مہینہ کے آخر مین خانخانان مرزا خان مع شاہ فتح اللہ شیرازی عضدالدولہ کے گجرات سے
لاہور مین آیا اور ستائیسوین رجب کو صادق خان بکر سے آیا مجملاً احوال مظفر خان اور خانخانان کا یہ ہی کہ
جب مظفر نادوت مین دوبارہ شکست کھاکر جبیانیر کے رستہ سے سورت کی طرف بھاگا تو اُسنے کونڈل مین
جو جونہ گدھ کے قلعہ سے پندرہ کوس ہی قرار پکڑا تین ہزار سوار متفرق پھر اُسکے پاس جمع ہو گئے پھر اُسنے ایک
لاکھ محمودی اور کمر خنجر مرصع امین خان غوری حاکم سورت کو دیکر اپنے ساتھ متفق کرلیا اور اسی قدر روپیہ جام کو
دیا جسکا ارادہ یہ تھا کہ احمد آباد کو تسخیر کرلے امین خان نے ازروے ہوشیاری اور پختہ کاری کے مظفر کو یہ پیغام
بھیجا کہ تم جام کو لیکر روانہ ہو مین بھی پیچھے سے آتا ہون اور جام نے بھی یہ بہانہ کردیا کہ مین اپنے لشکر کا سرانجام
کرتا ہون تم آگے بڑھو چنانچہ مظفر احمد آباد سے ساٹھ کوس ایک موضع مین پہونچکر امین خان غوری اور جام کا
منتظر تھا کہ یکایک خانخانان نے بہت سا لشکر ساتھ لیکر اُسپر حملہ کیا مظفر امین خان اور جام کی مدد سے
مایوس ہوکر کوہستان کی طرف بھاگا اور دوارکا مین جاکر پناہ لی جام نے اپنے وکیل کو اور امین خان نے
اپنے بیٹے کو شاہ ابوتراب کے وسیلہ سے خانخانان کے پاس بھیجا اور جام کے آدمی خانخانان کو کوہستان
مین لے گئے وہان بہت غنیمت ہاتھ آئی مظفر نے ہزار سوارون کے ساتھ جو مغل اور کاٹھی اُسکے ننہال کی
طرف کے لوگ تھے گجرات کی طرف بھاگا اور آنیہ نام ایک جگہ مین جو سابرمتی کے کنارہ کولیون کے رہنے کی
جگہ ہے اور وہان بلندی پستی بہت ہی پناہ لی خانخانان نے کچھ اپنے امیر دوراندیشی کرکے اسی دن کے لیے
وہان چھوڑے تھے چنانچہ اُنھون نے سید قاسم خان بارہہ کو اپنا سردار بناکر مقابلہ کیا وہان بھی مظفر نے
شکست پائی اور اُسکے ہاتھی اور آفتاب گیر اور آفتاب پرست بادشاہ کی فوج نے لوٹ لیے اور اُسکے بہت سے
عزیز و اقارب وہان مارے گئے اور وہ خود بھاگ کر کاٹھی وارہ کی طرف جو توابع سورت سے ہی چلا گیا پھر
خانخانان نے بڑودہ سے لوٹ کر جام پر حملہ کیا جام نے بھی آٹھ ہزار سوار مقابلہ کے لیے جمع کیے مشہور ہی کہ اُسکے
دو ہزار نوکر کھانا پینا چھوڑ کر مرنے پر آمادہ ہوکر آئے تھے جب دونون لشکر مین سات کوس کا فاصلہ رہا تو جام نے
اپنے بیٹے کو مع تین ہاتھیون اٹھارہ کچھی گھوڑون کے جو شاہ عربی گھوڑون کے تھے اور سوا اسکے اور
بہت سے تحفہ دیکر خانخانان کے پاس بھیجا اور صلح کرلی اسی زمانہ مین خانخانان حسب الطلب اکبر کے اول فتح پور
مین آیا مظفر نے اُسکے پیچھے کاٹھیون اور بعضے زمینداروں کی مدد سے قلعہ جونہ گدھ کا محاصرہ کیا

قلیج خان نے یہ سنکر نظام الدین احمد و سید قاسم بارہہ وغیرہ امیرون کو احمد آباد سے سورت کی طرف بھیجا جب
مظفر نے اُنکے مقابلہ کی تاب نہ پائی تو گجرات کو چلا گیا جسکا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہی اور جب خانخانان سرہندی
اور جالور اور سروہی کے رستہ سے احمد آباد مین جا پہونچا تو اکبر نے عضد الدولہ شاہ فتح اللہ کو باتفاق میر مرتضی اور
خداوندخان حاکم برار اور اعظم خان اور شہاب الدین احمد خان اور رای سین تمام اُمراے مالوہ کے اُس طرف
نامزد کیا اور وہان کے سب جاگیردارون کے نام اِس مضمون کا فرمان لکھا کہ اعظم خان کو سردار بناکر اون ارکو
دکنیون کے قبضہ سے نکال لو پھر سب متفق ہوکر احمدنگر کی طرف متوجہ ہو سب فوجین جاکر ہنڈیہ مین جو دکن کی سرحد
جمع ہوئین اور باہم انمین نفاق پیدا ہو گیا اعظم خان نے شہاب الدین احمد خان سے یہ کینہ نکالا کہ اُسکے باپ
قتل کا فتنہ شہاب الدین احمد خان کے اغوا سے برپا ہوا تھا چنانچہ اُسنے شہاب الدین احمد خان اور
عضد الدولہ سے ہر مجلس مین سخت گفتگو کرنا شروع کی اور باوجود اُستادی کے عضد الدولہ کے ساتھ
بہت سا تمسخر کیا کرتا تھا چنانچہ شہاب الدین احمد خان رای سین کے پاس اُسکی جاگیر کے ملک مین چلا گیا
اعظم خان نے اُسپر حملہ کیا اور قریب تھا کہ بڑی لڑائی خواجہ فتح اللہ بخشی وغیرہ فساد بڑھاتے تھے مگر عضد الدولہ
نے کوشش کرکے رفع شر کر دیا راجہ علی خان حاکم آسی اور برہان پور نے بادشاہی لشکر کی باہمی مخالفت کو
غنیمت سمجھکر اور دکن کے لشکر کو اپنے ساتھ متفق کرکے مقابلہ کا ارادہ کیا عضد الدولہ نے اُسکو ہرچند سمجھایا
مگر اُسکے دل مین کچھ اثر نہ ہوا تب وہ وہان سے لوٹ کر گجرات مین آیا تاکہ خانخانان کو دکن کی تسخیر پر ترغیب
دیکر اپنے ساتھ لیجاوے راجہ علی خان نے مع تمام لشکر دکن کے اعظم خان پر حملہ کیا وہ مقابلہ کی تاب نہ لاکر برار کی طرف
بھاگا اور جب وہ وہان بھی نہ ٹھہر سکا تو شہر ایلچ پور کو چلدیا اور اُسکو لوٹ کھسوٹ کر ندربار مین پہونچا اور
دکنی منزل بمنزل تعاقب کرتے چلے آتے تھے تب اعظم خان اپنے لشکر کو ندربار مین چھوڑ کے تنہا طور پر تھوڑے سے
آدمیون کے ساتھ خانخانان اپنے بہنوئی کے پاس مدد لینے کے لیے احمد آباد مین گیا خانخانان دور تک
اُسکے استقبال کے لیے آیا محمود آباد مین نظام الدین احمد کے مکان پر دونون کی ملاقات ہوئی اور یہ قرار پایا
کہ اول خان اعظم مع خانخانان کے احمد آباد مین جاکر اپنی ہمشیرہ سے ملین پھر دونون متفق ہوکر دونون
دکنیون کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوے اور نظام الدین احمد کو مع تمام امیرون کے جو اُس طرف
نامزد ہوے تھے بڑودہ کو بھیجدیا اور یہ دونون سردار بھی اُنکے پیچھے سے روانہ ہوے اعظم خان نے
بہت جلد ندربار مین جاکر اپنے لشکر کا سامان کیا خانخانان بھروچ مین آیا اعظم خان نے اُسکو لکھا

کہ بارش کا موسم بہت قریب ہے اسلیے اِس سال لڑائی کو موقوف رکھنا چاہیے پھر خانخانان نے بھروچ اور
احمد آباد کا ارادہ کیا اور راجہ علی خان اور سب دکنی اپنے اپنے ملکون کو لوٹ گئے جب پانچ مہینے اِس قصہ کو گذرے
تو خانخانان نے ایک عرضی اکبر کے حضور مین جب وہ اٹک بنارس مین تھا اِس مضمون کی لکھی کہ حضور تسخیر
بدخشان کا ارادہ رکھتے ہین مین چاہتا ہون کہ اس سفر مین ہمرکاب رہون جب اکبر کا لشکر اٹک سے لاہور مین
آیا ایک فرمان اِس مضمون کا صادر ہوا کہ قلیچ خان اور نظام الدین احمد گجرات مین رہین اور خانخانان نذربار
مین چلا آوے چنانچہ خانخانان مع عضد الدولہ کے دوبارہ ملازمت مین حاضر ہوا جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے
خانخانان کے پیچھے گجرات مین نظام الدین احمد نے بڑے بڑے کارنمایان کیے جو تاریخ نظامی مین تفصیل سے مذکور
ہین اسی سال مین میر ابو الغیث بخاری نے جنکی تعریف حد بیان سے باہر ہے درد قولنج کے عارضہ سے لکھنؤ مین
انتقال کیا اُسکی نعش کو دہلی مین لاکر اُسکے باپ دادون کے مقبرے مین دفن کیا میر معصوم نے اُسکی وفات کی تاریخ کہی
مصنف صاحب نے یہ چند شعر اسکے مرثیہ مین لکھے ہین مرثیہ

جہانے دیدم از آسودگان یکسر تہی آسا
ازین سو رفتہ انبوہ وزان سو ماندہ یک کس
دران شہر خموشان از زباندانان یکے جمعے
ز شہرستان گیتی رفتہ و گردیدہ مہمانش
ابو الغیث آنکہ گردون غوث خواندی گہ نیایش
زہے شایستہ سیرت سید فرخندہ طلعت ہم
بخارائی کہ دہلی قبۃ الاسلام بود ازوے
چہ شد آن قبۃ الاسلام یارب بے مسلمانش
گستردہ بسیم بخت خویش چون گل صفا یابش
پے پاسش زقندیل دل خود ساختم شمعے
بساط مرقد او ساختم نمناک از اشکے
اگرچہ ابر رحمت شست از باران غفرانش

نکو رستان اور رفع عبورے کرد از عیر
کہ از وہی حال پرسیم بافشان باشد ایشانش
از آنجملہ امیر پاک طینت بوتراب آمین
کہ خلق مصطفےٰ بودے عیان از روے خندانش
چو در دینش سیاہی بود خاک پایش ایمانش
اگرچہ مشعل ربانی آمد نور ایمانش

اِسی سال مین اکبر نے یہ حکم دیا کہ
ہر قوم بعلوم عربیہ کا پڑھنا بالکل ترک کردے اور سوائے نجوم اور حساب اور طب اور فلسفہ کے کوئی شخص کچھ نہ پڑھے
کتاب فضل ہے اُسکی تاریخ ہوئی اسی سال کے ماہ شعبان مین مان سنگھ درگاہ مین حاضر ہوا اور
اسی سال مین یہ خبر آئی کہ عبد اللہ خان نے ہرات کو فتح کرکے علی قلی خان وہان کے حاکم کو مع بہت سے
ترکمانون اور اہل شہر کے قتل کردیا شکست ہوئی اُسکی تاریخ ہے محرم سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے مین مان سنگھ
حکومت بہار اور حاجی پور اور پٹنہ پر نامزد ہوا شب عاشورہ مین اکبر نے مان سنگھ اور خانخانان سے
یارانہ کی گفتگو کرکے مذہبی باتون مین امتحان لینا چاہا مان سنگھ نے بے تکلف عرض کیا کہ اگر مریدی سے
جان بازی مقصود ہے تو وہ مین اپنے ہاتھ پر رکھے ہوے ہون امتحان کی کیا ضرورت ہے اور اگر مذہب مین

افغنگ ہی تو مین خود ہندو ہون اگر آپ فرمائین مسلمان ہو جاؤن تیسرا مذہب مین کوئی جانتا نہین غرض
یہ بحث اتنی بات پر ٹل گئی زیادہ اکبر نے کاوش نہ کی پھر مان سنگھ بنگالہ کو روانہ ہوا انھین دنون مین اکبر نے
محمد قاسم خان کو کشمیر سے بُلا کر وہان کی حکومت مرزا یوسف خان رضوی مشہدی کے حوالہ کی بارھوین
صفر سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے کو محمد صادق کو یوسف زئیون کے دفع کرنے کے لیے بجور پر نامزد کر کے
سیالکوٹ وغیرہ پرگنون کو جو مان سنگھ کی جاگیر مین تھے اُسکی جاگیر مین عنایت کیا اور اسمٰعیل قلی خان کو
بجور سے بُلا کر گجرات مین قلیج خان کا قائم مقام کر کے بھیجا اور قلیج خان کو دربار مین طلب کر لیا اسی مہینہ مین
مرزا فولاد بیگ برلاس نے مُلا احمد رافضی کو جو صحابہ کی نسبت علانیہ تبرا کہا کرتا تھا کسی بہانہ سے
آدھی رات کے وقت گھر سے بُلا کر قتل کیا + زہے خنجر فولاد + اُسکی تاریخ ہے اور دوسری + خوک سقری +
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے حالت نزع مین اُسکا مُنھ دیکھا تھا بعینہ سؤر کی صورت تھی
اور جو دیکھتا تھا نعوذ باللہ پڑھتا تھا اکبر نے اُسکے عوض مین مرزا فولاد کو ہاتھی کے پانون سے
بندھوا کر لاہور مین پھرایا چنانچہ وہ شہادت کے درجہ کو پہونچا اول اکبر نے حکیم ابو الفتح کی معرفت اُس سے
پوچھا تھا کہ تو نے تعصب مذہب کے سبب سے اُسکو قتل کیا اُسنے جواب دیا کہ اگر مجکو تعصب مذہب
ہوتا تو کسی اور اُس سے بھی بڑے کو قتل کرتا حکیم نے یہی سخن اکبر سے عرض کر دیا تب اکبر نے کہا کہ یہ
سخت حرام زادہ ہے اسکو چھوڑنا اچھا نہین وگرنہ اُسکی مردانگی اور اہل حرم کی شفاعت کے سبب سے
اکبر کا ارادہ تھا کہ اُسکی جان بخشی کر دے مقتول قاتل سے تین چار روز کے بعد جہنم مین پہونچا مشہور ہے
کہ شیعون نے اُسکے غسل کے وقت بموجب قاعدہ اپنے مذہب کے ایک میخ اُسکی مقعد مین ٹھونک کر
دریا مین بہت سے غوطے دیے اُسکے دفن کے بعد شیخ فیضی اور شیخ ابو الفضل نے محافظ اُسکی
قبر پر مقرر کر دیے اور باوجود اسکے جس سال اکبر کشمیر کو گیا اہل لاہور نے اُسکے جسم ناپاک کو
نکال کر آگ مین جلا دیا بائیسوین ربیع الثانی سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے کو تحویل آفتاب برج حمل مین
واقع ہوئی اور تینتیسوان ۳۳ یا چونتیسوان برس اکبر کے جلوس کو شروع ہوا جشن نوروز کی تقریب مین
دولتخانہ عام مین جہان ایکسو چودہ ایوان تھے عمدہ عمدہ فرش اور مصورون سے آرایش کر کے
طرح طرح کی زیب و زینت کی اس مرتبہ بھی بہت سے احکام مخالف شرع کے جاری ہوے + شیوع معصیت +
اُسکی تاریخ ہے انھین دنون مین قلیج خان گجرات سے آکر ملازمت مین حاضر ہوا اور طرح طرح کے

تحفے پیش کیے اکبر نے حکم دیا کہ باتفاق راجہ ٹوڈرمل کے دیوانخانہ مین بیٹھکر تمام مہمات مالی و ملکی کا انتظام کیا کرے
راجہ ٹوڈرمل اُس زمانہ مین بالکل بہبوت ہوگیا تھا اور اُنھین دنون مین ایک شب کو موقع پاکر ایک شخص نے
اُسکے تلوار کا ایک زخم لگایا مگر کچھ اُسکا اثر نہوا اِسی سال مین ادہکماپون جسکے باپ دادون نے کبھی کسی بادشاہ سے
ملاقات نہ کی تھی کوہ سوالک سے آکر لاہور مین اکبر کی ملازمت سے مشرف ہوا اور بہت سے نادر نادر تحفے پیشکش کیے منجملہ
اُنکے کچھ پہاڑی گایون کی دُمین تھین اور ایک ہرن تھا جسمین سے مشک نکلتا تھا مگر وہ بسبب گرمی ہوا کے رستہ
مین مرگیا مصنف صاحب کہتے ہین کہ مین نے اُسکو اپنی آنکھ سے دیکھا دو دانت اُسکے نکلے ہوے تھے بالکل
لومڑی کی صورت تھی اور سینگون کی جگہ کچھ اُٹھا ہوا تھا نیچے کا دھڑ اُسکا چھپا ہوا تھا مشہور ہے کہ اُس پہاڑ مین
پردار آدمی بھی ہوتے ہین اور اُڑا کرتے ہین اور اُس ملک مین آموان سے ایسے پیڑ ہوتے ہین جسمین ہمیشہ پھل آتے ہین
واللہ اعلم اُنھین دنون مین حکیم عین الملک مع مرزا جانی کے ایلچیون کی ملازمت مین آیا اور بہت عمدہ عمدہ تحفے لایا
اکبر نے اُسکو بڑی عنایتون سے سرفراز کیا ۹۹۹ نوسو ننانوے مین مصنف صاحب نے رامائن کا ترجمہ جو
چار برس کے عرصہ مین لکھکر دوبارہ صاف کر لیا تھا پیش کیا اور اُسکے آخر مین یہ شعر لکھا تھا ؎ ما قصہ نوشتیم
بہ سلطان کہ رساند * جان سوختہ کردیم بہ جانان کہ رساند * اکبر نے اُسکو بہت پسند کیا پوچھا اسکے کس قدر جزو ہوے
ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ مسودہ کے ستر جزو تھے مگر اب جو صاف کیا گیا تو اکیسوین جزو مین لکھا گیا
پھر اکبر نے کہا کہ اسکا دیباچہ بھی لکھنا چاہیے مگر چونکہ اُسکی چندان ضرورت نہ تھی اور دیباچہ بے نعت کے لکھنا پڑتا
اسواسطے مصنف صاحب نے اِس امر کو ٹال دیا اُنھین دنون مین شیخ کمال نام ایک بیابانی فقیر کو راوی
ندی کے کنارہ سے لوگ لائے اور اُسکی یہ تعریف کی کہ یہ باتین کرتا کرتا یکایک دریا کے اِس کنارہ سے اُس کنارہ
چلا جاتا ہے اور وہان سے اپنے مخاطب سے کہتا ہے کہ فلانے اپنے گھر کو جاؤ اکبر اُسکو خلوت مین دریا کے کنارہ لے گیا
اور کہا کہ ہم اِس قسم کی کرامتون کے طالب ہین اگر تم ہمکو یہ خرق عادت دکھلاؤ تو یہ سارا ملک و مال سب تمھاری
ملکیت ہے اور ہم بھی تمھارے غلام ہین مگر اُس سے کچھ بھی نہو سکا تب اکبر نے کہا کہ ہم تیرے ہاتھ پانون باندھ کر قلعہ کے
اوپر سے دریا مین ڈالے دیتے ہین اگر تو سلامت نکل گیا تو فبہا ورنہ جہنم مین پہونچیگا تب اُسنے اپنے بیٹے کی طرف
کو اشارہ کرکے کہا کہ مین سارے مکر اپنی اِس دوزخ کے بھرنے کے لیے کرتا ہون اور اُسکا ایک بیٹا اُسی کے ہمشکل تھا اور
یہ معمول تھا کہ نماز شام کے وقت باپ دریا کے اِس طرف باتین کرتے کرتے وضو کے بہانہ کسی غار مین چھپ رہتا تھا
اِدھر اُسکا بیٹا دریا کے دوسری طرف سے مخاطب کا نام لیکر کہتا تھا کہ فلانے اپنے گھر کو جاؤ پھر اکبر نے اُسکو

قید کرکے نگر مین بھیجا یہان بھی اُسنے کرامت کی شیخیان مارکر خانخانان اور دولت خان اُسکے وکیل کو اس سے
بڑھکر بہت سی باتین دکھلائین چنانچہ ایک مرتبہ جمعہ کی رات کو ہاتھ اور پانون اور سر اور تمام اعضا اپنے اُس تن سے
جدا کردیے اور پھر اچھا خاصہ ہوگیا دولت خان افغان جو خانخانان کا وکیل مطلق تھا یہ دیکھکر اُسکا مرید ہوگیا
اور خانخانان بھی اُسکا دھوکا کھاکر اسی قدر معتقد ہوگیا اور ایک مرتبہ اُسنے خانخانان سے کہا کہ خضر علیہ السلام
تمکو دعا دی ہے اور ایک سونے کی گنبد پانی مین مانگی ہے جب خانخانان نے وہ گنبد حوالہ کی تو اُسنے دھوکا دیکر
لوہے کی گنبد خانخانان کے سامنے دریا مین ڈالدی اور سونے کی گنبد خود اُڑالی انھین دنون مین اکبر کے
دل مین یہ خیال آیا کہ راماین کے ترجمہ کا صلہ مصنف صاحب کو دے چنانچہ اُسنے ایک دن حکیم ابوالفتح سے
کہا کہ یہ شال خاص عبدالقادر کو دے دو اور گھوڑا اور کچھ خرچ بھی اُسکو عنایت ہوگا اور شاہ فتح اللہ عضدالدولہ سے
کہا کہ تمام بساور کا دروبست تمھاری جاگیر مین دیا گیا اور وہان کے سب معافی دارون کی زمینین
بھی تمکو بخش دی گئین مصنف صاحب کا نام لیکر کہا کہ چونکہ وہ بدایونی ہین اسلیے ہمنے بلا قصد اسکی
جاگیر کو بساور سے بدایون مین تغیر کیا شاہ فتح اللہ نے ایک ہزار روپیہ جو اُسکے شق دار نے بساور کے یتیمون اور
بیوون ائمہ سے بجبر وصول کیے تھے خریطہ مین ڈالکر پیش کیے اور کہا کہ میرے عاملون نے اسقدر روپیہ
وہان کے ائمہ سے بچا کے ہین اکبر نے کہا کہ یہ ہمنے تمکو بخشے اس معاملہ کو تین مہینہ نگذرے تھے کہ شاہ فتح اللہ نے
انتقال کیا جب مصنف صاحب کا زمان درست ہوگیا تو یہ ایک برس کی رخصت لیکر اول بساور مین آئے
پھر بدایون کو گئے اور وہان سے یہ ارادہ تھا کہ گجرات مین جاکر مرزا نظام الدین احمد سے ملاقات کرین
مگر بعضے تعلقات مانع ہوے اسی سال مین سید عبداللہ خان چوگان بیگی اکبر میرزادہ علی خان نے
جو نامی امیرون مین سے تھے کشمیر مین انتقال کیا سید عبداللہ خان نے بارھوین ربیع الاول کو بہت سا
کھانا پکوا کر ثواب اسکا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پرفتوح کا تحفہ کیا تھا اور بہت سے
روپیہ فقیرون کو دیے تھے اور اپنے سارے گناہون سے توبہ کرکے مرزا یوسف خان کے ساتھ شکار کو گیا تھا
وہین تپ عارض ہوئی اور انتقال ہوا اور میرزادہ علی خان سے ایک سال پہلے جس شب مین یعقوب خان نے
محمد قاسم خان پر شبخون کیا تھا مارا گیا بائیسوین جمادی الثانی ۹۹۷ھ نوسو ستانوے کو اکبر کابل سے
سیر کشمیر کے لیے جسکا باغ خاصہ نام رکھا تھا روانہ ہوا اور اہل محل کو مع شاہزادہ سلطان مراد کے بھنبر مین
جہان سے کشمیر کا رستہ کوہستان سے جدا ہوتا ہے چھوڑکر خود بہت جلد اُس ملک مین پہونچکر

سیر و تماشا مین مصروف ہوے اور وہان سے شاہزادہ کے نام فرمان بھیجا یہ لکھا کہ اہل حرم کو رہتاس مین چھوڑ کر ہمارے آنے کے منتظر رہو انھین دنون مین علامہ عصر شاہ فتح اللہ شیرازی کو کشمیر مین تپ محرقہ پیدا ہوئی اور چونکہ وہ خود بھی طبیب حاذق تھا اُسنے اپنی رائے سے ہریسہ کھانا شروع کیا ہر چند حکیم علی نے منع کیا مگر وہ نہ مانے آخر اسی سال مین اسکا انتقال ہوا اور تخت سلیمانی مین جو کشمیر مین کسی شہر کے قریب ایک پہاڑ ہے سید عبد اللہ خان چوگان بیگی کی قبر کے برابر مدفون ہوا ملک الشعرا شیخ فیضی نے اُسکے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکھا تھا جسکے چند شعر یہ ہین

دگر هنگام آن آمد که عالم از نظام افتد	جهان عقل را ادهم ز روز علم نیام افتد	همه گنجینهٔ اقبال در دست لئام آید
همه خونابهٔ ادبار در کاس کرام افتد	حقیقت گم از سررشتهٔ تحقیق پیدا	معانی از بیان ماند و الفاظ از کلام افتد
زبان جهل شد به هیچ باد سخن رانی	مطالب نادرست آید دلائل ناتمام افتد	دل شکستگان دهر و نقص بدماند
چنار من بود کز شاخ ناگه نیم خام افتد	گرامی گوهر تا فضل از نژاد روحانی	ابو الآباء معنی شاه فتح الله شیرازی
دو صد بو نصر رفت و بوعلی تا او پدید آید	سبب دار و قضا در دکان نیکو پردازی	گهی با محمل شاهیان گرد زمین گردی
گهی با کوکب اشراقیان گرد فلک تازی	مباهات از وجود کامل وی بود دوران را	بدوران جلال الدین محمد اکبر غازی
شهنشاه جهان از وفاتش دیده پرنم	سکندر اشک حسرت ریخت کافلاطون عالم	اسی سال کی ستائیسوین رمضان

کو اکبر کابل کی سیر کے ارادہ پر پکھلی کے رستہ سے قلعہ اٹک کی طرف روانہ ہوا دمتوڑ کی منزل مین حکیم ابو الفتح نے وفات پائی حسن ابدال مین مدفون ہوا + خدایش بیامرزاد + اسکی وفات کی تاریخ ہے جب اکبر اٹک مین پہونچا تو شاہزادہ مع اہل محل کے ملازمت مین حاضر ہوا یوسف زئیوں کا فتنہ باقی تھا اُنکے دفع کے لیے اکبر نے اسی منزل سے شہباز خان کو نامزد کیا اور بائیسوین ذی قعدہ ۹۹۷ نوسو ستانوے کو کابل مین پہونچا اسی اثنا مین حکیم ہمام اور صدر جہان عبد اللہ خان اوزبک کے پاس سے لوٹ کر آئے اور اسکا ایک خط لائے جسمین بڑی محبت و اتحاد کی باتین لکھی تھین سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے مین راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بھگوانداس امیر الامرا نے جو لاہور مین رہ گئے تھے ملک آخرت کو سفر کیا اُنکی تاریخ یہ ہے مصرع بگفتہ ٹوڈر و بھگوان مردند + اور کسی دوسرے نے یون لکھی ہے ع ٹوڈرمل آنکہ ظلمش بگرفتہ بود عالم + چون رفت سوے دوزخ خلقے شدند خرم + تاریخ رفتنش را از پیر عقل جستم + خوش گفت پیر دانا ؔ رفت در جہنم + بیسوین محرم سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے کو اکبر کابل کی حکومت محمد قاسم خان میر بحر کے حوالہ کر کے ہندوستان کو لوٹا اور گجرات کی حکومت اعظم خان کو دیکر فرمان بھیجا مالوہ اُس طرف کو نامزد کیا اور نظام الدین احمد کو ملازمت مین بلا لیا اور گجرات کی عوض جو پہلے خانخانان کو مرحمت

مالوہ شہاب خان کے پاس رہا اعظم خان نے شہاب خان کی مدد سے تمام مالوہ کے ملک کو تباہ کردیا انھین دنون مین
خداوندخان دکنی نے جسکا نکاح اکبر نے ابوالفضل کی بہن کے ساتھ کرا دیا تھا اور گجرات مین قصبہ کری اسکو
جاگیر مین ملا تھا ملک آخرت کو سفر کیا اسکی وفات کی یہ تاریخ ہے + خداوندخان دکنی مُردہ + چودھوین جمادی الاول
کو تحویل نوروز کی ہوئی اور اکبر کے جلوس کا چھتیسوان برس شروع ہوا اکبر نے دیوانخانہ لاہور کی آرایش کا حکم
دیا نوروز کے دوسرے دن اکبر وہان داخل ہوا اور تیسرے دن نظام الدین احمد مع ایک جماعت شتر سوارون کے
بارہ دن کے عرصہ مین چھ سو کوس کی راہ طے کرکے ملازمت مین حاضر ہوا اکبر نے حکم دیا اسی ہئیت سے سب شتر سوار
قلعہ کے اندر چلے آوین بڑا تماشا تھا اُن لوگون پر اکبر نے بڑی عنایتین کین انھین دنون مین راجہ بھگوان داس کے
انتقال کے بعد مان سنگھ کو راجگی کا خطاب ملا اور ایک فرمان بڑی مہربانیون کا اسکی عزاپرسی مین مع خلعت
اور گھوڑے کے بھیجا شرف آفتاب کے دن مصنف صاحب نے بداون سے آکر ملازمت حاصل کی اور سات برس
بعد نظام الدین احمد سے ملاقات ہوئی اسی سال مین اعظم خان گجرات سے ولایت سورٹھ اور جوناگڈہ کی طرف
متوجہ ہوا اور جام ستر سال اور دولت خان امین خان غوری کا بیٹا جو اپنے باپ کا قائم مقام ہوکر
اپنی دلیری اور لشکر پر ایسا مغرور تھا کہ کسی کو اصل نہین سمجھتا تھا بیس ہزار آدمیون کی جمعیت لیکر مقابلہ پر
آیا اعظم خان نے اپنے لشکر کے سات حصہ کرکے ایسی لڑائی لڑی کہ مدتون سے ایسا معرکہ نہین ہوا تھا
خواجہ رفیع بدخشی سردار فوج میمنہ جو بڑا بہادر جوان تھا اور محمد حسین شیخ جو قدیمی امیرون مین تھا اس
معرکہ مین شہید ہوے اور ہراول کی فوج مین سے ابو تراب کا بھتیجا شرف الدین بھی مارا گیا اور مخالفون کے
چار ہزار آدمی ضائع ہوے یہ فتح یکشنبہ کے روز چھٹی شوال سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے کو ہوئی اور شیخ فیضی نے
فتوحات عزیزی + اسکی تاریخ لکھی اسی سال مین شیخ وجیہ الدین نے جو بڑے عالم اور صاحب تصانیف
کثیرہ تھے احمدآباد مین وفات پائی + شیخ وجیہ دین + انکی تاریخ ہے اور اسی سال مین شیخ جانیلہ
خلیفہ شیخ عبدالعزیز دہلوی نے جو قصبہ سیہنہ مین مسند ارشاد وہدایت کے زینت بخش تھے اس
عالم فانی سے کوچ کیا اُنکے ایک مرید نے + حقیقت فقر + انکی تاریخ نکالی انھین دنون مین اکبر نے جونپور سے
خانخانان کو تغیر کرکے ملتان و بکر کی حکومت عنایت کی اور ولایت سندھ اور بلوچستان اور تنبیہ
مرزا جانی کے لیے نامزد کیا ماہ ربیع الثانی سنہ ۹۹۹ نوسو ننانوے مین خانخانان کو مع شاہ بیگ خان اور
سید بہاء الدین بخاری اور میر محمد معصوم بکری وغیرہ بہت سے نامی امیرون کے اُس طرف رخصت کیا

اور سو ہاتھی اُنکے ہمراہ کیے اور شیخ فیضی نے "قد سعد ہمہ" اُسکی تاریخ نکالی اِسی سال مین یہ خبر آئی کہ شہاب الدین خان نے
مالوہ مین انتقال کیا "شہاب خانم" اُسکی وفات کی تاریخ ہی اور "وسیم الاوصاف" بھی ایک مادّہ ہی اُنھین
دنون مین اکبر نے مصنف صاحب کو حکم دیا کہ تاریخ کشمیری کو جو مُلا محمد شاہ آبادی نے حسب الحکم فارسی مین ترجمہ کیا تھا
سلیس عبارت مین منتخب کرے مصنف صاحب نے دو مہینے مین اُسکے انتخاب سے فراغت پائی اور یہ شعر اُسکے
آخر مین لکھا ع در عرض یک دو ماہ بہ تقریب حکم شاہ + این نامہ شد چو خط پری پیکران سیاہ + اکبر نے بہت
پسند کر کے اُسکو کتاب خانہ مین داخل کیا اِسی سال مین شیخ ابراہیم چشتی نے فتح پور مین وفات پائی اور بے انتہا
روپیہ چھوڑا چنانچہ پانچ کروڑ روپیہ نقد اور بہت سے ہاتھی گھوڑے اُسکے خزانہ مین داخل ہوے اور سوا اسکے
اُسکے جو اُسکے بیٹون اور وکیلون کو ملا اُسکی انتہا نہین اور چونکہ یہ نہایت خسیس تھا اس وجہ سے "وسیم الاوصاف"
اور "شیخ لئیم" اُسکی تاریخ ہی اِسی سال مین بہت سے امیرون نے لاہور مین انتقال کیا اُنمین سے خنجری ترک نے
بواسیر کے مرض سے اور شیخ عبد الرحیم نے ایک ہاتھی کے صدمہ سے اور اِنھین دنون مین مُلا عرفی
شاعر کا بھی انتقال ہوا عرفی نے مرتے وقت یہ رباعی کہی ع عرفی دم نزع ست و ہمان مستی تو + آخر
بچہ پایہ بار بستی تو + فردا ست کہ دوست نقد فردوس بکف + جویاے متاع ست و تہیدستی تو + اور چونکہ
عرفی اکثر متقدمین اُستادون کی نسبت بے ادبی کیا کرتا تھا اس سبب سے اُسکی یہ تاریخ لکھی ع گفت عرفی
جوانمرگ شدی + اور "دشمن خدا" بھی ایک مادّہ ہی اِنھین دنون مین حکیم ہمام نے کتاب نعم البلدان کی
جو دو سو جزو کی ایک کتاب ہی بہت سی تعریف کر کے عرض کیا کہ اگر اُسکا ترجمہ عربی سے فارسی مین ہو جاوے
تو نہایت مناسب ہی اور اُسمین عجیب عجیب حکایتین اور نئے نئے فائدہ ہین چنانچہ اکبر نے بارہ عالمون کو
جنمین سے بعضے عراقی اور بعضے ہندی تھے جمع کر کے ایک ایک ٹکڑا اُس کتاب کا ترجمہ کے لیے حوالہ کیا اُنمین
دس جزو کا ٹکڑا مصنف صاحب کے بھی حصہ مین آیا ایک مہینہ کے عرصہ مین مصنف صاحب نے ترجمہ کر کے
سب سے پہلے پیش کیا اور اِسی کے ذریعہ سے وطن جانے کی رخصت مانگی چنانچہ منظور ہو گئی چوبیسوین
جمادی الاول سنہ ۹۹۹ نوسو ننانوے کو نوروز ہوا اور چھتیسوان برس اکبر کے جلوس کو شروع ہوا
اِس مرتبہ بھی بدستور سابق بڑی آرایش ہوئی اور بڑی دھوم دھام کا جشن ہوا اس سال مین
جو نئے حکم ایجاد ہوے اُنمین سے یہ بھی ہین کہ گاے اور بھینس اور بھیڑ اور گھوڑے اور اونٹ کا گوشت
بالکل حرام ہی اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ ستی ہونا چاہے اُسکو منع نہ کرین اور زبردستی بھی

نہ جاویں اور بارہ برس کی عمر سے پہلے لڑکون کے ختنہ نہ کیے جاویں اور اُسکے بعد اختیار ہی خواہ کرین یا نہ کرین اور جس
شخص نے جانورون کا ذبح کرنا اپنا پیشہ مقرر کیا ہو اُسکے ساتھ جو کوئی کھانا کھاوے اُسکے ہاتھ قطع کیے جاوین اور جو
اُسکے گھر ہی کا آدمی ہو تو فقط وہ اُنگلیان جنسے وہ کھانا کھاتا ہو کاٹی جاوین حاجی مرزا بیگ کابلی جو بھلی راے حاکم بنت تھا
پاس گیا تھا اِس سال مین واپس آیا اور ایک دختر اُسکی لوالایا جسکا نکاح بڑے شاہزادہ کے ساتھ کیا گیا اِسی سال کے
آخر ماہ شعبان مین اکبر نے نظام الدین احمد کو پرگنہ شمس آباد کی طرف جو اُسکی جاگیر مین تھا بھیجدیا اور وہان کی گڑبڑ ہوتی تھی مین
اُسکی خالا کا بیٹا محمد جعفر شہید ہوا اُسکی تاریخ یہ ہے ؎ چو بشنو شہادت یافت جعفر از در داور * بود تاریخ سال او
شہید پاک شد جعفر * اِسی زمانہ مین مصنف صاحب نے پھر اکبر سے وطن جانے کی رخصت مانگی قبول ہوئی
مرزا مذکور نے عرض کیا کہ اُسکی والدہ کا انتقال ہو گیا ہی اپنے بھائیون کی تسلی اور دلاسا کے لیے رخصت کا
التماس کرتا ہی تب بہ مجبوری اکبر نے رخصت دی چلتے وقت صدر جہان نے کئی بار کہا کہ سجدہ کرو مگر اُنھون نے
نمانا تب اکبر نے رنجیدہ ہو کر کہا کہ چھوڑ دو لیکن کچھ خرچ بطور انعام کے نہ دیا چند روز کے بعد نامہ خرد افزا کتاب خانہ سے
گم ہو گیا اِس تقریب مین اکبر نے مصنف صاحب کو کئی مرتبہ یاد کیا ہر چند اُسکے دوستون نے بدایون مین قاصد
بھیجکر مصنف صاحب کو اِس امر سے مطلع کیا مگر کچھ ضرورتین اسقدر واقع ہوئین کہ حاضر نہو سکے تب اکبر نے حکم دیا
کہ اُنکی جاگیر ضبط کر لو اور زر بہ دستی بلالو مرزا مذکور نے غائبانہ اُنکی بہت سفارش کی اور شیخ ابو الفضل نے مکرر
عرض کیا کہ اگر کوئی مانع کلی پیش آتا تو وہ ہرگز وہان نہ ٹھہرتا اِسی سال کے ماہ شوال مین اکبر نے چار ایلچیون کو
دکن کے چار حاکمون کے پاس بھیجا شیخ فیضی کو راجہ علی خان حاکم آسیر اور برہان پور کے پاس اور
امین الدین کو جسکا اول محمد امین نام تھا اور اُسنے خود التماس کر کے اپنا امین الدین نام حاصل کیا تھا برہان الملک کے
پاس جو اکبر کی درگاہ سے دکن کے امیرون کی مدد کے لیے گیا تھا اور احمد آباد مین جا کر مستقل حاکم بن بیٹھا تھا اور
میر محمد امین نامے کو جو پہلے صادق خان کا نوکر تھا عادل خان حاکم بیجاپور کے پاس اور میر منیر کو قطب الملک حاکم
گولکنڈہ کے پاس اور یہ حکم دیا کہ شیخ فیضی راجہ علی خان کی رسالت سے فارغ ہو کر برہان الملک کے پاس
بھی جاوے وہان شیخ فیضی اور امین الدین کی بڑی صحبتین ہین اور آخر کو رنج ہو گیا اِنھین دنون مین اکبر کی کچھ
طبیعت علیل ہوئی اور درد شکم طاری ہوا اُسکی وجہ سے بڑا قلق تھا اور اُسی بے شعوری کے حال مین اکبر کو
بڑے شاہزادہ کی طرف بدگمانی پیدا ہوئی اور یہ شک ہوا کہ اُسنے زہر دیا ہی بار بار اُس سے کہتا تھا کہ بابا
شیخو جیو یہ سلطنت سب تمھارے ہی لیے تھی پھر تمنے یہ حرکت کیون کی اور حکیم ہمام پر بھی جو بڑا معتمد تھا

کچھ کھلا دینے کی تہمت ہوئی اُس حال مین بڑے شاہزادہ نے شاہزادہ مراد کی محافظت کے لیے چند لوگ
مقرر کر دیے تھے تھوڑے دنون کے بعد اکبر کو بالکل صحت ہوگئی سب اہل حرم اور شاہزادہ مراد نے قصہ اکبر
عرض کیا تب اکبر نے اسی سال کی ۲۶ وین ذی الحجہ کو شاہزادہ سلطان مراد کو جسکا پہاڑی لقب تھا مالوہ کی حکومت
اور علم اور نقارہ اور توپ اور تمن اور توغ اور سارے سلطنت کے لوازمات اور چار قُب شاہی جو شاہزادون
مخصوص ہین عنایت کیے اور اسمعیل قلی خان کو اُسکا وکیل مقرر کرکے رخصت کیا اور سب وہان کے
بڑے بڑے امیرون کو اُسکی ملازمت کا حکم دیا غرض ان دونون شاہزادون کے درمیان مین بہت
دوری کر دی اکثر لوگون کو یہ گمان ہوا کہ یہ شاہزادہ اپنی شان اور شوکت مین سب بھائیون سے
بڑھا ہوا ہے اسی وجہ سے سب لوگ اُسکے پاس جمع ہوگئے اور شاہزادۂ مذکور نے بہت سا لشکر نواحی آگرہ
اور قنوج اور گوالیار سے ساتھ لیکر اوندچہ کے زمیندار مدھکر پر جو اپنی شان اور شوکت مین سب
ہندوستان کے راجون سے ممتاز تھا اور اُسنے اُس ملک مین بڑا فساد برپا کر رکھا تھا یورش کی
نواحی نہرور مین بڑی لڑائی ہوئی آخر شاہزادہ نے فتح پائی اور مدھکر نے بھاگ کر راہزنی کا طریقہ شروع کیا اور
اس طور پر اُسنے بہت سے لوگون کو قتل کیا چونکہ شاہزادہ کا مزاج بہت خراب تھا اس وجہ سے تمام جمعیت اُسکی
پریشان ہوگئی اور اکثر لوگ مفلس اور محتاج ہوکر ادھر اُدھر چلے گئے انھین دنون مین مدھکر مر گیا اُسکا بیٹا
بہت سی پیشکشین لاکر شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوا شاہزادہ نے اُسکو مع یار محمد ولد صادق خان کے
لاہور مین اکبر کے پاس بھیجدیا اور اُجین مین اپنا قرارگاہ مقرر کیا جو آدمی اُسکی خدمت مین
نامزد ہوے تھے سب اُسکی بدسلوکیون کی وجہ سے جو نشست و برخاست اور قورہ اور تزک بڑے
تکبر کے ساتھ باپ کی تقلید کرتا تھا بلکہ کچھ اُس سے بھی بڑھا ہوا تھا ناراض ہوکر بعضے با اجازت اور بعضے
بے اجازت چلدیے اور آخر کو یہ معلوم ہوا کہ وہ جو اُسکا حشمت و وقار ابتدا مین تھا اُسکی بے وقوفی کی
وجہ سے تھا نہ عقلمندی سے انھین دنون مین دولت خان پسر امیر خان غوری حاکم جوناگڈھ نے جو
جام کی لڑائی مین زخمی ہوا تھا وفات پائی اکبر نے اعظم خان کو اُس قلعہ کی تسخیر کے لیے نامزد کیا
امین خان کے وزیرون نے دولت خان کے بیٹے کو سردار بنا کر چند روز مقابلہ کیا آخر امن مانگ کر
پانچوین ذی قعدہ سنہ مذکور کو قلعہ کی کُنجی حوالہ کر دی چھبیسوین محرم سنہ ۱۰۰۰ ایک ہزار مین خانخانان نے
مرزا جانی بیگ سے ایک رات دن تک بڑا مقابلہ کیا فریقین سے بڑی جرأت ظہور مین آئی دو سو آدمی

جانی بیگ کی طرف کے قتل ہوے آخر خانخانان نے فتح پائی پھر جانی بیگ نے اپنے لشکر کے گرد قلعہ بنالیا اور
خانخانان نے دو مہینے تک اُسکا محاصرہ رکھا انھین دنون مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ ایک مرتبہ اور ایک لاکھ روپیہ اور
لاکھ من غلہ اور سو بڑی بڑی توپین دوسری مرتبہ دریا کے رستہ سے اور بہت سے توپچی اور راے سنگھ کو جو چار ہزاری
امیرون مین سے تھا جیسلمیر کے رستہ سے اکبر نے خانخانان کی مدد کے لیے بھیجا اور جانی بیگ بہت سی لڑائیون کے
بعد مغلوب ہوا تب اُسنے اپنی دختر خانخانان کے بیٹے کو دیکر صلح کر لی پانچوین جمادی الثانی سنہ ایک ہزار کو تحویل
نوروز کی ہوئی اور اکبر کے جلوس کو پینتیسوان برس شروع ہوا بدستور سابق آئینہ بندی اور جشن آراستہ ہوا
اور دربار ہی لوگون نے بڑے اہتمام سے ڈھائیان منڈھین اسلیے مصرع تاریخ یہ ہے مصرع
شگفتہ شد ابر باد داده مفسدی خندی ۔ اس مرتبہ بھی اور کئی نئے حکم نکلے اُنمین سے ایک یہ تھا کہ پچھلے
بادشاہون کے سکّہ کی جو روپیہ اور اشرفیان ہون سب گلا کر چاندی سونے کے بھاؤ بیچ ڈالین پہلے سکون کا
نام باقی نہ رہے اور جتنے اکبر کے زمانہ کے سکہ ہون سب کا چلن ایک بھاؤ رہے نئے پرانے مین فرق نہو
یہ کام قلیچ خان سے متعلق تھا وہ ہر روز صرافون کو بلا کر اُنسے مچلکہ لیتا تھا اور جرمانہ کرتا تھا اسی اثنا مین کئی
صرافون کو اُسنے قتل بھی کیا مگر پھر بھی وہ دھوکے سے باز نہ رہتے تھے اِس حکم کے اہتمام مین سب طرف کو فرمان
بھیجے گئے لیکن کچھ فائدہ نہوا آخر خواجہ شمس الدین خوافی دیوان کل کے اہتمام سے یہ حکم جاری ہوا اکبر نے شرف آفتاب
روز جو انیسوان درجہ حمل کا ہوتا ہے جعفر بیگ کو جسکا لقب آصف خان بخشی تھا جلالہ روشنائی کی تنبیہ کے
لیے روانہ کیا کیونکہ اُسنے عبداللہ خان اوزبک کے پاس سے آکر کابل کے رستہ مین پھر راہ زنی
شروع کی تھی اور یہ حکم دیا کہ محمد قاسم خان حاکم کابل کو ساتھ لیکر بالکل مفسدون کا استیصال کرے اور
نظام الدین احمد کو بخشیگری کل کے منصب پر تعین کیا آخر شعبان مین زین خان کوکہ کو بھی آصف خان کی
مدد کے لیے ولایت سواد اور بجور کے آباد کرنے کے لیے جو بالکل ویران ہوگئی تھی نامزد کیا اور اسی سال کے
ماہ شوال مین حافظ سلطان رخنہ ہروی نے جو بڑے بخیر آدمی تھے نوے برس کی عمر مین وفات پائی
اُن سے بہت خیرین یادگار رہین خصوصاً سرہند مین بہت سے باغ اور عمارتین جو ہند مین اپنا ثانی
نہین رکھتین اُنکی وفات کی یہ تاریخ تتمیہ کے طور پر ہے ع رخنہ در باغ شد و آب نماند ۔ اور بعضے
سرہندی نے دو تاریخین اُنکی وفات کی نکالین ایک یہ ۔ باغ بے آب شد ۔ اور دوسری یہ ع حیف اور
گوشۂ باغ ست مدفون ۔ بجو تاریخ او از گوشۂ باغ ۔ اور ایک شخص نے یا حافظ مادّہ تاریخ نکالا

مرزا یوسف خان رضوی اپنے بھتیجے یادگار کو کشمیر مین اپنا نائب چھوڑ کر چوبیسوین شوال کو ملازمت مین
حاضر ہوا پھر اکبر نے قلیچ خان کو لاہور کے انتظام کے لیے چھوڑا اور مین بارش مین وہان سے کوچ کرکے
راوی ندی سے اترا پھر لشکر کو بڑے شاہزادہ کے ساتھ کر کے خود آگے آگے شکار کھیلتا ہوا چناب ندی کے
کنارہ پہونچا وہان یہ خبر آئی کہ یادگار حسین بیگ شیخ عمری بدخشی سے جو کشمیر کے خراج کا تحصیلدار تھا مقابلہ کرکے
غالب آیا اور اسنے قاضی علی بغدادی کو جو وہان کی دیوانی کا منصب رکھتا تھا لیکن سارے معاملہ دارون کا
دشمن تھا اور بڑے بڑے سخت محاسبہ پیش کر کے تمام رعایا اور فوج کو اسنے جان سے تنگ کیا تھا ناک کان
کاٹ کر بڑی رسوائی سے قتل کیا اور اسکی یہ تاریخ ہے ع چونکہ قاضی علی بغدادی + حسرت روزگار با خود برد
خامۂ منشی قضا بنوشت + سال تاریخ او کہ موذی مرد + پھر یادگار نے وہان کے سب پرانے عاملون سے متفق ہوکے
تخت سلطنت پر جلوس کیا کشمیر کی رسم یہ ہے کہ جب نیا بادشاہ تخت پر جلوس کرتا ہے تو فوج کے لوگ ننگی تلوارین
لیکے دو رویہ اسکے گرد کھڑے ہو جاتے ہین یادگار نے جو خطبہ پڑھتے وقت یہ حال دیکھا تمام اسکے بدن مین
لرزہ پڑ گیا اور غش کھا کر گر پڑا اور بڑی دیر مین ہوش ہوا اتفاقاً اسی روز اسنے ایک سجع اپنی مہر کے واسطے تجویز
کیا اپنے حضور مین نگینہ پر کندہ کراتا تھا ایک ریزہ نگینہ کا اڑکر اسکی آنکھ مین جا پڑا دیر تک آنکھین ملتا تھا اور چلاتا تھا
ان بد فعلیون سے لوگ سمجھے تھے کہ اسکی سلطنت کو بہت تھوڑے دنون بقا ہوگی حسین بیگ شیخ عمری نے شکست
پاکر کشمیر کی گھاٹیون مین سے نکل کر راجوری مین چلا آیا اور وہان اکبر کے حکم کا منتظر تھا یادگار نے اپنے مصاحبون کو
منصب و جاگیرین دیگر خطاب عنایت کیے اور یوسف خان کے اہل و عیال کو سارا زر و زیور چھینکر اسکے
بیٹے کے ساتھ بڑی رسوائی سے کشمیر سے نکالا اکبر نے مرزا یوسف خان سے بدگمانی کر کے چند روز شیخ
ابو الفضل کے سپرد کیا اور شیخ فرید بخشی کو مع شیخ عبد الرحیم لکھنوی اور بہت سے امیرون کے آگے روانہ کیا اور خود
شاہزادہ کے آنے تک چناب کے کنارہ ٹھہرا رہا بھنبر مین جہان سے کوہستان شروع ہوتا ہے یہ خبر آئی کہ یادگار بہت
سی فوج لیکر مقابلہ کے لیے آیا اور ہیراپور نامے ایک گھاٹی مین منزل کی اور بڑی خاطر جمعی سے اپنے خیمہ کے اندر
تمام رات فسق و فجور مین مبتلا تھا آدھی رات کے وقت مرزا یوسف خان کے بعضے نوکرون نے پٹھانون سے متفق
ہوکر اسپر حملہ کر کے قتل کر ڈالا تین روز کے بعد اسکا سر اکبر کے حضور مین آیا اور حساب کیا تو معلوم ہوا کہ ابتداے
جلوس سے چالیسوین دن یادگار کا سر لشکر مین آگیا اور گیند کی طرح ادھر ادھر پھینکا جاتا تھا پھر
اس سر کو قلعہ لاہور کے کنگورے مین لٹکا دیا اسی سال کے ماہ ذی الحجہ مین مصنف صاحب حسب الحکم

بدایون سے کوچ کرکے لشکر مین آملے منزل بھنبیر مین حکیم ہمام نے عرض کیا کہ مولوی عبد القادر کورنش کے لیے
حاضر ہوا چاہتے ہین اکبر نے پوچھا کہ اپنے وعدہ سے کتنے دنون کے بعد آئے حکیم ہمام نے جواب دیا کہ پانچ مہینے کی
دیر ہوگئی پھر اکبر نے پوچھا کہ کیا سبب ہوا تو اُسنے بیماری کا عذر کیا اور اسی مضمون کا ایک محضر بدایون کے
سردارون کا اور عرضی حکیم عین الملک کی جو دہلی سے لائے تھے پیش کی جب اکبر نے سب کو پڑھا تو کہا کہ پانچ
مہینے بیماری نہین رہتی کورنش کی اجازت نہ دی مصنف صاحب اُسی طرح محروم اور مغموم لشکر مین جو اکبر نے
شاہزادہ دانیال کے ہمراہ رہتاس مین چھوڑ دیا تھا پڑے رہے اور وہان حصن حصین اور قصیدہ بردہ کا ختم
پڑھتے رہے آخر انکی دعا قبول ہوئی چنانچہ جب پانچ مہینے کے بعد لشکر کشمیر سے لاہور مین پہونچا تو اکبر انپر مہربان
ہوا تقریب اُسکی یہ ہوئی کہ اکبر کو جامع رشیدی کا ترجمہ کرانا منظور تھا میر نظام الدین احمد وغیرہ مصنف صاحب
دوستون نے غائبانہ ایک روز اکبر کی مجلس مین مصنف صاحب کا ذکر کیا تب اکبر نے اُنکے حاضر ہونے کا
حکم دیا اسی سال کی تیرھوین ربیع الثانی کو مصنف صاحب دربار مین حاضر ہوکر کورنش بجا لائے اور
ایک اشرفی نذر کے طور پر پیش کی اکبر بڑی التفات سے پیش آیا اور وہ سارا انکا حجاب رفع ہوگیا پھر اکبر نے حکم دیا
کہ کتاب جامع رشیدی کا شیخ ابو الفضل کی رائے کے بموجب انتخاب کرو چنانچہ مصنف صاحب نے خلفاے عباسیہ
اور بعضے بنی اُمیہ کا شجرہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے اور وہان سے حضرت
آدم تک اور اسی طرح اور انبیاؤن کے نسب تفصیل سے لکھکر پیش کیے اکبر نے اُسکو پسند کرکے اپنے
خزانہ مین داخل کیا چھٹی محرم سنہ ایکہزار ایک کو اکبر کشمیر مین پہونچا اکتالیس روز وہان کی سیر کی پھر
وہان کی حکومت میرزا یوسف خان کے حوالہ کرکے چھٹی صفر کو کشتی مین بیٹھکر بارہ مولا کی طرف جو کشمیر کی سرحد
پکھلی کے سر راہ ہے روانہ ہوا راستہ مین زین لنکا نامے حوض کی سیر کی یہ ایک حوض دو پہاڑون شرقی اور
غربی کے درمیان مین بہت گہرا ہے اور دور اُسکا تیس کوس ہے دریای بہت اُسمین ہوکر گذرتا ہے
سلطان زین العابدین نے اُس حوض کو بمقدار ایک جریب کے پتھرون سے پاٹ کر اُسپر نہایت عمدہ
عمارت بنوائی ہے جسکی ثانی ہندوستان مین نہین لشکر والون نے جو کشمیر کے عجائبات دیکھے اُنمین سے
ایک یہ تھا کہ موضع خانپور مین ایک درخت دیکھا جسکا تنہ دو ہاتھ موٹا تھا اور بلندی اُسکی ایک گز اندازے سے
زیادہ تھی اور شاخین اُسکی بید مجنون کی طرح جھکی ہوئی تھین اگر ایک لڑکا بھی اُسکی ایک شاخ کو ہلا دیتا
تو سارا درخت لرز جاتا تھا کشمیر کے سارے عجائبات شاہ فتح اللہ شیرازی نے اپنے رسالہ مین تفصیل لکھے ہین

اور شیخ ابو الفضل کے اکبر نامہ مین بھی داخل ہوے ہین اس سال کی پہلی ربیع الاول کو اکبر رہتاس مین آیا
اور اسی مہینہ کی پندرھوین تاریخ پشاور کی طرف کوچ کیا چھٹی ربیع الثانی کو وہان پہونچا انھین دنون مین خبر
پہونچی کہ بہادر کو در جسکا حال کچھ پہلے ذکر ہو چکا ہے قتلو نوحانی حاکم اڑیسہ کے مرنے کے بعد جگت سنگھ ولد مان سنگھ
مقابل ہوا اور بڑی لڑائی کے بعد اسکو شکست دی جب مان سنگھ نے اسپر حملہ کیا تو مقابلہ کی تاب نہ لا کر
پہاڑون اور جنگلون مین چھپ رہا اور تمام بنگالہ کا ملک دریا کے کنارہ تک مان سنگھ کے قبضہ مین آگیا
یکشنبہ کے روز سترھوین جمادی الثانی سنہ ایک ہزار ایک کو تحویل آفتاب کی برج حمل مین ہوئی اور اکبر کے
جلوس کو اڑتیسوان برس شروع ہوا اس مرتبہ بھی بہت سے نئے نئے ضابطہ ایجاد ہوے چوبیسوین جمادی الثانی
سنہ الیہ کو خانخانان اور مرزا جانی نے ملازمت مین آکر اکبر کی بڑی بڑی عنایتون سے سربلندی پائی اور جو جو
امیر اس خدمت مین خانخانان کے ہمراہ تھے سب کے منصب اور جاگیر کی ترقی کی اول ملتان کو مرزا جانی کی
جاگیر مین عنایت کیا بعد ازان اس سے تغیر کرکے مرزا رستم کے حوالہ کیا اور ٹھٹھہ کا ملک مرزا جانی کو دیا جیسا کہ
انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ جب خان اعظم نے ولایت سورٹھ قبضہ کر لیا تو مظفر
گجراتی نے اس نواح سے بھاگ کر کنکا زمیندار ولایت کچھ کے پاس پناہ لی جب خان اعظم نے اسپر بھی حملہ
کیا تب کنکا زمیندار نے ننگ و ناموس کے خوف سے خان اعظم کی خدمت مین حاضر ہوا اور مظفر کو بحالت غفلت مین
قید کرکے خان اعظم کے پاس روانہ کیا مظفر اثنائے راہ مین بتقاضائے حاجت کے بہانہ سے بیٹھا اور ایک استرہ
جو ہمیشہ اسکے پاس رہتا تھا اپنے گلے کو کاٹ کر ہلاک ہوگیا ناچار لوگ اسکا سر کاٹ کر خان اعظم کے پاس
لے گئے اور اسنے لاہور کو اکبر کے حضور مین روانہ کیا انھین دنون مین ایک سو بیس ہاتھی جو اڑیسہ کی فتح مین
ہاتھ آئے تھے مان سنگھ نے بنگالہ سے بھیجے چونکہ اکبر نے یہ ضابطہ مقرر کیا تھا کہ امراے سرحد کو ہمیشہ تھوڑے
تھوڑے دنون کے بعد درگاہ مین حاضر ہونا چاہیے اسی لیے اس سال مین اعظم خان کی طلب مین جو چھ برس سے
ملازمت مین حاضر نہین ہوا تھا فرمان صادر ہوا اور جونا گڈھ کو جو اعظم خان نے فتح کیا تھا اوس سے
نکال کر راجہ مان سنگھ کے حوالہ کیا چونکہ مرتبہ اخیر مین جو خان اعظم بنگالہ سے فتح پور مین آیا تھا تو اسنے
مذہبی باتون مین اکبر سے بہت بحث کی تھی اور شیخ ابو الفضل اور بیربر سے بادشاہ کے سامنے
بہت سخت گفتگو کی تھی اس وجہ سے خانخانان کو بڑا وہم تھا اور جب جام سے لڑائی ہوئی تھی تو اسنے
نذر کی تھی کہ بعد فتح کے داڑھی چھوڑ دونگا چنانچہ یہ نذر بھی اسنے پوری کی اور اکبر نے اس مضمون کا فرمان

اُسکو لکھا کہ شاید تیری رشیں گرانی کرتی ہے جو تو نہیں آتا اِس وجہ سے خان اعظم کے دل مین اور بھی خوف زیادہ پیدا
ہوا اور مفسدون نے بھی اکبر کو اسکی طرف سے بہت بہکایا آخر خان اعظم پہلی رجب کو اپنے سارے اہل و عیال
اور سارے خزانہ کو لیکر کشتی مین سوار ہو کر جونا گڈھ سے بندر دیو کو روانہ ہوا اور وہان سے سفر حج کا ارادہ
کیا اس واقعہ کی یہ تاریخ ہے مگر ایک عدد زیادہ ہے قطعہ بجاے رستان شد خان اعظم + وسلے در زعم
شاہنشاہ کج رفت + چو پرسیدم ز دل تاریخ این سال + بگفتا میرزا کوکہ بہ حج رفت + اکبر نے یہ خبر سنکر
شاہزادہ سلطان مراد کے نام مالوہ مین اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ گجرات مین جا کر اپنا قبضہ کرے اور بجاے
اسمٰعیل قلی خان کے محمد صادق خان کو اُسکا وکیل مقرر کر کے دربار سے رخصت کیا اور بہروچ کو قلیج خان سے
تغیر کر کے اُسکی جاگیر مین دیا انھین دنون مین زین خان کوکا اور آصف خان نے جو سواد اور بجور کے
پٹھانون اور جلالہ روشنائی کی تنبیہ کے لیے نامزد ہوے تھے بالکل اُن لوگون کو نیست و نابود کر دیا
اور جلالہ کے اہل و عیال اور اُسکے بھائی وحدت علی کو مع تمام اُسکے خاندان کے جو قریب چودہ ہزار
آدمیون کے تھے قید کر کے دربار مین روانہ کیا سارے قیدیون کا حساب حد سے زیادہ ہے اِسی سال کی
اُنتیسوین ذی قعدہ کو اکبر نے مالوہ کی حکومت میرزا شاہرخ کو عنایت کی اور شہباز خان کنبوہ کو جسے اکبر نے
تین برس تک قید مین رکھا اور سات لاکھ روپیہ نقد اُس سے وصول کیے کانگڑھ کے قلعہ سے جہان وہ قید
تھا بلا کر مالوہ کے انتظام کے لیے میرزا شاہرخ کا وکیل مقرر کیا اِسی سال کی سترھوین ذی قعدہ کو شیخ مبارک
نے وفات پائی شیخ کے بیٹون نے اُسکی تعزیت مین سر اور ڈاڑھی اور مونچھین اور بھوین مُنڈ اُین ملک الشعرا
شیخ فیضی نے یہ تاریخ اُسکی وفات کی نکالی + فخر اکمل + اور مصنف صاحب نے + شیخ کامل +
مادہ نکالا اور + شریعت جدید + اِس چار ابرو کی صفائی کی تاریخ ہے نئی آٹھوین محرم سنہ ۱۰۰۲ ایکہزار دو کو
میرزا رستم بن سلطان حسین میرزا ابن بہرام میرزا ابن شاہ اسمٰعیل صفوی جو ملک داور اور اُسکی نواحی کا حاکم
تھا اور اُسکے بڑے بھائی مظفر حسین میرزا کے پاس قندھار اور گرمسیر کی حکومت تھی اپنے بھائی سے
خفا ہو کر مع اپنے بیٹون اور حقیقی بھائیون اور تمام اہل و عیال کے اکبر کی ملازمت مین آیا حکیم عین الملک
وغیرہ امیرون کو اکبر نے اُسکے استقبال کے لیے روانہ کیا اور بہت سے دیرے اور فراش خانہ اور ایک خنجر
مرصع اُسکے لیے بھیجا اور قلیچ خان اور زین خان کوکہ مع بہت سے امیرون کے حسب الحکم لاہور سے چار کوس پر
اُسکے استقبال کے لیے گئے جب وہ ملازمت مین آیا تو اکبر نے ایک کرور تنکہ نقد مرادی انعام مین دیکر

پنجہزاری کا منصب اور ملتان کی جاگیر اُسکو عنایت کی انھین دنون مین شیخ فیضی اور اُسکے چار مہینے کے بعد
حکام دکن کے ایلچی دربار مین آئے چونکہ برہان الملک نے خاطر خواہ پیشکش نہ بھیجی تھی اسلیے اکبر نے اُسی مین
محرم کو شاہزادہ دانیال کو اس مہم پر نامزد کر کے خانخانان اور رائے سنگھ کو اُسکا وکیل مقرر کیا اور اور بہت سے امیر
بھی اُسکی ہمراہی کے لیے نامزد ہوے اور خانخانان کی بیٹی کے ساتھ شاہزادہ کا نکاح کر کے ایک جشن عالی ترتیب دیا
اور اسقدر زر نقد اور اسباب جہیز مین ملا کہ ایک لشکر کا سامان اُس سے ممکن تھا پھر تمام اسباب سلطنت
اور شان و شوکت کی علامتین شاہزادہ کو دیکر اِس مہم پر رخصت کیا اور خود بھی اُسکے پیچھے پیچھے شکار کے ارادہ
سلطان پور کی ندی تک جو لاہور سے چھبیس کوس ہے گیا وہان پھر اکبر کی راے بدلی اور شاہزادہ کو مراجعت کا
حکم دیا اور خانخانان کو بھی جو سرہند تک پہونچ گیا تھا اسی مشورہ کے لیے لوٹایا اور بالاستقلال اُسکو اُس لشکر کا
سردار کر کے دوبارہ رخصت کیا اور خود لاہور مین واپس آیا اسی سال مین جمعہ کے روز اٹھارھوین جمادی الثانی کو
شیخ عبداللہ ولد حضرت میان شیخ داود رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی اور جان پاک شیخ داود + اُنکی وفات کی تاریخ
ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہان تک جو مین نے واقعات لکھے اُن سب کا ماخذ کتاب طبقات اکبر شاہی ہے
جسکا تاریخی نام مین نے نظامی رکھا ہے اور اُسکے مصنف نے بھی پسند کر کے اپنی کتاب مین داخل کیا ہے اُسکے بعد
دو برس کے واقعات مین بطریق اجمال لکھتا ہون دوشنبہ کے دن اٹھائیسوین جمادی الثانی سنہ ایکہزار دو کو
تحویل آفتاب کی برج حمل مین ہوئی اور اکبر کے جلوس کو اُنتالیسوان سال شروع ہوا اِس مرتبہ بھی بدستور
سابق نور وز کے اٹھارہ دنون مین بڑے جشن رہے اور نئے نئے حکم نکلے اُنمین سے ایک یہ تھا کہ کوتوال
شہر کے محلون اور گھرون سے خبردار رہے اور ہر محلہ سے اِس بات کا مچلکہ لکھوا لے کہ جو شخص تاجر یا سپاہی یا اور کوئی
پیشہ ور اُنکے محلہ مین نیا وارد ہو اُسکے حال سے خبردار رہین اور کسی مفسد اور چور کو اپنے محلہ مین نہ رہنے دین
اور جب کسی کا خرچ اُسکی آمدنی سے زیادہ دیکھین اُسکا حال کوتوال کی معرفت عرض کرین کیونکہ ضرور ہے
فضول خرچی اُسکی کسی ناواجبی روپیہ سے ہوگی اور خوشی اور ماتم خصوصاً نکاح اور ولادت اور خون وغیرہ سے
سب حالون پر ہمیشہ کوتوال کو مطلع کرتے رہین اور کوتوالی کے سپاہی سب محلون اور کوچون اور بازارون اور
گھاٹون پر متعین رہین اور رستون کا ایسا انتظام ہو کہ کوئی شخص چھپ کر بھاگنے نہ پاوے اور سوداگر بھی
بلا اجازت اپنا مال نہ شہر مین لاوین نہ لیجاوین چاندی اور سونے اور ریشمی کپڑون کا ایک نرخ معین کیا تاکہ سب لوگ
بادشاہی نرخ سے خریدین اور اُسکا نفع خزانہ مین عائد ہوا اور جو شخص مرے اُسکے مال پر ایک محافظ مقرر

ہوتا کہ بعد تحقیق کے اگر اُسکے ذمہ کچھ سرکاری قرضہ نکلے یا وہ شخص کروری یا عملدار یا فوطہ دار ہو تو اُسکا مال ضبط کیا جاوے ورنہ اُسکے وارثون کو دیا جاوے اور جب تک داروغہ بیت المال اجازت نہ دیوے تب تک کسی مُردہ کو دفن نہ کرین اور اگر کوئی دیرینہ مریدون مین سے مرے تو اُسکی گردن مین کچھ کچا غلہ اور کچھ اینٹین باندھکر دریا مین ڈال دین اور جہان دریا نہو جلا دین یا خطائیون کے دستور کے موافق کسی پیڑ مین باندھ دین اور قبرستان بھی تعظیم آفتاب کی غرض سے شہر کے مشرق کی سمت مقرر ہوا اور جب نکاح کرنا منظور ہو تو عوام الناس کی لڑکی لڑکا کوتوالی کے چبوترے پر جا کر کوتوال کے گماشتون کی نظر سے گذرین اور وہ اُنکی عمرون کی خوب تحقیق کرلین بغیر اسکے ہرگز نکاح نہو ان معاملات مین کوتوالی کے لوگون کو اسقدر روپیہ رشوت کا ملتا تھا کہ جسکا حساب نہین اور جو عورت عمر مین بارہ برس اپنے خاوند سے بڑی ہو اسکے ساتھ اُسکا شوہر جماع نہ کرے بلکہ کسی اور عورت کے ساتھ نکاح کرے اور جو عورت بے پردہ بازارون مین پھرتی ہو اور اسی طرح جو حیلہ گر عورت اپنے خاوند سے ہمیشہ لڑتی رہے وہ رنڈیون مین جا ملے اور بھوک کی مبتلائی کے وقت مان باپ کو اختیار ہے کہ اپنے بچون کو بیچ ڈالین اور جب پھر مقدرت حاصل ہو تو روپیہ دیکر چھڑا لین اور اگر کسی ہندو کو لڑکپن مین زبردستی مسلمان کر لیا ہو تو اگر وہ چاہے تو پھر اپنے باپ دادے کے دین مین چلا جاوے کوئی جبر کسی پر نہ کرسکے اور جو کوئی جس دین سے چاہے دوسرے دین مین انتقال کرے اور اگر کوئی ہندو عورت کسی مسلمان پر عاشق ہو کر مسلمان ہو جاوے تو اُسکو جبراً قہراً اُسکے اہل و عیال کے سپرد کر دین بتخانہ اور کنیسہ وغیرہ بنانے مین کوئی کسی سے مزاحمت نہ کرسکے یہ احکام جو مجملاً لکھے گئے دینیات سے متعلق تھے تفصیل انکی احاطۂ بیان سے باہر ہے پھر احکام ملکی و مالی تفصیل سے کہان بیان ہو سکتے ہین کسی قدر ابوالفضل نے اکبرنامہ کے دوسرے دفتر مین لکھے ہین تاریخ الفی کے دو دفتر مُلا احمد ٹھٹہ رافضی نے اور تیسرا آصف خان نے لکھے تھے اکبر نے مصنف صاحب کو اُسکے مقابلہ اور تصحیح کا حکم دیا چنانچہ اُنھون نے مُلا مصطفیٰ کاتب لاہوری کے اتفاق سے ایک دفتر اُسکا درست کر کے شرف آفتاب کے دن پیش کیا اکبر نے اُسکو بہت پسند کیا اور کہا کہ چونکہ مُلا احمد نے یہ تاریخ متعصبانہ لکھی ہے اسواسطے دوسرے دفتر کو بھی تم ہی صحیح کرو مصنف صاحب نے ایک سال مین اُسکا بھی مقابلہ کیا اور اس خوف سے کہ کہین تعصب کی تہمت اُنپر بھی نہ لگائی جاوے سوائے اسکے کہ کہین سنون کی ترتیب مین کچھ ربط دیا اور کچھ اُس کتاب مین تعرض نہ کیا انھین دنون مین شیخ فیضی ملک الشعرا نے ایک تفسیر قرآن کی سواطع الالہام نامے لکھی جسکی ضخامت بقدر پچھتر جزو کے تھی اول سے آخر تک غیر منقوط تھی نو نقرے غیر منقوط اُسکی تاریخ مین بھی لکھے اور چند جزو اُسکی شہرت کے لیے عرب مین بھیجدیے

اِسی سال مین فیضی نے اُسکی نظر ثانی کی + امر ثانی م اُسکی تاریخ ہے تمام عالمون نے اِسکی تقریظ مین بہت سی عبارتین لکھین چنانچہ شیخ یعقوب کشمیری نے بھی عربی مین بہت سی عبارت اُسپر لکھی اور میان امان اللہ سرہندی نے یہ تاریخ لکھی + وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۱۰۰۲ + اور میر محمد حیدر مُعمائی نے سورۂ اخلاص بغیر بسم اللہ کے اُسکی تاریخ مین نکالی اور مصنف صاحب نے یہ مادہ نکالا مین احسن التفاسیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عَلَّمَ القرآن اور ایک بہت سی تقریظ بھی اُسپر لکھی فیضی نے جو اُسکی تاریخین لکھی تھین اُنمین سے بعضے فقرے یہ ہین الحمد للہ محصل المرام اکمل سواطع الالہام الہم المحرر وحدہ لاطراس الکلام حمدہ و داسد الکلام اللہ المرسل و رسد اسد و سمو الثمر اللہ عملوا + ماہ صفر ۱۰۰۳ ایک ہزار دو مین خواجہ ابراہیم حسین احدی نے جو مصنف صاحب کے بڑے دوستون مین تھے وفات پائی + اور خواجہ ابراہیم حسین + اُنکے مرنے کی تاریخ ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اِسی سال مین ایک قرآن خط نسخ مین بہت جلی اور خوش خط لکھکر تمام کیا اور اُسکی لوح اور جدول درست کرکے حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ جھنی والے کے روضۂ مبارک مین وقف کرکے بھیجدیا اسی سال کی سترھوین ذی قعدہ کو محمد قاسم خان میر بحر اور میرزا محمد زمان جو میرزا شاہرخ کا داماد تھا کابل مین مارے گئے تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب محمد زمان میرزا سفر حج سے واپس ہوکر بدخشان مین آیا بدخشان والے اوزبکون کے ظلم سے نہایت عاجز ہوگئے تھے اس وجہ سے اُنھون نے محمد زمان کو اپنا سردار بنا کر اس امید پر کہ جب ضرورت ہوگی ہندوستان سے مدد ملیگی اوزبکون سے مقابلہ شروع کیا لیکن یہ امید انکی کبھی بر نہ آئی اوزبکون نے بہت سا لشکر لیکر محمد زمان پر حملہ کیا وہ حتی المقدور کئی برس تک اُنسے لڑتا رہا آخر مجبور ہوکر چودہ پندرہ ہزار آدمیون کے ساتھ ہندوستان کو روانہ ہوا جب نواحی کابل مین پہونچا تو اِس مقصد کو ملتوی کرکے بعضے آدمیون کے بہکانے سے اُس ملک مین سرکشی کا ارادہ کیا تب ناچار محمد قاسم خان حاکم کابل کے آدمیون نے اُسکو گرفتار کرلیا مگر محمد قاسم خان اُسکے ساتھ بڑی تعظیم سے پیش آیا اور اُسکے سارے آدمیون کو گھوڑے اور خلعت اور کچھ خرچ عنایت کیا اور دو سو سوار اُسکے ہمراہ کرکے یہ ارادہ کیا کہ میرزا کو لاہور کی طرف روانہ کردے اسی اثنا مین محمد قاسم خان کے بعضے نوکر جو بدخشی اور کابلی تھے میرزا سے متفق ہوگئے اور دوپہر کے وقت محمد قاسم خان کی حویلی کا دروازہ توڑکر اندر گھس گئے اور محمد قاسم خان کی خوابگاہ مین اُسکو قتل کرڈالا محمد قاسم خان کا بیٹا محمد ہاشم قلعہ کے باہر رہتا تھا

اُسنے اپنے باپ کے توپچیون اور بعضے شاگرد پیشون کو اپنا متفق کر کے محمد زمان کا محاصرہ کیا ایک رات دن تک بڑی لڑائی رہی آخر محمد زمان قتل ہوا اور اُسکا سر کاٹ کر اکبر کے پاس بھیجا اکبر نے محمد قلیج خان کو جو چند روز جملۃ الملکی کے منصب پر رہا تھا کابل کا حاکم کر کے بھیجا انھین دنون مین خواجہ شمس الدین محمد خوافی دیوان کل مقرر ہوا اور آصف خان بخشی کو کشمیر کی طرف وہان کے معاملات کی تحقیق کے لیے روانہ کیا

مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس سال مین چونکہ مجھپر بڑی بڑی بہت سے حادثہ آئے اس سبب سے اللہ تعالےٰ نے فسق و فجور سے مجکو توبہ کی توفیق عنایت کی اور لفظ ٭ استقامت ٭ اُسکی تاریخ ہوا اور ملک الشعرا شیخ فیضی نے یہ تاریخ نکالی ٭ لقد تاب شیخی عن الخطیۃ ٭ و تاریخہ سابق التوبۃ ٭ ابتدا سے محرم سنہ ایک ہزار تین مین اکبر نے شیخ فرید بخاری کو جو بخشیگری مین آصف خان کا شریک تھا حکم دیا کہ کوہستان شمالی مین جاکر وہان کے زمیندارون کو حلقۂ اطاعت مین لاوے اور موافق حیثیت کے ہر ایک سے پیشکش لیوے اسی سال مین اکبر راوی ندی سے عبور کر کے اُس نواحی مین جسپر وہ ہمیشہ شکار مین مصروف رہا

اُنھین دنون مین اکبر نے فیضی کو پنج گنج تصنیف کرنے کا حکم دیا چنانچہ اُسنے پانچ مہینے یا کچھ کم و بیش مین نلدمن کا قصہ جو دونون عاشق و معشوق تھے اور یہ قصہ ہندوستان مین بہت مشہور ہے نظم کیا اُسمین چار ہزار دو سو سے کسی قدر زیادہ شعر ہین فیضی نے کئی اشرفیون کے ساتھ یہ کتاب نذر کی اکبر نے اُسکو بہت پسند کر کے اُسکی کتابت کا حکم دیا اور بہت سی تصویرین کھچوائین اور نقیب خان کو حکم دیا کہ اُسکو بھی میرواریہ ہمارے سامنے پڑھا کرو مطلع اُس کتاب کا یہ ہے ٭ اے در تگ و پوے تو زآغاز ٭ عنقاے نظر بلند پرواز ٭ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ واقع مین وہ مثنوی ایسی ہے کہ ہندوستان مین بعد امیر خسرو کے کسی نے ایسی مثنوی نہین لکھی انھین دنون مین میرزا نظام الدین احمد کو اکبر کے مزاج مین بہت دخل ہوگیا اور چونکہ اُسنے اپنے مہمات کے کام بڑی خوبی سے انجام دیے تھے اس وجہ سے اکبر نے بڑی عنایتین کرنے کے اُسے مخلصون مین شامل کیا قلیج خان سے اُسکو بہت رنج تھا اسلیے اکبر نے اُسکی خاطر سے قلیج خان وغیرہ کو جو دربار سے کبھی جدا نہوتے تھے دور دور کے ملکون مین بھیجدیا یہ زمانہ نظام الدین احمد کی ترقی کا تھا یکایک پینتالیس برس کی عمر مین تپ محرقہ کے عارضہ سے اسی سال کی تئیسوین صفر کو انتقال کیا اُسکے جنازہ کو لشکر سے لاکر لاہور مین اُسکے باغ مین دفن کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ کوئی ایسا شخص نہ تھا جو اُسکے جنازہ پر اُسکو یاد کر کے نہ روتا ہو خصوصاً مجکو بھی خصوصیت اُس سے تھی اس وجہ سے میرا اُسکی

نظام الدین

مفارقت مین بُرا حال ہوا اور یہ تاریخ اُسکی وفات کی مین نے لکھی ؎ رفت مرزا نظام دین احمد ٭ سوے
عقبیٰ و جنت وزیبا رفت ٭ جوہرا وز بسکہ عالی بود ٭ در جوار ملک تعالیٰ رفت ٭ قادری یافت سال
تاریخش ٭ گوہرے بہا ز دنیا رفت ٭ انھین دنون مین اکبر نے شیخ فرید بخاری کو جسے کوہستان سے الک کے
ضبط کرنے کے لیے روانہ کیا تھا خدمت بخشیگری کے لیے جو اُسپر متعین اور منحصر ہوگئی تھی بُلا لیا اور قاضی حسین
قزوینی کو بجاے اُسکے نامزد کیا انھین دنون مین اعظم خان بکہ کے شریفون سے بڑی تکلیفین اُٹھا کر اور ساری
اپنی آن تان برباد کر کے سفر حج سے واپس آیا اور مُریدون مین داخل ہو کر سجدہ اور لوازم ارادت و اخلاص کے
بجا لایا اور ڈاڑھی بھی دور کی در اکبر کے ہم زبانیون مین سب پر بڑھ گیا صوبہ غازی پور اور حاجی پور
اُسکو جاگیر مین عنایت ہوا اور اکبری مذہب کے احکام ابو الفضل سے سیکھتا تھا اِسی سال کی نوروز جشن
کو تحویل نوروزی واقع ہوئی اور اکبر کے جلوس کو چالیسوان برس شروع ہوا دستور سابق سب آرایشین
ہوئین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ نوروز سے دو دن پہلے اکبر نے مجکو جھروکہ کے اوپر اپنے حضور مین
طلب کیا اور میرے سامنے شیخ ابو الفضل سے خطاب کر کے میری نسبت کہا کہ ہم انکو ایک جوان صوفی مشرب
سمجھتے تھے مگر یہ بڑے ہی متعصب نکلے ابو الفضل نے پوچھا کہ یہ اِنکی کس کتاب سے ثابت ہوا تو اکبر نے
کہا کہ یہی رزمنامہ یعنی مہابھارت موجود ہے اور کل ہمنے نقیب خان کو بھی اِس امر پر گواہ کر لیا ہے تب
ابو الفضل نے کہا کہ اِنسے قصور ہو گیا اُسوقت مصنف صاحب نے آگے بڑھ کے عرض کیا کہ جو کچھ ہندیون نے
بتایا بعینہٖ بندہ مین نے ترجمہ کر دیا ہے اگر کچھ اپنی طرف سے بڑھایا ہو تو البتہ قصوروار ہون ابو الفضل نے بھی
یہی مدعا عرض کیا تب اکبر خاموش ہو رہا اور سبب اِس اعتراض کا یہ تھا کہ مین نے مہابھارت کی
یہ حکایت ترجمہ کی تھی کہ اہل ہند مین سے ایک اُستاد نے مرتے وقت حاضرون کو یہ وصیت کی کہ آدمی کو
چاہیے کہ جہالت اور غفلت کو چھوڑ کر سب سے پہلے خدا کو پہچانے اور فقط علم بے عمل پر کفایت نہ کرے
کیونکہ اِسکا کچھ نتیجہ نہین ہوتا اور بُرائیون کو چھوڑ کر نیکی کا طریقہ اختیار کرے اور یقین جان لے کہ ہر فعل کی
کچھ باز پرس ضرور ہو گی اِس مقام پر مین نے یہ مصرع لکھا تھا مصرع ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزاے دارد
اِس معنی کو سوال منکر و نکیر اور حشر و نشر اور حساب اور میزان وغیرہ پر محمول کیا اور یہ اُسکے اعتقاد کے
مخالف تھا کیونکہ وہ سواے تناسخ کے کسی چیز کا قائل نہ تھا اور مصنف صاحب نے اکبر کے مقربون کو
یہ بھی سمجھایا کہ سب اہل ہند نیکیون کی جزا اور بُرائیون کی سزا کے قائل ہین اور اُنکا اعتقاد یہ ہے کہ

کہ جب کوئی شخص مرتا ہی تو اُسکے نامہ اعمال جو ایک موکل مدت العمر سے لکھا کرتا ہی فرشتہ قابض ارواح کے سامنے جسکا بادشاہ عادل نام ہی پیش ہوتے ہین وہ اُسکی نیکی اور بدی کو دیکھکر ایک کو دوسرے پر ترجیح دیکر یہ حکم دیتا ہی کہ اِس شخص کو اختیار ہی کہ چاہے اول اپنی نیکیون کے بدلے بہشت کی لذتین اُٹھالے پھر اپنے گناہون کے بدلے دوزخ مین جاوے یا اِسکے برعکس قبول کرے جب یہ مدت تمام ہو جاتی ہی تو پھر اُسکو دنیا مین لاکر ایسا قالب دیتے ہین جو اُسکے افعال کے مناسب ہو پھر وہ اِسی طرح مدت تک دورہ کرتا رہتا ہی یہان تک کہ آخر کو نجات مطلق ملجاتی ہی اور اِس اوگنون سے چھوٹ جاتا ہی غرض یہ معاملہ خیریت سے گذر گیا شرف آفتاب کے دن اکبر نے خود بخود صدر جہان سے کہا کہ حضرت خواجہ اجمیری کے روضہ پر کوئی متولی نہین اگر ہم مولوی عبدالقادر یعنی (مصنف صاحب) کو اِس خدمت پر مقرر کردین تو تمھاری راے مین کیسا ہی اُسنے جواب دیا نہایت مناسب ہی مصنف صاحب بھی اِس خدمت ملجانے کی بڑی کوشش مین رہتے کئی عرضیان بھی لکھین مگر کچھ نتیجہ نہوا رمضان کی چاند رات کی شب مین صدر جہان نے عرض کیا کہ مولوی عبدالقادر کی رخصت کے باب مین کیا حکم ہوتا ہی تو اکبر نے جواب دیا کہ یہان بھی اُنسے بہت کام متعلق ہین اور کبھی کبھی ہم اُنسے کوئی خدمت لے لیتے ہین وہان کے لیے کسی اور کو پیدا کرو اور اِسی کے قریب ایک روز مصنف صاحب کے سامنے شیخ ابوالفضل سے کہا کہ اگرچہ عبدالقادر روضہ خواجہ اجمیری کی خدمت کے لائق ہین لیکن ہماری خاطر خواہ کتابون کا ترجمہ بھی خوب کردیتے ہین اِسلیے ہم اُنکو اپنے پاس سے جدا کرنا نہین چاہتے ہین شیخ نے اور سب حاضران مجلس نے اِس امر کی تصدیق کی اُسی روز حکم ہوا کہ ہندی کہانیون کی کتاب جسکا ایک ٹکڑا سلطان زین العابدین بادشاہ کشمیر نے ترجمہ کرایا ہی اور اُسکا نام بحر الاسمار رکھا ہی اُسکے بقیہ کا بھی ترجمہ کرو اور اُسکی جلد اخیر کو جسکی ضخامت ساٹھ جز و ہی پانچ مہینے کے عرصہ مین تمام کرو اور انھین دنون مین ایک رات اکبر نے مصنف صاحب کو اپنی خوابگاہ خاص مین پاے تخت کے قریب بلایا اور تمام رات صبح تک طرح طرح کی باتین اور قسم قسم کی حکایتین پوچھتا تھا پھر حکم دیا کہ جلد اول بحر الاسمار کی جو سلطان زین العابدین نے ترجمہ کرائی ہی اُسکی فارسی پرانی غیر مشہور ہی اُسکو بھی از سرنو زبان مروجہ مین ترجمہ کرو مصنف صاحب نے زمین بوس کرکے دل و جان قبول کیا اکبر نے ملتفت ہو کر دس ہزار تنکہ مرادی اور ایک گھوڑا انعام مین دیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یقین ہی کہ دو تین مہینے مین یہ کتاب تمام ہوجائیگی اور اِسکے وسیلہ سے مین وطن کی رخصت مانگونگا اِسی سال مین حدود ہندیہ سے

حکیم عین الملک اور شہباز خان کی عرضیان آئین اُنکا مضمون یہ تھا کہ برہان الملک کو اُسکی بد سلوکی کی
وجہ سے لوگون نے قتل کر ڈالا اور اُسکے بیٹے کو جسکی عمر بارہ برس کی ہی اُسکی جگہ بٹھایا یہ سُنکر فوراً اکبر نے
ایک فرمان شاہزادہ سلطان مراد کے نام اور دوسرا خانخانان کے نام بھیجا کہ بہت جلد تسخیر دکن کی طرف
متوجہ ہو اِسی سال کے شروع ذی الحجہ مین شاہ بیگ خان کابلی قندھار کو گیا اور میرزا مظفر حسین حاکم قندھار نے
ہمراہ قرابیگ حاکم قندھار کے اکبر کی ملازمت حاصل کر کے ایک جواہر بیش قیمت مع اور بہت سی
عمدہ چیزون کے پیش کیا اکبر نے بھی اُسپر بہت سی مہربانیان کین شاہ بیگ خان نے داور مین جاکر ایک بڑی
بھاری فوج ساتھ لیکر اوزبکون سے مقابلہ کیا اور اُنکو شکست دی اور اکثر اُنکے سردارون کو قتل کر کے
جو باقی رہے اُنکو خلعت دیکر خلاصی بخشی کچھ لوگ بھاگ کر ایک قلعہ مین بند ہو گئے تھے بہت سی توپین مار کر
اُس قلعہ کو بھی فتح کیا پھر وہان سے آگے بڑھ کر گرم سیر بھی قبضہ کر لیا اِسی سال مین اکبر نے صوبہ چتوڑ
میرزا رستم کو حوالہ کیا اور ولایت سنبھل شیخ ابو الفضل سے نکال کر میرزا قندھاری کی جاگیر مین دی اور
ملتان کو جو میرزا رستم کے ظلم سے بالکل تباہ ہو گئی تھی خالصہ کر لیا اِنھین دنون مین سعید خان مغل بنگالہ سے
آیا اور بہت سے ہاتھی اور طرح طرح کا اسباب اور اُس ملک کے عمدہ عمدہ تحفہ عیسیٰ خان وہان کے
زمیندار کی طرف سے پیشکش لایا اِسی سال مین شیخ یعقوب کشمیری صرفی تخلص دربار سے رخصت ہو کر وطن کو گیا
اور وہان اُسنے انتقال کیا اِسی سال مین ذی الحجہ کی ستائیسوین شب کو حکیم عین الملک نے جو بطور
رسالت کے راجہ علیخان کے پاس گیا تھا اُسنے وہان سے ہنڈیہ اپنی جاگیر مین آکر پانچ مہینے بیمار رہکر
وفات پائی تیسری محرم سنہ ایک ہزار چار کو حکیم حسن گیلانی نے جو ایک درویش منش اور بڑا خلیق
آدمی تھا انتقال کیا اِنھین دنون مین شیخ موسیٰ گیلانی قادری ولد مخدوم شیخ حامد چھوٹا بھائی
شیخ عبد القادر کا جو اچھ مین سجادہ نشین ہین اکبر کی ملازمت مین آکر پانصدی کے منصب پر
سرفراز ہوے اِنھین دنون مین صدر جہان ہزاری کا منصب پا کر مع اپنے دونون بیٹون کے
اکبر کے خاص مریدون مین داخل ہوا اور جب اُسکو منصب ہزاری ملا تو عرض کیا کہ میری ڈاڑھی کی
نسبت کیا حکم ہوتا ہی اکبر نے کہا رہنے دو اور اُسی روز ملا تقی ششتری جو آج کل حسب الحکم
شاہنامہ کا ترجمہ نثر مین کیا کرتا ہی اور جب آفتاب کا ذکر آتا ہی تو جلت عظمتہ یا عز شانہ
یا اور کوئی اِس قسم کا لفظ لکھدیتا ہی اور شیخ زادہ گوسالہ خام خام بنارسی اور ملا شاہ محمد

شاہ آبادی اور صوفی احمد مطرب جو اپنے آپ کو حضرت غوث الثقلین رحم کی اولاد مین منسوب کرتا تھا اکبر کے مُرید
ہوے اور سب نے صدی سے پانصدی تک کے منصب پائے اور ڈاڑھیان بھی دورکین * موبراش جنید
اُنکی تاریخ ہے بیا احمد دہری ہے جو اپنے آپکو شیخ احمد بکری مصری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید بلکہ خلیفہ کامل تبلاتا تھا
اور کہتا تھا کہ مین شیخ کے اشارہ سے ہندوستان مین آیا ہون کیونکہ بارہا مجھسے کہا کرتے تھے کہ بادشاہ
کو کچھ لغزش واقع ہوگی اور تو جاکر اُسکی دستگیری کرکے اُس مہلکہ سے نجات دیگا حالانکہ اب یہان
معاملہ برعکس ہوگیا گوسائن بنارسی شیخ ابوالفضل کے وسیلہ سے ثقہ سب کے مرتبہ پر پہونچکیر
تہی مکاری اور حیلہ گری سے بنارس کا کروری ہوگیا تھا اور وہان وہ ہوش سے باہر ہوکر ایک
رنڈی پر عاشق ہوا احمد بھی جسکا ذکر ابھی ہوچکا اُسی فاحشہ پر مائل تھا بنارسی نے اُسکو بہت سا روپیہ
دیکر بیٹھ سوکل اُسکے مکان پر مقرر کیے رنڈیون کے داروغہ نے اس امر سے اکبر کو مطلع کیا چنانچہ
اُسنے ایک شب نوروز کی مجلس مین احمد سفلی اور مُلا شاہ محمد کی دوصدی کی جاگیر کو جو دامن کوہ مین تھی
اور اسمین دونون شریک تھے تغیر کیا اور بنارسی کو بھی بُلا لیا ملک الشعرا شیخ فیضی نے جو چھ مہینے سے
سخت بیمار تھا اور ضیق النفس اور استسقا اور ہاتھ پانون کا ورم اور خون کی قے اور طرح طرح کے
امراض متضادہ اُسکو عارض ہوگئے تھے دسوین صفر کو انتقال کیا اور چونکہ اُسکو مسلمانون کی ضد
رات دن کتون سے بہت سا غلط تھا حالت نزع مین اُسکے مُنھ سے بعینہ ایسی آواز نکلتی تھی
کہ جیسے کُتے بھونکتے ہین اور دین اسلام سے ایسا اُسکو انکار تھا کہ مرتے وقت بھی ایک عالم نے شرع سے
اُسنے وہی الحاد کی بہت سی گفتگو کی جسپر پہلے سے جما ہوا تھا اُسکی تاریخ یہ ہے ۵ وی فلسفی و شیعی و
طبیعی و دہری ٭ اور ایک مادہ یہ ہے کہ قاعدۂ الحاد شکست * حالت نزع مین اکبر بھی اُسکی عیادت
کو گیا تھا اور اُسکا سر اُٹھا کر کئی مرتبہ چلایا کہ شیخ جیو حکیم علی کو ہم ساتھ لائے ہین کچھ بولتے نہین
جب اُس سے کچھ نہ بولا گیا تو اکبر نے بیتاب ہوکر اپنی پگڑی زمین پر پھینکدی اور ابوالفضل کی کچھ تسلی کرکے
چلا آیا تھوڑی دیر کے بعد خبر آئی کہ وہ مرگیا تھوڑے دنون کے بعد حکیم ہمام نے بھی چھٹی ربیع الاول
کو انتقال کیا ساتوین کو کمالائی صدر مرگیا ان دونون کے مال اُسی وقت ضبط ہوگئے اور وہ بیچارہ
کفن تک کے محتاج رہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اکبر کے زمانہ سے آج تک کے وقعات یہی تھے جو مین نے
مختصر طور پر لکھکر چھٹی صفر سنہ ایکہزار چار اور اکبر کے جلوس کے چالیسوین سال مین تمام کیے جو کچھ لکھا ہے

اپنی دانست مین صحیح صحیح لکھا ہے لیکن اگر نظر تفصیل سے دیکھیے تو دریا مین سے ایک قطرہ ہے اگر کہین
سنون کی ترتیب مین کچھ تقدیم و تاخیر ہو گئی ہو تو وہ غلطی تاریخ نظامی کی ہو گی جو اس کتاب کی اصل ماخذ ہے

ذکر اولیاے عہد اکبر شاہی

میان حاتم سنبھلی یہ بڑے عالم تھے مدتون انواع علوم کا فیض انکی ذات سے جاری رہا کمالات
صوری و معنوی انمین جمع تھے تحصیل علم کے زمانہ مین یکایک حال انپر غالب ہوا اور قیل و قال ظاہری
کو ترک کر کے اپنے استاد شیخ عزیز اللہ دانشمند طلمبنی رحمۃ اللہ علیہ کے جو بڑے عالم ربانی اور ولی کامل
تھے مرید ہوے اور کچھ طریقہ سلوک کے شیخ علاء الدین چشتی دہلوی قدس اللہ سرہ کی خدمت مین
حاصل کیے اور ان دونون بزرگوارون سے طالبون کی تکمیل اور تعلیم کی اجازت لی ابتداے جذبہ مین
دس برس تک سنبھل اور امروہہ کے جنگلون مین سر و پا برہنہ پھرتے رہے اس عرصہ مین کبھی انکی
بستر کو پیٹھ نہ لگی نہ سرنے تکیہ سے آرام پایا ذوق سماع انکی طبیعت پر غالب تھا جب کچھ گفتگو کرتے
یا مسکراتے تو بے ساختہ لفظ اللہ انکی زبان مبارک سے نکل جاتا تھا کیفیت کا انپر ایسا غلبہ ہو گیا تھا
کہ بہت سا راگ سننے کی تاب نہ تھی تھوڑے سے ہی نغمہ پر بے اختیار ہو جاتے تھے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جب میری بارہ برس کی عمر تھی تو ۹۶۰ھ نو سو ساٹھ مین اپنے والد ماجد کے ساتھ سنبھل کو
گیا تھا اور وہان انکی ملازمت مین حاضر ہوا قصیدہ بردہ مین نے انکی خانقاہ مین یاد کیا اور اسکی
اجازت حاصل کی اور فقہ حنفی مین کتاب کنز کے بھی چند سبق انسے تیمناً تبرکاً پڑھے اور انکے مریدون
مین داخل ہوا انھون نے میرے والد سے فرمایا کہ ہمنے تمھارے لڑکے کو کلاہ شجرہ اپنے استاد میان
شیخ عزیز اللہ کی طرف سے اسلیے دیا ہے کہ علم ظاہری سے بھی فائدہ اٹھاوے حضرت ممدوح سنہ ۹۶۹ھ
نو سو انہتر مین جوار رب ایزدی مین پہنچے + درویش دانشمند + انکی وفات کی تاریخ ہے
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ چونکہ میرے والد سے انکو ایک نسبت خاص تھی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ
حسن اتفاق سے اسی روز انھون نے بھی وفات پائی شیخ جلال تھانیسری شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ
علیہ کے خلیفہ تھے اور علوم ظاہری اور باطنی کے جامع تھے بہت دنون تک علوم دینیہ کا افاضہ
کرتے رہے آخر علوم رسمیہ کو چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کی اکثر اوقات شریف انکے ختم قرآن مجید اور
نوافل اور درود اور دعا مین مصروف رہتے تھے اور عمر انکی نوے برس کی ہو گئی تھی نہایت

نحیف و ضعیف تھے فقط پوست و استخوان باقی تھا اگرچہ بیٹھنے اور حرکت کرنے کی قوت نہ تھی اور ضعف کی
وجہ سے ہر وقت تکیہ لگائے لیٹے رہتے تھے مگر جب اذان سُنتے فوراً اپنے دوسرے کی مدد سے کھڑے
ہو جاتے اور جوتیان پہنکر عصا ہاتھ مین لیکر بذاتِ خود آداب طہارت اور نماز کا اہتمام کرتے اور جب
اُس سے فارغ ہوتے تو پھر موافق معمول کے بستر پر آکے لیٹ جاتے تھے مصنف صاحب لکھتے مین کہ
مین دو مرتبہ اُنکی خدمت مین حاضر ہوا اول مرتبہ سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ مین جب وہ تھانیسر کے معافیدارون کی
سفارش کے لیے آگرہ مین تشریف لائے تھے اور دوسری مرتبہ سنہ ۹۸۱ نوسو اکاسی مین حسین خان کے
ساتھ تھانیسر مین جس زمانہ مین وہ الغ میرزا کے تعاقب مین جاتا تھا اور اُنکو دیکھا تو گویا ایک نور کا
تودہ مجسم تھے سنہ ۹۸۹ نوسو نواسی مین اُنھون نے اِس جہان فانی سے رحلت کی شیخ محمد غوث گوالیاری
یہ شیخ ظہور اور حاجی حضور عرف حاجی حمید کے مرید تھے سلسلۂ شطاریہ مین اُنکی نسبت سلطان العارفین
شیخ بایزید بسطامی قدس اللہ روحہ تک پہونچتی ہی بارہ برس تک کوہ چنار اور اُسکی نواحی
مین سخت ریاضتین کرتے رہے غارون مین مسکن بنایا تھا اور فقط درختون کے پتے غذا تھی علم
دعوت اسما مین بڑے مقتدا اور صاحب تصرف تھے اِس علم کی اجازت اُنھون نے اپنے بڑے بھائی
شیخ پھول سے جو صاحب کرامات و خوارق تھے حاصل کی تھی ہمایون بادشاہ اِن دونون بزرگوارون کا نہایت
معتقد تھا اور جو خلوص اُسکو اِنسے تھا کسی سے نہ تھا طریقہ دعوت اسما کا بھی اِنسے سیکھا کرتا تھا جب شیر شاہ کا
زمانہ آیا تو اُسنے شیخ ممدوح کو ایذا دینی شروع کی اِس سبب سے اُنھون نے گجرات کا سفر اختیار کیا وہان کے
سب حکام اور سلاطین بھی اِنکے بڑے معتقد ہوے اور میان شیخ وجیہ الدین جو بڑے عالم اور عامل
تھے اِنکی اطاعت کے حلقہ مین داخل ہوے یہ سب اِنکے کمالات کا ظہور تھا بہت سے نامی مشائخ دہلی
اور گجرات اور بنگالہ مین اِنھین کے فیض یافتہ ہین اور ابھی تک اُنکے کمال کا اثر باقی ہی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ مین اُنکو آگرہ کی بازار مین دیکھا تھا سوار ہوے جاتے تھے اور اسقدر
ازدحام اُنکے گرد تھا کہ گویا رستہ بند ہو گیا تھا اور بار بار داہین بائین وہ لوگون کو سلام کا جواب اِس قدر
جھک جھک کر دیتے تھے کہ اُنکی پیٹھ قریب بزمین تک پہونچتی تھی اُسی سن مین گجرات سے آگرہ مین آئے تھے
اور اُنھون نے بہت سے حیلہ اور وسیلے پیدا کرکے صغر سن مین اکبر کو ترغیب و تحریص دیکر اپنے مریدون
مین داخل کیا مگر تھوڑے دنون بعد اکبر اُنکا منکر ہو گیا جب خانخانان بیرم خان اور شیخ گدائی سے اُنکی

موافقت نہوئی اس وجہ سے آزردہ ہوکر گوالیار کو چلے گئے اور مریدون کی تعلیم مین مصروف ہوے وہان
اُنھون نے ایک خانقاہ بنوائی اور سماع اور سرود کے شغل مین مصروف رہتے تھے علم تصوف مین کئی
کتابین بھی تصنیف کین فقیری کے لباس مین یہ شخص بڑا صاحب جلال تھا ایک کرور تنگہ انکی بدمعاش
مقرر تھی جو کوئی انکے پاس آتا تھا اگرچہ کا ذہو تعظیم کو کھڑے ہوجاتے تھے اس حرکت پر سب فقرا انپر ملامت
کرتے تھے خدا جانے اُنکی کیا نیت تھی شعر چون رد و قبول ہمہ در پردۂ غیب است + زنہار کسی انکنی عیب کہ عیب است
سنہ ۹۷۰ نوسو ستر مین اُنھون نے اسی برس کی عمر پاکر آگرہ مین وفات پائی گوالیار مین دفن ہوے سخاوت
اُنمین حد سے زیادہ تھی مشہور ہے کہ کبھی لفظ من اُنکی زبان پر نہ گذرتا تھا اور ہمیشہ اپنے آپ کو فقیر کہکے بولتے تھے
یہان تک کہ جب کسی کو غلہ دینا منظور ہوتا تھا تو یون کہا کرتے تھے کہ اس قدر سیم و نون فلانے شخص کو دو
تا کہ من کا لفظ زبان سے نہ نکلے شیخ برہان الدین یہ بڑے زاہد اور متوکل اور متقی و تعلقات سے معرا آزاد اور
صاحب استغنا اور گوشہ نشین تھے مشہور ہے کہ اُنھون نے تین روز مین میان آکہ داد بابری والہ کی صحبت سے جو
ایک واسطے سے سید محمد جونپوری کے مرید تھے سب فیض حاصل کیا اور کمال کے درجہ کو پہونچ گئے
ریاضت بھی اُنھون نے بہت کی تھی اور حضور قلب خوب حاصل تھا پچاس برس تک اُنھون نے بالکل
حیوانات کا اور سوا اسکے اور اکثر کھانون کا ترک کیا تھا فقط کسی قدر دودھ اور شیرینی پر اکتفا کرتے تھے
آخر عمر مین پانی بھی چھوڑ دیا تھا بالکل ایک ہئیت روحانی نظر آتے تھے کالپی مین ایک نہایت تنگ و
تاریک اُنکا حجرہ تھا اُسی مین ہمیشہ ذکر اور فکر اور مراقبہ مین مشغول رہتے تھے پاس انفاس موافق طریقہ
مہدویہ کے اُنکا معمول تھا اور اگرچہ علوم عربیہ مین سے شیخ نے کچھ نہ پڑھا تھا مگر قرآن کی تفسیر بہت اچھی طرح
بیان کرتے تھے کشف قلوب بھی اُنکو بہت اچھی طرح حاصل تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین سنہ ۹۶۷
نوسو سرسٹھ مین سفر جنار سے واپس آتا تھا رات کے وقت شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوا اُنھون نے
بڑی بڑی بلند باتین کین اور اثنائے گفتگو مین کچھ اپنے ہندی کے شعر جنمین وعظ و تصوف اور ذوق اور
توحید اور تجرید کا مضمون تھا پڑھے دوسرے دن مہر علی سلدوز جسکے مزاج مین باوجود درویش دوستی کے
ظلم اور مردم آزاری بہت تھی مصنف صاحب کے ساتھ اُنکی ملاقات کو گیا اتفاقاً شیخ کے سوار
ہونے سے تھوڑی دیر پہلے اپنے نوکرون کو بہت سی مار پیٹ کی تھی اور فحش گالیان دی تھین
شیخ نے پہلے ہی ملاقات مین یہ حدیث پڑھی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ

مِن لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ - یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمانون کو ایذا نہ پہونچے اور اسی تقریب مین اُنھون نے بہت سے نکتہ بیان کیے مہر علی نے سمجھکر بہت سی عذر خواہی کی اور ندامت اور خجالت ظاہر کی اور دعا کا التماس کیا اور کسی قدر نذر پیش کی مگر قبول نہوئی شیخ ممدوح نے سو برس کی عمر پا کر سنہ ۹۷۰ نوسوستر مین وفات پائی مصنف صاحب نے یہ تاریخ اُنکی لکھی ع دل گفت کہ شیخ اولیا بود ٭ اور اُنکی وصیت کے بموجب حجرہ مین اُنکو دفن کیا شیخ محمد کنبو سنبھلی یہ قادریہ کے سلسلہ مین بڑے صاحب ذوق و وجد تھے ابتداے حال مین اُنھون نے ریاضت اور مجاہدہ بہت کیا تھا آواز بھی اُنکی بہت اچھی تھی جب اُنپر کیفیت غالب ہوتی تھی تو کچھ گایا کرتے تھے اُس وقت سب حاضرین مجلس پر رقت طاری ہوتی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ابھی تک میرے دل مین اُس سماع کا اثر باقی ہے ابتداے حال مین علوم ظاہری کا کسب بھی کرکے کچھ دنون افادہ فرمایا ہے عشق مجازی کا بھی تعلق رکھتے تھے اِس معاملہ مین بھی اُنکو بڑی بیتابی اور اضطرابی رہتی تھی اسی سبب سے شیخ محمد عاشق اُنکا نام مشہور تھا سنہ ۹۸۵ نوسو پچاسی مین اُنھون نے مُلک آخرت کو رحلت کی ٭ اور شتم از شوال ٭ اُنکی وفات کی تاریخ ہے شیخ فخر الدین یہ ایک پیر نورانی متوکل صاحب خلوت و عزلت تھے ریاضت بھی بہت کرتے تھے اپنے گھر سے باہر نہ نکلتے تھے ہر جمعہ کو اُنکی خانقاہ مین صوفیون کا مجمع ہوتا تھا اور مجلس سماع کی منعقد ہوتی تھی اور کوئی کیسا ہی سماع کا منکر ہو مگر اُسکو بھی حال آجاتا تھا شیخ کا وجد اور لوگون مین بڑا اثر کرتا تھا جب اُس مجلس سے فارغ ہوتے تھے تو دسترخوان بچھتا تھا بادشاہ فقیر سب اُنکی مجلس مین برابر تھے بیرام خان خانخانان بھی ہمیشہ جمعہ کی نماز اُنھین کی مسجد مین پڑھا کرتے تھے اور اُنکی صحبت کے اثر سے اُسپر بھی بڑی رقت طاری ہوتی تھی اور بیٹھنے اور اُٹھنے اور کھانا کھانے مین کچھ اور لوگون سے اُسکو امتیاز نہوتا شیخ عزیز اللہ اِنمین معرفت آلٰہی اور محبت کا بڑا اثر تھا اور نہایت سوز و گداز اور صفائی قلب اُنکو حاصل تھی بڑے صاحب ذوق تھے رات دن رویا کرتے تھے اگر ذرا گانے کی بھنک اُنکے کان مین پڑ جاتی تھی تو ایسے بیتاب ہوجاتے تھے کہ گویا آگ لگ جاتی تھی صبح و شام سماع کی مجلس اُنکی معمول تھی اُس وقت اگر پتھر پر بھی اُنکی نظر پڑ جاتی تھی تو گویا موم سے زیادہ نرم ہوجاتا تھا اپنے پدر بزرگوار شیخ حسن کے مُرید تھے اپنے بڑے بھائی شیخ محمد حسن سے بھی جو شیخ مان پانی پتی کے پیر تھے کچھ فیض حاصل کیا تھا عجز و انکسار اُنکے مزاج مین بہت تھا اور اگر بالفرض چلہ مین بھی وہ

بیٹھے ہوتے اور کوئی محتاج شخص کسی کافر سے بھی اُنکی سفارش چاہتا تو گو کتنی ہی مسافت بعید پر ہو پیادہ یا
بے تکلف چلے جاتے تھے اُسکی حاجت روائی کرتے تھے اور پھر اپنے گھر آنکر چلہ مین بیٹھ جاتے تھے گویا اِس
کام سے چلہ اُنکا نہین ٹوٹتا تھا اپنی عبادت پر لوگون کی حاجت روائی کو مقدم جانتے تھے اگر کوئی کافر یا ظالم
اول مرتبہ اُنکی سفارش نہین قبول کرتا تھا یا عمداً گھر سے نہین نکلتا تھا تو تمام دن اُسکے گھر منتظر بیٹھے
رہتے تھے اور دوسرے دن بلا انکار پھر اُسکی مجلس مین جاتے تھے مطلق کدورت اُنکی خاطر مین نہ آتی تھی
آخر وہ شخص خود شرمندہ ہوکر اُنکے پانوٴن پر گر پڑتا تھا اور اُس فقیر کی حاجت پوری کر دیتا تھا ایک دن
شیخ نظام الدین اولیا کے مزار پر موافق معمول کے مجلس سماع مین بیٹھے تھے ناگاہ ایک دیوانہ نے چیخ مار کر
شیخ کو زانو پکڑ کر اُٹھایا اور سرنگون زمین پر دے مارا پگڑی بھی اُنکی پریشان ہو گئی مگر مطلق تغیر اُنکے مزاج مین
نہ آیا اور اُسکے وجد وحال کا گمان کر کے معذور رکھا اُس دیوانہ نے دوبارہ یہی حرکت کی اُس وقت
حاکم شہر نے اُسکو سزا دینے کا ارادہ کیا شیخ نے بہت عذر خواہی کی اور اُس دیوانہ کو اپنی حمایت مین
لیکر کسی قسم کا آسیب اُسپر نہ آنے دیا شیخ ممدوح علوم ظاہری مین بھی کامل تھے تفسیر عرائس اور عوارف
اور فصوص الحکم اور اُسکی شرحین ہمیشہ شاگردون کو پڑھایا کرتے تھے اُنمین سے ایک رسالہ
عینیہ ہے جو اُنھون نے شیخ مان پانی پتی کے رسالہ غیریہ کے مقابلہ مین لکھا تھا اور اُسمین مسئلہ
وحدت وجود کے بہت باریک نکتہ بیان کیے ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین خانخانان
کی لڑائیان ہو رہی تھین مین بھی کئی برس اُنکے درس مین مستفیض رہا اور بہت سی کتابین اور تصوف کے
رسالے سُنے ۹۸۷؁ نو سو ستاسی مین اُنکا انتقال ہوا اور قطب طریقت نماند اُنکی وفات کی
تاریخ ہے اُنکی عادت تھی کہ اپنی تصنیف کتابون اور خطون مین ذرہ ناچیز عبد العزیز ہمیشہ اپنا نام
لکھا کرتے تھے اتفاقاً ذرہ ناچیز بھی اُنکی وفات کی تاریخ کا مادہ نکلا شیخ سلیم چشتی یہ مخدوم شیخ
فرید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین سے ہین اصل اُنکی دہلی سے ہے خلیفہ اور مرید خواجہ ابراہیم کے ہین جو چشتی نسبت
مین خواجہ فضیل عیاض کی اولاد مین تھے خشکی اور تری کے راستہ سے دو مرتبہ سفر حج کو گئے اور روم
اور بغداد اور نجف اشرف وغیرہ مغرب کے شہرون کی خوب سیر کی حج کے موسم مین مکہ کو آجاتے تھے
اور حج سے فارغ ہو کر پھر سیر وسفر مین مصروف ہوتے تھے چنانچہ اسی طرح اُنھون نے اپنی عمر مین
بائیس حج ادا کیے چودہ اول مرتبہ اور آٹھ دوسری مرتبہ اخیر مرتبہ چار برس مکہ مین رہے اور چار برس

مدینہ مین مگر ہر سال ایام میلاد مین مدینہ مین اور موسم حج مین مکہ مین آجاتے تھے مرتبہ اخیر مین شیخ یعقوب کشمیری بھی اُنکے ساتھ تھے اُنھون نے مکہ مین پہونچنے کی یہ تاریخ لکھی ؎ شکر خدا را کہ بمحض کرم منزل ما شد حرم محترم + ہر کہ بپرسید ز تاریخ سال + گفت دخلنا الحرام + اُن ملکون مین انکا نام شیخ الہند مشہور ہی شریعت مصطفوی پر قائم ہو کر اُنھون نے اِسقدر ریاضتین کین ہین کہ کسی شیخ کو کم نصیب ہونگی نماز پنجگانہ اُنکی طہارت اور غسل کے ساتھ جو ہر روز کا معمول تھا کبھی جماعت سے فوت نہوتی تھی جب شیخ مان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اُنکی صحبت مین آئے تو اُنھون نے پوچھا کہ آپ مقصد پر کس طرح پہونچے تو اُنھون نے جواب دیا کہ طور ما دل بر دل ست اور بعضے منتخب التواریخ کے نسخون مین لکھا ہی کہ طور ما بر دل ست واللہ اعلم بہت سے مشائخ اِنکی صحبت سے کامل ہو کر اِنکے قائم مقام ہو گئے اُنھین مین سے ایک شیخ کمال الوری تھے جنکے دل مین عشق کی آگ بھڑک رہی تھی اور ایک شیخ پیارے بنگالی جو بنگالے کے شہرون مین بہت مشہور ہین اور ایک شیخ فتح اللہ ترین سنبھلی اور ایک شیخ رکن الدین اجودھنی اور ایک حاجی حسین جو اُنکے سب خلیفون مین عمدہ اور فتح پور مین اُنکی خانقاہ کے خادم تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب شیخ دوسری مرتبہ ہندوستان مین تشریف لائے تو مین نے سُنا تھا کہ اُنکو عربی عبارت مین بڑی مہارت ہی اسلیے مین نے بھی ایک خط عربی مین اُنکو بدایون سے لکھکر بھیجا اور اُسمین دو تاریخین اُنکی تشریف آوری کی لکھی تھین جو پہلے مذکور ہو چکی ہین اُس مکتوب کی بعینہٖ نقل کیجاتی ہی

نقل مکتوب

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام ؕ شعر سلامٌ علیٰ طائفی کعبۃٍ ؕ بہٖ حلّ من فاق کلّ الانام ؕ سلامٌ علیٰ عاکفی منزلٍ + تطوف فیھا نسیم الکرام + اتحف و طائف دعوات عطرت نسائم شمائمھا اصوامع جوامع القدس و ابلغ صحائف تحیات فتحت روائح فوائحھا محافل فواضل الانس الی حضرۃ علیہ و سدۃ سنیۃ ہی مسجد جباہ اکاسرۃ الزمان و مقبل شفاہ قیاصرۃ الدوران الذی لا یحیط الوہم بادراک القابہ والالقاب مطروحۃ دون بابہ جناب الشمس مستغنی عن التعریف والتوصیف اعنی حضرۃ قدوۃ الانام مقتدی الامام شیخ الاسلام لا زال ظلال لاہ ممدودۃ علیٰ رؤس العالمین عموماً و علیٰ مفارق فوق المستفیدین

المستضعفین خصوصا ولما کانت ناشیة عن صدق النیة ومبعثة علی خلوص الطویة التوقع تشرف القبول ومن الله الفوز بکل مامول ومسؤل بعل دعاء ما وجب علی رقبة الرقیة وذمة المهجة فلیکن علی الضمیر المنیر والمرأت الغیبة لا محالت علی الخاطر الخطیر واستجعل اللازمیة واضحا ان شدة ایام الفراق وحدة الم الاشتیاق لایندرج شطر من شطر منها فی ظروف الحروف ولو ان مافی الارض من شجرة اقلام والبحر یمده فی مرور الزمان والصروف والقلب اصدق شاهد کتشهد

شعر الله یعلم ان النفس قد تلفت + شوقا الیک ولکن امنیها + نظرت منک یا سؤلی ویا آملی + اشهی التی من الدنیا ومافیها + والعبد لمستهام سعی سعیا تاما ان یحظی بملاقاته الشریفة ویستمع من مقالاته اللطیفة لکن التقدیر لم یساعد التدبیر والعروج علی فلک العلی لیس بیسیر **شعر** ما کلما یتمنی المرء یدرکه + تجری الریاح بما لا تشتهی السفن + مع هذا الاعتماد بشرائف الکرام الالهیة واثق والرجاء بلطائف النعم الغیر المتناهیة صادق ان تنور العین بمشاهدة جماله کما ان القلب مملو عن ملاحظة جماله ان الله مجیب غیر مخیب **شعر** وارجو من الله نیل المواهب + وربی لما یبتغی العبد واهب + ولیس من کرمه البدیع بعید ان یقرئ بفاتحة فاتحة و یدعونی بدعوة صالحة ولیس یجری ان یجری ازید من هذا اقدام القلم علی بساط الانبساط ویترنم ورقاء العبارة علی غصن دوحة النشاط والاقتصار علی هذا القدر اولی والاختصار علی الدعاء انسب واحری لا زالت ذاته العالیة مصونة عن طوارق الحدثان ومامونة عن بوارق الملوان **شعر** بقیت بقاء الدهر یا کهف اهله + وهذا دعاء للبریة شامل + اجاب الله دعاء عبده بحق من لا نبی من بعده

مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ ۹۶۲ نو سو چھتر میں شیخ اعظم بدایونی کے وسیلہ سے جو شیخ مذکور کی برادری کا ایک شخص اور اسکا داماد بھی تھا میں شیخ مذکور کی ملازمت میں حاضر ہوا اثناے گفتگو میں شیخ ممدوح نے پوچھا

کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او شیخین کی قبرون کی صورت حدیث مین کیا لکھی ہی مصنف صاحب نے
دو قول بیان کیے شیخ نے کہا کہ سہروردی نے واقعہ صاعقہ مین تینون قبرون کی صورت لکھی ہی اور اُسمین
پہلے قول کو ترجیح دی ہی غرض مصنف صاحب دو روز موافق اُنکے اشارہ کے مع شیخ اعظم کے اُنکی خانقاہ
قدیم کے حجرے مین رہے پھر وہان سے بساور کو چلے گئے بعد ازان ۹۷۸ھ نو سو اٹھتر مین کئی مرتبہ
اُنسے ملاقات ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہین مین نے جو اُنکے کئی خوارق دیکھے ایک اُسمین سے یہ ہی کہ
بڑی سردی کے موسم مین سواے ایک باریک انگرکھا و ململ کی چادر کے اور اُنکے پاس کچھ نہ تھا حالانکہ
فتح پور کے پہاڑ دامن مین بڑی سردی ہوتی تھی اور شیخ ممدوح کو ہر روز نہانے کا التزام تھا سال کے روزے رکھا
کرتے تھے اور اُس حالت مین بھی غذا اُنکی آدھا تربوز یا اس سے بھی کچھ کم تھی ۹۸۹ھ نو سو نواسی مین اُنھون نے
عالم بقا کو رحلت کی شیخ ہندی + اُنکی تاریخ ہی شیخ نظام الدین انبیٹھی والہ انبیٹھی نواح لکھنؤ مین
ایک قصبہ ہی وہ شیخ معروف چشتی کے جنکا سلسلہ شیخ نور قطب عالم تک پہونچتا ہی مرید اور شاگرد تھے
سلوک اور جذبہ دونون اُنمین جمع تھا اگرچہ ابتدا مین کچھ علوم ظاہری کا شغل رکھتے تھے مگر صفائی باطن کی
طرف زیادہ اُنکی توجہ تھی تھوڑے دنون مین اپنے پیر سے مریدون کی تعلیم کی اجازت لی اور قصبہ انبیٹھی مین قناعت
اختیار کرکے بیٹھ رہے سواے مسجد کے اور کہین نہ جاتے تھے مگر کبھی کبھی خیرآباد مین مخدوم شیخ سعد کے مزار پر
یا شیخ الہدیہ کی ملاقات کو جو شیخ صفی کے خلیفہ تھے یا گوپامؤ مین قاضی مبارک گوپاموی کی ملاقات کو جو
شیخ مذکور کے خاص مرید اور بڑے متقی صاحب کمال تھے تشریف لیجایا کرتے تھے اور کبھی فتح پور کو شیخ عبد الغنی سے
ملنے چلے جاتے تھے جب شیخ الہدیہ کی خانقاہ مین تشریف لیجاتے تو ایک روپیہ یا ایک تنکہ یا اور کوئی تحفہ
پیش کیا کرتے تھے اور اُس وقت اُنکا ایک عجیب حال ہوتا تھا مشہور ہی کہ شیخ مذکور نے کتاب فصوص الحکم
شیخ ابو الفتح ولد شیخ الہدیہ سے لے لی تھی اور اُسکے عوض مین اُنکو ایک اور کتاب دے دی تھی کہ اسکا مطالعہ
کیا کرو تمام عبادات اور معاملات مین اُنکا مدار کتاب احیاء العلوم اور عوارف اور رسالہ مکیہ و آداب المریدین
وغیرہ پر تھا ہمیشہ جمعہ کی نماز سے پہلے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھا کرتے تھے پھر جمعہ پڑھتے تھے خطبہ مین بادشاہون کی
تعریف ہرگز نہوتی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اُنکو ایک روز دیکھا کہ جوتیان پہنے ہوے
جمعہ پڑھتے تھے اور فرمانے لگے کہ حضرت رسالت پناہ نے جوتیان پہنکر نماز پڑھی ہی ایک روز ایک طالب علم نے
تبرکاً و تیمناً اُنسے کافیہ کا سبق شروع کرنا چاہا شیخ نے کچھ اغماض کیا جب اُسنے بہت اصرار کیا تو فرمایا کہ

علم دین کی کوئی کتاب پڑھو اُسنے کہا کہ یہ کتاب بھی علوم دنیوی سے ہے کیونکہ دین کی موقوف علیہ ہے تب
شیخ کو جذبہ کی حرارت آئی اور فرمایا کہ ایسی کتاب کیونکر موقوف علیہ دین کی ہو سکتی ہے جسمین اول بحث یہی
ہے کہ مصنف نے کسر نفسی کی وجہ سے حمد خدائے تعالیٰ کی خطبہ مین چھوڑ دی شیخ ممدوح مریدیت کم کرتے تھے
اُنکے مخصوصون مین سے شیخ حاتم گوپاموی تھے یہ شیخ حاتم قاضی مبارک کی خانقاہ مین طالب علمی کیا کرتے تھے
شیخ نے وہین سے انکو اپنی صحبت مین لے لیا کبھی کبھی کوئی سبق بھی انکو پڑھا دیا کرتے تھے کبھی کوئی کتاب
مطالعہ کے لیے دے دیا کرتے تھے غرض شیخ حاتم کو ہر طرح اپنے موافق کر لیا تھا کبھی کوئی دستار اور کفش اور
جامہ بخش دیتے تھے قاضی مبارک اور اور مرید یہ عنایتین دیکھکر شیخ حاتم پر حسد کرتے تھے حضرت شیخ سمجھکر فرمایا
کرتے تھے کہ مین کیا کرون اللہ کو منظور ہے کہ اس مفلسی اور پریشانی مین حاتم کو کوئی نعمت ملے حضرت کے
جذب اور تصرف نے ایسا اثر کیا تھا کہ چند روز مین حاتم کو کمال کا مرتبہ حاصل ہو گیا حضرت شیخ حقائق اور
معرفت کی گفتگو فقط شیخ حاتم سے ہی کیا کرتے تھے اسی اثنا مین شیخ حاتم کے مرتبہ کو تنزل ہوا پھر ترقی ہوئی
اور بعضی لغزشین اُنسے واقع ہوئین جب وہ حضرت کی خلافت اور وراثت کے مستحق ہوے تو قضائے الٰہی سے
اُن دنون مین انکا انتقال ہو گیا حضرت شیخ اکثر زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے کہ ایک بندہ خدا کا ایسا
تھا کہ جس سے کبھی کبھی ہم خدا کی باتین کر لیا کرتے تھے سو اب وہ بھی نہ رہا اب کس سے کہین مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جن دنون مین مین اُنکی ملازمت مین گیا تھا تو اکثر شیخ عبدالرزاق کو جو اُنکے سالے اور خسر بھی
تھے گفتگو مین اپنا مخاطب بناتے تھے اور کبھی کبھی اپنے بیٹے شیخ محمد سے بھی خطاب کیا کرتے تھے حسین خان
شیخ ممدوح سے بڑی عقیدت رکھتا تھا اور مصنف صاحب کو حسین خان سے بڑا ربط ضبط تھا اس وجہ سے
اکثر شیخ ممدوح سے ملاقات ہوا کرتی تھی چنانچہ ۹۷۶ نوسو چہتر مین مین مع سید اصغر بدایونی اور قاضی
مبارک گوپاموی کے اُنکی ملاقات کو گئے شیخ ممدوح نے ہر ایک شخص سے اُسکے حال کے مناسب گفتگو کی اور
سوائے الحمد للہ اور درود اور سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ یا بسم اللہ یا لا حول و لا قوۃ الا باللہ
یا کسی قرآن کی آیت یا حدیث یا کسی بزرگ کے قول کے اور کوئی لفظ اُنکی زبان سے نہین نکلتا تھا
ملاقات کے وقت جو سید اصغر سے مصافحہ کیا تو درود پڑھا اور جب قاضی سے مصافحہ کیا تو سبحان اللہ
کہا اور مصنف صاحب کی نوبت آئی تو بسم اللہ پڑھی اسی طرح ہر شخص سے ایک نئی بات کہی ابھی اُن
لوگون سے گفتگو شروع نہین کی تھی کہ ایک طالب علم ابتر اور پریشان حال آیا حضرت شیخ نے

اُسکو دیکھتے ہی اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ پڑھا پھر شیخ عبدالرزاق کو مخاطب کرکے تفسیر آیہ
کریمہ کُلُّ شَیئٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ کی شروع کی شیخ عبدالرزاق ہر بات پر آمدے ورہے کہتے تھے اور کبھی تلمیح کے
طور پر کسی چیز کا اشارہ کردیتے تھے کسی اور شخص کو اُنکی ہیبت کی وجہ سے دم مارنے کی مجال نہ تھی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین بھی اُس وقت محو بیٹھا ہوا تھا اور یہ خوف تھا کہ کہین ایسا نہو کہ بطور مکاشفہ کے
میرے گناہون کا حال معلوم کرکے فضیحت کرین اسی سبب سے وہان سے اُٹھنے کی گھات مین تھا اسی اثنا
مین وہ طالب علم بول اُٹھا کہ کیا یہ ممکن نہین ہی کہ ضمیر وجہ کی لفظ شی کی طرف راجع ہو جیسا کہ اہل معرفت نے
کہا ہی حضرت شیخ یہ بات سُنتے ہی بڑے خفا ہوے اور رنگ اُنکے چہرہ کا متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ مین نے پہلے ہی
تجکو دیکھکر اعوذ باللہ پڑھا تھا چنانچہ شیطنت تیری ظاہر ہوگئی اور جب اُسکے مطالب کو سمجھے تو کئی بار لاحول
وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا اور یہ بیت قصیدہ بردہ کی پڑھی شعر یَا لَائِمِی فِی الْھَوَی الْعُذْرِیِّ مَعْذِرَۃً
مِنِّی اِلَیْکَ وَلَوْ اَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ اُس وقت جذبہ حضرت پر بہت غالب ہوا اور اُسی وقت اُس طالب علم کو
مجلس سے نکلوا دیا سب حاضرین کو اِس حال کے دیکھنے سے بڑی عبرت پیدا ہوئی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے وہ رات بڑی دشواری سے کاٹی اور یہ ارادہ تھا کہ صبح ہوتے ہی بھاگونگا صبح کی نماز
بہت اول وقت کہ بے چراغ کے ایک دوسرے کا مُنھ نظر نہ آتا تھا بلکہ مجکو یہ گمان تھا کہ کچھ رات باقی ہی حضرت
شیخ نے جماعت سے پڑھی اور طلوع آفتاب کے وقت حجرہ سے نکل کر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر شیخ محمد سے
فرمایا کہ ان تینون آدمیون کے واسطے کھانا لاؤ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو ہر وقت یہی اضطراب تھا
کہ شیخ محمد کے وسیلہ سے رخصت حاصل کرون اسی اثنا مین حضرت شیخ ایک ہاتھ مین قرآن اور دوسرے
ہاتھ مین تمک لئے ہوے تشریف لائے اور اُس وقت کسی تقریب سے تفسیر آیہ کریمہ وَاَعِدُّوْا لَھُمْ
مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّۃٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ الآیۃ کی بیان فرمائی اور میرے رخصت کے جواب کو
بار بار ٹال جاتے تھے اسی گفتگو مین اُنھون نے حسین خان کو بھی جو اُن دنون مین پرگنہ اسولی مین تھا
بڑی خواہش سے یاد فرمایا اور کہا کہ وہ سیر آتو تا ہی اور چونکہ حضرت شیخ کی ذات مین ایسا سخاوت کا مادہ
تھا کہ ہر شخص کو امیر ہو یا فقیر کچھ زر نقد یا تمک یا کوئی اور چیز ضرور دے دیا کرتے تھے اسی وجہ سے اُنھون نے
مجکو بھی ایک تنگہ عنایت فرمایا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے جو اِس مرتبہ اُنکے خوارق دیکھے
انمین سے ایک یہ تھا کہ جب ہم تینون آدمی انیٹھی کو حضرت کی ملازمت مین جاتے تھے تو ہمنے دیکھا کہ

رستہ مین ایک فقیر کو سپاہیون نے چوری کی علت مین پکڑا تھا اور اُسکے کپڑے اُتار لیے تھے اتفاقاً
کسی طرح وہ چھوٹ کر پھر بھیک مانگنے لگا اور حضرت شیخ کی خدمت مین بھی حاضر ہوا ہرچند اُسنے بہت سی
زاری کی مگر آپنے ایک حبّہ نہ دیا چونکہ حضرت کی سخاوت مشہور تھی اِس خلاف عادت پر سب کو بڑا
تعجب ہوا تب حضرت نے فرمایا کہ اس چور کو دیکھو راہزنی بھی کرتا ہی اور بھیک بھی مانگتا ہی پھر اُسکو اُنہی
مجلس سے نکلوا دیا جو ہمنے غور کیا اور پہچانا تو وہی شخص تھا اِسی طرح کا ایک واقعہ بھی اُسی روز ہوا جسکے بیان مین
بڑا طول ہی آور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ ہم نے رمضان کی اخیر تاریخ حسین خان کے ساتھ
اُنکی ملازمت کا ارادہ کیا اور یہ آرزو تھی کہ صبح کی نماز اُنکے ساتھ پڑھین جب ابتک تین کوس رہی تو صبح صادق
ظاہر ہوئی جماعت کے فوت ہونے کا بڑا افسوس ہوا وہین سے گھوڑے دوڑانے شروع کیے جب اُنکے مکان پر
پہونچے تو نماز کا آخر وقت تھا بلکہ گمان یہ تھا کہ وقت نہین رہا حضرت نے اُس وقت تک نماز نہ پڑھی تھی ہمارے
جانے کے بعد مکان کے اندر سے تشریف لائے اور اُس وقت جماعت ادا کی اور ہم بھی اس سعادت سے مشرف
ہوگئے یہ امر بالکل خلاف عادت واقع ہوا کیونکہ ہمیشہ آپ کا معمول یہ تھا کہ نماز ایسے اول وقت پڑھا کرتے تھے
کہ صبح صادق کے طلوع مین شک ہوتا تھا اُسی روز شام کے وقت حضرت مسجد مین کچھ تصوف کے
حقائق بیان فرماتے تھے اور اُسی تقریب مین خواجہ حافظ کے کئی شعر پڑھے حسین خان کے ایک مصاحب نے
پوچھا کہ خواجہ حافظ کس کے مرید تھے آپ نے فرمایا کہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے پھر ایک شخص نے
کسی تقریب سے پوچھا کہ گھوڑے کے گوشت کا امام اعظم کے مذہب مین کیا حکم ہی آپنے فرمایا کہ خود امام اعظم
گھوڑے کا گوشت کھایا ہی جب حضرت نے یہ شعر پڑھا ؎ صوفیان دردمے دو عید کنند ✣ عنکبوتان مگس قدید کنند
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اپنے اخلاص پر اعتماد کرکے یہ پوچھ بیٹھا کہ دو عید سے کیا مراد ہی
یہ سوال حضرت کے مزاج کے موافق نہوا اور فرمایا کہ یہ بات بایزید رح اور جنید رح پوچھتا شبلی رح اور منصور رح پوچھتا
تو کہان اور یہ سوال کہان اور اسی تقریب مین بہت سی گفتگو کی مین نے ندامت کی وجہ سے سر نیچے ڈال لیا
اور بڑا نادم اور پشیمان ہوا حسین خان بھی حیران ہوکر بار بار میری طرف دیکھتے تھے اور سب اُسکے یار متحیر تھے
ناگاہ میرے طالع کی خوبی سے اُسی وقت عید کا چاند دیکھنے کا غُل ہوا سب لوگ تہنیت اور مصافحہ مین
مشغول ہوے مین اِس بہانہ سے موقع پاکر وہان سے اُٹھا اور ایک خیمہ مین جو مسجد کے برابر باغ مین تھا
چلا گیا اور نہایت مجکو رنج تھا یہان تک کہ زندگی سے بیزار تھا جب شیخ نے اندر جاکر مہمانون کے لیے

کھانا بھیجا اُسوقت مجکو بھی پوچھا کہ وہ کہان ہین شیخ محمد حضرت کے صاحبزادہ نے کہا کہ وہ اُس گستاخی کی ندامت سے
مسجد مین سے چلے گئے جماعت مین بھی شریک نہوے تب شیخ نے اپنے سامنے سے کچھ کھانا اور حلوا
تبرک کے طور پر میرے لیے بھیجا اُس سے کچھ میری تسلی اور عفو گناہ کی توقع ہوئی صبح کو حسین خان عید کرنے کے لیے
لکھنؤ کو چلے گئے مین تنہا اجتھی مین رہا حضرت شیخ نے عید کی نماز مسجد مین پڑھکر کتاب عوارف کا درس شروع کیا
اسی اثنا مین شیخ محمد نے میری سفارش کرکے عفو تقصیر کی درخواست کی شیخ نے درس موقوف کرکے مجکو بلایا اور میرے
حال پر بڑی توجہ کی مین نے آنکھون مین آنسو بھرکر اُنکے قدم پر سر رکھدیا آپ نے مجھسے بغلگیر ہوکر فرمایا کہ میرے دل مین
کسی سے کینہ اور عداوت نہین ہی جو کچھ مین کہتا ہون لوگون کی نصیحت اور ارشاد کے لیے کہتا ہون اور اگر کسی کو برا بھی
کہتا ہون تو اُسکا نتیجہ نیک ہوتا ہی اور اگر کسی پر لعنت کرتا ہون تو رحمت کا کام کرتی ہی پھر آپ مجکو اپنے حجرہ مین تنہا
لے گئے اور فرمایا کہ میرے سامنے وضو کرو اور دو رکعت نماز نفل پڑھو اُسوقت مجھپر ایک عجیب حالت تھی پھر
فرمایا کہ لوگ میری نسبت کہتے ہین کہ یہ مریدون کو تلقین نہین کرتا مین کیا تلقین کرون میری تلقین یہی ہی کہ لسان
ذاکر اور قلب شاکر رہے پھر آپ نے گفتگو شروع کی گویا کہ ایک دریا جوش مین آگیا اُسی حال مین شیخ کی
روش کے خلاف دو مسند ھی فقیر ہندی راگ سُنکر چلا چلا کر بآواز رونے لگے اور اُنکے اثر سے میرا حال بھی متغیر
ہونے لگا اُسی تقریب مین حضرت نے فرمایا کہ جب صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اعراب نامسلم کو دیکھتے تھے کہ قرآن کو
سُنکر بڑی رقت کرتے ہین تو اپنے حال پر بڑا افسوس کرتے تھے امیر المومنین ابو بکر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے
کُنَّا نَحْنُ وَاَنْتُمْ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُنَا یعنی ہم بھی تمسے ہی تھے مگر اب ہمارے دل ٹھہر گئے پھر اور کئی فقرے
آپ نے اسی قسم کے پڑھے کہ مین نے کبھی نہ سُنے تھے اور اس دعا کی اجازت دیکر فرمایا کہ ہمیشہ پڑھا کرو اور
وہ دعا یہ ہی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبَکَمِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ پھر مین اُنکے پاس سے رخصت
ہوکر لکھنؤ مین آکر چند روز رہا حضرت کبھی کبھی نمک اور کبھی چاول اور کبھی مٹی کا آبخورہ میرے واسطے تحفہ مین
بھیجا کرتے تھے اور حضرت کی عادت تھی کہ اکثر اوقات نمک ہاتھ مین لیکر مجلس مین بیٹھا کرتے تھے وہ نمک کو چاٹتے جاتے
تھے اور یہ پڑھا کرتے تھے کہ اَلْمِلْحُ دَوَآءٌ لِسَبْعِیْنَ دَاءً اِلَّا السَّامَ یعنی نمک ستر بیماریون کی دوا ہی مگر موت کا
علاج نہین اور شیخ محمد میرا چھوٹا بھائی اُنکے مریدون مین داخل ہوگیا تھا اور اُنکی صحبت کا اُسپر ایسا اثر ہوگیا تھا
کہ رات دن عبادت اور ریاضت مین مشغول رہا کرتا تھا اور اکثر اوقات طی کا روزہ رکھتا تھا اور سب وقت
اُسکے تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دعا اور نوافل مین صرف ہوتے تھے ایک لحظہ ضائع نجاتا تھا تھوڑے دنون مین

اسکا انتقال ہوگیا حضرت کا سن شریف اسّی برس سے متجاوز تھا مگر اس عمر مین بھی اولاد ہوتی تھی ۹۷۹ھ
نوسو اُناسی مین اُنھون نے انتقال کیا شیخ بھیکن کاکری والے کاکری توابع لکھنؤ مین ایک قصبہ ہے یہ بڑے
عالم اور متقی اور متشرع تھے تقوی اُنکا ایسا تھا کہ اگر اُنکو امام اعظم ثانی کہیے تو بجا ہے برسون درس اور
افادہ مین مشغول رہے قرآن مجید کے ساتون قراتون سے حافظ تھے شاطبی کا بھی درس فرمایا کرتے تھے
میر سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ علیہ سے اُنکو خلافت ملی تھی تصوف کی گفتگو خلوت مین خاص لوگون سے کیا
کرتے تھے علانیہ مجلس مین کبھی یہ باتین نہوتی تھین اور اُنکا قول تھا کہ اگر توحید کا نکتہ علانیہ کہا جاوے تو
یا کہنے والے پر ہوتا ہے یا اہل عالم پر راگ کبھی نہ سُنتے تھے اور بظاہر اُس سے منع فرماتے تھے اُنکی اولاد کے بہت
لوگ صاحب کمال اور متقی اور ذی علم ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی ایک مرتبہ رمضان کے
مہینے مین حسین خان مرحوم کے ساتھ اُنکی ملازمت سے مشرف ہوا اُسوقت ایک طالب علم ایک منطق کی کتاب
سبق پڑھنے کے لیے لایا آپ نے فرمایا کہ کوئی علم دین کی کتاب پڑھنی چاہیے ۹۸۱ھ نوسو اکاسی مین شیخ محمدؒ
کی وفات ہوئی شیخ سعدی یہ بزرگ اپنے والد شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے شیخ محمد نے ایک شاطبی پر
شرح فارسی مین ستر جزو کی لکھی ہے شیخ سعدی پر وجد اور حالت بہت غالب تھی اور ظاہر اور باطن
اُنکا صاف تھا ہمیشہ کشادہ پیشانی رہتے تھے ایک اپنے دوست کو وداع کے وقت رقعہ مین
اُنھون نے یہ شعر لکھا تھا ؎ دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست ٭ تا نہ پنداری کہ تنہا میروی ٭ ۱۰۰۲ھ ایکہزار
دو مین اُنکا انتقال ہوا سید تاج الدین یہ شیخ محمد غوث کے خلیفہ تھے اور بڑے عامل تھے ریاضت اور فقر
اور توکل مین مستغنی تھے سخاوت بھی اُنکی حد سے زیادہ تھی آخر زمانہ مین لکھنؤ مین آئے تھے وہان بھی بہت
آدمی اُنکی صحبت سے مشرف ہوکر صاحب کمال ہوے وہین اُنھون نے ملک آخرت کو سفر کیا شیخ محمد قلندر
لکھنوی سلطان ابراہیم لودی کے زمانہ مین سپاہ گری کا شغل رکھتے تھے اور جب بابر بادشاہ نے
ہندوستان کو فتح کیا تو اِس شیوہ کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی شیخ بہلول کے مرید ہوے ہمیشہ عبادت
اور ریاضت مین مشغول رہتے تھے اُنکے پیر نے اسماء الٰہی سے کسی اسمون کا شغل اُنکو بتلایا تھا اور ایک
باغ مین جسکے اکثر پیڑ انھین کے بوئے ہوے تھے گوشہ اختیار کرکے بیٹھ رہے تھے کہین آتے جاتے نہ تھے
اور فرماتے تھے کہ تیس برس سے زیادہ ہوے کہ میری غذا صرف دودھ ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک دن
محمد حسین خان اُنکی ملاقات کو گئے مین بھی ہمراہ تھا اتفاقاً ایک بلی شیخ کے پاس آکر چلانے لگی شیخ نے کہا

یہ بلی فریاد کرتی ہی کہ اُسنے اپنی بھی اوقات منائع کی اور صاحب خانہ کی بھی اور حضور قلب مین تفرقہ ڈالا شیخ
نظام نارنولی اگرچہ یہ سلسلۂ چشتیہ مین شیخ خانون کے مرید تھے مگر اپنا استفاضہ اپنے بڑے
بھائی شیخ اسمٰعیل سے بہت ظاہر کرتے تھے بڑے صاحب ذوق اور شوق تھے قوت مکاشفہ بھی بہت انکو
حاصل تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بہت سے ثقات اور شیخ کے مریدون سے سُنا ہی کہ شیخ ممدوح
چاندگہن کی راتون مین اپنے مریدون کو مال کنگنی کا تیل کھلاتے تھے اور اُس سے اُنپر احوال آخرت منکشف
ہوجاتا تھا چالیس برس تک مسند ارشاد کے زینت بخش رہے ابتداے جوانی سے آخر عمر تک ہر سال
خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس مین شامل ہونے کے لیے دہلی مین بڑے جذبہ اور شور شر سے
جاتے تھے مگر آخر عمر مین بسبب ضعیفی اور بعضے اور موانع کے یہ معمول چھوٹ گیا تھا یہ اپنے پیر کی طرح کسی کی
تعظیم نہ کرتے تھے اور اس بے تکلفی کی وجہ سے امیر و غریب سب اُنکے نزدیک برابر تھے اسی طرح وہ مریدکرنے
مین سب کو مساوی سمجھتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اُنکو ازدحام عام مین دیکھا تھا
اس سے زیادہ کبھی ملاقات نہین ہوئی ۹۹۷ھ نوسو ستانوے مین اُنھون نے وفات پائی اور آہ نظام
اُسکی تاریخ ہی شیخ الہدیہ خیرآبادی یہ بڑے عالم متبحر تھے ابتداے احوال مین برسون درس اور افادہ مین
مشغول رہے شیخ صفی خلیفہ شیخ سعید کے مرید تھے ابتدا مین اسقدر علوم ظاہری کی طرف مشغول تھے کہ انکے
شاگرد بڑے بڑے نامی گرامی ہوے مگر آخر مین بالکل طریقۂ صوفیہ کی طرف رجوع ہوگئے تھے توکل اور
تجرید پر بڑے ثابت قدم تھے سخاوت بھی اُنمین بہت تھی ذوق سماع اور وجد بھی اُنپر غالب تھا درود شریف
بہت سا پڑھا کرتے تھے کبھی ناغہ نہوتا تھا کہین آتے جاتے کم تھے خصوصاً دنیا دارون اور امیرون کے
گھر پر ہرگز قدم نہ رکھتے تھے اور اسی سبب سے کسی کی دعوت قبول نہ کرتے تھے تمام اُنکے گھر والے بھی فقر و فاقہ مین
ہی صبر اور شکر کرتے تھے ہرگز کوئی سائل اُنکے سامنے سے محروم نہین گیا ایک روز محمد حسین خان نے شیخ سے پوچھا کہ
سالار مسعود جنکی عوام ہند پرستش کرتے ہین کون شخص تھے اُنھون نے کہا ایک پٹھان شہید ہوگیا تھا آخر زمانہ مین
شیخ اکبر کے حسب الطلب فتح پور مین آئے اور اکبر سے ملاقات کی جب اکبر نے یہ سُنا کہ جب ہمارے قاصد شیخ کی طلب
مین پہونچے تو اُس وقت خانقاہ کے باہر پیادہ پا سیر کر رہے تھے اسی طرح چلدیے خادمون نے اسباب سفر
اور سواری پیچھے سے پہونچائی یہ سُنکر اکبر بہت خوش ہوا جب اُنسے کچھ پوچھا تو اُنھون نے کچھ اشارہ سے کہا
کہ مین اونچا سُنتا ہون تو اکبر نے کچھ نقد روپیہ اور فرمان مدد معاش کا دیکر اسی وقت رخصت کیا ۹۹۳ھ

نو سو تراسی مین اُنکا انتقال ہوا شیخ داؤد جھنی والے جھنی توابع لاہور سے ایک قصبہ ہے اُنکے باپ دادا
ولایت عرب سے اول سیت پور مین آئے تھے جو نواحی ملتان مین ہے چنانچہ حضرت کا تولد بھی وہین ہوا آپکے
پیدا ہونے سے پہلے اِنکے والد کا انتقال ہوگیا تھوڑے دنون کے بعد والدہ بھی مر گئین تب اِنکے بڑے بھائی
رحمت اللہ نے انکو پرورش کیا جب انکو پڑھانے بٹھایا تو یہ رویا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مجکو اِس قسم کی تکلیف مت دو
مجکو خدا پر چھوڑ دو شعر بتعلیم آداب او را چہ حاجت ؛ کہ او خود ز آغاز آمد مودب ؛ مشہور ہے کہ حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین
کو اُنھون نے خواب مین دیکھا تھا اور اُنھون نے کئی آیتین شیخ کو سکھائی تھین جب کبھی تفریح خاطر کے طور پر لڑکون کے ساتھ
کھیلنے جاتے تو دور سے ہی لڑکون کو دیکھکر حیران ہوجاتے تھے اور کہتے تھے کہ مجکو اِنکے مُنھ نوچے ہوے اور بدن سے خون
بھرے ہوے معلوم ہوتے ہین ایک مدت کے بعد حضرت اپنے وطن سے قصبہ ستگڈھ مین لیو رہان سے لاہور مین آئے اور
مولانا اسمعیل اوچھ والے سے جو مولوی جامی کے شاگرد تھے سبق پڑھنا شروع کیا تھوڑے دن مین شرح اصفہانی کو اس طرح پڑھتے تھے
کہ بڑے بڑے ذہین اور ذکی طالب علم جو اِنکے ساتھ سبق مین شریک تھے حیران رہے اور خود اِنکے اُستاد کہا کرتے تھے کہ جیسا کہ ہم
لوگ مولوی جامی پر فخر کیا کرتے تھے ایسا ہی اِس زمانہ کے لوگ انپر فخر کیا کرینگے اُنھین دنون مین حضرت نے بہت سی ریاضتین کین
اور خود بخود قلب پر ایک جذبہ پیدا ہوا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی روح سے ایک مناسبت ہوگئی جو کچھ عالم مراقبہ
مین سوال کرتے تھے ظاہر جواب پاتے تھے یہان تک کہ نوبت کمال ضبط کو پہونچی ایام جذبہ مین سو بار پرستہ دیپال پور کے
جنگل مین جہان اب شیر گڈھ آباد ہے پھرا کرتے تھے اسی حال مین کبھی کبھی حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف
لیجایا کرتے تھے اور وہان بھی طرح طرح کی بشارتین پاتے تھے اور گویا علانیہ گفتگو ہوتی تھی چنانچہ اسکی
تفصیل کتاب نغمات داؤدی مین حضرت کے صاحبزادہ شیخ رحمت اللہ نے جنکی ولادت کی تاریخ اِنکے گدا فی
شیخ داؤد ؛ اور دوسری ؛ ابو المعالی حق پرست ؛ ہے اچھی طرح بیان کی ہے جب حضرت کو بیس برس اسی جذبہ کے حال مین
گذرے تو پھر سلوک کی طرف طبیعت آئی چونکہ کوئی مرشد نہ تھا اِسلیے حضرت غوث اعظم کی روح مبارک سے بشارت
ہوئی کہ مخدوم شیخ حامد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرو تاکہ ترتیب سلسلہ کی باقی رہے مخدوم ممدوح ہمیشہ
ہر مشکل مین اُن سے مدد لیتے تھے اور اپنے حق مین دعا کا التماس کیا کرتے تھے اِس وجہ سے اُنکو اُن سے بیعت
لینے مین تامل ہوا آخر ایک روز حضرت قصبہ ستگڈھ مین جہان اُن دنون مین حضرت شیخ ممدوح کا مقام تھا
تشریف لے گئے اور غلبہ جذب مین فرمایا کہ حضرت غوث اعظم خود حاضر ہین اور اشارہ فرماتے ہین کہ سجادہ اور عصا
اور شجرہ خلافت آپ مجکو عنایت کرین آخر حضرت مخدوم کے قلب پر اِس امر کا الہام ہوا تب اُنھون نے

حضرت کو مرید کیا بعد ازان حضرت نے سلوک کا طریقہ اختیار کر کے شیرگڈھ مین جو جھنی کے قریب ایک نئی بستی ہی
امامت اختیار کی جس زمانہ مین ملا عبد اللہ سلطان پوری مخدوم الملک نے اہل اللہ کی عداوت پر کمر باندھی
اکثرون کو قتل بھی کرایا اُسی زمانہ مین سلیم شاہ کا فرمان گوالیار سے حضرت کی طلب مین بھی آیا حضرت تنہا ایک دو
خادمون کے ساتھ روانہ ہوے سلیم شاہ گوالیار کے باہر تک استقبال کے لیے آیا اور بڑی تعظیم سے ملاقات کی
یہ حال دیکھکر سب مفسد ادھر اُدھر چھپ رہے چنانچہ بعد بہت سی جستجو کے بھی اُنکا پتا نہ ملا مخدوم الملک نے بھی کہا
کہ یہ جھوٹ بولنے کے آدمی نہین بعد بہت سی گفتگو کے حضرت نے پوچھا کہ مجکو کس تقریب سے طلب کیا ہی مخدوم الملک نے
کہا کہ ہمنے سُنا ہی کہ تمھارے مرید ذکر کے وقت یا دَاوُدُ یا دَاوُدُ کہا کرتے ہین حضرت نے جواب دیا کہ آپ کو اشتباہ
ہوا ہی بلکہ وہ لوگ یا وَدُودُ یا وَدُودُ کہا کرتے ہین اِسی تقریب مین ایک دن رات مخدوم الملک کو بہت سی
نصیحتین اور وعظ فرماتے رہے چنانچہ اُسکے قلب پر بڑا اثر ہوا اور اُسنے وہین سے حضرت کو بڑی عزت کے
ساتھ رخصت کر دیا حضرت کی مجلس مین کبھی کبھی میان حسام الدین طلبنہ رحمۃ اللہ علیہ کے زہد اور تقوی کا
ذکر ہوتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ افسوس میان اخلاق ظاہری کے پابند ہوکر شوق اور محبت حق تعالی سے
باز رہے سخاوت حضرت کی ایسی تھی کہ ہر سال مین ایک بار یا دو بار تمام اپنا اسباب نقد اور جنس جو فتوحات سے
جمع ہوتا تھا لُٹا دیتے تھے اور خود اپنی بی بی کو لیکر حجرہ مین بیٹھ جاتے تھے سواے ایک مٹی کے آبخورہ
اور پُرانے بوریے کے کچھ نہ رکھتے تھے جب پھر خزانہ جمع ہو جاتا تھا تو دوبارہ یہی کیفیت کرتے تھے
اور باوجود اِسکے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی میلاد اور عرس کے دنون مین قریب ایک لاکھ آدمی کے
جو حضرت کی خانقاہ مین جمع ہوتے تھے سب کا خرچ حضرت کے ہی لنگر خانۂ خاص سے تھا بعضے کلمات
جو اکثر آپ کی زبان مبارک پر رہتے تھے اُنمین سے ایک یہ دعا ہی بِسمِ اللّٰہِ الدَّلِیلِ الہَادِی فِی ظُلُمَاتِ البِحَارِ وَالبَوَادِی
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اِسکا اثر مین نے بڑی بڑی خوف کی جگہ تجربہ کیا ہی اور ایک شعر یہ پڑھا کرتے تھے
شعر سُبحَانَ مَن فِی ذَاتِہِ اَفکَارُنَا تَتَحَیَّرُ ÷ سُبحَانَ مَن فِی ذِکرِہِ اَبصَارُنَا تَتَنَظَّرُ + اور اِس قسم کی
بہت سی دعائین اور تسبیحین آپ کے ورد تھین اور آپ نے اپنا سجع یہ تجویز کیا تھا مُحَمَّدُ دَاؤُدُ عَن اِسمِہِ
تَرسِیمٌ فَاِنَّ الفَقرَ یَمحُو کُلَّ وَسمٍ وَشِیمٍ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بیرام خان کے زمانہ مین جو ہندوستان کے
بڑے امن وامان کا زمانہ تھا آگرہ مین طالب علمی کرتا تھا تو مین نے اکثر لوگون سے حضرت کی بڑی تعریف سُنی
اُسی زمانہ سے مجکو حضرت کی ملازمت کا بڑا اشتیاق ہوا چنانچہ کئی مرتبہ حضرت کی ملازمت کے ارادہ پر مین نے

سفر کیا مگر کبھی میرے والد مانع آئے کبھی کوئی اور سبب ہوگیا غرض ہمیشہ اِس سعادت سے محروم رہا اِسی انتظار مین بارہ برس گذر گئے آخر ایک مرتبہ حضرت کا ایک مرید شیخ کالو نام جسکی زبان سے مین حضرت کا حال سنکر غائبانہ معتقد ہوا تھا بداؤن مین آیا اور اُسنے کہا کہ بڑا افسوس ہی کہ حضرت میان عالم مین موجود ہون اور تم ایک مرتبہ بھی اُنکی خدمت مین حاضر نہو سکے اِس کہنے کا مجھپر ایسا اثر ہوا کہ گویا دل مین آگ لگ گئی اُنھین دنون مین اللہ تعالی نے یہ سبب کر دیا کہ حسین خان ابراہیم مرزا کے تعاقب مین پنجاب کی طرف روانہ ہوا مین بھی اُسکے ساتھ تھا چنانچہ یہ قصہ مفصلاً پہلے مذکور ہو چکا ہی جب لاہور مین پہونچے تو وہان سے شیر گڈھ مین جا کر حضرت کی ملازمت مین حاضر ہوے مین نے حضرت کے جمال مبارک مین ایسا نور پایا کہ کسی صاحب حسن کو اُس سے نسبت نہین دے سکتا تبسم اور تکلم کے وقت آپ کے دندان مبارک سے ایسا نور جھڑتا تھا جس سے دل کی تاریکی زائل ہوتی تھی تین چار روز مین اُنکی خدمت مین فیضیاب رہا اور ایسا دن بہت کم ہوتا تھا کہ سو اور پچاس پچاس ہندو مع اپنے خیل و تبار کے حضرت کی ملازمت مین آ کر شرف اسلام سے مشرف نہوتے ہون تمام دیوار اور شجر و حجر اُس بستی کے تسبیح اور ذکر کے شور سے بھرے ہوے تھے حضرت نے ایک کلاہ مبارک مجکو عنایت فرمائی اور کہا کہ میری طرف سے اپنے اہل و عیال مین نائب رہو میرا طریقہ یہی ہی پھر آپ نے ایک دوپٹہ اور رومال اپنے حرم سرائے پاک مین سے میرے متعلقون کے لیے منگا دیا مین نے عرض کیا کہ اگر ایک پیراہن بھی عنایت ہو تو میرے واسطے موجب علے نور ہی بہت تامل کے بعد آپ نے فرمایا کہ وہ بھی وقت پہونچیگا پھر مین نے بعضے اسرار نہانی اور دلی مقصد عرض کیے اور اُنکے جواب سُنے بعد ازان مین نے رخصت کی اجازت لینی چاہی اسی اثنا مین حضرت بسبب ضعف قوی کے محفہ مین سوار ہو کر مکان کو تشریف لے چلے مین بھی اُس محفہ کا پایہ اپنے کندھے پر رکھکر کئی قدم چلا اُسوقت گریہ میرے اوپر ایسا غالب ہوا کہ ضبط نہو سکا حضرت نے محفہ کو ٹھہرایا اور اُسوقت بہت سی باتین معرفت اور محبت خداے تعالی کی بیان فرمائین جنسے میری کیفیت اور زیادہ ہوئی ایک روز مین نے رخصت کے وقت میان عبد الوہاب کے وسیلے سے پوچھا کہ تمام مشائخ ہندوستان کے اِس بات پر متفق ہین کہ قریب زمانہ مین ایک سید خروج کریگا بلکہ اکثر کا اتفاق اُس سید پر ہی جسکے آبا اور اجداد نے دہلی اور بداؤن مین سلطنت کی تھی اور سب اسباب جہاد کے اہتمام مین ہین اور کہتے ہین کہ ہمکو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اِس بات کا حکم دیا ہی بلکہ اُنھون نے بعضے سرحد کے امیرون کو بھی اپنا متفق کر لیا ہی اور بعضے بزرگون نے اپنے واقعات اور مقامات مین اِس قسم کی بشارتین پائی ہین اور بہت جلد اِس ارادہ کو پورا کرنا چاہتے ہین حضرت نے پوچھا اُس سید کی وضع کیا ہی مین نے جواب دیا کہ

وہ ایک فقیر ہی گوشہ نشین متشرع متوکل ریاضت بہت کرتا ہی اور اکثر دن کو مقبرون مین بیٹھا رہا کرتا ہی اور رات کو اپنے حجرہ مین آکر عبادت مین مشغول ہوتا ہی فنون سپاہ گری مین لاثانی ہی اور اخلاق و اطوار اُسکے نہایت شایستہ ہین آپ نے فرمایا جو لوگ یہ خبر دیتے ہین وہ فقیر نہین ہین اور حضرت غوث الاعظم پر افترا کرتے ہین اور یہ ساری اُنکی بشارتین وساوس شیطانی ہین بھلا حضرت ایسے امر پر کیونکر راضی ہوسکتے ہین اُنکا حکم تو یہ ہی کہ دنیا کی محبت بالکل دل سے دور ہو اور صدق اور اخلاص سے اللہ کا عشق حاصل ہو حرص و ہوس کا نام نہ رہے نہ یہ کہ عبادت اور ریاضت کا طریقہ چھوڑ کے دنیا کے جال مین پھنسین تم میری طرف سے اُس سید کو کہیو کہ اللہ تعالیٰ تمکو اور زیادہ استقامت عطا فرماوے جو شائبہ دنیا کی دوستی کا تمھارے دل مین باقی ہو نکال ڈالو اور ہرگز شیطان کے دھوکے مین نہ آؤ اور اُن واہیون کا کہنا نہ مانو دنیا کے طالب کا کمال سلطنت ہی پھر چند روز ہی اور عقبیٰ کے طالب کو ایسی نعمتین ملینگی جنکو کبھی زوال نہین اور خدا کا طالب اگر اپنے مطلب سے محروم رہکر حسرت مین ہی مرجاوے تو اُسکی ناکامی بھی اُن دونون فریقون کی کامرانی سے ہزار جگہ بہتر ہی اور اسی تقریب مین اُنھون نے بہت سی وعظ اور نصیحتین بیان فرمائین جنکے سُننے سے حاضرین پر ایسا اثر ہوا کہ بے اختیار رونے لگے غرض مین وہان سے روانہ اور جلا تا رخصت ہوا چونکہ اُس زمانہ مین اُس مُلک مین اُن لنگی مرزایون سے جھگڑے ہورہے تھے اور اِس وجہ سے شیرگڈھ سے لاہور تک کا رستہ بالکل بند تھا اور مین تنہا تھا اِسلیے آپ نے ایک اپنے خادم کو ساتھ کر دیا تا کہ مجکو شیخ ابو اسحاق مہرنگ کی خدمت مین جو حضرت کے عمدہ خلیفون مین تھے پہونچا دے چنانچہ مین اِس طور پر لاہور مین پہونچا پھر وہان سے حسین خان کے آدمیون کے ساتھ ہندوستان کو آیا جس روز سہارنپور مین منزل تھی تو مین ایک باغ مین بیٹھا ہوا حضرت کی جدائی سے کباب ہو رہا تھا اتفاقاً وہان ایک مسافر ایک پیراہن لیے ہوے آیا اور اُسنے بیان کیا کہ یہ پیراہن مجکو ایک بزرگ سے حاصل ہوا ہی تم کچھ خرچ راہ دیکر مجھسے لے لو جب مین نے حقیقت حال پوچھی تو اُسنے کہا کہ مین میرزا ابراہیم حسین کے لشکر مین تھا جب اُسکی فوج تباہ ہوئی اور سب سپاہیون کے کپڑے تک چھن گئے تو سب لوگ اُس پریشانی کے حال مین شیرگڈھ گئے اور وہان میان داؤد کی خدمت مین حاضر ہوے آپ نے سب کو کچھ دیا جب میری نوبت پہونچی تو یہ پیراہن عنایت کیا مین نے اِسکے پہننے کو گستاخی سمجھی اور یہ خیال کیا کہ کسی شخص کے سامنے بطور تحفہ کے پیش کرونگا اب مین تمکو دیتا ہون مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے متبرک سمجھکر اُسکو لے لیا اور وہ سخن جو حضرت نے فرمایا تھا مجکو یاد آیا اور اِس امر کو آپکے خوارق مین سے سمجھا اب مین اُس پیراہن کو

اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہون مجملاً احوال آپ کا یہ ہے کہ حضرت اپنے زمانہ کے قطب اور صاحب کشف و کمالات تھے آپ کے خوارق سب پر کھلے ہوئے تھے ریاضتین بھی آپ نے بہت کی تھین اور متوکل اور گوشہ نشین تھے کسی دنیادار کے گھر جاتے نہ تھے مگر ایک مرتبہ سلیم شاہ کے بلانے ہوئے شیرگڈھ سے گوالیار تک آئے تھے جب اکبر پٹن کو جاتا تھا تو اُسنے ہرچند شہباز خان کو بھیجکر حضرت کو بلایا مگر آپ نے ملاقات نہ کی اور فرمایا کہ ہماری دعا غائبانہ ہی کافی ہے دنیاداروں کی صحبت سے بہت بچتے تھے اور فقر کو اپنا فخر سمجھتے تھے سخاوت بھی انکی ذات مین بہت تھی طالبون کو ہمیشہ ہدایت اور ارشاد فرماتے تھے جو شخص اپنی خوش قسمتی سے انکی خدمت مین پہونچ جاتا تھا ضرور کچھ نہ کچھ آپ کی صحبت کا فیض اسکو حاصل ہوتا تھا ۹۸۲ھ نوسو بیاسی مین آپنے اس جہان سے رحلت فرمائی اور یا شیخ داؤد ولی انکی تاریخ ہے

شیخ زین امروہوی یہ سالک مجذوب تھے اور با وجود جذبہ کے کوئی دقیقہ اتباع شریعت سے فروگذاشت نہوتا تھا خوارق انکے بہت مشہور ہین مرید بھی کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت سے رخصت ہوکر پنجاب سے بدایون کو چلا جب امروہہ مین پہونچا تو انکی خدمت مین حاضر ہوا انھون نے مجکو دیکھتے ہی قرآن کی ایک آیت کی تفسیر بیان کرنا شروع کی اور اسمین صبر کی بہت سی فضیلتین ذکر کین کبھی کبھی خاص مجکو بھی مخاطب کرتے تھے جب مین وطن پہونچا تو معلوم ہوا کہ میری ایک دختر جس سے مجکو نہایت محبت تھی میرے پیچھے مر چکی تھی اُسوقت مین سمجھا کہ وہ وعظ اس مصیبت پر صبر کرنے کا اشارہ تھا ۹۸۷ھ نوسو ستاسی مین انھون نے وفات پائی

خواجہ عبد الشہید یہ خواجگان خواجہ بن خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہین جسوقت یہ پیدا ہوئے تھے تو انکو خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین لے گئے انھون نے گودی مین لیکر فرمایا کہ یہ مرد آگاہ ہوگا غرض حضرت خواجہ عبد الشہید کمالات ظاہری اور باطنی سے آراستہ تھے بہت مخلوق کو انسے فیض ہوا اور ہدایت پائی طریقہ سلوک مین بالکل حضرت احرار کے قدم بہ قدم رکھا تھا سمرقند سے ہندوستان مین آئے تھے اٹھارہ برس یہان رہے ۹۸۲ھ نوسو بیاسی مین فرماتے تھے کہ ہماری رحلت کا وقت بہت قریب آگیا اور ہمکو حکم یہ ہے کہ اپنی ہڈیون کو آبا و اجداد کے قبرستان مین پہونچا دیوین چنانچہ ہندوستان سے سمرقند کو متوجہ ہوے جب کابل مین پہونچے اُن دنون مین مرزا شاہرخ اہل کابل کو قید کرکے بدخشان کو لیے جاتا تھا حضرت کی شفاعت سے قریب دس ہزار آدمیون کے اس بلا سے چھوٹے سمرقند مین پہونچکر دو تین روز کے بعد حضرت نے انتقال کیا اور اپنے بزرگون کے مقبرہ مین دفن ہوے انکی کرامتین ایسی مشہور ہین کہ یہان ذکر کرنے کی ضرورت نہین مصنف صاحب لکھتے ہین جس زمانہ مین

اکبر کا لشکر پٹنہ سے لوٹ کر بھوگانو اور ٹھیلے کے حدود مین پہونچا تو خواجہ صاحب بھی اکبر سے رخصت ہونے کے لیے
آئے تھے اُسوقت مین نے اُنکو دور سے دیکھا تھا ملاقات نہین ہوئی تھی شیخ ادھن جونپوری یہ شیخ الہ بزرگوار
شیخ بہاء الدین کے مُرید تھے جو خاندان چشتیہ مین مشائخ روزگار کے مقتدا تھے سن شریف عمر طبعی سے بھی تجاوز کر گیا تھا
چنانچہ اُنکے بیٹے ستر اور اسّی اسّی برس کی عمر کے اُنکی خدمت مین تھے علی ہذا القیاس اُنکے پوتے بھی اُنکے سامنے بوڑھے
ہوگئے تھے تمام اوقات اُنکی عبادت مین صرف ہوتی تھی اگرچہ علوم ظاہری اُنھون نے بہت حاصل کیے تھے مگر کبھی
درس نہ کہتے تھے ضعف حد سے زیادہ تھا بے دوسرون کی مدد کے وضو اور نماز بعضی اور ضرورتین بھی نہوسکتی تھین
مگر جب گانے کی آواز سُنتے تو حالت وجد مین اُنمین ایسی قوت آجاتی تھی کہ کئی کئی آدمیون سے نہ سنبھلتے تھے نماز مین
بھی اُنکی یہی کیفیت تھی فرض بے تکلف بغیر مدد دوسرون کے پڑھتے اور سنن اور نوافل مین اورون کی مدد سے کھڑے ہو
اور نیت باندھکر باقی نماز بیٹھکر ادا کرتے تھے خوارق عادات اُنسے بڑی کثرت سے ظاہر ہوتے تھے اُنکی اولاد بھی بہت
ہوئی بہت سے بیٹے اُنکے سفید ڈاڑھیون کے مجلس مین اُنکے دونون طرف اس ترتیب سے بیٹھتے تھے کہ آنے والون کو
شبہہ ہوتا تھا کہ اُنمین شیخ کونسے ہین ہر بات اُنکی شریعت اور طریقت اور حقیقت کی جامع ہوتی تھی ایسی تقریر عوام
بلکہ خواص کے حوصلہ سے بھی باہر ہر شخص اُنکی بات کو اچھی طرح سے نہ سمجھ سکتا تھا جب اکبر کا لشکر اول مرتبہ
مخالفون کی تنبیہ کے لیے جونپور کی طرف جاتا تھا اور لشکر سے جونپور تک تین دن کا راستہ رہگیا تھا اُسی وقت حضرت
جونپور مین وفات پائی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو اُنکی ملازمت نصیب نہین ہوئی سنہ ۹۷۰ نوسوستر مین اُنکا
انتقال ہوا شیخ ادھن ۹۷۰ اُنکی وفات کی تاریخ ہے شیخ عبد الغفور اعظم پوری اعظم پور مضافات سنبھل سے
ایک قصبہ ہے یہ شیخ عبد القدوس چشتی کے مرید تھے کمالات صوری و معنوی انکو حاصل تھے ریاضت اور مجاہدہ
بھی بہت کیا تھا اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین بہت ثابت قدم تھے اہل صحبت مین اُنکے تصرف کا
بڑا اثر ہوتا تھا اگرچہ کسی طالب مین مناسبت کم ہوتی مگر حضرت کا جاذبہ اُسکو بے اختیار اپنی طرف کھینچ لیتا تھا
اُنکے کلام مین بڑی تاثیر تھی حسن صورت اور خوبی سیرت دونون حاصل تھی اکثر اوقات علوم دین کا درس
فرمایا کرتے تھے اور مخلوق کو وعظ اور نصیحت بھی کیا کرتے تھے تصوف مین کئی رسالہ بھی اُنھون نے تصنیف کیے ہین
سنہ ۹۷۵ نوسو پچھتر مین اُنکا انتقال ہوا میان وجیہ الدین احمد آبادی نسب اُنکا علوی تھا چونکہ آپ
مسافر تھے اس وجہ سے اس اپنے نسب کو ظاہر نہ کرتے تھے بڑے عالم اور متقی اور عابد تھے جادۂ شریعت پر
مستقیم اور گوشہ قناعت مین مقیم ہمیشہ درس علوم دینی کا شغل رکھتے تھے جمیع علوم عقلی اور نقلی مین

انکو ایسا ملکہ تھا کہ صرف ہوائی سے قانون اور شفا اور شرح مفتاح اور عضدی تک ہر کتاب پر اُنھون نے
شرح یا حاشیہ لکھا ہی ہمیشہ خلائق کو انکی صحبت سے فیض ہوتا رہتا تھا ہر روز بہت سے بیمار اور محنت زدہ
اُنکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے واسطے دعا مانگا کرتے تھے اور اُسکا اثر بہت جلد ظاہر ہوجاتا تھا گویا اسم
اُستاد ثانی کے پورے پورے مظہر تھے ہرگز اپنی خوشی سے کسی اہل دنیا کے گھر نہ جاتے تھے مگر اپنی عمر مین ایک دو بار
کسی کے جبر سے کہین گئے ہین ورنہ کبھی اپنے گھر یا مسجد سے قدم باہر نہ رکھا یہان تک کہ نماز جمعہ کی وہین پڑھتے تھے
ہر قسم کے لوگ امیر او غریب اُنکے ہی گھر جاتے تھے لباس و وضع مین کچھ اُنکو عوام سے امتیاز نہوتا تھا ایک ہی
کپڑے مین تمام رات کاٹتے تھے اور جو کچھ فتوحات کے طور پر حاصل ہوتا تھا سب خیرات کر دیتے تھے اگرچہ مرید کسی
اور کے تھے مگر بہت سا فیض اُنھون نے شیخ محمد غوث سے حاصل کیا تھا آداب طریقت مین اُنھین کے
تابع تھے مشرب صوفیہ کا پورا پورا ذوق اُنکو حاصل تھا جب سلطان محمود گجراتی کے زمانہ مین شیخ محمد غوث
ہندوستان سے گجرات کو گئے تھے تو شیخ علی متقی نے جو مشائخ کبار اور اپنے وقت کے علماے سوزگار مین سے
تھے اُنکے قتل کا فتوی دیا سلطان نے اُسکا جاری کرنا میان وجیہ الدین کی راے پر موقوف رکھا چنانچہ
میان وجیہ الدین شیخ کی ملاقات کو گئے اور پہلی ہی ملاقات مین ایسے اُنکے معتقد ہوے کہ بے اختیار ہوگئے اور
اُس فتوی کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا یہ سنکر شیخ علی اُنکے مکان پر گئے اور اپنے کپڑون کو پھاڑکر کہا کہ تم کیون بدعت کے
رواج پر راضی ہوتے ہو اور شرع مین رخنہ ڈالتے ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم ارباب قال ہین اور شیخ
اہل حال ہمارا ذہن اُنکے کمالات کو نہین سمجھ سکتا اور ظاہر شریعت مین کوئی اعتراض اُنپر نہین آتا غرض
اُنکے ہی سبب سے تمام گجرات کے حکام شیخ محمد غوث کے معتقد ہوگئے اور شیخ نے اُس بلا سے نجات پائی بعد
اسکے میان وجیہ الدین اکثر اپنی مجلس مین یہ کہا کرتے تھے کہ ظاہر شریعت مین آدمی کی ایسی نظر چاہیے جو شیخ علی متقی
کی کیفیت ہی در حقیقت مین یہ حال چاہیے جو ہمارے پیر کی کیفیت ہی ۹۹۸ سنہ نوسو اٹھانوے مین اُنکا انتقال ہوا
شیخ وجیہ الدین اُنکی تاریخ ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یہان جتنے بزرگون کا احوال لکھا ہی
سواے اِن چار بزرگون کے سب کی مجکو ملازمت حاصل ہوئی ہی میان عبد اللہ نیازی سرہندی
نیازی پٹھانون کی ایک قوم ہی یہ حضرت اول شیخ سلیم چشتی فتحپوری کے مرید تھے اور اُنھین کی خانقاہ کے
برابر انکا ایک حجرہ تھا جسکو اکبر نے عبادت خانہ بنالیا ہمیشہ معتکف رہتے تھے جب اول مرتبہ شیخ سلیم سفر
حج سے جو خشکی کے رستہ سے گئے تھے واپس آئے تو میان عبد اللہ نے سفر حج کی اجازت مانگی شیخ نے انکو ایک

طومار مین تمام مشائخ اور اہل اللہ کا ذکر لکھدیا جنسے ولایت عرب اور عجم مین کر ورملاقات ہوئی تھی چنانچہ
میان عبداللہ نے سب ملکون مین سیر کرکے اُن تمام بزرگون کی ملازمت حاصل کی پھر اُنکو گجرات دکن مین
مہدوی مذہب کے لوگون کی بہت صحبت رہی چنانچہ اُنھون نے بھی یہی طریقہ اختیار کر لیا پھر چندروز بیانہ
مین سکونت اختیار کی اور وہان کا حال مفصل سلیم شاہ کے ذکر مین پہلے مذکور ہوچکا ہے ہمیشہ گمنامی کے گوشہ مین
سب قیود اور تعلقات سے فارغ رہتے تھے شیخ علائی کے سبب سے سلیم شاہ کو مخدوم الملک نے بہکایا اور اسکے
اغوا سے سلیم شاہ نے میان عبداللہ کو بڑی ایذا دی اس سبب سے حضرت نے پھر مسافرت اختیار کی اور ہر طرف سیر کرتے رہے
آخر عمر مین دعوی مہدویت کو ترک کرکے سرہند مین گوشہ عزلت اختیار کیا اور تمام مشائخ کی طرح سلوک کے
طریقہ کا برتاو کرتے تھے جب اکبر نے اُنکے حجرہ مین عبادت خانہ بنایا تو اس تقریب سے میان عبداللہ کا ذکر اُسکے
سامنے مذکور ہوا چنانچہ اکبر نے انکو سرہند سے بلایا تنہا اُنسے صحبت رکھتا تھا اور طرح طرح کی خبرین پوچھتا تھا
اُنھون نے مہدوی مذہب سے انکار کیا اور کہا کہ اول مجکو ان مذہب والون کی صحبت اچھی معلوم ہوئی اس
سبب سے مین اس طرف مائل ہوگیا اب مجکو حق کھل گیا تو مین نے اُس مذہب سے توبہ کی پھر اکبر نے بڑی تعظیم سے انکو
رخصت کیا سنہ ۹۹۳ نوسو ترانوے مین اکبر اٹک کو جاتا تھا جب سرہند مین پہنچا تو پھر اُنکو بلایا اور کچھ مدد معاش کے لیے
زمین دینا چاہی اُنھون نے توکل پر قناعت کرکے قبول نہ کیا اکبر نے خواہ نخواہ فرمان لکھوا دیا اُسنے حکم کی تعمیل کرکے
فرمان لے لیا مگر توکل کا شیوہ نچھوڑا اور اُس زمین سے کچھ بحث نہ کی چنانچہ چندروز کے بعد مر گئے اُنکے سارے عمل کا مدار
کتاب احیاء العلوم اور کیمیاے سعادت پر تھا مصنف صاحب لکھتے ہین جس سال مین الغ مرزا کی لڑائیان ہو رہی تھین اسی سال
مین بھی حسین خان کے ساتھ تھا سرہند مین اُنکی خدمت مین حاضر ہوا کتاب احیاء اُنکے سامنے رکھی تھی
اُسکے فوائد بیان کر رہے تھے محمود خان نام انکا ایک یار جو سلیم شاہ کے زمانہ سے اُنکا آشنا تھا اور شیخ علائی کے
جھگڑون مین شیخ مبارک نے سیف اللہ اُسکو خطاب دیا تھا پوچھنے لگا کہ دل کیا چیز ہے اُنھون نے جواب دیا کہ ہمسے
دل تک ہزار منزل کا فاصلہ ہے اس سے کیا پوچھتے ہو اخلاق کی باتین کرو پھر کسی تقریب سے ایک بوڑھے مغل نے
میر سید محمد جونپوری کا ذکر کیا اُنھون نے کہا کہ جس زمانہ مین حضرت میر سید محمد جونپوری کا انتقال ہوا تھا مین فرہ مین
موجود تھا اُنھون نے مہدویت کے دعوی سے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ مین مہدی موعود نہیں ہون اُس وقت
محمود خان نے آہستہ کہا کہ میان عبداللہ نے عجب کام کیا ہے شیخ علائی بیچارہ کو قتل کرا دیا پھر خود اُس دائرہ سے باہر ہوگئے
میان عبداللہ نے نوے برس کی عمر پاکر سنہ ۱۰۰۰ ایکہزار مین انتقال کیا شیخ ابوالفتح گجراتی یہ میر سید محمد جونپوری کے داماد ہین

مگر اُنھون نے اُنکو دیکھا نہین یہ قرابت اُنکے بعد واقع ہوئی تھی یہ بھی بڑے صاحب جاہ وجلال اور
اہل کمال تھے مہدویت کے طریقہ پر بڑے ثابت قدم تھے گجرات مین اور مکّہ معظمہ مین شیخ گدائی سے اُنکی بڑی
صحبت رہی تھی بیرام خان کے زمانہ مین کسی ضروری کام کے لیے آگرہ مین آئے تھے مگر چند روز مین وہ زمانہ درہم برہم
ہوگیا اور شیخ گجرات کو چلا گیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین طالب علمی کے زمانہ مین ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت ملا
عبداللہ قندھاری کے ساتھ آگرہ مین جمنا کے اُس پار شیخ بہاءالدین مفتی کے محلہ مین شیخ کی ملاقات کو گیا تھا تنہا حجرہ مین
بیٹھے ہوے عبادت کر رہے تھے ہمکو دیکھکر اُنھون نے یہ حدیث پڑھی لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْہُمُ الْمَلٰئِکَۃُ وَغَشِیَتْہُمُ
الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْہِمُ السَّکِیْنَۃُ وَذَکَرَہُمُ اللّٰہُ فِیْ مَنْ عِنْدَہٗ اور اسکا ترجمہ بیان کیا چنانچہ مین نے بھی
ذکر شروع کیا اُس وقت مجکو عجیب فیض حاصل ہوا اور قرآن کے معانی کھلنا شروع ہوے اور مدت تک ایسا ہی
رہا کہ جو آواز میرے کان مین آتی تھی اُسکو مین ذکر ہی سمجھتا تھا مین نے اُنکے بعضے مریدون کو دیکھا کہ اُنھون نے مُہر
لگا کر اپنے لبون کو بند کر لیا تھا تاکہ بیفائدہ گفتگو نہ کرین اور بعضون نے پتھریان منھہ مین بھر لی تھین اُنکی وفات کا سال معلوم ہوا
شیخ ابو اسحاق لاہوری یہ میان شیخ داؤد کے خلیفہ تھے اور اپنے پیر سے اُنھون نے ایسی نسبت پیدا کی تھی کہ گویا وہ
اُنھین کی شکل و ذات کے تھے اُنمین ایسا اثر تھا کہ جو شخص اُنکی صورت دیکھتا تھا فوراً اُسکے دل مین اللہ کی محبت
پیدا ہوتی تھی فقط دو تین لوگ میان داؤد کے مرید جنکا لاہور مین مسکن تھا اُنکے مصاحب تھے اور سواے اُنکے
اور کسی کو اپنے حضور مین نہین بلاتے تھے اور مرید بھی نہین کرتے تھے اور اپنے تاریک حجرہ مین جو ایک باغ کے
اندر تھا بیٹھے رہتے تھے کہین باہر نہ جاتے تھے مگر کبھی کبھی شیرگڈھ مین جو لاہور سے چالیس کوس سے کچھ زیادہ دور ہے
میان داؤد کی زیارت کے لیے جاتے تھے اور فوراً آستان بوسی کرکے واپس آتے تھے وہان کی تجلی انوار کی زیادہ تاب
نہ تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس سال مین کہ پہلے مذکور ہو چکا مین لاہور مین اُنکی خدمت مین حاضر ہوا اور ایک رات دن
اُنکے گھر مین مہمان رہا پھر اُسی فتنہ و فساد کے زمانہ مین تنہا فقط ایک خدمتگار کے ساتھ شیرگڈھ کو میان داؤد کی زیارت کے لیے
چلا راستہ مین راہزن میرا راستہ روکتے تھے اور کہتے تھے کہ تم اس پُرخطر جنگل مین تنہا کہان جاتے ہو مین جواب دیتا تھا
کہ میان شیخ ابو اسحاق کی خدمت سے آتا ہون اور میان داؤد کی ملازمت مین جاتا ہون سب لوگ میان کا نام سنتے ہی
میرے تابعدار ہو جاتے تھے اور دودھ دہی وغیرہ میرے لیے لاتے تھے اور راستہ چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ بہت
ہوشیاری کے ساتھ جائیو اور میان داؤد کا نام کا ورد رکھیو کیونکہ یہان کے سب خاص و عام اُنکے مرید ہین چنانچہ
مین بخیریت تمام میان کی خدمت مین پہونچا یہ قصہ تفصیل سے پہلے مذکور ہو چکا ہے تھوڑے دنون کے بعد میان نے

اِس عالم فانی سے ملک بقا کی طرف سفر کیا اُسی زمانہ مین پنجاب مین وبا ے عام ہوئی اور تین چار مہینہ کے عرصہ مین اکثر
حضرت کے خلیفون اور گھر کے آدمیون نے قریب پچاس ساٹھ آدمیون کے وفات پائی عام مریدون کا کچھ حساب نہین اسی
عرصہ مین میان عبد الوہاب کا بھی جنکو میان بابو کہتے تھے انتقال ہوا اور شیخ ابو اسحاق نے بھی رحلت کی بعد ازان میان
شیخ عبد اللہ حضرت کے صاحبزادہ سجادہ نشین ہوے چند روز کے بعد اُنکا انتقال ہوگیا اُنکے بعد اب شیخ معالی
سجادہ نشین ہین شیخ رکن الدین یہ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کے صاحبزادہ ہین گنگوہی نواحی تھانیسر مین ایک
قصبہ ہے یہ بڑے ولی کامل تھے اور اِنکے کمالات اِنکے بشرہ سے ظاہر ہوتے تھے تصوف مین اُنکو بڑا ملکہ تھا کسی
مجبوری سے کسی امیر کے گھر جاتے تھے ورنہ اپنے گوشہ قناعت مین متوکل بیٹھے رہتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ جس زمانہ مین بیرام خان کی بغاوت برپا تھی اُنھین دنون مین دہلی مین شیخ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مین
مین نے اُنکی ملازمت حاصل کی تھی میان مصطفےٰ گجراتی اصل اُنکی بوہرہ کی قوم سے ہے میر سید محمد
جونپوری کے ایک مرید کے مرید ہین اور اُنھین کے فیض سے میان مصطفےٰ نے طریقہ فقر و فنا کا اختیار کیا اور آخر
عمر تک اِسی طریقہ پر قائم رہے جس زمانہ مین اکبر نے ولایت بنگالہ کو تسخیر کرکے ولایت پٹنہ سے مراجعت کی اور اجمیر کو گیا
اُنھین دنون مین آصف خان ثانی میر بخشی گجرات سے اکبر کے حکم بموجب اُنکو بھی ہمراہ لایا ایک شب اکبر صحن دیوانخانہ
مین سب عالمون کو جمع کرکے شیخ مصطفےٰ سے مہدویت کے مسئلہ کی تحقیق کرتا تھا اور وہ جواب دیتے تھے اُسوقت
مناظرہ کا بڑا طول ہوگیا حاجی ابراہیم سرہندی اپنی کج خلقی کی وجہ سے بڑی بیہودہ گفتگو کرتا تھا جس سے شیخ کو
بڑا رنج ہوتا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ کتاب شرح گلشن راز جو شیخ محمد لاہجی کی تصنیف ہے اور وہ سید محمد کے
مرید تھے جنھون نے اپنے زمانہ مین مہدویت کا دعوی کیا تھا اُسکے مطالب مین نے بڑی تفصیل سے
بیان کیے ہین چونکہ وہ مطالب شیخ کے مدعا کے خلاف تھے اسواسطے ضرور اُنکو کچھ مجھسے رنج ہوا ہوگا یہ جب بادشاہ
اکبر فتح پور مین آیا تو اُسنے شیخ کی نسبت حکم دیا کہ چند روز خواجہ عبد الصمد مصور شیرین قلم کے مکان پر رہین وہان جاکر
مین نے اپنی تقصیرون کی عذر خواہی کی حضرت کو ضعف بہت تھا اُسی مجلس مین اُنھون نے طشت منگاکر بہت سا
خون تھوکا بعد ازان اُنھون نے گجرات کی رخصت پائی غالباً راستہ مین ہی یا وطن مین پہونچکر انتقال کیا
یہ واقعہ ۹۸۳ سنہ نوسوتراسی مین ہوا اِنکے مکتوبات بھی موجود ہین جنسے غربت اور فنا کی بو ٹپکتی ہے شیخ
اسحاق کاکو لاہوری اُنکے باپ کا نام شیخ کاکو تھا لاہور کے آدمی اِنکی ولایت کے بڑے معتقد تھے عالم
متبحر زاہد متوکل متشرع تھے ہرگز کسی دنیادار کے گھر نہ جاتے تھے اور کسی سے حاجت نہ چاہتے تھے ہمیشہ درس

کیا کرتے تھے جمیع علوم کے جامع تھے صوفیون کے طریقہ کا برتاو کرتے تھے ہمیشہ اللہ سے مشغول رہتے تھے جب تک اُن سے
کوئی کچھ نہ کہتا تھا جواب نہ دیتے تھے ایک دن ایک نالائق آدمی اُنکو راستے مین ملا اور اُسنے ایک مٹکیا شیر برنج کی بھری ہوئی
اُنکے سر پر رکھدی کہ میرے ساتھ لیچلو یہ بلا انکار اُسکو اپنے سر پہ رکھکر بازار مین ہوتے ہوئے اُسکے گھر پہونچا آئے اُسی دن سے
نوبت نفسانیت اُنکے دل سے بالکل جاتا رہا اور اِس صفت مین علماے رسمی سے ممتاز ہو گئے مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ سنہ ۹۹۵ نو سو پچانوے مین مین اُنکی ملاقات کو گیا تھا بعد ازان مین نے شیخ فیضی سے جو قریب زمانہ مین ملک الشعرائی کا
خطاب پانے والا تھا یہ قصہ نقل کیا اُسکی عادت تھی کہ سب بزرگون کی مذمت کیا کرتا تھا اِسی طور پر اُسنے شیخ کو
بُرا کہنا شروع کیا مین خاموش ہو رہا اُسی شب مین یا دوسری شب مین مین نے خواب مین دیکھا کہ جنگل مین
ایک پُرانا مکان ہے جسمین دو تین دیوارون سے زیادہ نہین ابو الفضل اُس مکان مین چلا گیا ہے اور شیخ اسحاق [illegible]
جماعت مین شریک ہوکر موافق اِس معمول کے کہ ہر مہینے کی پہلی شب مین بادشاہون کے دربارون مین بندوقین چھوڑا
کرتے ہین ایک بندوق ہاتھ مین لیے ہوے میری طرف چھوڑ رہے ہین اور اُسکے شرارہ میرے گرد و پیش گرتے ہین مین خواب
دیکھکر بڑا ہولناک اُٹھا اور دوسرے دن حضرت شیخ کی نذر کچھ لے گیا آپنے قبول فرمائی اور مین نے یہ سارا قصہ اپنا بیان
کیا اگرچہ بسبب ضعف کے آپ مین بولنے کی طاقت نہ تھی مگر میرے واسطے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی شیخ سعد اللہ اور شیخ منور
وغیرہ لاہور کے بڑے نامی علما اُنکے شاگرد ہین جوانی کی عمر مین اُنکو شکار کا بہت شوق تھا چنانچہ جب پڑھانے سے فارغ
ہوتے باز اور جرہ وغیرہ لیکر شکار کو چلے جاتے تھے اور پیادہ پا جنگل مین پھرا کرتے تھے سن شریف حضرت کا سو برس سے
متجاوز ہوا سنہ ۹۹۶ نو سو چھیانوے مین آپنے انتقال فرمایا **شیخ سعد اللہ بنی اسرائیل** یہ شیخ فیاض کے
شاگرد تھے بہت سی مختلف کیفیتین اُنپر طاری ہوئین ابتداے حال مین متشرع تھے یکبارگی سب پابندی چھوڑ کر
فسق و فجور مین مبتلا ہو گئے اور ایک ڈومنی سے تعلق پیدا کیا سفید داڑھی لیے ہوے بازارون مین آوارہ پھرتے تھے
عزیزی پیش گرچہ خلق گرفتے زما سبق * عشق آمد و نماند نشانے زما سبق * اُس حال مین بھی یہان کے لوگ اُنکے مرید و
معتقد تھے اور اُنکو ولی سمجھتے تھے اور اُسوقت مین بھی درس اُنکا جاری تھا جو کچھ مال و اسباب اُنکے پاس تھا
سب اُس معشوقہ کے عشق مین لُٹا دیا ایک شب اُسکے ساتھ شراب پی رہے تھے ایک جماعت محتسبون کی مع بہت سے
طالب علمون کے جو حضرت کے شاگرد تھے دیوار کود کر مکان مین داخل ہوے اور سب آلات فسق و فجور کے توڑکر ارادہ کیا
کہ اُنکو تعزیر دین آپنے وہی بات جو کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہی تھی پیش کی کہ اگر مین نے ایک گناہ کیا ہے
تمسے کئی حرکتین خلاف شرع واقع ہوئین اور تم میری نسبت زیادہ تعزیر کے لائق ہو کیونکہ میرے حال کا تجسس

کر کے بے اذن دیوار کود کر میرے مکان مین داخل ہوے یہ سنکر وہ سب لوگ نادم ہوے اُسی وقت سے حضرت نے
بھی سب گناہون سے توبہ کی اور کتاب احیاء العلوم کو اپنا دستور العمل بنایا عبادتین اور ریاضتین شروع
کین اور کتابین بھی بہت تصنیف کین اُنمین سے امام غزالی کی جواہر القرآن پر ایک شرح ہر ایک مرتبہ اُنکو
اکبر نے خلوت مین بُلا کر پوچھا کہ تمھاری کیا قوم ہر آپ نے صاف کہدیا کہ مین اپنی قوم کا کایستھ ہون یہ بے تکلفی
اُنکی اکبر کو بہت پسند آئی اور مدتون تک اُنسے صحبت رکھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اول مرتبہ
اُنسے لاہور مین ملاقات کی تھی کسی تقریب سے ملتان کی ویرانی اور لاہور کی آبادی اور لنگاہ کے بادشاہون کا
قصہ خصوصاً سلطان حسین کا حال اس خوش تقریری سے اُنھون نے بیان کیا کہ مین نے یہ شیرینی کسی کے
کلام مین نہ پائی کبھی کوئی سائل اُنکے دروازہ سے محروم نہ گیا اگرچہ کوئی تجارت یا زراعت کا شغل اُنکو نہ تھا
نہ بادشاہ کی طرف سے کوئی مدد معاش مقرر تھی مگر سخاوت اُنکی ایسی تھی کہ لوگ تعجب کرتے تھے کہ اتنا روپیہ
کہان سے آتا ہر اسی برس کی عمر مین اُنھون نے اِس سراے فانی سے ملک جاودانی کو کوچ کیا ہزارون آدمی اُنکے جنازہ کے
ساتھ تھے اور تبرک سمجھکر اُنکی نعش کو اپنے سر اور کندھون پر رکھتے تھے میان شیخ عبد اللہ بدایونی یہ بھی
بڑے بزرگون مین سے تھے بچپن مین بوستان کا سبق پڑھتے تھے جب اِس شعر پر پہونچے ؎ محال ست
سعدی کہ راہ صفا ✤ توان یافت جز در پئے مصطفا ✤ تب اُنھون نے معلم سے پوچھا کہ اِس شعر کا ترجمہ ہندی
زبان مین اچھی طرح سمجھا دو اُسنے کہا کہ تمکو اِس سے کیا کام آگے چلو حضرت نے کہا کہ جب تک مین اسکا مطلب
اچھی طرح سمجھ لونگا ہرگز آگے نہ پڑھونگا تب اُستاد نے مطلب بیان کیا تب اُنھون نے پوچھا کہ محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے اُنکی تعریف بیان کرو تب اُستاد نے حضرت کے حالات اور بعض معجزات بیان کیے
شیخ عبد اللہ پر یہ سُنتے ہی ایک جذبہ طاری ہوا کپڑے پھاڑ کر کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا شروع کیا جب ماں
باپ کو خبر پہونچی تو دوڑے آئے اور سمجھے کہ اب یہ اِسکا حال نہ بدلے گا مجبور ہو کر بیٹے سے ہاتھ اُٹھایا حضرت
نواحی سامانہ سے جو اُنکے باپ دادون کا قدیم مسکن تھا دہلی کی طرف متوجہ ہوے اور وہان اُنھون نے فقہ اور
قرآن پڑھنا شروع کیا اور وہان اُنھون نے بڑے بڑے علما اور مشائخ کی خدمت کی پھر میان شیخ عبد الباقی
چشتی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوے اور کچھ ذکر اور شغل کا طریقہ اُنسے سیکھا پھر شیخ صفی خیر آبادی
وغیرہ اور اور مشائخ کی خدمت مین گئے اور بہت سی ریاضتین اور مجاہدے کیے علم اُنھون نے اکثر نامی عالمون سے
حاصل کیا خصوصاً میان شیخ لادن دہلوی اور میر سید جلال بدایونی سے بہت سا پڑھا اور اُنکی

وفات کے بعد اُنکے قائم مقام ہوئے برسون تک بدایون مین درس و افادہ فرمایا اُنکے شاگردون مین بھی بڑے بڑے
نامی عالم ہوئے دور دور سے لوگ اُنکی ملازمت مین آیا کرتے تھے آخر حال مین جذبہ اُنپر غالب ہوا مجلس سماع
مین حاضر ہوا کرتے تھے اور جب بہت بیتاب ہی ہوجاتے تھے تو چند قدم چلتے تھے کچھ وجد اور رقص
نہ ہوتا تھا پھر معالاحول پڑھکر اپنے مقام پر لوٹ آتے تھے بے تکلف ایسے تھے کہ اپنے گھر کا روزمرہ سودا لینے کے
واسطے پیادہ پا بازار کو چلے جاتے تھے اور وہان سے خود ہی اُٹھا کر گھر کو لے آتے تھے رستے مین طالب علمون کو سبق
بھی پڑھاتے آتے تھے ہر چند طالب علم کہتے تھے کہ یہ خدمت ہم بجا لاوین آپکو تکلیف کی ضرورت نہین مگر آپ قبول
نہ فرماتے تھے اُنکی صورت سے فقر و فنا ٹپکتا تھا اگرچہ اُنکو بزرگون سے اجازت تعلیمین و ارشاد کی اور خط
خلافت کا حاصل تھا مگر وہ کسی کو مرید نہ کرتے تھے اور اس امر سے بہت احتراز کرتے تھے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین اُنسے علم کلام مین شرح صحائف اور اصول فقہ مین تحقیق پڑھتا تھا اور بڑی بڑی استعداد والے
طالب علم سبق مین شریک تھے اور طرح طرح کے دقیق اشکال پیش کرتے تھے مگر مین نے کبھی نہین دیکھا کہ آپکو
کتاب کے مطالعہ کی بھی ضرورت ہوئی ہو اور یہ بھی لکھتے ہین کہ اب اُنکی نوے برس کی عمر ہے شیخ جلال الدین
قنوجی یہ ایک مجذوب سالک تھے انکے باپ دادون نے ملتان سے آکر قنوج مین سکونت اختیار کی تھی
ابتدا مین وہ سالک تھے بعد ازان جذبہ غالب ہو گیا تھا مگر اُس حال مین اتباع شریعت مین ثابت قدم
کبھی کبھی جو حال اُنپر غالب ہوتا تھا تو اپنے منھ کو سیاہ کرکے اور پلنگ کا جھلنگا گردن مین ڈالکر بازارون مین
چلاتے پھرتے تھے اس قسم کی بہت سی حرکتین اُنسے سرزد ہوتی تھین مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ مین ایک مرتبہ اُنکی ملازمت مین حاضر ہوا وہ اُسوقت محلہ کی مسجد مین جمعہ کی نماز پڑھ چکے تھے
جب مین پہونچا تو اپنے باپ دادون کی قبرون کی جو اُس مسجد کے صحن مین تھین زیارت کرنے لگے ایک خادم
اُنکے ساتھ تھا ایک ایک قبر پر جدا جدا فاتحہ پڑھتے تھے جب وہان سے لوٹے تو اُس خادم سے ایک فرائض کا
مسئلہ پوچھا کہ اگر ایک شخص مرجاوے اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی وارث چھوڑے تو ہر ایک کو اُس ترکہ مین سے
کتنا کتنا ملیگا اُسنے جواب دیا کہ بیٹی ایک حصہ اور بیٹا دو حصہ پاویگا اِس مسئلہ کو اچھی طرح سُنکر
وہان سے چلدیے کچھ زبان سے نہ کہا پھر معلوم ہوا کہ بعضی حدیثون مین جو آیا ہے کہ اگر کوئی شخص علم فرائض کا
مسئلہ مقبرے مین پڑھے اور اُسکے سہامون کی تقسیم بیان کرے تو سب اہل قبور کی مغفرت ہوجاتی ہے
شیخ کا اِسی پر عمل تھا اور ہر جمعہ کو اُنکا یہی معمول تھا شیخ ابو محمد مجذوب گوالیاری حسینی سید

ابتداے حال مین سپاہگری کیا کرتے تھے ایکبارگی نوکری کو چھوڑ کر سقائی شروع کی بدایون کی بیوہ عورتون کو
پانی پہونچایا کرتے تھے اور بے اُجرت ہر شخص کو پانی پلاتے تھے یکایک جذبہ غالب ہوا اور سب کاروبار
ترک کر دیا کسی سے کچھ بات نہ کرتے تھے اور اپنے حال مین محو رہتے تھے گوالیار کے بازار کے سرے پر اپنی سکونت کے
واسطے ایک جگہہ مقرر کر لی تھی ہمیشہ سر نیچے ڈالے ہوے مراقبہ مین بیٹھے رہتے تھے اگر حاضرین مجلس کو کوئی خطرہ
دل مین گذرتا تھا تو مجذوبون کی طرح اپنی بڑ مین اسکا جواب دیتے تھے جس سے وہ اچھی طرح حل ہو جاتا تھا
اور اکثر غیب کی خبرین بیان کیا کرتے تھے راتون کو جاگا کرتے تھے کبھی روتے تھے کبھی ہنستے تھے بہت معتبر آدمیون سے
سُنا ہے کہ ولایت سے ایک سید آیا تھا اور اُسنے حضرت سے سیادت کی دلیل مانگی تھی آپ نے بہت سی آگ روشن کرائی
اور اُس سید کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ آؤ ہم تم دونون آگ مین کود پڑین ع تا سیہ روے شود ہر کہ درو غش باشد
سید بیچارہ ڈر گیا اور شیخ آگ مین کود پڑے اور پھر سلامت نکل آئے اس قسم کے بہت سے خوارق اُنکے مشہور
ہین اور سب لوگ اُنپر اتفاق رکھتے ہین شیخ اُسی جذبہ کے حال مین ایک مرتبہ نعرہ مار کر مار کہتے ہوے
دوڑے یہان تک کہ دروازہ کی چھت سے گر کر مر گئے یہ واقعہ ۹۸۹ھ نو سو نواسی مین ہوا شیخ فیضی نے
کیمہ مجذوب انکی تاریخ نکالی **شیخ الٰہ بخش گڈھ مکتیسری** گڈھ مکتیسر گنگا کے کنارہ ایک قصبہ ہے
یہ حضرت چالیس برس تک سجادۂ فقر پر مسند نشین رہکر مریدون کی تعلیم مین مشغول رہے بڑے متوکل
تھے اور اُنکی صحبت مین خدا یاد آتا تھا ستر برس کی عمر مین سنبھل کی سیر کے لیے گئے تھے وہان ایک
بڑھیا جو شیخ پنجو مرحوم سنبھلی کی خدمت کیا کرتی تھی اور بڑی عابدہ اور زاہدہ تھی ہمیشہ روزہ رکھا کرتی تھی تیس
برس سے بے شوہر تھی اور سواے دودھ کے اور کچھ نہ کھاتی تھی وہ غائبانہ حضرت کی بڑی معتقد
تھی اور اُسنے التماس کیا کہ مجکو بھی خدا کا رستہ تبلائیے حضرت نے فرمایا کہ جب تک تو پیروی سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرکے کسی کے نکاح مین نہ آجاویگی یہ بات کہنا تجکو فضول ہے فی الحال وہ محفہ
مین سوار ہوکر حضرت کی ملازمت مین حاضر ہوئی اور آپ کے نکاح مین آگئی تھوڑے دنون مین دونون نے
ملک آخرت کو سفر کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اپنے ایک دوست سید محمد قاسم کے ساتھ
جو دہلی کے نامی سیدون مین سے تھے اُنکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا مین نے اُنکو بڑا خوش مجلس اور
خوش تقریر پایا جب طشت اور آفتابہ ہاتھ دھونے کے لیے لائے تو آپ نے فرمایا کہ اُس سید سے
ابتدا کرو **شیخ عارف حسینی** یہ شاہ اسمٰعیل صفوی کی اولاد مین ہین بڑے عامل تھے اور ریاضتین اور

مجاہدہ بھی اُنھون نے بہت کیے تھے چنانچہ غذا اُنکی جو کی سوکھی جلی ہوئی سوکھی اور کڑوی گھانس ہوتی تھی کسی مین اُسکے کھانے کی طاقت نہ تھی شریعت کے اتباع مین بڑے ثابت قدم تھے پانچون وقت عین شمس خانی شیخ ابوالفضل مین بادشاہ کے دربار مین اذان کہتے تھے کچھ کسی کا خوف اُنکو نہ تھا خوارق اُنکے بہت مشہور ہین اُن مین سے ایک یہ ہے کہ گول کاغذ کتر کے جلتی ہوئی انگیٹھی مین ڈال دیتے تھے اور وہان سے اشرفیان نکال کر سب حاضرین مجلس کو تقسیم کر دیتے تھے اور اگر اُنکو کسی حجرہ مین بند کر کے مقفل کر دیا جاتا تھا تو وہ دوسری جگہ ظاہر ہو جاتے تھے ایک مرتبہ گجرات سے لاہور مین آئے تھے وہان جاڑون کے موسم کے سیوے گرمیون مین اور گرمیون کے موسم کے سیوے جاڑون مین لوگون کو دیتے تھے وہان کے علما خصوصاً مخدوم الملک اُنسے متعرض ہوے اور کہا کہ ضرور یہ سیوے لوگون کے باغون کے ہونگے کہ بے اُنکی اجازت کے اُنپر تصرف کیا جاتا ہے اُنکا کھانا حرام ہے آخر حضرت وہان سے رنجیدہ ہوکر کشمیر کو چلے گئے علی خان وہان کا حاکم اُنکا بڑا معتقد ہوا اور اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کر دیا جب دیکھا کہ اُنکے ٹھہرنے کا کچھ اعتبار نہین تب طلاق دلوا کر پھیر لیا اور وہان سے حضرت تبت کو گئے وہان بھی اُنسے بہت خوارق ظاہر ہوے غرض حضرت سے گجرات اور ہند اور کشمیر اور تبت مین بڑے بڑے تصرفات ظہور مین آئے مگر جہان جاتے تھے وہین کے آدمی اُنکے دشمن ہو جاتے تھے تو مجبور ہوکر اُس ملک سے دوسرے ملک کو چلے جاتے تھے اول مرتبہ جو اکبر کشمیر سے کابل کو جاتا تھا تو حضرت نے اُس سفر مین آکر اکبر سے ملاقات کی اکبر نے اُنکی محافظت کے لیے مؤکل مقرر کر دیے اور جب اکبر کی ملاقات کو آتے تھے تو وہ ایک پیالہ زرین مین مشک اور کافور اور بہت سی خوشبو مین ڈال کر تحفہ پیش کیا کرتا تھا اور ہرچند کہتا تھا کہ ہمسے کچھ نقد روپیہ یا جاگیر قبول کیجیے تو آپ جواب دیتے تھے کہ روپیہ اپنے احدیون کو عنایت کرو وہ بہت بدحال ہین مین کیا کرونگا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے ایک مرتبہ قلیچ خان کے ہمراہ حضرت سے تعیشخانہ ابوالفضل مین کہ حضرت اُسکی حراست مین تھے ملاقات کی اُسکے بالاخانہ پر بیٹھے ہوے نقاب مُنھ پر ڈالے ہوے کتابت کر رہے تھے اور ایک شخص سے کہتے تھے کہ یہ قلیچ خان ہے جو کہتا تھا کہ مین قلیچ تمھارا بندہ اور خدمتگار ہون ہمیشہ سے مُنھ چھپانے کی اُنکو عادت تھی اور کہتے تھے کہ اس سے یہ مطلب تھا کہ اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ کو جاوین تو اُنھین کوئی نہ پہچانے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے ایک معتبر آدمی سے سُنا ہے کہ ایک مرتبہ کشمیر مین اکبر نے شیخ ابوالفضل اور حکیم ابوالفتح کو بھیجا اور اُنھون نے اکبر کے اشارہ کے بموجب کہا کہ اگر آپ اِس نقاب کو اُٹھا لین تو ہم بھی آپ سے

جمال مبارک کے دیدار سے مشرف ہون آپ انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم فقیرون کو تم بہت ستاتے ہو
حکیم ابو الفتح کے مزاج مین شوخی اور گستاخی بہت تھی ہاتھ بڑھا کر حضرت کی نقاب اُٹھانے لگا آپ نے فرمایا
کہ معاذ اللہ مین مجذوب اور معیوب نہین ہون لو میرا منہ دیکھ لو نقاب اُتار کر زمین پر ڈال دی اور فرمایا کہ حکیم تو نے
میرا منہ تو دیکھ لیا مگر اسکا نتیجہ انشاء اللہ تعالیٰ دو ہفتہ کے بعد دیکھیگا چنانچہ پندرہ روز نہ گذرے تھے کہ اُسی سفر مین
حکیم نے اسہال کبدی کے مرض مین انتقال کیا اس قسم کے خوارق آپ کے حد شمار سے باہر ہین ایک ذاکر نے
اُن سے کہا کہ یا تم ہم سے ہو جاؤ یا ہمکو اپنا سا کر لو آپ نے فرمایا کہ ہم نامراد لوگ تم سے کیونکر ہو سکتے ہین اگر تم
ہم سے ہونا چاہو تو آؤ ہمارے برابر آنکر بیٹھ جاؤ میر سید علاؤ الدین اودھی انکو بڑے مقامات عالیہ
حاصل تھے اور کراماتین انکی کھلی ہوئی تھین گویا خدا کی نشانیون مین سے ایک نشانی تھے خوارق اُنکے
بہت مشہور ہین کبھی کبھی حقائق اور معارف کے مضمونون کو نظم کیا کرتے تھے یہ مطلع اُنکا بہت مشہور ہے
ع ندانم آن گل خندان چہ رنگ و بو دارد + کہ مرغ ہر چمنے گفتگوے او دارد + اور ایک ترجیع بند انھون نے
لکھا ہے کہ جسکے بند کا شعر یہ ہے ع کہ ہستیان دل مبین جز دوست + ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست + شیخ
عراقی نے بھی اسی زمین مین یہ شعر لکھا تھا ع کہ جہان صورت ست معنی دوست + ور بمعنی نظر کنی
ہمہ اوست + اور کسی اور نے یہ لکھا ہے ع کہ جہان پرتو ست از رخ دوست + جملہ کائنات سایہ اوست +
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یون کہا تھا ع پوست مغز جہان جہان ہمہ پوست +
خود چہ مغز و چہ پوست چون ہمہ اوست + اُنکی صحبت کے فیض سے بہت لوگ ولی کامل ہو گئے
اُنھین سے ایک حضرت کے صاحبزادہ سید ماہرو ہین جنھون نے بالکل آپ کے قدم پر قدم رکھا تھا
دوسرے سید علی لہری جو بڑے صاحب حال تھے اور ہمیشہ مخلوق سے چھپے ہوئے علیحدہ
رہتے تھے فقر اور غربت اُنکے چہرہ سے ٹپکتا تھا تصوف مین اُنکی تقریر نہایت عمدہ تھی
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی حسین خان کے ساتھ کانت گولہ جو توابع سنبھل مین ہے اُنکی
ملازمت مین حاضر ہوا اور اُنکی صحبت کا فیض اُٹھایا ہمیشہ میر سید علی دعا مانگا کرتے تھے
کہ الٰہی اللہ مجکو شہید کیجیو چنانچہ ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت حضرت کے گھر مین چور آئے اور جھگڑا
شنجا اگرچہ آپ کی عمر نوے برس کی تھی ایک لوہے کا گرز لیکر اللہ اللہ کہتے ہوئے مقابل ہوئے
اور کئی آدمیون کو جہنم مین پہنچایا آخر انکو ایک تیر اُنکے بھی لگا شہید ہو گئے یہ واقعہ سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھانوے مین ہوا

چہ شد آن مرشد کامل ۹۰۹ انکی وفات کی تاریخ ہے شیخ حمزہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ وہ ملک آدم کاکر کے پوتے ہین
جو سلطان سکندر اور ابراہیم لودی کے امیرون مین سے تھا ہمیشہ اپنے دادا کی قبر پر مجاور بنا بیٹھا رہتا تھا
ملک آدم کی قبر دو قبرون کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ لمبی تھی چنانچہ قوی اور ہیکل تھا قد انکا بہت بلند
تھا اور انکے چہرہ پر بڑی ہیبت تھی کبھی کبھی شہر بنارس کے سیر کے لیے آیا کرتے تھے اور شیر کی طرح جھومتے ہوے
چلتے تھے اور بہت سے اینٹ پتھر ہاتھ مین اٹھا کر ہر طرف پھینکتے جاتے تھے مگر کسی کو اس سے ایذا نہین
پہنچتی تھی اور بہت سی مرض کی حالتین انسے رفع ہوتی تھین ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے
جس کسی کو لائق سمجھتے تھے اسی کو بلا کر کچھ گفتگو کیا کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین ایکدفعہ مجھسے
بھی کچھ گفتگو انھون نے کی اکثر آدمی انکی حرکت دیکھکر بھاگ جاتے تھے اور انکے پاس نہ پھٹکتے تھے
شیخ پیرک یہ بھی لکھنوی ہین گومتی ندی کے کنارہ جنگل مین آبادی سے بہت دور ایک غار مین رہتے
تھے کہ آدمیون کو انکا پتا مشکل سے ملتا تھا ہر ہفتہ مین ایکبار جمعہ کی نماز کے بعد کھانا کھاتے تھے ایک بڑھیا اگر
گھر رہتی تھی وہ خشک روٹی اور کچھ اس ہری کے بیر جو انھین کی بوئی ہوئی تھی انکی غذا کے لیے لایا کرتی تھی
اگر کوئی شخص بڑی مشقت اٹھا کر انکی ملاقات کے لیے جاتا تھا تو وقت معین مین حجرہ سے باہر نکلکر خاموش
بیٹھ جاتے تھے کچھ گفتگو نہ کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین حسین خان لکھنؤ کا حاکم تھا تو مین
بھی اپنے ایک دوست عبدالرحمن نامے کے ساتھ جو حسین خان کا خلیفہ تھا انکی ملاقات کے لیے گیا تھا ایسے
ضعیف تھے کہ فقط ایک پوست اور استخوان باقی تھا اور اس غار سے بڑے بڑے سانپ منھ نکالتے تھے
حاضرین مین سے ایک شخص نے ڈر کر انکو اپنے عصا سے مارنا چاہا آپ نے منع کیا اور کہا کہ انھون نے
تمھارا کیا بگاڑا ہے آخر کو معلوم ہوا کہ تیس برس سے زیادہ مدت ہو گئی تھی کہ حضرت اس غار مین رہتے تھے
اور وہ سانپ انسے مانوس تھے کسی کو کچھ ایذا نہ پہنچاتے تھے رخصت کے وقت حضرت نے خشک روٹی کا
جو کئی دن کی پکی ہوئی تھی اور کچھ سوکھا ہوا میوہ جو اس وقت موجود تھا سب حاضرین مجلس کو دیا اور اس میرے
دوست نے کچھ روپے بطور تحفہ کے پیش کیے آپ نے قبول نہ کیے چند روز کے بعد انکا انتقال ہو گیا
شیخ محمد حسین سکندری سکندرہ میان دوآب مین ایک قصبہ ہے یہ بڑے صاحب ذوق وحال تھے
اور سارے تعلقات سے آزاد ہو گئے تھے مخلوق سے علحدہ ایک گوشہ مین چھپے ہوے رہتے تھے پچاس برس
گوشہ نشینی اختیار کی تھی ہمیشہ عبادت کیا کرتے تھے کبھی کسی کے گھر نہ جاتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ

سنہ ۹۷۰ نوسوچہتر مین مین اُنکی خدمت مین حاضر ہوا تھا مجھسے اُنھون نے پوچھا کہ خواجہ حافظ رح کے اِس شعر کے کیا معنی ہین ؎ عفو خدا بیشتر از جرم ماست ٭ نکتۂ سربستہ چہ گوئی خموش ٭ مین نے اُنسے پوچھا کہ اسمین اشکال کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جب خود ہی نکتہ سربستہ کہدیا تو اورون کو خموشی کا حکم کیون ہی تب آپ نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سب گناہ خدا کے ہی پیدا کیے ہوے ہین اور یہ کہنا قدم حد ادب سے آگے بڑھانا ہے مین یہ سُنکر چپ ہو رہا اِسی طرح اِس آیت مین تاویل کرتے تھے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ٭ کہتے تھے کہ حتی انتہا غایت کے لیے ہوتا ہے اور یہان انتہا غایت کی گنجایش نہین شاید یہ انتہا کاف خطاب کے لحاظ سے ہوگی خدا جانے اِس سے اُنکی کیا مراد تھی

شیخ عبد الواحد بلگرامی بلگرام تو ابع قنوج مین ایک قصبہ ہے یہ بڑے صاحب فضائل اور کمالات تھے ریاضت اور عبادت بہت کرتے تھے اور سب اخلاق حمیدہ اُنکی ذات مین موجود تھے ابتداے زمانہ مین کچھ ہندی راگ گایا کرتے تھے اور وجد وحال کیا کرتے تھے اب چندروز سے اُنھون نے یہ بھی چھوڑ دیا تھا اور نزہتہ الارواح کی ایک شرح اُنھون نے بڑی محققانہ لکھی ہے اِسی طرح صوفیون کی اصطلاح مین بہت سے رسالے لکھے ہین اُنھین مین سے سنابل نامے ایک کتاب ہے اگرچہ مرید کسی اور کے ہین مگر اُنھون نے شیخ حسین سکندری سے بہت سا فیض پایا ہے ہر سال بلگرام سے اُنکے عُرس مین شریک ہونے کے لیے سکندرہ کو جایا کرتے تھے مگر اب اُنکی بینائی مین ضعف ہو گیا ہے اِس وجہ سے جانا موقوف کر دیا قنوج مین سکونت اختیار کی ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سنہ ۹۷۰ نوسو ستہتر مین مین لکھنؤ سے بلگرام مین پہونچا رات کو وہ میری عیادت کے لیے آئے تھے یہ پہلی ہی ملاقات تھی اور کہنے لگے یہ سب عشق کے پھول ہین اتفاقاً شیخ عبد اللہ بھی اُسی روز بدایون سے آگئے تھے مین نے اُن دونون کی صحبت کو بہت غنیمت جانا اُس شب کو شب قدر کی برابر سمجھا حضرت شعر بھی کہتے تھے چنانچہ پراچہ نامے ایک معشوق کی تعریف مین کہا ہے ؎ اے کردہ خیال تو بہ تخت دل جا ٭ ہرگز نبود در دل ما غیر تراجا ٭ ولہ ؎ مرو بجنگ چو اول بصلح آمدہ ٭ دمے بہ لطف نشین تا زخون برخیزم ٭

اکبر کے زمانہ کے عالمون کا ذکر

مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اِس مقام پر مین نے اُن عالمون کا ذکر لکھا ہے جنسے خود تلمذ کیا ہے یا ملازمت حاصل کی ہے ورنہ فضلا اِس زمانہ کے حد حساب سے باہر ہین میان حاتم سنبھلی

یہ میان عزیز اللہ طلبنی کے شاگرد ہین اُس زمانہ مین ایسا عالم کوئی جامع معقول او منقول نہ تھا خصوصا کلام اور اصول اور فقہ اور عربیت مین سب بے نظیر تھے مشہور ہی کہ شرح مفتاح او مطول اُنھون نے اول سے آخر تک چالیس مرتبہ پڑھائی تھی اور کتب منتہیانہ بھی علی ہذا القیاس مخدوم الملک کو کہا کرتے تھے کہ علم محاضرات مین اپنا ثانی نہین رکھتا مُلّا علاء الدین لاری شرح عقائد نسفی پر ایک حاشیہ بڑے دعوی سے لکھکر اُنکے پاس لے گئے تھے اُنھون نے اُسپر اسقدر اعتراض کیے کہ مُلّا علاء الدین کو کچھ جواب نہ بن پڑا فقہ مین گویا امام اعظم رحمہ ثانی تھے ریاضت اور مجاہدہ بھی بہت کرتے صلاح و تقوی مین کامل تھے باوجود اِن کمالات کے مسند جاہ و جلال پر بھی متمکن تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ بیرم خان خانخانان کے زمانہ مین ایک مرتبہ پانچ برس کے بعد میان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور شیخ مبارک کا لکھا ہوا ایک استفتا مین نے اُنکے ہاتھ مین دیا اُس زمانہ مین مین شیخ مبارک سے بھی تلمذ کرتا تھا اول میان نے میرے اِس زمانہ مفارقت کا حال پوچھا پھر یہ دریافت کیا کہ شیخ مبارک کی مولویت کیسی ہی مین نے بیان کیا کہ مُلّائی اور تقوی اور فقہ اور مجاہدہ اور امر معروف اور نہی منکر مین سب بے نظیر ہین واقعی اُس زمانہ مین شیخ اِن اُمور کے بڑے پابند تھے میان نے کہا ہان ہمنے بھی اُنکی بڑی تعریف سُنی ہی لیکن مشہور ہی کہ مہدوی مذہب ہین یہ کیسی بات ہی مین نے کہا کہ میر سید محمد جونپوری کی بزرگی اور ولایت کے قائل ہین مہدویت کے قائل نہین میان نے کہا ہان میر کے کمالات مین کیا شک ہی اُس مجلس مین میر سید محمد میر عادل بھی جو میان کے شاگرد تھے موجود تھے اُنھون نے کہا کہ پھر اُنکو مہدوی کیون کہتے ہین مین نے کہا کہ وہ سب کو امر معروف نہی منکر کرتے رہتے ہین اِس وجہ سے لوگون نے اُنھین یون مشہور کر دیا ہی اُنھون نے کہا کہ ایک مرتبہ میر عبد الحی خراسانی جسکو چند روز کے لیے صدارت کا منصب بھی برائے نام ملگیا تھا خانخانان کے سامنے شیخ کی مذمت بیان کرتا تھا اُسکا سبب تمکو معلوم ہی مین نے کہا کہ شیخ نے اُنکو وعظ اور نصیحت مین ایک رقعہ لکھا تھا اور اُسمین یہ بھی لکھا تھا کہ مسجد مین آکر نماز جماعت کے ساتھ پڑھا کرو یہ امر اُنکو ناگوار ہوا اور یہ گمان کیا کہ شیخ مہدوی مذہب ہین اور مجھکو رافضی سمجھتے ہین اُس وقت میر سید محمد نے کہا کہ یہ استدلال میر کا اپنے رفض پر اِس مقدمہ پر موقوف ہی کہ تم نماز جماعت کے ساتھ نہین پڑھتے اور جو کوئی جماعت کے ساتھ نماز نہین پڑھتا وہ رافضی ہی حالانکہ کبری اُسکا ممنوع ہی

اور ایسے ہی یہ مقدمہ بھی ناتمام ہی کہ شیخ امر معروف کرتے ہین اور جو کوئی امر معروف کرتا ہی وہ مہسد وی ہی
پھر میان نے کہا کہ مین اس استفتا پر بعد کو مُہر کرونگا اول ایک اور استفتا جو ان دنون ہمارے پاس
آیا ہی اور اُسپر سب اکابر کی مُہر ہین اور ہمکو اُسپر کئی شبہہ ہین تم اُسکو شیخ بہاء الدین مفتی کے پاس
لے جاؤ اور اُنسے کہیو کہ ہم سفر مین ہین کتابین ہمارے پاس نہین لیکن تمنے جو روایتین لکھی ہین اُنکو
بعینہٖ ہمارے پاس بھیجدو خلاصہ تمھارے فتوی کا یہ ہی کہ آدمی کو اختیار ہی کہ مخمصہ کے حال مین اپنی اولاد
کو بیچ ڈالے مگر یہ روایت خاص ابراہیم شاہی کی ہی اور کسی کتاب مین نہین اور یہ بات ظاہر ہی
کہ وہ کتاب عالمون کے نزدیک اعتبار کے قابل نہین اور اگر تم یہ کہو کہ مفتی کو اختیار ہی کہ کسی روایت
مرجوحہ کو ترجیح دیوے تو ہم کہتے ہین عبارت ابراہیم شاہی کا مضمون یہ ہی کہ حالت اضطرار مین
ابوین کو اولاد کی بیع جائز ہی اور یہ بات معلوم ہی کہ لفظ اب کا باپ اور دادے دونون کو شامل ہی
چنانچہ کتاب نکاح مین ہی کہ جسکے ابوین مسلمان ہون وہ کفو ہی اُسکا جسکے آبا شرف اسلام سے
مشرف ہوے ہون یہان باتفاق لفظ ابوین سے باپ اور دادا مراد ہی نہ مان باپ بس اسی طرح ہم
اس روایت مین بھی کہہ سکتے ہین کہ اولاد کی بیع مین دونون کو بطریق اجتماع اختیار ہی ہیئت افرادی کی
کوئی دلیل نہین آو شیخ مبارک کا استفتا اپنے پاس رکھ لیا اور اُس پہلے استفتا کو میرے حوالہ کیا
جب مین نے اُسکو شیخ مبارک کے سامنے پیش کیا تو اُنھون نے میان حاتم کی فقاہت کی بڑی تعریف کی
اور کہا کہ ہماری طرف سے دعا کے بعد میان حاتم سے کہیو کہ ہمنے اسی دن کے لیے اس فتوی پر
مُہر نہین کی تھی جب مین اُسکو شیخ بہاؤالدین کے پاس لے گیا تو اُنھون نے کہا کہ مین نے اور
عالمون کی مُہر دیکھکر اُنکے اعتماد پر مہر کر دی تھی اچھی طرح غور نہ کیا تھا اور واقع مین غلطی ہوئی یہ بھی
شیخ بہاؤالدین کی بڑی منصفی تھی کہ باوجود اُس عظمت اور جلال کے کہ اپنی تقصیر کا اقرار کر لیا
میان حاتم نے ستر برس کی عمر پاکر سنہ ۹۶۹ نوسو انسٹھ مین انتقال کیا عِندَ مَلِیکٍ مُقتَدِرٍ اُنکی
وفات کی تاریخ ہی شیخ عبدالحلیم نام اُنکا بیٹا شیخت اور مقتدائی مین اُنکا قائم مقام رہا مگر عالم نہ تھا
سنہ ۹۶۹ نوسو انسٹھ مین اُسنے بھی انتقال کیا کئی بیٹے ناخلف اُسکے وارث رہے مولانا عبداللہ
سلطان پوری یہ قوم انصار سے تھے اِنکے باپ دادا نے آن کر سلطان پور مین سکونت اختیار کی تھی
اپنے زمانہ مین یکتا تھا خصوصاً عربیت اور اُصول و فقہ اور تاریخ اور تمام نقلیات مین بے نظیر تھے

کتابین بھی اُنھون نے بہت تصنیف کی تھین اُنمین سے ایک کتاب قسمت انبیا مین لکھی تھی اور شمائل کی
شرح بھی اُنکی مشہور ہی ہمایون نے اُنکو مخدوم الملک اور شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا شریعت کے
رواج دینے مین بہت کوشش کرتے تھے سُنّی متعصب تھے بہت سے رافضیون اور ملحدون کو اُنھون نے
قتل کرایا اور روضۃ الاحباب کے تیسرے دفتر کو کہتے تھے کہ میر جمال الدین محدث کا نہین ہی جس سال
گجرات کی فتح ہوئی ہی وہ فتح پور مین دیوانخانۂ عالی کے وکیل تھے اور وہ زمانہ اُنکے مین جاہ وجلال کا
تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اُس زمانہ مین پنجاب سے لوٹ کر آیا تھا حاجی سلطان
تھانیسری اور شیخ ابو الفضل کے ساتھ جو اُس زمانہ مین نوکر نہین ہوے تھے اُنکی ملاقات کو گیا اور
روضۃ الاحباب کا تیسرا دفتر اُنکے سامنے رکھا تھا اور کہتے تھے کہ دیکھو ولایت کے مقتداؤن نے
دین مین کیسی کیسی خرابیان ڈالی ہین اور وہ شعر دکھلایا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبت مین لکھا تھا
۵ ہمین بس بود حق نمائی او + کہ کردند شک در خدائی او + اور کہا کہ دیکھو رفض سے بھی نوبت گذر گئی
اور حلول کے مرتبہ پر پہونچی مین نے یہ دل مین ٹھانی ہی کہ اس جلد کو شیعون کے سامنے جلا دونگا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین ایک مجہول آدمی تھا اور پہلی ہی ملاقات تھی دلیری کرکے مین نے کہا کہ یہ شعر
اُس بیت کا ترجمہ ہی جو امام شافعی رح سے منسوب ہی ۵ لَو اَنَّ المُرتَضیٰ اَبدیٰ مَحَلَّہٗ + لَصَارَ النَّاسُ طُرّاً
سُجَّداً لَّہٗ + کَفیٰ فِی فَضلِ مَولَانَا عَلِیٍّ + وُقُوعِ الشَّکِّ فِیہِ اَنَّہُ اللّٰہُ + یہ سُنکر میری طرف کو تیز نظر سے
دیکھا اور پوچھا کہ اِس شعر کو تمنے کہان سے نقل کیا ہی مین نے کہا کہ شرح دیوان سے
تب اُنھون نے کہا کہ قاضی میر حسین میبذی شارح دیوان بھی رفض سے متہم ہی مین نے کہا کہ یہ بحث
دوسری ہی شیخ ابو الفضل اور حاجی سلطان دانتون مین اُنگلی دباکر بار بار مجکو اشارہ سے منع کرتے تھے
پھر مین نے کہا کہ مین نے بعضے ثقات سے سُنا ہی کہ تیسرا دفتر میر جمال الدین کا نہین ہی بلکہ اُنکے
بیٹے میرک شاہ یا کسی اور نے لکھا ہی اسلیے اِسکی عبارت بھی پہلے دفترون کی عبارت سے نہین ملتی پہلے
دفترون کی عبارت محدثانہ ہی اور اِسکی شاعرانہ ہی تب اُنھون نے جواب دیا کہ مین نے دوسرے
دفتر مین بھی بہت ایسی باتین دیکھی ہین جنسے بدعت اور فساد اعتقاد صاف معلوم ہوتا ہی مین نے
اُسپر حاشیہ بھی لکھدیے ہین چنانچہ مصنف نے لکھا ہی کہ جب طلحہ رضی اللہ عنہ نے سب سے
پہلے حضرت امیر المؤمنین رض سے بیعت کی تو آپ نے فرمایا کہ یَدٌ شَلَّاءُ وَ بَیعَۃٌ شَلَّاءُ

یعنی ہاتھ شل اوربیعت شل غور کرو کہ جو ہاتھ اُحد کی لڑائی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ ہو
اور اُسمین گیارہ زخم لگے ہون اسکو حضرت علی رض شگون بد کہین جو شرع مین ممنوع ہی یہ ہرگز نہین ہوسکتا
بالکل جھوٹھ معلوم ہوتا ہی مین نے کہا کہ تفاؤل اور شگون مین فرق ہی اُسوقت شیخ ابوالفضل نے زور سے
میرے ہاتھ کو ملا اور بہت منع کیا مخدوم الملک نے کہا انکی تعریف کرو اُسوقت اُنھون نے کچھ میرا حال بیان
کیا اور وہ صحبت خیریت سے تمام ہوگئی جب وہان سے نکلے تو یارون نے کہا بڑی خیر ہوگئی کہ اُنھون نے تمسے
کچھ تعرض نہ کیا وگرنہ کون چھوٹ سکتا تھا ابتداے زمانہ مین جب مخدوم الملک شیخ ابوالفضل کو دیکھتا تھا تو
اپنے شاگردون سے کہا کرتا تھا کہ دیکھیو یہ شخص دین مین کیسے فتنہ اُٹھاویگا سفر حج سے لوٹتے وقت ۹۹۰ھ
نو سو نوّے مین گجرات تک آکر اُنھون نے انتقال کیا اور اُنکی وفات کی تاریخ یہ ہی ع رفت مخدوم ملک با خود
برد + رحمۃ اللہ نشان پیشانی تو جستم از دل چو سال تاریخش + گفت سہ بار مصرع ثانی + کوئی ناخلف اُسکے
وارث رہے جو ذکر کرنے کے قابل نہین شیخ مبارک ناگوری یہ اپنے زمانہ کے بڑے نامی آدمی تھے
اور صلاح اور تقویٰ اور توکل مین سب مین بڑھے ہوئے تھے ابتداے حال مین اُنھون نے ریاضت اور مجاہدہ بھی بہت
کیے امر معروف اور نہی منکر مین انکو ایسی کوشش تھی کہ اگر کوئی اُنکی وعظ کی مجلس مین سونے کی انگوٹھی یا حریر
یا سرخ موزہ یا سرخ زرد کپڑے پہنکر آتا تو فی الحال اُسکو حکم کرتے کہ اسکو نکال ڈالو اور جو ازار ٹخنہ سے
گذر جاتی اُسکو اُسی وقت پھاڑ ڈالتے اور اگر رستہ مین کہین نغمہ کی آواز سُنتے فوراً وہان سے بہت جلد
چلے جاتے مگر آخر مین اُنکی یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ بے نغمہ کے دم بھر چین نہ تھا غرض ہمیشہ اُنکے طریقہ کا رنگ
بدلتا رہتا تھا پٹھانون کے زمانہ مین شیخ علائی کی صحبت مین رہے اور اکبر کے ابتداے زمانہ مین نقشبندیون کا
غلبہ تھا تب اُنھون نے بھی اسی خاندان سے نسبت پیدا کی کچھ دنون مشائخ ہمدانیہ سے منسوب رہے آخر جب
دربار مین عراقیون کو دخل ہوا تو وہ اُنھین کے طریقہ پر آگئے بہر حال ہمیشہ علوم دینی کے درس مین مشغول رہتے تھے
علم شعر اور معما اور انواع فنون مین بہت دخل تھا خصوصاً علم تصوف کو برخلاف علماے ہند کے
اُنھون نے مرتبۂ کمال کو پہونچایا تھا شاطبی اُنکو خوب یاد تھی اور اُسکے درس مین یکتا تھے اور قرآن مجید
دس قراءتون سے اُنکو یاد تھا ہرگز امیرون کے گھر نہ جاتے تھے اور بہت ظریف تھے نقلین اُنکی عجیب عجیب
مشہور ہین آخر زمانہ مین اُنکی بینائی مین ضعف ہوگیا تھا اس سبب سے کتاب کے مطالعہ سے معذور تھے
تب گوشہ نشین ہوگئے تھے اُنھون نے قرآن کی ایک تفسیر مانند تفسیر کبیر کے لکھی ہی اُسکی بڑی بڑی

چودہ جلدین ہین منبع نفائس العیون اسکا نام رکھا طرفہ یہ ہی کہ اُسکے خطبہ مین اُنھون نے ایسا مضمون لکھا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو اُس صدی کے مجدد ہونے کا دعوی تھا حالانکہ جو کچھ اُنھون نے تجدید کی وہ سب کو معلوم ہی جب وہ تفسیر تمام ہو گئی تو ہمیشہ قصیدہ فارسیہ تائیہ جو سات سو شعر کا ہی اور قصیدہ بردہ اور قصیدۂ کعب ابن زہیر اور سوا اِنکے اور اسی طرح کے قصائد ہمیشہ اُنکے ورد رہتے تھے سترھوین ذیقعدہ سنہ ایکہزار ایک کو لاہور مین اُنھون نے انتقال کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے کوئی عالم ایسی جامعیت کا نہین دیکھا لیکن افسوس کہ دنیا کی محبت اُنپر ایسی غالب آئی کہ باوجود دعوی فقر کے ایسے بے دین ہو گئے کہ کچھ اُنکو اسلام سے علاقہ نہ رہا مصنف صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ ابتدا ے عمر مین آگرہ مین مین نے بھی اُنکی ملازمت مین تحصیل علم کی اور میرے اوپر اُنکا بڑا حق تھا لیکن اُن سے جو بعضے امور بیدینی اور محبت دنیا اور زمانہ سازی اور مکر و فریب کے ظاہر ہوے تو مجکو اُن سے نفرت ہو گئی میر سید محمد میر عدل امروہی امروہہ توابع سنبھل سے ایک قصبہ ہی یہ بڑے متقی اور صالح تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اُنھون نے اور میرے والد نے سنبھل مین اور بداون مین ساتھہی طالب علمی کی تھی آخر زمانہ مین وہ بادشاہی مصاحبون مین شامل ہوے تھے اور میر عدلی کے منصب سے امتیاز پایا تھا اِس منصب مین بھی اُنھون نے ایسا عدالت اور انصاف اور صدق اور امانت کا طریقہ اختیار کیا کہ قاضی قضات بھی اُنکے خوف کے سبب سے علانیہ اپنی خباثت ظاہر نہ کرتا تھا جب تک اُنکا دربار مین دخل رہا کسی ملحد اور مبتدع کو دین اسلام مین رخنہ ڈالنے کی جراءت نہ ملی بعد اُنکے میر عدلی کا خطاب اور وہ منصب لیے فقط براے نام تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجھسے اُنکو موروثی محبت تھی ابتداے ملازمت مین ہمیشہ مجکو نصیحت کیا کرتے تھے کہ مدد معاش کے درپے نہ ہوا اور صدر کی ذلتین نہ اُٹھا کو داغ بادشاہی اختیار کرو مین نے اُنکی نصیحت نہ مانی آخر اُسکا نتیجہ پایا میر ممدوح کو سنہ نوسو چوراسی مین بکر کی حکومت ملی سنہ نوسو چھیاسی مین وہین اُنھون نے انتقال کیا شیخ گدائی دہلوی کنبوہ یہ شیخ جمال کے بیٹے ہین جو مشہور شاعر تھا علوم ظاہری بخوبی اُنکو حاصل تھا بڑے بڑے فاضلون کی صحبت اُنکو نصیب ہوئی تھی بیرم خان نے اُنکو تمام ممالک کی صدارت کا منصب دلا دیا تھا ادس کئی برس تک تمام ہندوستان اور ماوراء النہر اور خراسان اور عراق کے علما اور مشائخ اُنسے رجوع کرتے رہے شعر سے بھی اُنکو مناسبت تھی زبان ہندی مین بھی تصنیف کیا کرتے تھے

جب بیرام خان کی صحبت سے نواحی بیکانیر مین جدا ہوکر دہلی مین آئے اور وہان بھی بہت معظم اور مکرم رہے
اور وہان کے مشائخ کے مزارون پر عرس کے جلسون مین حاضر ہوکر بڑی زیب و زینت سے مجلس ترتیب دیا کرتے تھے
سنہ ۹۷۴ نوسو چہتر مین اُنھون نے انتقال کیا اُنکے بھی وارث مثل اورون کے ناخلف رہے یہ غزل اُنکی
تصنیف ہے ۔ گہے جان منزل غم شد گہے دل ٭ قسمت را ہمی برم منزل بمنزل ٭ مشو غافل ز حال دردمندی ٭
کہ از حال تو یکدم نیست غافل ٭ دل دیوانہ در زلف تو بستم ٭ گرفتارم بآن مشکین سلاسل ٭ بجان دادن اگر
آسان شدے کار ٭ نبودے عاشقان را کار مشکل ٭ گدائی جان بہ ناکامی برآمد ٭ نشد کامم ز لعل یار حاصل ٭
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یہ غزل میر علاؤ الدولہ کے تذکرہ سے لکھی ہے مگر وہ ہرگز قابل اعتبار کے
نہین اور میرا گمان یہی ہے کہ شاید شیخ گدائی کا کلام نہو میان جمال خان مفتی دہلی یہ کنبوہ کی قوم سے ہین
اپنے والد بزرگوار شیخ نصیر الدین اور اپنے بھائی میان لادن کے شاگرد تھے بڑے نامی علما مین سے
تھے علوم عقلیہ اور نقلیہ خصوصاً فقہ اور کلام اور عربیت اور تفسیر مین کوئی انکا نظیر نہ تھا مفتاح کی دونون
شرحون کا اُنھون نے محاکمہ کیا ہے عضدی کو جو بڑی انتہائی کتاب ہے چالیس مرتبہ اول سے آخر تک پڑھایا
ہمیشہ علوم دینی کے درس مین مشغول رہتے تھے امیرون کے گھر کبھی نہ جاتے تھے سب حکام اُنکی عزت کرتے رہے
اکثر شاگرد اُنکے فاضل ہوے عمر اُنکی نوّے برس سے بھی زیادہ ہوئی سنہ ۹۸۴ نوسو چوراسی مین اُنھون نے
انتقال کیا قاضی جلال الدین ملتانی اصل مین یہ قلعہ بکر کے رہنے والے تھے بڑے عالم متبحر حق گو اور
حق پرست تھے ابتداے زمانہ مین تجارت کیا کرتے تھے بعد ازان درس مین مشغول ہوے کئی برس آگرہ مین
انکا فیض جاری رہا پھر بعضی تقریبون سے جو اول مذکور ہوچکین قاضی یعقوب عہدۂ قضا سے معزول ہوے
اور یہ اُنکی جگہ مقرر ہوے دیانت اور امانت مین سب قاضیون مین منتخب تھے مگر آخر اکبر نے
اُنکے بیٹے کی نالائق حرکتون کے سبب سے اُنکو دکن کی طرف نکال دیا وہان کے حاکمون نے جو اُنکی
دین اسلام مین استقامت اور اظہار کلمۃ الحق سُنا تو اُنکی بہت تعظیم اور تکریم کی اور وہان سے سفر حج کو
گئے وہین اُنکا انتقال ہوگیا قاضی طوالسی طوالس توابع خراسان سے ایک قصبہ ہے یہ بڑے
دیانت دار آدمی تھے مگر چونکہ اُنکو علم نہ تھا اسلیے بعضے حکم غلط بھی دے دیتے تھے امیرون سے جو اُنھون نے
بہت ظلم دیکھے تھے اس سبب سے اُنسے بڑے بدگمان تھے اور مقدمات مین ہمیشہ امیرون کے مقابلہ مین
فقیرون کے طرفدار ہوجاتے تھے اگرچہ زیادتی اُنھین کی طرف سے ہو اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ زمانہ ایسا ہے

کہ جو ظالم ہوتا ہی وہی دادخواہی کے لیے آتا ہی شیخ ابوالفضل کا قول ہی کہ اگر امام اعظم رح ہمارے زمانہ مین ہوتے تو اُنکو ایک اور فقہ لکھنی پڑتی جب خانخاناں کی بغاوت ہوئی تو قاضی طوایسی نے اکبر سے کہا کہ باغی کا مال لینا تمکو جائز نہین ہی اسی امر سے اکبر نے ناراض ہوکر اُنکو معزول کیا اور قاضی یعقوب کو اس منصب پر مقرر کیا اُسی قریب عرصہ مین قاضی طوایسی کا انتقال ہوگیا **قاضی یعقوب مانک پوری** یہ قاضی فضیلت کے داماد ہین علم فقہ اور اصول فقہ مین بڑے کامل تھے اور بڑے ظریف اور شگفتہ طبع تھے عربی کے شعر ہندی کی بحرون مین ظرافت کے طور پر لکھا کرتے تھے کئی سال ہندوستان مین قاضی القضات رہے اُنکی عادت تھی کہ اکثر معجونات مقوی باہ کھایا کرتے تھے ایک روز بادشاہ کی مجلس مین مکیفات کا دور چل رہا تھا قاضی کو بھی اُسکی تکلیف دی اُنھون نے نہ مانا تو اکبر نے پوچھا کہ از کدام قسم مینخورند ایک ہندی امیر نے جواب دیا کہ قاضی پارہ می خورد چند روز کے بعد اُنکو موقوف کر کے قضاے بنگالہ کے منصب پر نامزد کیا وہان بھی وہ مقویات باہ کے نسخہ ظلم و تعدی کے طور پر بہم پہونچاتے تھے اور مخالفت مین معصوم کابلی کے شریک تھے اسی سبب سے اکبر نے اُنکو بُلاکر گوالیار کے قلعہ مین قید کر دینے کا حکم کیا مگر گوالیار کے راستہ مین اُنکا انتقال ہوگیا **شیخ عبدالنبی صدر الصدور** یہ شیخ احمد کے بیٹے اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے پوتے ہین کئی مرتبہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کو گئے اور وہان علم حدیث کا حاصل کیا جب وہان سے لوٹ کر آئے تو اپنے باپ دادون کے طور پر سماع کے منکر تھے محدثین کے طریقہ پر عمل کرتے تھے تقوی اور طہارت اور عبادت مین بہت مشغول رہتے تھے جب صدارت کے منصب پر مقرر ہوے تو اسقدر زمین مدد معاش کی اُنھون نے مخلوق کو عنایت کی کہ کسی بادشاہ کے زمانہ مین اُسکا دسوان حصہ بھی نہ ملی تھی اکبر چند روز اُنکا ایسا معتقد رہا کہ جوتیان سیدھی کر کے اُنکے سامنے رکھا کرتا تھا آخر مخدوم الملک وغیرہ علماء کی مخالفت کے سبب سے وہ معاملہ برعکس ہوگیا اور زیادہ تر سبب اُنکے تنزل کا ہوا کہ جس زمانہ مین اکبر بانسوالہ سے لوٹ کر فتح پور مین آیا تو قاضی عبدالرحیم قاضی متھرا نے شیخ کے پاس استغاثہ کیا کہ ہمنے ایک مسجد کے بنانے کا ارادہ کیا تھا ایک برہمن تمام اسباب اُسکا سامان اُٹھاے گیا اور اُسی سامان سے اُسنے ایک بتخانہ بنایا اور جب ہمنے اُس سے جھگڑا کیا تو اُسنے علانیہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے ادبی کے لفظ کہے یہ سُنکر شیخ نے اُسکو بُلایا مگر وہ برہمن شیخ کے بُلانے سے نہ آیا تب اکبر نے شیخ ابوالفضل اور بیربر کو اُسکے بُلانے کے لیے بھیجا چنانچہ یہ دونوں

جاکر اُسکو پکڑ لائے شیخ ابوالفضل نے جو کچھ اُسکا حال تحقیق کیا تھا سب عرض کیا اور کہا کہ بیشک اِسنے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے ادبی کے کلمہ کہے ہین بعضے علما نے اُسکے قتل کا فتوی دیا اور
بعضون کی یہ راے ہوئی کہ اُسکی تشہیر کیجاوے اور کچھ جرمانہ لے لیا جاوے غرض اِس بات مین گفتگو
بڑی طویل تھی ہر چند شیخ عبدالنبی اکبر سے اُسکے قتل کی اجازت لیتے تھے مگر اکبر صاف اجازت نہ دیتا تھا
اور کہتا تھا کہ شرعی سیاستین تمسے متعلق ہین ہمسے کیا پوچھتے ہو مدت تک یہی معاملہ رہا اور وہ ہندو
قید مین ماخوذ رہا اور اکبر کی اہل حرم نے اُسکی بہت سی سفارش کی تب اُسنے جواب دیا کہ ہمارا قول تو وہی
ہے جو تم مناسب سمجھو وہ کرو آخر شیخ نے اپنے مکان پر آکر فوراً اُسکے قتل کا حکم دیا جب یہ ماجرا اکبر نے سنا
تو بہت درہم برہم ہوا اور اہل حرم نے محل کے اندر سے خوب لگانا بجھانا شروع کیا اور کہا کہ آپ نے
اِن مولویون کو ایسا سر چڑھا رکھا ہے کہ یہ آپ کی نشاء خاطر کا بھی لحاظ نہین کرتے اور بے آپکے حکم کے اپنی
حکومت جتانے کے لیے لوگون کو قتل کر دیتے ہین اِن باتون سے اکبر اور زیادہ آزردہ ہوا اور ایک رات
مین انوپ تلاو کے حوض پر اِس باب مین گفتگو کی اور اپنے سنی مذہب کے مفتیون سے فتوی پوچھا
کوئی کہتا تھا کہ اِس مقدمہ کے گواہون کی جرح اور تعدیل نہین کی گئی اور کوئی کہتا تھا کہ شیخ عبدالنبی سے
بڑا تعجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو امام اعظم رح کی اولاد مین بتلاتے ہین حالانکہ امام اعظم رح کے مذہب مین اگر کفار
مطیع الاسلام سے سب نبی واقع ہو تو نقض عہد نہین ہوتا چنانچہ یہ جزئیہ سب فقہ کی کتابون
مین لکھا ہوا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اسی اثنا مین اکبر کی نظر مجہپر دور سے پڑی میری
طرف متوجہ ہو کر بلایا مین آگے بڑھ کر سامنے آیا اکبر نے کہا کہ تمنے بھی سنا ہے کہ اگر ننانوے روایتین
مثلاً ایک شخص کے قتل پر ہون اور ایک روایت اُسکی خلاصی پر تو مفتی کو اخیر روایت کی ترجیح چاہئے
مین نے عرض کیا کہ بیشک یہی ہے اور یہ فقہ کا مسئلہ ہے کہ حدود وقصاص شبہہ سے دفع ہوجاتے ہین
چنانچہ مین نے یہ فقرہ پڑھا کہ اِنَّ الحُدُودَ وَالعُقُوبَاتِ تَندَرِئُ بِالشُّبُهَاتِ اور اِسکے معنی فارسی
مین سمجھا دیے اکبر نے بہت افسوس کر کے پوچھا کہ کیا شیخ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا جو اُس برہمن
بیچارہ کو قتل کر ڈالا مین نے کہا کہ شیخ بڑے عالم ہین اور بیشک یہ مسئلہ بھی اُنکو معلوم ہوگا مگر انھون نے
بعضی مصلحتون کی وجہ سے یہ حکم دیا ہے اکبر نے پوچھا وہ مصلحت کیا ہے تو مین نے کہا کہ ایسی سیاست کی
وجہ سے آیندہ کو فتنہ وفساد کا دروازہ بند ہوجاتا ہے اور شفاء قاضی عیاض کی ایک روایت

جو میری نظر سے گذری تھی مین نے پیش کی تو بعضے امیرون نے کہا کہ قاضی عیاض مالکی ہی اور اس ملک تمن
حنفی مذہب کا رواج ہی اُسکا قول کیونکر سند ہو سکتا ہی تب اکبر نے مجھسے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہین
مین نے کہا کہ اگرچہ وہ مالکی ہی لیکن اگر مفتی محقق سیاست کے لیے اُسکے فتوی پر عمل کرلے تو جائز ہی
اِس باب مین بہت سی گفتگو ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اکبر کو اُسوقت ایسا غصہ تھا
کہ اُسکی موچھون کے بال کھڑے ہو گئے تھے اور لوگ مجکو بحث سے منع کرتے تھے آخر اکبر نے خفا
ہو کر کہا کہ یہ گفتگو تمھاری بہت نامعقول ہی مین اُسی وقت تسلیم ادا کر کے پیچھے ہٹا اور اُس
روز سے مین نے عہد کیا کہ کبھی آیندہ کو ایسی دلیری نہ کرونگا غرض روز بروز شیخ کے کاروبار مین تنزل
ہوتا گیا یہانتک کہ آخر مین شیخ کا دربار مین جانا بالکل بند ہو گیا انھین دنون مین شیخ مبارک کسی
مبارکبادی کے لیے آگرہ سے فتح پور مین آئے تھے اکبر نے اُنسے یہ ماجرا بیان کیا اُنھون نے کہا کہ تم اپنے
زمانہ کے امام اور مجتہد ہو اجراے احکام شرعی اور ملکی مین تمکو اُن لوگون کی کیا تبیع ہی جنکو مطلق علم سے
بہرہ نہین جھوٹ موٹ کی شہرت ہو گئی ہی اکبر نے کہا کہ تم میرے اُستاد ہو اور مین نے تمسے سبق
پڑھا ہی کسی طرح مجکو ان مولویون کے جھگڑے سے چھڑاؤ تب شیخ مبارک نے کہا کہ تم خود اجتہاد
شروع کرد اور اِس امر کا ان علما سے ایک محضر لکھوالو چنانچہ اُس وقت مین ایک محضر تیار ہوا جسکا
ذکر اول ہو چکا ہی شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک کو زبردستی مجلس مین بلایا اور کسی نے مطلق اُنکی تعظیم
نہ کی وہ بیچارے آکر اخیر کی صف مین بیٹھ گئے اور جبرا اُس محضر پر اُنکے نام لکھوا لیے آخر اُنکو ملک
حجاز کی طرف رخصت کیا شیخ عبد النبی نے سنہ ۹۹۱ نو سو اکانوے مین وفات پائی شیخ احمدی فیاض
امیٹھی والے بڑے عالم اور متقی اور پرہیزگار تھے ریاضت اور مجاہدہ بہت کرتے تھے اور ایسے
بوڑھے اور ضعیف تھے کہ چلنے پھرنے کی اچھی طرح طاقت نہ تھی ایک سال مین اُنھون نے سارا قرآن
یاد کر لیا تھا اور اکثر کتب درسیہ اُنکو یاد تھے اگر شاگرد کتاب کی عبارت غلط پڑھتا تھا تو وہ اپنی یاد سے
اُسکو صحیح بتلا دیتے تھے تفسیر اور حدیث اور سیر اور تاریخ خوب جانتے تھے شیخ نظام الدین
امیٹھی والے کے ہم شہر اور ہم عصر تھے میان حاتم کو کہا کرتے تھے کہ وہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو کیون
منع کرتے ہین قاضی صدر الدین جالندری یہ بڑے عالم متبحر تھے اور اہل تصوف اور سلوک کے
بڑے معتقد تھے اور بڑے ظریف اور خوش صحبت تھے اگرچہ مشہور ہی کہ اُنھون نے شیخ عبد اللہ

مخدوم الملک کی کسی زمانہ مین شاگردی کی تھی مگر مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اُنکی تحقیق کو مخدوم الملک کی
تحقیق سے بہت بڑھا ہوا پایا مگر بے قیدی اُنمین بہت تھی یہان تک کہ بعضے لوگ اُنمین الحاد کا
گمان کرتے مجھے حسن ظن اُنمین ایسا تھا کہ جس کسی کو فقیری کے لباس مین پاتے اگرچہ وہ
بظاہر مبتدع ہوتا از روے اعتقاد کے اُسکی ملازمت مین جاتے اور ہاتھ باندھکر کھڑے ہوتے
اور اُنکی باتون کو حجت سمجھتے مشہور ہو کہ ایک مبتدع مجذوب کی صورت بنا کر اُنکے سامنے گذرا قاضی
موافق اپنی عادت کے ہاتھ باندھکر اُسکے سامنے کھڑے ہوگئے وہ اپنی چالاکی سے کہنے لگا کہ خضر
ہمیشہ میرے ساتھ رہتے ہین قاضی اُسکے پانون پر گر پڑے اور کہا کہ میری خضر سے ملاقات
کرادو اُسنے جواب دیا کہ فی الحال میری دختر کی شادی درپیش ہو اور اُسمین سات سو تنکہ کا صرف ہو
اُنکی مجکو بڑی فکر ہو جب اُس سے فراغت پالون تو تمھاری خضر سے ملاقات کراؤن قاضی نے
فی الحال سات سو تنکہ اُسکے حوالہ کیے وہ شخص دو روز کے بعد پھر قاضی کے پاس آیا اور کہا
چلو تمھین خضر سے ملالاوین قاضی ساتھ ہوے وہ شخص اُنکو اُٹھاکر دریا مین لے گیا وہ بہت
لنبا تھا قاضی بیچارہ پست قد آدمی تھے اُس کمبخت نے گلے گلے پانی مین اُنکو لیجاکر کھڑا
کردیا اور اُنسے کہا کہ خضر یہان سے تھوڑی دور آگے ہین قاضی نے کہا مجھے پیرنا نہین آتا مین کیونکر
اؤن تب اُسنے کہا کہ مین نے تمکو خضر کی جگہہ بتادی اگر تم نہین آسکتے تو میرا کیا قصور ہو اس قسم کی
حکایتین ان قاضی کی بہت سی مشہور ہین جنسے اُنکی سادہ لوحی ظاہر ہوتی ہو جس زمانہ مین
اکبر نے لاہور کے اکابر کو کسی کسی منصب پر مقرر کرکے ہندوستان کے اطراف وجوانب مین
بھیجدیا تھا امد قاضی کو بندر بھروچ مین جو گجرات سے متعلق ہو روانہ کیا وہین اُنکا انتقال ہوگیا
اُنکے بعد شیخ محمد نامے اُنکا بیٹا قائم مقام ہوا میان آلہ داد لکھنوی یہ بھی بڑے مستعد عالم تھے
ذہن اُنکا بڑا تیز تھا فقہ اور اُصول فقہ اور عربیت مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے حسین خان کی حکومت کے زمانہ مین اُنسے ملاقات کی تھی اُنکی تصنیفات
مین سے دو چیزین نہایت عمدہ دیکھین اول ایک رسالہ تھا جسکے صفحہ کے طول مین چودہ سطرین اور
عرض مین بھی اِسی قدر جدول مین لکھی تھین اور اُسمین سے چودہ علمون کے احکام اور مسائل
نکلتے تھے دوسرا ایک رسالہ پنج مقالہ نامے جسکی عبارت مقامات حریری کے طور پر لکھی تھی

اور اُسکا قیطون نام رکھا تھا وہ کہتے تھے کہ سواے اِن دونون کے میری تصنیفات اور بھی ہین مگر اُنکے چچا گئے بیٹے کہتے تھے کہ یہ دونون رسالے حکیم زبرقی کی تصنیف ہین جسنے جونپور مین آکر قاضی شہاب الدین سے معارضہ کیا تھا پھر یہ زمانہ کے انقلابون سے شیخ اعظم لکھنوتی کے کتب خانون مین آگئے جنکا ثانی امام اعظم خطاب تھا میان الہداد شیخ اعظم کی اولاد مین ہین اُنھون نے اُنکو اپنے نام سے مشہور کردیا سید جلال الدین قادری آگرہ والے یہ آگرہ کے اکابر سادات مین سے ہین بڑے زاہد اور عابد تھے ابتداسے انتہا تک گوشۂ عزلت مین بیٹھے رہے امیرون کی صحبت سے بہت پرہیز اُنکو تھا حضرت غوث اعظم رض کی طرف سے لوگون کو مرید کیا کرتے تھے آخر عمر تک اُنکی یہی کیفیت رہی اُنکے بعد اُنکا بیٹا سید داؤد قائم مقام ہوا شیخ حسن اجمیری مشہور یہ ہو کہ شیخ حسن خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین ہین مگر جس زمانہ مین اکبر کو حضرت خواجہ سے بہت سا اعتقاد ہوا تو شیخ حسن سے ایک طرح کی ضد ہوگئی اور اُنکے دشمنون نے اس بات کی گواہی دی کہ شیخ حسن حضرت خواجہ کی اولاد مین نہین بلکہ اُنکی نسل بھی باقی نہین رہی اِس باب مین زمانہ سازی کے سبب سے سب صدور اور قضات نے محضر لکھدیا اور اُس مزار متبرکہ کی تولیت جو شیخ کو موروثی چلی آتی تھی اورون کے سپرد ہوگئی مگر شیخ کو ثروت بہت حاصل تھی اور اُس صوبہ مین بادشاہانہ بسر کرتے تھے بعضے اور سبب بنج کے ہوگئے آخر اکبر نے بانسوالہ کے سفر مین اُنکو مکہ کی طرف رخصت کیا چنانچہ شیخ حج سے فارغ ہوکر پھر ہندوستان مین آئے اور جس روز اکبر فتح پور سے آکر کابل کی طرف محمد حکیم میرزا کے مقابلہ کے لیے متوجہ تھا شیخ ملازمت مین حاضر ہوے مگر جو طریقہ آداب کے اکبر کے نئے مریدون نے نکالے تھے اُنسے وقوع مین نہ آئے تب اکبر نے اپنے نزدیک اُنمین بے اخلاصی کے اثر پاکر قلعہ بکر مین قید کرکے بھیجدیا چنانچہ کئی برس وہان قید رہے سنہ ہزار دو مین بعضے امیرون کی سعی سے جو شیخ کے معتقد تھے اُنکو بکر سے بلایا چنانچہ وہ بعضے اور قیدیون کے ساتھ جنمین شیخ کمال بیابانی اور فتح پور کے قاضی تھے جنکو شیخ ابراہیم چشتی نے قید کرایا تھا اور پھر مرزا نظام الدین احمد کی سفارش سے فرمان اُنکے نام گیا تھا شیخ بھی ملازمت مین آئے سب نے کورنش کرکے سجدہ کیا چنانچہ سب نے خلاصی پائی مگر شیخ بیچارہ بوڑھے ستر برس کی عمر کے تھے بادشاہون کے دربار کا طریقہ نہ جانتے تھے چنانچہ اُنھون نے ایک رسمی طور پر تعظیم ادا کی اکبر پھر اُنسے ناخوش ہوا اور میرزا کو حکم دیا کہ تین ہزار بیگہ زمین اُنکو مددمعاش مین دیکر پھر بکر کو روانہ کردو محل کے اندر اکبر کی مان نے اُنکی سفارش کی اور کہا کہ لوگ کہتے ہین اُسکی مان بہت بوڑھی اجمیر مین ہے اور اُسکا بیٹے کی مفارقت مین بُرا حال ہے اگر تم اُسکو وطن کو بھیجدو

تو کیا بگاڑ ہوگا کچھ مدد معاش بھی تمسے نہین مانگتا اکبر نے نہ مانا اور جواب دیا کہ آجچہ بجیا اگر وہان جائیگا تو
پھر اپنی بزرگی کی دُکان کھولیگا اور بہت سی نذر نیاز اسکے پاس آنا شروع ہونگی اور لوگون کو گمراہ کریگا مطلب
یہ ہی کہ اپنی ہان کو بھی اجمیر سے وہین بلالے مگر یہ امر شیخ کو بکر کے جانے سے بھی زیادہ ناگوار تھا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جس رات صدر جہان نے اجمیر کی تولیت کے لیے مجکو اکبر کے سامنے پیش کیا تھا اور پھر اکبر
اس امر پر راضی نہوا تو اُسوقت اکبر کی زبان پر یہ بھی گذرا تھا کہ وہ پیر سادہ لوح کہان ہین مین نے جواب دیا
کہ لاہور مین ہین اور پھر مین نے صدر جہان سے بہت مبالغہ کر کے کہا کہ اگر مین اس سعادت کے قابل نہین ہون
تو انکو وہان کا متولی مقرر کرنا چاہیے تاکہ حق اپنے مرکز پر قرار پاوے مگر ہندوستان والون کی عادت یہ ہی
کہ اپنے ابنائے جنس کے مرتبہ کی ترقی نہین چاہتے اور کبھی ایک دوسرے سے سینہ صاف نہین ہوتے میرے
حق مین صدر جہان کی سعی سے کچھ کام چلا اور نہ شیخ حسن کے باب مین چنانچہ اب تک وہ بیچارہ بہت مضطر اور
پریشان خراب خستہ ایک گوشہ مین پڑے ہوے ہین امیرون کے گھر آنا جانا اور اپنے لیے سعی سفارش کے
وسیلے پیدا کرنا اُنسے نہین ہوسکتا الغرض شیخ موصوف نہایت متبرک آدمی ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ہرچند
میری اُنکے پہلی ملاقات نہ تھی مگر وہ جب سفر حج سے لوٹ کر آسئے اور قنبیا کی مصیبت ہین کھنچے اس زمانہ مین مین نے
اُنکو دیکھا تھا گویا ایک نور کے تودے تھے دنیا کی گفتگو کبھی اُنکی زبان پر نہ آتی تھی ہمیشہ عبادت اور ریاضت
کیا کرتے تھے راتون کو جاگتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے شیخ عبد القادر اُچھ کے رہنے والے ہین اور مخدوم
شیخ حامد قادری کی اولاد مین ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ بیرام خان کے زمانہ مین مخدوم آگرہ مین تشریف
لائے تھے مین اُس زمانہ مین وہان طالب علمی کیا کرتا تھا مگر مجکو اُنکی ملازمت میسر نہین ہوئی بیرام خان نے
شیخ گدائی وغیرہ کے بہکانے سے اُنکو اُچھ سے بُلایا تھا اور اچھی طرح پیش نہ آیا چنانچہ اُنھون نے بہت آزردہ
ہو کر بیرام خان کے لیے بددعا کی اور اسکا اثر اُسپر اچھی طرح ظاہر ہوا شیخ محمد غوث اُنکو اپنی توجہ کا نتیجہ سمجھتے تھے
جب مخدوم ملتان مین گئے تو وہان اُنکا انتقال ہوگیا اور اُنکی نعش مطہر کو موضع حامدپور مین جو توابع
ملتان سے ہی بطریق امانت کے دفن کردیا شیخ عبد القادر اور اُنکے چھوٹے بھائی شیخ موسیٰ مین سجادہ نشینی کے
بابت مدت تک بڑا جھگڑا قائم رہا اس زمانہ مین اکثر شیخ موسیٰ اکبر کے لشکر مین رہتے تھے اور شیخ عبد القادر فتح پور مین سکونت
رکھتے تھے ایک روز اکبر نے شیخ عبد القادر کو کوکنار یعنی پوست پینے کی تکلیف دی اُنھون نے نہ مانا اس سبب سے
اکبر کو رنج ہوا چنانچہ ایک مرتبہ شیخ عبد القادر فتح پور کے دیوانخانہ مین جماعت سے فارغ ہو کر نفل پڑھ رہے تھے اکبر نے

کہا کہ شیخ نفل اپنے گھر پڑھا کرو شیخ نے جواب دیا کہ ای بادشاہ یہ ملک نہین ہی جو تمہارے حکم پر ہے اکبر نے بہت آزردہ ہوکر
کہا کہ یہ شیخ کتنا جاہل ہی اور حکم کیا کہ جب تم ہمارا ملک نہین چاہتے تو ہمارے ملک مین ہو بھی مت شیخ اُسی وقت وہان سے
باہر آئے اور اپنی مدد معاش بھی چھوڑی اور اپنے بھائی سے جھگڑا بھی ترک کرکے اُچھ مین جو اُنکے باپ دادون کا
قدیم قبرستان تھا گوشہ اختیار کرکے بیٹھ رہے اور شیخ موسیٰ کے پیچھے مخدوم شیخ حامد کے جسم کو لاکر بھی وہین دفن کر دیا
اور طریقہ فقر اور توکل کا اختیار کیا اور اُسی طور پر اُنکو فتوحاتین بہت حاصل ہونے لگین کہ کسی مدد معاش کی ضرورت
نہ رہی شیخ موسیٰ کئی برس تک زہد و عبادت اور مجاہدہ اور مشیخت مین مشغول رہے بعد اسکے اکبر کے پاس اُسکی معمولی
ارادت لائے اور پانصدی امیرون مین داخل ہوئے یہ مثل مشہور ہی کہ ایک شخص مسلمان ہوا دوسرے نے کہا کہ
خوف ہوا تو مسلمان ہوگیا ہے تیرے مسلمان کم تھے شیخ موسیٰ کو اگر نماز کا وقت دربار مین ہی ہو جاتا تھا تو خود
اذان کہکر اکبر کے سامنے جماعت سے نماز پڑھتے کوئی کچھ نہ کہتا تھا جب یہ خبر شیخ عبدالقادر نے سُنی تو کہا کہ
وہ تو لیاقت منصب ہزاری کی بھی رکھتے ہین اتنے دنون تک کیون بیکار پڑے رہے پھر شیخ موسیٰ کو ملتان مین
جاگیر ملی اور شیخ عبدالقادر فقر کی عزت جاہ سے کامیاب ہو کر مسند خلافت پر بیٹھے مخلوق کی ہدایت اور ارشاد مین مشغول ہوئے
شیخ کبیر یہ مخدوم شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ہین ملتان کے لوگ انکے بڑے معتقد تھے یہان تک
کہ اگر یہ چاہتے تو ایک دن مین ہزار سوار بلکہ اس سے زیادہ اُنکے پاس جمع ہو جاتے اور برکت کے طور پر ہر چیز کے
آغاز پر انکا نام لیا کرتے تھے ذکر و شغل اسقدر کرتے تھے کہ اگر کوئی اُنکو دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ انھون نے کوئی
نشہ پی لیا ہی اور راتون کے جاگنے کے سبب سے اُنکی آنکھین سرخ رہتی تھین اس سبب سے عوام الناس اُنکو مست
خیال کرتے تھے یہان تک کہ شیخ موسیٰ قادری کو بھی جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہی مستی ظاہری کا گمان تھا اور اُنکا یہ قول
تھا کہ مجھکو یہ خوف ہی کہ پہلے اولیا جنکے اخلاق کتابون مین مذکور ہین کہین ایسے ہی نہون جیسے شیخ کبیر ولی مشہور ہین اور
پچھلے شاعر کہین ایسے ہی نہون جیسا شیخ فیضی ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے حسین خان کے ساتھ [illegible]
فتح پور مین شیخ کبیر کو دیکھا تھا بہت سی شکوہ اُنسے ظاہر تھی باطن کا حال خدا کو معلوم ہی سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوے
یا چھیانوے مین اُنھون نے انتقال کیا اور اپنے باپ دادون کے مقبرہ مین دفن ہوئے میر سید علی لدھیانے
والے یہ شیخ عبدالرزاق جھنجانہ والے کے خلیفہ ہین بڑے فاضل اور صاحب کمال تھے وجد و حال اُن پر بہت غالب
تھا سن اُنکا اسی برس سے تجاوز کر گیا تھا جب سے اُنھون نے مریدون کی تعلیم کی اجازت حاصل کی تھی قدم اپنے
گھر سے باہر نہ رکھا تھا سب امیر و غریب اُنھین کے پاس رجوع ہوتے تھے خوارق اُنکے بہت مشہور ہین جو کوئی

صدق نیت سے انکا مرید ہوتا تھا فسق وفجور سے اُسکو توبہ نصیب ہوتی تھی چنانچہ محمد جعفر میرزا نظام الدین احمد کا
داماد جو ایک جوان غیور تھا مگر فسق وفجور مین مبتلا تھا جب لاہور سے پرگنہ شمس آباد کی فوجداری کے لیے جو
میرزا کی جاگیر مین مقرر تھی روانہ ہوا لدھیانہ مین پہونچکر اُنکے مریدون مین داخل ہوا اُسی وقت سے اُسکو توبہ کی
توفیق نصیب ہوئی اکثر میر سے اپنے لیے شہادت کی دعا کا التماس کیا کرتا تھا اور تین چار مہینے کے عرصہ مین
ایسا متقی اور پرہیزگار عابد اور زاہد ہوگیا کہ جو لوگ بڑے بڑے تقویٰ والے تھے اُنکو یہ بات نصیب نہتھی باوجود اُس
امیری اور ثروت کے تہجد کی نماز کے لیے اُٹھتا تھا اور بے مدد کسی خدمتگار کے بذات خود ہی وضو کے لیے پانی
لے لیتا تھا کسی آدمی کو نہ جگاتا تھا چند روز کے بعد نواح شمس آباد سے کسی موضع مین کافرون سے مقابلہ کرکے شہید
ہوگیا اور اُسکی دلی آرزو پوری ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اُسی سال مین میرزا نظام الدین احمد کے
ساتھ وطن کی رخصت لیکر میر کی خدمت مین حاضر ہوا اور وہان محمد جعفر کی شہادت کا ذکر آیا تو اُنھون نے فرمایا کہ شہیدون
کو اس عالم مین بھی لذت اور فرح حاصل ہوتی ہے چنانچہ کلام مجید مین آیا ہے کہ وہ لوگ زندہ ہین اور خوشی کی
حالت مین اپنے رب سے رزق پاتے ہین اُسی تقریب مین اُنھون نے یہ نقل بیان کی کہ اِس نواحی
مین ایک جوان کی نئی شادی ہوئی تھی وہ شہید ہوگیا پھر اپنی اُسی ہیئت اصلی سے جمعہ کی راتون کو اپنی بی بی کے
پاس آکر صحبت کیا کرتا تھا مین نے کہا کہ مشہور ہے کہ اُنسے توالد اور تناسل بھی ہوتا ہے چنانچہ قصبہ لسباور مین جو
میرے پیدا ہونے کی جگہ ہے اسحاق نامے ایک پٹھان شہید ہوا تھا اور وہ ہر جمعہ کی رات کو اپنی دلھن کے پاس
آکر صحبت کیا کرتا تھا اور اُسکو اِس راز کے افشا سے منع کردیا تھا چند روز کے بعد وہ عورت حاملہ ہوگئی اور لوگون کو
اُس سے بدگمانی پیدا ہوئی تب اُسنے یہ ساری کیفیت اسحاق کی مان یعنی اپنی ساس سے بیان کی اور جب
وہ اپنے معمول کے بموجب آیا تو اِسنے اُسکی مان کو خبر کردی وہ بھی اپنے بیٹے کا نام لیکر اُسکو بغل مین لینے کے
دوڑی اُسی وقت وہ صورت غائب ہوگئی اور آمد ورفت بالکل موقوف ہوگئی اُسکی مان نے اسحاق کے نام پر
ایک کنوان بھی کھدوایا ہے جو آج تک موجود ہے یہ سنکر میر نے جواب دیا کہ یہ امر بھی احاطۂ امکان سے خارج نہین
اُس وقت میرزا نے کہا کہ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ کوئی جن اُس شہید کی صورت بناکر آجاتا ہو تو میر نے جواب دیا کہ
جن کو یہ طاقت نہین کہ انبیا اور اولیا اور شہدا اور صلحا کی صورت بن سکے میر نے سنہ ایک ہزار دو مین
وفات پائی اور ایک فاضل نے شیخ انام + اُنکی وفات کی تاریخ نکالی اُنکے بعد میر سید محمود اُنکے بیٹے
سجادہ نشین ہوئے شیخ معین یہ ملا معین واعظ صاحب معراج النبوۃ کے پوتے ہین فرشتہ خصلت آدمی تھے

اکبر کے زمانہ مین مدت تک لاہور کے قاضی رہے مگر مشہور ہی کہ اُس زمانہ مین اُنھون نے ایک مقدمہ بھی فیصل نہین کیا
اور جب مدعی بہت ضد کرتا تھا تو بہت خوشامد اور عاجزی سے کہتے تھے کہ خدا کے لیئے تم آپسمین ہی صلح کرلو اور مجکو اُسکے
مواخذہ سے بچا دو اور یہ بھی کہتے تھے تم دونون آزاد ہو اور ایک مجھ نادان کو تم دو دانا سے بالا پڑا ہی خدا سے مجکو شرمندہ مت
کروا اگر کسی عورت کا خاوند مدت سے گم ہوتا تھا اور وہ مجبور ہوکر اُس سے تفریق چاہتی تھی تو شیخ معین اپنے پاس سے
کچھ اُسکو نفقہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ تیری مدد معاش کے لیے ہی اور اپنے خاوند کا انتظار کر جتنی انکو آمدنی ہوتی تھی سب
کاتبون کی اُجرت مین صرف ہوتی تھی عمدہ عمدہ کتابین لکھواتے تھے اور مقابلہ کرکے جلد بندھا کر طالب علمون کو تقسیم
کردیتے تھے تمام عمر انکا یہی شغل رہا ہزارون کتابین اُنھون نے لِلّٰہ تقسیم کین ۹۹۵ھ نوسو پچانوے مین اُنکا انتقال ہوا
دو بیٹے اُنکے باقی رہے ایک جابجا اکھاڑون مین کشتی لڑتا پھرتا تھا دوسرا کبوتربازی مین مشغول تھا اور یہی تقریب
اُنکی اکبر تک ہوئی تھی چنانچہ اکبر نے بھی اُنکا تماشا دیکھا میر عبد اللطیف قزوینی یہ حسنی سید ہین علوم عقلی و نقلی سے
بہرۂ کامل رکھتے تھے اور اُنکے باپ دادون سے علم تاریخ گویا موروثی چلا آتا تھا چنانچہ حیرتی شاعر نے قاضی یحیی
انکے والد ماجد کی تعریف مین لکھا تھا ؎ قصۂ تاریخ ازو باید شنید ٭ کس درین تاریخ مثل او ندید ٭ اُنھون نے
یا اُنکے کسی عزیز نے شاہ اسمٰعیل کے خروج کی ٭ مذہب ناحق ٭ تاریخ نکالی تھی جب اُنسے مواخذہ ہوا تو اُنھون نے
جواب دیا کہ مین نے ٭ مذہبنا حق ٭ کہا ہی اِس حیلہ سے اِس بلا سے خلاصی پائی یہ سادات سیفی مین سے
تھے اور سارا خاندان انکا سُنی متعصب تھا اِسی وجہ سے شاہ طہماسپ نے سب زمینین اُنکی ضبط کرلین یہی
میر عبد اللطیف کے ہندوستان مین چلے آنے کا ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یہ نقل میرزا
غیاث الدین ملقب بہ آصف خان سے سُنی تھی جب میر عبد اللطیف اور اُنکے تمام خاندان سے شاہ کو عداوت
ہوئی تو میر علاؤ الدولہ صاحب تذکرہ نے جو میر عبد اللطیف کا چھوٹا بھائی تھا اور اُنھون نے ہی اسکو پرورش
کیا تھا اور اِسی وجہ سے وہ اِنکو حضرت آقا کہا کرتا تھا مصلحت دنیوی سمجھکر اپنے آپ کو اُنسے بری کرنے کے لیے ایک
قصیدہ لکھا تھا جسکا ایک مصرع یہ ہی ؏ لعنت کنم بسُنّی و بر حضرت آقا ٭ جب لوگون نے اُس سے پوچھا کہ تجکو میر عبد اللطیف نے
پرورش کیا تھا تو نے اُنکی ایسی اہانت کیون کی تو اُسنے جواب دیا کہ مین نے اُنکے حقوق کی اسقدر رعایت کی
کہ اُنکو حضرت آقا کہا ہی اور اپنے باپ کے نام کی کچھ تعظیم نہین کی الغرض جب مفسدون نے میر عبد اللطیف کی
طرف سے شاہ طہماسپ کو بہت بہکایا تو اُسنے کسی اپنے گماشتہ کو آذربائجان سے متعین کرکے بھیجا اور اُسکے نام
یہ فرمان لکھا کہ چونکہ میر یحیی اور اُسکا بیٹا میر عبد اللطیف تسنن مین بہت تعصب رکھتے ہین اور قزوین کے سُنیون کو

اُن سے بڑی حمایت ہی اِسلیے اُن دونون کو مع اُنکے مذہب کی کتابون کے جو اُنکی سرکار مین ہون پکڑ کر ہمارے
پاس بھیجدو اور اُنکے اہل و عیال کو اصفہان کی طرف روانہ کرو اور میر علاء الدولہ کو جو اُن دونون میں تیسرے درجہ
مین تھا اُسکو بھی بذریعۂ خط کے اِس مضمون سے مطلع کیا آخر میر یحیی کو جنھین یحیی معصوم بھی کہتے تھے
ڈیڑھ برس تک اصفہان مین قید رکھا اُسی حال مین اُنکا انتقال ہو گیا میر عبد اللطیف چند روز گیلان کے
پہاڑون مین چھپے رہے پھر ہمایون کے وعدہ کے بموجب ہندوستان کو آگے ہمایون نے اُنکے ساتھ بڑے
سلوک کیے اکبر نے چند روز اُن سے دیوان حافظ کا سبق بھی پڑھا پانچوین رجب ۹۸۱ھ نوسو اکاسی کو فتح پور مین
اُنھون نے انتقال کیا اور اجمیر کے قلعہ پر میر سید حسین خنگ سوار کے مزار کے قریب دفن ہوئے قاسم ارسلان نے
+ فخر آل یسین + اُنکی تاریخ نکالی اُنکا وارث اُنکا بیٹا میر غیاث الدین علی آخوند از ملقب بہ نقیب خان بھی
بڑا سعادت مند ہوا ہر طرح کے علم اُسکو حاصل تھے خصوصاً علم سیر اور تاریخ اور اسماء الرجال مین تمام عرب و عجم مین کوئی
اُسکا نظیر نہیں مصنف صاحب لکھتے ہین کہ چونکہ میرا وہ ہم سبق ہی اس وجہ سے مجکو قدیم سے اُسکے ساتھ ایک محبت خاص ہی
رات دن اکبر کے سیر و تاریخ کی کتابین اور قصہ اور حکایتین اور فارسی و ہندی کی جو ترجمہ ہوئی ہین پڑھا کرتا ہی اور اکبر ایک لحظہ
اُسکو اپنے پاس سے جدا نہین کرتا خواجہ محمد یحیی یہ تین واسطون سے حضرت خواجہ احرار کی اولاد مین سے ہین ہفت قلم
تھے اور خوشنویسی کے فن مین اُستاد تھے علم طب مین بھی اُنکو بڑا ملکہ تھا اور جمیع اخلاق حمیدہ اور صفات
پسندیدہ اُنکی ذات مین موجود تھے سخاوت اُنکی ایسی تھی کہ جو کچھ جاگیر سے آتا تھا سب لوگون کو تقسیم کر دیتے
تھے جب اکبر کے دربار مین مفسدون کو دخل ہوا تب اُنھون نے کنارہ اختیار کیا اور سفر حج کی رخصت
حاصل کی چنانچہ اکبر نے اُنکو میر حج مقرر کر کے بہت سا خرچ دیکر اُس طرف رخصت کیا چنانچہ وہ حج سے
فارغ ہو کر واپس آگے اور مدت تک آگرہ مین اپنی اوقات عزیز کو اللہ کی عبادت مین صرف کرتے رہے چند روز کے
بعد اُنکا انتقال ہو گیا شیخ حسین بدخشی مخدوم شیخ حسین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے عشق کی
مستی اُنپر بہت غالب تھی ہر روز صبح کی نماز کے بعد کتاب مصباح جو شیخ رشید کی تصنیف ہی موافق
سلسلۂ کبیریہ کے اُنکی مجلس مین پڑھی جاتی تھی اور مولوی روم کی مثنوی کا بھی التزام تھا شریعت پر بڑے
ثابت قدم تھے اور اُنکی صحبت مین بڑا اثر تھا جو کوئی اُنکی تعریف کرتا تو کہتے کہ تم اپنے اوپر خیال کرتے ہو
بداون مین بھی ایک مرتبہ اپنے بعضے مریدون سے ملنے کے لیے آئے تھے چند روز وہان رہکر پھر آگرہ
مین تشریف لائے اور وہین اُنکا انتقال ہوا شیخ عبد القادر ثانی یہ شیخ عبد القادر ثانی اچھ والے کی اولاد مین

یہ اور انکے چھوٹے بھائی الہ بخش دونون بڑے متقی اور پرہیزگار تھے اور جمیع کمالات سے موصوف تھے مدت تک فتح پور مین رہے جس زمانہ مین اکبر نے نئے مذہب کی بحث شروع کی تو میان الہ بخش کو صدارت کے منصب پر متعین کر کے گجرات کی طرف شہباز خان کے پاس بھیجدیا اور گویا یہ حقیقت مین اس ملک سے نکال دیناتھا انھین دنون مین وہان سے بغاوت کی خبر آئی تب اکبر نے انکو تنہ صدری کا منصب بھی عنایت کیا اور بڑے بڑے کارنمایان انسے واقع ہوے چندروز کے بعد انکا اسی ملک مین انتقال ہوگیا پھر اکبر نے شیخ عبد القادر کو مکہ کی طرف چلے جانے کا حکم دیا چنانچہ وہ گجرات کو گئے اور وہان انھون نے خانخانان ولد بیرم خان اور میرزا نظام الدین احمد سے کچھ خرچ لیا اور سفر حج سے فارغ ہو کر پھر ہندوستان کو واپس آے شیخ ابو المعالی یہ میان شیخ داؤد قدس روحہ کے بھتیجے اور داماد اور خلیفہ مین فقر کے حالات اور مقامات مین انکا مرتبہ بہت بڑھا ہوا ہی اپنے پیر کی محبت مین فنا تھے چنانچہ انکے شعرون مین بھی اکثر یہی مضمون ہوتا تھا چند شعر اس قسم کے مذکور ہوتے ہین شعر ہستم ز جام محبت ہمہ دم والہ وست + این آن زاہد شناسم من داؤد پرست + وله دل افسردہ کی یابد بگفت ہر کسے گرمی + دم داؤدی باید کہ آہن را دہد نرمی + وله بتخت فقر بنشینم چہ حاصل گشت مقصودم + سلیمانی کنم کز جان غلام شاہ داؤدم + رباعی یارب نظر بماز عین مقصودم بخش + آزادگیے ز بود و نابودم بخش + ہرچند نیم درخور این دولت خاص + یک ذرہ ز حق شیخ داؤدم بخش + اکثر الفاظ جو انکی زبان زد رہتے تھے انمین سے ایک یہ ہی + یَا اَبَا الْمَعَالِی کُنْ عَبْدُ الرَّبِّ الْمُتَعَالِی + وَلَا تَکُنْ عَبْدُ الدَّرَاہِمِ وَاللَّآلِی + مشہور ہی جس سال مین وہ پیدا ہوے تو انکے والد انکو میان شیخ داؤد کے پاس لیگئے اور انسے نام کا التماس کیا انھون نے شاہ ابو المعالی تجویز فرمایا اور چونکہ اس سے پہلے یہ نام ہندوستان مین مشہور نہ تھا اس وجہ سے اسکو لوگون نے مغلون کے آنے کی فال سمجھی چنانچہ ایک برس نہ گذرا تھا کہ ہمایون ہندوستان مین آیا اور اسنے اپنے معشوق ابو المعالی کو پنجاب کی حکومت عنایت کی + ابو المعالی حق پرست + انکی ولادت کی تاریخ ہی یہ چند شعر انکی تصنیف سے لکھے جاتے ہین جو فقط قال نہین بلکہ سراسر حال ہین قطعہ غرتبے از حال میگوید سخن + بے سخن این قیل وقال دیگرست + حالت عشقش بود گفتن محال + گر بگویم محال دیگرست + فربتی نقد جان فداشش کن + دولت وصل رایگان ندہم + سخن عشق مبرا ز دہن

لب را مکشای * سر این شیشہ فرو بند کہ بادے نخورد * غرقتی بانگ انا الحق زن و انداز رسن * زانکہ
معراج درین رہ رسن و دار بود * آنچہ ما زان جان جانہا دیدہ و دانستہ ایم * بہر گفتن نیست بہر دیدن
و دانستن ست * مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو یہ رقعہ اُنھون نے لاہور مین بھیجا تھا رقعہ زدت
اِشْتِیَاقًا وَالْفُؤَادُ مُجَمَّرَۃٌ * وَفِیْ سَطْحِ اَحْشَائِیْ لَوَقْدُ جَمْرَۃٍ * مَتٰی یَرْجِعُ الْغِیَابُ عَنْ طُوْلِ
سَفْرَۃٍ * عزیزا این زمان فرقت از ہر آشنا و بیگانہ خبر خیریت پرسان کرسی را قاصدے
در سوے پنداشتہ سلامے و پیامے چشم میداشت کہ ناگاہ رقیمہ مودت تمیمہ نسخہ صحت مزاج سودا زدگان
ہجر یہ گردیدہ شوق بر شوق و محبت بر محبت افزودہ الآن با بیات حضرت قادریہ کہ متلاطم امواج جاہرا
ہراسیمہ و سرگردان میدارد از درد دل بیرون میدہد معذور خواہند داشت اشعار را ذلکم
مُحِبًّا مِنْ سَائِرِ الْوَرٰی * فَلَمْ اَرَ مِنْ شُکْرِیْ اَیَامِیْ وَلَا وَرٰی * وَمَا فِی الْحَشَاءِ وَاللّٰہِ غَیْرَ ہَوَاہُمْ
وَشَنَاہُمْ کَمَعْشَقِیْ کَاَنِّیْ یَکُمْ اَرٰی * وَفِیْ قَاعِ قَبْرِیْ فَسَلُوْا اَنْجُوَاہُمْ * فَہُمْ قِبْلَتِیْ مَادُمْتُ
حَیًّا وَفِیْ ثَوٰی * اِذَا مَا اَتَانِیْ مُنْکَرٌ وَنَکِیْرَۃٌ * اُجِیْبُ نَکِیْرًا اَحْسَنَ یَا فِیْ مُنْکَرًا *
اَقُوْلُ اَشْکُلُوْا غَیْرِیْ فَاِنِّیْ مُحِبُّہُمْ * وَعَہْدِیْ بِہِمْ فِیْ حُبِّہِمْ مَا تَغَیَّرَا * ہمہ با ہمہ
دعا میرساند کمترین الفقیر ابو المعالی * اور دوسرا رقعہ یہ لکھا ہے آن عزیزی کہ ہمہ
شب بدل من گردد * بخیر تمام آن روز کہ در دیدہ روشن گردد * سلام شوقیہ مرام رفیع الاعلام داودیہ
قادریہ نظامیہ تبلیغ نمودہ آنکہ محبت شعاری مولانا عبد الغفور و شیخ عمر راہمے ضروری ست کہ بہ نیم الطاف عالی
بر آمدے دارد اگر وقت عزیز گنجایش آن داشتہ باشد کہ وقوع یابد الحق بسیار شمر خیر کثیر خواہد بود والدعا

مولانا جمال تلہ انکے نام سے لاہور مین ایک محلہ مشہور ہے حاجی مہدی کے جو ایک مشہور عالمون
مین تھے داماد ہین علم و فضل مین بڑے کامل لاہور کے مدرسہ مین مدرس ہین مُلّا اسمٰعیل اُچھ والے کے
شاگرد ہین اور بعضے استادون سے بھی کچھ حاصل کیا ہے جمیع علوم عقلی و نقلی اُنکی ذات مین
جمع ہین آٹھ برس کی عمر سے طالب علمون کو پڑھاتے ہین تقریر اُنکی نہایت عمدہ و صاف چنانچہ بڑے
بڑے مشکل دقیقہ معقول اور منقول کے آسانی سے شاگردون کو سمجھا دیتے ہین شیخ فیضی کی تفسیر مین اکثر
اُنھون نے اصلاح دی ہے اب سن شریف اُنکا پچاس اور ساٹھ کے درمیان ہین ہے **مولانا عبد الشکور**
لاہوری یہ علم اور فضل مین سارے علماء کے پیشوا ہین طبیعت اُنکی نہایت

عالی ہی ہر مشائخ کے بڑے معتقد ہین اور اِس گروہ سے ایک نہایت حسن ظن حاصل کر تصوف کی کتابین
دیکھتے رہتے ہین وظیفہ وظائف مین مشغول رہتے ہین قرآن کی تلاوت کیا کرتے ہین جو کچھ اُنکو حاصل ہوتا ہے
فقرا کو تقسیم کر دیتے ہین اکبر نے اُنکو جونپور کا قاضی مقرر کرکے بھیجدیا تھا سفر آلہ آباد مین ملازمت مین حاضر ہوئے تھے
اُسوقت اکبر نے اُنکو معزول کرکے قاضی زادہ رومی کو اُنکی جگہ مقرر کیا اُس زمانہ سے وہ معزول ہین
اور درس و افادہ مین مشغول ہین کچھ تھوڑی سی معاش پر قناعت کر لی ہے شیخ کبیر ولد شیخ منور
اپنے باپ کے قائم مقام ہین صغر سن مین ہی رتبہ کمال کو پہونچ گئے تھے اپنے پدر بزرگوار اور خسر میان
سعد اللہ بنی اسرائیل سے علم کی تحصیل کی افیون بہت کھاتے ہین اور رعونت اور دروغ اور لاف اُنکے
مزاج مین بہت ہے اللہ توبہ نصیب کرے جس زمانہ مین وہ اپنے باپ کے ساتھ اکبر کے حکم کے بموجب گپنہ
بجواڑہ اور کوہ شمالی کی طرف گئے تھے تو وہان سے اُنھون نے مصنف صاحب کو یہ رقعہ لکھا تھا رقعہ
کانَ لی قلبٌ اَعیشُ بہٖ ضاعَ مِنّی تقلّبہ خدام صاحب الاخلاق السنیّہ فضائل پناہی بعافیت
بودہ باشند آہ خداوند کار دل و جان کہ حقیقت انسان عبارت از وست مقیم آستانہ اخلاص است
و کالبد خاکی کہ خاک عالم بسر او باد با وحش و طیور در جنگلستان کثرت محشور لا واللہ بلکہ با گروہے محشور است
کہ وحش و طیور از و بیدل آمدہ اند اگر بہ اختیار می کنند سبحان اللہ سبحان اللہ نمیدانند کہ چہ چارہ سازد
نفس شوم اکنون قدر عافیت دانستہ از عنفوان ایام تمیز تا امروز کہ مشرف بدرجہ چہل است ہمگی
ہمت بران مصروف بود کہ با برگزیدگان و جانیان محبت داشتہ عیوب نفسانی و امراض معنوی را
استعلاج نماید غیرت غیور مطلق عز شانہ در کار شدہ بہ بیماری صعب کہ تیمار آن بجز او نمیشود مبتلا ساخت
شفائے وقت و جمعیت خاطر و گوشۂ عافیت بغارت رفت خدام مولوی تفقدات بزرگانہ شفقانہ نواز
فیا منی علّامی فہّامی وحید الزمان یا متّعنا اللہ من کمالہٖ و شرّفنا بالاستفادۃ من مقالہٖ از جلائل نعم
خداوندی دانستہ شکر این موہبت عظمی میگفتہ باشند و ہنگام اجابت دعا نیاز مندی بندہ را معروض
دارند والدعا خدام شفقی نادر العصری میان احمد سلامت باشند و مشتاق دانند شیخ سعد اللہ نحوی
پورب کے رہنے والے ہین صغر سن سے شیخ محمد غوث کی صحبت مین رہے اور بہت سے چلے کھینچے اور عمل سیکھے
اور اس فن مین کمال پیدا کر لیا تھا بیانہ مین اُنھون نے ایک خانقاہ بنائی تھی برسون وہین مقیم رہتے تھے
طلبا اور اہل سلوک کو تعلیم کیا کرتے تھے علم نحو مین بے نظیر تھے ستر برس تک فقط کچھ د د و ہ ا و

جنگل کی گھاس اُنکی غذا تھی سخاوت اُنکے مزاج مین بہت تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سلیم شاہ کے
زمانہ مین مین اپنے نانا کے ساتھ اُنکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا اور کئی سبق کافیہ کے اُنسے پڑھے تھے
آخر حال مین حیرت اُنپر غالب آگئی بالکل ساکت رہتے تھے اور اپنے بیٹون کو بھی اپنے حجرہ مین نہ آنے دیتے تھے
سنہ ۹۸۹ نو سو نواسی مین اُنکا انتقال ہوا اور اُسی اپنی خانقاہ مین دفن ہوے جس روز اُنکا انتقال ہوا
اتفاقاً ایک چڑیا اُڑتے اُڑتے اُنکی نعش پر آن گری یہ دیکھکر سب کو ایک طرح کا تعجب گذرا شیخ نصیر الدین
اصل مین ہندوون کے رہنے والے ہین کیمیاگر مشہور تھے اکثر ہمایون کے لشکر کے ساتھ رہتے تھے جب
ہمایون جوسا پر شکست کھا کر آگرہ مین آیا تو اُسنے شیخ سے کہا کہ کچھ زر نقد نئی فوج بھرتی کرنے کے لیے
درکار ہے شیخ نے اُسی وقت تانبے کی دیگ اور طباق منگا کر بادشاہ کے سامنے سونے کی بنا دی
یہ بات مشہور ہے مگر مصنف لکھتے ہین کہ انھین کے خاندان مین شادی ہوئی تھی اُنکی اولاد سے
جو تحقیق کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ شیخ کیمیا کا نسخہ نہ جانتے تھے بلکہ کسی فقیر کامل نے اُنکو ایک
زنبیل اجزاے کیمیا سے بھری ہوئی دے دی تھی جب تک وہ باقی رہی کیمیا بنا لیتے تھے اور جب وہ
صرف ہوگئی تو کچھ نہ بنتا تھا جب بیرم خان کا زمانہ تھا تو مین نے اُنکو آگرہ مین سید شاہ میر برادر زادہ میر
سید رفیع الدین محدث کے مکان پر دیکھا تھا ایک بزرگ نورانی صاحب اخلاق تھے اُنھین دنون
مین اُنکا انتقال ہوگیا ہندوون مین مدفون ہوے شیخ مبارک الوری سلیم شاہ اُنکو شاہ مبارک کہا کرتا تھا
اور جوتیان سیدھی کرکے اُنکے سامنے رکھا کرتا تھا غالباً شیخ دعوی سیادت کا بھی کرتے تھے
پٹھانون کے نزدیک اُنکا بڑا اعتبار تھا چنانچہ جب اُن لوگون پر زوال آیا اور مغلون کے مقابلہ سے
بھاگے تو بعضے پٹھان شیخ سلیم فتح پوری کو بہت سا زردار سمجھکر رنتنبھور کے قلعہ مین لے گئے
شیخ مبارک الور سے بساور کے رستہ ہوکر وہان گئے اور شیخ سلیم کو چھڑایا چنانچہ شیخ وہان سے
نجات پاکر دوسری مرتبہ زیارت خانہ کعبہ سے مشرف ہوے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اُسی
زمانہ مین میری سولہ برس کی عمر تھی اپنے والد کے ساتھ بساور مین اُنکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا
بعد ازان جب سنہ ۹۸۷ نو سو ستاسی مین اکبر اجمیر سے فتح پور کے رستہ ہوکر آتا تھا تو مین دوبارہ اُنکی
خدمت سے مشرف ہوا تھا واقع مین صاحب کمال تھے سخاوت اُنکی ذات مین بہت تھی نوے
برس کی عمر مین اُنھون نے انتقال کیا شیخ چاین یہ قصبہ لدہ سوہنہ کے رہنے والے ہین

یہ قصبہ میوات مین دہلی سے اٹھارہ کوس ہی اور وہان ایک چشمہ ہی گرم گندک کی کان سے نکلتا ہی اور
اُسکے پانی کا رنگ سبز ہوتا ہی اور اُسمین گندک کی بو آتی ہی جاڑون کے موسم مین اسکا پانی کچھ
گرم ہوتا ہی کہ بدن پر نہین ڈالا جاتا ہی اُسمین نہانے سے خارش رفع ہوجاتی ہی اور اُسکا رنگ اور
بو صاف اِس بات کی دلیل ہی کہ وہ چشمہ گندک سے نکلتا ہی راتون کو وہان سے کچھ دہنجود آگ بھی
ظاہر ہوا کرتی ہی شیخ جاین شیخ عبد العزیز کے مشہور خلیفون مین سے تھے اور فصوص اور نقد
نصوص وغیرہ تصوف کی کتابین اکثر پڑھا یا کرتے تھے آخر زمانہ مین اکبر انکا بڑا اعتقد ہوگیا تھا
اور اکثر مہمات مین اُنسے استمداد طلب کرتا تھا اور عبادت خانے مین محل خاص کے قریب انکے لیے
ایک جگہ معین کی تھی راتون کو اُنسے خلوت رکھتا تھا ایک مرتبہ نماز معکوس پڑھتے ہوے انکو دیکھا
اُس روز سے بالکل اعتقاد جاتا رہا ۹۸۹ھ نو سو نواسی مین جب شیخ کا انتقال ہونے لگا تو انھون
شیخ عبد العزیز کے بیٹے شیخ قطب عالم کو جو اُس زمانہ تک سپاہ گری کے شیوہ مین مشغول تھے
دہلی سے بلایا اور خرقہ اور عصا اور تمام لوازم مشیخت اُنکے حوالہ کیے اور کہا کہ یہ تمھارے باپ کی
امانت میرے پاس ہی اب تمھین اسکے لائق ہو بعد ازان شیخ نے انتقال کیا حقیقت رفت سرہ
اُنکی تاریخ ہی شیخ قطب عالم کو بھی کسی وقت سے زہد اور تقوی کی توفیق ہوئی اور فقر اختیار کیا اور
اکبر کے حکم کے بموجب دہلی مین قدم شریف کے متولی ہین شیخ عبد الغنی بدایونی شیخ عبد العزیز کے
خلیفہ ہین ترک و تجرید مین گویا اپنے وقت کے جنید رح اور شبلی رح تھے ابتدا مین بداون مین طالب علمی
کرتے تھے یکایک حال اُنپر غالب آگیا کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ عین سبق پڑھنے کی حالت مین
کہین نغمہ کی آواز جو سن پاتے تو پہرون بیہوش پڑے رہتے جب لوگ اُنسے پوچھتے کہ یہ کیا ماجرا تھا
تو وہ کہتے تھے کہ مجکو مطلق خبر نہ تھی جب تعلقات دنیوی سے مجبور ہوے تو روزگار کی تلاش
مین دہلی مین آئے تاتار خان وہان کے حاکم کی ملازمت اختیار کی اور شیخ عبد العزیز کے مرید ہوے
انھین کی خدمت مین سب کتابین تحصیل کین اور برسون درس رہا ناگاہ اُنکی طبیعت مین جذبہ
پیدا ہوگیا اور سب تعلقات کو چھوڑ کر شیخ ممدوح کی خانقاہ مین بیٹھ رہے اور ریاضت اور مجاہدہ کا
طریقہ اختیار کیا جب کمال حاصل ہوا تو آبادی سے باہر قدم شریف کے قریب خان جہان کی
مسجد مین سکونت اختیار کی ہمیشہ وہان اعتکاف مین بیٹھے رہتے تھے اور اگرچہ اہل و عیال

بہت تھے مگر وہ راہ توکل سے قدم باہر نہ رکھتے تھے سنہ ایک ہزار تین مین خانخانان نے اُنکی خدمت مین حاضر ہوکر نصیحت کا التماس کیا اُنھون نے فرمایا کہ اتباع سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کرو آخر زمانہ مین احمد صوفی حاجی اور بنارسی نے جو نئے اکبر کے مذہب مین داخل ہوے تھے اپنی بدنامی مٹانے کے سبب یہ چاہا کہ چند بزرگ جو پچھلے لوگون کے یادگار زمانہ مین باقی رہگئے ہین اپنا شریک کرلین اسی غرض سے لاہور سے فرمان بھیجکر شیخ عبدالغنی کو بلوانا چاہا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شیخ نے مجکو ایک خط لکھا اور اُسمین بہت عذر اور عجز لکھے تب مین نے احمد صوفی کو طرح طرح سمجھایا اور اِس حرکت سے باز رکھا اور آخر اُس سے ہی ایک خط عفو تقصیر کی استدعا مین لکھوا بھیجا اور یہ معاملہ خیریت سے گذر گیا شیخ بہلول دہلوی علم حدیث مین بڑے کامل تھے اہل فقر و فنا کی اُنکو صحبت حاصل ہوئی تھی اور اِس طریقہ کا مزا خوب چکھا تھا اہل دنیا سے بالکل تعلق ترک کردیا تھا اور طالب علمون کے پڑھانے مین مشغول ہوے شیخ عبدالحق دہلوی حقی تخلص کرتے تھے جمیع علوم عقلی اور نقلی کے جامع تھے تصوف مین اُنکا بڑا مرتبہ تھا اُنکی تصانیف مین سے ایک ترجمہ تاریخ مدینہ ہے اور دوسری ہندوستان کے اولیاء کے حالات مین ایک کتاب ہے جسکی ذکر الاولیاء تاریخ ہے ابتدا سے اُنکو بھی شوق تھا مدت تک فتح پور مین رہے بسبب محبت قدیم کے شیخ فیضی اور میرزا نظام الدین احمد کے مصاحب رہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اُنکی شرف خدمت سے مشرف ہوا کرتا تھا اور اُنکی صحبت سے فائدہ اُٹھایا کرتا تھا چند روز کے بعد یکایک شیخ کو ایک جذبہ اُٹھا اور کچھ سامان نہ کرسکے یکایک دہلی سے حج کے ارادہ پر گجرات کی طرف چلدیے اور وہان میرزا نظام الدین احمد کی مدد سے حجاز کو گئے اور کچھ ایسے سبب واقع ہوے کہ اُس مرتبہ اُنکو مدینہ جانے کا اتفاق نہ ہوا چند روز مکہ معظمہ مین رہے اور وہان شیخ عبدالوہاب ہندی سے حدیث کی اجازت لی پھر وطن کو تشریف لائے جس زمانہ مین وہ دہلی سے آئے تھے مین اُن دنون بدایون سے بڑے اضطراب کی حالت مین اکبر کے لشکر کو جاتا تھا رستہ مین تھوڑی دیر کے لیے اُنکی ملازمت مین بھی حاضر ہوا جب مین لاہور مین پہونچا تو اُنھون نے ایک خط میرے نام لکھا تھا جو تیمناً اور تبرکاً نقل کرتا ہون

رقعہ ٭ بعد از عرض بندگی و نیاز معروض میگرداند کہ احوال این غریب نامراد بر آنچہ مقتضاے

غربت و نامرادی ست موجب شکر ست امید که ایشان نیز دائم الاحوال مشمول حفظ الٰهی بوده باشند و چون یکچندی
ملازمان ایشان بدہلی تشریف آوردند و مخلص خود را ساعتی بلطف مشرف ساختند آن ملاقات جز
تعطش و اشواق نیفزود و چندان چیز ناگفته و ناشنیده ماند که چه گویند ست الوصال سنت که گفته اند آن خود
بتحقیق همچنین بود سبب صحبت دنیا اگر خود ممتد بود نیز همین حکم دارد قالوا لبثنا یوما او بعض یوم
درین عالم خود فرصت صحبت داشتن و از صحبت دوستان محظوظ شدن نیست اگرچه علاقهٔ درست
و رابطهٔ محکم فردا اگر صحبتی داشته شود و علیٰ سرر متقابلین ان شاء الله امروز سعی در دست ساختن
علاقه و تصحیح نیت باید کرد مصاحبت موقوف بر فردا باشد تا حضور و غیبت یکسان گردد و فراق
وصال اینجا یکرنگ حق سبحانه تعالیٰ یک نوع نسبتی و بوعده ارزانی فرماید که معنی یکرنگی دست دهد
خاطر شریف بجانب این فقیر دارند که خاطر این غریب نیز بجانب ایشان ست این فقیر را
بعین الیقین معلوم شده ست که در ذات ایشان معنی محبت و حقیقت آشنائی تمکن یافته ست الحمد لله
علیٰ ذالک اللهم زد ولا تنقص عزیزی بود از اهل حرمین که این دعا را دائم میخواند اللهم
کما انعمت فزد و کما زدت فادم و کما ادمت فبارک حق سبحانه تعالیٰ نعمت معرفت و محبت
زائد و دائم و مبارک گرداند بحرمة سید الاولین والآخرین محمد و آله و اصحابه اجمعین الٰہ
گاہے مخلص خود را بنوازشنامه مشرف گردانند هرچه از اخبار قدس آثار حضرت شیخی قبلہ گاہی سمّی
کلیم الٰهی سلمه الله و ابقاه معلوم ملازمان باشد باعلام آن مشرف و مسرور خواهند ساخت
و کلمهٔ چند بحضور شریف عرض کرده از خاطر نرود و هرچند خواست که ازین باب چیزی نویسد
قلم نه رفت چه حاجت ست باز چون نوبت بعرض بندگان میرزامی رسید اشعاری ازین معنی نمود
بلکه صریح نوشت که از تکلف دور ست در رسانیدن آن مکتوب مقید خواهند بود والدعا شیخ فیضی
جب دکن سے واپس آیا تو اُسنے کئی خط شیخ کی طلب مین بھیجے اور اپنے بہت سے شوق ظاہر کیے
مگر چونکہ شیخ نے اُس سے ایذا بہت پائی تھی اِس وجہ سے ہرگز نہ آئے اور یہ بہانہ کر دیا کہ مین نے
بالکل تعلقات ترک کر دیے یہ آخر رقعہ شیخ فیضی کا ہے جو نقل کیا جاتا ہے رقعہ اشتیاق
ملاقات مانوس روحانی و مالوف ربانی طال لقاءه از قبیل رسمیات نیست که بر قم پذیرد
اول حال از مرضی خاطر فیض مظاهر آگاه نبود محتمل که حرف خواهش درمیان آمده باشد اما بعد از آنکه

دریافت کہ این را بستہ اند فقیر خواہش ایشان را بر خواہش خود ترجیح داد این نشای گوارا باد التماس آنست
کہ بر خلوت کدۂ تنگ ہنگامہ نہ پسندند بیش ازین بہ دو سہ روز نقاوۃ الاولیا میان شیخ موسیٰ بویرانۂ فقیر
تشریف آوردہ بودند ظاہر ساختند کہ دو مہیست کہ ایشان درین ایام پابند ہر چند سبب پرسیدہ شد
مبہم و مہمل گذاشتند سخن معبود مطلق کہ ایمائے از فقیر نشد و نہ خواہد شد مصرعہ وقت گویا چہ
حاجت طومار * اگر باشند عین نور است و اگر بیایند نور علیٰ نور قسم بخدا کہ خود را ازین خواہش گذرانیدم
و بیاد خود اظہار و ایمائے کردہ ام و نہ خواہم کرد ازین ممر تصدیع نکشند اما اگر بال و پرے میداشتم ہر روز
بر بام آن حجرہ می نشستم و دانہ چین نکات محبت میشدم و مرغوار بہ صفیر شوق می گشتم دیگر چہ نویسم طلبہائے
دوانہ از ان جانب و دیر میرسد از برائے خدا برین قافلہ اسرار خود را راہ نہ بندند و اگر از ان طرف بندند
ازین طرف نسبتہ نخواہد شد والسلام * اسکندر سندی بقرمیان پھول امتیاز سندی میساند و درین وروز
بتقریبے روداد بود این رباعی * فیضی در پیر مست قدم دیدہ بنہ * ہر گام کہ می نہی بسینہ
بنہ * از عینک شیشہ ہیچ نکشاید ہیچ * لختے بتراش از دل و بر دیدہ بنہ * مولانا الہداد
سلطان پوری اصل انکی قریہ ننودہ توابع سندھ سے ہے مخدوم الملک سے انھون نے
تلمذ کیا تھا شرافت حسب و نسب مین ممتاز تھے ابتدا مین کچھ جوانی اور زعم علم کی وجہ سے کچھ غرور
انمین آگیا تھا مگر آخر کو جو تجربہ انکو حاصل ہوا تو وہ ساری انکی نخوت فقر و انکساری سے بدل گئی
چند صوبہ پنجاب کی صدارت پر رہے پھر الہ آباد کے قاضی مقرر ہوے تھوڑی سی معاش
جو وہان ملگئی تھی اُسی پہ قناعت کی دنیاداروں کی صحبت سے بہت پرہیز کرتے تھے زہد اور
عبادت مین مشغول تھے مولانا عثمان سامانہ عقلیات مین حکیم عین الملک کے شاگرد ہین
اور نقلیات مین اورون سے پڑھا ہی علم انکو خوب حاضر تھا اکبر کے درباری لوگون مین سے تھے
اتقا بھی اُنمین بہت تھا اکثر اوقات عبادت مین مصروف رہتے تھے چند روز کو قلیچ خان کے
وسیلے سے میان دوآبہ کے بعضے پرگنات پر ناظم ہوگئے تھے بعد ازان پھر دربار مین آکر منصبداروں
مین شامل ہوے حاجی سلطان تھانیسری ہیں زیارت خانہ کعبہ سے بھی مشرف ہوے تھے
علوم نقلیہ مین انکو بہت مہارت تھی مدتون تک اکبر کی خدمت مین رہے چار برس تک مہابھارت کا
ترجمہ غرض ان سے متعلق رہا اور نقیب خان نے جو ابتدا کی تھی انھون نے اُسکو انتہا تک پہونچایا

اور ایک گاو کشی کے جرم مین ہندوؤن نے مخبری کر کے انکو مکہ کی طرف نکلوا دیا اُن دنون مین خانخانان
وہان کا حاکم تھا اُسنے اُنکے حال پر بڑی عنایت اور مہربانی کی اور جب وہ مُلک فتح ہو گیا تو اُنکو اپنے ساتھ
لایا اور عفو تقصیر کرا دینے کا وعدہ کیا وہ اپنے وطن مین روپوش رہتے تھے خانخانان نے آسیر اور
برہان پور کی فتح کے بعد ایک عرضی مین اُنکی رہائی کی درخواست کی اکبر نے قبول کیا اور غائبانہ
شیخ ابوالفضل سے کہا کہ اُنکو تھانیسر کا کروری مقرر کر دو جس زمانہ مین وہ مہابھارت کا ترجمہ لکھتے تھے
اُس زمانہ مین ایک شخص نے اُنسے پوچھا کہ تم کیا لکھتے ہو تو اُنھون نے جواب دیا کہ دس ہزار برس کی
زبان کو آج کل کی زبان سے موافق کرتا ہون سید شاہ میر سامانہ سید صحیح نسب ہین فضائل علمی
اُنکو بخوبی حاصل تھے بڑے زاہد اور عابد تھے قناعت اختیار کر کے طلبا کے پڑھانے مین مصروف رہتے تھے
آگرہ مین جمنا پار شیخ بہاء الدین مفتی کے قریب رہتے تھا اور بہت سے طلبا اور صوفی اُنکی خانقاہ
مین جمع ہو کر اُنکی صحبت کے فائدے اُٹھاتے تھے اُنکا ایک شاگرد تھا مولانا فرید نام اُسکی ایک
آنکھ نہ تھی اور اگرچہ اُسنے علم بہت تحصیل نہ کیا تھا مگر اُسکو کچھ ایسا ملکہ ہو گیا تھا کہ جو مشکل مسئلہ اُس سے
پوچھا جاتا تھا وہ منتہیانہ کتابون سے اُسکو نکال کر لکھ دیتا تھا اور حل کر دیتا تھا مگر خود اُس سے وہ پڑھا
نہ جاتا تھا شیخ ضیاء اللہ مع تمام سلسلہ غوثیہ کے اُسکے معتقد تھے پھر سید مشارٌ الیہ کا کیا کہنا ہے
اور سُنا ہے کہ وہ فرید تمام واقعات جو مغرب اور مشرق مین گذرتے تھے ہر شب سید شاہ کے سامنے مشرح
کر دیا کرتا تھا بعضون کو یہ گمان تھا کہ کوئی جن اُسکا مطیع ہے بعضے کچھ اور گمان کرتے تھے جس سال
بادشاہ نے شیخ ضیاء اللہ کو آگرہ سے بُلا کر اپنے عبادتخانہ مین ٹھہرایا تو مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
مین نے اُنسے ایک شب خلوت مین فرید کا مفصل حال پوچھا اور جو نقلین اُسکی مشہور تھین
وہ سب اُنکے سامنے بیان کین اور اُن سے پوچھا یہ سب خبرین صحیح ہین یا غلط شیخ نے
اسکے جواب مین اول اپنے فضائل اور کمالات کا ذکر کیا اور اپنی تصنیفات کے نام لیے
پھر کہا کہ مجکو باوجود اس مرتبہ کے اُسکی خوشہ چینی کا بھی منصب حاصل نہین اور جو کچھ آپنے
اُسکے حال بیان کیے عُشر عشیر بھی اُسکے کمالات کے نہین اور یہ سب حضرت میر کی خدمت سے
اُسکو حاصل ہوا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اس واقعہ سے پہلے بدایون مین
سید شاہ میر سے ملاقات کی تھی اُسوقت وہ مشارق الانوار دیکھ رہے تھے بہت سی علمی گفتگو ہی

ورع مین طبیعت اُنکی بہت اچھی تھی مگر جتنی تعریف اُنکی شیخ ضیاء اللہ نے کی تھی وہ بات مین نے اُنمین نہ پائی
سید السلمین یہ سید شاہ میر کے بھائیون مین سے ہین سب درسی کتابین اُنھون نے گجرات مین میان
وجہ الدین سے پڑھی تھین اور اُنھین کے مرید بھی ہوے تھے پھر سفر حج کو گئے اور علم حدیث کا
عرب مین حاصل کیا اور وہان سے اس علم کی اجازت لیکر ہندوستان کو واپس آئے چندروز
مین لاہور مین بعضے امیرون کے مصاحب رہے پھر اس طرز کو چھوڑکر سرہند مین فقیری اختیار کرکے
بیٹھ رہے اور مریدون کی تعلیم مین مشغول ہوے ہمیشہ اُنکی یہ آرزو تھی کہ گجرات کو جاوین اور زیارت
نصیب ہو پھر بانہ کو روانہ ہوے ہین مگر فی الحال بنگالہ کے ملکون کی سیر کر رہے ہین شیخ ضیاء اللہ شیخ محمد غوث کے
سجادہ نشین ہین اتصوف کی گفتگو کیا کرتے تھے اور اس علم مین اُنکو ایسی مہارت تھی کہ اور
مشائخ مین کم ہوتی ہی ہروقت اُنکی مجلس مین اسی قسم کی باتین ہوا کرتی ہین خدا جانے باطن
مین اُسکے کیا تھا بعضی باتین اُن مین شیخ محمد غوث سے بھی بڑھی ہوئی تھین چنانچہ قرآن شریف
اُنکو یاد تھا اور اُسکے معنی ایسی اچھی طرح بیان کرتے تھے کہ اُنکو کسی تفسیر کی ضرورت نہین تھی
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سنہ ۹ نوسوستر مین مین آگرہ مین اُنکی ملاقات کو گیا تھا اور
بے وسیلہ کسی شخص کے جو میری تقریب کرتا بے تکلف اُنکی مجلس مین چلا گیا اور بعد سلام علیک کے
مصافحہ کرکے بیٹھ گیا شیخ کی مجلس مین یہ دستور تھا کہ جو کوئی وہان جاتا تھا بہت سی تعظیم اور تواضع
بجالاتا تھا میری یہ بے تکلفی اُنکو پسند نہ آئی اہل مجلس نے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو مین نے کہا
سہسوان سے پھر مجھسے پوچھا کہ تمنے کچھ علوم بھی تحصیل کیے ہین مین نے کہا ہر فن مین کچھ تھوڑا
تھوڑا کسی زمانہ مین دیکھا تھا اور چونکہ سہسوان ایک چھوٹا سا قصبہ ہی اور اُس زمانہ مین
قلیج بیگ گان بیگی اُنکے باپ کا مرید وہان کا جاگیردار تھا اِس وجہ سے اُنھون نے مجکو بہت حقیر
سمجھا اور ایک مسخرہ کو اشارہ کیا کہ مجکو تنگ کرکے اُس مجلس سے نکال دے چونکہ مین اس قسم کے
امور سے خوب واقف تھا اور بارہا تجربہ کر چکا تھا اِس وجہ سے مین نے کچھ خیال نکیا اُس مسخرہ نے
کہا کہ مجکو کہین سے عطر کی خوشبو آئی اور دماغ مین شورش پیدا ہوئی ہی اہل مجلس ہوشیار ہوجاوین
کہین مجھسے کسی کو ایذا نہ پہونچے ایک شخص نے جو ظاہر مین صوفیون کی صورت تھا مجھسے پوچھا
کہ عطر تمنے ملا ہی مین نے کہا ہان مین نے ملا ہی کیا ہی اُسنے کہا کہ اِس شخص کو دیوانہ کتّے نے

کاٹا تھا جب اسکے دماغ مین خوشبو پہونچتی ہی منھ سے جھاگ نکلنے لگتے ہین اور کُتّے کی طرح بھونک کر
ہر شخص کے کاٹنے کو دوڑتا ہی چنانچہ اب اسوقت بھی اسکا یہی حال ہوا ہی تم ہوشیار ہو جاؤ
جتنے حاضرین مجلس تھے پریشان ہو گئے اور شیخ بھی دیدہ و دانستہ عمداً اُسکو دفع کرنے کے لیے ایک
طرف کو جہان نئی عمارت بن رہی تھی چلے گئے اُسوقت مین نے کہا کہ تعجب ہی کہ لوگ دور دور سے
اپنی حاجتین مانگنے کے لیے یہان آتے ہین حالانکہ باولے کُتّے کے کاٹے کا بھی علاج نہین ہوتا اُنھون نے
مجھسے پوچھا کہ تمکو اسکا علاج آتا ہی مین نے کہا کہ کفش اور کلوخ اسکے سر پر لگانا چاہیے چنانچہ
شیخ سعدی نے کہا ہی ع سگ دیوانہ را دارو کلوخ ست ٭ سب لوگ حیران ہو گئے مین نے کہا
طرفہ یہ ہی کہ کلوخ ایک دوا کا نام بھی ہی جس سے کُتّے کے کاٹے کا علاج ہوتا ہی ایک نباتات کی
قسم مین سے ہی جب شیخ نے سمجھا کہ یہ حیلہ بھی کارگر نہوا تو کہا آؤ کچھ خدا اور رسول کا کلام بیان کرین
اور قرآن شریف کھول کر سورۂ بقر مین سے ایک آیت کی تفسیر بیان کرنا شروع کی اور طرح طرح کی
تقریرین بیان کرنے لگا سب شاگرد کودن جو بیٹھے ہوے تھے استاد صاحب کی تعریف کرنے لگے
مین نے کہا آپ جو بیان کرتے ہین یہ کسی تفسیر مین بھی لکھا ہی اُنھون نے جواب دیا کہ تاویل اور
اشارہ کے طور پر کہتا ہون اور یہ بات وسیع ہی کچھ میرا ہی خاصہ نہین ہی تب مین نے کہا اس
تقریر پر جو معنی آپ نے فرمائے یہ حقیقی ہین یا مجازی اُنھون نے جواب دیا کہ مجازی ہین مین نے
کہا تو علاقہ بیان فرمائیے اور مین تقریر کو علم بیان مین لے گیا شیخ نے جواب مین درہم برہم باتین
کہنا شروع کین اور بغلین جھانکنے لگے جب مین نے بہت مجبور کیا تو کہنے لگے مین نے علم بیان کا
نہین پڑھا مین نے کہا کہ تم معنی قرآن کے ایسے بیان کرتے ہو جو کہین منقول نہین اور حقیقی اور
مجازی معنون مین رابطہ ضرور پوچھا جاتا ہی تب شیخ نے تقریر کو اُڑا کر میرا حال پوچھنا شروع کیا
مین نے اثناے گفتگو مین ایک شرح قصیدۂ بردہ کی جو ان دنون مین لکھی تھی پیش کی اور اُسکے
مطلع مین چند نکتہ جو میرے ذہن مین آئے تھے بیان کیے شیخ نے پسند کرکے خوب بھی کہی نکتہ کا
اور وہ صحبت اسی گفتگو مین تمام ہو گئی پھر مین اکبر کی ملازمت مین آیا اور اتفاقاً شیخ کو بھی اکبر نے
بلایا چنانچہ وہ بیچارہ تنہا اور عاجز عبادت خانہ مین آکر ٹھہرے اکبر جمعہ کے روز ایک دو آدمیون کے ساتھ
وہان گیا یہ پہلی ہی ملاقات تھی اکبر نے میرزا غیاث الدین آخوند اور میرزا علی آصف خان

کہا کہ انسے کچھ تصوف مین پوچھو دیکھو تو کیا بیان کرتے ہین آصف خان نے پھر رباعی لوائح کی پڑھی کی سے
گر در دل تو گل گذرد گل باشی ٭ ور بلبل بیقرار بلبل باشی ٭ تو جزئی و حق کل ست اگر روزے چند ٭
اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی ٭ اور پوچھا کہ حق سبحانہ تعالی کل کیونکر ہوسکتا ہے وہ تو جزو و کل دونون سے
مبرا ہے شیخ اسوقت بڑا ذلیل ہوا اور وہ ساری انکی نخوت اور غرور رہگیا اور بہت شرمندہ ہوکر
آہستہ آہستہ کچھ الجھی ہوئی باتین کرتا تھا جو اچھی طرح سمجھ مین نہ آتی تھین مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ آخر مین نے دلیری کرکے کہا کہ مولوی جامی رح نے اگرچہ اس رباعی مین واجب تعالی پر اطلاق
کل کا کیا ہے مگر دوسری رباعی مین جزئیت ثابت کی ہے چنانچہ دوسری رباعی مین یون لکھا ہے
این عشق کہ ہست جزو لاینفک ما ٭ حاشا کہ شود بعقل مدرک ما ٭ خوش آنکہ دمے بہ تو رسے از نور یقین
مارا برہاند از ظلام شک ما ٭ لیکن مقصود یہ ہے کہ جو کچھ جزو و کل تصور مین آتا ہے سب وہی ہے اور اسکا غیر
حقیقت مین موجود نہین کمال یہ ہے کہ عبارت آرائی مقصود سے قاصر ہے اسواسطے تعبیر اسکی کبھی
کل سے کیجاتی ہے کبھی جزو سے اور اسکے بعد مین نے چند مقدمات وحدت وجود کے اثبات مین
جو اس زمانہ مین مجھکو خوب سمجھے ہوے تھے شیخ کی تائید مین بیان کیے اکبر بھی انکو سنکے بہت خوش ہوا
اور شیخ کی بھی بات بن گئی بعد ازان شیخ موافق اپنے باپ کے طریقے کے آگرہ مین بسر کرنے لگے
انکی باتین عام فریب بہت ہین میر ابو الغیث بخاری کہا کرتے تھے کہ ہم شیخ کی فقیرانہ مجلس کھنے
اور تصوف کی گفتگو کرنے کے بدل و جان معتقد ہین خواہ باطن انکا کیسا ہی ہو جس سال مین
خان زمان کی فتح ہوئی ہے شیخ بھی لشکر کے ہمراہ امیٹھی کو گئے تھے وہان حضرت شیخ نظام الدین کی
ملاقات کی وہ آیہ کریمہ وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا کَاْسًا کَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا
کے معنی بیان کررہے تھے انھون نے کچھ دخل کرکے کہا کہ اس آیت کو دوسری
آیت سے تناقض ہے شیخ نظام الدین نے عفنہ ہوکر کہا کہ سبحان اللہ باپ وہان غوطہ کھارہا ہے
اور کسی کامل کی شفاعت کا محتاج ہے بیٹا یہان خدا کے کلام مین تناقض ثابت کرتا ہے میر
ابو الغیث بخاری انکا مشرب صوفی اور ہمت عالی تھی اخلاق ملکی گویا انکی ذات
شریف کا ملکہ ہوگئے تھے فقیری کے معنی انکا امیری کے لباس سے ظاہر تھے بڑے بڑے بزرگون کی
انھون نے صحبتین اٹھائی تھین اور اسکے فائدے حاصل کیے تھے تہذیب اخلاق اور سخاوت اور

قطع تعلقات دنیوی اور حسن معاملہ یہ سب صفتین اُنکی ذات مین بہت اچھی طرح موجود تھین جماعت کا
اُنکو یہان تک شوق تھا کہ مرض الموت مین بھی باوجود سخت بیماری کے کبھی تکبیر تحریمہ اُنسے فوت
نہین ہوئی اور اُنکے سامنے ہمیشہ خدا اور رسول کا ذکر اور مشائخ کے اقوال بیان ہوا کرتے تھے تیر ستودہ پیر
اُنکی وفات کی تاریخ ہے میان کمال الدین حسین شیرازی یہ مولانا حسن شیرازی کے بیٹے ہین
جس زمانہ مین شاہ اسمٰعیل نے خروج کیا تھا یہ شیراز سے مکہ معظمہ کو چلے گئے تھے اور وہان سے گجرات
مین آئے اور سکندر لودھی کے زمانہ مین سید رفیع الدین محدث اور میان ابو الفتح خراسانی والد میان یدہ کے
قافلہ کے ساتھ آگرہ مین آکر سکونت اختیار کی شیخ زین الدین نے اُنکی تعریف مین کہا ہے بہت
شیرین از عقل و نقل خواہم شنود + جامع المعقول و المنقول مولانا حسن + میان کمال الدین حسین
گویا آدمی کی صورت مین فرشتہ تھے اُنکے کمالات اور اخلاق حد بیان سے باہر ہین اکبر بھی اُنکا بڑا
معتقد تھا اور چاہتا تھا کہ وہ ہمیشہ ملازمت مین رہین مگر وہ آخر مین بالکل تعلق ترک کرکے
تھوڑی سی زمین مدد معاش پر قناعت کرکے بیٹھ رہے اور اسمین اپنی سعادت کلّی سمجھے ہمیشہ
عبادت مین مشغول رہتے تھے کبھی آگرہ مین رہتے تھے کبھی دہلی مین چلے جاتے ابتدائے جوانی
آخر عمر تک سوائے تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن اور سجادہ کے اور کوئی کام اُنکو تھا استعداد
علمی مین بھی برجستہ کامل تھے اور شاعری اور خوشنویسی اور املا اور انشا تو اُنکے موروثی علم تھے
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب مین اول بیرام خان کے زمانہ مین آگرہ گیا تو پہلے اُنھین کی
مسجد مین جاکر ٹھہرا تھا اور اُسی کی برکت سے سارے میرے مقصود حاصل ہوے اور اُس
روز سے آج تک چالیس برس کا عرصہ ہوا اُنکی عنایتین میرے حال پر روز بروز ترقی پر تھین
یہ خط اُنھون نے مجکو لکھا تھا بجنسہ نقل کرتا ہون رقعہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
وَنُصَلِّی عَلٰی نَبِیِّہِ الْکَرِیْمِ وَحَنَّتْ لَایَنْتَہِیْ وَیَزِیْدُ دَادٌ جَدِیْدَہٗ کَذٰی شَوْقِی اِلَیْکَ کَمَا ہِیَ
ذرہ خاک بیمقدار مہر عیب و کشین کمال الدین حسین بعد از عرض دعوات غیرہ بانہ و تسلیمات
مشتاقانہ بزبان ایجاز و اختصار و لسان نیاز و افتخار واضح ضمیر منیر مہر تنویر حضرت مخدوم مشفق بناہی
سَلَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی اَوَانِ بَقَاءِہٖ وَجَعَلَ اُمُوْرَ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَاءِ میگرداند کہ چون این ایام بر آلام ملتہائے
تنہائی و غمہائے جدائی و رو میت کار و بار خدائی معدوم شدن آثار محبت و آشنائی

بعدی داده بود که از بیقراری گاه بحضرت دہلی آورده بمزارات متبرکه مشرف می ساخت وگاه برای دیدن فرزندان بکس که در گوشه آگره صانهما الله یک ره افتاده اند می رفت و بهمین تزلزل الاحوال بود که عنایت نامها مکرر غیبه مکرر از خدام ایشان رسید و الله که بسیار بسیار تسلی و تسکین خاطر حزین بخشید چند روزی بمطالعه و تکرار آن خود را بسر برده و روز و شب دست نیاز بدرگاه علام بر داشته دعای از دیاد حیات خدام مینمود و میماند ع الٰهی تا قیامت زنده باشی * زیاده ازین درین وادی دم نمیزند و بحلیم علی الاطلاق و حکیم بالاستحقاق میگذارد و بسر مقصود ظاهری آمده مصدع میگردد که از رحلت نمودن جناب مروت مآب فتوت انتساب کمالات اکتساب میرزا نظام الدین احمد واز مرغوب بهای آن نادر زمانه و محبت و اخلاص او بخدام مدتی رنج عظیم و حزنی تمام و داد انا لله و انا الیه راجعون چه توان گفت و که این ... دعا که ... دستوالی میرسد انهار توان نمود بهر حال منتظر موت خودیم و دستاویز بجز عنایت کریم نداریم و همه وقت باین دعا زبان در ترنم ست که اللهم ارحمنا اذا اغرق الجبین و کثر الانین و ایس منا الطبیب و بکی علینا الحبیب اللهم ارحمنا اذا دارنا التراب وودعنا الاحباب و فارق النعیم و انقطع عنا النسیم * امید که عاقبت خیر باشد و ایمان بسلامت بریم چون حامل عریضه در روان شدن تعجیل تمام داشت بنده این عریضه از شب باستعجال نوشته و از شوق خود که نسبت بملازمان ایشان دارد از هزار یکی نتوانست که مشروح سازد و از دل مغیل خود تصور خواهند نمود که آن القلة تشاهد والسلام مع الاکرام علیکم و علی من لدیکم اولا و آخرا و باطنا و ظاهرا *

شیخ ابو الفتح تھانیسری بڑے عالم تھے علم حدیث کا انھون نے میر سید رفیع الدین سے حاصل کیا تھا تخمیناً پچاس برس تک آگرہ مین سید مذکور کے محلہ مین علوم عقلی اور نقلی کا درس فرماتے رہے اِنکے شاگردون مین بہت لوگ فاضل ہوتے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین او کمال الدین حسین نذکور شرکت مین اُنسے سبق پڑھا کرتے تھے اُنکا بیٹا شیخ عیسی آگرہ کا مفتی تھا مولانا عثمان بنگالی یہ قدیم مشائخ مین سے تھے سنبھل مین مقیم تھے میان حاتم نے بھی اُنسے تلمذ کیا کبھی کبھی میان حاتم اُنکی خدمت مین جایا کرتے تھے اور دعا کا التماس کیا کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی میان کے ساتھ ایک مرتبہ صغر سن مین اُنکی ملازمت مین گیا تھا شیخ حسین بزہری یہ بڑے عالم تھے دہلی کے مدرسہ مین طالب علمون کو پڑھایا کرتے تھے جتنے علوم نقلی ہندوستان مین مروج ہین سب مین

کامل تھے مولانا اسمٰعیل عرب یہ شیخ حسین کے ہمعصرون اور برابرون مین تھے ہمیشہ طلبا کے درس افادہ مین مشغول رہتے تھے چونکہ مالدار بہت تھے ایک رات چورون نے انکے گھر کو دیکے انکو مار ڈالا قاضی مبارک گوپاموی یہ بھی بڑے عالم تھے اور منصب قضا مین بڑی دیانت سے کام کرتے تھے شیخ نظام الدین امیٹھی والے کی خدمت مین سب علوم انھون نے حاصل کیے تھے شیخ کو ابتدا سے انکے ساتھ ایک نظر خاص تھی اور انکی تعلیم بہت اچھی طرح کرتے تھے قاضی آخر عمر تک معتزز اور مکرم رہے اسی حال مین انتقال کیا قاضی کے شاگردون مین اکثر طلبا دور دور سے آکر گوپامئو مین رہتے تھے اور انکی خدمت مین کمال حاصل کرتے تھے انھین مین سے ایک مخدوم بڑھے تھے جو اکثر درسی کتابون کو پڑھایا کرتے تھے دوسرے سید محی انکی بھی یہی کیفیت تھی سوا انکے اور بہت لوگ تھے مولانا الیاس گوالیاری یہ بھی بڑے عالم تھے علم مناظرہ اور مجادلہ خوب جانتے تھے حافظہ انکا ایسا تھا کہ بحث کے وقت اگر ضرورت ہوتی تھی صفحہ کے صفحہ اور ورق کے ورق زبانی پڑھ دیتے تھے اور اپنے مقابل کو الزام دیتے تھے مگر جب کبھی تلاش کیا جاتا تھا کتابون مین انکا پتہ نہوتا تھا اسی طرح ایکمرتبہ اکبر کی مجلس مین مولانا الیاس منجم کو جو ہمایون بادشاہ کے استاد تھے انھون نے الزام دیا چنانچہ مولانا اسی رنج مین برگشتہ ہوگئے مہمان سرکار لکھنو سے جو انکی جاگیر مین تھا تعلق قطع کرکے گجرات کو چلے گئے اور وہان سے مکہ معظمہ کا قصد کیا اور وہان سے لوٹ کر ولایت عراق اور آذربائیجان اور اردبیل مین جو انکا قدیمی وطن تھا پہونچے قصہ انکا شاہ اسمٰعیل ثانی کے ساتھ مشہور ہے مجملاً اسکا بیان یہ ہے کہ جب مولانا الیاس اردبیل مین پہونچے تو انھون نے شاہ اسمٰعیل کو جسے شاہ طہماسپ نے قلعۂ قہقہہ مین قید کر دیا تھا ایک رقعہ لکھا کہ مجکو ستارون کی نظرون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید تم بہت جلد اس قید سے نجات پاکر بادشاہت کے مرتبہ پر پہونچوگے چنانچہ یہی ہوا اور عراق مین بڑا انقلاب ہوا شاہ اسمٰعیل کو امیرون نے قید سے نکال کر اردبیل کے راستہ سے تخت سلطنت پر بٹھانے کے لیے بلایا اس خط مین مولانا نے یہ بھی لکھا تھا کہ جب تم قید سے چھوٹکر اردبیل مین گذرو تو مجھسے ضرور ملیو یعنی عہد و پیمان بالمشافہ اسوقت منعقد ہونگے اور مین تمکو ایک عمل بھی بتلاؤنگا اتفاقاً شاہ اسمٰعیل جب اس طرف کو گذرا اس وقت کچھ ایسی شتابی ہوئی کہ اسنے مولانا سے ملاقات نہ کی جب اردبیل سے دور نکل گیا پھر لوٹکر ملاقات کے لیے آیا

مولانا نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر دیا اور ملاقات نہ کی تب وہ مجبور ہو کر دروازہ توڑ کر کے اُنکے مکان
مین گھس گیا مولانا نے اُسکی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور کہا کہ وہ گھڑی گذر گئی اب مین تمھاری صورت کیا دیکھونگا
شاہ اسمٰعیل مایوس ہو کر لوٹا اگرچہ اُسکو اُس وقت مین سلطنت نصیب ہو گئی مگر سال بھر کے بعد
امیرون نے متفق ہو کر پری جان خانم اُسکی بہن کو تخت پر بٹھا یا چنانچہ اُسنے شاہ اسمٰعیل کو پھانسی دیکر
مار ڈالا **شیخ محمد شاہی** شیخ زین الدین جبل آملی کے جو شیعون کا بڑا مجتہد تھا نتیجہ تھے والی روم
نکہ مین اُسکو بڑے حیلہ اور تدبیر سے پکڑ کر استنبول مین بُلا کر قتل کر دیا شیخ محمد اکبر کے منصب دارون مین
داخل مین اور جمیع صفتون سے موصوف ہین علوم عربیہ مین کوئی اُنکے ثانی نہین یہ رقعے اُنھون نے
مصنف صاحب کو لکھے تھے جو بجنسہ نقل کیے جاتے ہین **پہلا رقعہ** وافی کتاب
بالبشارة معلنا بصدق بخبر ان اصلات طاهرا اظهار الاشتیاق من قبیل
تحاصیل الحاصل الا انه کان موثرة القبول الادب حیث ان التعطف واللطف
من جانب الاعلی علی ما لان قد سارت کتابا دسعادة ومنعطمار صادره لعهد وقت
تجمد الله نکون ان الله علیه کتابا کریما او کلمة الله من فوق الطور تکلیما
التجانی یا خیر الطیران ونزهة الولهان وسط بین الطرفین مصاحبنا من طوال
الاذان ولذ مع ذلك قرنان وذلك المردود ولم یقرأ قط او نوا بالعقود فتح الله
شانه وکسر اسنانه وعادنا لفرضه ولا اصبنا ابدا خلف نفله وفراضه
والله ماغ من استشمام التجالی والجسم من تاسف علی العمر مقبالی واما
الحی انا را الداعی الموصوف بحسن المساعی والمراعی فتمثل ما جار منباه
وهمثل ما حیانا احینا لا اثران امر الیکم والحکم له یکم ودوام رقعه
کیف یجفو وکان لی لبعض صبر احسن الله فی اصطباری غیرا کا غیرانه
فان هبلت لبساحی عساکر الاشواق وتلاطم فی نبادو سیلا حتی امواج
الاشتیاق وجمع فی قلبی جمع التکسیر واعتاد فی البین فلم یغن التحذیر
وینازع فی حبی عامل الدمع والسنی بهذا مبتداء والحال فلا تسئل عن
الخبر فی الجسم من الموصول بالقسم والوجد فی جرانی والتشهد من نار طی

علم ہوا ہے کہ اتم مکنون علی اعمال بذاکم مصروف علی المسرۃ فرحون بما لدیکم
ولا تزالون فی تفتیش خبایا ئر و یاوا نا الاسفار بین قاعد وقائم ستکبتم
الاصحاب وتناسیتم الاحباب وکانت الاخرۃ ماھی الاکسراب فیا غوثاہ
من ھذہ الجفادۃ الا لا نغیر اھل الوفا ولو وسفنا العتاب تکللنا علیکم من
راس الجراب ولا وسع قرطاس ولا کتاب۔ تیسرا رقعہ یا حبذا ان
صحبۃ الاعلام فلعمری ھی من سبیل الحیات قبل الموت او تعجل الصلوۃ حین
الفوت والعمری لقاء اتیتم طی ما فی الضمیر ولا شک مثل خبیرا فاین امرتم
اتیناہ وان تم فتم تلقیانہ وانتم اھدی من ان یھدی چوتھا رقعہ
ماعودونی احیائی مقاطعۃ بل عودونی اذا قاطعتم وصلوا فلیت شعری
ماصدر منی حتی استوجبت نفورک وما علمت لی من قرب استحق بہ
ھذا الجفاء الالائق بغیر اھل الوفاء وماھو الامن بعائن الزمان وقلت
العھد من الاخوان والخلان کما ھو منطوق القران فقال وھو اصدق
القائلین وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ۔ متحبج من بلغ بسمعہ ھذہ الایۃ
ان لینال فی الروافض العالیۃ کیف حریمہ ومقلتی کالالاح لو یتقلب
للقاکانھا انا مع تشاغل البال وتوالید البلبال انادی بہ لسان الحال اضاعونی
وای فتی اضاعوا پانچواں رقعہ فی الشباب وشیموع خیر نھضت العسکر
والشکایۃ عن عدم استطاعت السفر + تشاغلتم عنا بصحت غیرنا
واظھرتم الھجران ماھکذا کنا وما دار علی بلوائی ووجب لہ بث شکوائی
الی بالاصل ماتشوکت ویحیی فی قلبی ماتشوکت حیث انا منادی الرحیل
ابن منادیہ ویرتفع کل مسلک ابادیہ علی ان فی یوم الاحد بغیر الصحاری
من کل احد فکیف الحال وھذا الوحال الذی ھو ابرد من طین الشتا انتن
من عرق المحصا لا ملیح حتی یتباع بالملیح ولا قصائد لیشتری بھا العصائد
وابن الزکا وانکا والوطی من المطی فانا للہ وانا الیہ راجعون ۔ فصل غنقد کم

خبر مطلاوۃ نہ وان ہذا الوقت لیس من اوانه والسلام علیکم و قلبی لدیکم

شیخ حسن علی موصلی یہ شاہ فتح اللہ کے شاگرد ہین مگر سُنی پاک اعتقاد تھے جب سال کابل کی فتح ہوئی اکبر کی ملازمت مین آئے تھے بڑے شاہزادہ کی تعلیم پر مقرر ہوے تھے چنانچہ اُنھون نے فارسی کے رسالے علم حکمت وغیرہ مین اُسکو پڑھائے شیخ ابوالفضل نے بھی خفیہ فن ریاضی و طبیعی وغیرہ اُنسے پڑھا تھا اور باوجود اسکے اُنکی تعظیم نہ کرتا تھا خود فرش پر ہوتا تھا اور اُستاد زمین پر جب اُنھون نے اِن لوگون کی وضع اپنے مزاج کے موافق نہ پائی تو ملازمت کو ترک کر کے گجرات کو چلے گئے اور وہان میرزا نظام الدین کی صحبت مین رہے چنانچہ میرزا اور اُنکے بیٹے محمد شریف نے اُنسے بہت علوم حاصل کیے شاہ فتح اللہ کے واقعہ کے بعد شیخ ابوالفضل وغیرہ امیرون نے اُنکے فضائل و کمالات کا بیان اکبر سے کیا اور کہا کہ اب جانشین فتح اللہ کے وہی ہین چنانچہ فرمان اُنکی طلب مین گیا اور وہ حسب الطلب لاہور مین آئے کورنش کے وقت اُنکو تکلیف سجدہ کی دی گئی یہ بات اُنکو نہایت ناگوار معلوم ہوتی چنانچہ اُنھون نے اپنی والدہ کی ملاقات کا بہانہ کر کے وطن کی رخصت حاصل کی ۹۹۸ھ نوسو اٹھانوے مین ٹھٹہ مین پہونچے وہان اُس زمانہ مین خانخانان کی حکومت تھی اور اُسی جگہہ کچھ سامان اکٹھا کر کے اپنے ملک کا راستہ لیا جب ہرموز مین پہونچے تو وہان سے اکبر کے دربار کو یہ پیغام بھیجا کہ الحمدللہ مین نے منافق یارون کی صحبت سے خلاصی پائی **قاضی نوراللہ شستری** اگرچہ شیعی مذہب تھے مگر انصاف اور نیک نفسی اور حیا اور تقوی اور جتنی صفتین شریفون مین چاہیین وہ سب اُنکی ذات مین تھین علم اور حلم اور تیزی طبیعت اور صفائی ذہن مین مشہور تھے بہت کتابین اُنکی تصنیف ہین شیخ فیضی کی بے نقط تفسیر پر اُنھون نے ایک تقریظ نہایت عمدہ لکھی تھی شاعر بھی تھے اور شعر اُنکے نہایت دلنشین ہوتے تھے اور حکیم ابوالفتح کے وسیلہ سے اکبر کی ملازمت مین آئے تھے جب اکبر کا لشکر لاہور مین پہونچا تو شیخ معین قاضی لاہور کے اکبر کے دربار مین بسبب ضعف پیری کے گر گئے تب اکبر نے اُنپر رحم کر کے کہا کہ شیخ اب بہت ضعیف ہو گئے ہین اُنکی جگہہ قاضی نوراللہ مقرر ہون اور فی الواقع لاہور کے مفتیون اور محتسبون کو اُنھون نے خوب ٹھیک کیا اور رشوت کا دروازہ بالکل بند کر دیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک روز شیخ فیضی کے مکان پر قاضی مذکور کو تفسیر نیشاپوری سامنے رکھے ہوے آیہ کریمہ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا مین جو باتفاق

مفسرین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین واقع ہی بحث کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ اگر اِس صحبت سے صحبت لغوی مراد ہی تو اُس سے کچھ تعریف نہین نکلتی اور اگر اصطلاحی مراد ہی جو اہل حدیث کے یہان ٹھہری ہوئی ہی وہ ہمکو تسلیم نہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اُسوقت مین مینے کہا کہ اگر کوئی لڑکا بھی زبان عرب جانتا ہو تو یہی کہیگا کہ یہ آیت صحبت پر صریح دلالت کرتی ہی اور اسی طرح کوئی کافر یہودی یا ہندی عربی دان ہو تو وہ بھی صاف یہی بتلاویگا شیخ فیضی اپنی بُری عادت کے موجب گفتگو مین قاضی کا طرفدار تھا حالانکہ حقیقت مین وہ دونون جانب سے بیگانہ مطلق تھا اتفاقاً تفسیر نیشاپوری مین بھی میرے ہی کلام کی تائید نکلی حاجی ابراہیم محدث آگرہ مین رہتے تھے زہد اور تقویٰ اور علوم دینی کے پڑھانے مین خصوصاً علم حدیث مین رات دن مشغول تھے اور اُنکا زہد تقویٰ ہی عوام الناس سے اُنکی ملاقات کا مانع تھا امر معروف اور نہی منکر ہمیشہ کیا کرتے تھے جب اکبر کے حسب الطلب عبادتخانہ مین آئے تو اُنھون نے آداب کے طریقہ گوارہ نہ کیے بہت سی وعظ و نصیحت بیان کی خواجہ عبد الصمد شیرازی سے جو عبادت ظاہری مین بہت مشغول رہتا تھا کہا کرتے تھے کہ خواجہ جب تک محبت خلفاء راشدین کی تمھارے دل مین نہ آئیگی اِس نماز روزہ سے کچھ فائدہ نہوگا شیخ جلال واصل کالپی والے یہ شیخ محمد غوث کے خلیفون مین سے تھے ابتداے حال مین انھون نے بہت سختی کمال کی تھی مگر آخر کو اُسے بھول بھال گئے ذوق سماع و وجد و حالت مین بہت مشغول رہتے تھے اکبر کو اُنسے ایک طرح کا اعتقاد تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شیخ محمد غوث کے خلیفون مین بہ نسبت شیخ سلیم کے خلیفون کے عبادت کم تھی ملک محمود پیارو علم عربیت اور تفسیر اور حدیث اور جزئیات فقہ اور زہد و تقویٰ اور ذوق اور حالت مین کامل تھے گجرات کے بادشاہون کی اولاد مین ہین اُنکے پدر بزرگوار کا نام پیارو تھا فصاحت اور بلاغت اُنکی تقریر مین بہت تھی اکبر اپنی مجلس مین اُنسے اکثر گفتگو کرتا تھا اور چونکہ اُنکو اہل حق سے اعتقاد بہت تھا اِسی وجہ سے اُنکو چند روز کے لیے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کا متولی مقرر کر دیا تھا یکایک اُنکو حضرت مخدوم شاہ عالم بخاری سے ملنے کا جو حضرت مخدوم جہانیان رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے شوق غالب ہوا اور بڑے وسیلون اور واسطون سے اکبر سے رخصت کا التماس کیا اکبر نے بڑی رد و بدل کے بعد اُنکو اجازت دی اسکے بعد اُنھون نے قناعت اختیار کی اور حضرت مخدوم کی جوار مین گوشہ نشین ہوگئے اور وہین اُنھون نے انتقال کیا

مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اجمیر مین بھی اور فتح پور مین بھی اُنکی ملازمت حاصل کی تھی یہ مطلع
اُنکی تصنیف ہے * دارم دلے گردان کہ من قبلہ نما میخوانمش * رو سوے ابرویش کنم ہرچند میگردانمش *

صدر جہان پہانی پہانی ضلع قنوج مین گانون ہے یہ سید فاضل خوش طبع تھے اکثر عمر اُنکی لشکر مین
گذری شیخ عبد النبی سے اُنھون نے علم حاصل کیا تھا اور اُنھین کی سعی سے کئی برس تک تمام ممالک
محروسہ کے مفتی رہے اور جس زمانہ مین معافیدارون پر تباہی آئی اُنھون نے حیلہ اور تدبیر سے اپنی عزت بچائے رکھی
حکیم ہمام کے ساتھ حاکم توران کے پاس بطور ایلچی کے گئے تھے جب وہان سے لوٹ کر آئے تو صدارت کے
منصب سے سرفراز ہوے جس زمانہ مین اکبر نے لاہور کے سب علماے حق گو کو مکہ کی طرف نکال دینے کا
ارادہ کیا اور اُن سب کے نامون کی فہرست لکھی گئی تو سید موصوف کہنے لگے کہ مجکو یہ ڈر ہے کہ کہین میرا نام
بھی اس فہرست مین نہ لکھا گیا ہو میر نظام الدین جو اس فہرست کے مہتمم تھے اُنھون نے کہا کہ تمھارا نام
ہرگز نہین لکھا جاویگا جب سید نے سبب پوچھا تو اُنھون نے جواب دیا کبھی کلمۂ حق تمھاری زبان سے
نہین نکلتا جو تم نکال دینے کے قابل ہوتے اگرچہ شعر سے اُنکو بہت مناسبت تھی مگر اس فن کو اُنھون نے
بالکل چھوڑ دیا تھا یہ مطلع اُنکی تصنیف ہے * ہر تار زلف یار خدایا بلا شود * وانگہ بہر بلا دل ما مبتلا شود *

شیخ یعقوب کشمیری صرفی تخلص کرتے تھے جمیع فضائل و کمالات اُنکی ذات مین جمع تھے شیخ حسین خوارزمی کے
خلیفہ تھے زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوے تھے اور شیخ ابن حجر سے حدیث کی سند حاصل کی تھی
سفر بہت کیا تھا اور اکثر عرب اور عجم کے بزرگون سے ملاقات کرکے ہدایت اور ارشاد کی اجازت حاصل کی تھی
ہندوستان اور کشمیر مین اُنکے بہت مرید ہین ایک خانقاہ بھی اُنھون نے بنائی تھی کتابین اُنکی تصنیف بہت ہین خمسہ بھی
اُنھون نے پورا کیا تھا معما مین کئی رسالے اُنھون نے لکھے ہین اور تصوف مین رباعیات مع شرح کے لکھی تھی
ان دنون مین ایک تفسیر لکھی تھی جو گویا عمر کیوان مین سے ایک نشانی خدا کی تھی ہمایون بادشاہ کو اور اسکے بعد
اکبر کو اُنکے ساتھ بڑا اعتقاد تھا اگرچہ شعر اُنکے مرتبہ کے لائق نہ تھا مگر ہمیشہ اس طرف متوجہ رہتے تھے یہ چند شعر اُنکی
تصنیف مین سے ہین * در سر ہستیم آن رخ نیکوست جلوہ گر * در صد ہزار آئینہ یکرو ست جلوہ گر * خلقے بہر طرف شدہ
جویاے دوست * این طرفہ تر کہ دوست بہر سوست جلوہ گر * ولہ غالت ازکمر بان گوشہ ابرو نشست *
ہر کجا گوشہ نشین ہست در و مکرے ہست * ولہ مشکلی ایست کہ جز دل ما را و بین کار اہل کسیت * دل ما ہست و سے
بین کہ در و منزل کیست * ولہ گر بکوشش گذری بلب سر باید کرد * قصہ کوتاہ ز سر خویش گذر باید کرد *

یہ معما اسم رشید کا ہے انھوں نے لکھا تھا ؎ ماہ من از رخ نقاب انداختہ ✤ وہ کہ عمداً روز را شب ساختہ ✤
مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ جب وہ لاہور سے رخصت ہوکر اپنے وطن مالوف کی طرف کو چلے تھے تو راوی کے
پرلے کنارے سے میرے نام یہ رقعہ لکھا تھا جو بجنسہ نقل کیا جاتا ہے رقعہ مدوی قادری دعا و نیاز اخلاص طراز
بتقدیم رسانیدہ مشہود ضمیر خورشید نظیر میگرداند کہ باعث ترک سنت سنیہ از محب مخلص حقیقی غالباً آن خواہد بود
کہ چون طریقۂ مرضیہ را عند السفر از شرائط مشائخ است و بالفعل درین زمانہ قدرت بران نبردہ بالضرور در ترک آن
سنت بایستی نمود امید کہ از حاشیۂ خاطر فیض مآثر نسیاً و منسیاً خواہند ساخت و مراعات شیمۂ کریمۂ حفظ الغیب
خواہند پرداخت و اگر حاجت بکاغذ کشمیری برائے سودات باشد اعلام نمایند تا بندہ از کشمیر مسودۂ تفسیر خود فرستم
کہ نقوش آن از کاغذ شستن چنان میرود کہ ہیچ اثری از سیاہی نماند چنانچہ تجربہ کردہ باشند و السلام علیکم و الاکرام
لدیکم ✤ اور جب وہ کشمیر کو گئے تو وہاں سے ایک اور خط لکھا تھا جسکی نقل یہ ہے رقعہ خدام کرام کمن ہو
مستغنی عن المدائح و المناقب و المفاخر اعنی مولانا و بالفضل اولانا الشیخ عبد القادر فتح نمایند قطعہ
ازو دانی بدایونی مثیلک ✤ ذو فنون فضیلت ست فزون ✤ پس دلیل زیادت عنیش ✤ کی نمایش بصورت ست
فزون ✤ نیازنامہ کہ فرستادہ بودند ہرچند کہ در جواب آن بنابر عدم لیاقت جواب خامہ بدائع نگار را تصدیع نمیدہد اما
بہرحال از قلم اخلاص عرض بندگی بے اختیار جاری میگردد امید کہ ہرگاہ کہ در خسخانۂ نواب فیاضی در نیمروز تموز بر فرش
حصیر سرد تر از ہوائے کشمیر تجرع برف آب گرم می بودہ باشند و استماع نکات شریفہ و مقالات لطیفہ مینمودہ باشند یاد این
محنت حرمان خواہند کرد بیت ای بزم وصل حاضر غائبان اندکی بخیز ✤ زانکہ دست حاضران از غائبان کوتاہ ست ✤ من
بخلف الاعز الارشد الامجد الشیخ محی الدین محمد نیازمندی قبول فرمایند وفق اللہ سبحانہ و تعالیٰ
لتحصیل العلوم الضروریۃ و المعنویۃ بحرمۃ من سمی بلقب الشریف قدس سرہ و اللطیف و غالباً بنابر
رعایت حق الجوار سخن سیادت مآبی میران سید قطب الدین در نانوشتن جواب نیازنامہ فقیر مسموع میدارند
اما نباید کہ نظر بر حق نفس الامری کنند کہ ظاہراً این حق بران حق راجح باشد و ایضاً اعتبار سر اظہار محبت جناب
میران نکنند کہ آن آخر شبلئے ندارد و اللہ تعالیٰ اعلم ابیات اظہار مضمر کہ بطرز جدید آصف خانی بندہ گمیدہ آنجا گفتہ
مسودۂ آن از فقیر گم شدہ غالباً ملازمان از ان مسودہ نقلی گرفتہ بودند التماس آنکہ نقل از نسخۂ خود فرستند مصنف صاحب
نے جواب اس واقعہ خیر کا یوں لکھا ہے رقعہ ہو لمؤلفہ ؎ یا من بخیال وجہہ ایناسی ✤ شوقی لا یکمل فی القرطاس ✤ فالشائخ
لا یوزن بالقسطاس ✤ و التحیت لا یقاس بالقیاس ✤ از شما چہ توئید کہ درج آن در حوصلۂ عبارت تنگ

ظروف حروف قاصر عبد اتقاد بحر و کوزه دارد **شعر** و انّ قمیصاً حبّک من نسج تسعة ٭ و عشرین حرفاً من
معاینة قاصره ٭ وازدعا چه گوید **فرد** بسوے سدره ز بن مرغ طاعتے نپرد ٭ که نامه نبرد از دعات دمنتقا ٭
و از شوق چه باز نماید **رباعی** یا من بایادی سده توقنی ٭ من محنة الزمان قد عوقنی ٭ لا اقدر
ان اکتب شوقی لکم ٭ ماشوقنی الیک ما اشوقنی ٭ از ان مدتے که توجه عالی آن صوب صواب فرموده اند
و بر هیجان اسرار آلهی که اصل اصول آگاهی عبارت از ان تواند بود چه قبل از قوره ز چه بعد از ان چند روز ازده
ما سده این بیت که از مقوله شعر و شعر است **بیت** مرد درازیکه در شهر خویش امروز ٭ با خواسته نشسته
از بخت خویش فیروز ٭ متواتر و متوالی رسیده باعث خوشوقتی گردیده مرقوم خامه مسکین نواز مشکین طراز بود
ع از دوانی بدایونی مشکیب ٭ تا آخر در جواب آن عریضه میدارد **مثنوی للمولفه** از زبانت کلید نامه غیب ٭
دل پاکت تجلّی ارباب ٭ داد داعی از کلک تو بیرون ٭ گنجهای نهان گنجینه‌ها ٭ گفتی ز منطق گهر بودها کز دوانی بدایونی
خوشتر ٭ گر دوانی و گر بداونی ماند ٭ همه از گنج فضل تو غنی اند ٭ ولم آئینه جمال تو شد ٭ منظر فیض لا یزال تو شد ٭ چه
عجب گر زروے حق بینی ٭ خویشتن را در وهمی بینی ٭ اگرچه دعا ئیست همین قدر بس ست و اگرچه من نه فضولی چرا
نوشتن چه بار بشر از تقصیر در نوشتن عرض اخلاص که منافی رسم و عادت عوام نه خواص اهل اختصاص ست
کما لا یخفی زبان اعتذار استغفار گشاده استغفا مینماید و این رقعه را کفایت آن جریده دانسته قضاے مافات
می شمرد و آنچه از هواے خسخانه و برف آب که یادگار از مصرعه ع عمر برف ست و آفتاب تموز ٭ و نشان از یا
المسلمین ادخم و عملی تمن براس لا آنه نذید دن ست نوشته اند چند روز ست که ازین آب و هوا باز مانده مصرعه
مرگ دهن آلوده و بهمانه در پیده ٭ میگرد **شعر** فمن شاء فلینظر الی فمنظری ٭ نذیر الی من ظن ان
الهوی سهل ٭ چون بندگان حضرت قریب شرف آفتاب نظیری نام کمینه را از مدد دولت بنهایت کسی بر زبان
مبارک رانده حرف نولیسته خطه عالیه **امیر شعر** دنت عن ناظری تلک الخیام ٭ تعلے سکانها
منی سلام ٭ فرموده اند و هنوز تسلیم نشده آرزو دارد که اثر این سعادت زود تر از قوه بفعل در آید
دل ما از آب گردش روزگار و هواے ناسازگار هر دیار فارغ ساخته برد یقینی حاصل شود که خس خانگیتی
چون خس و برف آب زمانه چون سراب نماید و بخت شوریده هر ساعت و هر زمان باین ترانه در فغان ست
فرد ای عجب دلتان میگرفت و نشد جانتان ملول ٭ زین هواهاے عفن زین آبهاے ناگوار ٭ همت عالی
توجه داعی درین باب گماشته در امداد صوری و معنوی کوشند تا انشاء الله تعالی رفته رفته امید سیاقا فیه کشمیر دانسته

معلت اینکہ ہر دو مکان طیب مرکز دائرہ و قطب جنوبی و شمالی ست و جہت جامع بلدہ طیبہ ورثہ عمقہ دارد آب چشمہ جھارہ و راجیا نچہ الشان در آنجا آب بر فتن نوش جان میفرمایند و نوشیدہ و زبان بآب زلال شکر و ثنائے منعم حقیقی و مجازی تر دارد شعر ہنیئاً لارباب النعیم بعینہم + وللعاشق المسکین ما تتجرع + و تمثیل حال کشف مکشوف اہل کشف ست شد و زیادہ بہ بدایون رفتہ بدعا مشغول ست ظل الٰہی لا زال باد تحریراً فی شہر رمضان المبارک عمت میامنہ سنہ ثلث والف اور یہ غزل خط مین لکھی تھی غزل

در دمے کین نامہ میکردم رقم
محو حرفی از اشتیاق از روح دل
صرفی از دریاے اشکم فی محیط

کل بحر لی لدمع ممزوج بدم
لیس فی وسعی قد جف القلم
لیس الا مثل شف من دیم

ہر رقم کز خامہ ام ظاہر شدے
در بلای ہجر حکمتہا بود

کا دیجوا منی قوارک الرقم
لیتنی لم شفقت عن تلک الحکم

الحاصل انکی تعریف حد بیان سے باہر ہے بارھوین ذیقعدہ سنہ ایک ہزار مین انتقال کیا اور انکی وفات کی تاریخ ہے شعر سلام علی الدین و طیب نعیمہا + کان لم یکن یعقوب فیہا بجالس + شعر درین خرابہ مجو رہ بسوی گنج مراد + کہ جاے محنت و رنج ست این خراب آباد + قضا نہادہ ہر گامش از بلادامے + کہ پا نہاد درین دامگہ کہ سر ننہاد + سواد رفتہ گل نیست غیر حرف بجا + دلے چہ سود کہ بے بہرہ ایم از سواد + زمان عمر بسے اندک ست غرہ مباش + کہ تا نفس زدہ عمر دادہ بر باد + مولانا میرزا سمرقندی یہ گویا ایک فرشتہ آدمی کی صورت تھے اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوے تھے خانخانان کے زمانہ مین آگرہ مین آئے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے شمسیہ کی شرح منطق مین تصنیف سید محمد ولد میر سید علی ہمدانی کی مع او چند مختصرات کے اُن سے پڑھی تھی اور یہ حدیث مین نے انکی زبان مبارک سے سُنی تھی اور انکی اجازت بھی حاصل کی تھی من ترک غیرہ ثم سلہ دستہ ہدرا اور یہ حدیث چھ واسطون سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سند اس حدیث کی مین نے نجات الرشید مین تفصیل سے لکھی ہے جب خان زمان کی بغاوت کا فتنہ برپا ہوا تو آگرہ سے دہلی مین آئے تھے وہان سے پھر نہ معلوم ہوا کہ انکا انجام کیا ہوا قاضی ابو المعالی یہ شاگرد اور خلیفہ اور داماد عزیز بخاری کے ہین عزیز کو فقہ مین ایسی مہارت تھی اگر بالفرض تمام فقہ حنفی کی کتابین جہان سے معدوم ہو جاتین تو وہ از سر نو لکھوا دیتے انھون نے ہی عبداللہ خان بادشاہ توران کو بہکا کر علم جدل اور منطق کا بالکل اس ملک سے کھو دیا اور ملا عصام الدین اسفرائنی کو مع انکے نالائق شاگردون کے وہان سے نکلوا دیا اور باعث اسکا یہ ہوا کہ یہ علم جب بخارا اور سمرقند مین بہت رائج ہوا تو منطقی طالب علم جو سیدھے سادہ مسلمان کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ حمار ہے اسلیے کہ لا حیوان اس سے مسلوب ہے اور چونکہ

عام کے انتفاع سے خاص کی بھی نفی لازم آتی ہی پس اس سے انسانیت بھی مسلوب ہوگی اور اسی قسم کے بہت سے
مغالطے دیا کرتے تھے تب عزیز نے فتوی لکھکر بادشاہ کو اس علم کے معدوم کردینے کی ترغیب دی اور نامشروعیت اس
علم کی بہت دلیلون سے ثابت کی اور ایک روایت نکالی کہ اگر کوئی ایسے کاغذ پر جسپر منطق کی عبارت لکھی ہو استنجا کرے
تو درست ہی قاضی ہر نماز کے بعد حلقہ مین بیٹھکر ذکر ارہ کیا کرتے تھے اور لوگون کو مرید بھی کرتے تھے سنہ ۹۶۹ نوسو انہتر
مین آگرہ مین تشریف لائے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی تیمناً تبرکاً چند سبق شرح وقایہ کے انسے
پڑھے تھے درواقع مین اس فن مین بڑے کامل تھے مولانا میر کلان یہ خراسان کے مشائخ مین سے تھے ملازادہ کے
بیٹے تھے صاحب کمالات ظاہری اور باطنی تھے خصوصاً علم حدیث مین اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اجازت حدیث کی سید میرک شاہ سے
حاصل کی تھی مولانا زین الدین محمود کمانگر بہدائی کے منظور نظر تھے زہد و تقوی انکی سرشت مین تھا جمیع صغیرہ اور
کبیرہ سے پاک تھے ہمیشہ علوم دینی کا فیض انسے جاری تھا سر نیچے ڈالے ہوے مراقبہ مین بیٹھے رہتے تھے شیخ جلال
خردی کے مرید تھے عمر شریف انکی اسی برس کو پہونچی تھی انکی والدہ بھی جو سیدہ تھین زندہ تھین مولانا نے
فقط اس خوف سے کہ شاید بی بی انکی والدہ کی اطاعت نہ کرے نکاح نہ کیا تھا مولانا نے اپنی مان کے سامنے ہی انتقال
کیا انکی مان اسوقت قرآن کی تلاوت مین مشغول تھین جب انھون نے بیٹے کے مرنے کی خبر سنی اور لوگون نے
تجہیز اور تکفین کی اجازت مانگی تو فقط انھون نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ کہکر اجازت دی اور پھر قرآن
پڑھنا شروع کیا کچھ جزع اور فزع انسے ظاہر نہوا مولانا نے سنہ ۹۸۱ نوسو اکاسی مین آگرہ مین وفات پائی اور وہین
دفن ہوے سال بھر کے بعد انکی والدہ نے بھی رحلت کی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے مولانا ممدوح کی
ملازمت حاصل کی تھی مگر کچھ پڑھنے کا اتفاق نہوا تھا مولانا سعید ترکستانی یہ بڑے عالم تھے کچھ دنون انھون نے
ملا احمد جنید سے تحصیل کی تھی اور کچھ روز ملا محمد سرخ سے پڑھا اور چند روز ملا عصام الدین سے بھی فیض حاصل
کیا اسکے بعد ہندوستان مین تشریف لائے اور اکبر سے ملاقات کی اکبر بھی انکی صحبت سے بہت خوش ہوا عجز
انکسار انکے مزاج مین بہت تھا نہایت خوش طبع تھے تقریر انکی نہایت فصیح اور بلیغ تھی شاگردون پر اپنے بڑے
مہربان ہوتے تھے جب ہندوستان سے لوٹ کر کابل کو گئے سنہ ۹۰۰ مین وہان انتقال کیا حافظ کومکی یہ حافظ
تاش کندی کے نام سے مشہور ہین بڑے عالم تھے خصوصاً علم عربیت مین کامل تھے مولانا عصام الدین سے
انھون نے تلمذ کیا تھا جمیع علوم مین فاضل تھے انکے علم کا فیض بہت جاری ہوا ما وراء النہر مین سب آدمی
انکی بزرگی کے قائل تھے وضع انکی سپاہیانہ تھی ترکون کی طرح ترکش کمر سے باندھکر سفر کیا کرتے تھے

سنہ ۹۷۷ نو سو ستتر مین ہندوستان مین تشریف لائے اکبر سے بھی اُنھون نے ملاقات کی تھی وہ بہت سے انعام
پائے تھے گجرات سے [illegible] سنہ سے سفر حج کا قصد کیا تھا اور وہان سے روم کو گئے تھے اور والی روم سے ملاقات
کی تھی اور جتنی توقیر اُنکی ہندوستان مین تھی اُس سے دہ چند وہان ہوئی بلکہ والی روم نے اُنکو وزارت کی بھی تکلیف دی تھی مگر
اُنھون نے قبول نہ کی پھر ماوراء النہر مین گئے اور وہین ملک آخرت کو سفر کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ان دونون
بزرگون سے میری ملاقات نہین ہوئی تھی **قاضی نظام بدخشی** انکا قاضی خان لقب تھا بدخشان کے ملک مین جس
پہاڑ مین لعل پیدا ہوتے ہین اُسکے قریب کے رہنے والے تھے مولانا عصام الدین ابراہیم کے شاگرد تھے اور ملا سعید
سے بھی کچھ فیض حاصل کیا تھا علوم تصوف کا اُنکو خوب مذاق حاصل تھا طریقت مین مخدوم اعظم شیخ حسین خوارزمی کے
مرید تھے وجاہت ظاہری بھی اُنکو خوب حاصل تھی بدخشان کے امیرون مین داخل تھے جب ہندوستان مین آئے
تو اکبر نے بھی اُنپر حد سے زیادہ عنایت کی اور اول اُنکو قاضی خان بعد ازان غازی خان کا خطاب دیا نہایت فصیح بیان
اور خوش تقریر تھے کتابین بھی بہت اُنکی تصنیف ہین ایک رسالہ اُنھون نے ایمان کے بیان مین لکھا ہے اور شرح عقائد پر
ایک حاشیہ لکھا ہے تصوف مین بھی بہت رسالے تصنیف کیے ہین سب سے پہلے جسنے اکبر کے دربار مین سجدہ کا طریقہ
نکالا وہی تھے اور ملا عالم کابلی بڑی حسرت سے کہا کرتے تھے کہ افسوس اسکی ابتدا مجھسے کیون نہ ہوئی **مولانا الٰہ داد لنگرخانی**
لنگرخانی لاہور کے ایک محلہ سے نسبت ہے اُنکو اکثر علوم متداولہ مین مہارت تھی اور نہایت متقی اور پرہیزگار تھے ہمیشہ
درس مین مشغول رہتے تھے ہرگز دنیاداروں کے گھر نہ جاتے تھے بادشاہون سے اُنھون نے کبھی حاجت نہین چاہی
اور مدد معاش بھی نہین لی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ عمر اُنکی اب اسی برس کی ہے **مولانا محمد مفتی** یہ لاہور کے
معتبر مدرسون مین سے ہین مجمع کمالات ہین اور افتا کے عہدہ پر متعین ہین جب صحیح مسلم اور بخاری اور مشکوۃ کا
ختم کرتے ہین انواع انواع کے کھانے پکاکر لوگون کو کھلاتے ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ عمر اُنکی اب نوے برس
کی ہے بڑے منحنی اور ضعیف ہوگئے ہین یہان تک کہ درس کی بھی طاقت نہین رہی پانچ چار بیٹے اُنکے بڑے بڑے
فاضل ہین **میر فتح اللہ شیرازی** اپنے زمانہ کے عالمون کے سردار تھے مدتون حکام اور اکابر فارس کے
مقتدا رہے حکمت اور ہیئت اور ہندسہ اور نجوم اور رمل اور حساب اور طلسمات اور نیرنجات اور جر ثقیل وغیرہ
جمیع علوم عقلی کو بہت اچھی طرح جانتے تھے اور اُنمین ایسی استعداد تھی کہ اگر بادشاہ کو منظور ہوتا تو رصد تیار
کر دیتے اور علوم تفسیر اور عربیت اور حدیث اور کلام مین بھی اُنکو بڑی مہارت تھی نہایت عمدہ عمدہ کتابین اُنکی تصنیف
ہین نہایت خلیق اور متواضع تھے مگر نعوذ باللہ شاگردون پر سبق پڑھاتے وقت ایسے بدمزاج ہوجاتے تھے کہ

سوائے فحش کے کوئی لفظ اُنکی زبان سے نہین نکلتا تھا اسی وجہ سے اُنکے درس مین لوگ بہت کم جاتے تھے
کوئی شاگرد بھی اُنکا کامل نہین ہوا کئی برس تک دکن مین رہے عادل خان وہان کا حاکم اُنکا بہت معتقد تھا پھر اکبر کی
ملازمت مین اور عضد الملکی کا خطاب پایا سنہ ۹۹۰ نوسو نوے مین کشمیر مین جاکر اُنھون نے وفات پائی اور تخت سلیمان مین
دفن ہوے ۔ فرشتہ بود اُنکی وفات کی تاریخ ہے **شیخ منصور لاہوری** یہ شیخ کاکو کے شاگردون مین سے ہین اور
اکثر علوم کی تحصیل اُنھون نے مولانا سعد اللہ سے کی ہے اور اُنکے داماد بھی تھے جمیع علوم عقلی مین جو ہندوستان
مین متعارف ہین اُنکو بڑی مہارت تھی خوش طبع اور سلیم الفہم تھے اکثر امیرون اور بادشاہون کی صحبت مین رہتے تھے
سب اُمرا اُنسے رجوع کرتے تھے چند مدت مالوہ کے قاضی القضات رہے اور جس زمانہ مین لاہور دار الخلافت ہوا
مالوہ سے لاہور مین آئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اب وہ پرگنہ بجاورہ کے بندوبست پر متعین ہین اُنکا بیٹا ملا
علاء الدین بھی بڑا عالم ہے چند مدت خانخانان کی صحبت مین معزز و مکرم رہا جب اکبر کی ملازمت مین آیا تو یہان بھی اُسنے بہت
اعتبار پایا ہر چند اُسکو نوکری کی تکلیف دی مگر اُسنے قبول نہ کی درس اور افادہ مین مشغول رہے اور جو کچھ جاگیر سے حاصل ہوتا ہے سب
طالب علمون کے صرف مین اُٹھا دیتے ہین ہندوستان کے مولویون مین میر محمد خان کے بعد اُسکے اور ملا نور محمد ترخان کے
برابر کوئی سخی نہین ہوا شرح عقائد پر اُسکا حاشیہ موجود ہے زیارت حج سے بھی مشرف ہوا اور وہین وفات پائی **ملا یار محمد
شہ دانی** یہ بڑا خوش فہم شگفتہ طبیعت تھا مگر سنگدلی اور بیرحمی اُسمین بہت تھی اتباع شریعت کا چندان
پابند نہ تھا شروان سے قندھار مین آکر خانخانان بیرم خان کی خدمت مین نشو ونما پائی اور ہندوستان کی فتح کے بعد
خانی کا خطاب پایا بعد ازان ناصر الملک لقب ملا تین چار برس تک بڑے جاہ و جلال اور کروفر سے بسر کی مگر چونکہ ظالم کو
بہت بقا نہین ہوتی تھوڑے دنون کے بعد تربدہ ندی مین ڈوب کر مرگیا سال وفات پہلے اُسکا مذکور ہو چکا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اُسکو دور سے دیکھا الحمد للہ کہ اُسکی مجلس تک نوبت نہین پہونچا تھا **میرزا مفلس اوزبک**
یہ ملا احمد جند کے شاگردون مین استعداد اُنکی بہت اچھی تھی اور جدل اور مناظرہ مین بھی بڑی مہارت تھی مگر اُنکی تقریر فصیح
نہ تھی درس کے وقت کچھ ایسی حرکتین اُنسے صادر ہوتی تھین کہ خواہ مخواہ ہنسی آتی تھی بد قیافہ تھے اتفاقاً اُنکو بڑا الحاح
تھا ماوراء النہر سے ہندوستان مین آئے چار برس تک خواجہ معین الدین فرنخودی کی مسجد مین درس و افادہ کا
شغل رکھا حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوے تھے مکہ معظمہ مین ہی اُنھون نے وفات پائی **مولانا نور الدین محمد
ترخان** یہ علم حکمت اور کلام کے جامع تھے اچھے خوش طبع شاعر تھے مگر آخر عمر مین شعر سے توبہ کی تھی ہمایون کے مقبرے کے
متولی ہوگئے تھے دہلی مین ہی اُنھون نے انتقال کیا **مولانا الہ داد امروہی** ملا ارستعد خوش طبع بے قید شیرین سخن

خوش صحبت ندیم پیشہ تھے ظرافت اور علم مجلسی اُنمین بہت تھا بادشاہی سپاہیون کے زمرہ مین متعین تھے
کسی قدر اسباب جمعیت اُنھون نے اکٹھا کر لیا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجھسے اُنکو بڑی محبت تھی
جب اکبر کا لشکر اٹک گنگ کو جاتا تھا تو نواحی سیالکوٹ مین اُنھون نے وفات پائی اُنکی نعش کو وہان سے لاکر
نواحی امروہہ کے کسی گانون مین جہان کی آب و ہوا اُنکو نہایت پسند تھی دفن کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
اِس زمانہ کے مشائخ اور علما کا حال یہی تھا جو مجملاً مین نے ذکر کیا اِنمین اکثر کی ملازمت مجکو حاصل ہوئی ہی اور
جب اکبر کو اپنے بیدینی کے زمانہ مین علماء حق گو سے عداوت پیدا ہوئی تو اِن سب بزرگون پر یکایک تباہی آگئی
کچھ کچھ لوگ کہین کہین چھپے ہوے رہگئے ہین سواے اِن بزرگون کے ہندوستان مین اور بھی بہت مشائخ اور علما ہین
جنسے مجکو واقفیت نہین ہوئی اور جو لوگ بیدین اور مفسد اور دین فروش ہین وہ حد شمار سے باہر ہین مگر مین اُنکا
ذکر مناسب نہین سمجھتا

اکبر کے زمانہ کے حکیمون کا ذکر

حکیم الملک گیلانی انکا نام شمس الدین تھا حکمت اور طب مین اپنے زمانے کے جالینوس تھے علوم نقلی مین
بھی انکو مہارت تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو اُنسے کچھ ربط نہ تھا ابتداے ملازمت مین جو مین نے دیباچہ
نامہ خرد افزا کا لکھکر پیش کیا تو اُنھون نے بہت سی تعریف اُسکی بیان کی مخلوق خدا کے بڑے خیر خواہ تھے اور
دین مین بڑے ثابت قدم تھے ہر وقت طلبہ کے درس مین مشغول رہتے تھے اور کسی وقت بغیر اُنکے کھانا
نہ کھاتے تھے ایک روز سلیم چشتی کی مجلس مین بیٹھے ہوے فقہا اور فقہا کی بُرائی اور طریقہ حکما کی تعریف اور شیخ
ابو علی سینا کے بہت سے مناقب بیان کر رہے تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ علما اور حکما مین باہم بحث ہو رہی تھی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین بھی اُس مجلس مین بیٹھا ہوا تھا اور چونکہ مین سرحد کے ملکون سے نیا نیا آیا تھا اصل مباحثہ سے
مجکو اطلاع نہ تھی مین نے اُسوقت شیخ شہاب الدین سُہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ شعر پڑھے شعر
وکم قلت للقوم انتم علے + شفا حفرۃ من کتاب الشفاء + فلما استہانوا بتوبیخنا + فرغنا الی اللہ حسبی
کفی + فماتوا علی دین رسطاطلیس + وعشنا علی ملۃ المصطفا + اور یہ شعر مین نے مولوی
جامی کے بھی پڑھے جو اُنھون نے تحفۃ الاحرار مین لکھے ہین شعر نور دل از سینۂ سینا مجو + روشنی
از چشم نابینا مجو + حکیم یہ سُنکر خفا ہوا شیخ نے کہا کہ اِسمین آگ تو پہلے ہی سے لگی تھی تمنے اور بھڑکا یا جب
مشائخ اور علما پر تباہی آئی تو حکیم نے حتی المقدور مخالفان دین سے مقابلہ کیا آخر جب مجبور ہوا تو مکہ معظمہ کی

اجازت لی ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی یا نواسی مین دولت حج سے مشرف ہوا اور وہین وفات پائی حکیم سیف الملک دوفنہ یری
اُنھون نے فضیلت علمی اور حکمی کو رذیلت شعر اور ہجو کے ساتھ جمع کیا تھا شجاعی تخلص کرتے تھے ایک اتفاقی امر یہ تھا
کہ یہ حکیم جس بیمار کا علاج کرنے جاتے وہ ضرور ہی مرجاتا تھا اسی سبب سے ظریفون نے انکا نام حکیم سیف الحکما رکھدیا تھا
جب شیخ جامی کے پوتون مین سے محمد خبوشانی نے جو مخدوم زادہ مشہور تھا انکے علاج سے وفات پائی تو سیف الحکما
گشت + اونکی تاریخ نکالی قطعہ جو لوگون نے جلال طبیب کے واسطے لکھا تھا گویا اُسنے انکے بالکل حسب حال تھا قطعہ
ملک الموت از جلال طبیب + شکوہ می برد دوش پیش خدا + بندہ عاجز شدم ز دست طبیب + میکشم من یکے و او صد تا
یا ورا عزل کن ازین منصب + یا مرا خدمت دگر فرما + چند سال بیرام خان کے زمانہ مین ہندوستان مین رہے
اور اُسکے بعد بھی انکا اعتبار ویسا ہی رہا مگر انکی خاطر خواہ ترقی نہوئی تب وہ ہندوستان سے ولایت کو چلے گئے
اور وہان سے انھون نے ایک ہجو ملیح لکھکر بھیجی تھی جسکے چند شعر یہ لکھے جاتے ہین شعر صائح بزغالہ بے وقت
چرای بربری + گاہ سے ور اگر یہ گاہی ہوش پیران گفتہ ام + بہمنی بے تشقہ و زنار یعنی شیخ ہند + نامسلمانم اگر اورا
مسلمان گفتہ ام + ای شفیع الدین محمد بسکہ مسیحاوی سخن + آن سخن جادیست را نشخوار نسیان گفتہ ام + ای فرید و دین نو عرض
روی بے شرم ترا + نے بہماره کردر سختی چو سندان گفتہ ام + اور میر فریدون نے اُسکے جواب مین یہ کہا تھا شعر
اشک حکمت بان ملاف اینک آقای اجل + آنکہ او را وصیت خانہ دربان گفتہ ام + اور جب میر معز الملک
سپاہی گری کو چھوڑ کر دہلی مین گوشہ نشین ہوا تو اُسنے یون کہا تھا شعر شاہ درویشان معز الملک را من ہم سعتا
بندہ او را اگر زر درویشی پشیمان گفتہ ام + حکیم زنبیل شیرازی یہ بھی علم و دانش مین ممتاز تھے اور مقربان
بادشاہی مین داخل تھے حکیم عین الملک شیرازی دوائی تخلص کرتے تھے علم مین انکا رتبہ بہت بڑھا
ہوا تھا اور نہایت خلیق تھے شہر تنکہ یہ مین جیسے کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے انھون نے وفات پائی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جب وہ دکن کو جاتے تھے مین بھی ہمراہ تھا تھوڑی دور تک انکو پہونچانے گیا تھا انھون نے خواجہ
نظام الدین احمد کے باغ مین مجکو یہ شعر اپنے تصنیفی دیے تھے ۵ چنان ز عشق تو گم گشتم کہ در دنیا نمی گنجم + ہمہ جا بر زبانم گشت و من
در جا نمی گنجم + اگر با غیر عشق الفت نگیرم عجب نبود + مثال ہمچو سیدان کہ در صحرا نمی گنجم + نشان از من چہ میپرسی کہ
من خود ہم نمیدانم + ہمانا سر توحیدم کہ در آنجا نمی گنجم + قولہ بہیچ ویرانے نشد پیدا کہ تعمیرے نداشت +
درد بے درمان عشق ست انکہ تدبیری نداشت + صید آہوئے شدم کز ہر طرف کردم نگاہ + غیر جانے پاک در فتراک
نخچیرے نداشت + حکیم مسیح الملک شیرازی انکو حکیم نجم الدین عبداللہ بن شرف الدین حسن نے تعلیم کیا تھا

درویش مزاج پاک اعتقاد تھے طبابت مین بھی بڑا کمال رکھتے تھے دکن سے ہندوستان مین آگے تھے اور ہمراہ
شہزادہ سلطان مراد کے گجرات اور دکن کی طرف رخصت ہوے تھے مالوہ مین اُنھون نے انتقال کیا
حکیم مصری یہ علم طب مین بڑے کامل اور علوم نقلی مین بھی بڑے ماہر تھے عامل بھی تھے اور خندہ پیشانی تھے
اور لوگ اُنکو مبارک قدم سمجھتے تھے ہر چند اُنھون نے شیخ فیضی کے علاج مین بڑی کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہوا
حکم الٰہی سے سب مجبور ہین کبھی کبھی مضحکہ کے شعر بھی لکھتے تھے چنانچہ اُنھون نے خواجہ شمس الدین دیوان خوافی کی نسبت
کہا تھا شعر خواجہ شمس الدین چہ ظلمے میکند * در طبابت باش دخلے میکند * ایک روز اُنھون نے
درخت کنیر کا پھول جسکو عربی مین دفلی کہتے ہین دیکھکر یہ کہا ع یہ آتش محبت کا کل از سر دفلی * اکبر نے لاہور کے
دیوانخانہ کے صحن مین ایکبار ایک صُفّہ تیار کرایا اور یہ حکم دیا کہ جو کوئی ہمارے سامنے نماز پڑھنا چاہے وہ یہان
پڑھے حکیم مصری نے اُسوقت یہ دو شعر کہے ع شاہا کرد مسجدے بنیاد * ایہا المؤمنون مبارک باد * اندرین
نیز مصلحتے دارد * تا نماز ان گزار شمارد * بڑے سادہ لوح تھے اور بے غرض تھے بعضے بعضے علاج بڑے کمال کے
اِن سے ظہور مین آئے خاندیس مین اُنھون نے انتقال کیا اور وہین دفن ہوے حکیم علی یہ حکیم الملک کے
بھانجے تھے اور حکمت مین بھی اُنھین کے اور شاہ فتح اللہ کے شاگرد تھے علوم نقلی مین شیخ عبد النبی سے
تلمذ کیا تھا اگرچہ تمام علوم شرعیہ مین اُنکو بڑی مہارت تھی مگر مذہب زیدیہ اور تشیع مین نہایت تعصب رکھتے تھے
اگرچہ علم طب اچھی طرح حاصل تھا مگر تجربہ کما ینبغی نہ تھا اکثر بیمار اُنکے علاج سے مرجاتے تھے شاہ فتح اللہ کو جو اُنکے
اُستاد خاص تھے تپ محرقہ مین ہریسہ غذا کے لیے تجویز کیا چنانچہ وہ اُسی سے مر گئے حکیم ابو الفتح گیلانی یہ اکبر کے
بڑے مقربون مین سے تھے اور اُسکے مزاج مین اُنکو بڑا دخل تھا چنانچہ سب امیر اُنپر حسد کرتے تھے طبیعت
اُنکی بڑی تیز تھی نظم اور نثر اور جمیع کمالات انسانی سے موصوف تھے مگر بد دینی اور بد خلقی مین بھی ایک تھے
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب وہ نئے نئے آئے تھے تو مین نے اُنسے سُنا تھا کہ امیر خسرو کو کہتے تھے کہ
اُنکے فقط دس بارہ شعر اچھے ہین اور انوری کو انوریک مداح کہا کرتے تھے اور اُسکو سیر بادنجان سے جو ایک
سنجرہ تھا تشبیہ دیا کرتے تھے اور خاقانی کو کہتے تھے کہ اگر وہ اِس زمانہ مین ہوتا تو بڑی ترقی پاتا اس طور پر
کہ جب وہ میرے مکان پر آتا مین اُسکے ایک سیلی لگاتا جب ابو الفضل کے گھر جاتا وہان بھی ایک سیلی کھاتا
اِس طرح اُسکی طبیعت کی کاہلی بالکل جاتی رہتی اور اُسکے شعرون کو ہم درست کر دیتے حکیم حسین
گیلانی یہ بڑے طبیب حاذق تھے مگر علم اُنکو بہت نہ تھا جمیع مکارم اخلاق اور محامد اوصاف سے موصوف تھے

حکیم ہمام یہ حکیم ابوالفتح کے بھائی تھے اور اخلاق انکے اُنسے بہتر تھے اگرچہ اپنی ذات سے اچھے نہ تھے تو شریر بھی
نہ تھے حکیم حسن اور شیخ فیضی اور کمال الصدر اور حکیم ہمام نے ایک مہینے کے عرصہ مین آگے پیچھے انتقال کیا اور بہت سا
خزانہ اور مال جو اُنھون نے جمع کیا تھا سب برباد ہوا کچھ اُنکے کام نہ آیا حکیم ہمام نے لاہور مین رحلت کی تھی اور
اُنکے جنازہ کو مقام حسن ابدال مین لیجا کر اُنکے بھائی کی قبر کے برابر دفن کیا حکیم احمد تتوی یہ بڑا مُلّا تھا اور اپنی
بیحیائی سے حکیم بھی بن بیٹھا تھا جمیع فضائل اُسکی ذات مین جمع تھے تمام ملک عرب اور عجم کی سیر کی تھی
طبیعت بھی اُسکی بہت شگفتہ تھی مگر بالکل خبطی تھا اور طمع اُسکے مزاج مین حد سے زیادہ تھی جب مُسکو
میرزا فولاد نے زخمی کیا تو مصنف صاحب قسم کھا کر لکھتے ہین کہ مجکو اور اور ون کو بھی اُسکی صورت بعینہٖ سور
کی سی نظر آتی تھی + خوک سقری اُسکے مرنے کی تاریخ ہر اور شیخ فیضی نے + در بست و پنج ماہ صفر + مادہ نکالا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے حدیقہ کے شعر کو جو قاتل و مقتول کے حال کے مناسب تھا تھوڑا تغیر دیکر یہ دو تاریخین نکالی ہین
گر ضیہا بقرائن صادق + خسفنا بوصف وی لالق + اور ایک شخص نے یہ تاریخ کہی تھی + زہے خنجر فولاد + حکیم
لطف اللہ گیلانی طب مین بڑے حاذق تھے اور علم بھی اُنکو بہت اچھا تھا حکیم مظفر عربستانی صغر سن مین ہی
شاہ طہماسپ کی طبابت مین مصروف تھے ہندوستان مین آکر اُنھون نے بڑی ترقی پائی نہایت صالح اور پاکیزہ طبیعت
تھے بیمارون کے حق مین اُنکا قدم بڑا متبرک گنا جاتا تھا اگرچہ علمیت اسقدر نہ تھی مگر تجربہ اُنکو خوب حاصل تھا حکیم
فتح اللہ گیلانی اُنھون نے طب کی کتابین بہت پڑھی تھین علم ہیئت مین بھی اُنکو مہارت تھی قانون کی ایک
شرح اُنھون نے فارسی مین لکھی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل وہ کابل مین قلیج خان کے علاج کے لیے
گئے ہین شیخ بینا یہ شیخ حسن طبیب سرہندی کے بیٹے ہین جراحی مین اُنکو بڑی مہارت تھی اور ناسوروں کا علاج
خوب جانتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل اُنکے مزاج مین بیحیائی بہت آگئی ہر اور یہ بھی لکھتے ہین
کہ سوا اِن لوگون کے جنکا ذکر کیا گیا اور بھی بعضے بے دین حکیم اُس زمانہ مین تھے مگر اُنکا ذکر لکھنے کو دل نہین چاہتا

اکبر کے زمانہ کے شاعرون کا ذکر

اِن سب کا ذکر کتاب نفائس المآثر سے لکھا گیا ہر جو میر علاء الدولہ کا تذکرہ مشہور ہر اور مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ انمین بعضے لوگ صاحب دیوان ہین اور اکثر سے مین نے ملاقات کی ہر یا دور نزدیک سے دیکھا ہر یا مشہور
بہت ہوگئے ہین غزالی مشہدی اسکے الحاد کی وجہ سے عراق مین لوگون نے اسکے قتل کا ارادہ کیا تھا اسلیے وہان
سے بھاگ کر دکن مین آیا پھر ہندوستان مین داخل ہوا خان زمان نے ہزار روپیہ اُسکے خرچ کے لیے بھیجے تھے

اور یہ قطعہ بطور لطیفہ کے جونپور سے لکھ بھیجا تھا اور شتا کا اُسمین اشارہ کیا تھا قطعہ ای غزالی بحق شاہ نجف ✤
کہ سوے بندگان بیچون آے ✤ چونکہ بیقدر بودہ آنجا ✤ سر خود را بگیر بیرون آے ✤ کئی برس خان زمان کے
پاس رہا پھر اکبر کی ملازمت مین آیا اور وہان ملک الشعرائی کا خطاب پایا کئی دیوان ایک مثنوی اسکی تصنیف
ہین مشہور ہے کہ اپنی عمر مین اُسنے چالیس پچاس ہزار شعر لکھے تھے زبان تصوف مین بھی اُسکو بڑی مناسبت تھی
یکایک شب جمعہ ستائیسوین رجب ۹۸۰ نو سو اسی مین احمد آباد مین اُسکا انتقال ہوا اور اکبر کے حکم موجب سرکھیج
مین جو پچھلے بادشاہون کا مقبرہ ہے اُسکو دفن کیا قاسم ارسلان نے قاسم کاہی کی زبان سے یہ قطعہ اُسکی تاریخ
مین لکھا قطعہ دوش غزالی آن سگ ملعون ✤ مست و خراب شد سوی جہنم ✤ گفت کاہی سال وفاتش ہمین
ملحد دونی رفت ز عالم ✤ ایضاً بود غزالی ز معنی ✤ مدفنش خاک پاک سرکھیج ست ✤ بعد یکسال سال تاریخش
احمد آباد و خاک سرکھیج ست ✤ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہ مطلع اُسکا مشہور ہے مگر مین نے اُسکے کئی دیوان
مین نہین پایا مطلع شوری شد و از خواب عدم دیدہ کشودیم ✤ دیدیم کہ باقی ست شب فتنہ غنودیم ✤ ابیات
در کعبہ اگر دل سوی غیر ست ترا ✤ طاعت ہمہ فسق و کعبہ دیر ست ترا ✤ ور دل بحق ست و ساکن میکدہ ✤ خوش
کہ عاقبت بخیر ست ترا ✤ ولہ ما ز مرگ خود نمی ترسیم اما این بلاست ✤ کز تماشائی بتان محروم میباید شدن ✤
ولہ خفتگان خاک یکسر کشتۂ تیغ تو اند ✤ ہیچ دخلی نیست شمشیر اجل را درمیان ✤ ولہ چرخ فانوس خیال و عالمی
حیران درو ✤ مردمان چون صورت فانوس سرگردان درو ✤ ولہ شدہ زہ برکمان قامت ترا ہر دو ابروے او ✤
ولے رندان نمی ترسند از تیر دعاے او ✤ رباعی بحریست ضمیر من کہ گوہر دارد ✤ تیغیست زبان من کہ جوہر دارد ✤
صور قلمم نفخۂ محشر دارد ✤ مرغ ملکوتم سخنم پر دارد ✤ اور ایک قصیدہ اُسنے صنعت سیاق العدد مین ایک سے
سو تک لکھا ہے اسکا مطلع یہ ہے ✤ ای یک سخن ز دو لعلت سہ فیض یافت مسیحا ✤ حیات باقی و نطق فصیح
و نشاۂ احیا ✤ ولہ ما بادہ ایم و گرد گریبان ما خم ست ✤ داریم نشاۂ کہ دو عالم درو گم ست ✤ قاسم کاہی کابلی
تھے اور میان کلے انکا نام تھا اگرچہ اُنکے کلام مین بالکل پختگی نہین اور غیرون کے مضمون اکثر چرا کے
باندھا کرتے تھے مگر اُنکی ہیئت مجموعی نہایت عمدہ ہو جاتی تھی علم تفسیر اور ہیئت و کلام تصوف مین بھی اُنکو
بڑی مہارت تھی علم موسیقی مین بہت سی کتابین اُنکی تصنیف ہین معما اور تاریخ مین لاثانی تھا اگرچہ پچھلے بزرگون
کی صحبت اُسکو حاصل ہوئی تھی اور مولوی جامی کا زمانہ بھی اُسنے پایا تھا مگر تمام عمر اُسکی الحاد مین صرف ہوئی
آزادی و سخاوت اُسکے مزاج مین بہت تھی لڑکون سے اُسے بڑی رغبت تھی اسی قسم کے لوگ ہمیشہ اُسکے پاس

جمع رہتے تھے چنانچہ یہ قطعہ اُسنے لکھا ہے قطعہ این نصیحت بشنو از کاہی * تا ہمہ عمر ترا بس باشد * شعر خوب و آب
زیبا برا * معتقد باش ز ہر کس باشد * گتون سے بھی اُسکو بڑا شوق تھا یہ چند شعر اُسکے نقل کیے جاتے ہین ع
چون سایہ ہمرہم بہر سو روان شوی * باشد کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی * ای پیر عشق صحبت یوسف رخے طلب
نبود عجب کہ ہمچو زلیخا جوان شوی * کاہی تو بلبل چمن آرای کابلی * زاغ و زغن شوی کہ بہندوستان شوی *
ولہ چون تار عنکبوت ز ہجر تو شد تنم * در گوشہ خرابہ از انست مسکنم * یہ دونون غزلین اُسکی اکثر مجلسون مین
گائی جاتی ہین اور اکثر اہل سلوک اُنپر وجد کرتے ہین جنکے مطلع یہ ہین ع مرغ تا بر فرق مجنون پر زدن آغاز کرد *
آتش سودای لیلی بر سر او تیز کرد * چون نرگس عارضش آئینہ پر گل شود * گر دران آئینہ طوطی بنگرد بلبل شود *
معمائے اسم اللہ ع نیست از ہیچ شیش کسی آگہ * ابدا کان لا نہایۃ لہ * ولہ بہ اسم نبی ع
مار و شرع را شناختہ ایم * از محمد نبی شگافتہ ایم * دیوان اُسکا مشہور ہے اور قافیہ بہ قافیہ ایک مثنوی گل افشان
نام بوستان کے جواب مین لکھی ہے مطلع اُسکا یہ ہے ع جہان آفریدہ بجان آفرین * بجان آفرین صد
جہان آفرین * ولہ بنا گشت جہان بت ستمگر من * ہنوز بر سر ناز ست ناز پرور من * بریخت باران بلا بر تن
غم پرور ما ہمچو بلاہا کہ بنیاورد فلک بر سر ما * نرگس ست عیان بر سر مزار ما * سفید شد ز بہت چشم انتظار ما *
اور ایک جوگی کی لڑکی پر اُسنے یہ مطلع لکھا تھا ع آتشین رخے چہ خاکستر چو نیلوفر شدہ * یا نقاب از آتش
روی تو خاکستر شدہ * مگر یہ مضمون ملا جامی کابلی کے مطلع سے بہت قریب ہے ع ای تب ہجران
نہ خاکستر را بستر شدہ * بستر از سوزن ہی پارہ خاکستر شدہ * ایک قصیدہ اُسنے ہمایون بادشاہ کی تعریف
مین اصطرلاب کے لوازمات مین لکھا تھا فی الواقع داد سخنوری ادا کی تھی خواجہ معظم خان بایزید کے درد کے
حال مین خیر آباد سے اُنکی عیادت کے واسطے آیا تھا اُسوقت ملا قاسم کاہی نے فی البدیہہ یہ غزل تصنیف کرکے
گائی ع ماندہ قدم زناز بر وے نیاز من * دردے مباد پلے تو اسم و ناز من * ہر چند وصف طول کردم شب
فراق * کوتاہ نہ گشت قصہ درد دراز من * خواجہ حسن مروی * حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی کی
اولاد مین ہیں علم مین مولانا حسام الدین اور ملا حنفی کے شاگرد تھے اور دنیا مین شیخ ابن حجر ثانی سے
تلمذ کیا تھا علم شعر و انشا اور صنائع بدائع اور حسن تقریر اور فصاحت اور بلاغت اور ظرافت اور لطافت
مین بے نظیر تھے دیوان اُنکا پورا ہو گیا تھا اور شعر اُنکے اعلی درجہ کے ہوتے تھے اللہ ای از قربت تو خواب ز چشم
و خیال حمنواب رفتہ * ولہ خود را بجائے نکہ نبودی نمود * افسوس آنچنان کہ نمودی نبودہ * شاہد من شعر

یہ رباعی بھی سرباعی گوئیم مگر ز اہل وفائیم نہ ایم ٭ وند صفت صدق و صفائیم نہ ایم ٭ آراستہ ظاہریم باطن چنان
افسوس کہ آنچہ مینمائیم نہ ایم ٭ ولہ با باگرہ چو غنچہ ورا بر فگندہ ٭ با غیر لب چو پستہ خندان گشتہ ٭ ولہ محبتے کہ مرا با تو
ہست مینخواہم ٭ ہمین تو دانی و من دانم و خدا داند ٭ یہ اشعار نعت مین کتاب سنگھاسن بتیسی مین جسکے لکھنے کا
اکبر نے حکم دیا تھا مگر تمام کو نہ پہونچی اُسنے لکھے تھے ؏ خوش الحان عندلیب باغ ابلاغ ٭ مکحل نرگسش از کحل مازاغ
کشیدہ وز نور نسخ بے تبدیل ٭ قلم برنسخۂ توریت و انجیل ٭ نبوت را بدرگاہش حوالہ ٭ امام الانبیا ختم الرسالہ ٭
رباعی آنم کہ ممالک سخن ملک من ہست ٭ صراف خرد صیرفی سلک من ہست ٭ دیباچۂ کن ز دفتر کن ورق ہست
اگر از دو کون بر سر کلک من ہست ٭ ۹۹۰ھ نو سو نوّے مین ہندوستان سے وطن کی رخصت لیکر روانہ ہوے
شیخ فیضی نے جو انکا تربیت یافتہ تھا، دام ظلہ تاریخ نکالی کابل مین میرزا محمد حکیم نے بھی انکی بڑی تعظیم و
تکریم کی خواجہ نے بہت سے تحفہ ہندوستان کے پیش کیے اور جب کوئی محرر انکی فہرست لکھنے لگا تو خواجہ نے کاغذ
اُسکے ہاتھ مین سے چھین کر اپنے ہاتھ سے ہر ایک چیز کا نام اور صفت بلکہ قیمت بھی لکھنا شروع کی میرزا کو انکی یہ سبکی کی
حرکت بہت گران معلوم ہوئی اور بے مزہ ہو کر مجلس سے اُٹھا اور وہ سب تحفے اُسی وقت لوٹا دیے اُسی عرصہ مین
خواجہ کا انتقال ہو گیا قاسم ارسلان ارسلان جاذب سلطان محمود غزنوی کے نامی امیرون مین سے تھا چونکہ
قاسم اُسکی اولاد مین تھے اسی وجہ سے ارسلان اپنا تخلص کرتے تھے اصل انکی طوس سے ہے نشو و نما ورا ء النہر مین
پائی بھی شاعر شیرین کلام تھے اور خوشنویس تھے بڑے شگفتہ طبع ظریف تھے تاریخ بہت عمدہ نکالتے تھے شعر انکے و تصنیف
مین ؏ خواہم کہ سر آرم در حشر از زمینے ٭ کانجا نیاز نکردہ باشد نازنینے ٭ ولہ ای نیم جان آمدہ بر لب ترا چہ قدر
جائیکہ یک نگاہ بصد جان برابرست ٭ اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہ مصرعہ اخیر مجکو ایک غزل مین بھی
یاد ہے مگر اُسکے مصنف کا نام معلوم نہین ایک شعر اسکا یہ ہے ؏ با آنکہ ہست خلوت وصل تو بے رقیب ٭ شرم تو
با ہزار نگہبان برابرست ٭ ولہ نقطۂ معنی بجان من گر نہ بسے ٭ تو چون ہسے در کتاب کنم ٭ ولہ گر یار ہمسفر منزل
احباب بگذشتیم ٭ صد مرتبہ در ہر قدم از آب بگذشتیم ٭ اور اُسنے اجمیر پہاڑ کی تعریف مین جسمین حضرت خواجہ کی

زیارت ہے یہ مثنوی لکھی ہے ؏	تو ہے کوہ اجمیر عنبر سرشت	مقام مقتدایان چشت	چہ کوہی کہ چون اوج
محیط سپہرش بود تا کمر	نماید حرم مہ ز آفتاب	بران کوہ مانند چشم عقاب	چو خورشید در وی عیان
کواکب بود رنگ آن خوشنما	بسے از سر ما بگردد شتافت	کہ بر قلۂ اش بیافت	شود گر از ان قلعہ سنگے رہا
بہ پیرامنش انجم معظما	شب برق ہست ہر درخشان منع	گر آنکہ کہ اسود تیغ	ز بالائے آن قلعہ کار

فلک چشمہ و چشم ماہی بشام	بر دیل آن قلعہ چو شکوہ	ہزاران چو الوند و البرز کوہ	چو بر چرخ زد ازد ہمین آن عقاب
فتد سایہ اش بر سر آفتاب	بہ بین ارسلان رفعت پایہ اش	کہ جا کردہ خورشید در سایہ اش	جس سال مین بادشاہ اٹک

روانہ ہوا اسی سال مین ملانے لاہور مین سکونت اختیار کی ۹۹۵ نوسو پچانوے مین انتقال کیا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ ان تین چار شاعرون کا ذکر بسبب شہرت کے مین نے مقدم کر دیا آیندہ حروف تہجی کی ترتیب سے
مذکور ہونگے آتشی قندھاری یہ بابر بادشاہ کے ساتھ ہندوستان مین آئے تھے واقعہ نویسی کے عہدہ پر متعین تھے
بعد ازان ہمایون کے زمانہ مین بھی بڑے بڑے منصبون پر سربلندی پائی لاہور مین ۹۷۳ نوسو تہتر مین انھون نے
انتقال کیا یہ کلام انکا ہے ع سر شکم رفتہ رفتہ بیتو دریا شد تماشا کن * بیا در کشتی چشم نشین و سیر دریا کن * ولہ خنجر بمیان
تیغ بکف چین بجبین باش * خونریز و جفا پیشہ کن و بر سر کین باش * ولہ از اہل فنا بخبری راچہ کند کس * نا اہل جفا
پیشہ بری راچہ کند کس * ولہ در شفق گشت شب عید نمایان مہ نو * تاکنیم از پی جام گلگون تکاپو در دو * جب بادشاہ کو مرض سے
صحت ہوئی تھی تو انسنے یہ رباعی لکھی تھی رباعی صد شکر کہ شاہ از غم بیماری رست * برخاست و بر مسند اقبال نشست
از صحت ذاتش خبرے می گفتند * المنة للہ کہ بصحت پیوست * اشرف خان میر منشی یہ سید
حسینی مشہدی ہین ہفت قلم خوشنویس ہمارے خوشنویسون کے استاد تھے اکبر کے نامی امیرون مین داخل تھے
شاعری انکے مرتبہ کے لائق نہ تھی یہ چند اشعار انکے ہین ع نا رسیدہ ز کف ساقی دوران جامی * پر سبو
سنگ ملامت سبوئیم چہ کنیم * ولہ ما نئیم بعالم کہ دل شاد نداریم * ناشاد دلے چون دل خود یاد نداریم * رباعی
یارب تو مرا با آتش قہر مسوز * در خانہ دل چراغ ایمان افروز * این خلعت زندگی کہ شد پارہ و کہنہ * از راہ کرم برشتہ عفو
بدوز * رباعی بی عیش نبود چون زر خالص عیار عشق * آن بہ کہ نقد عمر کنم صرف کار عشق * تا صفحہ جمال تو
گل گل شگفتہ است * بلبل صفت مراست بدل خار خار عشق * امیر قاضی اسیری انمین بڑے کمالات
اور فضائل جمع تھے کئی برس تک حکیم الملک سے انھون نے تلمذ کیا تھا بڑے ظریف تھے ہندوستان کی آب و
ہوا انکو موافق نہ آئی اور اگرچہ اکبر سے انکو بڑی موافقت تھی مگر انکے مرتبہ کی ترقی نہ ہوئی آخر ولایت کو روانہ
ہوے اور رے مین جا کر جو انکے باپ دادون کا قدیم وطن تھا انتقال کیا یہ چند شعر انکے طبع زاد ہین اشعار
تا بعد قریب بودہ و من غافل ز قریب * بیدرد مدعا بے خود اندر میانہ ساخت * ولہ دی کہ جاہل سن دل شدہ
خندید و دشت * [illegible] ایمن ز خندیدن او و دیدن پشت * ولہ امروز ضعف [illegible] مین زیادہ ہست
گویا شدہ گفتن مین گرم نفس [illegible] کہ [illegible] در [illegible] ازو [illegible] بازی کمان ہنوز

وله امید وصل تو نگذاشت تا دهم جان را * وگرنه روز فراق تو مردن آسان بود * وله از غیر کنم شکوه چو آن
سیم تن آید * شاید هوا داری او در سخن آید * وله هرگز نرود از دل من ذوق وصالی * کز ناز مکن در سخن
و چشم بر در داشت * میر امانی تعنچوی کابل کے سید ہین ۹۸۱ نوسو اکاسی مین گھوڑے پر سے گر کر مر گئے
صاحب دیوان ہین چغتائی سلطان نامے ایک معشوق کی وفات کی تاریخ انہون نے لکھی تھی جو نہایت مشہور
دو بیت ہے سلطان چغتا بود گل گلشن خوبی * لیکن سوے رضوان آتش اینهون شد * در موسم گل
عزم سفر کرد ازین باغ * ولها زغمش تا بہ ته آغشته بخون شد * تاریخ وی از بلبل ماتم زده جستم * در ناله شد
گفت گل از باغ برون شد * وله وصف قدت بالف چون کنم ای نخل حیات * کو الف ساکن و قد تو بود
در حرکات * وله دل بفکر آن دهان و تنگنای حیرت ست * حیرتش رو داده از جائی که جای حیرت ست *
وله غافل از یاد تو ای شیرین شمائل نیستم * گر تو از من غافلی من از تو غافل نیستم * رباعی اثبات وجود را
چه حاجت به بیان * چون خود همه اوست آشکار او نهان * گویند نفی غیر بکشای زبان * نفی چه کنم کجاست
از غیر نشان * رباعی سجاده نشین مشعبد چرخ کبود * سیمای صلاح صبح از رخ بنمود * شد بهر قیام راست
در نیمهٔ روز * بنشین برکوع رفت و دیگر بسجود * میر شریف اصفہانی انہین شعر گوئی کا بہت
عمدہ سلیقہ تھا بیس برس تک ہندوستان مین رہے اور انکی اوقات تجرید مین گذری ہے دو بیت سیل
سرشکم بسوے خانۂ او * کرد غیر شوید ز آستانۂ او * وله لعلت کہ آب زندگی از وی نشان دہد * کو خضر تا بہ بیند
و از ذوق جان دہد * وله تا تیغت چو امانی سر خود در بازم * جان سپر ساخته وصف سپاه آمده ام * وله
در بزم وصل تو زان غیر اضطراب ندارم * که سوی غیر نظر میکنی و تاب ندارم * قاضی احمد غفاری قزوینی
یہ امام نجم الدین عبدالغفار کی اولاد مین ہین جنہون نے مذہب شافعی مین حاوی لکھی ہے بڑے فاضل اور
منشی اور معتبر اور خوش طبع تھے کتاب نگارستان جسمین تمام جہان کے عجائبات کا بیان ہے اور کتاب نسخ جہان آرا
جسمین حضرت آدم کے زمانہ سے انکے زمانہ تک کی تاریخ ہے انکی تصنیفات سے ہین آخر حال مین بادشاہزادگان
عراق کی ملازمت چھوڑ کر سفر حج کو روانہ ہوے اور اس سعادت سے مشرف ہو کر بندر دیبل کے راستہ سے
ہندوستان کو آتے تھے ناگاہ ۹۷۵ نوسو پچھتر مین وہین انکا انتقال ہو گیا یہ شعر انکی تصنیف ہے
پس از عمری نشیند گرد درمش باد * خوشا تپد دل در برم ز بسکہ ناگہ زند در بچیزو * میر اشکی قمی یہ نہایت
نازک خیال تھے شعر مین آصفی کا تتبع کرتے تھے آگرہ مین انکا انتقال ہوا یہ اشعار انکی تصنیف ہین

وز بسکہ سنگ تہمت زد بنیو سینہ چاکے ✦ آن سنگ ہم بکف او گردید مشت خاکے ✦ ولہ بسے سنگ از غمت
بر سر من دل تنگ خواہم زد ✦ اگر دستم رود از کار سر بر سنگ خواہم زد ✦ ولہ شمعے نصیر وار شہا بندہ میشود ✦
صد بار اگر سرش ببری زندہ میشود ✦ ولہ مستانہ کشتگان تو ہر سو فتادہ اند ✦ تیغ ترا مگر کہ بمی آب دادہ اند ✦ ولہ بسکہ تن
بگداخت بے او ز آتش سودا مرا ✦ گر نہی زنجیر بر گردن فتد در پا مرا ✦ مشہور ہے کہ جب اُنھون نے یہ مطلع قندھار مین
مولانا صادق کے سامنے پڑھا اور داد چاہی تو اُنھون نے کہا کہ تمنے یہ مضمون امیر خسرو کے اس مطلع سے
لیا ہے ع بسکہ بگداخت ز ہجرت تن پُر سودا ایم ✦ گر نہی طوق بگردن فتد اندر پایم ✦ ولہ اگر خواہم کہ در راہ تو از سنگ بلا
افتم ✦ ز سر مو بر من آید سنگ و نگذارد زپا افتم ✦ ولہ لاغر تنم میان سگان ہین بکوے خود ✦ این یک بسوے خود
کشد آن یک بسوے خود ✦ ولہ موے ژولیدہ کہ آید ز کمر من تا پا ✦ زان میان موے سفید یست تن من پیدا ✦
یول قلی انیسی یہ ترکمان شاملو تھے ہمیشہ خانخانان کی خدمت مین رہتے تھے شعر مین اُنکو نہایت عمدہ سلیقہ
حاصل تھا ایک مثنوی بھی اُنھون نے لکھی ہے ع آتشکدہ ایست دل ز خیال تو در برو ✦ داغ تو ہندوے کہ نگہبان
آتش ست ✦ ولہ چون شعلۂ مضطرب آتش پرستی دوان ✦ کہ روحش ز رفتہ و جسمش در آتشخانہ می رقصد ✦
ولہ عشق و مقناطیس یک جنس اند کز دل ناوکش ✦ تا برون میشد محبت جذب پیکان کردہ بود ✦ مُلا غنی آتنی
یہ ایک نوجوان تھے مدتون تک گجرات مین خواجہ نظام الدین احمد کے پاس رہے اول خوفی تخلص کرتے تھے
خواجہ نے اس تخلص کو بدل دیا تھا اب بڑے شاہزادہ کی ملازمت مین ہین ع منم کہ غیر غم اندوختن ندیدہ ام ✦
تمام رشتۂ دل سوختن ندیدہ ام ✦ بنور خاطر اگر روشناس خورشیدم ✦ چراغ بخت خود از دلکش ندیدہ ایم ✦
اثیری بدخشی یہ اسم با مسمی تھا بعضی بیدینی کی باتین کتاب فتوحات اور فصوص الحکم سے اپنے یاد رکھی تھین
فرعون کے ایمان مین بحث کیا کرتا تھا اسی وجہ سے اسکو وکیل فرعون کہتے تھے یہ مطلع اسکا ہے ع گفتی
وفا کنیم بہ احباب یا جفا ✦ ای شوخ بندۂ سخن اوّلیم ما ✦ الفتی قلیچ خان یہ فضائل علمی و حکمی سے
آراستہ تھے سخنداری اسیرون مین داخل تھے عقیدے اُنکے بہت ٹھیک تھے چند مدت جملۃ الملکی کے منصب پر
رہے پھر کابل کی حکومت پر متعین ہوے ع تا ز عارض آفتاب من نقاب انداختہ ✦ ذرہ سان خورشید را در
اضطراب انداختہ ✦ گشتہ آن نرگس مستم کہ در عین خمار ✦ عالمی را کشتہ و خود در انجواب انداختہ ✦ ولہ
دو ترک مست تو آشوب عقل و دین منند ✦ کمان کشیدہ ز ہر گوشہ در کمین منند ✦ ولہ نیست در دل غنچۂ
پیکان آن قاتل مرا ✦ بے لبش ہر تنکہ خوردم شد گرہ در دل مرا ✦ الفتی یزدی علوم ریاضی مین اسکو

یگانہ

اچھا سلیقہ حاصل تھا خان زمان کے پاس رہتا تھا اور اُسکے بغاوت کے زمانہ مین گرفتار ہوا اگرچہ قتل سے نجات ملی مگر اُسی زمانہ مین انتقال ہوگیا ؎ تا گردم صفت دہن یارے دگر فتم ؛ از یا بغمستیم و از ادرے نہ گرفتم ولی مشت خاشاک ایم و داریم آتشے ہمراہ خویش ؛ دور نبود گر نسوزیم از شرار آہ خویش ؛ خان زمان سے اُس مطلع کے انعام مین ہزار روپیہ اُسکو دیے الفتی عراقی خلف روز کشمیر مین میرزا یوسف خان کے پاس ہا اور وہان اُسنے ایک شہر آشوب لکھا تھا ایک شعر اُسکا یہ ہے ؎ سروی موشگافتہ ان درخت شو سخن قدر جو از بروت سرطان اُشق ست ؛ اور اُسمین میرزا یوسف خان ایک معشوق کی نسبت لکھا تھا ؎ میرزا یوسف خان راعشق ست ؛ عشق پاک تو ز خط و گران اُشق ست ؛ بیرم خان خانخانان یہ میرزا جان شاہ کی اولاد مین تھا دانش اور سخاوت اور صدق اور حسن خلق اور تواضع اور انکسار مین لاثانی تھا ابتدا مین بابر شاہ کی خدمت مین رہا پھر ہمایون کے زمانہ مین بڑی ترقی پائی خانخانان کا خطاب ملا اکبر نے اُسکے القاب مین بابا کا لفظ بڑھا دیا تھا نہایت درویش دوست اور صاحب حال اور نیک اندیش تھا اُسی کی کوشش سے دوبارہ ہندوستان فتح ہوا اور اسقدر رونق پائی دور دور سے علما اور فضلا اُسکے پاس آتے تھے اور اُسکے انعامون سے مالامال ہو کر جاتے تھے آخر زمانہ مین ارباب نفاق نے اکبر کے مزاج کو اُسکی طرف سے منحرف کر دیا تھا چنانچہ یہ قصہ تفصیل سے پہلے مذکور ہو چکا ہو ایک دیوان اُسکا فارسی مین ایک ترکی مین مرتب ہو وہ رباعی ارباب قبا بند و مست اُیشان اند ؛ و ز جام لقا مدام مست ایشان اند ؛ در معرض مسیحی ست ہرچند کہ ہست ؛ میدان یقین کہ ہرچہ ہست ایشان اند ؛ ایضاً ؎ ہم کعبہ تو کعبۂ سعادت مارا ؛ وہ روے تو قبلۂ ارادت مارا ؛ خوش آنکہ بخدیۂ عنایت ساز ی ؛ وابستہ ز شعبہ رسم و عادت مارا ؛ منقبت مین اُسنے ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہے ؎ شہے کہ بگذرد از نہ سپہر افسر او ؛ اگر غلام علی نیست خاک بر سر او ؛ محبت شہ مردان مجو ز بے پدری کہ دست غیر گرفتست پاے مادر او ؛ اور ایک قصیدہ اُسنے اضطراب کے لوازمات مین لکھا تھا جسکے چند شعر یہ ہین ؎ آن چرخ چیست کامد و بر گرد ش مدار ؛ آن بدر گرد میان شہاں خش کند گذار ؛ با آنکہ میکند بہ سپہر و خور رابسری ؛ آمد بجان زسلسلہ گہ شان شہریار ؛ دارد چشم کو کبۂ آفتاب ؛ چون صبح نواے شہنشاہ نامدار ؛ پیوستہ آسمان زمین بر حکم اوست ؛ ہمچون نگین خاتم شاہ جم اقتدار ؛ بر کف نہادہ خوان زندگی بہر زار شرفی ؛ تا بر قدوم اشرف شاہان کند نثار ؛ شاہ بلند قدر ہمایون کہ از شرف ؛ بر گردش سپہر مدار است و افتخار ؛ مشہور ہے کہ ایک شب ہمایون بادشاہ بیرم خان سے گفتگو کر رہا تھا اتفاقاً بیرم خان کو اُسوقت نیند آگئی

بادشاہ نے کہا کہ بیرم مین تجھسے گفتگو کرتا ہون اور تو سوتا ہی تو اُسوقت بیرم خان نے جواب دیا کہ مین حاضر ہون
مگر مین نے سُنا ہی کہ بادشاہون کی ملازمت مین آنکھون کی محافظت چاہیے اور فقیرون کے سامنے دل کو
نگاہ رکھنا چاہیے اور عالمون کے سامنے زبان بند کرنی چاہیے چونکہ حضور بادشاہ بھی ہین اور عالم بھی ہین اور
درویش بھی ہین مین حیران ہون کہ آپ کے سامنے کون کون سی چیز کو نگاہ رکھون ہمایون کو یہ لطیفہ بہت پسند آیا
اور بہت تعریف کی سنہ ۹۶۸ نوسو اڑسٹھ مین پٹن گجرات مین شہادت پائی اور اُسکی وصیت کے بموجب
اُسکے جسم کو مشہد مین لیجا کر دفن کیا بیکسی غزنوی اسمین بہت سے فضائل اور کمالات جمع تھے حرمین شریفین کی
زیارت سے بھی مشرف ہوا تھا ہندوستان مین آیا بعضی کتابین حدیث کی مثل مشکوۃ وغیرہ کے عرب مین پڑھی تھین
اور شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم میر مرتضی شریفی سے پڑھی تھی اور چونکہ ضعف پیری اُسپر بہت غالب تھا اسلیے
وطن مالوفہ کی طرف متوجہ ہوا سنہ ۹۶۹ نوسو انہتر مین پشاور مین پہونچکر انتقال کیا ولہ در دیر و کعبہ چند بتو مائل بودہ ام
سرچہ کہ بودہ ام ہمہ تو مائل بودہ ام ولہ فلک ار سم مہری نہ در دوران ما بودہ کہ دوران فلک تا بودہ بیمہر
وفا بودہ قطعہ بیکسی گر شنود طعنہ دشمن صد بار لائق آنست کہ آشفتہ و درہم نشود زانکہ این بیت بکمال
بعالم مشہور ہمچنین بیت چرا شہرہ عالم نشود سنگ بدگوہر اگر کاسہ زرین شکند قیمت سنگ نیفزاید و زر
کم نشود رباعی ای دل تو عنان بغصہ و غم ندہی یک لحظہ خوشی بشربت جم ندہی یارے اگرت بدست افتد
زینہار خاک قدمش بہر دو عالم ندہی مولانا بیکسی نے لکھا ہی کہ ہمایون نے اپنے مکان کی محراب مین جو دار الخلافہ
دہلی مین تھا بہت عمدہ خط سے یہ مطلع شیخ آذری کا لکھا تھا شنیدہ ام کہ برین طارم زر اندودست خطیکہ
عاقبت کار جملہ محمود ست اتفاقاً انھین دنون مین ہمایون کا انتقال ہوا اور اُسی مکان مین دفن ہوا اسلیے
اسی مضمون کا قطعہ تاریخ لکھا گیا قطعہ درین کہ شاہ ہمایون بوقت رحلت خویش نوشت بر در و سر منزلیکہ
ساکن بود خطیکہ عاقبت کار جملہ محمود ست بحسن عاقبت خود اشارتے فرمود چو شد بحکم قضا مدفنش ہمان
منزل کہ بود قبلہ حاجات و کعبہ مقصود بنا برین پئ تاریخ رحلتش گفتم بنائے منزل سلطان عاقبت محمود
باقی کولابی اسکی طبیعت بھی موزون تھی ایک مدت ہندوستان مین رہا اور معصوم کابلی کی بغاوت مین مارا گیا
ز فرقت تو گرفتار صد الم شدہ ام تو شاد باش کہ من مبتلاے غم شدہ ام ولہ خوبان اگر نہ اند امروز قدر ما را
دانند قدر ما را فردا کہ ما نباشیم ولہ چشم گاہ خون دل گہے خون جگر بستہ بر من عمدہ ہا بے رہ اورا نظر بستہ
بگرد ہمچو سرو آزاد در باغ جہان ہرگز چو نرگس ہر کرا چشم طمع در سیم و زر بستہ بیناصفی یہ ایک شخص

آزاد وضع تھا اگرہ میں رہا کرتا تھا یہ مطلع اسکا ہے ٭ ہرگز نیاز ہمی آن سرو سمن برخورد ٭ از خوشی ہا مانع است
طالع خوش برخورد ٭ اور ملاہی اور غزالی کے معما کہ میں اسنے یہ کہا تھا ٭ کاہی غزالی آن وُ ناقبل است
در غیبت جامی و نوائی زدہ است ٭ در روہ کسیرہ مثل ایشان نگذاشت ٭ کاہی چہ خس است وہم غزالی چہ
سگ است ٭ پیروی یہ اکثر پیرو خواجہ آصفی کا ہے سو بہ خوب کھینچتا تھا ایک رسالہ اسنے صورت معنی کا لکھا
جسکا شروع یہ ہے ٭ خداوندا زمعنی تنگ دستم ٭ بہ بخشائی کہ بس صورت پرستم ٭ زلطف خویشتن ای ایزد پاک
چنان سازی بصورت خانہ خاک ٭ کہ ہر صورت مرا کز دیدہ آید ٭ بسوی معنیم سوئی نماید ٭ ولہ بدیر دہ
شراب محبت کجا دہند ٭ کیفیتی است عشق بتان تا کرا دہند ٭ خواب دیدم یار بہ قیدش در دل افتاد اضطراب
کردہ بودم دیا گر بیدار می گشتم زخواب ٭ نظر چون افگنم وقت تماشا بر مہ رویش ٭ عتاب آلودہ بیند سوی من تا نگری
سوی خویش ٭ ولہ وزدیدہ چون نگاہ بآن نازنین کنم ٭ چون بنگرد زشرم نظر بر زمین کنم ٭ ولہ طفل اشکم بہ رہ یار سر خویش
نہاد ٭ خوش تیمانہ درین رہ قدمی پیش نہاد ٭ ناز پروردہ چو تاب ستم عشق نداشت ٭ یار را نام جفا پیشہ و
بدکیش نہاد ٭ ولہ رفتم واضطراب چو از من جدا شود ٭ کان مبادا بادگری آشنا شود ٭ دیوان انکا پورا
ہو گیا تھا ہندوستان میں ہی انکا انتقال ہوا **بقائی** یہ ولایت سے دکن میں آئے تھے اور ملک قمی شاعر کی
صحبت میں رہتے تھے پھر گجرات میں آکر میرزا نظام الدین احمد کی ملازمت اختیار کی پہلے شغولی تخلص کرتے تھے
میرزا نے بقائی تخلص انکا تجویز کیا ٭ مطلع ٭ تا عشق زمژگان بتان نشتر آورد ٭ خون از رگ واز ریشہ من جوش
بر آورد ٭ فریاد کہ تا چشم زدم تیر خیالش ٭ در دیدہ فرو رفت و سر از دل بدر آورد ٭ ولہ بجای اشک
از چشمہ دل لالہ گاری بارد ٭ ہمہ خون جگر زین ابر آتشبار می بارد ٭ ولہ مرغ دل تا صید چشم او شکار انداز شد
ہر سر مو بر سرم چون مرغ در پرواز بود ٭ **ملا نور الدین ترخان** اول نوری تخلص کرتا تھا کبھی پرگنہ
سفیدون میں توابع سرکار سرہند کا حاکم رہا اس وجہ سے اسکو سفیدونی کہتے تھے علم ہندسہ اور ریاضی و نجوم و حکمت
میں ممتاز تھا اور ہمایون کے خاص مصاحبون میں سے تھا اسی وجہ سے اسکو ترخان کا خطاب ملا تھا ہنر او
اور علم مجلسی میں بے نظیر تھا شعر خوب کہتا تھا دیوان بھی اسکا مرتب ہو گیا تھا ایک روز میدان چوگان میں
میں ایک ہاتھ سے اسکو آسیب ہوا اُس وقت اسنے کہا کہ تم سب گواہ رہو میں نے اسوقت سب گناہون سے اپنے توبہ کی
ہر چند سب نے پوچھا مگر اسنے ظاہر نہ کیا [illegible] مصنف صاحب لکھتے ہین اسوقت میں نے کہا کہ سب سے
پہلے شعر گوئی سے توبہ کیجیے خدا جانے اسکو یہ بات پسند آئی یا نہیں مگر او سب لوگ بہت خوش ہوئے

اپنی حکومت کے زمانہ مین جمنا کی ایک نہر کرنال کی طرف بچاس کوس تک کھدوائی تھی پھر وہان سے آگرہ کو لے گیا تھا
اور چونکہ اُسکو شاہزادہ سلطان سلیم کے نام پر کردیا تھا اِس وجہ سے اُسکی تاریخ "شیخو نی" ہوئی نی ہندی زبان مین
نہر کو کہتے ہین آخر مین زمانہ کے انقلاب سے اُسکے مرتبہ کو تنزل ہوا اور طرح طرح کی مصیبتین آئین جب اکبر
۹۹۴ سنہ نو سو چورانوے مین اٹک کو گیا تو اُسکو ہمایون کے روضہ کا متولی کر گیا تھا وہین اُسنے وفات پائی چند شعر
اُسکی تصنیف ہین ؎ دل تنگ دور ازان لب خندان نشستہ ام ✤ مانند غنچہ سر بگریبان نشستہ ام ✤ ولہ
زروی کرست وزراہ احسان ✤ تترخان داو خانی شاہ عادل ✤ ازین خانی ہمین نامی ست بروی ✤ ازین نام
شگرف او را چہ حاصل ✤ زتترخانی ہم او را نسکوہ ہست ✤ بنز خسرو دانا ے کامل ✤ کہ غیر از خان خشکی میانہ ✤
زتترخانی زری گردد چہ حاصل ✤ جس زمانہ مین اکبر میرزا محمد حکیم کے مقابلہ کے لیے جاتا تھا اُس زمانہ مین شہ خان
مذکور پنجاب سے لشکر کا ساتھ چھوڑکر اپنی جاگیر کو چلا گیا اِس وجہ سے اکبر بہت بدگمان ہوگیا اور جب سفر سے لوٹکر
فتح پور مین آیا کئی برس تک اُسکو معرض عتاب مین رکھا لوگ گمان کرتے ہین کہ اسنے جو تاتارخان حاکم دہلی کی ہجو
لکھی تھی اُسمین وہان کے بزرگون کی نسبت بھی گستاخی کا کلمہ لکھا تھا یہ ذلت جو اُسکو حاصل ہوئی تھی اُسی کا نتیجہ ہے
وہ ہجو یہ ہے ؎ آہ زدہلی و مزارانہ ✤ وز خرابی و عمارانہ ✤ مفتی دہلی ست میان خان جمال ✤ مفت نہ دو دانگ
فتوانہ ✤ حاکم شہرست تتارخان ✤ خادم او جہرہ حمارانہ ✤ شیخ حسن جیک زنہ بر بہری ✤ جاپک جک
بسیار و جکاجاتہ ✤ وقت صلوٰۃ ست طمارانہ ✤ مقری برآمد بشبارانہ ✤ شہر کشش و شہر گشش و شہر نشین
انکلک جیار لکارانہ ✤ اِس ہجو مین ڈھائی سو شعر ہین اور شیخ محمد کنبوے دہلی کے ایک فاضل نے اس کا
جواب ایک شعر مین لکھدیا تھا قطعہ ؎ نوردین اللہ و پدر اوازین ✤ زادہ چنین لا دہ زلادانہ ✤ جیک زدم
آن ابا بیہودہ گو ✤ کنیس جوآنک کُر اقانہ ✤ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب وہ اپنے منصب سے
معزول ہوگیا تو ایک روز مین آگرہ کی بازار مین جاتا تھا اتفاقاً وہ بھی مل گیا میرے ایک دوست کمال الدین
شیرازی نامے نے جو آگرہ کے اکابر مین سے تھے اور بڑے ظریف تھے اُس سے کہا کہ نواب خان آپ نے دہلی کے
تو اکابر کو یاد فرمایا اب آگرہ کے اکابر کو بھی نوازش فرمایئے یہ لوگ بھی بڑے امیدوار ہین مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے کہا کہ شاید ان لوگون مین وہ قابلیت نہین دیکھی ہوگی یہ سنکر وہ بہت ہنسا اور کہا کہ
وہ مجھپر بالکل تہمت تھی تردی ردود یہ یاوراالنہر کا رہنے والا تھا طبیعت اُسکی نہایت لطیف تھی میرزا ابن
الغ میرزا کے ساتھ رہتا تھا جب میرزا یون نے بہروچ کے قلعہ کو فتح کیا تھا اُسنے یہ رباعی لکھی تھی باعی

اولاد تمر کہ در شجاعت فرد ند ٭ شد فتح بھرکجا کہ رو آوردند ٭ کرد چو فتح بھروچ از روی تمیز ٭ تاریخ شد اینکہ فتح بھروچ کردند ٭ **توسنی** سنو سر اسکا نام تھا لون کرن راجہ سانبھر کا بیٹا تھا بڑا حسین اور ذہین تھا اگرچہ باپ اسکا ہندو تھا مگر دین کی وجہ سے اپنے بیٹے کو محمد منوہر کہا کرتا تھا طبیعت اسکی بہت موزون تھی یہ شعر اسکے ہین ؎ شیخ مستغنی ز دین و برہمن فارغ ز کفر ٭ دوست حسن دوست را با کفر و ایمان کار نیست ٭ وله بے عشق تو در جگر ما آب نا نیست ٭ بے درد تو در سینہ سراسر خار است ٭ بتخانہ و کعبہ ہر دو نزد من کیست مارا بہ یگانگی ازین دو کار است ٭ جب اسکو توسنی تخلص دیا گیا تو یہ چند شعر اسنے کہے ؎ شربت اشنا ما سیا در بزم ما دردی کشان ٭ آب جگر در کف کباب و خون دل در ساغر ست ٭ ننگ مردان ست حرف نازجان و دل گفتن بمعشوق ٭ دل چو خون سخت است جان چو باد در صرصر ست ٭ **توسنی** سر ده سمند شوق در میدان عشق میرتی امین مقبم در بہرت چون اکبر ست ٭ **قدری** آبھری یہ مولانا نرگسی کے بھانجے ہین یہ بھی بیرام خان کے زمانہ مین روم سے ہندوستان مین تشریف لائے تھے اور پہاڑون کی لڑائیون مین انکے خان نے انھین قید کرلیا تھا نامہ حسن یوسف اسنے یوسف محمد بن اتکہ کے نام پر لکھا ہی جسکا مطلع یہ ہی ؎ بنام آنکہ روے دشمن و دوست ٭ بہر جانب کہ باشد جانب اوست ٭ اور تعریف اعضائے محبوب مین کہا ہی ؎ رخش آئینہ گردون دستہ عاج ٭ پریرویان بر آن آئینہ محتاج ٭ کفش چون آفتاب آئینہ نور ٭ شعاع آفتاب انگشت آن حور ٭ بچشم عقل فرق آن شکر لب ٭ شہابے بود رخشان در دل شب ٭ ندانستم غلط کردم شہاب میان بلبستان جسے آبے ٭ زنافش آرزو ببریدہ امید ٭ بجاہ نا امیدی ماندہ جاوید ٭ ہوس گردیدہ گردش نگاہ بیگاہ ٭ چو صید تشنہ پیرامن چاہ ٭ فرا بینی آن نخل مقصود ٭ مقوس ابروان وسمہ آلود ٭ دمیدہ بر خلاف رسم و آئین ٭ دو برگ سوسن از یک شاخ نسرین ٭ بچشم بینی آن نور دیدہ ٭ بود چون شبنمے بر گل دمیدہ ٭ ببرج عصمت آن در نا سفتہ ٭ دو ماہ نوشدہ با یکدگر جفت ٭ بلطف از غنچہ سوسن زیادہ ٭ زبان در کام و لب بر لب نہادہ ٭ آدہ نامہ عماد کا اسنے جواب لکھا تھا چند شعر اسکے یہ ہین ؎ از حسرت لعل آبدارت ٭ وز فرقت زلف تابدارت ٭ موئے شدہ جسم ناتوانش ٭ در جسم نماندہ جائے جانش ٭ خون ست دلش ز غصہ و غم ٭ خون میخورد و نمیزند دم ٭ اور صبح کی تعریف مین اسنے چند شعر لکھے ہین ؎ خاکستر صبح رفت برباد ٭ در پنبہ صبح آتش افتاد ٭ وله سر بزانو چون نہم در ہجر آن پیمان گسل تو دہ خاکستری گردد تنم از سوز دل ٭ وله شود از سہر قلم حیرت علم تیغ جفائے او ٭ تظلم را بہانہ سازم و افتم بپائے او

جفاے عالمی بر خود پسندیدم ندانستم ٭ کہ چندان اعتمادی نیست بر مہر و وفاے او ٭ در حقیقت بخیہ ہاے خسرو قبہ
پشمینۂ فقر ٭ حرص را بر دست و پا زنجیر استغنا نہد ٭ گداے عشق بر سنجاب سلطانی زند خندہ ٭ چو با چشم غبار آلودہ
از گلخن بیرون آید ٭ گرد ہستی رفت بر باد و ہنوز از آب چشم ٭ خاکساران رہ عشق ترا پا در گل است ٭ و لہ
تیغ مژگان تو اندر بیخودی آمد نیاز ٭ چون بخود باز آمدم صد رخنہ در جان داشتم ٭ اکبر کے حکم بموجب اسنے
ہاتھی کی تعریف مین یہ کہا تھا ٭ زخاک رہ شاہ گردون سریر ٭ بر عطر بر خود فشاند عبیر ٭ عقاب فلک بر سرش
بے گزاف ٭ بود بیشہ قلۂ کوہ قاف ٭ میان اجو بندد بہ زنجیر زر ٭ بود کہکشان فلک در نظر ٭ چو آید بہ تنگ
از تف آفتاب ٭ فشاند چو فوارہ بر خویش آب ٭ بتان پری پیکر ماہ رو ٭ بفرمان شہ بر سر تخت او ٭ نشینند دائم بعہد
دلبری ٭ ملک کوہ قاف است جاے پری ٭ سنہ ۹ نو سو چہتر مین انکا انتقال ہوا چورون نے انکو شہید کیا اور آگرہ مین
دفن ہوئے ٭ **تشبیہی کاشی** یہ کئی مرتبہ ہندوستان مین آیا اور چلا گیا لوگون کو مذہب بسخانی کی طرف ترغیب
دیتا تھا اور ابو الفضل کو اپنے مذہب کا مجتہد بتاتا تھا اور اسی کے توسل سے ایک قصیدہ اکبر کے سامنے پیش کیا تھا
جسکا خلاصہ یہ تھا کہ تم مذہب تقلید کو چھوڑ کر ایک رو کیون نہین ہو جاتے ایک رسالہ اسنے شیخ ابو الفضل کے
نام پر بطور اہل نقط اور حروف کے لکھا تھا جسکا مدار بالکل ریا اور تزریق اور مناسبت عددی پر تھا حکیم عین الملک نے
تشبیہی اور تزریقی کے عدد برابر نکالے صاحب دیوان تھا چند شعر اسکے ہین ٭ یکی بر خود ببال ای خاک گورستان
ز شادابی ٭ کہ چون من کشتۂ زان دست و خنجر در لحد داری ٭ و لہ تو ہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش ٭ کہ من آن
جلوۂ قدمی شناسم ٭ ولہ دو دست این جہان و آن جہان پوچ ٭ کہ چہ در دست تست این پوچ آن پوچ ٭
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس تاریخ کے لکھتے وقت شیخ ابو الفضل کے سامنے رسالۂ محمود دباخانی
کا مجکو دیا جسکا دیباچہ یہ ہے **دیباچہ** یا اللہ المحمود بے فی کل افعالہ استعین بہ نفسک الذی
لا الٰہ الا ہو الحمد للہ الذی وجد لعمہ بوجود کلیاتہ داھمہ وجود الکلیات عن نفسہ سنہ
بہم کلیتا وہو یعلم نفسہ والانعام نفوسنا ولا ہو و ہو کون لا کاین الا بہ و مکان لا یکون بغیرہ
و ہو الرحیم الرحیمین ٭ **سوال** خلق گہ گفتہ می شود کدام است **جواب** آنکہ خلق
گفتہ میشود اللہ ٭ اس سارے رسالہ مین اسی طرح کی خرافات لکھی تھین اور بالکل اسکے تزریقات کا
مدار چار نقطون پر ہے آخر رسالہ مین اسنے اپنے قلم سے لکھا تھا کہ کتب مکررا الکرار بجانب عجمی مجتہدی طباع
اہی کر بہ لست مش بر ب ی ہ ی انوی آخر وی صاحب مقام **تقی الدین ششتری** بہ نیا نیا اکبر کی

ملازمت مین آیا ہی علوم عقلی او نقلی مین اچھی مہارت رکھتا ہی شعر خوب کہتا ہی **ولہ** گر دست نه دهم که بر بت
قفا کنم * بارے دهان به یاد لب به شکر کنم * با آنکه همچو سبزه بجا کم نشانده * دست دو دے کجاست که خاکی بسر کنم
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل وہ شاہنامہ کی نظم کو تر کر رہا ہی **ثنائی خان ہروی** یہ پرانی بادشاہت کے
امیرون مین سے ہی اگر کسی کے علم و فضائل کی اسکے سامنے تعریف کرکے تقریب کرتے تھے تو وہ پہلی ہی ملاقات
مین یہ کہتا تھا کہ میری محبت اور ملاقات مین شرط یہ ہی کہ اہل نفاق کی باتین میرے حق مین کبھی نہ سنی ہونگی
کیونکہ یہ اخلاص کی مانع ہوتی ہی اشعار اسکے سب بے نمک ہوتے تھے مگر ایسی طور پر اسنے دیوان پیدا کر لیا تھا ع
ای رسم تو آزار من و قاعدہ بیداد * بیداد ازین رسم و ازین قاعدہ فریاد * **ولہ** مگذر ز نا خوشی که درین دیر
دیرگیر * نیکی ندیده هر که بدی کرد با فقیر * **ولہ** از بهر سلام تو قیامت آمده در راه * یا رب که ازین دیر و سر سلامت
ولہ دیدم ز فراق آنکه یعقوب ندید * و عشق کشیدم آنچه مجنون نکشید * این واقعه کز هجر تو آمد بسرم * ز بیان
گمان نبرد و وامق نه شنید * **ثنائی مشہدی** انکا نام خواجہ حسین ہی جب وہ ہندوستان مین نہین آیا تھا
تو وہان کے لوگ سب اسکی استادی کے قائل تھے مگر جب وہ آیا تو سب کو حسد پیدا ہو گیا اور سب لوگون نے
عتاب اسپر شروع کیا چنانچہ وہ نہایت پریشان ہوا دیوان اسکا مشہور ہی مثنوی اسنے بہت اچھی لکھی ہی
ایک عامی بے مادہ ہی مگر طبیعت اسکی بہت اچھی ہی ع چنان ناز بار و تر پا تا سرش * که رفتن توان ناز
از بسترش * یہ مضمون اسکے استاد کے قریب قریب ہی ع عشوہ و ماند از زمین پا ذ فشاند از ہوا * طرز خرام
پا نزدین نہادنش * **ولہ** گر مثل جا کند در پیش آئینه شخص * بیند تمثال خویشتن تا نه رو بر قفا * **ولہ**
بسکه از خانه غم بر دن ریزیم * تنگی خانه از برون درست * ایک ایلچی کی تعریف مین لکھا تھا ع چو در فلک
دهر گردیده * چو خواب آشنا روی هر دیده * **ولہ** نگر رشحه دست اشست آفتاب * که شوید جهانی بیک قطره آب
سیاهی دران قوم طالع زحل * گرفته سجد یکه گرفی المثل * شود بر بدن شمع هر موی شان * شخص نسازد نظر
شان * آواز کفش شان بدر و زهر از حیات * اصوات زشت شان خبر داده زمیر * رفتار شان چو آتش
و گفتار شان چو جنگ * دیدار شان عقوبت و آواز شان نفیر * گر در خیال دار کند شخص شان گذر * کودک
زبیم شان نبرد لب بسوی شیر * ای از فروغ شمع رخت انور آئینه * وی گشته از خیال تو حیران پیدا آئینه
آئینه بهر دیدن خود پیش رو منه * در حال من نظر کن و منگر در آئینه * آئینه وار در دلم آتش علم کشید * تا جلوه
مهر رخت در بر آئینه * تف سموم قهر تو گر شعله ور شود * معکوس عکس خویش به بیند در آئینه * **ساقی نامه**

بیا دل بمیخانهٔ اہل راز + بکش جام معنی صورت گداز + چنان خویش را کن ز صورت بری + که از دیده گردی نهان چون پری
نگر شوق آن رہنمایت شود + بکوے خرابات جایت شود + بیا ساقیا شمع خلوت نشین + که چون دست موسی ست در آستین
بدستم ده و روشنم ساز دست + که در وی گشایم با عجاز دست + بیا ساقی از بہر رندان مست + بقفل در شیشه بکشای دست
نگه کن بدور و مپرس از وبال + که در قحط خون خوردن آمد حلال + بده ساقی آن کہربائی جو دو + که از جذب طبعش نمایم صعود
ز نم خیمه بیرون ازین جا بہ پست + چو ہمت کشم زیر پا ہر چه ہست + بیا ساقی آن بادهٔ گرم خون + که در دل نماید محبت فزون
بده تا کنم آشنائی بدوست + ز مہرش شوم پر چو از مغز پوست + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اسکی جہالت سے ظاہر
کہ ساقی نامہ مین ہر جگہ بیا کو معنی بیارکے لکھا ہی اور عبارت اساتذہ کو بھی اُسنے اسی طرح خیال کیا حالانکہ انکی عبارت مین شعر
قطعہ بند ہوتا ہی اور بیت اول بیت ثانی پر موقوف ہوتی ہی مگر مترجم عفی عنہ کہتا ہی کہ یہ جتنے شعر ساقی نامہ سے
لکھے ہین انمین اگر بیا کو معنی بیارکے نہ لیا جاوے تب بھی مطلب ٹھیک ہی ایک قصیدہ اُسنے آفتاب کی زمین مین
لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہی ؎ عکسش کند طبیعت روغن عیان در آب + سازد ز خاک قدرش اگر افسر آفتاب +
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شعر اسکے بڑے بلند بلند ہین مگر انکی بیاتین پست ہین جدائی اسکا نام میر علی تھا
تصویر خوب کھینچتا تھا قصہ امیر حمزہ کا مع تصویرات اسکے اہتمام سے طیار ہوا تھا ہر جلد اسکی صندوق تھی اور ہر ورق
ایک گز مربع تھا اور ہر صفحہ پر ایک تصویر تھی ایک دیوان اُسنے پورا کیا تھا یہ شعر اسکے ہین ؎ صبحدم خادم زہد می گلشن زد
تا خنے در دل صد پارہ بلبل بزند + حسن تبان کعبہ ایست عشق بیابان او + سرزنش ناکسان خار مغیلان او + وله پردم از
داغ سودای سراپای ماست + تاجر عشقیم و اینہا مایهٔ سودای ماست + وله نیم بسمل صیدم و افتاده دور از کوی دوست +
میروم افتان و خیزان تا به بینم روی دوست + وله خواستم گویم از احوال خود آن بدخو را + ہمه دم ہمدم غیرست چه گویم او را +
جذبی اسکا نام بادشاہ قلی تھا شاہ قلی خان نارنجی کا بیٹا تھا طبیعت اسکی نثر کے مناسب تھی چند شعر اسکے یہ ہین
؎ این چاشنی که حسن ازل با بتان دہد + جائے رسید عشق که بے درد جان دہد + وله غایت رشکم نگر که
بیخودی آیم بہوش + گر ببے آگه شود کین گفتگو از یاد کیست + وله تو آن شکاری بے قیدی و من آن صیدم
که از نہایت مخصمی نپایند صیاد + وله آنی که لذت شب ہجران ندیده + خود را از روز وصل گریزان ندیده +
خار ملامتے نه گرفته است دامنت + خود را چو غنچه سر بگریبان ندیده + ہرگز نبوده عشق ترا التفاتے + ذوق کم التفاتی
جانان ندیده + تا بیکسی جواب و سوالے نه کرده + داری دلی که ہیچ پشیمان ندیده + وله بود دل از نگاه غیر در دستش
چو آن مرغی + که طفل مکتب از بیم معلم سر دہد زود دستش + وله بس از غمر که چشمم بر جمال دلستان افتد + نقاب شرم

تا روش نہ بینم درمیان افتد ÷ دلہ من آن نیم کہ بتقاصد دہم فسانۂ خویش ÷ کہ سازدش پی مدعا بہانۂ خویش ÷
زیک نگاہ تو در بزم باہم نفسان ÷ چہ جنگہا کہ نکردیم درمیانۂ خویش ÷ اُسکے باپ شاہ قلی خان نے کہا ہی ؎
گہ تو بہ گاہ کوزہ ہمی شکنم ÷ یکبار دوبار فی بیاپی شکنم ÷ با سبزۂ نو دمیدۂ موزی نقسم بربان ÷ تا چند کنم توبہ تاکی شکنم ÷
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک روز جذبی و قاضی شمس الدین قزوینی و بعضے اور نئے نئے شاعر حسین ثنائی کے
اِس شعر پر بحث کرتے تھے شعر گر بشکل جا کنی در پس آئینۂ شخص ÷ بیند تمثال خویش تافتہ رو در قفا ÷ جب مین
قریب پہونچا تو مجھسے بھی اُنھون نے اِس شعر کے معنی پوچھے تب مین نے کہا کہ آجکل کے شاعرون کے شعر تنائی
کا سا کلام ہوتا ہی تیتال سلطان میرزا کے زمانہ مین ہرات مین ایک مسخرا تھا اُسکی یہ عادت تھی کہ عمامہ باندھکر اور
عالمون کا لباس پہنکر مدرسون اور فاضلون کی مجلس مین جاتا تھا اور ایک جماعت طلبا کی اُسکے ساتھ ہوتی تھی
اول مناظرہ کے طور پر کچھ گفتگو بہت معقول کرتا تھا اور جب لوگ اُسکے علم کی طرف متوجہ ہوتے تھے تو خرافات بکنے لگتا تھا
بڑے بڑے فاضلون کو اُس سے دھوکا ہوتا تھا جمیلی کالپی والے یہ شیخ جلال واصل کا بیٹا ہی جو شیخ محمد غوث گوالیاری کے
خلیفہ تھے اور سماع اور سرود سے بہت ذوق رکھتے تھے جمیلی کو اگرچہ اپنے باپ کی سی وضع حاصل نہ تھی مگر ایسا
طالب علم تھا اور سلیقہ شعر گوئی کا بھی اُسکو اچھا تھا بعضے شعر مضحکہ کے لکھا کرتا تھا یہ چند شعر اُس سے یادگار ہین
ہر گہ کہ گل روے ترا یاد کنم ÷ چون بلبل دل سوختہ فریاد کنم ÷ گر شادی وصل تو مرا دست نداد ÷ باری بغمت خاطر خود شاد کنم ÷
وا لہ سر زلفش مرا سوی جنون تا رہنمون گشتہ ÷ دل دیوانہ ام پابستۂ قید جنون گشتہ ÷ اور قاسم علی خان بقال حاکم
کابلی کی تعریف مین اُسنے ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا ایک شعر یہ ہی ؎ بود نسبت تو بخیل خوامین ÷ بسے نا ملائم
بسے نامناسب ÷ اور یہ بھی ایک شعر اُس سے منسوب ہی ؎ موش دل را کہ بصد خون جگر پروردم ÷ تا گہان
گربۂ عشق آمد و دندان زد و برد ÷ چشتی انکا نام شیخ حسین ہی صوفی دہلوی تھے اور چونکہ شیخ سلیم چشتی کے
مرید تھے اسی وجہ سے اُنھون نے اپنا یہ تخلص مقرر کیا تھا فتحپور کی خانقاہ مین صوفیون کے زمرہ مین رہتے تھے ایک دیوان بھی
اُنکا ہی اور کتابین بہت تصنیف ہین اُنمین سے ایک کتاب دل و جان نظم مین لکھی ہی مگر وہ ہندوستانیون کے طور پر ہی
کئی ہزار شعرون مین سے اُنکا ایک یہ شعر قابل ذکر کے ہی ؎ چنین کہ با پر طاؤس قیس را میلے ست ÷ مگر کہ از اثر پای
ناقۂ لیلی ست ÷ جعفری ہرات کے سیدون مین سے ہی شعر اور معما مین اُسکو اچھا سلیقہ تھا اتکہ خان کا میر بخشی تھا اکثر غزلین اور
معما اُسکے میرزا عزیز کوکہ کے نام پر ہوتے ہین یہ چند شعر اُسکے ہین ؎ شانہ برہم زدہ آن سلسلۂ مشکین را ÷
آہ اگر باد بگوشش تو رساند این را ÷ ولہ غبار مشک نخواہم بران عذار نشیند ÷ از ین مباد کہ با خاطرت غبار نشیند ÷

وله سبزه‌ها در باغ باشد جای زیر پای گل + باغ جنت را فتاده سبزه بر بالای گل + **جعفر بیگ** یہ آصف خان
قزوینی کے نام سے مشہور تھا میرزا غیاث الدین علی کا بھتیجا ہے بخشیون کے زمرہ مین داخل تھا طبیعت اُسکی
شعر سے نہایت مناسبت تھی مگر مشق کم تھی کسی قدر علم بھی رکھتا تھا یہ چند شعر اُس سے یادگار ہین **شعر**
کارم امروز به بیدادگری افتاده است + که بهر جا که بنهند بپای سری افتاده است + وله گرد شمع سرگشته
چون پروانه‌ام + آخر بکشتن میدهد پرواز گستاخانه‌ام + وله گل هر کس بتاراج خزان رفت + مرا هم گلی ز دست
گلستان رفت + وله بآتش کار ما افتاده است **جعفر** + دو صد بلبل باینجا یک سمندر + وله ترسم گنهم ز روز حشر
آخر شد + بسکات گناهان خلق بار دگر کنید + وله این بسحر بود و این میاد صید افگن کر بود + هیچ نخچیری نشد پیدا
کز وی تیری نداشت + وله نامه درد سوی دلدار می باید نوشت + درد دل بسیار شد بسیار می باید نوشت +
وله گر ز **جعفر** ببین در دلی خرسندی + من کیستم که دل بدین تو از زرانی داشت + وله هست نذر کرده صد ورق دفتر
امید + صد پاره کرده ایم بنجوی نانوشته ایم + وله گلستان را گلی از نو شگفته است + که همه شب تا سحر بلبل نخفته است
وله شهر گنجایش غمهای دل من چون داشت + آرزو میدهد برای دل من صحرا را + وله گلهای تو تمام از گله سرگردانی
گله من همگی از نگه نشیدن تست + وله میاد خاطرش ای رحم و رنجم را مکن ضایع + که خونها میخورم تا بر سر بیداد می آید
وله **جعفر** ره کوی یار دانسته + مشکل که دگر ز پا نشیند + وله رسید و مضطرم کرد و آن قدر ننشست + که آشنای دل خود
کنم تسلی را + **حیدری تبریزی** یہ حاجی تھے اور شریف تبریزی کے شاگرد تھے ہندوستان مین مدت تک
رہے اور کئی مرتبہ چلے گئے اور پھر آئے مگر آخر مرتبہ جو گئے پھر نہ آئے اُنکے دیوان مین تخمیناً چودہ ہزار شعر ہونگے لیکن
عمدہ کلام بہت تھوڑا تھا ایک قصیدہ اُنھون نے بادشاہی ہاتھیون کی تعریف مین لکھا تھا جسکے شعر یہ ہین **بیت**
نبرد شیشهای ریگ روان + فیلهایش که در صف هیجاست + کرده غرق گرد ان اعدا + هر طرف موجهای کہربا است
اس قصیدے کے صلہ مین اُسکو گھوڑے اور خلعت خزانہ سے ملنے کا حکم ہوا تھا مگر خازن نے جو اُسکے دینے مین
بہت سی تاخیر کی اور یہ قطعہ لکھا **قطعہ** مشکلی دارم شہا خواہم کنم پیش تو عرض + زانکہ زین مشکل مرا صد داغ حسرت
بر دل است + سیم و زر انعام کردی لیک از خازن مرا + هم گرفتن مشکل و هم ناگرفتن مشکل است + مهر رویان عالم
نباشد اعتبار + پرتو خورشید در جلی نمیگیرد قرار + وله سوزم همه دم سوز درون که چنین است + خواهم همه جا بخت زبون
که چنین است + **قطعه** چو پاکان حیدری تا بتوانی + کمالی کسب کن در عالم خاک + که ناقص رفتن از عالم
چنان است + که بیرون رفتن از حمام ناپاک + **حزنی** یہ عراق کے فاضلون مین سے ہین جب ہرات مین عبید اللہ

تو ہندوستان مین آئے مگر ناکامی کے حال مین انتقال کیا یہ مرا ربادہ لوچہای جزنی خندہ می آید + کہ عاشق
گشتہ و چشم وفا از یار ہم دارد + زنادانی براو کرد ہمدم کار من ضائع + عجب تر اینکہ بر من تہمت بسیار ہم دارد + مے
خرقہ بر آتش نہم تا بوی ایمان بشنوی + از کہن دلقی کنو یکتار بے زنار نیست + حیاتی گیلانی یہ حکیم ابوالفتح کے
وسیلہ سے اکبر کی ملازمت مین داخل ہوا تھا صاحب دیوان ہی اُسکے کلام مین کابر کا ڈھنگ پایا جاتا ہی اگرچہ مادہ
علمی سے عاری ہی مگر اسکی طبیعت نہایت مناسب ہی اُسکے مزاج مین انصاف بہت ہی یہ مہر سخن کہ کنی جز بیش را
نگہبان باش + ز نفتنی کہ دلی شگفتہ پشیمان باش + چو بال مرغ کہ گر شغل روزگار آید + ز معدہ ہم قدمی اگر کنی گریزان
وله خدا بشکوه زبان من آشنا نکند + من و شکایت و انگہ ز تو خدا نکند + وله دائم تو ستم نمودہ معذوری + نامے ز وفا
شنودہ معذوری + گفتی کہ من حرف جفا بہتان ست + خود را تو نیاز مودہ معذوری + وله تا نخچتن آرند بود
بستہ تو + جز پای تو میخی نزند تیشہ تو + دشمن نکند آنچہ تو با خویش کنی + ای خون تو بر گردن اندیشہ تو +
وله درمیان کافران ہم بودہ ایم + یک کرشایستہ زنار نیست + وله تا در فروبندم بخود غمہا کہ با یدمرا + آباد کردہ ہمتم
ویرانہ باید مرا + از قصہ فرد او دی عالم پریشان میشود + از گفتگوی درد خود افسانہ باید مرا + از شہہای این جہان
کان جز من گاو دزد رست + تی خورشیدے اُسے خوشتر نے دلہ باید مرا + گر تیغ غازی میکشد در تیر کافر انمیم + من تشنہ خون
خود دم پیمانہ باید مرا + دشمن حیاتی پیش من شور مرا ہم مزن + من عاشقم تو عاقلی دیوانہ باید مرا + حیاتی گجراتی
مین میرزا نظام الدین احمد کے پاس رہتا تھا یہ شعر اُسکے ہین سے پیغام دوست داغ جگر تازہ می کند + درد
وداع و رنج سفر تازہ میکند + وله عاشق رخ خوئیں بدرت سود و برفت + وان مہر کہ با تو داشت بنمود و برفت +
یکشب ہزار حیلہ در بزم وصال + پروانہ بشمع دیدہ بکشود و برفت + حالتی نام اُسکا یادگار ہی اپنے آپ کو
سلطان سنجر کی اولاد مین بتلاتا تھا مگر تاریخ نظامی مین لکھا ہی کہ وہ قوم جتی سے تھا عقیدے اُسکے بہت اچھے تھے صاحب دیوان
ہی یہ چند شعر اُسکے ہین سے نماند القدر از گریہ آب در جگرم + کہ مرغ تیر تو سنقار تو تواند کرد + وله بجای رشتہ ہنسب پیرا
ای کاش من باشم + باین تقریب شاید با تو در یک پیرہن باشم + وله بر صفحہ عذار تو آن خط مشک بو + نقش نصیب
بازہ نیست کہ از غیب رو نمود + وله از قفا گیرم ببازی ہر زمان چشم رقیب + تا شود از دولت دیدار جانان بے نصیب +
کردہ جا بر گوشہ چشم تو خال عنبرین + باز بہر صید صیادی نشستہ در کمین + وله در نالہ ز رعنائی آن گل شدہ ام باز +
گل دیدہ ام امروز کہ بلبل شدہ ام باز + وله لعل دلجوے تو از تنجالہ لبس آزادیہ + دہ کہ گلبرگ تر از ژالہ آفتہا رسیدہ +
اسکا باپ الہی تخلص کرتا تھا یہ اسکا مطلع ہی سے ماہ عید ابرو نمود و خاطرم را شاد کرد + شکر للہ کز غم سی روزہ ام آزاد کرد

اُسکا بیٹا اول بقائی تخلص کرتا تھا پھر سوائی مقرر کیا اور ایسا نالائق تھا کہ اپنے باپ یعنی حالتی کو زہر دیکر مار ڈالا تو اکبر نے کشمیر سے لاہور مین طلب کرکے اُسکے قصاص کا حکم دیا وہ بھی شعر کہتا تھا یہ مطلع اُسکا ہی ع تا غمزۂ خونریز تو غارتگر جان ست ✦ چشم اجل از دو بہ حسرت نگران ست ✦ خان اعظم یہ خطاب اتکہ خان کا ہی جب ہمایون جوسہ سے شکست کھاکر بھاگا اور گنگا مین غوطہ کھانے لگا تو اُسنے مدد کرکے پار اُتارا اور اِس خدمت کی عوض مین اُسنے بڑی ترقیان پائین اُسکا مرتبہ اِس سے بڑھا ہوا ہی جو شعر و شاعری سے اُسکی تعریف کیجاوے مگر چونکہ طبیعت اُسکی موزون تھی اسواسطے چند شعر اُسکے لکھے جاتے ہین ع منہ ای طفل اشک از خانۂ چشمم قدم بیرون ✦ کہ می آیند مردم زادگان از خانہ کم بیرون ✦ ولہ گر بجور رسید زخت لاف زند بد سیر ✦ آخر از گنبد فیروزہ نگون خواہد شد ✦ اور یہ رباعی اُسکے بیٹے محمد یوسف خان کی ہی رباعی در کوے مراد خود پسندان گردند ✦ در وادی عشق مستمندان گردند ✦ آنانکہ بجز رضاے جانان طلبند ✦ آنان گردند و دردمندان گردند ✦ خنجر بیگ چغتئیہ امیرون مین سے تھا تردی بیگ خان کا داماد تھا ایک مثنوی اُسنے تین سو شعر کی اپنے حسب حال لکھی تھی اور اُسمین اکبر کی بہت سی تعریف لکھی ہی فن سپاہگری اور خوشخطی اور شعر اور معما اور اصطرلاب اور نجوم اور رقوم اعداد وغیرہ خوب جانتا تھا فن موسیقی مین بھی اُسکو کسی قدر مہارت تھی ایک مثنوی اُسنے بادشاہ کو مخاطب کرکے بطور وعظ و نصیحت کے لکھی ہی وہ یہ ہی مثنوی

شہریارا جہان عجب جائی است ✦ ہر زمان اندرو تماشائی است ✦ چرخ نیرنگ ساز شعبدہ باز ✦ ہر زمان بازیے کند آغاز
پیش ازین بودہ اند در عالم ✦ تاجداران با سپاہ و حشم ✦ زان دلیران پر ہوا و ہوس ✦ ماند تا رنجہاے کہنہ و بس
گر بدنیا ثبات دیدندے ✦ انبیا زو چرا رسیدندے ✦ خسروا کار این جہان سپنج(?) ✦ اینچنین ہست بود و خواہد بود
زین ہمہ کار و بار بر ہیچ ✦ نام نیک ست حاصل آن ہمہ ہیچ ✦ غرضم این بود ز ہر سخنے ✦ بتو نوبت رسید تا چہ کنے
این زمان گر تو یافتی عالم ✦ حق نگہدار یادت از آسیب ✦ گر ہمائے پرید زین گلشن ✦ بر سر ما تو باش سایہ فگن
سخن من کہ بے ریا باشد ✦ گر نصیحت کنم روا باشد ✦ چون بخیریت تو میکوشم ✦ سخن حق ز تو چرا پوشم
سخن نیدیا کہ عمرو بود ✦ بشنوی گر زنفس امر بود ✦ شاہ باید کہ در گہ و بیگاہ ✦ از خود و خلق حق بود آگاہ
سہو مسکین نیابن زمان ہا ✦ سہو شہ آفت جہان باشد ✦ بہ گدا فکر حلق و دلق بود ✦ در دل شاہ فکر خلق بود
بہ شود کار سلطنت تو نکو ✦ ہمچو فرمان شہ مہر او زیر ✦ چون ترا نوبت جہانداریست ✦ لازمت احتیاط و ہشیاریست
تو چو شمعی و ملک تو خانہ ✦ خلق گرد تو ہمچو پروانہ ✦ ذرہ نبرد چو نور خور نبود ✦ نیست پروانہ شمع اگر نبود
یعنی از دست بندگی ہمہ ✦ تو شبانی و اہل ملک رمہ ✦ بسحر اگاہ ہست آمد ہست گلہ ✦ گلہ را چون تو شبان گذشتیلہ

بتو ز مود حق نگهبانے ∴ منصب انبیاست چوپانے
پس مکن رسم انبیا را گم ∴ از خود آگاه باش و از مردم
عمر خویش گوهریست قیمت دار ∴ دولت و ملک زو غنیمت دار
بادشاه ولی شعار تو ∴ درجهان از برای کارے تو
عدل و انصاف و جود و علم و سخا ∴ لطف و احسان و خلق و مهر و وفا
همه از بہر لطف یزدانی ∴ چه کنم قدر خود نمیدانے
تو بخنده به فیل مست سوار ∴ خلق در گریه بهر دیدار
تو به دندان فیل دست زنان ∴ مردم انگشت فکر در دندان
تو بخرطوم فیل پنجه گشا ∴ آستین افشانده از دنیا
تو مقابل بشیر درنده ∴ مردم از وهم هر طرف کنده
تو بجنگ پلنگ بازی کن ∴ رد کنان مایه پنجه و ناخن
تو ستاده بپیش حمله گرگ ∴ به تعجب ز دور خرد و بزرگ
تو گلوگیر مار از سر سهم ∴ خلق و عالم به پیچ و تاب ز وهم
تو شناور به بحر بے پایان ∴ بر لب دست شسته ما از جان
تو به جنگل پے شکار درون ∴ خلق از ترس و وهم از بیرون
تو شب تیره رفته یکه شاه ∴ مردم از پی بنور مشعل آه
تو سر مار برهنه گردیده ∴ خلق در زیر جامه لرزیده
تو بگرما دوان بجامه درخت ∴ خلق غرق عرق بزیر درخت
تو پیاده به هر طرف رانده ∴ ما سواره ز کوفت درمانده
تو بمیدان خصم و جنگ آور ∴ لشکر از هر طرف تماشاگر
این چه لطفست این چه عمر آزاری ∴ که بباد و بخویشتن داری
این دلیریست دور از انداز ∴ این شجاعت بتو بود تا ناز
گرچه اینها هنر بود بے ریب ∴ لیک از بادشاه باشد عیب
شاه اگر دور از زبان باشد ∴ مردم ملک در امان باشد
شاه از خویش اگر بود بے غم ∴ همه زیر و زبر شود عالم
با تو ما را جهان و جان با هم ∴ بے تو جان و جهان چه کار آید
خنجر اغو در فضول مکن ∴ خاطر شاه را ملول مکن
این حدیث تو دور از معنی ∴ شاه ازین گفتگوی مستغنی
او چو پیش خدای مقبول است ∴ دولت او بکار مشغول است
خواب او هست عین بیداری ∴ مستی او کمال هشیاری
حق بآن کس که کارساز بود ∴ از همه کار بے نیاز بود

جب اُسنے یہ مثنوی اکبر کے سامنے پیش کی تو طرح طرح کی نوازشون سے سرفرازی پائی ایک دیوان بھی اُسنے مرتب کیا ہی چند شعر اُسکے یہ ہین ∴ آہم از دل چند درویش نہان آید برون ∴ بعد ازان چندان کنم افغان کہ جان آید برون ∴ آہم گذشت از سر و برباد رفت جان ∴ تن خاک گشت و آتش دل شعلہ زن ہنوز ∴ جس زمانہ مین خان زمان اور خان بہادر خان نے بغاوت کی تو خنجر بیگ بھی اُنکے ساتھ تھا اغلب ہی کہ اُسی فتنہ مین وہ بھی تمام ہو گیا ∴ **خسروی** میرزا جنابدی کا بھانجا ہی سفر حج سے ہندوستان مین آیا بڑے شاہزادہ کے پاس ملازم تھا ∴ ز نور عشق باشد خسروی دل آنچنان پر دوش ∴ که شمع مرقد او میتوان کرد استخوانش را ∴ نیالاید شیران حرم سرپنجه خونم ∴ سگان دیر را ای همنشین زین نغمه مهمان کن ∴ **میر دوری** اُسکا نام سلطان بایزید اور خطاب کاتب الملک ہی خط نستعلیق مین اُس نے

کوئی هندوستان مین نکلتا تھا طبیعت اسکی شعرگوئی سے بہت مناسب تھی آخر عمر مین توفیق زیارت حج کی پائی
وله که در روان جلوه گه در دل خزینے + از شوخی که داری یکجا نمی نشینی + گر بوصل تو بد آموزئی گردیدم + از فراق تو
بدین روزئی گردیدم + سوخت پروانه صفت مرغ دل من ای کاش + گرد آن شمع شب افروز نگردیدم +
گریه تیر مژه آتش سرخ نگردم چشم + هدف ناوک دل دوز نگردیدم + وله تا از نظر آن یار پسندیده برفت +
خون دلم از دیده غمدیده برفت + رفت از نظر و ز دل نرفت این غلط ست + کز دل برود هر آنچه از دیده برفت +
دانهی دوانه نیشاپور کے توابعات مین سے ایک گانون ہی وہان زراعت پر اپنی اوقات بسر کیا کرتا تھا
پھر ہندوستان مین آیا اکثر شعر اسکے فارس کے دیہات کی زبانون مین ہوتے تھے بعضی غزلین زبان فصیح مین
بھی ہین ایک روز الفتی شاعر کا چوگان ہاتھ سے خطا ہو کر ناک پر لگ گیا دانہی نے یہ قطعہ کہا الفتی اسکے شعر
بد بگفت + نیک زد باطن بود انش + چرخ چوگانی از قضا بشکست + پشت بینی بجای دندانش + دوائی یہ حکیم
عین الملک ہی اور والد اسکی علامہ جلال الدین دوانی کی اولاد مین تھی سب اچھی صفتین اسکی ذات مین جمع
تھین آنکھون کی دوا مین لاثانی تھا کبھی کبھی فکر شعر بھی کرتا تھا + زاہد غم نه ز اله بر من دل تنگ می بارد
ز تاثیر حوادث بر سر من سنگ می بارد + چنان تندست با اہل دل آن شوخ جفا پیشه + که گاه آشتی از غمزه او
جنگ می بارد + دوائی از در احسان او کفرست نومیدی + که ابر فیض او در فرسنگ فرسنگ میبارد +
وله رسد هر شب بگردون ناله ام با آه و زاریها + سیه روزی چو من یارب چه سازد با چنین شبها + وله هیچ
ویرانی نشد پیدا که تعمیرے نداشت + درد بے درمان عشق ست آنکه تدبیری نداشت + در شب زلف سیاهش
خواب مرگم در ربود + بو العجب خوابے پریشانے که تعبیری نداشت + وه چه عاشق کش نگاه بود دوآن
منزل کجاست + کاندرو پیدا نشد یک سینه کو تیری نداشت + وله هر کس که قطره زمی دوستی کشید +
بی پرده شد ز باده و جام و سبو شکست + وله خیز ای دل که یار در جنگ ست + زندگی نزد عاشقان ننگ ست
عاشقان ابراد سر بازی + هر قدم صد هزار فرسنگ ست + وسعت آباد کارخانه عشق + بر سپاه
محنتم تنگ ست + بس دراز ست دست همت من + چه کنم پای بخت من لنگ ست + ای دوائی حذر کن
در کوشی + فتنه بیدار و شوخ در رنگ ست + وله روشن آن دیده که دیدن دانست + خرم آن دل که
تپیدن دانست + کی کشد محنت این تنگ قفس + مرغ روحم که پریدن دانست + در کنارم ننشیند هرگز +
طفل اشکم که دویدن دانست + نتوان یافت دگر در خانه + صید وحشی که رمیدن دانست +

نہ مند میل دوائی بہ بہشت + چون گل از باغ تو چیدن دانست + روز ہجران کہ دم سوختن ست + کار جان
شعلہ برافروختن ست + در شب ہجر کہ جان باید باخت + کار دل درد و غم اندوختن ست + ای جدائی چہ بلائی
کہ مدام + دوزخ از بیم تو در سوختن ست + زان دو جادو طلب عشوہ و ناز + مست را عربدہ آموختن ست + ای
دوائی طلب وصل بتان + شعلہ و پنبہ بہم دوختن ست + **رفیعی** اسکا نام میر حیدر معمائی تھا کاشان کا
رہنے والا ہے فن معما اور تاریخ مین بے بدل تھا ایک روز شیخ فیضی نے اُس سے کہا کہ ہندوستان سے فن معما
بالکل متروک ہو گیا ہے اور اسکو عیب سمجھتے ہین اُسنے جواب دیا کہ مین نے برسون اسکے لیے ولایت مین محنت
کی ہے اب جو اس فن مین پیر ہو گیا ہون تو کیونکر چھوڑ دون خواجہ حبیب اللہ کے ساتھ گجرات سے لاہور مین آیا تھا
کسی قدر روزینہ اُسکا سرکار سے مقرر تھا کشتی مین بیٹھکر وطن کی طرف رخصت ہوا جب ہرمز سے گذرا اور کیچ
مکران کے قریب پہونچا تو اُسکی کشتی مین تباہی آئی اور سب اسباب اسکا تلف ہو گیا اُسی مین سے ایک
اسکا دیوان تھا اور چند جزو بے نقط تفسیر شیخ فیضی کے تھے جو فیضی نے شہرت کے لیے اس ملک مین بھیجے تھے
اسپر سب فاضلون کی تقریظین لکھی ہوئی تھین ولہ نازک دلم ای شوخ عتابم چہ توان کرد + من عاشق معشوق مزاجم
چہ توان کرد + من تابوت رفیعی رشک ہا بردم کہ تو + ہمرہش گریان ترا ز اہل عزا آمدی + ولہ زاہد نہ کند
قہاری تو + ما غرق گناہیم کہ غفاری تو + او قہارت خواند و ما غفارت + یارب بکدام نام خویش آری تو +
رہائی یہ شیخ زین الدین خوافی کی نسل سے ہے دیوان اُسکا مشہور ہے ۵ کردی امید دارم از لطف خویش یار را
بہ تا فتنی ز ہر سو رہ بے امید مارا + ولہ سفر کردم کہ شاید خاطرم از غم بیاساید + چہ دانستم کہ صد کوہ غمم در راہ پیش آید +
راز دہان ذران گل مرا چون غنچہ از خون دل ست + راز دل گفتن بہر کس نے نہایت مشکل ست + ولہ ز چشم
من جز اشک ای نازنین من روان مگذر + زمانے مردمی کن این چنین از مردمان مگذر + ولہ ز تاب
نشانی مرا بیانہ آتش + بناز گرم کنی دست از کرانہ آتش + ولہ بشکر آن دہن تنگ و ابروی چو ہلال +
چنان شدم کہ نیاید مرا کسی بخیال + ولہ جفا ہمین نہ از ان شوخ بے وفا دیدم + زہر کہ چشم وفا داشتم جفا دیدم +
نہ ای رفیق ز درد دلم نہ آگاہ + کہ من از ان ستمگر نامہربان چہا دیدم + رونقی یہ ایک مسخرا سپاہی تھا اکثر ہزل
مین شعر لکھتا تھا مدتون تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا ایک دیوان بھی اسکا ہے جسمین تخمیناً تین ہزار شعر ہین
ولہ حیات جاودان آمد و شہید تیغ بیدادش + مگر دید آب گیری آب حیوان دادہ استادش + ولہ از جفاے او
می نالم کہ بیش از ستم رقیب + باید از تاثیر دعا دوم کہ از بیداد گیست ولہ بود چون انگشتری دست و پای او دلِ گرم +

بے نظیر تھا یہ رباعی اسکی تصنیف ہے ؎ سیری بحرم جان و دل منزل کن + قطع نظر از صورت آب و گل کن +
جز معرفت خدا ہیچ ست ہمہ + بگذر ز ہمہ معرفتی حاصل کن + ولہ نہ بہر چشم درد آن نرگس بیمار می بندد +
در رحمت بروی عاشقان از می بندد + ولہ ناصح مگو برای بستے نا سزا مرا + دیگر مکن عذاب برای خدا مرا + سپہری
نام انکا میرزا بیگ تھا خواجہ مینا کا بھتیجا تھا جو خواجہ جہان کے نام سے مشہور ہے صاحب دیوان ہے یہ اشعار اسکی
تصنیف ہیں ؎ از تبسم دفع زہر چشم خشم آلود کن + گر نمک سازند شیرین چون بود بادام تلخ + ولہ دل غریب
بکوے بلا گزارے کرد + غریب کوی تو شد دل غریب کارے کرد + ولہ چون لالہ جام گیر سپہری بدور شاہ + اکنون
کہ گل شگفت و گلستان معطر ست + شاہ بلند قدر ہمایون کہ از شرف + خاک درش بمرتبہ ز افلاک برتر ست + ساقی
بیرم خان کا ملازم تھا خان مذکور نے ایک مرتبہ سات ہزار روپیہ حضرت امام رضا کے روضہ مبارک کی نذر کے
لیئے اسکے ہاتھ بھیجے تھے اسنے سب مصرف پر پہونچا دیے وہان طہماسپ نے اس سے مواخذہ کیا اور سنہ نو سو
چوہتر مین شکنجہ سے خلاصی پائی ولہ رخسارہ زردم چو در آئینہ عیان شد + آئینہ ز عکس رخ من برگ خزان شد +
ولہ سینہ تنگم کہ جا دارد غم جانان درو + جا ہی آن دارد کہ از شادی نگنجد جان درو + سہمی اسکا باپ تیرگری کا
کام کرتا تھا اسی مناسبت سے اسنے اپنا یہ تخلص مقرر کیا تھا میرزا عزیز کوکا کی خدمت مین اسنے نشو و نما پائی
دس برس کی عمر سے شعر کہتا تھا اس فن مین اسکو بہت مشق ہو گئی تھی امیدی رازی کا جو قصیدہ ہے جسکا
مطلع یہ ہے ؎ ای تو سلطان ملک زیبائی + ما گدا پیشگان تماشائی + اسکے جواب مین اسنے بھی قصیدہ لکھا تھا
ایک روز دربار عام مین اپنے قصیدہ کو میٹھا پڑھ رہا تھا جب اس مصرع پر پہونچا ع سنی پاکو بخارائی + لشکر خان
میر بخشی نے جو باطن مین رافضی تھا اور ظاہر مین اپنے مذہب کو چھپاتا تھا کہا کہ ملا سنی ناپاک بھی ہوتے ہین میرزا عزیز کوکا
اسی وقت جواب دیا کہ ہان ہوتے ہین جیسے تم قاسم ارسلان نے اسکے حق مین یہ رباعی لکھی تھی ؎ سہمی ز تریبی
و ظریفی دزدند + چون گربہ چو ز شغال و میمون دزدند + زنہار بر ایشان سخن خویش مخوان + کاینہا دو سہ تا
شاعر مضمون دزدند + اسنے امیدی کے قصیدہ کے جواب مین یہ کہا تھا ؎ در دل خیال خانت پیوستہ
داشت منزل + بہشت نگردم اظہار این داغ ماند بر دل + در مزرع محبت تخم امید کشتم + جز کشت نا امیدی
چیزے نگشت حاصل + در آئینہ چو دیدی رخسار خونفشان را + آئینہ آب گردید از شرم در مقابل + ولہ
ہلال نیست کہ بر اوج چرخ جا کردہ + ز بہر کشتن من تیغ در ہوا کردہ + ولہ ہلال عید نسبت داشتے با طاق ابروی دلبر
اگر بودی ہلالی دیگری پیوستہ پہلویش + ولہ ہلالی و سر موئی ہوا ز نازکی نگر + کہ چون تیغ زبانش میشگافد در سخن مو را

ولہ پیش من از بہر آزار دل ریش آمدی + من چہا کردم کہ با من اینچنین پیش آمدی + **سقائی** ایک فقیر
آزاد مشرب تھا شیخ جامی محمد خبوشانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان مین مرید تھا جذبہ سے خالی نہ تھا ہمیشہ آگرہ کے
کوچون مین اپنے چند شاگردون کو ساتھ لیے لوگون کو پانی پلاتا پھرتا تھا اور اس حال مین بھی اکثر شعر بداہۃً اسکی
زبان پر رہتے تھے ایک مرتبہ اسکے پیرزادون مین سے ایک شخص ہندوستان مین آیا سقائی نے جو کچھ اپنے پاس رکھتا تھا
سب اسکی نذر کر دیا اور بالکل تجرید اختیار کر کے سفر حج کا راستہ لیا اثنائے راہ مین اسکا انتقال ہوگیا وہ ملک
بالکل کفرستان تھا ایک شخص کو خواب مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی اسنے غیب سے
پیدا ہو کر اسکی تجہیز و تکفین کی کئی دیوان اسنے جمع کیے تھے مگر جب اسپر جذبہ غالب ہوتا تھا سب کو دھو ڈالتا تھا
جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ بھی ایک بڑا دیوان ہے مطلع بخیال عارضش هر دم نظر حیرانی دارم + بدور نقطہ چون پرکار سرگردانی
دارم + من دیوانہ از خوبان ازان قطع نظر کردم + کہ در کاشانۂ دل چون تو یار جانی دارم + ولہ اساس پارسائی را شکستم
تا چہ پیش آید + سر بازار رسوائی نشستم تا چہ پیش آید + ولہ دل دیوانہ ما گشتہ روی تو می بینم + بہر سو بستہ
زنجیر گیسوی تو می بینم + ولہ از گریہ شدم غرق بخون جگر امروز + ای دل مدہ از نالہ مرا درد سر امروز + ولہ
عشق آن گل پیرہن بازم گریبان می کشد + وہ کہ چاک جیبم آخر تا بدامان می کشد + **سپاہی** یہ خواجہ
کلان بیگ کا پوتا تھا یہ رباعی اسکی تصنیف ہے رباعی افسوس کہ وقت گل بزودی بگذشت + فریاد کہ تا چشم
کشودی بگذشت + بے چشم خطت بنفشہ نرگس را + ایام بکوری و کبودی بگذشت + سنہ ۹۷۸ نوسو اٹھتر مین آگرہ
مین اسکا انتقال ہوا **سرمدی اصفہانی** یہ شریف ہے اور مدت تک چوکی نویس تھا شریف آملی کے
ساتھ بنگالہ مین کسی خدمت کے لیے متعین ہوا اول فیضی تخلص کرتا تھا جب اکبر کے دربار مین شیخ فیضی سے
معارضہ اتفاق ہوا تو اسنے اس تخلص کو چھوڑ کر سرمدی تخلص اختیار کیا ہے تا تیغ ناز آن بت مغرور شد بلند + صد
گردن نظارگی از دور شد بلند + ولہ مہر در سر بگل درکفل آئی چو در کاشانہ ام + بہر تماشا بشگفد خاشاک محنت خانہ ام
ولہ تا بر سر کوئش نہادیم قدم را + دستی نبرد مرد دل ما شادی و غم را + **ساقی جزائری** یہ عربی تھا باپ اسکا
شیخ ابراہیم ایک فقیہ فاضل شیعہ مذہب تھا اور اس مذہب کے لوگ اسکو مجتہد سمجھتے تھے وطن اسکا مشہد
مین تھا ساقی کا تولد بھی وہین ہوا تھا کسی قدر علم بھی اسنے حاصل کیا تھا خوش طبع شیرین کلام تھا دکن سے
ہندوستان مین آیا تھا بنگالہ مین ہے ز جانم گاہ گریہ آہ درد آلود می خیزد + بلی چون آب بر آتش فشانی دود
می خیزد + ولہ آزردہ دلم از ستم یار نگردد + تا باعث خوش حالی اغیار نگردد + ولہ چون تیر نگہ زد از من

زدیده آب برآید ✤ ز دیده آب زتیزی آفتاب برآید ✤ تپید دلم که مبادا بخوابش آمده باشی ✤ به پیش من چو کسی مضطرب
زخواب درآید ✤ وله هر نفس دل ز هوای مژه خونبار کند ✤ تا مرا باز بدست تو گرفتار کند ✤ زان نگه یافت که جان
گشت شکارش آری ✤ شست را تیر هدف خورده خبردار کند ✤ دل همان گرم محبت تو همان مستغنی ✤ ساقی این درد
بگو بیش که اظهار کند ✤ سعیدی نام اسکا سید شاهی تها گرمسیر کے سیدون مین سے تها کالپی مین اسنے
توطن اختیار کیا تها خوش طبع خوش گو تها تصوف مین بهی کچه اسکو مهارت تهی شیخ سلیم چشتی کا مرید تها ایک مدت
اکبر کی خدمت مین رہا پهر جدا هوکر امرا کے ساته بسر کرنے لگا قلیچ خان کے ساته کابل مین رہا ذکر اسکا پہلے بهی
مذکور هوچکا هی وله اول سرگرمی عشق ست و دل در اضطراب ✤ همچو طفلے کو تپد هنگام بیداری ز خواب ✤ وله
گل حمائل کرد تا سرو سهی بالای من ✤ من زگل در رشک و گل در حیرت از پیراهنش ✤ وله یافت از دل گم گشته ام
نشان که چه شد ✤ نسیم اگرچه دو زلف ترا بتار کشاد ✤ در خانه زادیت نتوانم قدم نهاد ✤ وله کز پرتو رخ تو بخانه رسیده ام
ز لطف و عتاب تو زمارا نه خبر د ✤ از کشته تسلیم تو آواز نخیزد ✤ وله گرچه کس را بعهد شاه جهان ✤ جز دم آب و کهنه
دلق نماند ✤ لیک صد شکر کز نهایت فقر ✤ حسدی درمیان خلق نماند ✤ وله قصیده تو ای صاحب عطا که فهم ✤ که
هست نسخه فضل و کمال از فهرست ✤ باین عطا که نمودی تو در برابر آن ✤ ز دولت تو مرا رشته امید گسست ✤ نه داد این
شعر من این عطای تو بود ✤ عطای خویش نگهدار و شعر من نفرست ✤ وله استغفرالله از دل بی چاشنی درد ✤
پیکان بسینه به نه دل مرده در بغل ✤ شاه ابو المعالی ذکر اسکا پہلے مذکور هوچکا هی شعر خوب کہتا تها وله
جانا میان هم صحبت اغیار بودن نیک نیست ✤ جز من بکس همرنگ یار بودن نیک نیست ✤ خوش بود آزردن
عاشق گهی گه لطف نیز ✤ دایم بسند آزار بودن نیک نیست ✤ بر امید وصل خوش میباش در کنج فراق ✤
ناامید از دولت بیدار بودن نیک نیست ✤ وله جدا ز وصل تو ای دلبر یگانه شدم ✤ اسیر بند فراقت بهر بهانه شدم ✤
ز بس فسانه عشق تو خوانده ام هرجا ✤ میان مردم عالم بدین فسانه شدم ✤ هزار گونه غم حاصل ست در دل از تو
اگر مرا نه کشد غم دگر چه حاصل از و ✤ شیری کوکووال پنجاب کے علاقہ کے ایک گانون کا رہنے والا هی باپ اسکا
سیجیون کی قوم سے تها جو ایک بڑی قوم مشهور هی ماں اسکی سیدانی تهی اگرچه عامی آدمی تها مگر اسکی طبیعت
عالی اور وضع بهت اچهی تهی اپنے باپ مولانا یحیی کی خدمت مین تعلیم پائی تهی یه مطلع اسکے باپ کا هی مطلع
هست از باران لطفت ای کریم کارساز ✤ در دل دانا هر یک قطره صد دریاے راز ✤ شعر کہنے پر اسکو بڑی قدرت
تهی چنانچه خود دعوی کرتا تها که ایک شب مین نے تین غزلین کهی تهین والله اعلم ایک روز مجلس مین اسنے

دیوان مین سے ایک قطعہ پڑھ رہا تھا جسکا ایک مصرع یہ تھاع چار دفتر شعر در آب چناب انداختم * مولانا آلہ داد امروہوی نے کہا کہ اچھا ہوتا کہ اِن پھٹے پرانے کو بھی اسمین ڈال دیتے فقیری کا بھی ورد اُسکو حاصل تھا چنانچہ کہتا ہی ؎ صاحب خوان فقرم و ہرگز * ہست من نخواہد از جانان * قرض ہنود و شرط دہ پنجاہ * بہ کہ انعام ابن مسلمانان * گلہ شکوہ لکھنے مین اُسکو بڑی مہارت تھی چنانچہ اُسنے ایک قطعہ لکھا ہی قطعہ گند شتگان ہمہ عشرت گزیدہ کاسہ و دیہ * از آنکہ عیش بر افتاد از میانۂ ما * آیا کسان کہ پس از ما رسند فاتحہ * بشکر آنکہ نبود ید در زمانۂ ما * تھمید اور قطعہ گوئی مین سب شاعرون سے غالب تھا اِس قطعے سے اُسکا حال خوب کھلتا ہی ؎ اگر از شعر شیرین تیم پرسی نہ گویم او در میانہ انصاف ست * نہ ہمہ شعر شاعران سرہ است * نہ ہمہ بادہ کشان صاف ست * شیری از ذال المکن کہ مناسب بحال اشراف ست * غزل و مثنویش جملہ سقط * وین سخن نی ستیزہ نی لاف ست * یہ چند شعر اُسکے لکھے جاتے ہیں ؎ چنان فریفتہ شد دل جمال سلمی را * کہ یاد دل ست بدر گشتگی تسلی را * در ان دلی کہ توئی یاد دیگرے کردن درون کعبہ پرستیدن ست عزی را * ہجوم نازخیان گرد پیش یار گرفت * کہ راہ نیست در ان انجمن تمنا را * وله کاروان گو تیز تر میران کہ از درد فراق * مصر فریاد زلیخا بشنا بد پیش از رسیدن * ولہ بستم بہ نامہ تار سفید اشارتے کز دوریے تو در رگ خود خون نماندہ است * ولہ بی رخت دریاے درد و غم وجود ما بود * استخوان پہلوی ما موج آن دریا بود * ولہ یکبغت تیغ ستم از بہر قتلم تیز می آید * زبیدادت چہ میگویند از ان خونریز می آید * زبس امیدوار سے قاصدے پندار دار شیرین * سوی فرہاد سنگین گر ہمہ پرویز می آید * ولہ چرا اشک در چشم از وداع یار میگردی * کجا بودی کہ اکنون مانع دیدار می گردی * سراپا جانفزائی ای باد صبا در قالب شوقم * سرت گردم مگر در کوی او بسیار میگردی * اور سوال و جواب مین اُسنے ایک قصیدہ لکھا تھا جسکے چند اشعار یہ ہین ؎ گفتم ای دل ز چہ او ضاع جہان گشت بدل * گفت خاموش کہ در مغز فلک رفتہ خلل * گفتم از چاہ امید آب تمنا نرسد * گفت کوتاہ بود از وی رسن طول امل * گفتم آسایشی ارہست بگوئید کجا ست * گفت در خواب نماندیش از خواب اجل * گفتم آیا نفسے شاد توان برد بسر * گفت قول ست کہ ہرگز نہ در آید بعمل * گفتم آن یار چرا ابر وش بی معنی دارد * گفت با صاحب بدخو نتوان کرد جدل * گفتم آئینۂ دانش ہمہ جا زنگ گرفت * گفت کو صیقلۂ جود کہ گیرد صیقل * گفتم اہل سخن آرایش محلس باشند * گفت زنہار نتوان گفت بہ ارباب دول * گفتم افسوس از مین مرد دم دور ار معنی * گفت زیادا دین قوم جفا جوی دغل * گفتم از بخت تفصیل شکایت دارم * گفت باید بہ شہنشاہ بگوئی مجمل * گفتمش اکبر جم قدر سلیمان دانش * گفت خاقان بلند اختر خورشید محل * گفتم آن ذات نبی اعظم ثانی *

گفت آن خلق خدا را بہ تفضل اول * گفتم اہل و نسبش لازم تاج ست و سریر * گفت لطف و کرمش حامی ملک ست و ملل *
اور ایک قصیدہ اُسنے التزام فیل مین لکھا تھا جسکے دو شعر یہ ہین ~ ای خوش آن شہ کہ ہر دم رقم ہای فیل او
سورۂ والفیل خوانم بر لب آبی بیاد * فیل رفتاران آہو چشم کو دل را * سکنم محفظہ یاد و سکنم از سینہ آہ * اور یہ قطع
اُسکے قصیدہ کا ہی جسمین چھ چیزون کا التزام کیا تھا ~ ای جہان در قبضۂ حکمت بضرب تیغ و تیر * تاجدار و تخت و تخت
از فیل و اسپ افتادی بگیر * تاج و تخت و تیغ و تیر و مہر و مہ برق و شہاب * در شمار فیل و اسپت گشتہ عاجز ہمند د
جب مہا بھارت کے ترجمہ پر مامور تھا تو کہا کرتا تھا یہ کہانیان ایسی ہین جیسے کوئی حالت تب مین خواب دیکھتا ہے
اور مُلا شیری کی وفات کوہستان یوسف زئی مین ۹۹۴ھ نوسو چورانوے مین ہوئی ** شکیبی اصفہانی
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ تھوڑے دن ہوے جو ہندوستان مین آیا ہے خانخانان ولد بیرم خان کے
پاس رہتا ہے ولہ ہنوز نالۂ شبہای من اثر دارد * کمان شکستۂ من تیر کارگر دارد * دلم بہجر در آویخت رحمتی آخر
کہ دست عربدہ با کوہ و کمر دارد * تو گل بدامن یاران فشان کہ خستۂ ہجر * بنوک ہر مژہ صد پارۂ جگر دارد * ولہ
ای خدا جنس مرا از غیب بازاری بدہ * میفروشم دل بیداری خریداری بدہ * ولہ در دست متاع نظر چند
چہ پرسی * دانم کہ تو نستانی و من ہم نفروشم * ولہ لذت درد محبت کی فراموشم شود * آن نمک را من بمغز استخوان
افشاندہ ام * شجاعی یہ تخلص حکیم سیف الملوک کا ہے سید محمد جامہ باف فکری تخلص کا جو میر رباعی کے
نام سے مشہور تھا علاج کرتا تھا اسوقت میرنے یہ قطعہ اسکے حق مین لکھا تھا ~ سیف قاطع بندگان لوی
سیف الملوک * آنکہ طرح نو بہ حکمت در عمل آوردہ بود * دی اجل میگفت بہر بردن جان بنفس * ہر کجا رفتم مسیحا
از برا علاجی کردہ بود * مولانا نے سیر کی ہریسہ ہزی کے باب مین لکھا تھا رباعی مستزاد ای میر سوی عقیدہ چون
می گنجد * در معدہ سست * در می گنجد نبر میدہ چون می گنجد * زاد خال تخست * لاجی کہ در رباعی جا تنگند * با خط خیال
خود گو کہ در قصیدہ چون می گنجد * با ثلث درست * یہ اشعار شجاعی کے طبع زاد ہین ~ زسودای تبان داری
سری با موی ژولیدہ * سرت گردم کہ با عاشق سری داری بسودائی * ولہ تار زلف افتادہ بر جبین جانانت
یا مگر بر روی آتش رشتۂ جان منست * ولہ جای ما زیر زمین بہ کز برای نفس شوم * منت دونی مین ز اہل عالم نکشیم *
شعوری تبتی ایک طالب علم تھا ولہ ای کہ زبیم ہجر او در سکرات مردنی * مژدہ کہ آن مسیح دم میرسد و رسیدہ ام *
ولہ مرا ز خانہ برون ہر دم آرزوی تو آرد * گرفتہ شوق گریبان من بسوی تو آرد * ہزار گونہ جفا میکند رقیب ستمگر
ولی شعوری مسکین چنان بہ بوی تو آرد * ورع عشق در آمد برگ جانش گرفت * ولہ زلف کجش بشوخ مہوش قبائی

نعل برای تو در آتش نهاد + عهد به تخم وفا کاشتن + چیست وفا عهد نگهداشتن + وله شب آن ابرو بلای
عکس هلالی ست در آب زلال + وله نی که چو خورشید گرفت ارتفاع + ماه عیان گشت ز تحت الشعاع + ملا اصفائی
حلوائی سمرقندی یہ بڑا عالم خوش فہم اور خوش تقریر تھا اُسکا مرتبہ اس سے بڑھا ہوا ہے کہ شاعرون کے
زمرہ مین اسکا ذکر کیا جاوے مدت تک ہندوستان مین رہکر حج کو گیا اور وہان سے ۹۸۰ نو سو اسّی مین
واپس ہوکر اپنے مکان کو جاتا تھا رستہ مین میرزا محمد حکیم نے روک لیا اور اُس سے سبق شروع کیا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ آج کل وہ ماوراء النهر مین معزز ہے وله دل گم شد و نمیدهم کس نشان او + در خنده است لعل تو از من
گمان او + وله جز در تو جائی دل آواره را منزل نشد + از در تو گفتم شوم آواره اما دل نشد + وله همچو خورشید ای
ای ماه سیما آمدی + خوب رفتی جان من بسیار زیبا آمدی + وله چیره گل شمع هر محفل نمیخواهم ترا + هر طرف چون شاخ
گل مائل نمیخواهم ترا + وله ضمیر دوست چو آئینه در مقابل ماست + در و معاینه پیداست آنچه در دل ماست + وله
درد عشقی کز تو پنهان در دل و جان داشتم + شد عیان از چهره ام هرچند پنهان داشتم + وله سهی سروی که پرورده
درون چشم خونبارش + بچشم خویش می بینم کنون با هر خس و خارش + وله بیا ای اشک از ین فتن ز چشم تر چه میخواهی
مرا رسوای عالم ساختی دیگر چه میخواهی + صبوحی یہ قوم چغتیہ سے ہے بالکل بے قید لاابالی تھا شعر مین اُسکو
خوب مہارت تھی وله دلم که مهر تو دارد همین تو میدانی + نگفته ام بکس این از خدا داناست + وله بیجا بانه
در آ از در کاشانه ما + که کسی نیست بجز درد تو در خانه ما + وله عاشق نشدی محنت هجران نکشیدی + کس پیش تو
غم نامه هجران چه گشاید + وله هیچ جائی ننشستی که رقیبت ننشست + جز دل من که تو جا کردی او بیرون ماند +
وله مکن امشب با خیالت از جفای هجر جان بردم + خیالت در میان جان در آمد ورنه می مردم + وله
فغان کز چشم آن نامهربان زانگونه افتادم + که گر چشم او بر من فتاده است پنداری + وله خیالت در بر
آورده میگویم وصال ست این + وصالت را تمنا میکنم لیکن خیال ست این + وله ضعف غالب شد و از ناله
فرو ماند دلم + دیگر از حال من او را که خبر خواهد کرد + حالت خویش چه حاجت که بر او شرح دهم + گر مرا سوز دلی
هست اثر خواهد کرد + وله در از افتادن مژگان بلا انگیز می باشد + بیاض دیده چون گردون شود خونریز
میباشد + ۹۷۳ نو سو تہتر مین آگرہ مین انتقال ہوا + اور صبوحی می خواہد تاریخ اُسکی ہے صالحی یہ ہرات کا
رہنے والا ہے طالب علم تھا فن شعر اور انشا مین اُسکو بڑی مہارت تھی مدت تک خوشنویسون کے زمرہ مین ہمارا ہم
وطن ما وراء کی طرف چلا گیا وله شب فراق تو در خانه های دیده مرا + نه بسته خون جگر آنچنان که خواب آید + یہ شعر

اُسنے امیر خسرو کے اس شعر کی تتبع مین لکھا تھا ؎ بگرد دیدهٔ خود خار از مژه کردم * که نی خیال تو بیرون رود
نه خواب در آید * وله مدد چشم خون فشانم ز غمت شب جدائی * چه کنم که هست اینها گل و آشنائی * سر برگ گل ندارم
چه روم بگشت گلشن * که شنیده ام ز گلها همه بوی آشنائی * چو سگان بر آستان تو از آن گرفته ام جا * که رقیب در نیاید
به بهانهٔ گدائی * وله تا سرم گشت از آن خنجر بیداد جدا * سر جدا غرقه بخون شد دل ناشاد جدا * عاشقی مایهٔ درد است
چه هجران چه وصال * خسرو از عشق جدا نالد و فرهاد جدا * **صادقی** قندهاری مولد هروی الاصل ہے
مدت تک ہندوستان مین رہا اور وہین مرگیا ؎ مرا ازبسکه از تیغ تو در تن چاک می افتد * بهر پهلو که می افتم
دلم بر خاک می افتد * وله دل مجروح را پروای تن نیست * شهید عشق محتاج کفن نیست * مرا چون تنگ روزی
آفریدند * چرا هیچم نصیب از آن دهن نیست * خیالی از تنم باقی ست و آنهم * چو نیکو بنگری جز
پیرهن نیست * وله روز یکه قسمت همه کس از قضا رسید * شادی نصیب غیر شد و غم بما رسید * ای
دل بگر که میرسد آن مه بناله را * چندین هزار ناله که کردم کجا رسید * رباعی ای قصر جفا یافته بنیاد از تو *
وی رفته بنای عمر برباد از تو * تو گنج ملاحتی و لیکن هرگز * ویرانه نگشت آباد از تو * **صرفی** یہ تخلص شیخ
یعقوب کشمیری کا ہے جنکا حال پہلے مذکور ہوچکا ہے جمیع صفتین اُسکی ذات مین موجود تھین اور جمیع فنون مین
کامل تھے اور ہر فن مین اُنکی تصانیف ہین اشعار اُنکے بہت بلیغ ہوتے تھے وله بر رخ فگند چاشتگه آن نقاب را *
پیش از زوال شام رسید آفتاب را * وله از توتیا مپرس و ز آن خاک در بپرس * خاصیتش ز مردم صاحب نظر
بپرس * آخر عمر مین اُسنے ایک تفسیر بہت بڑی تفسیر کبیر کے برابر لکھنے کا ارادہ کیا تھا اور کچھ تھوڑا سا مسوده بھی
کیا تھا اسی عرصه مین اُنکا انتقال ہوگیا **صرفی ساوجی** مدت تک گجرات مین خواجه نظام الدین احمد کے
پاس رہا پھر لاہور مین آیا درویشانه وضع رکھتا تھا جس زمانه مین شیخ فیضی دکن کی طرف روانه ہوا تھا
تو صرفی بھی اُسکے ساتھ تھا وہین اُسکا انتقال ہوگیا صاحب دیوان ہے وله ز راه کعبه ممنوعم وگرنه می فرستادم
کف پای نیز جستم چیدنی خار مغیلانش * وله گلفروش من که خواهد گل ببازار آورد * باید اول تاب نخوت ناکسے
خریدار آورد * وله گرم خواهی بسوزی آتش رخسار روشن کن * که از خاکستر من تا قیامت نور برخیزد *
صبوری همدانی خان زمان کے معرکه مین قید ہوا قتل سے خلاصی پائی لیکن موت سے نه چھوٹا وله
سپردم جان من بی صبر و دل از داغ هجرانش * چه در دست این که غیر از جان بیرون نیست درمانش * چه سوزی
آشکارا پیش از ظاهر نگردد * چنان آگاه سازم از جراحتهای پنهانش * چو در شبگون لباس آن فتنه

بسرِ شب برون آید ÷ فروغِ صبح ظاهر گردد از چاکِ گریبانش ÷ وله کاش از خنجر من سینهٔ او چاک شود ÷ تا به بیند
دل با کم دل او پاک شود ÷ وله میانش دل مردمان می برد ÷ دل مردمان از میان می برد ÷ صالح دیوانہ
اُسکو درگاہ سے عاقلی کا خطاب ملا تھا مدت تک اُسکے یہ استقلال رہا کہ جبتک پانچ یا چھ طباق کھانے کے
خضر علیہ السلام کے نام پر کسی چشمہ دریا یا حوض پر بھیج نہ دیتا تھا ہرگز کھانا نہ کھاتا تھا قاسم سنہدی ایک فیلبان کا بیٹا
با طبیعت شاعر تھا اُسکے ہاتھ کھانا بھیجا کرتا تھا وہ بیچا کر اور پاجیون کو کھانا کھلا دیتا تھا اور جب صالح پوچھتے تھے
کہ خواجہ کو تمنے دیکھا وہ کہتا تھا ہان اُنھون نے بڑے شوق سے کھانا کھایا اور تمکو دعا دیتے تھے اسی قسم کی جھوٹی
خبرین بیان کر دیتا تھا اور دیوانہ کو یقین آجاتا تھا وله چه سودا کی سر زلفش بپا افگنده زنجیرم ÷ درین سودا بغیر از
جان سپردن نیست تدبیرم ÷ مدت تک اکبر کے مقربون مین سے رہا پھر مردود ہوکر کابل کو گیا اور جب وہان سے
واپس آیا تو حضرت سلطان المشائخ کے مزار فائض الانوار کی تولیت پر مقرر ہوا لیکن اُسنے اُسکو قبول نہ کیا اور پھر
کابل کو چلا گیا ۔ طارقی ملا علی محدث ملا صادق کا بھائی ہے علم حدیث اُسنے ملک عرب مین تحصیل کیا تھا
متقی اور پرہیزگار تھا دوبارہ ہندوستان مین آیا سنہ ۹۸۱ نوسو اکاسی مین اُسکا انتقال ہوا ملا عالم کابلی نے یہ
اُسکی تاریخ لکھی تھی ؎ دریغا کہ ناگاہ ملا علی را ÷ ربود از میان دست برد حوادث ÷ پئے سال تاریخ او سال دیگر
بگو مرده ملا علی محدث ÷ وله تن خاکی چنان افسرده شد از داغ هجرانم ÷ رود بیرون چو گرد از جامه گر دامن افشانم
وله درون روضهٔ جان قامت نهال من ست ÷ نهال قدِ تو نازک تر از خیال من ست ÷ وله مردم چشمم
از انجا در میان آب کرد ÷ تا که نتواند دمی با خود خیال خواب کرد ÷ وله در میان مردمان چون نیست ما را اعتبار
همچو اشکِ خویش میخواهیم از مردم کنار ÷ وله تا دل اندر قید زلف مهوشان انداختم ÷ از برای خویشتن دام
بلائی ساختم ÷ طریقی ساوجی یہ ایک بڈھا آدمی فاسق اور مسخرا تھا اور اپنی بیحیائی سے شاعرون کو
تنگ رکھتا تھا آخر عمر مین دیار حج سے مشرف ہوا وہین اُسنے وفات پائی وله عشق بازان را بغیر از جان
سپردن پیشه چیست ÷ من گر از مردن نیندیشم دگر اندیشه چیست ÷ وله کسی را جان ز دست محنت هجران نمی آید
اگر آمدست هجران بیکسی را جان نمیماند ÷ وله دیگر دیار بجزین خواره که دل بستم ÷ بدام زلف پری چهره گرفتارم
وله من نمیدانم که با دردم چه همت کشته ÷ نی بکس منت نهد نی از کسی منت کشد ÷ وله دیدیم به فتنه چه آن مه دو
هر چند دیده دست کشی فتنه جان ما ÷ و گه گفتی که ز انگشت گرد من مگرد ÷ گرد تو گردم از سخن خویشتن مگرد ÷ وله
دو دعا ... خیالم چه وقت خواب در آید ÷ سحرات من همه شب ماه و آفتاب در آید ÷ بیاد آمدنت با وجود

آنکہ نیائی ٭ زجان قرار رود دردل اضطراب درآید ٭ ولہ درد عشق افزود ہمدردی درین عالم نماند ٭ درد مندے بود
مجنون در جہان او ہم نماند ٭ ولہ کردہ ام از شاہد دنیا تجلی انقطاع ٭ تا نباشد باکسم از بہر دنیا فی النزاع ٭ ولہ نمیتوان
نفسے بی تو در جہان بودن ٭ چہ اکہ جانی و بیجان نمیتوان بودن ٭ ولہ کسی نگفت و نہ پرسید کین چہ مرحلہ بود ٭ کہ خضر آنکہ بہ
واپسین قافلہ بود ٭ ولہ شہر دلم سپاہ غمت را مسخر ست ٭ زین مژدہ ہای تازہ سپاہی لشکر ست ٭ طالب
اصفہانی آٹھ برس سے کشمیر مین رہتا ہے اول ایک آزاد وضع آدمی تھا آخر مین اوسنے نوکری اختیار کی اور
اکبر کی ملازمت مین آیا اکبر نے اسکو کشمیر سے علی راے حاکم تبت خرد کے پاس بطور ایلچی گری کے بھیجا تھا جب وہ
وہان سے لوٹا تو اوسنے وہان کے عجائب اور غرائب کے بیان مین ایک رسالہ لکھکر شیخ ابو الفضل کے سامنے پیش کیا جنے یہ
اکبر نامہ مین اصل عبارت شعر اور انشا مین اسکو اچھی مہارت تھی ولہ زہے ہم بفراق خود چشانی کہ چہ شد ٭ خونریزی دوستمین
فشانی کہ چہ شد ٭ ای غافل از انکہ تیغ ہجر تو چہ کرد ٭ خاکم بفشار تا بدانی کہ چہ شد ٭ ولہ غمنامہ من بدانی و کہنہ شود
مہجوری من بدانی و کہنہ شود ٭ دیر آمدنت سبا کین زخم فراق ٭ ترسم کہ تو دیر یابی و کہنہ شود ٭ ولہ یک روز من
خستہ رہ منزل دل ٭ از آبلہ پائی طلب ساختہ گل ٭ جان صرف رہی کنم کہ از بہر نیاز ٭ جان بر سر جان
باشد و دل بر سر دل ٭ ولہ بیش کوش کہ این بکر عمر حجلہ نشین ٭ چو گل برفتن از غنچہ پا دراگفندہ ٭ چو برگ گل
کہ زباد بہار می افتد ٭ رویم از غم دل خاک بر سر افگندہ ٭ ولہ شادم از اہل جہان گر ز اثر صحبت شان ٭
بجہانی نہ ہم گوشہ تنہائی را ٭ طالعی یزدی یہ طالب علم خوش خط نستعلیق نویس تھا آگرہ مین کتابون کی جلدین
باندھا کرتا تھا ساقیا چند توان خورد غم عالم را ٭ بادہ پیش آر کہ بیرون کنم از دل غم را ٭ ہر دم کند آزار دل
کز خویشتن بیزارش کند ٭ دل کی شود بیزار از و ہر چند آزارش کند ٭ بغیر خود ترا ای نازنین ہمدم نمیخواہم ٭ ترا میخواہم
غیر تو در عالم نمیخواہم ٭ ولہ گر بصد درد دل از من سخنی گوش کند ٭ بشنود قول غرض گوی و فراموش کند
ولہ شود رنجیدہ اگر گویم ز حال خود سخن با او ٭ چہ حالست اینکہ نتوان گفت حال خویشتن با او ٭ ولہ زاہد بصلاح
وز ہر خود مینازد ٭ عاشق بر دوست نقد جان میبازد ٭ دارد ہمہ نظر این ہر دو دوست ٭ تا دوست بسوے کہ
نظر اندازد ٭ ولہ پیش آر قناعتی گر از اہل ہشی ٭ باشد کہ سنگ نقش دنی را نکشی ٭ زنہار کہ آب و آتش کم کاسہ
مخور ٭ گو در گوہر بصد سحاب و ترشی ٭ طفلی ملا درویش فتح پوری کا بیٹا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
اسکا چچا محمد صالح فتح پور کی خانقاہ مین اب مدرس ہے طفلی تیرہ برس کی عمر مین شرح شمسیہ پڑھتا تھا اور
شعر گوئی سے طبیعت اسکی نہایت مناسب تھی بڑے شاہزادہ کی خدمت مین رہتا تھا طفلی تخلص اسے پایا

یہ چند شعر اُسکے قصیدہ کے ہین جو اُسنے بڑے شاہزادہ کی تعریف مین لکھے تھے ع ایا شہی کہ جہان از ہنرتان خلل +
بہ دورِ معدلتش فتنہ پاسبان آمد + امید لطف تو ہست آنچنان کہ عاصی را + گناہ ز آتش دوزخ نگاہبان آمد + تو آنکہ گر
عزم ترا بروز وغا + ظفر علم کش و اقبال ہمعنان گردد + رساند نامۂ اقبال دوش مرغِ شرف + کہ صیت شہرتش از اوج لامکان
آمد + نوشتہ کاتب قدرت عبارتی کانرا + امید ترجمہ و شوق ترجمان آمد + ولہ گر حسن صنم جلوہ گرِ صومعہ گردد + سجادہ
سبحہ بہ زنّار فروشند + نقدِ دو جہان کس نشناسد ز خریدار + آنجا کہ متاع دلِ افگار فروشند + منم کہ یافتہ ام ذوق نشتر
غم را + ز ریش سینۂ من خجلت است مرہم را + ولہ آنچہ ما کردیم با اسلام در روز جزا + جای آن دارد کہ گر کفر دامنگیر ما +
ولہ نوای بزم عشق آتش زن مضراب بود امشب + اشارت نغمہ سنج ابروی پر چشم تاب بود امشب + ولہ کجای ای دل خندہ
در لب گرہ زن + کہ امشب رونق خونناب عشق است + ولہ ہراس سرزنشم نیست زانکہ طعن رقیب + بود سرود ہمیشہ
عشاق آفرین خوانی + زہی نگاہ تو غارتگر مسلمانی + امید وعدۂ تو مایۂ پریشانی + ز سجدۂ صنم ای برہمن مشو نومید + کہ
ہست آئینۂ بخت داغ پیشانی + ولہ کجا ز سینہ و مرہم فروشید درد + مرا کہ مرغ دل خستہ شعلہ بار آرد + یہ چند شعر
ترجیع بند کے ہین ع ای گریہ بشارتی کہ امشب + خوناب جگر بدیدہ زد جوش + وی وصل شفاعتی کہ شوقش + تاراج نمود
کشورِ ہوش + از ذوق سخن مگو کہ مارا + نشتر بجراحت است ہمدوش + این قصہ بکس نمیتوان گفت + الماس بزخم ریزد و
مخروش + الغرض فارسی سمجھنا اور کہنا اس رنگ مین تعجب ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ نہایت عمدہ شعر کہتا تھا ظہوری دکن مین
رہتا تھا آزردہ تھا اسیرون کے گھر کم آتا جاتا تھا شیخ فیضی اُسکی اور ملک قمی کی بہت تعریف کیا کرتا تھا اور یہ
دونون چاہتے تھے کہ شیخ کے ساتھ پایۂ تخت لاہور مین آوین مگر برہان الملک مانع ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ جب دکن مین کچھ غدر ہوا تو وہان کے لوگون نے ان دونون کو قتل کر ڈالا ظہوری صاحب دیوان تھا شعر اُسی کا ہے
ع ظہوری شکوہ ات از یار بیجاست + تو بی طالع فتادی جرم او چیست + عالم کابلی عارف تخلص ایک بہت تیز طبیعت
خوش مزاج تھا مباحثہ کے وقت اس قسم کی باتین کہا کرتا تھا کہ لوگ ہنستے ہنستے لوٹ جاتے تھے شرح مقاصد کی بحث مین سے
ایک تقریر لکھی ہے اور اُسمین یہ لکھا ہے کہ یہ عبارت مین نے کتاب قصد سے لکھی ہے جو میری تصنیفات مین سے ہے اسی طرح شرح تجرید کے
مقابلہ مین تجدید ایک کتاب لکھی ہے ایک دو حاشیہ مطول کے لکھے تھے اور بیان کیا کہ یہ کتاب مین نے طول سے لکھی ہے جو
مطول و اطول کے برابر ایک کتاب ہے اور ایک کتاب اُسی نے ہندوستان کے مشائخ کے حالات مین لکھی ہے اور اسمین
جو کچھ جس مجاور یا فقیر کا حال سن لیا ہے بلکہ کچھ اپنی طرف سے بھی بڑھا کر لکھدیا ہے اور اُسکا نام فواتح الولایت رکھا ہے جب
اُس نے پوچھا کہ واو عطف کے لیے کوئی معطوف چاہیے اور اُسکا یہان پتا نہین تو اُسنے جواب دیا کہ معطوف علیہ

یہان محذوف اور بدیۃ الانتقال ہی یعنی فواتح الولایت و فواتح الولایات اول بکسر ثانی بفتح واو ولایت ہمیشہ قاضی خان کو
اس بات کا رشک تھا کہ اُسنے اول سجدہ کا اختراع کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک روز فتح پور مین مجکو اور میرزا نظام الدین احمد
کو صبح کے وقت زبردستی اپنے مکان پر لے گیا اور وہان اُسنے ایک معجون کھلائی جس سے خواہش بھوک کی بہت
ہوتی تھی اور پھر اپنی کتابین پڑھنا شروع کین صبح سے دوپہر تک ہم دونون نے بھوک کی مصیبت اُٹھائی آخر میرزا نے مجبور ہوکر
کہا کہ کچھ کھانے کو ہو تو لاؤ اُسنے جواب دیا کہ مین یہ سمجھا تھا کہ آپ کھانا کھا کر آئے ہونگے ایک بکری کا بچہ میرے گھر مین ہے
کہو تو اُسکو ذبح کرلون مجبور ہوکر ہم دونون اپنے گھر اُٹھکر آئے اِس قسم کی حرکتین اُسکی بہت تھین یہ چند شعر اُس سے یادگار
ہین؎ می پرید خشمی که میگشتم از وہر لحظه شاد * غالباً گاہی زدیوارش بر وخواہم نہاد * ؎ شکست شیشهٔ عشرت بہر که بنشستم
گسست رشتۂ صحبت بہر که پیوستم * برای کشتن من تیغ کین بکف برخاست * بہر که یک نفس از روی مہر بنشستم * چند
شعر اُسنے سلسلۃ الذہب کی زمین مین لکھے تھے اور اُس مہمل کتاب کا صلصلۃ الجرس نام رکھا اُسمین سب اپنی تصانیف
کا ذکر کیا تھا کہ وہ واقع مین ایک بھی نہ تھی فقط فرضی نام تھے چنانچہ اُسنے لکھا ہے ؎ دیدہ باشی بہ نسخہ تجدید * که مجدد رسید
فیض جدید * کاندر وحدہ موافقت ست نہان * وز بیانش مقامدست عیان * متن تجرید پیش او لنگ ست *
گلشن از محیط آب بہ رنگ ست * لمعہ اش بی تکلف اغراق * حکمت عین حکمت اشراق * وآنکه وصفش نه رتبه
نقل ست * اسم و رسمش دلالۃ العقل ست * وان دُری کان زبحر جود آمد * تحفۃ الجود فی الوجود آمد * جامع ان عوالم الآثار
من تعالیم عالم الاخبار * کاندر و نوع علم با صد و بیست * کرده ام این صفت بگو در کیست * میر عبد الحی مشہدی
مدت تک ہمایون کے زمانہ مین صدارت کے منصب پر رہا اُسکا بھائی میر عبد اللہ قانونی خاص بادشاہی
ندیمون مین سے تھا میر عبد الحی خط بابری کو جسے بابر بادشاہ نے نکالا تھا اور ایک قرآن اُسنے لکھکر
مکۂ معظمہ کو بھیجا تھا اور اب اُس خط کا بالکل اثر باقی نہین رہا خوب جانتا تھا میر علاء الدولہ کے تذکرہ
مین لکھا ہے کہ میر عبد الحی کو بہت سے فن آتے تھے اور خط بابری کو اس سے بہتر اور جلد کسی نے یاد نہین کیا
مگر میرزا عزیز کوکا نے اُسکے جواب مین لکھا ہے کہ اُسکو کوئی فن نہ آتا تھا ہنر جو اُسمین تھا بس یہی خط بابری تھا
اور عجیب طرح کا سادہ مزاج آدمی تھا ایسی ایسی نقلین کہ جنکو لڑکے بھی یقین نہ کرین بے محابا مجلسون مین
بیان کیا کرتا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میرزا اُس سے بہت آشنا تھا اس وجہ سے اُسکا لکھنا
تحقیق معلوم ہوتا ہے شعر سے اُسکو ایک مناسبت تھی کسی فاضل نے محمد مہدی میرزا کے نام پر ایک یائی
بطریق مرثیے کے لکھی تھی جو نہایت مشہور ہے یہان تک کہ لڑکے اول اُسی کو یاد کرتے ہین اور وہ یہ ہے

رباعی

رباعی

ای تاج بدرگاه تو صد رستم زال

میر عبد الحی که وه بھی مزاج لڑکون کا سا رکھتا تھا اُسکے جواب مین اُسنے یہ رباعی کہی

رباعی

ای تاج درست ہزار ہمچون قیصر

عتابی سید محمد نام تھا دکن مین اُسنے بڑا اعتبار پایا تھا ہندوستان مین آکر اُسنے اکبر کی ملازمت حاصل کی بڑا بے قید اور بیباک تھا کسی نے اکبر سے یہ عرض کیا کہ اسنے دکن مین شاہ فتح اللہ کی ہجو لکھی تھی جب اُس سے اکبر نے پوچھا تو اُسنے بالکل انکار کیا اور کہا کہ مین وہان کے آدمیون کی کیا اصل سمجھتا تھا جو مین اُنکی ہجو لکھتا اِس سبب سے اکبر اور زیادہ بدگمان ہوگیا فتح پور مین جب اُسکے مسودے کو دیکھا تو اُسمین اور دو چار آدمیون کی ہجو لکھی تھی دس برس تک اکبر نے اُسکو گوالیار مین قید رکھا پھر بڑے شاہزادہ کی سفارش سے اُسکے قصور معاف کیے اور لاہور مین طلب کیا پھر وہی حرکتین اُسکی باقی رہین ایک روز قاضی حسن قزوینی کے مکان پر گیا دربان مانع ہوا یہ دربان سے ہاتھا پائی کرکے اندر گھس گیا وہان بیٹھے ہوے لوگ کھانا کھارہے تھے یہ بہت خفا ہوا اور کہا کہ فقط اِس کھانے کے لیے تمنے اہل علم وفضل پر دروازہ روکا ہے صاحب خانہ نے بہت عذر کیا اور سب حاضرین مجلس نے خوشامد کی اور کہا کہ آپکو دربان نے پہچانا نہ تھا لیکن اُسنے کسی طرح کھانا نہ کھایا شعر عربی اور فارسی اور خط اور انشا مین اُسکو

بڑی مہارت تھی ایک دیوان بھی اُسکا ہے ولہ در گلخن ہوا دل فرزانہ سوختیم + قندیل کعبہ بر در بتخانہ سوختیم + ولہ مارا رخصت
این خون بحل را نبود ادیم + گفتیم و نوشتیم و بحل را نبود ادیم + ولہ بغیرت تو کہ تا بلبلان این چمنیم + کہ گل شگفتہ ندیدہ ایم
باغ کجاست + ولہ در شور تو نام وفا گریہ آید + قاصد جدا و نامہ جدا گریہ آورد + ولہ کوس سخا بلند و رہ آفتاب نیست +
این طرز خاص مجلس عام تو میکشد + ولہ از سر کوی تو آلودہ بہتان رفتیم + عصمت آوردم و تر دامن عصیان رفتیم +
شب بپایان نرسید با تو زجمعیت دلہا خوش کرد + کہ زکوہت من آزردہ پریشان رفتم + چشمہ خضر عجائب قدم می نازد + گرچہ
لب تشنہ تر از چاہ زنخدان رفتم + قند می بخیت بہر در کہ زدم بنداری + کہ بدر و یزہ سوی آن لب خندان رفتم + در ہفتاد و
دو ملت زدم و از دریا بس + تا امید از در دگیر و مسلمان رفتم + ولہ زبیتابی عتابی دوری و حسنتم و اکنون + چو دردل بگذرد بی اختیارم گریہ
می آید + ولہ در عشق رخت علم و خرد باختہ ام + چہ علم و خرد کہ جان خود باختہ ام + در راہ تو ہرچہ داشتم آخر عمر + در باختم و ہنوز بد باختہ ام
ولہ عجبی نیست کہ از آب و ہوای رخ تو + زاہن دل بد مہر گیا آئینہ را + رہائی کے بعد اکبر نے اُسکو ہزار روپیہ خرچ راہ کے دیکر
قلیچ خان کے حوالہ کیا تاکہ بندر سورت کے رستہ سے سفر حج کو روانہ کردے مگر وہ رستہ مین سے بھاگ گیا گوکن کے حاکمون سے
جا ملا عبیدی بلدیک نوجوان تھا یہ شعر اسکا ہے ۔ متاع درد کہ بہ رسیدیم نمی ارزد + کرشمہ کہ بہ رسید تش نمی ارزم + اس شعر کی لاہور مین
مدت تک دھوم رہی اور اسی تقریب سے حکیم ابو الفتح اُسکی بہت سی تعریف کرکے اکبر کی ملازمت مین لے گیا اکبر نے اُس شعر کی
فرمایش کی تو اُسنے اُس شعر کو چھوڑ کر ایک اور شعر شکایت زمانہ مین پڑھا کچھ اسپر اکبر نے توجہ نہ کی پھر اسکا پتا نہ ملا عشقی حاجی
ترکستان کے پیرزادون مین سے ہے علم سیاق مین اُسکو اچھی مہارت تھی مدت تک میر بخشی رہا ایک دیوان اسکا ہے جسمین شعر اور
قصیدہ بہت ہین لاہور مین ایک مرتبہ اُسنے عرض کیا کہ مین اپنا کلیات پیش کیا چاہتا ہون پھر چند روز کے بعد ایک قصیدہ اور
ایک نئی غزل پیش کرنا چاہی چونکہ یہ بات معلوم تھی کہ اسکے سب شعر ہنسنے کے قابل ہوتے ہین اسلیے اکبر نے کہا کہ اسکو بھی اُسی
کلیات مین جمع کردو ایک ہی مرتبہ ہم سب سن لینگے ایک مثنوی اُسنے بہت بڑی مثل مثنوی خسرو بیگ کے لکھی ہے اُسکے بیٹے
رحمن قلی سلطان کو فن تاریخ مین بہت مہارت تھی اور یہ مصرعہ اُسکی مُہر کا سجع تھا + بندہ رحمان قلی سلطان ولد عشقی خان ہے یہ اشعار
عشقی خان کی تصنیف ہین ۔ عکس چشم پر خمارت در شراب افتادہ است + ہمچو مستی کز سر مستی در آب افتادہ است ولہ غنچہ
از شوق لبت در تبسم خندان نمیرد + بلکہ مہر کو دیدن روی تو چشم دل کشود + ولہ بوقت خط نوشتن میکنم از گریہ تر کاغذ
ز رشک آنکہ بنویسد تمام نام تو بر کاغذ + علمی اسکا لقب میر مرتضی تھا دو غلباتی کے سیدون مین تھا اور لغمان زمان کے
نامی مصاحبون مین افضل تھا مدت تک بدایون مین حاکم رہا اکثر فن اسکو آتے تھے بڑا خوش طبع تھا جہان خان ناظم احمد نگر
جو بدایون کے اکابر مین سے تھا ایک دن اُسکے سامنے اپنی مثنوی کا یہ شعر جو بسم اللہ کی تعریف مین تھا پڑھا ۔

؎ کنگرہ مین جو خندان شدہ ✤ خندہ او از بن دندان شدہ ✤ میر نے کہا کہ کنگرہ مین کیا چیز ہے آپ کے شعر یہ
سب در و دیوار خندان ہین کبھی کبھی میر شعر کی فکر بھی کیا کرتا تھا ولہ ای دل ہمہ شب آن سگ کو خواب ندارد ✤
از نالۂ و فریاد و فغانی کہ تو داری ✤ **میر عزیز اللہ** سیدسیفی قزوینی ہے فن سیاق اور منشی گری مین کامل تھا
علوم شریفہ اسکو حاصل تھے مدت تک دیوان صاحب ہندوستان مین کروری مقرر ہوے تو اسنے کوشش کرکے
پانچ کروڑ روپیہ صوبہ سنبھل سے حاصل کیا آخر مدت تک اسکے حساب کے مواخذہ مین گرفتار رہا عزت کے بدلے ذلت حاصل ہوئی
جو کچھ مال و اسباب اسکے پاس تھا سب خزانہ مین داخل ہوا ولہ سبزۂ خط رستہ از لعلش ببین با آب و تاب ✤ زانکہ دائم میخورد
از خشمۂ خورشید آب ✤ **ولہ** چنین کافتادہ در راہ غم و محنت چو خاشاکم ✤ نسیم لطف و احسانت مگر برداردہ از خاکم ✤ **ولہ** یارب از
معصیت عصیان پریشانم ببین ✤ رحمتے فرما کہ زیر بار عصیانم ببین ✤ غم فراوان غصہ بیحد صبر کم غمخوار نی ✤ چون منم
یاران بکار خویش حیرانم ببین ✤ **میرزا عزیز کوکہ** اسکا لقب اعظم خان تھا حسن اخلاق اور انواع فضائل سے موصوف
تھا بڑا عالی فہم اور ذہین تھا ابتداے زمانہ مین کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا ولہ چون نشد حاصل مرا کام از دل
ناموس و ننگ ✤ بعد ازین خواہم زدن بر شیشۂ ناموس سنگ ✤ **ولہ** ای زلف چلیپای تو زنجیر دل من ✤
وی عشق تو آمیختہ با آب و گل من ✤ **ولہ** نیست کار و بار عالم را مدار ✤ دل ز کار و بار او افسردہ بہ ✤ **ولہ** گشت
بیمار دل از درد و غم تنہائی ✤ ای طبیب دل بیمار چہ میفرمائی ✤ **ولہ** جان غم فرسودہ من شد خاک در راہ وفا ✤ بیوفا
یار اطریق خاکساری راہ بین ✤ اسنے آگرہ مین ایک باغ جہان آرا بنایا تھا اور اسمین بہت سے نقش و نگار کھینچے
اسپر یہ رباعی کندہ کی تھی ؎ یارب بصفاے دل ارباب تمیز ✤ کان نزد تو ہست خوب تر از ہمہ چیز ✤ چون گشت
بتوفیق تو این خانہ تمام ✤ از راہ کرم فرست مہمان عزیز ✤ **عہدی شیرازی** مدت تک گجرات مین میرزا
نظام الدین احمد کے ہمراہ تھا جب دہلی مین آیا انھین دنون مین قاضی محمد جو بر اقضی غالی تھا معزول ہوا حکیم عین الملک نے اس
عہدہ پر عہدی کے منصوب ہوجانے کے لیے بہت کوشش کی اور صدور سے اس امر مین سفارش کی اور بطریق تقدم
تفاؤل کے ✤ قاضی عہدی اسکے تقرر کی تاریخ بھی نکالی مگر کچھ فائدہ نہوا پھر عہدی حکیم عین الملک کے ساتھ دکن گیا اور حکیم کی
وفات کے بعد پھر کچھ اسکا حال نہ معلوم ہوا ولہ از خون لب شکوہ ام اگر بچشید ✤ از روزن دیدہ درد دل برکشید ✤
اشکم ہمہ شعلہ ریزہ آتش میریخت ✤ آہم ہمہ تاب دادہ اخگر میشد ✤ جس زمانہ مین حکیم عین الملک کی وفات ہوئی ہے
تو لاہور مین اور تمام عالم مین حکیم سنائی کی اس رباعی کے مقابلہ مین لوگ رباعیان لکھتے تھے رباعی مینرن نفسے
کہ ہم نفسی نیز دیابست ✤ وین مرغ مراد از قفس نزدیک ست ✤ تا کہ گوئی دو دم از دلبر خویش ✤ در خود بنگر کہ یار بس

نزدیک ست ٭ اور محوی نے اسکے جواب مین لکھا ہے رباعی محوی که دلش با همه کس نزدیک ست ٭ با غنچه باغ و خار
و خس نزدیک ست ٭ زان رو نه گرد زند محفل او را ٭ کش ناله ببال جرس نزدیک ست ٭ حکیم عین الملک نے اسکے
جواب مین یه رباعی کہی ٭ چون یار تو با تو هم نفس نزدیک ست ٭ هشدار که آتشت بخس نزدیک ست ٭ ای مانده
ز همرهان و گم کرده طریق ٭ بشتاب که آواز جرس نزدیک ست ٭ اور ملا عهدی نے یه رباعی کہی ٭ آزادی من مرغ قفس
نزدیک ست ٭ وین شعله بکار خار و خس نزدیک ست ٭ از من بهزار بال و پر بگریزد ٭ گر غم داند که با کسی نزدیک ست
مصنف صاحب لکھتے ہین که ملا عهدی اس رباعی کو میری بیاض مین واسطے یادگار کے لکھ گیا تھا عنایت الله کا
یه شیرازی ہے اکبر کے کتب خانه کا داروغه تھا طبیعت اسکی نہایت چست و چالاک تھی کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا وله افتاده چرخ
بینوا در قفسم ٭ بی بال و پر و صدا چه دل شکسته جرسم ٭ با آنکه حقیر تر ز مور و مگسم ٭ بگرفت ز تنگی دو عالم نفسم ٭ وله ما را علاج خویش آموخته ایم
ما محرمی عصیان خود اندوخته ایم ٭ ما آتش دوزخ از خود افروخته ایم ٭ خود را بگناه خویش سوخته ایم ٭ وله تا کاکل
و زلف نیکوان خم بخم ست ٭ تا شیوه و رفتار بتان چم بچم ست ٭ تا ناوک غمزه در کمان ستم ست ٭ مرگ من و زندگی
من دم بدم ست ٭ وله در گلشن این جهان گلی نیست ٭ کالوده بخون بلبلی نیست ٭ اور گھوڑے کی تعریف مین
یه بیت کہی ہے بیت گوئی که عنانش از بس شتاب ٭ بهم در رود همچو اجزای آب ٭ عرفی شیرازی یه جوان صاحب
طبیعت تھا ہر قسم کے شعر بہت اچھے کہتا تھا مگر اسکے مزاج مین تکبر بہت تھا اسی وجہ سے لوگون کی نظرون
سے گرا ہوا تھا اول مرتبه جو ولایت سے فتح پور مین آیا تو سب سے پہلے شیخ فیضی سے ملاقات کی اور واقعی
شیخ بھی بہت اچھی طرح سے انکے ساتھ پیش آیا اکبر کے سفر خیر مین اکثر تک عرفی فیضی کے ساتھ تھا اور یا محتاج وہین سے
پایا تھا پھر کچھ رنج ہو گیا تو عرفی نے حکیم ابو الفتح سے ربط پیدا کیا اور اسی کی سفارش سے خانخانان سے ملاقات ہوئی
ایک روز عرفی شیخ فیضی کے گھر گیا تھا اس وقت شیخ فیضی ایک کتے کے بچے سے کھیل رہا تھا عرفی نے کہا اس مخدوم زاده
کا کیا نام ہے اسنے جواب دیا عرفی تو اسنے معاً جواب دیا مبارک ہو اسپر فیضی کو بڑا رنج ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین که
عرفی اور حسین ثنائی کا کلام نہایت مقبول ہوا ہر کوچه و بازار مین کتب فروش انکے دیوان لیے پھرتے ہین بخلاف
شیخ فیضی کے که اسنے ہزارون روپیه اپنے مصنفات کے لکھوانے اور آراسته کروانے مین صرف کیا مگر کوئی پوچھتا بھی نہین
عرفی کا ایک دیوان اور ایک مثنوی مخزن اسرار کی بحر مین بہت مشہور ہے وله فردا که معاملان هر فن طلبند ٭
حسن عمل از شیخ و برهمن طلبند ٭ آنها که درود ه جو بی نستانند ٭ و آنها که نکشته بخرمن طلبند ٭ وله کسیکه تشنه لب
نازست میدانند ٭ که موج آب حیات ست چین پیشانی ٭ وله قابل درد محبت کس نیامد در وجود ٭

رنگ روی خویش را ہر کس بدستانی شکست * ولہ عشق میگویم و میگریم زار * طفلِ نادانم و اول سبق ست *
ولہ منہ بیرون قدم از جہل یا فلاطون باش * کہ گر میانہ گزینی سراب تشنہ لبی ست * اس غزل کا مطلع یہ ہے ع
مدارِ مجلسِ ما بر حدیثِ زیر لبی ست * کہ اہلِ ہوش عرب ہند و گفتگو عربی ست * ولہ بشوق دوست چہ سازم کہ در شریعتِ
عشق * نگاہ بی ادبی و خیال رسوائی ست * ولہ زمانہ مرگ مرا بر کدام در دنوشت * کہ من ندیدہ جانبش نہ کردم
استقبال * ولہ یک سخن نیست کہ خاموشی ازان بہتر نیست * نیست علمی کہ فراموشی ازان بہتر نیست * ولہ
گر دست گشتی بکردی طواف * کعبہ اگر بال و پری داشتی * **غزنوی** یہ تخلص خان کلان کا ہے جسکا حال پہلے
مذکور ہو چکا ہے کبھی اُسکی مجلس فاضل اور شاعرون سے خالی نہوتی تھی اگرچہ امور ملکی مین بہت مشغول رہتا تھا مگر کبھی
کبھی شعر کی طرف بھی توجہ کرتا تھا ایک بہت بڑا دیوان جمع ہو گیا تھا اکبر سے کہا کرتا تھا کہ یہ تمھارے زمانہ کا فتنہ ہے
کہ مجھسا آدمی اسمین موجود ہے * ولہ در جوانی حاصلِ عمرم بنادانی گذشت * انچہ باقی بود آن ہم در پشیمانی گذشت
ای جوان ہر چہ تخم نو نسیدی نہ کشتی در جہان * موسم پیری رسید و وقت دہقانی گذشت * ولہ بر و آنی غزنوی
دم از سگان یار ہمدم زن * قناعت کن بنان خشک و استغنا بعالم زن * بنہ تاج تکبر از سر و از ما و من بگذر
اساسِ سلطنت برہم چو ابراہیم ادہم زن * ز خویش و آشنا قطع نظر کن تا بیاسائی * اگر خود دوست و اخوان
در را و بس خم زن * جس زمانہ مین خان کلان سنبھل مین حاکم تھا تو اُسنے شیخ سعدی کی اس غزل کی طرح کی
ع دلیکہ عاشق و صابر بود مگر سنگ ست * ز عشق تا بصبوری ہزار فرسنگ ست * اور خود اُسنے یہ لکھا تھا
ع دمیکہ چہرۂ ساقی ز بادہ گلرنگ ست * بنوش بادہ بر آواز نی کہ دلتنگ ست * میرامانی وغیرہ شاعرون نے
بھی اس زمین مین غزل لکھی تھی چنانچہ جمال خان مرحوم بدایونی نے جسکی طبیعت نہایت نازک تھی ایک غزل لکھی تھی
جسکا مطلع یہ ہے ع تراکہ از می عشرت مدام گلرنگ ست * مرا بفکر دہانت چو غنچہ دلتنگ ست * مصنف صاحب
لکھتے ہین مین اُس زمانہ مین کانت گولہ مین حسین خان کے پاس تھا شام کو یہ غزل جمال خان کے خط کے ساتھ
میرے پاس پہونچی صبح کو اُسکے مرنے کی خبر آئی **غباری** یہ تخلص قاسم علی ولد حیدر بقال کا ہے اصلی ور غرور
مین مشہور تھا چونکہ اکبر نے یہ حکم دیا تھا کہ جس شخص کا نسب مجہول ہو وہ اپنے آپ کو قریش سے منسوب کرے وہ اپنے
باپ سے بہت شرمایا کرتا تھا اور اسکا باپ کہا کرتا تھا کہ مین تیری ضد پر اگر مین دکان پر بیٹھکر میوہ و معجون نہ
بیچا کرونگا اور ہر خریدار سے جو اُسکے بیٹے کو پوچھے یہ کہدیا کرونگا کہ قاسم علی خان میرا بیٹا ہے جو شخص اُس سے پوچھتا تھا کہ تیرے
کے بیٹے ہین تو کہتا تھا آٹھ اسکی تفصیل یہ ہے ع دو از زنست و دو از بی بی و دو از ہر تو * دو دیگر کہ ناز بی بی ستاو

سے نے ازمن * قاسم علی ابتدا مین ٹراحسین تھا اور مجلسون مین غزلین پڑھا کرتا تھا آخر مین اکبر کا مقرب ہوگیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اکیس برس سے مین اسکو دیکھتا ہون کہ ہمیشہ اوسط درجہ کی کتابون کے سبق پڑھا کرتا ہی اور استادون کو جبراً تسلیم کا حکم دیتا ہی اور اگر قبول نہین کرتے تو اس سے موافقت نہین آتی اسی کی نحوست سے اسکا سبق وضع لکھنی مفرد سے نہین بڑھا سلیقہ اسکی شعرگوئی کا ان اشعار سے معلوم ہوتا ہی ؎ ماسوی آب ماہل و حمام جاہی ماست * حمام خانہ ایست کہ خاص از برای ماست * کسی استاد کا یہ مطلع ہی ؎ ماری ز زلف خم بہ خم یارم آرزوست * یعنی کہ بت پرستم و زنارم آرزوست * اسکے جواب مین اسنے یہ مطلع لکھا ہی ؎ اظہار درد پیش سگ یارم آرزوست * یعنی کہ دردمندم و اظہارم آرزوست * ولہ زچشم او نرسد جز بلا بما ہرگز * ندیدہ ہیچ کسی اینچنین بلا ہرگز * ولہ ہرکس کہ بعشق مبتلا می گردد * با محنت و درد آشنا میگردد * ہر دایرۂ عشق ہر ان کورہ یافت * پرکار صفت گرد بلا میگردد * سنہ ایک ہزار مین اسنے وفات پائی * قاسم علی خان ابلہ * اسکی وفات کی تاریخ ہی اور بعضے کہتے ہین سنہ اکیزار ایک مین اسکا انتقال ہوا اس تقدیر پر بجائے لفظ ابلہ کے جاہل ٹھیک ہوسکتا ہی **غزنتی حصاری** طالب علمی کیا کرتا تھا صاحب دیوان ہی وہ کہتا تھا کہ مین ایک زیادہ دنہر مین شیخ حسین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر تھا اسوقت قوال یہ رباعی گا رہے تھے رباعی عمریست کہ من پوست پوشان توام * در دایرۂ حلقہ بگوشان توام * گر بنوازی من از خروشان توام * ور ننوازی من از خموشان توام * حضرت شیخ پر اس وقت وجد طاری ہوا ناگاہ انکی صحبت کی برکت سے مجبر بھی کیفیت آئی اور اس بیہوشی کے حال مین یہ میری زبان سے نکلتا تھا ؎ گر بنوازی مرا و گر ننوازی * در دایرۂ حلقہ بگوشان توام * حضرت شیخ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لیئے پھرتے تھے اس لذت کو مین آج تک نہین بھولا غزنتی نے سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے مین آگرہ مین وفات پائی یہ مطلع اسکا مشہور ہی ؎ دہان یار با من دوش رمزی گفت پنہانی * کہ من سرچشمۂ آب حیاتم ہیچ میدانی * ولہ قضا جدا ز تو خونم چرا نمیریزد * گر نزیست قضا این قدر نمی آید * ولہ مختصر بود حدیث زلبش فہم نشد * خط نگر و لب او حاشیہ مختصر ست * ولہ براہ عشق تو ہرہیچ منزلی نرسیدم * کہ در عشق ترا بیشتر رسیدہ ندیدم * **غیرتی شیرازی** ایک مدت تک ہندوستان مین رہا پھر شیراز مین چلا گیا ؎ بقتل غیر ہم راضی نیم زیرا کہ میدانم * اجل زہر ہلاک از خنجر جلاد من بردہ * ولہ زنار سبحہ ای زاہد گرہ بی صدق نگشاید * برو یکچند این را رشتۂ زنار گران کن * ولہ خوش دیار یست سر کوی محبت کہ شود * ہمہ با مہر دل کینۂ افلاک آنجا * ولہ ہلاک خنجر آن قاتلم کہ خون مرا * چنان بریخت کہ یک قطرہ بر زمین نچکید * **فارغی شیرازی** یہ شاہ فتح اللہ کا بھائی ہی ایک مرتبہ ہندوستان مین آیا بیرم خان خانخانان نے اس سے

التماس کیا کہ فارغی تخلص شیخ عبدالواحد خوافی کا مشہور ہے اور مجکو اُس سے بڑا اعتقاد ہے اسلیے تُم اپنے تخلص کو
بدل کر فائقی تخلص مقرر کرو چنانچہ چند روز اُسنے یہی کیا جب عراق کو گیا پھر وہی پہلا تخلص مقرر کیا دوبارہ
ہندوستان مین آیا یہین اُسکا انتقال ہوگیا اُسکا بیٹا میر تقی علم ہیئت و نجوم مین شاہ فتح اللہ کا قائم مقام تھا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی بیست باب اصطرلاب کے اُس سے پڑھے تھے نہایت ذہین و عالی ہمت تھا
اُسکا بھائی میر شریف بھی سارے فضائل و کمالات سے موصوف تھا میر تقی کہا کرتا تھا کہ ساری برادری مین ایک
مین اور میرا بھائی سُنّی ہین باقی سب رافضی ہین یہ اشعار فارغی کی تصنیف ہین ؎ خوش آن کز وعدہ ات خوشحال در
محنت سرای خود * نشینم منتظر ساعت بساعت سوی در بینم * وله بجائی میرساند عشق آخر آشنائیها * که عاشق
خویش را بیگانه باید از جدائیها * وله بر تن خاکی مجنون نبود داغ عیان * گر پی ناقه لیلی ست برو ماند نشان *
وله رسید ایام عید و فکر من پیوسته آن باشد * که بهر تهنیت یارب که با او همزبان باشد * وله بملک دل جهان شد
عالم چو لشکر عشقت * که آنجا کاروان صبر هرگز بار نگشاید * جنون آن عقده ها در عشق بگشاید بآسانی * که با صد گونه
محنت عقل عقده از نگشاید * بشرطی فارغی در خدمت آن بت کمر بسته * که تا روز قیامت از میان زنار نگشاید
وله در هجر ساختیم بحیات خود ای اجل * نتوان در انتظار تو هم بیش ازین نشست * اُسنے حضرت امام رضا
علیه السلام کی منقبت مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہے ؎ صراف چرخ صبح که دکان خود کشاد * هر خرده
که داشت بیک اشرفی بداد * فهمی طهرانی بڑا سیاح اور جہاندیدہ تھا ہندوستان مین آیا پھر ولایت کو چلا گیا
؎ ز عشق آن شعله خواهم در تن غم پرورم افتد * که تا گرم ز سوزش آب و خاکسترم افتد * وله دل باحتمال پیش دهم
قرار * هر چند این محال میسر نمیشود * رو مزن دم ز سوز تا دم صور * که جهان جز برای ماتم نیست * فهمی سمرقندی
یہ نادری سمرقندی کا بیٹا ہے مُعمّا خوب کہتا تھا ہندوستان مین آیا تھا اور پھر یہان سے چلا گیا ؎ تا خاصیت
باده من پیر مغان گفت * از توبه پشیمان نه چنانم که توان گفت * وله ز موی عنبرین چون بر تنش پیراهنی دیدم
لباس کعبه اش پنداشتم بر خویش پیچیدم * فکری یہ تخلص سید محمد جامہ باف مشہور بہ میر رباعی کا ہے سنہ ۹۷۳ کو
مین جونپور کے سفر مین اُسنے انتقال کیا * میر رباعی سفر نمود * اُسکی تاریخ ہے رباعی دارد فکری سر کیسه ما هیچ نیست
در دست بدل نهان که درمانش نیست * عمریست که با کدوه ز سر در ره عشق * سرگرده رهیست که هیچ پایانش نیست * رباعیه
ای دل اگر تو یار سپاهی ست مترس * کارش همه جور و کینه خواهی ست مترس * و لشکر حسن او دو چشمش جنگی ست * باقی خط
و خال او سپاهی ست مترس * وله چون مهر کسی که تیغ بر سر نگرفت * تا قدش سپهر در زر نگرفت * گلبن بجفای

خار تا دوق نہاد + گل ہر ہینی چو غنچہ در بر نگرفت + ولہ فرد اکہ نماند از جہان خبر خبری + ظاہر شود از بہار محشر اثری + چون سنبلہ
سر از خاک بر آرند بتان + ما نیز بعاشقی بر آریم سری + ولہ سر وی با زلف شگون و چہ شبنم بر طرف + از تو میبارد نمک ای وا ای
بر دلہای ریش + **فنائی** یہ قوم چغتائی سے تھا سفر اسنے بہت کیے تھے زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوا تھا
لڑائیون مین بھی اسنے بڑی بڑی بہادریان کی تھین اسی وجہ سے اسکو خانی کا خطاب ملا تھا مگر بعضے امور کی
وجہ سے پھر اسکے مرتبہ کو تنزل ہو گیا ایکدن کہتا تھا کہ یہ تینون شین یعنی شمشیر اور شعر اور شطرنج کو کوئی مجھسے زیادہ نہین جانتا
اکبر نے فوراً جواب دیا کہ شاید شین شیطانی بھی ایسا ہی ہو مدت تک وہ قید مین رہا جب چھوٹا تو دیوانہ ہو گیا صاحب
دیوان ہے ولہ رسد ہر کس بمقصودی ز یارب یارب شبہا + چرا مقصود من حاصل نشد یارب ز یارب ہا + مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ یہ مطلع مجکو پچاس برس سے یاد تھا مگر تاریخ نظامی مین اسکے نام پر لکھا ہے ۵ نگوم بہر تشریف قدمت
خانہ دارم + غریبم خاکسارم گوشہ ویرانہ دارم + ولہ تا گل روی تو از بادہ گلفام شگفت + بادہ از عکس گل روی تو در جام شگفت
فسونی یزدی یہ ایک سید قصہ خوان تھا طبیعت اسکی شعر سے بہت مناسب تھی تتہ سے اگرہ بلا زمان بادشاہی
مین داخل ہوا ولہ بی جہت اندیش ناجنسے گذر کردن چہ بود + گر گذر افتاد سوی او نظر کردن چہ بود + در سخن بودی بغیر از دم
چون ویدی مرا + گر حجاب از من نبد کردی مختصر کردن چہ بود + ولہ چون شدم حاضر کہ با اغیار میگوئی سخن + کردی از را
غافل و دیدی نہانی سوی من + کرد تعظیم فسونی بفریب دگران + ورنہ ان مسیر و بالا کو تعظیم نمود + ولہ بعد زہر از عدہ
کہ یکبار رخ نمود + ہم زبیم غیر زمانی نمود و رفت + ولہ کشتہ غمزۂ جانان نہند چشم بہم + دم آخر شدہ حیران ہمہ رخ
قاتل خویش + **فیروزۂ کابلی** یہ میرزا محمد حکیم کا خانہ زاد ہے اصل اسکی قوم ہنکادہ سے تھی شاید کسی لڑائی مین کسی
سپاہی کے ہاتھ آگیا تھا پھر میرزا محمد حکیم کی خدمت مین رہا کسی قدر علم و خط مین بھی مہارت تھی موسیقی مین بھی
کچھ دخل رکھتا تھا جب اکبر سفر پٹنہ سے لوٹا تو وہ بھی قاضی خان بدخشی کے ساتھ اکبر کی ملازمت مین آیا ولہ
غیر منظور ساختہ یعنی چہ + بندہ را از نظر انداختہ یعنی چہ + کس ندیدیم مدور تو باین حسن و جمال + قیمت حسن انداختہ
یعنی چہ + ولہ علاج مین تن بیمار پیست جز مردن + بر طبیب مکن رنج خویشتن ضائع + **فہمی استرابادی**
ذی استعداد آدمی تھا دہلی مین اسنے وفات پائی اور یہ رباعی اسکی تصنیف ہے رباعی ای روی تو در عرق
گل آب زدہ + زلف تو در و بنفشہ تاب زدہ + چشمان تو چون دو مست در یک بالین + سر بر سر ہم نہادہ و خواب زدہ
ولہ درین زمانہ فراغت فسانۂ شدہ ہست + کجا روم چہ کنم بد زمانہ شدہ ہست + ولہ جان طلب اہل وفا از جفا کردن
نشست + تیغ بردار کہ خون ہمہ در گردن تست + **ملک الشعرا شیخ فیضی** شعرا در معما اور عروض قافیہ و تاریخ

اور لغت اور طب اور انشا مین بے نظیر تھا ابتدا مین فیضی تخلص کرتا تھا مگر جب ابوالفضل کا علامی لقب ہوا تو اُسنے
بھی فیاضی تخلص مقرر کیا مگر یہ اُسکو مبارک نہوا دو تین مہینے کے بعد ہی انتقال ہو گیا تکبر اور حسد اور خباثت اور
رعونت اور نفاق اور اہل اسلام کی عداوت اور صحابہ کرام اور تابعین اور کل سلف اور خلف اور مشائخ پر طعن اور
دین کی اہانت اُسکا شیوہ تھا ان امور مین یہود اور نصاریٰ اور ہنود اور مجوس سے بھی ہزار درجہ غالب تھا جو چیزین
دین مین حرام ہین اُن سب کو مباح اور جو فرض ہین اُنکو حرام جانتا تھا اپنی بدنامی مٹانے کے لیے اُسنے قرآن کی ایک
تفسیر بے نقط لکھی تھی عین حالت مستی اور جنابت مین لکھا کرتا تھا اور ہر طرف سے کتے اُسکو پامال کیا کرتے تھے فیضی
کا خاتمہ بہت بُری حالت سے ہوا اکبر نزع کے وقت اُسکی عیادت کو گیا تھا وہ اُسکی طرف کتے کی طرح بھونکنے لگا چنانچہ
اس حکایت کو اکبر خود بھرے دربار نقل کرتا تھا اور اُسکے منھ پر ورم آ گیا تھا اور لب سیاہ ہو گئے تھے چنانچہ اکبر نے ابوالفضل سے
پوچھا تھا کہ ہونٹون پر اتنی سیاہی کیون ہو گیا شیخ نے مسی ملی تھی اُسنے جواب دیا کہ خون کی قی کا اثر ہے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ اُسکی خباثت ایسی تھی کہ اگر اس سے اور زیادہ اُسکا بُرا حال ہوتا تو وہ اُسکے لائق تھا لوگون نے اُسکے
مرنے کی تاریخین طرح طرح مذمت آمیز نکالی تھین اُنمین سے یہ ہے ع فیضی بے دین چو مُرد سال وفاتش فصیح ۞ گفت
سگے از جہان رفتہ بحال قبیح ۞ اور دوسری تاریخ یہ ہے ع سال تاریخ فیضی مُردار ۞ شد مقر بچار مذہب نار ۞ اور
دوسرا قطعہ یہ ہے ع فیضی نحس دشمن نبوی ۞ رفت با خویش داغ لعنت برد ۞ سگکے بود دوزخی زان شد ۞ سال فوتش
چہ سگ پرستے مرد ۞ اور علی ہذا القیاس ۞ قاعدہ الحاد شکست ۞ ایضاً ۞ فیضی ملحدی ۞ ایضاً چون بناچار رفت شد
تاچار ۞ سال تاریخ خالداً فی النار ۞ چالیس برس تک شعر گوئی مین مصروف رہا مگر کوئی شعر اُسکا ٹھیک نہوتا تھا
بندشین اچھی ہوتی تھین مگر مزا نہ تھا فخریات اور کفریات خوب لکھتا تھا مگر ذوق عشق اور معرفت سے خالی تھا اُسکے
دیوان اور مثنوی مین بیس ہزار شعر سے زیادہ ہین مگر ایک شعر درد آمیز نہین اگرچہ وہ بہت سا روپیہ کاتبون کو دیکر
اپنے مصنفات لکھوا کر ہر جگہ لوگون کو بھیجا کرتا تھا مگر کوئی اُسکے شعر کو پوچھتا نہ تھا چند شعر منتخب بطور یادگار کے اُسنے
میرزا نظام الدین احمد کے پاس بھیجے تھے اُسمین سے کچھ شعر یہ ہین ع مژگان مبند چون قدم از دیدہ میکشی ۞ مردان رہ
برہنہ نہادند پاے را ۞ ولہ چہ دستی بری ای تیغ عشق اگر داست ۞ بزبان ملامت گر زلیخا را ۞ نظر فیضی چو خاک نشینان
گلخنیم ۞ مور را نغز سلیمان سدا قسمت ما ۞ ولہ مشکل کہ سیل دیدہ بگردش در آورد ۞ طوفان نوح می طلبد آشنائی تو ۞ ولہ کعبہ ایران ثمن
ای عشق کا ضجا یکنفس ۞ گہ گہی پس ماندگان عشق منزل میکنید ۞ ولہ ای عشق رخصتست کہ از دوش آسمان ۞ بر دوش خود
نہم علم کبریائی تو ۞ ولہ تا چند دل بعشوہ خوبان گرو کنم ۞ این دل بسوزم و دل دیگر دگر کنم ۞ فیضی کفم نہی رہ عاشقی بیا

دیوان خود مگر بد و عالم گرد کنم + اور ایک فخریہ قصیدہ پر اسکو بڑا ناز تھا جسکا مطلع یہ ہے ؎ شکر خدا کہ عشق بتان ست رہبرم
در ملت برہمن و در دین آزرم + درین دیار گروہی شکر لبان ہستند + کہ بادہ با نمک آمیختند و بستند + اسنے ایک مثنوی
مرکز ادوار مخزن کی زمین مین لکھی تھی مگر اسکو مبارک نہوئی دو شعر اسکے یہ ہین ؎ تا بجہد دریوزہ درین در شدم + تا بدل
دست توانگر شدم + کم طلبیدم کہ ہمہ پیش رفت + بیش نشستم قدمم پیش رفت + اور اسکی بلقیس او سلیمان کے شعر یہ ہین
؎ دگر رفتم کہ بگذارم مقابل + شگاف خامہ ابار وزن دل + ازان وزن باین وزن در آید + خود آن نوعی کہ جانرا سر آید
اگرچہ رفت ازین دیوان بیداد + سلیمان سخن را تخت بر باد + مین آید یکی تدبیر کردن + بافسون دیو را زنجیر کردن +
بتخت معنی از سرمایہ بستن + زگنج خود بپیرایہ نشستن + یہ معما اسم قادری کا ہے ؎ ز داغ عشق بگذارم نشانہ + چو در دل
یادگار ست و یگانہ + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب وہ دکن مین تھا تو دو خط مین نے اسکو کشمیر سے لکھے
اور جب اسکو اکبر کی بے التفاتی میرے حال پر معلوم ہوئی تو اسنے میری سفارش مین یہ عرضی ششم جمادی الاول
سنہ ایکہزار کو احمد نگر سے لاہور مین اکبر کے پاس بھیجی عرضی عالم پناہا درینولا دو خویش ملا عبد القادر بدایونی مضطرب
حال گریان و بریان رسیدند و نمودند کہ ملا عبد القادر چند گاہ بیمار بود و از موعدیکہ در درگاہ داشتہ متخلف شدہ و او را کسان
بادشاہی بشدت تمام بردہ اند تا عاقبتش کجا انجامد و گفتند کہ اشتداد بیماری او بعرض اشرف نرسیدہ شکستہ نوازا
ملا عبد القادر اہلیت تمام دارد و علوم رسمی آنچہ ملایان ہندوستان میخوانند خواندہ پیش خدمت ابوی کسب فضیلت
کردہ و قریب بسی ہفت سال میشود کہ بندہ او را میدانم و بافضیلت علمی طبع نظم و سلیقہ انشای عربی و فارسی و چیزی
از نجوم ہندی و حساب یاد داشت و ہمہ ادیانہ وقوف در نغمہ ولایت و ہندی و چیزی از شطرنج صغیر و کبیر دارد و مشق
بین بقدری کردہ با وجود بہرہ مند بودن ازین ہمہ فضائل بہ بی طمعی و قناعت و کم تردد نمودن و راستی و درستی ادب
تامرادی و شکستگی و گذشتگی و بی تعینی و ترک اکثر رسوم تقلید و درستی اخلاص و عقیدت بدرگاہ بادشاہی موصوف است
وقتیکہ لشکر بسرکوبی عمل سیر تعیین میشد التماس نمودہ بامید جان سپاری رفت و آنجا ترددی کرد و زخمی ہم شد و بعز جنبا
رسیدہ و انعام یافت اول مرتبہ او را جلال خان قورچی بدرگاہ آوردہ بعرض رسانیدہ بود کہ من امامی برای حضرت پیدا کردہ ام
کہ حضرت را خوش خواہد آمد و میر فتح اللہ ہم اندکی از احوال او بعرض اقدس رسانیدہ بود نمر و فد مستاخوی برحال او مطلع نباشند
مشہور است سعی چو بی طالع زخرد اریہ بہرہ + چون درگاہ رستان ست درینوقت کہ بی طاقتی زور آوردہ بندہ خود را حاضر
اینجا سر بہ الاہستہ احوال بعرض رسانید اگر درینوقت بعرض نمی رسانید نوعی از ناراستی و بی حقیقتی بود و حق سبحانہ و تعالی
بندہای سعی بیگناہ را در سایہ فلک پایہ حضرت بادشاہ بر راہ راستی و حق گذاری و حقیقت شناسی قدم ثابت کرامت

آنحضرت ابر گل عالم و عالمیان سایہ گستر و شکستہ پرور خطا پوش ہزاران ہزار دولت و اقبال عظمت اجلال و بیگاہ دارا و بعزت پاکان درگاہ الٰہی و روشن دلان سحر خیز صبحگاہی آمین آمین۔ مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ شیخ فیضی نے اُنکے ساتھ ایسا سلوک کیا اور انھوں نے اُسکی ایسی مذمت لکھی اور جو بعض باتیں جو مُردوں کے بُرا کہنے سے ممانعت ہے اسکا بھی کچھ خیال نہ کیا اسکی کیا وجہ ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سب باتیں واقعی ہیں مگر تعصب مذہبی اسمیں بڑھا ہوا ہے الحب للہ والبغض للہ۔ فیضی کے مرنے کے بعد چار ہزار چھ سو کتابیں نہایت عمدہ اور صحیح اُسکے کتب خانہ کی اکبر کے خزانہ میں داخل ہوئیں جب اکبر نے اُسکی فہرست ملاحظہ کی تو اُنکو تین قسم کیا اعلیٰ درجہ میں وہ کتابیں رکھیں جو نظم اور طب اور موسیقی میں تھیں اور اوسط درجہ کی حکمت و تصوف اور ہیئت اور ہندسہ اور ادنیٰ درجہ کی تفسیر اور حدیث اور فقہ قرار پائی اسمیں ایک سو ایک نسخہ مقطوعہ درس کے تھے اپنی موت کے قریب اُسنے چند شعر نعت اور معراج کے بیان میں نلدمن میں درج کر دیے تھے یہ ابھی لوگوں کے بہت کہنے سننے سے ہوا تھا یہ چند شعر اُسکی کتاب کے خاتمہ کے ہیں۔ شعر

شاہنشاہا خرد پذیرا ✤ دریا گہرا فلک شکوہا ✤ بر مسند جہان بعیش پیوست ✤ دور تو شراب آسمان مست ✤ نی مطرب پردہ ہای خونی ✤ کلکم نوای ارغنونی ✤ زین بزم کہ عشرت تو ساقی ست ✤ گر من بروم ترانہ باقی ست ✤ سازند سبو کشان فسانہ ✤ مطرب بنوا و بزم تو ترانہ ✤ امروز با ہمہ نوای چون شہد ✤ من بر بدم تو خسرو عہد ✤ این خامہ کہ کردہ ام فلک سای ✤ پیش تو ستادہ ام بہ یکپای ✤ ترکیب طلسم خود آیم مینا ✤ وین خدمت جاودانیم مینا ✤ این نامہ کہ عشق بر زبان برد ✤ طغرای ترا بہ آسمان برد ✤ من بادہ ستمکار ہوشم ✤ یعنی سبو داگر بجوشم ✤ از قافلات ظلم درائی ✤ معذورم اگر کنم صدائی ✤ این دیدہ بہا دستکارم ✤ کز دادۂ ایزدی شمارم ✤ صد بلبل مست نغمہ گر ساخت ✤ گر ہند گسل عراق برخاست ✤ پیرایہ ام معانی بکر ✤ در گنجہ طبع دہلی فکر ✤ زین پیش کہ سکہ سخن بود ✤ فیضی رقم نگین من بود ✤ اکنون کہ شدم بعشق مرتاض ✤ فیاضم از محیط فیاض ✤ در دور تو خسرو یگانہ ✤ چیدم گل بخت از زمانہ ✤ بزمم ز نسیم طبع گل خیز ✤ جامم ز می نشاط لبریز ✤ من خندہ شکفتہ کام یابم ✤ ساقی چو صراحی ایستادہ ✤ از ہم من و بخت جرعہ کش تر ✤ روزم خوش و روزگار خوشتر ✤ چون دور تو گشت با عنانم ✤ بامی نہان ضمیر انجم ✤ این چار ہزار گوہر ناب ✤ کانگیختہ ام ز نشتمین آب ✤ بپذیر کہ آب گوہرست ✤ از بہر نثار افسرست ✤ گر مشتری نثار کردم ✤ بی کیسہ در و شمار کردم ✤ زین بحر کہ سر باوج جوشد ✤ گوہر ہمہ موج موج جوشد ✤ زر بیان بفنون نکتہ وری ✤ نشست سخن بہ بنگ وزری ✤ ہر نکتہ کہ خامہ باز بستش ✤ آوردہ دلم ز دور دستش ✤ دارم ز قلم زبان غیب راہی ✤ کوہی نہفتہ زیر کاہی ✤ فیضی ست بجوی دل ترازش ✤ لبریز حقیقت از مجازش ✤ برگوہرش اگر کنند این سازش ✤ در رنگ روان قصہ آواز ✤ پیچیدم ازین دم سبک سیر ✤ تا ربہ مہمان نہ دیر ✤ فکرم کہ بود معانی انگیز ✤ بحریست ز آب خود

گهرخیز ٭ این خط که دهر بنور مایه ٭ از کلک منت نیم سایه ٭ هر معنی از وچو آب وجوی ٭ هر نکته در وچو تاب دموی ٭ این در که توانگر[illegible]

بها داد ٭ کاقبال دوکون ونما داد ٭ دیداین بت کارگاه آذر ٭ پیراستگی بماه آذر ٭ سی ونهم از جلوس شاهی ٭ تاریخ مجدد آلهی

چون سال عرب شمار کردم ٭ الف وسه الف نگار کردم ٭ این باغ که پر ز نکهت تست ٭ یک گل ز نهال دولت تست ٭ دارم

طرب ایاغ دیگر ٭ در طرح چهار باغ دیگر ٭ گر عشق چنین بسوز دم پاک ٭ مهتاب برون برآرم از خاک ٭ بگداخته آبگینه دل ٭ آئینه دهم

بدست محفل ٭ بر خوابِ هند فسانه بازار ٭ من گشتم ازین فسانه بیدار ٭ این عرصه آسمان نوردان ٭ کانجاست نظر ز کند گردان ٭

جادو نفسان بنوک خامه ٭ بستند طراز نگارنامه ٭ من هم بجهان بهرامی ٭ بستم ز سخنوری طلسمی ٭ بگداخته ام دل و زبان را ٭ کاین نقش

نموده ام جهان را ٭ طبعم چو بخانه نکته می‌بیخت ٭ در مجمره آب خضر میریخت ٭ می دیده بنافه تری مشک ٭ میگیر مسیحش از نفس خشک ٭

این مجمره ایست عنبر آمود ٭ یا مجمر بست عنبرین دود ٭ شد مهد چو این بلند طارم ٭ در نهصد و پنجه و چهارم ٭ اکنون که چهل و نهم درین

دیر ٭ هفتاد و دو شعبه کرده ام سیر ٭ در بتکده‌های هند محفل ٭ آتشکده‌های فارس در دل ٭ بنمود به طلسم و نیرنگ ٭ آئینه شاهی از کف

زنگ ٭ امروز به دودمان ایام ٭ زد نوبت من سپهر بر بام ٭ سلطان سخن که شد امانم ٭ اورنگ نهاد بر زبانم ٭ هم با امرا نظیر گشتم ٭

هم بشعرا امیر گشتم ٭ هر سو گندم به نکته رانی ٭ زانو زدم صف معانی ٭ تا عشق نشست در ضمیرم ٭ اکلیل طرازند سریرم ٭ شمشیر زبان من

ملک سخنی ٭ ناوک فگنان رزم دعوی ٭ چون بر سپهم نظر فگندند ٭ در معرکه ام سپر فگندند ٭ کلاه سر بلند نامی ٭ طغرا کش قادر الکلامی

فخر الحکما خط جبینم ٭ ختم الشعرا گسل نگینم ٭ بکشود کلید آسمانی ٭ بر فکرت من در معانی ٭ چون از نفس من این سخن زاد ٭ خضر

و عمر خود بمن داد ٭ گر در سر خم فراز کردند ٭ عمر سخنم دراز کردند ٭ گر نقد دو کون بر شمارم ٭ گر دستِ نشسته از غبارم ٭ این خامه که کرد

نامه ام طی ٭ در ناخن کج رقم زند نی ٭ مضمون صحیفه ابدین ٭ در عشق نهفته صد خرد دین ٭ هر کس نه ازین شکوه لال است ٭ نامحرم خلوت

خیال است ٭ آن کو بسخن فتاده کاوش ٭ انصاف دهاد روزگارش ٭ بس نیست ز عقل قاصران را ٭ صد طعنه زدن معاصران را ٭ آنان که

به نطع خاک خفتند ٭ وانی ز زبانیان چه گفتند ٭ ریزند دهان اگر برین نور ٭ من دارم شان بدیده معذور ٭ وان نیز رسد که من نباشم ٭

دستان سرای این چمن نباشم ٭ آنانکه بگل زدند خارم ٭ افسوس دهند بر مزارم ٭ ای ریخته در دجرعه بر صاف ٭ بر چین گلی ز بهار انصاف ٭

وا لا گهرم بقیمتم دار ٭ از ارزش نه گر غنیمتم دار ٭ صبحی که درین چمن سرایم ٭ صد باغ بریزد از نوایم ٭ من خاک ره گهرشناسان ٭ کامروز

بزعم ناسپاسان ٭ این گنج گهر چو برگشایند ٭ انصاف کزین نظر گشایند ٭ دریافته قدر گوهران را ٭ دیده بنظیر اختران را ٭

چون سحر شدند گوهر آباد ٭ محو هوس آفرین شان شاد ٭ رشک ست هزار عشق فن را ٭ کز سحر سرشته ام سخن را ٭ این خامه طراوش عجب داد ٭

کز نخله خشک این رطب داد ٭ این دم که ز عشق یادگار است ٭ از جوش درونه ام بخار است ٭ فیاضی ازین طلسم سازی ٭ تا چند

کنی نفس درازی ٭ آن به که فسانه در نوردی ٭ زان پیش که خود فسانه گردی ٭ ای سوخته ضبط این نفس کن ٭ بس کن ز حدیث عشق بس کن

فارسی اسکا نام شریف تھا خواجہ عبدالصمد مصور کا بیٹا ہے حسن خط اور تصویر مین بے نظیر تھا مشہور ہے کہ اسکے باپ نے ایک دانۂ
خشخاش پر ایکطرف تمام سورہ اخلاص ایسی لکھدی تھی کہ خوب پڑھی جاتی تھی اور اسی طرح دوسری طرف بھی کچھ لکھا تھا اور شریف
اسکے بیٹے نے ایک خشخاش کے دانہ مین آٹھ سوراخ کر دیے تھے اور اسمین ڈورے ڈال دیے تھے اور ایک چانول کے دانہ مین
ایک تصویر سوار کی بنائی تھی اور ایک جلودار اسکے ساتھ تھا اور تلوار سپر وغیرہ سب اسکے پاس تھی طبیعت اسکی عالی تھی صاحب
دیوان ہے یہ اشعار اسنے خود منتخب کر کے مصنف صاحب کو دیے تھے ٭ مرا بناله دراز شب روان غنیمت ٭ که از اشعهٔ آن نور طی
کنند ٭ کرم تراست ولیکن تمام جرم من است ٭ مرا چو عفو نمائی همه گناه کنند ٭ وله شر ناله بغربال ادب می بیزیم ٭ که بگوش تو مبادا رسد
آواز درشت ٭ وله زمین عشق بکوئیم صلح کل کردیم ٭ تو خصم گرد و زما دوستی تماشا کن ٭ وله فضای سینه ام از دوستی چنان
پر شد ٭ که با کمال طلب ذره نمی آید ٭ وله توفیق در طریقت ما پای مردیست ٭ ما دوست را بجالت دیگر شناختیم ٭ وله غمی دارم
که شادیها فدایش ٭ ز چشم بد نگهدارد خدایش ٭ وله چو دل برآتشم بیرنگی کرد ٭ تو کل هم با ویگانگی کرد ٭ وله دل اگر زنده دار ایا
بشناسش برسان ٭ بود دو جهان که سخن دلم آمیخته بود ٭ وله ز طبع خود چه سرایم ز عقل دم چه زنم ٭ بعالمی که رهم دیده بطالم ٭
وله ای خرد دست تهی تا چند در بازار عشق ٭ قیمت هر جنس پرسی خجلت از کالا بری ٭ وله عشقی دارم که دین و ایمان است ٭
دردی دارم که بیسر و سامان نیست ٭ گر عشق جدا شود ز من می میرد ٭ گویند که شریف فارسی جان منست ٭ وله بعد حسن
ز دل داشتن جهان عجب است ٭ که چون هلال نمایندش انگشت نما ٭ وله جنس کساد شکر از رخ از ان بلند شد ٭ کز طرف دیار عجم
قافله نرسید ٭ وله این دل که ربوده میندازش ٭ گنجی است گران نماید ٭ وله صبا بعشق بگو همتیکه با رفتیم ٭ دگر بکوی تو از آب دیدهٔ گل
نشود ٭ وله ز رشک عشق خموشم نه از تکبر عشق ٭ که جز حدیث توام بر زبان نمی آید ٭ **قراری گیلانی** یہ ملا عبدالرزاق کا بھائی

ق

اور حکیم ابوالفتح اور حکیم ہمام کا حقیقی بھائی ہے انواع فضائل اسکی ذات مین موجود تھے فن شعر اور خط سے بھی ماہر تھا فقر اور توحید
اسکے مزاج مین بہت تھی صاحب دیوان ہے ابتداے حال مین اپنے بھائیون کے ہمراہ نوکرون کے زمرہ مین داخل ہوا تلوار
باندھنی اسے نہ آتی تھی ایکروز چوکی کے وقت بیدول کھڑا ہوا تھا بعض لوگ اسپر ہنسنے لگے اسنے کہا کہ ہم لوگ سپاہ گری مین جاہے
اور امیر تیمور کی اسنے ایک نقل بیان کی کہ ایک مرتبہ امیر مذکور نے کسی لڑائی کے میدان مین فوج کو یون ترتیب دیا کہ سب سے آگے
سوار رہیں اور انکے پیچھے غلہ کے بھرے ہوے اونٹ اور سارا رسد کا سامان اور انکے پیچھے بیگمات اسوقت جو علما لشکر کے ساتھ تھے
انھون نے عرض کیا کہ ہم کس جگہ ٹھہرین امیر نے جواب دیا کہ بیگمات کے پیچھے آخر زمانہ مین اکبر نے اسکو بنگالہ بھیجدیا اور وہان
مظفر خان کی لڑائی مین مارا گیا وله جا پاک گر بهمه عالم شوند لیلی دوست ٭ که سیل خاطر لیلی بسوی مجنون است ٭ وله ادای شیخ من عقل طبع
خیال سیه ٭ لقمهٔ آتش کنم بخت سیه گلیم را ٭ وله چه همت از اجل بدم ز خست غم خورد ماتم بری ٭ تا آدمی نه ملکشد گر بعد صد سال دگر

سیرم * وله روشن شدم ز آتش عشقت بسان شمع * هم بر مزار خویش غریبانه سوختم * وله موج زن شد بحر آتش از دل سوزان ما * گشت
ترسم که گو بگریز کاتش بار شد طوفان ما * وله دردم انیست که هر چند بمن جور کنی * لذت جور تو نا یافته از دل برود * وله
آزار کش دل افگار را نگار میخواهم * بلطف او تقلید نیستم آزار میخواهم * ز درد و هجر بیخود بوده ام ای دوست مدتها * دمی هم
بیخودی از لذت دیدار میخواهم * وله مبادا دل شود از دیدن دیدار مستغنی * که ما بسیار بیجرئیم و او بسیار مستغنی * وله اعتداد
هجران شادم که میتوان کرد * بیگانه وار یادی آغاز آشنائی * **رباعی** در دیگ غضب اگر بجوش آندم * در شعلهٔ دوزخ ار
گذرانندم * بهتر که زروی لطف بخشند گناه * وز آتش انفعال سوزانندم * **ایضاً** گر عشق دل مرا خریدار افتد *
کاری بکنم که پرده از کار افتد * سجادهٔ پرهیز چنان افشانم * کز هر تارش هزار زنار افتد * وله گر حسرت وصال تو از دل
بدر کنم * ترک وصال حسرت دل بیشتر کنم * **قوسی** خان کلان کی خدمت مین رہتا تھا خلال بادشاہ کے تراشنے مین
بے نظیر تھا اُسنے ایک خلال کے خنجر پر یہ بیت بہت خوشخط لکھی تھی **بیت** کار قوسی در هم از خنجر زلف یار راست است * هیچ و لیکن
یار را هم صد گره در کار اوست * **قیدی شیرازی** یہ مکہ معظمہ سے آکر اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا اور بیک برس
قرب کے مرتبہ پر پہونچا ایک روز اُسنے اکبر سے عرض کیا کہ یہ رسم داغ اور محلی کی جو حضور نے اختراع کی ہے اس سے لوگ
نہایت تنگ ہین اُس وقت سے وہ مردود ہوگیا تھا مدت تک بیابانہ مین فقیری کی وضع مین پھرتا رہا پھر فتحپور مین آیا اور
وہان بواسیر و دق کی بیماری مین مبتلا ہوا اور ایک نادان طبیب نے اُسکی مقعد کی رگین کٹوا دین اُسی مین مر گیا وله
متاع شکوه بسیار است عاشق را بهجران لیک * که خود در روز بازار قیامت باز نگشاید * وله ای قدم ننهاده هرگز از
دل تنگم برون * حیرتی دارم که چون در هر دلی جا کرده * وله گو بمیرم من و غیری بود اش نرسد * سار بان گم جدی یا
که محمل برود * وله کدام مرهم لطف از تو بر دل ست مرا * که جا نگداز تر از داغهای حسرت نیست * **قدری** طبیعت موزون
رکھتا تھا وله چندان امان نمیدهم بیخودی که جان * داند که چون بر آید و قربان او شود * **قندی** ماوراء النہر سے
بیرم خان کے زمانہ مین آگرہ مین آیا تھا طالب علم تھا وله صومعهٔ طاعتم گوشهٔ میخانه شد * صبحهٔ دردیشیم نعرهٔ مستانه شد *
خرقهٔ زهد و صلاح در گرو باده رفت * غلغل تسبیح و ذکر قلقل پیمانه شد * قندی کی لبی خانمان سوی حرم می شتافت *
زد صنمی سر راه و جانب بتخانه شد * **کافی** تخلص میر علاء الدولہ صاحب تذکرة الشعرا کا ہے جو اصل اس کتاب کا ماخذ ہے
اُسکے اشعار یہان ذکر کرنا گویا تحصیل حاصل ہے **کلاہی** یہ بھی سب فن جانتا تھا افضل خان اُسکا لقب تھا
دکن سے ہندوستان مین آیا تھا چند روز ارباب شرع کے زمرہ مین شامل تھا جب میرزا مقیم و میر یعقوب رفض کی
تہمت پر ملا عبداللہ لاہوری کے فتوی کے بموجب مارے گئے تو اسپر ایک بڑی حیرت طاری ہوئی اور پھر

دکن کو چلا گیا اور وہین اُسکا انتقال ہوا ولہ ز عشق خبر بدل خویشتن نگویم باز ✤ کہ دل سخن شنود از من و نگوید باز ✤
ولہ سر بپای او نہادم سر گران از من گذشت ✤ چون گرفتم دامنش دامن کشان از من گذشت ✤ ولہ تا کی رقیب
از ان در راہ سفر نہ بندد ✤ بندد کمر کہ کینیم یارب کمر نہ بندد ✤ ولہ ہر گہ آید بجدال تو عدو ہ بغرق ✤ بر سر خود چو شمشیر زنی
وقت جدل ✤ ولہ می شگافد چو قلم جدول واز سرخی خون ✤ می کشد صفحہ میدان جدل را جدول ✤ کلامی اصل اُسکی
چغتائیون مین سے ہے مدت تک سندھ مین ہا ملا نیازی سے مباحثہ کیا کرتا تھا بکر سے آکر چند روز آگرہ مین رہا
ما وراء النہر والون کے طریقہ پر شعر کہتا تھا ولہ بستم بخیال سر زلفت سہ گریہ ✤ لیکن نتوان آب بزنجیر نگہداشت ✤ ولہ رخ تو
چشمہ مہرست و قطرہای عرق ✤ حباب وار بروہر طرف نمایانست ✤ بغنچہ دل پر خون من نظارہ کنید ✤ کہ چاک چاک شد از تیغ یار و
خندانست ✤ نشین بچشم کلامی ز روی لطف دمی ✤ کہ گوشہ ایست مصفا و آب در نظرست ✤ کامی قمی ایک نوجوان ہے
مصنف صاحب لکھتے ہین چند روز سے ہندوستان مین آیا ہے طبیعت اُسکی شوخی سے خالی نہین ولہ ہمہ تن
خون شوم ز دیدہ چکم ✤ گر بدانم کہ گریہ را اثرست ✤ لقائی استرابادی جمیع فضائل کا جامع تھا مدت تک
خان زمان کے پاس رہا ولہ بر زبانم حرف تیغ دلستانِ من گذشت ✤ خیر باشد طور حرفی بر زبان من گذشت ✤
لوائی یہ پیرزادہ سبزواری ہے طبیعت لطیف رکھتا تھا مدت تک اکبر کی خدمت مین رہا ولہ از پی نظارہ چون اغیار
آید سوی تو ✤ در میان حائل شوم شاید نہ بیند روی تو ✤ در پیش غیر از ان نکنم گفتگوی تو ✤ تا جای در دلش نکند
آرزوی تو ✤ ولہ اہل ہوس ز شوق چو نام بتان برند ✤ ترسم کہ نام او بغلط در میان برند ✤ ۹۹۵ نو سو پچانوے مین
آندھی کے صدمہ سے ایک دیوار لاہور مین گری اُسکے نیچے لوائی دب کر مر گیا فن موسیقی مین بھی کامل تھا تاریخ اُسکی
وفات کی یہ ہے ع فغان کہ محنت چرخ جفا کیش ✤ خوش الحان بلبلے از بوستان رفت ✤ چنانش چرخ سنگے بر کمر زد ✤
کز ان مجروح گشت و از میان رفت ✤ ز پیر عقل جستم سال فوتش ✤ بگفتا پیرزادہ از جہان رفت ✤ لعلی
تخلص لعل بیگ ولد شاہ قلی سلطان بدخشی کا ہے شرافت اور حسن و ادب اور تواضع اور خلق اور حیا مین
مشہور تھا بادشاہی امیرون مین شامل ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل اُسکی طلب کا فرمان اکبر نے دکن کو
بھیجا ہے تاکہ شاہزادہ سلطان مراد کی ملازمت سے رخصت ہو کر لاہور مین چلا آوے مجکو اُس سے ایک محبت خاص ہے
کبھی کبھی شعر کی فکر بھی کرتا تھا ایک شعر اُسکا یاد رہ گیا ہے ع بر رہگذار تو چون خاک رہ شدم ترسم ✤ کہ بگذری بمن و
نگذری براہ دگر ✤ لطفی منجم ندیم پیشہ تھا اکثر اُستادون کے شعر اُسکو یاد تھے یہان تک کہ اُسکو یہ قدرت تھی
کہ ایک شب مین ہزار شعر پڑھ سکتا تھا نقل خوب کرتا تھا مدت تک نظام الدین احمد کے پاس گجرات مین رہا اور

اور اُسی کی کوشش سے کچھ سرمایہ حاصل کرکے حج کو گیا ولہ گل گل از تاب شراب آن روی چون گلنار شد + گل فروشان
مژدہ تان باد اگہ گل بسیار شد + ولہ بنیم موی تو از باد گلستان نشنیدم + بہیچ گل نگذشتم کہ بوی جان نشنیدم + ولہ
دلم گر شعلہ آتش شود افسردگی دارد + گل بختم گر از جنت دمد پژمردگی دارد + ولہ ہر آہ کہ در حسرت بالای تو کردم + نخل
چمن آرای پشیمانی من شد + میر مرتضی شریفی شیرازی یہ میر سید شریف جرجانی کا پوتا ہی علوم ریاضی اور حکمت اور
منطق مین کامل تھا شیراز سے مکہ کو گیا تھا اور وہان اُسنے شیخ ابن حجر سے علم حدیث حاصل کیا پھر دکن مین آیا اور
وہان سے ہندوستان مین آیا ۹۷۴ نوسو چوہتر مین اُسنے وفات پائی چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا ہی میر محسن نے اُسکی
وفات کی تاریخ نکالی ے رفت تا میر مرتضی از دہر + علم گویا ز نسل آدم رفت + بہر تاریخ رفتنش محسن + گفت
علامہ ز عالم رفت + اور یہ شعر اُسکی تصنیف ہی ے خاطر جمع ز اسباب میسر نشود + تخم جمعیت دل تفرقۂ اسباب است +
غالباً اِس شعر کا ماخذ کتاب لوایح کی یہ عبارت ہی جمعی گمان بردند کہ جمعیت در جمع اسباب است در تفرقہ ابد ماندند و
فرقہ بیقین دانستند کہ جمع اسباب از اسباب تفرقہ است دست از ہمہ افشاندند + محوی یہ میر محمود منشی کا تخلص ہی
یہ پچیس برس تک تمام ہندوستان کا میر منشی رہا اُسکی بیٹی کا نکاح نقیب خان کے ساتھ ہوا تھا طبیعت اُسکی
بہت موزون تھی یہ رباعی اُسنے بیرم خان کے دیوان کے دیباچہ پر لکھدی تھی ے از کون و مکان نخست آثار نمود +
کاشیا ہمہ از دو حرف کن شد موجود + آمد چو ہمین دو حرف مفتاح وجود + شد مطلع دیباچۂ دیوان شہود + ایضاً
مُعما باسم قاسم ے شوخیکہ بود خاک درش منزل من + جز جور و جفا نیست از و حاصل من + از گوشۂ بام چون
رخش را دیدم + چشمش فگند تیر جفا بر دل من + از مشکناب غالیہ بر یاسمین مکش + بر گرد آفتاب خط عنبرین مکش +
یہ رباعی اُسنے گھوڑے کی تعریف مین لکھی تھی جو ہمایون نے اُسکو دیا تھا ے ای خسرو جم سپاہ عالی مقدار
دارم اسپیکہ ہست بس لاغر و زار + بر وی چو شوم سوار در دو سہ گام + افتد کہ تو ہم یکی دو سہ گامی بردار +
اور ماخذ اُسکا وہی شعر ہی جو مشہور ہی ے میرود یک دو گام و میگوید + کہ تو ہم ساعتی مرا بردار + اور کسی اُستاد کا دیوان
مین یہ شعر ہی ے ای لب تو راحت و غمزہ بلا + ای بت سنگین دل و سیمین بدن + اِس زمین مین اُسنے یہ غزل لکھی تھی ے
ای رخ زیبای تو رشک سمن + قامت رعنای تو سرو چمن + پستہ خندان تو تنگ شکر + رشتۂ دندان تو دُر عدن +
کاکل مشکین تو دام بلا + نرگس فتان تو عین فتن + آہوی چشمان تو مردم شکار + غمزۂ خونریز تو ناوک فگن +
دو زلفت ہمہ جادوگری + شیوۂ چشمت ہمہ خون ریختن + میکشد از مشک خط جانفزای + سبزۂ نوخیز تو بر یاسمن +
جانب محوی نگر از روی لطف + ای بت سنگین دل و سیمین بدن + اکبر کے زمانہ مین شیخ فیضی نے بھی ایک

غزل لکھی تھی جو جا بجا گھروں میں پڑھی جاتی تھی ع ای قد نیکوی تو سرو روان * وی خم ابروی تو شکل کمان * حلقۂ
گیسوی تو دام جنون * طرۂ ہندوی تو کام جنان * ہم لب جادوی تو آب حیات * ہم خط دلجوی تو خضر زمان *
آمدہ آہوی تو عین بلا * گشتۂ آہوی تو شیر زیان * بستۂ گیسوی تو فیضی زار * خستۂ ہندوی تو خلق جہان *
مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں میں یہ کتاب لکھتا تھا ہم تتبع شیخ فیضی نے تذکرہ میر علاء الدولہ کا میرے
ہاتھ میں دیکھا تو اُسنے مجھسے لیکر دو ورق جسپر یہ ذکر لکھا تھا پھاڑ ڈالا میر محسن رضوی مشہدی کبھی شعر میں
بھی فکر کرتا تھا وله نخواہم مہربان با خویشتن و پیش اغیارش * کہ میترسم کہ غیری بیند و گردد گرفتارش * وله
دل بُرد ز من سرو قدی غنچہ دہانی * رسوای جہان ساخت مرا تازہ جوانی * وله ای نہال قامتت خرم ز آب زندگی *
سرو را در پیش بالایت بسی شرمندگی * مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ بجاے لفظ خرم کے شاداب اچھا معلوم ہوتا ہے
معما باسم روح ع ای زلف کجت رہزن جانہا ز عتاب * وی درد تو مرہم نہ دلہای خراب * عکسی ز لب تو گشتہ در آب
عیان * یا برگ گلی فتادہ در جام شراب * ایضاً باسم حسین شاہ ع آن مہ کہ ندیدہ جا بجا ہش نیکوست *
منظور نظر رخی چو ماہش نیکوست * محسن سر خود نہادہ بر پایش * چون مہر صفت عارض ماہش نیکوست *
موجی یہ تخلص قاسم خان بدخشی کا ہے ہمایون کے زمانہ کے امیروں میں سے تھا شعر خوب کہتا تھا ایک مثنوی
یوسف زلیخا کے مقابلہ میں لکھی ہے جسمیں چھ ہزار شعر ہیں چند شعر معشوق کی تعریف میں اس کتاب سے لکھے جاتے ہیں
ب مرصع موی بندی بی بہایش * ز بیقدری فتادہ در قفایش * یکی دانہ لعل ناب آویزۂ گوش *
کہ بود آویختہ دلہای مدہوش * نکردہ از کمال لطف دوران * ز لولوی ترش زیب گریبان * کہ بہر زینت جیب
نکویش * چکیدہ قطرۂ خونی ز رویش * چو زر خود را بپایش دیدہ پامال * روان افتادہ در پایش چو خلخال *
بیاض گردنش چون شمع کافور * ز جیبش سر زدہ سر رشتۂ نور * ز بازو سیم را ساعد شکستہ * ز ساعد بر سمن
گلدستہ بستہ * از آن گلدستہای نازنینش * سمن پر بود ہر دو آستینش * کفش برگ گلی آوردہ در مشت *
برو چون غنچۂ زنبق ہر انگشت * بر و دوشش کہ بردہ عقل را ہوش * گرفتہ خرمن گل را در آغوش * چو آمد در بیان
حسن تقریر * صفائی سینہ اش صافی تر از شیر * دو پستانش کہ در خوبی ست یکتا * حبابی گشتہ از شیر آشکارا *
میانش برتر از حد بیان ست * کہ اینجا نازکیہا در میان ست * ایک مثنوی لیلی مجنون بھی اسنے
لکھی ہے ایک شعر اسکا یہ ہے ع پیری ز قبیلۂ معز * ریشش چو گل سفید یک گز * کہا کرتا تھا کہ یہ رباعی خواب
میں مجھسے سرزد ہوئی ہے ع ای باد خبر ز کوی جانان برسان * با این تن مردہ مژدۂ جان برسان * دشوار بود

مرا رسیدن آنجا + لطفی کن و خویش را تو آسان برسان + وله خمار بادهٔ غم چند دارد سرگران مارا + بیا ساقی و از غمهای
عالم وا رہان مارا + وله ساقیا تا کی ز دوران شرح بدحالی کنیم + شیشه پر کن که یک ساعت دلی خالی کنیم + آخر عمر مین
نوکری کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گیا تھا اور ۹۸۹ھ نو سو نواسی مین آگرہ مین وفات پائی میرزادہ علی خان
محترم بیگ کا بیٹا ہے ہمایون کے نامی امیرون مین سے تھا جمیع اخلاق حمیدہ اُسکی ذات مین جمع تھے کبھی کبھی شعر بھی
کہتا تھا وله شام چو از چهره فگندی نقاب + تاب نیاورد نشست آفتاب + ۹۹۶ھ نو سو چھیانوے مین جب یعقوب
ولد محمد یوسف خان کشمیری نے محمد قاسم خان میر بحر پر کشمیر مین حملہ کیا تھا اُسی لڑائی مین وہ بھی مارا گیا معزی
یہ سادات طباطبائی سے ہے ایام طفلی مین میرزا کامران کا ہم سبق تھا پچاس برس تک ہندوستان
مین رہا ۹۸۲ھ نو سو بیاسی مین یہین اُسنے انتقال کیا وله چند داری ای فلک چون ذره سرگردان مرا + تا بکی
داری بغربت بی سر و سامان مرا + وله گفتم به آه ناله دل خود برون کنم + دردم به آه کم نشود آه چون کنم + مرادی
استرآبادی یہ استرآباد کے سیدون مین سے ہے ہندوستان مین آیا اور ۹۷۹ھ نو سو اناسی مین وفات پائی وله
همه و رخ زیبده که صبح صفاست این + یعنی کمال قدرت صنع خداست این + طالع نشد شبی ز رخت کوکب
مراد + بی طالعی و تیرگی بخت ماست این + زنهار خوشدلی و فراغت طمع مدار + در خاکدان دهر که محنت سراست
این + بگذشت دی بخاک مرادی و گفت یار + در راه عشق کشتهٔ تیغ جفاست این + ای سیل غم ز دیده
غبار رهش مشوی + ما را چو یادگار از آن خاک پاست این + وله کفر زلفش که بود مایهٔ ایمانم ازو + نامسلمانم اگر روی
بگردانم ازو + گر سگ کوی تو در مرتبه از من بیش است + لیک در راه وفا هیچ نمانم ازو + وله خوبان که زلف
زینت رخسار ساختند + خلقی بدام خویش گرفتار ساختند + وله کیم که دور از آن گل چهره همچون غنچه دلتنگی + گرفتار
جنون دیوانه با سایه هم جنگی + وله به روی یار قضا تا خط غبار نوشت + بنا نیازمندی ما را بران کنار نوشت +
شفقی بخاری اصل اُسکی مرو سے ہے بعضے آدمی اُسکو قصیدہ مین سلمان ثانی سمجھتے ہین وہ قریب ہندوستان
مین آیا اور گیا وله چو نقد هستی مجنون غم نگاری بود + خدا بنقد بیامرزدش که یاری بود + وله در عاشقی
ملامت بسیار بوده است + آسان خیال کردم و دشوار بوده است + وله تا چمن هر شب چراغ از گل بباغ
افروخته است + کشته برگ لاله آتش برگ و اغش سوخته است + ہجو خوب کہتا تھا چنانچہ اخیر مرتبہ جو ہندوستان
مین آیا تھا تو اُسنے یہ قطعہ کہا تھا کشور هند شکرستانی هست + طوطیانش شکر فروش همه + هندوان
سیاه چون مگسان + چیره بند و لنگوچه پوش همه + میلی هروی نام اُسکا میرزا قلی تھا

صاحب دیوان ہے شعر نہایت عمدہ کہتا تھا مدتوں تک نورنگ خان کی خدمت مین رہا اور اسکی تعریف مین
اُسنے بہت سے قصیدے لکھے مشہور ہے کہ آخر مین نورنگ خان نے اُس سے بدگمان ہوکر اسکو زہر دلوادیا مالوہ مین
اُسنے وفات پائی ولہ دانستہ کہ مہر تو با جان نمیرود * کز خاک کشتگان گذری سرگران ہنوز * نہ آشنا و نہ بیگانہ
میدانم * کہ اختلاط چنین با کسی چہ نام کنند * ولہ بقیہ ایست دل اندر بدن گشتہ عشق * دیگر از یار ندانم
چہ تمنا دارد * امتحان نام نہد دل ستمے کز تو کشد * خویش را چند باین حیلہ شکیبا دارد * ولہ جان بعزم رحلت
من شاد زین معنی کہ دل * در چنین حالہ را امید درمان یافتہ * ولہ در فراقت زان نمی میرم کہ ناید در دلت
کین ستم نادیدہ روزی چند با ہجرم نساخت * ولہ با آنکہ بر سیدن ما آمدہ مردیم * کا باز کہ پرسیدہ رنجانہ
مارا * ولہ میرم و نہ بندگانم ز رحم می آید کہ تو * خوبان بیدادہا داری کہ با ما کردہ * اور بعضے بجاے رحم کے
رشک پڑھتے ہین ولہ سنم از زخم دل آن نیم جان صیدی کہ بر جانش * ترحم میکند صیاد و بسمل میکند ذوقش
ولہ یار خواہد کہ بمرگم شود آسودہ ز من * شرمساری برم از محنت جان کندن خویش * ولہ افگندہ ام ترانہ بنہان
و خوش دلم * کز شرم آن نگاہ بر دم نمیکنی * ولہ بخت بد بین کہ میلی نکند غیر جفا * خردسالی کہ جفا از وفا نشناسد
ولہ سنم و دل خرابی بتو می سپارم اورا * بچہ کار خواہد آمد کہ نگاہ دارم اورا * دم آخر است دشمن بمنش گذار یکدم
کہ بصد ہزار حسرت بتو می گذارم اورا * ولہ نخواہم با چنین خواری ز نزدش زود برخیزم * کہ پندارم اگر مانم دمی خشنود
برخیزم * پس از عمری چو بنشینم بصد تقریب در بزمش * سخن از مدعای من کند تا زود برخیزم * ولہ سیاہ بر سر
من چون امید صحبت نیست * بحال مرگ مرا دیدن از محبت نیست * بغلط یہ ہوس گفتگو ست با تو مرا * کہ تاب
خاموشیم با وجود حیرت نیست * ولہ می نمایم خویش را وارستہ از سودای او * تا فریب عشق من کم سازد
استغنای او * ولہ صد بار رنجہ گشتہ ام و صلح کردہ ام * کان مہ خبر نداشتہ از صلح و جنگ من * ولہ چہ
کہ میگذری وحشیانہ از میلی * اگر نہ بلندہ کسی اشکار خود کردی * ولہ بہ بالین تو آن عیسی نفس می آید ای بیمار
کز شوق قدومش مردہ صد سالہ برخیزد * ولہ وفای عہد گمان از تو بیوفا داریم * کمال سادہ دلیہا ست اینکہ
ما داریم * ولہ کسی اگر سبب وصل یار من شدہ است * ز سرگرانی او شرمسار من شدہ است * بنظر قرہ و
کرد اغنیہ مرا * ز سادگی سبب انتظار من شدہ است * ولہ تا بہانہ بیان حرف نہان من و تو * غیب
در بزم نشنید بیان من و تو * می نیایی ز حیا در سخن من ز حجاب * تا چہ سازند رقیبان ز زبان من و تو *
وارث غافل من رسیدہ و وفا را بہانہ ساخت * افگند سر بپیش و حیلہ را بہانہ ساخت * مصنف صاحب

کہ مین نے بھی اِس زمین مین ایک شعر لکھا تھا ؎ آزار خلق خواست کنند چرخ لاجرم + بد خوئی ستمگر ما را بہانہ ساخت +
ملک قمی اسکو ملک الکلام کہتے ہین وضع اسکی درویشانہ تھی دکن مین رہتا تھا ہر وقت و تار رہتا تھا جب دکن
مین غدر ہوا تو وہ بھی اُسی معرکہ مین مارا گیا ولہ آبِ شمشیر شہادت نشست گردِ اختلاف + گبر و ترسا کم و مسلمان
کشتۂ یک خنجر اند + ولہ سازند لخت لخت درونِ فسردگان + وانگاہ بر جراحتِ دلہا نمک زنند + ولہ تو مرہمِ
دلِ ریشی بخندۂ نمکین + ولی بآن مژۂ تلخ نشترِ جگری + بقدرِ حوصلۂ عشق نیست بادۂ عشق + تو شیشۂ بشیشہ ما
نیستی کہ با خبری + ولہ سحاب چشم کہ دادہ است نرگست را آب + کہ از نگاہِ تو بوی ستم نمی آید + ولہ چون چکان ست
ملک تیغ ستم می ترسم + کہ پی اجر بدر خانۂ قاتل برود + ولہ خزانہای خیالِ من از ذخیرۂ وصل + چنان پُرست کہ
چشم بہم نمی آید + ولہ سپاہِ عافیت چون بر ملک گستاخ می آید + سمندِ فتنہ زین کن خویش را قلب لشکر زن +
ولہ چند پاسِ وعدۂ ہر بیوفا دارد کسے + چشم بر در گوش بر آوازِ پا دارد کسے + در درا این عافیت خصمان منت
مید ہند + وای گرہ زیشان تمنائے وفا دارد کسے + ولہ کہ امین باد این مشاطگی کرد + کہ سنبل بر گل رویت
پراگند + ازل را با سرِ روی تو پیمان + ابد را با سرِ زلفِ تو پیوند + شکر را اگر م روئی با تبسم + نمک آشنائی با شکر
بود نا قوسِ لحن سبحۂ سبحان + دران کشور کہ بت باشد خداوند + فیضی اُسکے کلیات کو دکن سے لایا تھا سب اشعار
اُسکے بیہودہ تھے اور اُسکی اصطلاح دانی کا حال اُسکے دیوان کے اِس مطلع سے معلوم ہوتا ہے ؎ ای حمدِ تو
سلمِ مقالات + وی ذکرِ تو نسبِ مقامات + قافیہ اسمین بالکل نہ دارد ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اُسکے
سب شعرون مین ایک یہ شعر مجکو اچھا معلوم ہوتا ہے ؎ رفتم کہ خار از پا کنم محمل نہان شد از نظر + یک لحظہ غافل
گشتم و صد سالہ راہم دور شد + مدامی بدخشی اسکو عمدہ سلیقہ شعر گوئی کا حاصل تھا مدت تک مرزا عزیز
کوکہ کی ملازمت مین رہا ولہ دلا صد فتنہ بر پا زان قد و بالاست میگوئی + ازان بالا بلا بسیار دیدم راست میگوئی
اِس زمین مین اور بہت شاعرون نے بھی فکر کی ہے چنانچہ منجملہ اُسکے یہ اشعار ہین ؎ بلا و فتنہ در عالم
ز قدم خاست میگوئی + بلی می آید از بالا بلا ہا راست میگوئی + بشہر از قامتم برسد قیامت خاست میگوئی + قیامت
قامتے داری سہی سرو است میگوئی + ولہ شعلۂ شمع ست گاہی رنگ در فانوس حال + یا مگر برگ خزان در بال
جا کرد از شمال + ولہ چون گشت تمام شرحِ دردش + از قطرۂ اشک مہر کردش + ملا مقصود تیروی
یہ بھی ایک عمدہ شاعر تھا صاحبِ دیوان ہے ولہ در عالمِ وفا سگِ کوی تو رام ماست + اقبال را گشتہ و عالم
بکامِ ماست + عشاق را تمام نظر بر جمال تست + ای شاہِ حسن بر رخ تو ماہِ تمام ماست + ولہ

نہالِ آرزوی او نشاندم در زمینِ دل * وزان شاخ گلم جز بارِ غم چیزی نشد حاصل * وله بود امید کاورم
حلقۂ زلفِ او بکف * وہ کہ درین خیالِ کج عمرِ عزیز شد تلف * ایک قصیدہ اُسنے خواجہ سلمان کے
قصیدہ کے مقابلہ مین قاضی یحیی قزوینی نقیب خان کے دادے کی تعریف مین لکھا تھا ؎ دگر ز سردیِ دی فت
آسمان در تاب * ز تابِ صاعقۂ خورشید ماند زیر نقاب * فلک بروی زمین بار تیر باران کرد * ز سہم قوس
زمین ساخت جوشنے از آب * نہنگِ بحر ز بیمِ سہام صرصرِ دی * نہاد بر سرِ خود خود آہنی ز حباب * دگر ز کثرتِ
برف وز شدتِ سرما * زمین بلرزہ درآمد چو قلزمِ سیماب * سفید گشت سوادِ زمین ز لشکرِ برف * سیاہی از
دلِ آفاق شد چنان نایاب * کہ جا بروی زمین تنگ شد بدان گونہ * کہ بر زمین نتواند نہاد پای غراب * بصحنِ باغ
بجای شگوفہ و سبزہ * دگر ز برف و یخ افتاد قاقم و سنجاب * فتادہ لرزہ در اشجار در چمن دیگر * چو من شدند پی بر
آنچنین ہیاب * درین ہوا بدنِ من چو بید لرزان ست * تنم ز ضعف گہی در تب ست و گہ در تاب * سحر ز تف
عمیم رسید فسردہ بگوش * کہ تا بکی کشی از جورِ روزگار عذاب * ز جورِ حادثہ خود را بدان جناب رسان * کہ ہست محیط
سپہر برین بلند جناب * امینِ شرع کہ یک شمہ وصفِ اخلاقش * نشد تمام بصد دفتر و ہزار کتاب * علی خصال محمد شعار
و یحیی نام * چو روشن ست کمالش چہ حاجتِ القاب * ملا مقصودی آگرہ مین ۹۷۰ھ نو سو ستر مین وفات پائی اُسکا باپ ملا
فضل اللہ بیگ ایک معزز آدمی تھے یہ قطعہ انکی تصنیف ہی ؎ نفلی چو غنچہ خلعتِ ہستی بخود مپیچ * بر چہرہ چین میفگن و دامن
بخود مکش * چون گل شگفتہ باش و چو سرو از غمِ جہان * آزاد باش و منتِ این چرخِ دون مکش * مخفی حصاری
یہ ایک طالبِ علم تھا دہلی کے مدرسہ مین رہتا تھا پھر اکبر نے اُسکو سرہند کا قاضی کر دیا وہین اُسکا
انتقال ہو گیا وله یافتم در گذری جای کفِ پایش را * چون نمالم رخِ خود یافتہ ام جایش را * وله بہ کاکل بی
سیانت دلِ کسان گم شد * دلِ شکستۂ ما ہم درآن میان گم شد * موسوی مشہدی نسب اُسکا تخلص سے
معلوم ہوتا ہی صاحبِ طبع تھا وله ترا پنہان نظر سوی من زارست میدانم * تغافل کردنت
از بیمِ اغیارست میدانم * وله چشمِ او میکشدم زار نفرمود و او * می نماید ز نگاہ غضب آلودۂ او * خواجہ معظم
یہ اکبر کا ماموں تھا شیخ جام رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھا اُسکے مزاج مین ایک عجیب طرح کا خبط اور جنون تھا
چنانچہ اُسنے بے وجہ اپنی بی بی کو قتل کر ڈالا اُسی کے قصاص مین ۹۷۱ھ نو سو اکہتر مین قتل ہوا یہ حال مذکور
ہو چکا ہی اُسکی یہ تاریخ ہی ؎ خواجہ اعظم معظم نام * کہ از و بود دہر را زیور * زن خود را بکشت و گشت اورا
از غضب شد جلال دین اکبر * سالِ فوتش از و چو پرسیدم * در زبان گفت آن خجستہ سیر * بی سخ آن

بہت جہان افروز بگشت آخر شہا دتم اکبر * مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شاید یہ تاریخ میر علاء الدولہ صاحب تذکرہ کی تصنیف ہی خواجہ معظم کا ایک مطلع یہ ہی ع دردِ دل را نتوان پیش تو ای جان گفتن * گفتنی دارم ازین درد کہ نتوان گفتن * یہ مطلع میر علاء الدولہ صاحب تذکرہ کے مطلع کے مقابلہ مین تھا ع تا شنیدم کہ توان لعل ترا سنگ گفتن * آتشی در دلم افتاد کہ نتوان گفتن * موزون یہ شیخ میر آگرہ والے کا بیٹا ہی ہفت قلم تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے سلیم شاہ کے زمانہ مین اُسکو پشاور مین دیکھا تھا اُسکا بیٹا بھی ایک جوان قابل تھا معما اور خط مین کسی قدر مہارت تھی شطرنج صغیر اور کبیر خوب کھیلتا تھا ولہ مراچہ سود ز گلہای رنگ رنگ بہار * چو نیست بی تو دلم را بہیچ رنگ قرار * گواہ دردِ من درد مند محزونند * سرشک سرخ و رخ زرد و دیدہ بیدار * ولہ ای یافتہ ز عارضِ تو ماہتاب تاب * وی سوختہ ز رشک جمالِ تو آفتاب * ولہ ہر ناوک تو ای مہ ابرو کمان ما * چون مغز جا گرفتہ بہر استخوان ما * تیر یکہ بر دل آن مہ ابرو کمان زدہ * مرہم نہادہ بر سر داغ نہان ما * مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ہندوستانی آدمی سے اسقدر طبیعت کی موزونی بھی بہت ہی محمد یوسف یہ بڑا حسین آدمی تھا وطن اصلی اُسکا کابل تھا مگر نشو و نما ہندوستان مین آکر پائی تھی خط مین اشرف خان کا شاگرد تھا سنہ ۹۰۰ نوسو اسی مین جب قلعہ سورت کا محاصرہ ہوا تھا تو اُسنے اُس معرکہ مین عین نوجوانی مین وفات پائی اشرف خان نے ایک مصرعہ اُسکی تاریخ مین نکالا ہی میر علاء الدولہ نے قطعہ پورا کیا ع محمد یوسف آن مصر ملاحت * برفت از دہر اشک از دیدہ ریزان * پی تاریخ او گفتہ عزیزی * کجا شد یوسف مصر ای عزیزان * یہ غزل محمد یوسف نے لکھی تھی غزل خوش وقت آنکہ جای بہ پیمانہ ساختہ * در پای خم بساغر و پیمانہ ساختہ * آن کس کہ داد شیوۂ مستی بچشم یار * ستم از ان بنرگس مستانہ ساختہ * معمور سیل بعالم فانی نیافت چند * منزل از ان بگوشۂ ویرانہ ساختہ * گفتم کہ جا بدیدۂ من کن بناز گفت * در رہگذار سیل کسی خانہ ساختہ * زلف تو کرد شانہ پریشان شگفتہ شاد * دستیکہ بہر زلف توان شانہ ساختہ * ولہ در ہجر تو آرام بنا کام گرفتیم * ناکام بہجران تو آرام گرفتیم * منظری سمرقندی یہ ایک شاعر خوش گو سے آگرہ میں بیرم خان کے پاس رہتا تھا اور اُسنے ہندوستان کے بادشاہون کا حال شاہنامہ کے طور پر لکھا تھا اور اُسکو پورا کر لیا تھا جب وہ بیرم خان کے سامنے پیش کیا تو سکندر سور کی لڑائی کے قصہ مین جسمین محمد حسین خان کی شجاعت کا ذکر تھا بیرم خان نے اصل واقعہ مین بہت سا کلام کیا اور سارا قصہ واقعی اول سے آخر تک اُس سے بیان کیا منظری نے اُسکے مطابق اُس سارے بیان کو جسمین

تین سو یا چار سو شعر تھے ایک شب مین درست کر دیا اور صبح کو بیرام خان کی خدمت مین پیش کیا اور بہت سا صلہ
پایا یہ ایک شعر اُسی مین سے ہے ؎ ز تغیر رش فلک گشتہ کر * ملک شد سراسیمہ زان کر و فر * یہ مطلع اسکا بہت
مشہور ہے ؎ ہمیشہ ما ز فراق تو بی سر و پائیم * ترا کسی کہ بجا ہر نمی رسد مائیم * ولہ خط گرد ماہ عارض آن سیمبر گرفت *
ہر دو نشان فتنۂ دور قمر گرفت * بر روی ماہ سلسلۂ عنبرین بہ بین * جعد بنفشہ بر رخ گلبرگ تر نگر * بین چشم
رہزن و غمزۂ ناوک فگنش * در رہگذار عشق خطر در خطر نگر * مصنف صاحب لکھتے ہین یہ اخیر شعر کسی قدر
عمدہ ہے باقی سب مدامی ہمدانی ہندوستان مین حیدری کے نام سے مشہور ہے اُسنے بہت عمدہ عمدہ
قصیدے خان کلان کی تعریف مین لکھے تھے بد مزاجی کے سبب ہر شخص سے لڑتا تھا اسی وجہ سے ہمیشہ
آزار پاتا تھا یہ شعر اُسکی تصنیف ہے ؎ بسکہ مجنون عاشقی رسوای عالم شد * منم رسوای عشق و عاشقی
بر سر عالم شدہ ؎ در نظر آید ہلال عید مانند کلید * تا کشاید قفل میخانہ ساقی شام عید * ولہ شد عیان از زردگی
شام خضر انتقاب * خندہ زد چون صبح غنچہ گشت ظاہر آفتاب * ولہ مراست بر سینہ از تیغ دلبر النہا چو بر صفحۂ
خطہای سطر * یقیمی سبزواری خان اعظم کے سلسلہ مین تھا طبیعت اسکی بلند تھی گجرات کی فتح کے بعد اپنے ملک کو
چلا گیا ولہ خوش آنکہ چون شمار سگ خویشتن کند * ہر چند در شمار نیم یاد من کند ولہ عاشقانیم و سر کوی بلا
ماوای ماست * عالمی پر فتنہ و آشوب از غوغای ماست * ہر کجا اندوہ و محنت بیش آنجا ساکنیم * ہر کجا آشوب
و غم بسیار آنجا جای ماست * باچنین حالی کام فردا ایم از غمش * مرگ ما میخواہد آن کو دعم فردای ماست * دیبا بان
غمش سرگشتہ ایم و سایہ ایست * آن سیہ بختیکہ در روز چنین ہمپای ماست * بامقیم از ناز گفتی نیست پروای کسم
آری آری کی بآئین خوبی ترا پروای ماست * یہ قاضی ابوالمعالی کا بیٹا ہے جو اسیری کی بیماری مین لاہور مین مر گیا
شیخ سعدی کا جو یہ شعر مشہور ہے ؎ کافران از بت بیجان چہ تمتع دارند * باری آن بت بپرستید کہ جانی دارد * اسکے مقابلہ
مین اُسنے یون کہا تھا ؎ مردہ حسرت برد آن دم کہ بری دست بہ تیغ * کین عطاروی است کہ جانی دارد * محوی ہندوستان
مین نو وارد تھا خانخانان ولد بیرم خان کے زمانہ مین تھا اور زیارت مکہ سے بھی مشرف ہوا تھا ایک رباعی اُسکی یہ ہے
رباعی تا زلف بروی ہمچو مہ خواہد بود * تا خط شۂ حسن را سپہ خواہد بود * گر خانۂ نشستہ اقامت ساز مت * روزی من سیاہ
خواہد بود * ولہ من جان و دل خویش نمیدانستم * من گریۂ آتشین نمیدانستم * نی نام من گذاشتی و نہ نشان * ای
غنچہ ترا چنین نمیدانستم * ایضاً محوی کہ ز کوی عقل بیرون می گشت * آوارہ تر از شہر مجنون می گشت *
دور از تو زدہ دیدم آن گم شدہ را * دریا دیدہ باد در خون می گشت * نظیری کشمیری یہ صاحب دیوان ہے

اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل اپنے وطن مین کسی خدمت پر متعین ہے یہ اشعار اسکی شعرگوئی کا نمونہ ہین ؎
اقبال حسن کار ترا پیش می برد + ورنہ صلاح کار ندانستہ کہ چیست + اس زمین مین یہ مطلع کسی استاد کا ہے ؎ تو عہد
استوار ندانستہ کہ چیست + بودن بیک قرار ندانستہ کہ چیست + ولہ فدای آئینہ گردم کہ دلستان مرا + درون خانہ
بگلگشت بوستان آرد + ولہ منظر جہان چو بی نصیبان میباش + وز گل نوای عندلیبان میباش +
با دیدنی از خوبی عالم می ساز + مہمان نظارہ چون غریبان میباش + **شیخ محمد دہلوی** جمیع فضائل
اسکی ذات مین موجود تھے حسب اور نسب مین عالی تھا مصنف لکھتے ہین کہ اسکا مرتبہ اس سے بلند ہے
کہ شاعری اسکے لیے صفت قرار پاوے مگر چونکہ کبھی کبھی شعر کی فکر بھی کیا کرتا تھا اسلیے ایک مطلع
لکھا جاتا ہے ؎ اگر بروز غم صبر اختیار کنم + چہ اختیار نماند بگو چہ کار کنم + **نویدی تربتی** صاحب دیوان ہے
بیرم خان کے بخشی کی ہجو مین اسنے ایک ترجیع بند لکھا تھا جسکے چند شعر یہ ہین ولہ ای بدوران شریف تو مبادی
ایام + خان بن خان سرو سر خیل سلاطین بیرام + عاجز از داوری فہم تو مہندادراک + قاصر از قصر جلال تو
سمند اوہام + سخنی ہست مرا شرح کنم بر نواب + مشکلی ہست مرا عرض کنم خدام + دادہ منصب بخشیگری
عالی را + بہ کچک بیگ سبب چیست ابا لمحز انام + نیستی واقفی از افعال ذمیمش گویا + گرچہ تحقیق خدم فرض بود
بر حکام + امردی بود خود آرای و لوندی می کش + پسری بود بزر مائل و نرم و خود کام + کار او نوکری خواجہ امیر بیگ
وزیر + عامل سلسلہ حضرت میر اسہام + چیزہای دگر از وی بربہی معلوم ہست + دارم از حضرت خان شرم کہ سازم
اعلام + قصہ کوتاہ بسر قصہ روم القصہ + قصہ خوانی کنم از حالت آن بے اندام + ہر کجا بود چنان بود در
اطوار سلوک + کہ برو آمدہ نفرین ز خواص و از عام + ای کہ بہترین مشیت ز خدا میخواہند + ہمہ سکان سماوات
چہ در صبح و چہ شام + تب و قولنج و بواسیر و دق و استسقا + حصبہ کرم و کبد و دانہ و صرع و برسام + زار و بیمار چو
از پای در افتی بعلاج + بنویسند غذای تو حکیمان تمام + قی سیمون و گہ سگ بچہ دہ روزہ + آلت خر بن دم گربہ
و سرگین حمام + ای خوش آن دم کہ شود قبض ز قولنج بوی + نسخہ حقنہ نویسند اطبای عظام + دست خر پای شتر شاخ
وارون تغار + کلہ خرس و سر استر و دندان گراز + یہ ایک شعر کا فقرہ بھی اسی ہجو مین شامل ہے شتر روزی ز بند تکیہ جہند
و اماندہ نشستہ در سر دیوان ہمین لعنت کہ ای سگ برابر من گہ میگویری گفتم روا باشد کدام سگ و برابر شتر کہ خواہد
یہ چند شعر دیوان نویدی کے لکھے جاتے ہین مگر یہ نہیں معلوم کہ یہی نویدی ہے یا کوئی اور ہے ؎ **اشعار**
خدنگت را کہ عمری جای در دل داشتم دارم + نہال آرزوی کز تو حاصل داشتم دارم + ہمان پیکیکہ در اول

سرگردان * از ان لیلی وش مشکین شمائل داشتم دارم * اگر از گریه شد تاریک چشم من خیالت را * بدان صورت که در سر
آئینهٔ دل داشتم دارم * بگمبیراهی آشنا دستم کز آب دیده عمری شد * بوادی جنون پائی که در گل داشتم دارم * نویدی
مرغ دل را کز خدنگ غمزه اش عمری * بخاک و خون چو مرغ نیم بسمل داشتم دارم * وله ساخت سودای سر زلف تو
بیتاب مرا * جانم آمد بلب از هجر تو دریاب مرا * بیقراری سر زلف تو بیک چشم زدن * نگذارد شب هجران تو
خواب مرا * آورم تاب جفایت همه عمر ولی * اینکه با غیر نشینی نبود تاب مرا * دارم از گریه نگه بر سر کویت خود را * کز
سر کوی تو ترسم که برد آب مرا * گشت تا جمع نویدی دل من با غم تو * رفت از یاد پریشانی اسباب مرا * وله
گر زار بمیرم ز غم و سیدم خویش * با غیر شکایت نکنم از الم خویش * از بیخودی عشق اگر پیش تو ظاهر * کردم غم دل گذران
از کرم خویش * میخواست نویدی غم دل پیش تو گوید * چون دید رخت کرد فراموش غم خویش * وله تا خدنگت از دل انگار
می آید برون * جان غم فرسود من صد بار می آید برون * ناوک دلدوز او در سینهٔ افگار من * جا گرفت آسان ولی
دشوار می آید برون * بر سر کویش من بیچاره از بی طاقتی * میروم صد بار تا یکبار می آید برون * ای نویدی
از درون خرقهٔ پشمینه ات * گر مسلمانی چرا زنار می آید برون * وله نه فکر آخرت داری نه دنیا * نمیدانم نویدی
در چه کاری * **نشانی** یه تخلص مولانا علی احمد ولد مولانا حسین نقشی مهرکن دهلوی کا ہے فاضل صوفی مشرب
تھا اکبر سے شاہزادہ کا اُستاد تھا مہرکنی مین دونون باپ بیٹے اُستاد تھے خصوصاً مولانا علی احمد کا کوئی
ثانی نہ تھا عراق اور خراسان اور ماوراء النہر تک کے لوگ تیمناً اور تبرکاً مُہرین اُنسے کندہ کرا کے لیجاتے تھے
جمیع فضائل علمی اور کمالات انسانی سے موصوف تھا مگر اس پیشہ کے سبب سے اُسکے سارے کمالات
چھپے ہوئے تھے ہر طرح کے خط بہت اچھی طرح لکھتا تھا انشا اور املا مین بے نظیر تھا کبھی کبھی شعر کی فکر بھی کرتا تھا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ابتدا سے مجھکو اُس سے ایک طرح کی خصوصیت تھی اسی سبب سے اگر مین اُسکا کلام بہت
سا نقل کرون تو کچھ مضائقہ نہین سطر آنا سبزهٔ خطا بر لب جان بخش پیدا شد * مسیحا بود تنها خضر همراه مسیحا شد
وله محتسب دی خم شکست آب آتشناک ریخت * خاک من بر باد داد و خون من بر خاک ریخت وله باد از یار
خبر سوی دل ناشاد آورد * اعتمادی نتوان بر سخن باد آورد * وله مرا هر شب چو دزدان خواب گیرد چشم تر گردد *
دلم را بخت بیدار نبید باز بر گردد * اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی اس زمین مین ایک شعر لکھا ہے
بعید امید قاصد میفرستم سوی آن مهوش * معاذ الله از ان ساعت که نومید بر گردد * منه تا سینه از خدنگ
جفای تو خسته ایم * بر سر هم نشانده ایم و بر جراحت نبسته ایم * جس زمانہ مین گجرات کی فتح واقع ہوئی تھی تو اُسنے

ایک سکہ حضرت اعلیٰ کے نام کا کندہ کرایا تھا اور اسمین یہ دو شعر لکھے تھے ع خسروا سکۂ گجرات بنام تو زدند + ملک را
سایۂ عدل تو مبارک بادا + ای خوش آن دم کہ بتاریخ وی از من پرسی + گوییت سکۂ گجرات مبارک بادا + و له
کار بجانم رسید و یار نیامد + جان گران مایہ بہیچ کار نیامد + و له ما را دل مجروح و بتان را نمکین لب + تا روز اجل شیرین
این ریش نباشد + و له صورت و معنی نگر و جمع در ہر پادشاہ + پادشاہ صورت و معنی ست اکبر پادشاہ + آن شہنشاہی کہ
می افتد بروز بار او + از نہیب چوب دربان بادشہ بر بادشاہ + و له ز سنگ حادثہ دل بشکنند سینۂ ما + کہ ساختند
ز الماس آبگینۂ ما + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین اکبر کا لشکر کشمیر کو جاتا تھا تو مین رخصت لیکر بساور
گیا وہین سے اپنے یہ اشعار لکھکر مجکو بھیجے تھے ع مرا دور از تو ای یار دل افروز + نہ شب خوابست و نی آرام در روز +
و له چکیده اشک گلگون بر رخسار + شگفتہ لالہ اندر زعفران زار + و له ز خون دیدہ شد آلودہ مژگانم + کشیدہ سر
ز دریا شاخ مرجانم + و له ز ہجرت دمبدم خون در دل من + نشستہ چون صراحی تا بگردن + و له بسوزد ہر نفس از آتش
غم + علم بیرون زند از سینہ ہر دم + و له کنون چشمم بخون دل ستیزد + بجای قطرہ آتش پارہ ریزد + و له ز مژگان تب
گردیدہ من + سیہ شد آتش دل گرد روزن + و له یا لک خو یا مرا زین بیش ناشاد + گر و جان عزیزان شستہ بر باد
و له خیال انجمن من و دل گشتہ حاصل + کہ نی از تن خبر دارم نہ از دل + و له تنی از محنت تب لی حضوری +
دلی دردی چو آتش در تنوری + قصیدہ فخریہ شیخ فیضی کے جواب مین جسکا مطلع یہ ہے ع شکر خدا کہ عشق بتان ست
رہبرم + در ملت برہمن و بر دین آذرم + اسنے قصیدہ لکھا تھا چند شعر اُسکے قصیدہ کے یہ ہین ع
شکر خدا کہ پیرو دین پیمبرم + حب رسول و آل رسول ست رہبرم + بیزارم از برہمن و ناقوس اہرمن + منکر ز دین
راہب و قسیس و آذرم + قائل بروز حشر و قیام قیامتم + امیدوار جنت و حور و کوثرم + حاسد بسوی من
بحقارت نظر مکن + چون نسبتی خلیل بنہ پایۂ آذرم + زیر نگین من شدہ روی زمین تمام + لیکن چون نگین بدور
گریبان سر اندرم + از شرق تا بغرب بفضیلت معدلم + وز قطب تا بقطب بہر خطہ محورم + سطح محدب فلک فضل خصم را
ہرگز مماس نیست بسطح مقعرم + گرد زمین چو نقطۂ موہوم ساکنم + لیکن مدار گردش چرخ مدورم + دست قضا سپید
بہر کار روزگار + افلاک ہفت دائرہ بر گرد دفترم + ہرچند کم ز نقطۂ ذو وضع مرکزم + از خط مستدیر معدل فزونترم
گر خصم صد ہزار کند سحر سامری + چون اژدر کلیم بیکدم فرو برم + فی النعت خاتم ختم تو بشکستہ نگینہای قدیم +
طرح نقش تازہ و نو در نشان انداختہ + ایک شاعر کے مقابلہ مین اسنے یہ مثنوی لکھی تھی مثنوی
چند زنی لاف کہ در شاعری + ساحرم و ساحر سامری + ہر غلیم معجزۂ عیسوی ست + شعلۂ تو سحر موسوی ست +

در سخنم نادرہ روزگار * اہل سخن را منم آموزگار * ہر نفسم برد و ز جادو شکیب * ہر سخنم سحر ملائک فریب * خسرو ملک
ہمہ دانی منم * عالم اقلیم معانی منم * جوہری سلک سخندانیم * ملک فی نقد سخن انیم * این منم امروز درین داوری * شعلہ آتش
بزبان آوری * موی ایجاد معانی مکن * شمع حرب بانی مکن * شعلہ سر رشتہ نگہ دار پاک * لاف مزن مست چو کہ سینہ خاک * طبع تو ہر چند درم
زرد * یک سخن تازہ بگوش نرود * آنچہ تو گفتی دگران گفتہ اند * در کہ تو سفتی دگران سفتہ اند * خانہ کہ از نظم بیاراستی * آب و گلش از دگران
خواستی * سقف منقش کہ درین خانہ ایست * رنگ وی از خامہ بیگانہ ایست * طبع تو دارد روش باغبان * ساختہ باغی نہال کسان * سبزہ کہ
آن باغ نہ باغ دگر * ہر گل رعناش ز باغ دگر * غنچہ آن باغ روان پرورست * لیک ز خون جگر دیگرست * بیکہ بی میوہ سری شیدہ * گرش از ان
مشکو شیدہ تازگی آن ز زبان تست * از خوی پیشانی یاران تست * چند بہ نقد کسان سوختن * چشم بمال دگران دوختن * جمع مکن نقد سخن در ان
کیسہ مکن پر ز زر دیگران * شربت بیگانہ فراموش کن * آب ز سرچشمہ خود نوش کن * گر خضری آب حیات تو کو * ور شکری شاخ نبات تو کو * نخل
سبز فلک میبری * میوہ بجز خستہ نمی آوری * سر کہ بہ چرخ تو بساید سرش * چاشنی میوہ نباشد برش * ریختن خوشہ تفاخر چرا ست * برین
دل خستہ تمسخر چرا ست * من گر از شرم نگویم سخن * حمل بہ بیدانشی من مکن * نی چو رطب سینہ پر از خستہ ام * ہمچو صدف پر گہر و لب بستہ ام * من گرہ
از بند کشاتم بیان * لب بکشایند زبان آوران * طعنہ چو ابلیس بہ آدم مزن * حالت من بنگر و دم مزن * سامریم من کہ بہ نیرو فسون * معجزہ از
سحر بر آرم برون * غلغلہ در زہرہ و ماہ افگنم * ولولہ در روح مسیحا فگنم * این سخنم آن شاعر جادو مزاج * کز سخنم یافتہ جادو رواج * من کہ بہ سجادہ سخنی
شہرہ ام * ہم فلک و ہم مہ و ہم زہرہ ام * ساحریان دیگرہ موی من * بابلیان در چہ جادوی من * دولت این کار بکام منست * سکہ این
ملک بنام منست * از سخنم طرز سخن یاد گیر * عار مکن این استاد گیر * ہر کہ بہ استاد ارادت برد * در دو جہان گنج سعادت برد * یا سخن
از نظم تو نبود درست * مضحکہ اہل سخن نظم تست * گر چہ بروی تو نگوید کسے * عیب تو پیش تو نجوید کسے * لیک بغیب تو ملامت گران *
انجمن آرائی سخن پروران * شعر ترا گر بمیان آورند * عیب تو یک یک بزبان آورند * شعر ترا پیش تو تحسین کنند * در پس تو لعنت و نفرین کنند
نی تو کسی یار و نہ کس یار تو * عیب تو بر تو نشود آشکار * وہ کہ کی یار نداری دریغ * مونس و غمخوار نداری دریغ * تا بتو عیب تو نماید کسی
چیست * و آنچہ بجیب تو کشاید کہ چیست * اور مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ حسن ثانہ میں یہ چند شعر اسکے تذکرے کے لکھے
اسنے چند رقعہ بنام میرے بھیجے تھے جسکی نقل بعینہ لکھی جاتی ہے رقعہ جواہر اعادن فقار خاکساری لآلی سجار انکسار و بیقراری جوہر بیان
کار خانہ شوق و دریا نوردان کارنامہ ذوق بزلال اخلاص شستہ برشتہ نیاز کشیدہ اند نثار قدوم مسرت لزوم آن
یگانہ روزگار و آیہ رحمت پروردگار کہ دل غیب دانش جام جہان نمائے پیش بینان حقیقت ستا و آئینہ ضمیرش
مطلع انوار صدبندان طریقت ست گردانیدہ بعرض بار یافتگان مجلس بہشت آئین و محفل ملائک نشین میرساند
کہ حقا و بعزت اللہ تبارک و تعالی کہ بیمن توجہ آن عدیم المثل معدوم النظیر بسر وقت این فقیر و کہ خرافات متفرقہ را

جمع سازد آفرین باد برین احسان کہ بر یا کردہ اند دو جزو یکی از انشاء نثر دوم از مثنوی وغیرہ برای خدام می نوسید نیمکارہ شدہ است انشاء اللہ تعالیٰ فردا پس فردا یکجا بیسیار د عجالۃ الوقت آن چند بیت مثنوی کہ مظہر عم سامریم سامریم سامری ٭ در مطالعہ است فرستادہ شد صلاح فرمایند وانچہ قابل نوشتن باشد جدا سازند و پیدا باشند ٭ اور ایک رقعہ اُسنے اکبر اور اُسکے آبا اور اجداد کے سکون کے باب مین لکھا تھا جسکی نقل بعینہ کیجاتی ہے نقل رقعہ

یا سابق سبوح و فائق الفضائل فی مضائق مجامع الاماجد والافاضل و یا رامی سہام الفواضل من قسی الکمالات الی کرات قلوب العالی والاسافل و یا قارع کتائب المنکرین بسیوف الشواھد اللوامعۃ و یا فاتح ابواب مغلقات الحقائق بمفاتیح الحجج القواطع کیف حالک فی ھذہ الزمان التی کل یوم منہا یئس اھل الفطانۃ من نحوی یوم یفر المرء من اخیہ الی قولہ ابیہ لان مطمع ھمم اھلہا عیوب غیرھم فلما کان اخوان ھذہ الزمان جواسیس العیوب فویل لغیرھم فلما لا انہم لا ینظرون لعیوب انفسھم وھذا من قساوۃ قلوبھم وقصور سمعھم وفتور ابصارھم ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ فکیف یعلمون احوالھم لاسیما احوال الاخوان وھم معذورون فدعھم فی ھذہ الضلالۃ و اخبرنی من احوال نفسک التی ھی ملکیۃ الطباع نزھۃ وصفاء وشمسیۃ الشعاع لمعۃ وضیاء منفردۃ بالاستعدادات الموھبۃ والکسبیۃ مدرکۃ الحقائق الکونیۃ والالھیۃ جامعۃ الکمالات الانفسیۃ والافاقیۃ حفظہا اللہ تعالیٰ عن جمیع الآفات الجسمانیۃ والبلیات الروحانیۃ حفظا دائما تاما کاملا وملجلس علی ذیل کمالہ ھیج النقصان وکان اشتغالی من اول ذی الحجۃ الی آخر ربیع الاول بحجر نقش السلطان العادل وخلیفۃ الکامل ونقش فیہ اسمہ العالی واسماء اجدادہ المستعالیۃ الی تیمور صاحب القران والفص سیع مدور مشتمل علی ثمان دوائر دائرۃ فی وسطہ والباقیۃ فی اطرافہا الی آخرہ

یہ ایک رقعہ اُسنے شیخ یعقوب کشمیری کو لاہور سے بھیجا تھا نقل رقعہ شعر الیس لفؤاد محل شوقک وحدہٗ کل الجوارح فی ھواک فؤاد چہ نالم از دست شبون عزیمات این پیر غزائم خوان کرسی مرقع پوش بلند کلیسا کہ تمام کون وفساد را از ماہی تا ماہ بر وزر افسون پری وار در شیشہ نیلی در آوردہ بند کردہ و سر آن شیشہ را بموم شمع ماہ گرفتہ بچندین ہزار خاتم افروختہ مختوم ساختہ نہ یارای آنکہ از درون آن پای گریز بیرون توان نہادہ و نہ امید اینکہ از بیرون دست فریاد رسی بدو تواند رسید بیت فریاد بسی کردم و فریاد رسی نیست ٭ گویا کہ درین گنبد فیروزہ کسی نیست ٭ لاجرم در بند ابدی گرفتار ماند سر بر آستانۂ ارادت نہادہ و ہرگاہ کل بلک و

ملک را نسبت باو این حال باشد پیدا است که نوع انسانی سیما فرد واحد را چه یارا که دران بند دست و پا تواند زد و خود را
از قید آن زندان خلاص تواند ساخت مگر مرشدی کامل و هادی مکمل که بانواع تائیدات ربانی و اصناف
الهامات یزدانی آراسته باشد بزور بازوی تقویت الهی و یاوری مجاهدات و مکاشفات غیر متناهی دست بردی
ازین ملکهٔ عظمی و مخمصهٔ کبری آن شخص را تواند برآورد و الحق درین زمانه عارف صاحب کمالی که بزیور اوصاف
مذکوره متجلی و متحلی باشد سوای ذات خجسته صفات ملکی ملکات قدسی آیات آن یگانهٔ روزگار و مظهر آثار رحمت
پروردگار عز شانه کسی موجود نیست امید که این نامراد پابند قید جسم و صور را که یکی ازان افراد ست که از انواع انسانی
بیرون نیست بتوجه عالی از جمیع قیود که مخالف سنن نبوی و قسیم دین مصطفوی علیه افضل الصلوات واکمل التحیات
برآورده گاهی بوقت حضور بدعای مرادات ظاهری و باطنی و سعادات صوری و معنوی و مطالبات کونی
و الهی یاد آورند که وسیله وصول الی الله و حبل المتین دین مبین حق غیر این نمیتواند بود و امیدوار است که حق سبحانه تعالی
ایشان را با جمیع فرزندان گرامی و مخلصان نامی از جمیع مکائد دوران و مکارهٔ زمان محفوظ و مصئون داشته
بر سر محبان حقیقی و معتقدان تحقیقی نگهدارد بمنه و کماله کرمه **ناصحی** یہ تخلص جمال خان ولد میان
سنگن خان بدایونی کا ہی چنانچہ ذکر اسکا پہلے مذکور ہو چکا ہی ایک جوان نہایت خلیق تھا ع بشنو آن
نکتهٔ سنجیده ز پروردهٔ عشق ۞ که به از زندهٔ بی عشق بود مردهٔ عشق ۞ و له از کمین تیر غم هنگام سواری زده ۞ لذتی دارم
ازین عشق که کاری زده ۞ خان کلان کا جو یہ مطلع تھا ع درجوانی حاصل عمرم به نادانی گذشت ۞ اسکے
تتبع مین اسنے کہا تھا ع ہر سلیمانی که خود را کمتر از موری ندید ۞ عاقبت بر باد رفت و آن سلیمانی گذشت
نہانی یہ ایک بڑھیا آگرہ مین رہتی تھی یہ مطلع اسکا ہی ع روز غم شب درد بی آرام
بیتاب کرده ام ۞ دردمند بها درین ایام پیدا کرده ام ۞ ہرچند سب شاعروں نے فکر کی مگر اسکے مقابلہ کا
مطلع نہ لکھ سکے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اسکا بیٹا جعفر نام ایک جوان قابل ہی اور کشمیر مین احدی ہو کر
اور میر بحری کی خدمت اس سے متعلق ہی **نجاتی گیلانی** ہندوستان مین آیا اور یہین اسکا انتقال
ہو گیا شعر اور معما مین کامل تھا و له ای دلم دور از تو در آتش و دیده خونفشان ۞ بی تو ام در آب و آتش
آشکارا و نہان ۞ معما باسم ابل ع حل نشد از دل تو مشکل ما ۞ از دولت و وکه آب شد دل ما ۞
ملا نویدی یہ نیا نیا خانخانان کی خدمت مین آیا تھا و له قضا که نامهٔ جرم بشر بخواره نوشت ۞ تو هم
عفو خداوند بر کناره نوشت ۞ **نوعی** اسنے اپ کو حضرت شیخ حاجی محمد خبوشانی رحمة الله علیه آلی الله دین تلا تھا

مگر اُسکے اعمال اس دعوی کی تکذیب کرتے تھے طبیعت اُسکی نہایت شوخ تھی چھوٹے شاہزادہ کی خدمت مین رہتا تھا
؎ نوعی بکوشش سیم و بعد فرزنم + خورشید وار آبلہ ام جوش میزند + غم نوعی نہ ز بسیاری درد و الم است
غم او نیست کہ در حوصلہ گنجائی نیست + ولہ یار شوقم رہی گرفتہ بہ پیش + کہ دران راہ خضر مُرد ز حسرت
گل صحرائش خار مژگان ست + سنگ آن راہ کاسہای سرست + نیازی بخارا کا رہنے والا ہے نہایت
مست آدمی تھا فن شعر اور عروض اور معما اور تاریخ مین کامل تھا اول ہی مرتبہ جو ہمایون کی مجلس مین آیا
تو اُسنے اول ہی اپنا پانون مجلس مین رکھا چونکہ ہمایون اس قسم کے آداب کا بہت مقید تھا اسلیے اُسنے حکم دیا
کہ اسکو دوبارہ لوٹا کر لاؤ جب اُسکو بیٹھنے کی اجازت ملی تو اُسنے ایک بیہودہ گفتگو شروع کی اور مُلّا بیکسی سے
مباحثہ کرنے لگا اور میر عبدالحی سے جو مُلّا بیکسی کا طرفدار تھا کہا کہ کیا کرین ہم بیکس ہین بیکسی کا منہ سیہ ہو
اور جب خواجہ حسین مروی جو علت اُبنی سے متہم تھا بیکسی کی مدد کرنے لگا تو اُسنے کہا کہ مُلّا یہ تمھاری
پُشتی کا کیا موقع تھا ہمایون ان حرکتون سے نہایت ناراض ہوا اور آزردہ ہو کر اُٹھ گیا مگر باوجود اسکے
اُسے کسی قسم کی ایذا نہ آنے دی اُسنے ایک غزل لکھی تھی جسکا مطلع اور مقطع یہ ہے ؎ بر فلک مست شفق بادۂ
گلفام من ست + رند دُردی کشم و طاس فلک جام من ست + تا نیازی شدہ در مُلک سخن خسرو عہد
نام جامی شدہ منسوخ کنون نام من ست + اسی مقطع کی وجہ سے ماوراء النہر اُس سے چھوٹی مشہور ہے کہ ایک
روز تھتہ مین سر مجلس یہ غزل اپنی پڑھ رہا تھا اتفاقاً اُسوقت دیوان مولوی جامی کا بھی موجود تھا جب
اُسکو کھولا تو اول صفحہ مین یہی مطلع نکلا ؎ چرخ را جام نگون دان کہ ز عشرت تہی ست + بادہ از جام نگون
مجستن نشان ابلہی ست + ایک روز نیازی نے خواب مین دیکھا کہ فسونی شاعر نے اُسکی داڑھی پر پیشاب
کر دیا اس باب مین کسی شاعر نے یہ قطعہ کہا تھا قطعہ فسونی را نیازی دیدہ در خواب + بریشش را در شبشہ
آب پاشیدہ + اگر شاشیدہ بر ریشش میازار + سگے بر بوتہ شاشیدہ شاشیدہ + ولہ بروی آتشین ز لعت تو آہ
سیمین مبین پیچیدہ + بلی چون موی بر آتش فتد بر خویشتن پیچیدہ + ولہ چو نتوانم کہ بر گرد سر آن تند خو گردم + خیالش
در نظر آوردہ ہر دم گرد او گردم + ولہ در سحر کہ نیست از باد صبا پیراہنش + بلکہ جا فی یافتہ پیراہن از لطف تنش
تھتہ مین اُسنے وفات پائی نامی یہ تخلص میر محمد صفوی ولد میر سید محمد صفائی کا ہے بکر کے نامی سیدون مین سے
تھے بادشاہی امیرون مین داخل ہین آور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل قندھار مین کسی خدمت پر
متعین ہین بڑے متقی اور پرہیزگار ہین کسی شخص نے اُنسے کہا تھا کہ دین کی رہنمائی کے سبب سے

کوئی مرشد ضرور چاہیے آپ بھی کسی سے بیعت کرکے تلقین اور اجازت حاصل کیجیے میں نے جواب دیا کہ بالفعل دو مرشد میرے موجود ہیں اور مرشد کی کیا ضرورت ہے جب میں اپنے وطن سے چلکر دار الخلافت کو متوجہ ہوا تھا تو اسقدر ہوا و ہوس جوانی کی سر میں تھی کہ منصب ہزاری اور دو ہزاری کو قبول کرنے کو جی نہ چاہتا تھا جب دربار میں پہونچا تو یہاں کچھ مدار ان کے ڈنڈے کھائے اور بڑی ذلتیں اٹھائیں تب بمشکل سے منصب بیستی نصیب ہوا وہ سارے خیالات دور ہو گئے اور اپنی حقیقت خوب معلوم ہو گئی مرشد کی تعلیم کا نتیجہ اور اس سے زیادہ کیا ہوگا دوسرا مرشد میر ابو الغیث بخاری ہیں کہ مرتبہ میں بدرجہا مجھسے بڑھا ہوا ہے جب تک مجھکو اس سے آشنائی نہ تھی تب میرا یہ حال تھا کہ جس روز میرے گھوڑوں کو گھاس دانہ نہ ملتا تھا تو اسقدر مجھکو رنج ہوتا تھا کہ کسی سے بات کہنے کو جی نہ چاہتا تھا جب سے میر ابو الغیث سے ملاقات ہوئی تو انکا یہ حال دیکھا کہ کبھی کبھی مہینہ چار روز تک انکے طویلہ میں گھاس دانہ کا نام نہ آتا تھا اور نہ مطبخ گرم ہوتا تھا اسپر بھی وہ ہنسی خوشی کشادہ پیشانی رہتے تھے کچھ رنج کا اثر چہرہ سے ظاہر نہیں ہوتا تھا تب میں نے بھی اپنے دل کو تسلی دی کہ جب اس شخص کا یہ حال ہے تو میرا مرتبہ تو اسکے عشر عشیر بھی نہیں پھر میں کیوں بیفائدہ رنج کرتا ہوں تیسرا مرشد وہ کنیزک ہے جو حضرت بادشاہ نے عنایت فرمائی جب کبھی خطرہ شیطانی اور ہوائے نفسانی کا دل میں اثر ہوتا ہے اس سے صحبت کرکے اپنی خواہش رفع کرلیتا ہوں اور وہ شورش دور ہو جاتی ہے مرشد کا کام بھی یہی ہے کہ امور ناشائستہ سے کسی کو باز رکھے میں نے طالب علمی میں بہت کوشش کی تھی اور شعر و معما میں نہایت مہارت پیدا کی تھی ایک دیوان اور ایک مثنوی یوسف زلیخا کی بحر میں انکی تصنیف کردہ ہے

س: چہ خوش ست آنکہ از خود روم و تو حال پرسی + تو بشرح حال گویم بزبان بیزبانی + چون گریہ من پدیدہ نہان کردہ قسمتم + پیداست کہ این گریہ من بی اثری نیست + عشق نشہ ایست کہ عشاق خستہ را + توفیقیست در فراق کہ اندر خیال نیست + وله داد پیغام بقاصد ہمہ من خندہ کنان + ظاہرست از سخن او اثر خندہ ہنوز + اور مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ اسنے ایک قصیدہ منقبت احمد آباد سے اٹک میں مجکو بھیجا تھا قصیدہ داغیکہ بود بر دلم از عشق درازل + از دولت فراق تو با درد شد بدل + طوفان آتشی کہ دل از درد برکشید + افگندہ در مزاج زمین و زمان خلل + یاد غم تو میدہم چاشنی درد + طعم فراق میدہدم لذت اجل + خوش آنکہ در طریق محبت قدم نہاد + حیران عشق بی ملاحظہ چون عشق بی حیل + در دیار بیکار گہ صنع بنگری + ہم صنع در معاملہ ہم عشق در عمل + مینا ہم ز عشق بدیوانگی شدیم + آخر شدم من از تو بدیوانگی مثل + خونناب گرم بسکہ ز دل ریختیم فگند + ایام سر بسر ہمہ در آتشین وحل + عشقت ہزار عقدہ غم پیشم افگند + ناکردہ یک دقیقہ ہجران ہنوز حل + ہم بیم مرگ میدہدم نشاۂ فراق + ہم ذوق وصل میدہدم

شوق ازل ٭ تا گشته حشر روز قیامت شود بدید ٭ زین آتشی که از جگرم گشت مشتعل ٭ در خون نشسته چشم جهان بین
ازان مژه ٭ در خاک خفته خلقی ازان چشم مکتحل ٭ در هر دو کون آتش دیوانگی زدم ٭ رمزی ز سر عشق تو ناگفته در غزل
آن دل که داشتم ز تو آمیخته بعشق ٭ خوناب گشت از مژه با بخت طلل ٭ دارم بهر مژه ز غمت ابر شعله بار ٭ در سینه
آتش هجران هزار تل ٭ مشغول در مشاهدات چشم روزگار ٭ مشغوف از ملازمت دیده و دل ٭ خواهم خلاصیم
از دوزخ فراق ٭ ماحی کفر و حامی دین هادی ملل ٭ شاه نجف علی ولی شاه لافتی ٭ کز نقد انبیا بجهان اوست
ما حصل ٭ ماهی که مهر کرده از واکتساب نور ٭ شیری که تیر چرخ ازو مانده در وحل ٭ خطش اگر حصار کند بر جهان
جز بر کس بدون غ داز دراجل ٭ بنید بخواب قوت سر پنجه‌ات اگر ٭ بازوی چرخ بر کند از بیخ دست شل ٭ بانگ بهانه
نو رسد گر بگوش ما ٭ بیجد چو بازیانه صدا در تن جبل ٭ یک نقطه قاف قدر تو سنجد گر بقاف ٭ آن جای قاف گیرد
وین جای بر زحل ٭ دستت اگر عنان ابد باز پس زند ٭ افتد هزار رحله و اپس تر از ازل ٭ نخل فلک گلشن قدر تو
یک ورق ٭ باغ جهان ز مزرع جود تو نیم تل ٭ در عهدت آنچنان شده شیرین مزاج دهر ٭ کز زهر در فی می توان کرد
تا عسل ٭ گر بر بصیل فتد نظر همتت بسهو ٭ در جنب او نماید گردون کم از بصل ٭ با خصم ذوالفقار و بسائل نعم بلی ٭
ظاهر بعهد تا شده معنی لا و بل ٭ گر در ضمیر تو گذرد صورت غضب ٭ از بیم هم چو بید بلرزد تن اجبل ٭
باشد سپهر قدر ترا وسعتی که مهر ٭ نبود عجب اگر بودش شاهق جبل ٭ گر خنجرت به تیغ سیاست زبان دهد
ای وای چرخ لجه و مکار پر دغل ٭ آرایش عروس سخن چون بمدح تست ٭ بر بستم از معانی رنگین و حلل ٭
ای وای بر تو نامی و بر اهل حشر وای ٭ در محشر آیدت چو سیه نامه عمل ٭ شستم ز آفتاب شفیعی امیدوار ٭
روزیکه هیچ جا نبود سایه امل ٭ باران ابر رحمت ساقی روز حشر ٭ آن دین پناه اعظم و آن صاحب اجل
رباعیات تنها با خود در انجمن باید بود ٭ با خویش همیشه در سخن باید بود ٭ هم بلبل و هم گل چمن باید بود ٭
دیوانه کار خویشتن باید بود ٭ وله فریاد دلی از همه کس می شنوی ٭ آواز درا ز پیش و پس می شنوی ٭
کرده همه شبگیر بسر منزل دور ٭ تو خفته به ره بانگ جرس می شنوی ٭ وله ای آنکه بران خرت نظر جیاید ٭
چشم تو و راه چشم سر میاید ٭ خواهی که ز عشوه‌اش غافل نشوی ٭ در چشم دلت چشم دگر می باید ٭
وله عشقت نه متاع هر خریدار بود ٭ او را دو جهان بهای یکبار بود ٭ گل نیست که در کوچه و بازار بود ٭
با مشک که در دکان عطار بود ٭ وله ز آلایش روزگار اندک لاله ٭ عیب دگران مکن تو هم زان کاله ٭
پرهیز ز آلودگی دامن خویش ٭ نامی بود وسوسه دزدی که درین مزبله ٭ وله در عشق بتان مشق جنون باید کرد ٭

می بستم * وله خونخواره راهی میروم تا خود بیابان کی رسد * یا سر کہ این رہ سر کند آخر بدربان کی رسد *
وله اشکی کہ بلب نارسیدہ آہ ہنوز * ہزار آبلہ دل بر سر زبان دارد * **نوائی** یہ تخلص میر محمد شریف کاہی کا ہے اُسکا
بھائی میر قدسی کربلائی جسکا یہ شعر ہے ع گر ذوق زخمی نشناسیم عجب مدان * **قدسی** بعمر خویش چو خرم نبودہ ام *
نوائی ہندوستان مین اکبر کی ملازمت مین آیا اور بہت جلد اُسکا انتقال ہوگیا وله منم نشستہ بکنجی ز بیوفائی تو
قرار دادہ بخود محنت جدائی تو * بکرم خویت از جانبی روم چہ کنم * کہ اعتماد ندارم بر آشنائی تو * تو در طریقہ مہر و وفا
نہ آن شمعی کہ بود دیدہ ام ز دور روشنائی تو * وله بہیچ جا نرسیدم بہیچ رہ نگذشتم * کہ در دلم نگذشتی بخاطرم نرسیدی
وله نشین بغمزہ بستم آلودہ بر مخیز * دیر آمدی بپرسش ما زود بر مخیز * **تویدی نیشاپوری** کسی قدر علم اُسکو
حاصل تھا شعر گوئی مین صاحب رتبہ تھا سنہ نو سو بہتر مین حج کو جاتا تھا او رستہ مین ہو نکر وفات پائی
وله اگرم ز اشک گلگون شد لالہ گون زمینہا * نتوان شدن پریشان گل عاشقیست اینہا * وله ملال ہجر است
شدن ملتفت درت شب عید * ز دو دست خیالی دلی بہم نرسید * وله چہ شوقیست ہر لحظہ روی تو دیدن * چہ
ذوقیست ہر دم بکویت رسیدن * چنانم فتادہ بست پیوند با تو * کہ نتوان بصد تیغ از تو بریدن * لویدی ز لعل لب او
چہ حاصل * جز انگشت حسرت بدندان گزیدن * **نظمی تبریزی** طبیعت اُسکی شعر سے بہت مناسب تھی دیوان
اسکا مشہور ہے وله شوخیکہ بود لب بفسون آلودہ * اہل نظر انداز و جنون آلودہ * پیوستہ بسر چہرہ او زلف
پاریشہ جان ماست خون آلودہ * وله داغ جفای یار کہ بر سینہ منست * داغش مخوان کہ مونس دیرینہ منست
وله چیان خواہم نوشتن صورت احوال در نامہ * کہ میگردد ز آب چشم من فی الحال تر نامہ * کبوتر نامہ ات
آورد و ماندم زندہ می مردم * نمی آورد آن مرغ ہمایون فال گر نامہ * سراسر می نویسم حال نظمی را بداما
کجا خواہد گذشت آن سرو فارغ بال ہر نامہ * وله بجام پری خانم پری رخسارہ دیدم * شکستہ در میان آب
آتش پارہ دیدم * وله ز دل بیرون و بیگانگیست ظاہر شد * کہ ہر دن دل بود آشنائی تو * وله خطیکہ بر گل
رخسار یار پیدا شد * بنفشہ ایست کہ از لالہ زار پیدا شد * **وقوعی نیشاپوری** شہاب الدین احمد خان کا
داماد ہے اگرچہ نام اُسکا محمد شریف تھا مگر ذات اُسکی کثیف تھی اسلیے کہ الحاد اُسکا اُس زمانہ کے سارے
ملحدون سے بڑھا ہوا تھا نہ بسنخوانی تھا نہ صباحی بلکہ ان دونون کے درمیان مین اُسنے اپنا نیا مذہب نکالا تھا
تناسخ کا قائل اور ادوار کا معتقد تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک روز بھنبر مین جو سرحد کشمیر پر قصبہ ہے
کشمیر کو میرے ساتھ چلنے کے لیے مکان پر آیا وہان ہزار ہزار من کے پتھر پڑے ہوے تھے

وداعی ہروی کسی قدر علم اُسکو حاصل تھا ہندوستان مین آکر وفات پائی وله سواد ہند کہ پُرظلمت ست
چون شب ہجران + کسی کہ آمد اینجا بحسرت ست و ندامت + زملک ہند وداعی مجو غنیمت بگذر + غنیمت
اگر جان بری ز ہند سلامت + یہ مطلع کسی اُستاد کا مشہور ہے خوش آن زمان کہ برویت نظر کنان روم
از خود + زمان زمان بخود آیم زمان زمان روم از خود + نہ از شراب بزم تو ہر زمان روم از خود + پیالہ لعل تو
بوسد ز رشک آن روم از خود + واقعی ہروی ابن علی اُسکا نام تھا اکبر کے ملازمون مین سے تھا وله برجبین
تو از روی ناز چین پیداست + کہ بحر حسن تو ز موج این چنین پیداست + ہنوز ت از می ناز ست نشئہ در سر +
ز سر گرانیت ای ترک نازنین پیداست + چو شمع سوز دل خود چہ آورم بزبان + کہ سوز را اثر از آہ آتشین پیداست
چہ احتیاج بماہ نو ست در شب عید + ترا کہ ماہ نو از چاک آستین پیداست + وله دو لعل او بہم دارند
آب زندگانی را + بلی جان درمیان باشد بہم یاران جانی را + وله دلم چو آئینہ امروز کس غبار ندارد +
کہ چشم مردمی از اہل روزگار ندارد + وله ای نکوش آن ہستی کہ آرد بخبر سوی تو ام + و انچنان باشد کہ
نتوان برد از کوی تو ام + وله شود ہر کہ ز بیتابی ہوای کوی آن ماہم + خیال بیوفائیہای او گیرد سر راہم +
وله سر زلفش بہ ان رخ از نسیم آہ مالرزد + چو دود شمع کز آمد شد باد صبا لرزد + وصفی اُسکا نام سید تھا
شاہ غیاث اور مولانا مارائی کا شاگرد تھا سات و ن خط لکھنا جانتا تھا بادشاہی احدیون کے زمرہ مین داخل
تھا اُسکی مان میرزا نظام الدین احمد کے رشتہ دارون مین سے تھی کبھی کبھی شعر کی فکر کرتا تھا وله کنون کہ
لذت اندوہ عشق دانستم + ہزار رنگ چہرہ خندہ گرہ یاد دارم + رباعی کو عشق کہ باطنم شب دیجور است +
اسرار حق از دانش من مستور است + باشد کہ محبتم رساند و رنی + زین سعی شکستہ پای مقصد دور است
وله اگر ارادہ مدح بزرگی تو کند + ز جان نخند اندیشہ از گران باری + چنان نزاع بعہد تو از میان
برخاست + کہ پنبہ را کند از صدق شعلہ غمخواری + وصلی بڑا خوش طبع تھا ولایت عراق سے سفر
حج کو گیا تھا اور وہان سے جہاز مین بیٹھکر ہندوستان کو آتا تھا جہاز تباہ ہوا مگر یہ کسی طرح ڈوبتا اُچھلتا
کنارے پر آن پڑا پھر قطب شاہ دکھنی کے ملک مین گیا اور وہان کسی پہلوان سے کُشتی لڑکر غالب آیا اِسی
سبب سے وہان کے سب پہلوانون کو حسد ہوا اور سنہ ۹ نو سو ستتر مین اُسکو زہر دیکر مار ڈالا وله دل
ز بیا نہ برہ میرود و می ترسم + کہ مباد ا بود دشمن دل نگران از سبب + وله نگارمن تو چنان تند خو بر آمدہ +
کہ کس بہ تندی خوی تو بر نمی آید + وقوفی ہروی میرزا اعظم کے نام سے مشہور تھا وطن اُسکا بدخشان مین تھا

وعظ کی مجلسین اُسکی بڑی گرم ہوئی تھین ولہ گر سر م خاک رہت گردو بر باد رود + نیست ممکن کہ خیال رخت از یاد رود + ولہ چون سر زلف تو گردید پریشان دل من + یک سر مو نکشادی گرہ از مشکل من + ولہ بی تکلف گرد با د وادی غم گشتہ ام + بہر نفس شوم سرگردان عالم گشتہ ام + ولہ بگذشت زحد قصہ درد و الم ما + عشق آمد و بگرفت ز سر تا قدم ما + و **فائی اصفہانی** مدت تک کشمیر مین تہا اور پہر لاہور مین زین خان کوکہ کی صحبت مین آگیا ولہ در دل نسیم شبان کوی کہ چون روز شود + ہمہ درہا بگشایند و درش بر بندند + قحط وفاست انیکہ نکویان روزگار + خوانی نہند و خون دل سیمان خورند + ہمدمی میرزا برخوردار نام و خان عالم خطاب تہا ہمدم بیگ کا بیٹا تہا جو ہمایون کے نامی امیرون مین سے تہا بڑا بہادر اور خوش خلق تہا ولہ دل من بین و ہر سو تازہ داغی از جنون دروی + محیط محنت است و ہر طرف گرداب خون دروی + انکی یہ غزل مشہور ہے جسکا مطلع یہ ہے ولہ قاتل من چشم می بندد دم بسمل مرا + تا بماند حسرت دیدار او در دل مرا + اور اسی زمین مین اُسنے بموجب حکم بادشاہ کے یہ مطلع لکہا ہے آمد و بگذشت از دل تیر آن قاتل مرا + ماند تا روز قیامت داغ او در دل مرا + اور شیخ فیضی نے آگرہ مین جب یہ طرح ہوئی تو غزل لکہی تہی جسکا مطلع یہ ہے پا بُرد و بگذارای قاتل دم بسمل مرا + تا برین تقریب پابوسی شود حاصل مرا + ہجری یہ شیخ جام کے پوتون مین سے ہے بڑا متقی اور پرہیزگار اور حمیدہ صفات تہا اُسکے دیوان مین پانچ ہزار شعر ہین ولہ ای گل کہ نیرسد بدامان تو دست + بر نام تو عاشقیم و بر بوی تو مست + این طرفہ کہ حاضری و غائب ز میان + پنہانی و ظاہر از تو ہر چیز کہ ہست + ولہ سحر نوای طرب زن کہ شوق انگیز است + انیس مجلس گل بلبل سحر خیز است + ہمای سدرہ نشین شو ز اوج دولت عشق + کہ باغ منظر این دہ کدورت آمیز است + دہان در معاصی آب بر تو بہ بشوی + کہ رفت عمر بعصیان و وقت پرہیز است + بپوش جوشن طاعت کہ درکمین گہ عمر + بدست رہزن ایام تیغ خونریز است + مساز قصر اقامت درین رباط دو در + کہ فتنہ رخنہ گر و صرصر اجل تیز است + بحسن نظم حسن ہجری از طریق کمال + مرید عارف شیراز و پیر تبریز است + ولہ خوش ست موسم دی خاصہ در بہار شباب + گل نشاط اگر شگفد ز جام شراب + ولہ خوش آن شبی کہ سر کوی یار منزل بود + فروغ طلعت ساقی چراغ محفل بود + نسیم وصل دلارام زندگی بخشید + وگرنہ رستن از دست ہجر مشکل بود + ولہ سحر کہ وقت گل و جلوہ شقائق بود + دہان فاتحہ پر نکتہ حقائق بود + ولہ مراد در کوی رسوائی سرا ئیست + دری افتادہ دیواری شکستہ + ولہ دی ہوای حرم و عزم گلستان کردم +

رفتم وطوف سراپردهٔ جانان کردم * وله گل مگر از بغل یار بگلزار آمد * که ز گل بوی خوش پیرهن یار آمد * وله باز دل آشفتهٔ چشمان سحر انگیز کیست * باز زنجیر جنونم زلف عنبر بیز کیست * وله از آن نامهربان ترسم خلل در کار جان افتد * مبادا هیچکس را دلبری نامهربان افتد * وله من کیم افتاده بر خاک درش بیچاره ناامیدی بیکسی از خان و مان آواره * وله ای دل آواره بر خاک درش جا کرده * نیک جائی از برای خویشتن پیدا کرده * وله گر ترا هست به یاران وفاداری * بوفایت که ز من نیست وفادارتری * وله طلبگار وصالت گشته عمری جستجو کردم * میسر چون نشد مهلت بهجران تو خو کردم * **ہاشم** یہ وہی محمد ہاشم ہے جسکا ذکر بیرام خان خانخانان کے ذکر کے ساتھ پہلے مذکور ہو چکا ہے مولانا شاہ محمد انسی کا بھتیجا ہے کبھی سماعی کبھی فراقی تخلص کرتا تھا اخیر میں ہاشمی قرار پایا شعر گوئی کا سلیقہ اسکو خوب حاصل تھا وله قمری بباغ بهر چه فریاد میکنی * گویا ز سرو قامت او یاد میکنی * گنجشک وار بسته دم تو گشته ام * نی بیکسی مرا و نه آزاد میکنی * وله روم در باغ بی روی تو اشک لاله گون ریزم * بپای هر گلی بنشینم و از دیده خون ریزم * درونم چون صراحی خون شد از اندوه میخواهم * که در بزم تو این خونابه را از دل برون ریزم * بجز خاک درت جای نه ریزم اشک از دیده * بهر در آبروی خویشتن بر خاک چون ریزم * بیاد روی گندم گون او در مزرع سودا * ز اشک دانه دانه دمبدم تخم جنون ریزم * صراحی وار هاشم دمبدم از لعل می گونش * سرشک ارغوانی از نوای ارغنون ریزم * وله عکس نه در می فگند خال تو ای سیمبر * مردم چشم من است غرقه بخون جگر * وله ای زلف تو زنجیر دل شیدا ایم * شیدای آن دو زلف عنبر سائیم * گفتی که هلاک شو بسودای غمم * عمریست که من هلاک این سودائیم * اول مذکور ہو چکا کہ خانخانان نے اسکی ایک غزل ایک لاکھ تنگہ کو خریدی تھی اور اُس غزل کا مطلع یہ تھا * من کیستم عنان دل از دست داده * دردست دل براه غم از پا فتاده * سنہ ۹۷۰ نوسو ستر میں آگرہ میں اُسنے وفات پائی واللہ المستعان علیہ التکلان

قطعہ تاریخ لمترجمہ

بفضل خدا ترجمہ شد تمام	نگارِ مرادم بکف نیستی ست	آخر سالِ اتمام تحریر عمدیست	بگو عبرت آموز منشور دست

۱۲۸۸

کتب خانہ